

شرح حسنی شریف

جلد 3

تألیف
امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب البیہقی

شیر
استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

تحقیقات چینل یلیگرام

<https://t.me/tehqiqat/>



خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

<https://t.me/tehqiqat>
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لے

[https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب _____ شجہ سنن نسائی شریف

مترجم _____ ابو العلاء محمد بن اسماعیل بن ہبانکیر

کمپوزنگ _____ ورڈز میکر

باہتمام _____ ملک شبیر حسین

سن اشاعت _____ ستمبر 2015ء

سرورق _____ اے ایف ایس اینڈ ورٹائر لاور
0322-7202212

طباعت _____ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ _____ روپے

اسٹاکسٹ

شیار پبلی کیشنز
ارٹو بازار لاہور
فون: 042-37240084

شبیر برادرز
نہید سٹورم، ارٹو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔



جميع حقوق الطبع محفوظة للناس

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



ترتیب

۵۹	حاملہ اور مرضہ کے لئے روزے کی رخصت کا بیان	۳۲	مقدمہ رضویہ
۶۱	روزہ ڈھال ہے		امام نسائی علیہ الرحمہ کے علمی احوال کا بیان
۶۳	روزے دار کے لئے جنت کی بشارت		کتاب الصَّیَام
۶۵	روزہ دار کے سامنے کھانا	۳۵	یہ کتاب روزوں کے بیان میں ہے
۶۶	حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم	۳۵	روزہ کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ
۶۹	جنت کا اعلیٰ مقام	۳۵	رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث
	باب الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ	۳۹	بعض نقلی روزوں کی فضیلت کا بیان
	یہ باب رمضان کے مہینے میں فضل اور سخاوت کے بیان میں	۴۰	بعض ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان
۷۰	ہے	۴۱	روزہ کے اسرار و رموز کا بیان
۷۱	امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۴۲	روزہ کے فساد و عدم فساد کے بعض ضروری مسائل کا بیان
	باب فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ	۴۲	انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا بیان
۷۱	یہ باب ماہ رمضان کی فضیلت کے بیان میں ہے	۴۳	روزے کے آداب کا بیان
	ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کے معاف	۴۴	اہل یقین اور اہل فریب کے اعمال کا بیان
۷۱	ہونے کا بیان	۴۴	روزے کے آداب کا بیان
۷۲	شیاطین کو پابند سلاسل کر دیئے جانے کا بیان		باب رُجُوبِ الصَّیَام
	باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ	۴۵	یہ باب روزوں کی فرضیت کے بیان میں ہے
	یہ باب ہے کہ اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے	۴۶	پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم
۷۳	اختلاف کا تذکرہ	۴۷	احکام اسلام میں کمی یا زیادتی نہ کرنے کا بیان
۷۵	شیطان کے دسواں کا بیان	۵۲	روزہ کی فرضیت
	باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مَعْمَرٍ فِيهِ	۵۲	نماز و روزے کے حکم میں تبدیلی
۷۶	اس روایت میں معمر سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۵۶	روزے کا فدیہ دینے کا حکم
۷۷	شیطانی افواج کا بیان	۵۷	ابتداء اسلام میں ہر ماہ تین روزے کا حکم تھا

۷۸	ماہ رمضان کی برکات کا بیان	یہ باب ہے کہ جب بادل چھائے ہوں تو شعبان کے تیس دن
۷۹	شیطان اور فرشتے کے تصرف کا بیان	پورے کرنا
۸۰	باب الرُّخْصَةِ فِي أَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ	یہ باب ہے کہ اس حدیث میں زہری سے ہونے والے
۸۱	اجازت	اختلاف کا تذکرہ
۸۲	ریا کاری کے معنی و مفہوم کا بیان	یہ باب ذکر الاختلاف علی عبید اللہ بن عمرو بن عُمَرُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
۸۳	ریا کاری کی اقسام و صورتوں کا بیان	اس حدیث میں عبید اللہ بن عمر نامی راوی پر اختلاف کا
۸۴	ریا کاری کرنے والوں کیلئے وعید کا بیان	تذکرہ
۸۵	شرک و ریا کاری کرنے والوں کے بارے میں وعید	باب ذکر الاختلاف علی عمرو بن دینار فی حدیث ابن عباس فیہ
۸۶	نیت و اخلاص کی اہمیت کا بیان	یہ باب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے
۸۷	رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا بیان	منقول روایت میں عمرو بن دینار سے نقل ہونے والے
۸۸	باب اختلاف أهل الألفاق فی الرؤیة	اختلاف کا تذکرہ
۸۹	یہ باب ہے کہ جب مختلف علاقوں کے لوگوں کے درمیان (پہلی کا چاند) دیکھنے میں اختلاف ہو جائے	باب ذکر الاختلاف علی منصور فی حدیث ربیعہ فیہ
۹۰	باب قبول شہادۃ الرجل الواحد علی ہلال شہر رَمَضَانَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ فِيهِ عَلَى سَفِيَّانَ فِي حَدِيثِ سَمَاءَ	ربیعہ سے منقول حدیث میں منصور سے نقل ہونے والے
۹۱	یہ باب ہے کہ رمضان کے پہلی کے چاند کے بارے میں ایک شخص کی گواہی قبول کرنا	اختلاف کا تذکرہ
۹۲	مستور الحال شخص کی شہادت روایت کا بیان	باب نِکَمِ الشَّهْرِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ
۹۳	روایت ہلال میں ایک مستور الحال کی گواہی کی قبولیت کا بیان	یہ باب ہے کہ مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے
۹۴	عادل، مستور اور فاسق کی تعریفات و فقہی احکام	حوالے سے منقول اس روایت میں زہری سے ہونے والے
۹۵	ہلال عید کی شہادت میں مذاہب اربعہ	اختلاف کا تذکرہ
۹۶	صاف مطلع کی صورت شہادت جماعت میں احناف کا موقف	باب ذکر خبر ابن عباس فیہ
۹۷	باب اِکْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ اِذَا كَانَ عِمْمٌ وَذِكْرُ اِخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ	یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے
۹۸		کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ
۹۹		باب ذکر الاختلاف علی اسماعیل فی خبر سعید بن مالک فیہ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں اسماعیل نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۹۸
باب ذکر الاختلاف علی یحییٰ بن ابی کثیر فی خبر ابی سلمۃ فیہ	۹۸
یہ باب ہے کہ اس بارے میں ابوسلمہ کے حوالے سے منقول روایات کے بارے میں یحییٰ بن ابوکثیر نامی راوی سے منقول ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۹۹
چاند کے مطابق روزے اور عید کا بیان	۹۹
باب الحث علی السحور	۱۰۳
یہ باب سحری کرنے کی ترغیب دینے کے بیان میں ہے	۱۰۳
باب ذکر الاختلاف علی عبد الملک بن ابی سلیمان فی ہذا الحدیث	۱۰۵
یہ باب ہے کہ اس حدیث میں عبد الملک بن سلیمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۱۰۵
باب تأخیر السحور و ذکر الاختلاف علی زر فیہ	۱۰۶
سحری میں تاخیر کرنا اور اس بارے میں زرنامی راوی سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۱۰۶
باب قدر ما بین السحور و بین صلاۃ الصبح	۱۰۶
یہ باب ہے کہ سحری اور صبح کی نماز کے درمیان کتنا فرق ہونا چاہیے؟	۱۰۶
باب ذکر اختلاف ہشام و سعید علی قتادۃ فیہ	۱۰۶
یہ باب ہے کہ اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے نقل کرنے میں ہشام اور سعید نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ	۱۰۶
باب ذکر الاختلاف علی سلیمان بن مہران فی حدیث عائشۃ فی تأخیر السحور و اختلاف الفاظہم	۱۰۶
یہ ہے کہ باب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول	۱۰۶
روایت میں سلیمان بن مہران سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۱۰۶
وہ روایت جو سحری کو تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں ہے	۱۰۶
اور اس روایت کے الفاظ کے اختلاف کا تذکرہ	۱۰۶
باب فضل السحور	۱۰۹
یہ باب سحری کرنے کی فضیلت میں ہے	۱۰۹
باب دعویۃ السحور	۱۰۹
یہ باب سحری کی دعوت کرنے کے بیان میں ہے	۱۰۹
باب تسمیۃ السحور غذاء	۱۰۹
یہ باب ہے کہ سحری کو "غذا" (ناشتے) کا نام دینا	۱۰۹
باب فصل ما بین صیامنا و صیام اہل الکتاب	۱۱۰
یہ باب ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق	۱۱۰
باب السحور بالسویق و التمر	۱۱۰
یہ باب سحری میں سوا اور کھجور کھانے کے بیان میں ہے	۱۱۰
باب تأویل قول اللہ تعالیٰ (وکلوا واشربوا حتی یبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر)	۱۱۰
یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت "اور تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے"	۱۱۱
سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا بیان اور طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کی ممانعت	۱۱۲
سحری کھانے کا آخری وقت کا بیان	۱۱۲
باب کیف الفجر	۱۱۲
باب: صبح صادق کیسے ہوتی ہے؟	۱۱۵
صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان	۱۱۵
باب التقدیم قبل شہر رمضان	۱۱۵

یہ باب ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرتا ہے اور اس میں روزے رکھتا ہے اس کا ثواب اس روایت کے بارے میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۲۳

باب ذکر اختلاف یحییٰ بن ابی کثیر والنضر بن شیبان فیہ

اس روایت کے بارے میں یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شعبان کے اختلاف کا تذکرہ ۱۲۹

باب فضل الصیام والاختلاف علی ابی اسحاق فی حدیث علی بن ابی طالب فی ذلک

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی فضیلت اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں ۱۳۱

ابو اسحاق نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۳۱

باب ذکر الاختلاف علی ابی صالح فی ہذا الحدیث

یہ باب ہے کہ اس میں ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۳۲

رب تعالیٰ اور روزہ ۱۳۵

الصوم لی کی پہلی وجہ ۱۳۵

الصوم لی کی دوسری وجہ ۱۳۵

الصوم لی کی تیسری وجہ ۱۳۵

باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامۃ فی فضل الصائم

یہ باب ہے کہ روزہ دار شخص کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں محمد بن یعقوب نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۳۶

باب ثواب من صام یوما فی سبیل اللہ عز وجل و ذکر

یہ باب ہے کہ رمضان کا مہینہ (شروع ہونے سے) پہلے ہی (نفل روزے رکھنا) ۱۱۵

باب ذکر الاختلاف علی یحییٰ بن ابی کثیر ومحمد بن عمرو علی ابی سلمۃ فیہ

اس روایت کے بارے میں ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے نقل کرنے میں ۱۱۵

یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ ۱۱۶

باب ذکر حدیث ام سلمۃ فی ذلک

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ ۱۱۷

باب الاختلاف علی محمد بن ابراہیم فیہ

اس بارے میں محمد بن ابراہیم نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۱۷

باب ذکر اختلاف الفاظ النافلین لخبیر عائشۃ فیہ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں راویوں کے اختلاف کا تذکرہ ۱۱۸

باب ذکر الاختلاف علی خالد بن معدان فی ہذا الحدیث

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں خالد بن معدان نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۲۱

باب صیام یوم الشک

یہ باب یوم شک میں روزہ رکھنے کے بیان میں ہے ۱۲۳

یوم شک کے روزے کا بیان ۱۲۳

باب التسهیل فی صیام یوم الشک ۱۲۳

یہ باب ہے کہ مشکوک دن میں روزہ رکھنے کی سہولت دینا ۱۲۳

باب ثواب من قام رمضان وصامہ ایمانا واخسانا والاختلاف علی الزہری فی الخبر فی ذلک

باب ذکر وضع الصیام عن المسافرين والاختلاف على الأوزاعي في خبر عمرو بن أمية فيه	باب اختلاف علي سہیل بن ابی صالح فی الخبر فی ذلك یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اس کا ثواب _____ ۱۳۶
یہ باب ہے کہ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کا حکم اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے _____ ۱۵۲	اس روایت میں سہیل بن ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۳۴
منقول روایت میں اوزاعی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۵۲	باب ذکر اختلاف علی سفیان الثوری فیہ یہ باب ہے کہ اس روایت میں سفیان ثوری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۳۶
روزہ کی رخصت کے لیے شرعی مسافت کا بیان _____ ۱۵۳	باب ما یُکْرَهُ مِنَ الصَّیَامِ فِي السَّفَرِ یہ باب سفر کے دوران روزہ رکھنا مکروہ ہے _____ ۱۳۷
باب ذکر اختلاف معاوية بن سلام وعلی بن المبارک فی هذا الحديث	باب العلة التي من أجلها قيل ذلك وذكر الاختلاف على محمد بن عبد الرحمن في حديث جابر بن عبد الله في ذلك
یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۵۳	یہ باب ہے کہ اس علت کا بیان جس کی وجہ سے یہ بات کہی گئی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایت میں محمد بن عبد الرحمن نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۳۸
حاملہ اور مرضہ کے لیے روزہ کی رخصت میں مذاہب ائمہ _____ ۱۵۵	باب فضل الإفطار في السفر على الصيام یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے پر روزہ نہ رکھنے کی فضیلت _____ ۱۵۵
باب ذکر قوله الصائم في السفر كالمفطر في الحضر (ایک صحابی کے) اس قول کا تذکرہ کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اسی طرح ہے جس طرح حضر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے والا ہے _____ ۱۶۱	باب ذکر اختلاف علی بن المبارک _____ ۱۳۸ اس روایت کے بارے میں علی بن مبارک نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۳۹
باب الصيام في السفر وذكر اختلاف خبر ابن عباس فيه	باب ذکر اسم الرجل یہ باب ہے کہ ان صاحب کے نام کا تذکرہ (جو سفر کے دوران روزہ رکھنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے) _____ ۱۳۹
یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں ذکر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۶۲	صاحبین کے نزدیک مسافر و مقیم کے عدم فرق کا بیان _____ ۱۵۱ مسافر و مریض کی حالت رخصت میں غیر رمضان کے روزے کا اختلاف _____ ۱۵۱
باب ذکر اختلاف علی منصور یہ باب ہے کہ اس روایت میں منصور سے نقل ہونے والے	مسافر کا دوسرا روزہ رکھنے میں مذاہب اربعہ _____ ۱۵۲

باب تَابِرَ قَوْلِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ
فَذِيَّةً طَعَامُ مَنْكِبِينَ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت "اور وہ

لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں" _____ ۱۷۰

ان پر فدیہ ہوگا جو مسکین کو کھانا کھانا ہے" _____ ۱۷۱

روزے کے بعض فقہی مسائل کا بیان _____ ۱۷۱

میت کی طرف سے روزے رکھنے میں مذاہب ائمہ _____ ۱۷۱

مریض کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب ائمہ _____ ۱۷۶

مسافر کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب اربعہ _____ ۱۷۹

(آیت) الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ كَيْفَ كُنْتُمْ فِي الْحَادِثِ اور

آثار _____ ۱۸۰

یہ حاکم پر یاد دہانی مرض کی _____ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق مذاہب

اربعہ _____ ۱۸۳

باب وَضَعَ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ

یہ باب ہے کہ حیض والی عورت سے روزے کا حکم ساقط ہو _____ ۱۸۵

باب إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِي مَضَانَ

هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

یہ باب ہے کہ جب رمضان میں حیض والی عورت پاک ہو

جائے یا مسافر (واپس) آ جائے _____ ۱۹۲

تو کیا وہ اس دن کے بقیہ حصے میں روزہ رکھے گا؟ _____ ۱۹۲

نیت روزہ کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان _____ ۱۹۲

باب إِذَا لَمْ يَجْمَعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ مِنَ

النَّطْوَعِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص رات میں (یعنی صبح صادق

سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا _____ ۱۹۳

تو کیا وہ اس دن کا نفل روزہ رکھ سکتا ہے؟ _____ ۱۹۳

باب النَّيَّةُ فِي الصِّيَامِ وَالْإِخْتِلَافُ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ بَخِي

۱۷۳ اختلاف کا تذکرہ

باب ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ

حَمْرُؤَ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حمزہ بن عمرو کی نقل کردہ حدیث

میں سلیمان بن یسار سے نقل ہونے والے اختلاف کا

تذکرہ _____ ۱۷۳

باب ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْرُؤَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت حمزہ کی حدیث میں عمرو

نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۷۶

باب ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں ہشام بن عمرو سے نقل ہونے

والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۷۷

باب ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي نَضْرَةَ الْمُسَيَّبِيِّ بْنِ مَالِكٍ

بْنِ قُطَيْبَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں ابو نضرہ نامی راوی

سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ _____ ۱۷۸

باب الرُّخْصَةُ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا

مسافر کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کچھ روزے رکھ لے

اور کچھ روزے نہ رکھے _____ ۱۷۹

باب الرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ

فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ

یہ باب ہے کہ اس شخص کے لیے روزہ ختم کرنے کی اجازت جو

رمضان کے مہینے میں اقامت کے _____ ۱۷۹

دوران روزہ رکھ لیتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے _____ ۱۷۹

باب وَضَعَ الصِّيَامِ عَنِ الْعُجْلِيِّ وَالْمَرْضِيِّعِ

یہ باب ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کا

حکم اٹھ جاتا _____ ۱۷۹

<p>باب التَّهْيِ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ یہ باب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس بارے میں</p>	<p>بْنِ طَلْحَةَ فِيْ خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کرنا اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت ۱۹۳</p>
<p>منقول روایت میں ۲۱۵ مطرف بن عبد اللہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۲۱۵ باب ذِکْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى غِلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ اس بارے میں منقول روایت میں غیلان بن جریر سے نقل</p>	<p>میں طلحہ بن یحییٰ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ۱۹۳ باب ذِکْرِ اِخْتِلَافِ النَّاقِلَيْنِ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِيْ ذَلِكَ یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے</p>
<p>منقول حدیث میں ۱۹۷ نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ ۱۹۷ روزے کی نیت سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان ۲۰۰ روزے کی نیت کے تعین میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا</p>	<p>منقول حدیث میں ۱۹۷ نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ ۱۹۷ روزے کی نیت سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان ۲۰۰ روزے کی نیت کے تعین میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا</p>
<p>بیان ۲۰۱ باب صَوْمِ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ باب ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد کا روزہ رکھنے کا</p>	<p>بیان ۲۰۱ باب صَوْمِ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ باب ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد کا روزہ رکھنے کا</p>
<p>مخصوص طریقہ ۲۰۱ اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان ۲۰۲ باب صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرِ اِخْتِلَافِ النَّاقِلَيْنِ لِلْخَبَرِ فِيْ ذَلِكَ</p>	<p>مخصوص طریقہ ۲۰۱ اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان ۲۰۲ باب صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرِ اِخْتِلَافِ النَّاقِلَيْنِ لِلْخَبَرِ فِيْ ذَلِكَ</p>
<p>نہی اکرم ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کا روزہ رکھنے کا طریقہ اس بارے میں ۲۰۳ منقول حدیث کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ ۲۰۳ نقلی روزوں کے مسلسل نہ رکھنے کا بیان ۲۰۴</p>	<p>نہی اکرم ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کا روزہ رکھنے کا طریقہ اس بارے میں ۲۰۳ منقول حدیث کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ ۲۰۳ نقلی روزوں کے مسلسل نہ رکھنے کا بیان ۲۰۴</p>
<p>ویر اور جمعرات کے روزے کی اہمیت کا بیان ۲۰۷ جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان ۲۱۰ باب ذِکْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ یہ باب ہے کہ اس بارے میں روایت میں عطاء سے ہونے</p>	<p>ویر اور جمعرات کے روزے کی اہمیت کا بیان ۲۰۷ جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان ۲۱۰ باب ذِکْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ یہ باب ہے کہ اس بارے میں روایت میں عطاء سے ہونے</p>
<p>والے اختلاف کا تذکرہ ۲۱۲ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کے سبب کا بیان ۲۱۴ باب صَوْمِ عَشْرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاِخْتِلَافِ الْفَاطِ تذکرہ ۲۲۵</p>	<p>والے اختلاف کا تذکرہ ۲۱۲ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کے سبب کا بیان ۲۱۴ باب صَوْمِ عَشْرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاِخْتِلَافِ الْفَاطِ تذکرہ ۲۲۵</p>

۳۰۰	یہ باب گائے کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے	باب التَّغْلِیْظُ فِی تَحْسِیْ الزَّكَاةِ	۲۷۳	یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی شدید مذمت میں ہے
۳۰۱	گائے اور اس کے نصاب زکوٰۃ کا بیان	باب مَنَاعِ الزَّكَاةِ	۲۷۵	یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے
۳۰۲	گائے اور بیل کی زکوٰۃ میں فقہی تصریحات	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ	۲۷۶	مذہب مکرین زکوٰۃ کا بیان
۳۰۳	انعام غلاش کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ	۲۷۸	مذہب
۳۰۳	گائے کے نصاب ساٹھ میں زکوٰۃ پر مذاہب اربعہ	باب عَقُوبَةُ مَنَاعِ الزَّكَاةِ	۲۷۸	یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا کے بیان میں ہے
۳۰۳	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ	باب زَكَاةِ الْغَنَمِ	۲۷۹	زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا بیان
۳۰۳	یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ	۲۸۰	بیل کے لغوی معنی و ملبوم کا بیان
۳۰۶	بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کا بیان	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ	۲۸۰	بیل کا شرعی معنی اور اس کی اقسام کا بیان
	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ	باب الْجَمْعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُخْتَلِعِ	۲۸۱	بیل کی مذمت کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا بیان
۳۰۷	یہ باب ہے کہ (زکوٰۃ سے بچنے کے لیے) متفرق کو اکٹھے کرے	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ	۲۸۲	بیل کی مذمت کے متعلق احادیث اور آثار کا بیان
۳۰۸	اور اکٹھے کو متفرق کر دینا	باب زَكَاةِ الْاِبِلِ	۲۸۷	یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
	باب صَلَاةِ الْاِمَامِ عَلٰی صَاحِبِ الصَّدَقَةِ	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْاِبِلِ	۲۸۸	پانچ دس وادقیہ امامج میں زکوٰۃ کا بیان
۳۰۸	یہ باب ہے کہ حاکم کا زکوٰۃ دینے والے شخص کو دعا دینا	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْاِبِلِ	۲۹۸	یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے
	باب اِذَا جَاوَزَ فِی الصَّدَقَةِ	باب سَفْوَطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْاِبِلِ اِذَا كَانَتْ رِسْلًا لَا مَلِیْهَا وَلِحُمُولِیْہِم	۲۹۹	باب ہے کہ ذاتی استعمال کے لیے دودھ دوہنے یا سواری کے لیے (مخصوص اونٹوں) پر زکوٰۃ لازم نہ ہوتا
۳۱۰	مطمئن نہ ہو	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْاِبِلِ	۲۹۹	عوامل و حوالہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ
۳۱۲	مصدق کے درمیان مال لینے میں دلیل شرعی کا بیان	باب مَنَاعِ زَكَاةِ الْاِبِلِ	۲۹۹	علاوہ کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ
	نصاب میں کمی یا زیادتی کی صورت میںصدق کے خیار	باب زَكَاةِ الْبَقَرِ		
۳۱۳	کا بیان			
	باب زَكَاةِ الْحَيْلِ			

۳۲۸	یہ باب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزائیں	۳۱۳	یہ باب گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۲۹	باب زکاة الثَّغْرِ	۳۱۵	گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان؟
۳۲۹	یہ باب کھجور کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے	۳۱۵	گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ
۳۲۹	غلہ و کھجور کی زکوٰۃ کا حکم شرعی	۳۱۶	باب زکاة الرَّقِیقِ
۳۳۰	باب زکاة الْحِطَّةِ	۳۱۶	یہ باب غلام کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۳۰	یہ باب غلام کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے	۳۱۶	غلام گار پانڈی، غلام میں زکوٰۃ نہ ہونے کی دلیل کا بیان
۳۳۰	باب زکاة الْحَبُوبِ	۳۱۷	باب زکاة الْوَرَقِ
۳۳۰	یہ باب دانوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے	۳۱۷	یہ باب چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۳۰	باب الْقَدْرِ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ	۳۱۸	دوسو درہم کے نصاب زکوٰۃ ہونے کا بیان
۳۳۰	یہ باب ہے کہ اس مقدار کا تذکرہ جس میں زکوٰۃ لازم ہو	۳۱۸	کرسی نوٹ پر حکم زکوٰۃ کا بیان
۳۳۰	جاتی ہے	۳۱۸	موجودہ کرسی نوٹ کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں غیر مقلدین کا
۳۳۱	باب مَا يُؤْجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُؤْجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ	۳۱۹	نظریہ
۳۳۱	یہ باب ہے کہ کون سی چیز عشر کو لازم کر دیتی ہے اور کون سی	۳۲۰	سونے اور چاندی میں کھوٹ ملی ہوئی ہو حکم زکوٰۃ
۳۳۱	چیز نصف عشر کو لازم کر دیتی ہے؟	۳۲۱	کھوٹ ملے ہوئے سونے چاندی کا حکم
۳۳۲	کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کا بیان	۳۲۱	مال تجارت (عرض) میں زکوٰۃ
۳۳۲	حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک عشر کا حکم شرعی	۳۲۲	مال تجارت سے کیا مراد ہے
۳۳۳	زمین کی پیداوار پر عشر دینے میں فقہی بیان	۳۲۲	مال تجارت میں نصاب زکوٰۃ
۳۳۴	زمینی پیداوار میں قید و سق میں مذاہب اربعہ	۳۲۳	مال تجارت کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ
۳۳۴	غلات اربعہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ	۳۲۳	کمپنی و مشترک کاروبار کے حصہ داروں کی زکوٰۃ
۳۳۵	عاشرو عشر کے بارے میں فقہی تصریحات کا بیان	۳۲۳	شیر زکی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی دلائل
۳۳۵	باب كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ	۳۲۳	باب زکاة الْخُلُقِ
۳۳۵	یہ باب ہے کہ اندازہ لگانے والا شخص کتنے حصہ چھوڑ دے	۳۲۴	یہ باب زیورات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۳۷	باب قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْبَ مِنْهُ تَفْقُرُونَ)	۳۲۵	زیورات کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان
۳۳۸	یہ باب ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور تم اس میں سے خرچ	۳۲۶	سنتوں کے زیورات پر زکوٰۃ کا فقہی بیان
۳۳۸	کرنے کے لیے کم تر کا قصد نہ کرو“	۳۲۷	نقد شائع و جنبلی کے مطابق زیورات والی عورت کا زکوٰۃ لینا
		۳۲۸	زیورات کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ
			باب مَنَعِ زَكَاةَ مَالِهِ

۳۵۱	مشرک غلام کے فطرانے کا بیان	باب الْمُعَدِّين	۳۳۸	یہ باب معدنیات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۵۱	مشرک غلام کے فطرانے میں مذاہب اربعہ		۳۳۹	سونے چاندی کے دینوں میں خمس کا بیان
۳۵۱	کافر غلام کے فطرانے کا بیان		۳۴۰	حدیث میں مذکور رکاز سے کیا مراد ہے؟
۳۵۱	ہر جاندار کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے		۳۴۱	کان میں سے نکلنے والی چیزوں کی قسمیں
۳۵۲	کافر غلام کی طرف سے فطرانے میں مذاہب اربعہ		۳۴۱	سونے چاندی کے معادن میں خمس و ربع عشر ہونے میں فرق
۳۵۲	خریدے ہوئے غلام کے فطرانے کا بیان		۳۴۱	شہقی و خفی کا اختلاف
۳۵۲	حق خیار کی وجہ سے ملکیت موقوفہ کا فقہی بیان و اختلاف		۳۴۱	اپنے گھر میں پائے گئے دینے کا بیان
۳۵۲	قاعدہ فقہیہ		۳۴۲	کان اور دینہ کا بیان
	باب قَرْضِ زَكَاةٍ وَمَضَانٍ عَلَى الصَّغِيرِ		۳۴۲	کنز کی زکوٰۃ کے وجوب کا بیان
	یہ باب ہے کہ نابالغ بچے پر بھی صدقہ فطر کی ادائیگی لازم		۳۴۳	کنز کی تعریف و پہچان کرنے کا بیان
۳۵۳	ہے	باب زَكَاةِ النَّحْلِ		
۳۵۳	صدقہ فطر کے وجوب میں مذاہب اربعہ		۳۴۵	یہ باب شہد کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے
۳۵۳	چھوٹے بچوں کی طرف صدقے کا ادا ہونا		۳۴۵	شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی اختلاف کا بیان
۳۵۵	نابالغ اولاد وغیرہ کے فطرانے کا بیان		۳۴۶	شہد کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ
	باب قَرْضِ زَكَاةٍ وَمَضَانٍ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ذَوْنِ			
	الْمُعَاهِدِينَ			
	یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی صرف مسلمانوں پر لازم			
۳۵۵	ہے ذمہ داری پر لازم نہیں ہے			
۳۵۶	وجوب فطرانے کے وقت میں مذاہب اربعہ			
۳۵۶	باب گنم قَرْضِ			
۳۵۸	یہ باب ہے کہ کتنا (صدقہ فطر) لازم قرار دیا گیا ہے			
	باب قَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ			
	یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کے لازم ہونے کا حکم زکوٰۃ کے			
۳۵۹	نزول سے پہلے تھا			
	باب مَكِيلَةِ زَكَاةِ الْفِطْرِ			
۳۶۰	یہ باب صدقہ فطر کے پیمانے کے بیان میں ہے			
	باب التَّعْرِيفِ زَكَاةِ الْفِطْرِ			

۳۶۱	یہ باب صدقہ فطر میں کھجوریں ادا کرنے کے بیان میں ہے	۳۶۱	دیدے اور اسے اس بات کا پتہ بھی نہ چل سکے
	باب الزَّيْبِ		
۳۶۱	یہ باب کشمش سے فطرانہ ادا کرنے کے بیان میں ہے	۳۶۱	۳۶۱
	باب الدَّقِيقِ		
۳۶۲	یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر میں آٹا) ادا کرنا	۳۶۲	۳۶۲
	باب الْحِنْطَةِ		
۳۶۳	یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر میں) گندم (ادا کرنا)	۳۶۳	۳۶۳
	باب السَّلْتِ		
۳۶۳	یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر کے طور پر) سلت (ادا کرنا)	۳۶۳	۳۶۳
	باب الشَّعِيرِ		
۳۶۴	یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر کے طور پر) شَعِير (ادا کرنا)	۳۶۴	۳۶۴
	باب الْآقِطِ		
۳۶۴	(صدقہ فطر میں) پیڑ (ادا کرنا)	۳۶۴	۳۶۴
	باب كَيْمِ الصَّاعِ		
۳۶۴	یہ باب ہے کہ صاع کی مقدار کیا ہوتی ہے؟	۳۶۴	۳۶۴
۳۶۵	صاع کی مقدار کے فقہی مفہوم کا بیان	۳۶۵	۳۶۵
۳۶۵	طرفین کے نزدیک صاع عراقی کا بیان	۳۶۵	۳۶۵
	باب الْوَقْتِ الَّذِي يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدَّى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ		
	یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں صدقہ فطر کی ادائیگی		
۳۶۶	مستحب ہے	۳۶۶	۳۶۶
	باب اخْرَاجِ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ		
۳۶۶	یہ باب ہے کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا	۳۶۶	۳۶۶
	زکوٰۃ کو دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنے کی کراہت کا		
۳۶۷	بیان	۳۶۷	۳۶۷
۳۶۷	زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں مذاہب اربعہ	۳۶۷	۳۶۷
	باب إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ		
	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کسی خوشحال شخص کو		
۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵
۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵
۳۸۶	۳۸۶	۳۸۶	۳۸۶
۳۸۷	۳۸۷	۳۸۷	۳۸۷

۳۹۹	یہ باب صدقہ کرنے کی ترغیب دینے میں ہے	۳۸۸	یہ باب ہے کہ ایسا صدقہ جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو
	باب الشَّفَاعَةِ فِي الصَّدَقَةِ		باب تَفْسِيرِ ذَلِكَ
۴۰۱	یہ باب صدقہ کرنے میں سنارش کے بیان میں ہے	۳۸۸	یہ باب اس کی وضاحت میں ہے
	باب الْإِحْتِيَالِ فِي الصَّدَقَةِ		باب إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ قَلَّ يَرُدُّ عَلَيْهِ
۴۰۲	یہ باب ہے کہ صدقہ کرنے میں بڑائی کا اظہار کرنا		یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے اور وہ
۴۰۲	ریا کاری کیلئے صدقہ کرنے والے پر وعید کا بیان		خود اس کا ضرورت مند ہوتا ہے
	باب أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَدْنِ مَوْلَاهُ	۳۸۹	تو کیا وہ چیز اسے واپس کی جاسکتی ہے؟
	یہ باب ہے کہ جب کوئی خزانچی اپنے آقا کی اجازت سے	۳۸۹	باب صَدَقَةِ الْعَبْدِ
۴۰۳	کوئی چیز صدقہ کرے تو اس کا اجر		یہ باب غلام کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے
	باب الْمُسِيرِ بِالصَّدَقَةِ		باب صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا
۴۰۴	یہ باب خفیہ طور پر صدقہ دینے میں ہے		یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں سے کوئی چیز
	باب الْمَنِّانِ بِمَا أُعْطِيَ		صدقہ کرنا
	یہ باب کچھ دے کر احسان جتانے والے کے بیان میں	۳۹۱	باب عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
۴۰۴	ہے		یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی
۴۰۵	تین آدمی نظر رحمت سے محروم		چیز عطیہ دینا
۴۰۵	احسان جتا کر صدقہ باطل مت کرو	۳۹۲	باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ
۴۰۵	احسان اور ریا کاری کرنے والے کے صدقے کا بیان		یہ باب صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے
	باب رَدِّ السَّائِلِ		باب أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ
۴۰۹	یہ باب مانگنے والے کو لوٹا دینے کے بیان میں ہے		یہ باب ہے کہ کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟
۴۰۹	اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کا بیان		باب صَدَقَةِ التَّيْخِيلِ
	باب مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطَى		یہ باب بخیل شخص کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے
۴۱۰	یہ باب ہے کہ جس شخص سے کچھ مانگا جائے اور وہ نہ دے	۳۹۶	باب الْإِخْصَاءِ فِي الصَّدَقَةِ
	باب مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَحَلَّ		یہ باب گنتی کر کے صدقہ دینے کے بیان میں ہے
	یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے (اس کا	۳۹۷	باب الْقَلِيلِ فِي الصَّدَقَةِ
۴۱	حکم)		یہ باب تھوڑا سا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے
	باب مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَحَلَّ	۳۹۸	باب التَّخْرِيطِ عَلَى الصَّدَقَةِ
۴۱۱	یہ باب ہے جو شخص اللہ کی ذات کے واسطے سے کچھ مانگے		

باب مَنْ يُسْأَلُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطَى بِهِ

یہ باب ہے کہ جس شخص سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور

وہ کچھ نہ دے

۴۱۲

باب ثَوَابِ مَنْ يُعْطَى

یہ باب ہے کہ جو شخص کچھ دیتا ہے اُس کا اجر و ثواب

۴۱۲

باب تَفْسِيرِ الْعُسْكِينِ

یہ باب مسکین کی وضاحت میں ہے

۴۱۳

مُسْتَحَقِّ صَدَقَاتِ كُونِ هِيَ

۴۱۴

مسکین کی تعریف کا بیان

۴۱۵

سَوَالِ كَرْنِ كِ اِجَازَتِ هَوْنِ يَانَدِ هَوْنِ كَا بَيَان

۴۱۸

باب الْفَقِيرِ الْمُخْتَالِ

یہ باب متکبر غریب کے بیان میں ہے

۴۱۹

تَكْبَرُ كَرْنِ پَر و عید کا بیان

۴۲۲

تَكْبَرُ كَرْنِ دالوں کے بدترین انجام کا بیان

۴۲۳

باب فَضْلِ السَّاعِي عَلَى الْأَزْمَلَةِ

یہ باب ہے کہ بیوہ عورتوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش

۴۲۴

کرنے والے کی فضیلت

۴۲۴

بیوہ اور مسکین کی خدمت پر ثواب کا بیان

۴۲۴

باب الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ

یہ باب مؤلفۃ القلوب کے بیان میں ہے

۴۲۵

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

۴۲۶

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

۴۲۸

گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

۴۲۹

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام اعظم امام اعظم رضی اللہ

۴۳۰

عنه عليه الرحمة کا مذہب

۴۳۰

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمة کا مذہب

۴۳۰

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کثانہ کا حکام کا فتویٰ

۴۳۰

حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

۴۳۰

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمة کا

۴۳۲

مذہب

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمة

۴۳۳

کا مذہب

گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

۴۳۴

باب الصَّدَقَةِ لِمَنْ تَحْمَلُ بِحِمَالَةٍ

یہ باب ہے کہ جو شخص (کسی دوسرے کی) کوئی ادائیگی

۴۳۵

اپنے ذمے لے اُسے صدقہ دینا

۴۳۵

باب الصَّدَقَةِ عَلَى النَّجِيمِ

یہ باب یتیم کو صدقہ دینے کے بیان میں ہے

۴۳۷

یتیم کی پرورش کرنے کا بیان

۴۳۸

یتیموں کی مالی معاونت کا بیان

۴۳۹

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقَارِبِ

یہ باب قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں ہے

۴۳۹

اولاد پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

۴۴۱

باب الْمَسْأَلَةِ

یہ باب مانگنے کے بیان میں ہے

۴۴۲

باب سُؤَالِ الصَّالِحِينَ

یہ باب نیک لوگوں سے مانگنے کے بیان میں ہے

۴۴۳

باب الْإِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

یہ باب مانگنے سے بچنے کے بیان میں ہے

۴۴۳

باب فَضْلِ مَنْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو لوگوں سے کچھ مانگا

۴۴۴

نہیں

۴۴۴

مانگنے کی بہ جائے خود کسب کرنے کا بیان

۴۴۵

باب حَيْدِ الْعِنَى

باب فَضْلِ الْعُمْرَةِ

یہ باب عمرہ کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے۔ ۳۷۰

باب فَضْلِ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یہ باب حج اور عمرہ کے بعد دیگرے کرنے کی فضیلت میں

۳۷۱ ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيْتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ

یہ باب ہے کہ ایسے مرحوم شخص کی طرف سے حج کرنا جس نے

حج کرنے کی نذر مانی ہو۔ ۳۸۵

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيْتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ

باب جس مرحوم نے حج نہ کیا ہو اُس کی طرف سے حج کرنا ۳۸۵

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصالِ ثواب کا بیان ۳۸۶

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان ۳۸۶

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب ۳۸۸

9- باب الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى

الرَّحْلِ

باب: ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر بیٹھنے

کے قابل نہ ہو۔ ۳۸۹

دو شخصوں کی طرف سے حج کرنے والے کیسے اختیار و عدم

اختیار کا بیان ۳۹۰

باب الْعُمْرَةِ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اُس

کی طرف سے عمرہ کرنا ۳۹۰

ابہام تو کلیت میں مؤکلمین کی مخالف کا بیان ۳۹۰

ایک کی طرف سے حج اور دوسرے کی طرف سے عمرہ کرنے

کا بیان ۳۹۱

باب تَشْبِيهِ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدِّينِ

یہ باب ہے کہ حج کی ادائیگی کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دینا ۳۹۲

۳۷۲ تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت حج کا بیان

۳۷۳ اجماع امت سے فرضیت حج کا بیان

۳۷۳ حج کے فرض ہونے کی شرائط کی وضاحت کا بیان

باب وَجُوبِ الْعُمْرَةِ

۳۷۴ یہ باب وجوب عمرہ کے بیان میں ہے

۳۷۴ عمرہ کے لغوی معنی کا بیان

۳۷۴ عمرہ کی شرعی حیثیت کا بیان

۳۷۵ عمر سے وجوب یا عدم وجوب میں فقہی مذاہب کا بیان

۳۷۶ عمرے کے عدم وجوب میں فقہ حنفی کے دلائل کا بیان

۳۷۶ تفصیص اوقات سے فضیلت عمرہ سے عدم وجوب کا بیان

۳۷۷ عدم توقیت عدم فرضیت کی دلیل

۳۷۷ تعارض آثار سقوط فرضیت کی دلیل

۳۷۷ اہل مکہ پر عدم وجوب عدم فرضیت کی دلیل

۳۷۸ عمرہ فرض نہیں لہذا وہ قرض بھی نہیں

۳۷۸ عمرہ متعدد بار کرنے میں شوافع و حنابلہ کے دلائل

۳۷۸ نبی کریم ﷺ کے عمروں کا بیان

باب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ

۳۷۹ یہ باب مبرور حج کی فضیلت کے بیان میں ہے

باب فَضْلِ الْحَجِّ

۳۸۰ یہ باب حج کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

۳۸۰ تین قسم کے لوگ اللہ کے مہمان ہیں

۳۸۱ فرضیت حج کیلئے شرط بلوغت کا بیان

۳۸۱ حج کیلئے تندرستی کے لزوم کا بیان

۳۸۲ سواری اور زادہ راہ کی شرط کا بیان

تا بالغ کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے جبکہ بعد بلوغت حج فرض ساقط

۳۸۲ نہ ہوگا

۳۸۲ حج کرنے والے کے گناہوں کی بخشش کا بیان

باب مِیقَاتِ اَہْلِ نَجْدٍ	باب حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ
یہ باب اہل نجد کے میقات کے بیان میں ہے ۵۰۲	یہ باب ہے کہ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا ۴۹۳
باب مِیقَاتِ اَہْلِ الْعِرَاقِ	باب حَجِّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْأَةِ
یہ باب اہل عراق کے میقات کے بیان میں ہے ۵۰۲	یہ باب ہے کہ مرد کا خاتون کی طرف سے حج کرنا ۴۹۵
باب مَنْ كَانَ أَهْلَهُ ذُوْنَ الْمِیقَاتِ	باب مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحْجَّ عَنِ الرَّجُلِ الْكَبِيرُ وَلَدِهِ
یہ باب ہے کہ جو شخص میقات کے اندر کی طرف رہتا ہو ۵۰۲	یہ باب اپنی مستحب ہے کہ آدمی کی سب سے بڑی اولاد اُس کی طرف سے حج کرے ۴۹۶
باب التَّغْرِيسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ	باب الْحَجِّ بِالضَّغِيرِ
یہ باب ہے کہ ذوالحلیفہ میں رات بسر کرنا ۵۰۵	یہ باب چھوٹے بچے کے ساتھ حج کرنے کے بیان میں ہے ۴۹۶
باب الْبَيْدَاءِ	باب الْوَقْفِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لِلْحَجِّ
یہ باب تذکرہ بیداء کے بیان میں ہے ۵۰۶	باب: اُس وقت کا بیان جس میں نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے تھے ۴۹۸
باب الْغُسْلِ لِلْإِهْلَالِ	کِتَابُ الْمَوَاقِبِ
یہ باب احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کے بیان میں ہے ۵۰۶	یہ کتاب مواقیت کے بیان میں ہے ۴۹۹
باب غُسْلِ الْمُحْرِمِ	باب مِیقَاتِ اَہْلِ الْمَدِينَةِ
یہ باب محرم شخص کے غسل کرنے کے بیان میں ہے ۵۰۷	یہ باب اہل مدینہ کے میقات کے بیان میں ہے ۴۹۹
احرام باندھتے وقت غسل یا وضو کی فضیلت کا بیان ۵۰۸	میقات کے معنی و ملبوم کا بیان ۴۹۹
جمہور فقہاء کے نزدیک غسل احرام کے استحباب کا بیان ۵۰۸	نجدیوں کیسے قرن کے میقات ہونے کا بیان ۴۹۹
باب النَّهْيُ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوعَةِ بِالْوَرْدِ وَالزَّعْفَرَانِ	باب مِیقَاتِ اَہْلِ الشَّامِ
فِي الْإِحْرَامِ	یہ باب اہل شام کے میقات کے بیان میں ہے ۵۰۰
یہ باب ہے کہ احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کو پہننے کی ممانعت ۵۰۹	اہل مدینہ کے میقات کا بیان ۵۰۰
محرم کیلئے ممنوعہ اشیاء کا بیان ۵۰۹	باب مِیقَاتِ اَہْلِ مِصْرَ
محرم کیلئے منہ ذہانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان ۵۱۰	یہ باب اہل مصر کے میقات کے بیان میں ہے ۵۰۱
باب الْحَبَّةِ فِي الْإِحْرَامِ	باب مِیقَاتِ اَہْلِ الْيَمَنِ
یہ باب ہے کہ احرام (کی حالت میں) حبہ پہننے کا حکم ۵۱۱	یہ باب اہل یمن کے میقات کے بیان میں ہے ۵۰۱
باب النَّهْيُ عَنِ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ	
یہ باب ہے کہ محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت ۵۱۲	

باب النہی عن أن تلبس المخیرمة القمارین	محرم کے ممنوع لباس میں فقہی مذاہب اربعہ کی تصریحات —
یہ باب ہے کہ محرمہ عورت کے لیے دستا نے پہننے کی	۵۱۲ سلا ہوا کپڑا کسی قسم کا ہو اس کے پہننے میں ممانعت کا بیان
۵۱۲ ممانعت	۵۱۳ احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان —
باب التلبید عند الإحرام	باب النہی عن لبس السراویل فی الإحرام
یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت تلبید کرنا	۵۱۵ یہ باب ہے کہ احرام میں شلوار پہننے کی ممانعت
باب إباحة الطیب عند الإحرام	بھول کر خوشبو لگانے پر نہ یہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا
۵۱۳ باب: احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے	۵۱۶ بیان
باب موضع الطیب	باب الرخصة فی لبس السراویل لمن لا یجد الإزار
باب: خوشبو لگانے کی جگہ	یہ باب ہے کہ جس شخص کو تہبند نہیں ملتا اس کے لیے شلوار
باب الزعفران للمحرم	پہننے کی اجازت
باب: محرم کا زعفران استعمال کرنا	۵۱۶ باب النہی عن أن تنقب المرأة الحرام
باب فی الخلق للمحرم	یہ باب ہے کہ احرام والی عورت کے لیے نقاب کرنے کی
باب: محرم شخص کا خلق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگانا	۵۱۷ ممانعت
باب الکحل للمحرم	حالت احرام میں پردے کی تخفیف میں مذاہب اربعہ کا
باب: محرم کا سرمہ لگانا	۵۱۷ بیان
باب الکراہیۃ فی الیاب المضبۃ للمحرم	باب النہی عن لبس البرانس فی الإحرام
باب: محرم شخص کے لیے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ	یہ باب احرام کے دوران ٹوپی پہننے کی ممانعت میں ہے —
۵۱۲ باب تخمیر المحرم وجہہ ورأسہ	باب النہی عن لبس العمامۃ فی الإحرام
باب: محرم شخص کا اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ دینا	یہ باب ہے کہ احرام کے دوران عمامہ پہننے کی ممانعت —
۵۱۲ باب الفراد الحج	باب النہی عن لبس الخفین فی الإحرام
یہ باب حج افراد کرنے کے بیان میں ہے	یہ باب ہے کہ احرام کے دوران موزے پہننے کی ممانعت —
باب القران	باب الرخصة فی لبس الخفین فی الإحرام
یہ باب حج قرآن کے بیان میں ہے	لَمَنْ لَا یجد لعلین
حج قرآن کی تعریف و طریقہ	یہ باب ہے کہ جس شخص کو جوتے نہیں ملتے اس کے لیے
حج مفرد، قرآن و تمتع میں سے افضل ہونے میں مذاہب	۵۱۸ احرام کے دوران موزے پہننے کی اجازت
اربعہ	باب قطعہما أسفل من الکعبین
۵۱۹	یہ باب ہے کہ موزوں کو گتھنوں کے نیچے سے کاٹ لینا —
۵۲۰	۵۱۹

باب التَّمَتُّعِ

- ۵۴۰ _____ باب حج تمتع کے بیان میں ہے
۵۴۵ _____ حج تمتع کی تعریف و طریقہ
۵۴۵ _____ حج تمتع کی تفصیل کا بیان
۵۴۸ _____ حج تمتع کی فضیلت کا بیان

باب تَرْكِ التَّسْوِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ

- یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت (یا تلبیہ پڑھنے کے وقت حج یا عمرے) کا نام نہ لینا ۵۴۹ _____

باب الْحَجِّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُنْحَرِمُ

- یہ باب ہے کہ کسی نیت کے بغیر حج کرنا جس کا محرم شخص قصد کرتا ہے ۵۵۰ _____

باب إِذَا أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا

- یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے تو کیا وہ اُس کے ساتھ حج کو شامل کر سکتا ہے ۵۵۲ _____

باب كَيْفَ التَّلْبِيَةِ

- یہ باب ہے کہ تلبیہ کس طرح پڑھا جائے گا؟ ۵۵۳ _____

باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ

- یہ باب ہے کہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا ۵۵۶ _____

باب الْعَمَلِ فِي الْإِهْلَالِ

- یہ باب تلبیہ پڑھنے کے طریقے کے بیان میں ہے ۵۵۶ _____

باب إِهْلَالِ الْقِسَاءِ

- یہ باب ہے کہ نفاس والی عورت کا تلبیہ پڑھنا ۵۵۸ _____

باب فِي الْمُهَلَّةِ بِالْعُمْرَةِ نَحِيضٌ وَتَخَافُ

فَوْتَ الْحَجِّ

- یہ باب ہے کہ جب عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والی عورت کو حیض آجائے اور اُسے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو (تو وہ کیا کرے گی؟) ۵۵۹ _____

عورت جب وقوف و طواف زیارت کے بعد حائض ہوئی ۵۵۹

حائض کے طواف دستی نہ کرنے کا بیان ۵۵۹

دوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف زیارت؟ ۵۶۲

دورانِ حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا؟ ۵۶۳

باب الْإِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ

یہ باب ہے کہ حج میں شرط عائد کرنا ۵۶۳

باب كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ

یہ باب ہے کہ شرط عائد کرتے وقت آدمی کیا کہے؟ ۵۶۳

باب مَا يَقْعَلُ مَنْ حَبَسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنْ اشْتَرَطَ

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کے لیے آگے جانے کے قابل نہ رہے وہ کیا کرے گا جبکہ اُس نے شرط عائد نہ کی ہو ۵۶۵

باب إِشْعَارِ الْهَدْيِ

یہ باب ہدی پر نشان لگانے کے بیان میں ہے ۵۶۶

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان ۵۶۶

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان ۵۶۶

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟ ۵۶۷

قربانی کے جانوروں کے گلے میں بار ڈالنے کا بیان ۵۶۷

اشعار اور تقلید کا بیان ۵۶۸

باب أَيُّ الشَّقَيْنِ يُشْعَرُ

یہ باب ہے کہ کون سے پہلو پر نشان لگایا جائے گا؟ ۵۷۰

باب سَلَبِ الدَّمِ عَنِ الْبُذْنِ

یہ باب ہے قربانی کے اونٹوں سے خون صاف کرنا ۵۷۰

باب قَتْلِ الْقَلْبِدِ

یہ باب گلے میں بار ڈالنے کے بیان میں ہے ۵۷۰

بدنہ کو اشعار کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف کا بیان ۵۷۲

باب مَا يَقْعَلُ مِنْهُ الْقَلْبِدُ

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے ہار بنائے جائیں گے؟ ۵۷۳

سواری

۵۸۰

باب اباحۃ قسح الحج بعمرۃ لمن لم یسوق الہدی

یہ باب ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا

۵۸۱

اُس کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے

باب ما یجوز للمحرم اکلہ من الصيد

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے شکار (کا گوشت) کھانا جائز

۵۸۲

ہے

۵۸۳

محرم شکار یا اس کی طرف دلالت بھی نہ کرے

۵۸۴

حالت احرام ممانعت شکار میں مذاہب اربعہ کا بیان

۵۸۵

باب ما لا یجوز للمحرم اکلہ من الصيد

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے کون سا شکار کھانا جائز نہیں

۵۸۶

ہے؟

۵۸۷

جب احرام والا شکار کرے یا اس کی طرف دلالت کرے تو حکم

۵۸۸

شرعی

۵۸۹

امام مالک و امام شافعی کی مستدل حدیث اور اس کا مطلب

۵۹۰

احناف کی مستدل حدیث پر اشکال کا جواب

۵۹۱

باب اذا صحت المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله

اینا کُلُّہ اَم لا

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص ہنس پڑے جس سے حالت احرام

کے بغیر شخص کو شکار کے بارے میں پتہ چل جائے اور پھر وہ

اُسے قتل کر دے تو کیا محرم شخص اُسے کھا سکتا ہے یا نہیں کھا

۵۹۲

سکتا؟

۵۹۳

باب اذا اشار المحرم الى الصيد فقتله الحلال

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص شکار کی طرف اشارہ کر دے اور

۵۹۴

غیر محرم شخص اُسے قتل کر دے

۵۹۵

محرم کیلئے شکار کا گوشت کھانے کا بیان

۵۹۶

باب ما یقتل المحرم من الدواب قتل الکلب العقور

باب تقلید الہدی

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے کے بیان

۵۷۳

میں ہے

باب تقلید الابل

یہ باب اونٹوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

۵۷۴

باب تقلید الغنم

یہ باب بکریوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

۵۷۵

باب تقلید الہدی نعلین

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالنے

۵۷۶

میں ہے

باب هل یحرم اذا قلد

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ہار ڈال دیتا ہے تو کیا وہ محرم

۵۷۷

ہو جائے گا؟

باب هل یوجب تقلید الہدی اخرا ما

یہ باب ہے کہ کیا قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے

۵۷۸

سے احرام لازم ہو جاتا ہے

باب سوق الہدی

یہ باب قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر جانے میں ہے

۵۷۹

باب رکوب البدنة

یہ باب قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں ہے

۵۸۰

باب رکوب البدنة لمن جهده المشي

یہ باب ہے کہ جس شخص کو چلنے میں دشواری پیش آ رہی ہو اُس

۵۸۱

کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

باب رکوب البدنة بالمعروف

یہ باب ہے کہ قربانی کے اونٹ پر مناسب طریقے سے سوار

۵۸۲

ہونا

پیدل نہ کرنے والے کیلئے جب مشقت ہو تو اباحت

یہ باب ہے کہ محرم شخص کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے یا گلے
کتے کو مارنے کا حکم

۶۰۰

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ

یہ باب سانپ کو مارنے کے بیان میں ہے

۶۰۰

باب قَتْلِ الْفَارَةِ

یہ باب چوہے کو مارنے کے بیان میں ہے

۶۰۱

باب قَتْلِ الْوَرَعِ

یہ باب گرگٹ کو مارنے کے بیان میں ہے

۶۰۱

باب قَتْلِ الْعُقْرَبِ

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

۶۰۲

باب قَتْلِ الْحِدَاةِ

یہ باب چیل کو مار دینے کے بیان میں ہے

۶۰۲

باب قَتْلِ الْغُرَابِ

یہ باب کوء کو مار دینے کے بیان میں ہے

۶۰۲

باب مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کس کو مار نہیں سکتا

۶۰۳

باب الرُّخَصَةِ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کو نکاح کرنے کی اجازت

۶۰۳

قاعدہ فقہیہ

۶۰۳

باب النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ

یہ باب اس کی ممانعت میں ہے

۶۰۵

باب الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پچھنے لگوانا

۶۰۶

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ

یہ باب ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے بیمار شخص کا پچھنے لگوانا

۶۰۷

حالت احرام میں پچھنے لگوانے کا بیان

۶۰۷

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کے چہرے

۶۱۳

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پاؤں کے اوپر والے حصے پر پچھنے

۶۰۸

لگوانا

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ وَسَطَ رَأْسِهِ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا سر کے درمیان میں پچھنے لگوانا

۶۰۸

باب فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمَلُ فِي رَأْسِهِ

یہ باب ہے کہ جب کسی احرام والے شخص کو سر میں جو نہیں

۶۰۸

تکلیف دین

جوں مارنے کی جزا کے بارے میں فقہی بیان

۶۰۹

باب غَسْلِ الْمُحْرِمِ بِالْيَدِ إِذَا مَاتَ

یہ باب ہے کہ احرام والے شخص کا جب انتقال ہو جائے تو

۶۱۰

اسے پیری کے تپوں کے ذریعے غسل دینا

۶۱۱

غسل میت کے طریقے کا بیان

۶۱۱

پیری کے تپوں اور کافور کے پانی سے غسل میت

۶۱۱

کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

۶۱۲

پیری کے تپوں اور کافور کی خاصیت

۶۱۲

باب فِي كَيْفِ يَكْفَنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اسے کتنے

۶۱۳

کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

۶۱۳

باب النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُحْطَ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اسے خوشبو

۶۱۳

لگانے کی ممانعت

۶۱۳

حالت احرام اور خوشبو کی ممانعت کا بیان

۶۱۳

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

۶۱۳

باب النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُحْشَرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ

وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کے چہرے

۶۱۳

اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

باب ذُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ	باب النَّهْيِ عَنْ تَخْوِيعِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ
یہ باب ہے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا _____ ۶۳۹	یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کا سر ڈھانپنے کی ممانعت _____ ۶۱۵
باب الْوَقْفِ الَّذِي وَافَى لِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ	سر اور چہرے کو ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان _____ ۶۱۵
یہ باب ہے کہ اس وقت کا تذکرہ جس میں نبی اکرم ﷺ مکہ پہنچے تھے _____ ۶۳۰	باب فِيمَنْ أُخْصِرَ بِعَدُوٍّ
باب إِنْشَادِ الْيُسْعِرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ	یہ باب ہے کہ جو شخص دشمن کی وجہ سے محصور ہو جائے _____ ۶۱۵
یہ باب ہے کہ حرم میں شعر سنانا اور امام کے آگے چلنا _____ ۶۳۱	احصار (حج یا عمرہ کے سفر میں پیش آنے والی رکاوٹ) کی تعریف میں مذاہب ائمہ _____ ۶۱۷
باب حُرْمَةِ مَكَّةَ	امام ابو حنیفہ کے موقف پر ائمہ لغت کی تصریحات کا بیان _____ ۶۱۸
یہ باب مکہ کی حرمت کے بیان میں ہے _____ ۶۳۲	امام ابو حنیفہ کے موقف پر احادیث سے استدلال کا بیان _____ ۶۱۸
حرمت مکہ کا بیان _____ ۶۳۳	امام ابو حنیفہ کے موقف پر آثار صحابہ سے استدلال کا بیان _____ ۶۱۹
باب تَخْوِيعِ الْقَتَالِ فِيهِ	امام ابو حنیفہ کے موقف پر اقوال تابعین سے استدلال کا بیان _____ ۶۱۹
یہ باب ہے کہ مکہ میں قتال کا حرام ہونا _____ ۶۳۴	امام ابو حنیفہ حنیفہ کے موقف کی ہمہ گیری اور معقولیت _____ ۶۱۹
باب حُرْمَةِ الْحَرَمِ	محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں امام ابو حنیفہ کا مسلک _____ ۶۲۰
یہ باب حرم کی حرمت کے بیان میں ہے _____ ۶۳۵	محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب _____ ۶۲۱
باب مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ	احصار سے متعلق بعض مسائل کا بیان _____ ۶۲۱
یہ باب ہے کہ حرم میں کون سے جانوروں کو مارا جاسکتا ہے؟ _____ ۶۳۷	نقہ حنفی کے مطابق احصار کی بعض صورتیں اور احکام کا بیان _____ ۶۳۴
باب قَتْلِ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ	باب ذُخُولِ مَكَّةَ
یہ باب ہے کہ حرم میں سانپ کو مار دینا _____ ۶۳۸	یہ باب مکہ میں داخل ہونے کے بیان میں ہے _____ ۶۳۶
باب قَتْلِ الْوَزَغِ	مکہ مکرمہ کے محل وقوع کا بیان _____ ۶۳۶
یہ باب گرگٹ کو مار دینے کے بیان میں ہے _____ ۶۳۹	باب ذُخُولِ مَكَّةَ لَيْلًا
باب قَتْلِ الْعَقْرَبِ	یہ باب رات کے وقت مکہ میں داخل ہونے میں ہے _____ ۶۳۸
یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے _____ ۶۳۹	باب مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ
باب قَتْلِ الْفَارَةِ فِي الْحَرَمِ	یہ باب ہے کہ مکہ میں کہاں سے داخل ہوا جائے؟ _____ ۶۳۹
یہ باب حرم میں چوہے کو مار دینے میں ہے _____ ۶۵۰	باب ذُخُولِ مَكَّةَ بِاللَّيْلِ
باب قَتْلِ الْحِدَاةِ فِي الْحَرَمِ	یہ باب ہے کہ بھنڈے کے ہمراہ مکہ میں داخل ہونا _____ ۶۳۹

۶۶۵	دو قبلوں والی مسجد کا واقعہ	۶۵۰	یہ باب حرم میں چیل و مار دینے میں ہے
۶۶۶	خلافت کعبہ کی مختصر تاریخی جزئیات		باب قتل الفَرَابِ فِي الْحَرَمِ
۶۶۶	خلافت کعبہ اور اس کی ابتداء	۶۵۱	یہ باب حرم میں کوئے کو مار دینے میں ہے
۶۶۹	خلافت کعبہ کا ایک دوسرا ذور		باب النَّهْيُ أَنْ يُنْفَرَ صَبَدُ الْحَرَمِ
۶۷۰	عہد رسالت ﷺ میں خلافت کعبہ	۶۵۱	یہ باب حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت میں ہے
۶۷۰	عہد فاروقی و عثمانی میں خلافت کعبہ		باب اسْتِيقْبَالِ الْحَجِّ
۶۷۰	عہد مامون الرشید میں بلہوسی کعبہ کی نوعیت	۶۵۲	یہ باب ہے کہ حج (یعنی حاجیوں) کا استقبال کرنا
۶۷۰	خلیفہ متوکل کے عہد میں اس ترتیب کی تبدیلی		باب تَرْكٍ وَفِعِ الْيَمِينِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ
۶۷۰	شاہان مصر و یمن کے دور میں خلافت کعبہ کا اہتمام	۶۵۳	یہ باب بیت اللہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ بلند نہ کرنے میں ہے
۶۷۱	سلاطین آل عثمان کا ذور اور اس دستور کا استمرار		باب الدُّعَاءِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ
۶۷۱	پاکستان میں خلافت کعبہ کی تیاری	۶۵۳	یہ باب بیت اللہ کی زیارت کے وقت دعا مانگنے میں ہے
۶۷۱	ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندے		باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
۶۷۲	مردوں کو پکارنا	۶۵۳	یہ باب مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے
۶۷۳	تصوف کا ایک نکتہ		باب بِنَاءِ الْكُعْبَةِ
	باب دُخُولِ الْبَيْتِ	۶۵۵	یہ باب خانہ کعبہ کی تعمیر کے بیان میں ہے
۶۷۳	یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا	۶۵۸	تعمیر کعبہ کا واقعہ
	باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ		حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے
۶۷۴	یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ	۶۵۸	کا واقعہ
	باب الْحِجَابِ	۶۵۸	بادل کے سائے تک بیت اللہ کی زمین ہونے کا واقعہ
۶۷۵	یہ باب ہے کہ حطیم کے بارے میں روایات	۶۵۹	بیت اللہ کے بارے میں بھیڑوں کی گواہی کا واقعہ
	باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجَابِ	۶۶۰	بیت اللہ کی تعمیر میں پاک مال خرچ کرنے کا واقعہ
۶۷۶	یہ باب حطیم میں نماز ادا کرنے میں ہے		مجراسود کو رکھنے پر اہل عرب کے جنگ پر تیار ہو جانے کا
	باب التَّكْبِيرِ فِي نَوَاحِي الْكُعْبَةِ	۶۶۰	واقعہ
۶۷۷	یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے کناروں میں تکبیر کہنا		نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی نے سب قبائل کے دل جیت
	باب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ فِي الْبَيْتِ	۶۶۱	لئے
۶۷۷	یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ذکر کرنا اور دعا مانگنا	۶۶۲	استخارہ کر کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا واقعہ
	باب وَضْعِ الصَّدْرِ وَالْوُجْهِ عَلَى	۶۶۳	سیاہ نام جیشی کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ
	مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكُعْبَةِ	۶۶۵	قبلہ کی تبدیلی کا واقعہ

یہ باب ہے کہ کعبہ کی پشت کی طرف کی دیوار جو سامنے نظر آتی ہے اس پر سینہ اور چہرہ رکھنا

۶۷۸

باب مَوَاضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

۶۷۸

باب ذِكْرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی فضیلت کا تذکرہ

۶۷۹

باب الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا

۶۸۰

باب إِبَاحَةِ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا مباح ہے

۶۸۱

باب إِبَاحَةِ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ

یہ باب ہے کہ تمام اوقات کے دوران طواف کرنا جائز ہے

۶۸۱

باب كَيْفَ طَوَافِ الْمَرِيضِ

یہ باب ہے کہ بیمار شخص کیسے طواف کرے گا؟

۶۸۲

باب طَوَافِ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ

یہ باب ہے کہ مردوں کا خواتین کے ہمراہ طواف کرنا

۶۸۲

باب الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب ہے کہ سواری پر خانہ کعبہ کا طواف کرنا

۶۸۳

پیدل طواف کرنے کا بیان

۶۸۳

باب طَوَافِ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ

یہ باب حج افراد کرنے والے شخص کے طواف میں ہے

۶۸۴

باب طَوَافِ مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ

یہ باب ہے کہ عمرے کا احرام باندھنے والے شخص کا طواف

۶۸۴

کرنا

باب كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسْقِ

۶۸۴

الْهَدْيَ

یہ باب ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیتا

۶۸۵

ہے اور قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتا وہ کیا کرے گا؟

۶۸۵

باب طَوَافِ الْقَارِنِ

یہ باب ہے کہ حج قرآن کرنے والے شخص کا طواف

۶۸۶

باب ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے ذکر کے بیان میں ہے

۶۸۷

باب اسْتِئْذَانِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے استلام کے بیان میں ہے

۶۸۷

حجر اسود کے طریقہ استلام کا بیان

۶۸۷

باب تَقْيِيلِ الْحَجَرِ

یہ باب حجر اسود کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

۶۸۸

باب كَيْفَ يُقْبَلُ

یہ باب ہے کہ بوسہ کس طرح دیا جائے؟

۶۸۸

باب كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَتَقَدَّمُ وَعَلَى أَيِّ شِقِّهِ

یہ باب ہے کہ پہلی مرتبہ آنے والا شخص طواف کیسے کرے

۶۸۹

يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ

اور جب وہ حجر اسود کا استلام کرے گا

۶۸۹

تو اسے کون سے پہلو کی طرف رکھے گا؟

۶۸۹

باب كَمْ يَسْقَى

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کتنی مرتبہ دوڑتے ہوئے

۶۹۰

چلا جائے گا

۶۹۰

باب كَمْ يَمْشِي

یہ باب ہے کہ (طواف کے دوران) کتنی مرتبہ عام رفتار

۶۹۰

سے چلا جائے گا؟

۶۹۰

باب الْخَبَبِ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ الشَّعْرِ

یہ باب ہے کہ سات میں سے تین چکروں کے دوران تیزی

۶۹۰

سے دوڑنا

۶۹۰

باب الرَّمْلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یہ باب ہے کہ حج اور عمرے (میں طواف کے دوران) رمل

۶۹۱

کرنا

۶۹۱

۷۰۱	کرتا	باب الرَّمْلِ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ
۷۰۲	یہ باب ہے کہ حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کرنا	۶۹۱
۷۰۳	باب الْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَي الطَّوَافِ	باب الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ
۷۰۴	یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات میں قرأت کرنا	یہ باب ہے کہ اس وجہ کا تذکرہ جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے دوڑتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا
۷۰۵	باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ	۶۹۱
۷۰۶	یہ باب ہے کہ آب زم زم پینا	باب اسْتِیْلَامِ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ
۷۰۷	باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا	یہ باب ہے کہ (طواف کے) ہر چکر کے دوران دو ارکان کا استلام کرنا
۷۰۸	یہ باب ہے کہ کھڑے ہو کر آب زم زم پینا	۶۹۲
۷۰۹	باب ذِكْرِ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ	باب مَسْحِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيِّينِ
۷۱۰	یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس دروازے سے باہر کی طرف تشریف لے جانا	یہ باب ہے کہ دو یمنی ارکان کو ہاتھ لگانا
۷۱۱	جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے	۶۹۳
۷۱۲	باب ذِكْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	باب تَرْكِ اسْتِیْلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ
۷۱۳	یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کا تذکرہ	یہ باب ہے کہ باقی دو ارکان کا استلام نہ کرنا
۷۱۴	صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ کا بیان	۶۹۴
۷۱۵	صفا اور مروہ میں سعی گناہ نہیں ہے کے سبب کا بیان	باب اسْتِیْلَامِ الرُّكْنِ بِالْمُحْتَجِّ
۷۱۶	صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے	یہ باب ہے کہ چھتری کے ذریعے حجر اسود کا استلام کرنا
۷۱۷	سعی میں صفا سے آغاز کرنے کا بیان	۶۹۵
۷۱۸	صفا اور مروہ کی سعی کے درمیان تیز چلنے کا بیان	باب الْإِشَارَةِ إِلَى الرُّكْنِ
۷۱۹	باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا	یہ باب ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا
۷۲۰	یہ باب صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ کے بیان میں ہے	۶۹۵
۷۲۱	باب التَّكْبِيرِ عَلَى الصَّفَا	باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)
۷۲۲	یہ باب ہے کہ صفا پہاڑ پر تکبیر کہنا	یہ باب ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو“
۷۲۳	باب التَّهْلِيلِ عَلَى الصَّفَا	۶۹۶
۷۲۴	یہ باب ہے کہ صفا پر لا الہ الا اللہ پڑھنا	طواف و نماز کے وقت زینت اختیار رکھنے کا بیان
۷۲۵	باب الذِّكْرِ وَالذِّعَاءِ عَلَى الصَّفَا	۶۹۶
۷۲۶	یہ باب ہے کہ صفا پہاڑی پر ذکر کرنا اور دعا مانگنا	برہنہ طواف کی ممانعت کا شان نزول اور لوگوں کے سامنے برہنہ ہونے کی ممانعت
۷۲۷	مقام ابراہیم کی تعیین و تحقیق کا بیان	۶۹۶
۷۲۸		باب آيَنَ يُصَلِّي رَكْعَتَي الطَّوَافِ
۷۲۹		یہ باب ہے کہ آدی طواف کی دو رکعات کہاں ادا کرے گا
۷۳۰		۷۰۰
۷۳۱		باب الْقَوْلِ بَعْدَ رَكْعَتَي الطَّوَافِ
۷۳۲		یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد گفتگو

باب الْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ	۷۴۲	یہ باب ہے کہ عرفہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہنا
یہ باب ہے کہ عرفہ میں تکبیر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ	باب التَّلبِیَةِ فِيهِ	
ادا کرنا	۷۴۲	یہ باب ہے کہ اس موقع پر تلبیہ پڑھنا
۷۵۵	۷۴۳	تلبیہ پر جنت کی بشارت کا بیان
باب وَفَّيَ الْيَتِيمَ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ	باب مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ	
یہ باب ہے کہ عرفہ میں دعا مانگنے کے وقت دونوں ہاتھ بند	یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن کے بارے میں جو کچھ مذکور	
کرنا	۷۴۳	ہے
۷۵۶	۷۴۴	تدریجاً احکام کا نزول دین کے کامل ہونے کے منافی نہیں
۷۵۷	۷۴۴	اسلام کا کامل دین ہونا ادیان سابقہ کے کامل ہونے کے
۷۵۹	۷۴۵	منافی نہیں
۷۶۱	۷۴۶	یوم میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عید ہونا
باب فَرَضَ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ	۷۴۶	یوم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعطیل نہ کرنے کے خلاف
یہ باب ہے کہ عرفات میں وقوف فرض ہے	۷۵۰	سپاہ صحابہ کا مظاہرہ
۷۶۳	۷۵۱	مشرہ حکیم الامت منایا جائے گا مفتی نعیم
۷۶۵	۷۵۱	یوم عرفات کی فضیلت کا بیان
۷۶۶	باب النَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ	
۷۶۷	۷۵۲	یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت
۷۶۸	۷۵۲	ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان
۷۶۹	باب الرَّوَّاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ	
۷۷۰	۷۵۳	یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روانہ ہونا
۷۷۱	باب التَّلبِیَةِ بِعَرَفَةَ	
۷۷۲	۷۵۳	یہ باب ہے کہ عرفہ میں تلبیہ پڑھنا
۷۷۳	باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ	
۷۷۴	۷۵۳	یہ باب ہے کہ عرفہ میں نماز سے پہلے خطبہ دینا
۷۷۵	باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ	
۷۷۶	۷۵۳	یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن اونٹنی پر (بیٹھ کر) خطبہ دینا
۷۷۷	باب قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ	
۷۷۸	۷۵۳	یہ باب ہے کہ عرفہ میں مختصر خطبہ دینا
۷۷۹		
۷۸۰		
۷۸۱		
۷۸۲		
۷۸۳		
۷۸۴		
۷۸۵		
۷۸۶		
۷۸۷		
۷۸۸		
۷۸۹		
۷۹۰		
۷۹۱		
۷۹۲		
۷۹۳		
۷۹۴		
۷۹۵		
۷۹۶		
۷۹۷		
۷۹۸		
۷۹۹		
۸۰۰		

یہ باب ہے کہ خواتین کے لیے صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے جانے کی اجازت ہے۔ ۷۹۵	امام مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھائے۔ ۷۷۳
باب الْوَقْتُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّنْعُ بِالْمُزْدَلِفَةِ	مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ پڑھنے میں
یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ۷۹۶	احادیث کا بیان۔ ۷۷۵
دسویں ذوالحجہ میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کا بیان۔ ۷۹۶	مزدلفہ میں جمع شدہ نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھنے کا بیان۔ ۷۷۶
باب فَيَمْنُنْ لَمْ يَذْكُرْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ	امام اعظم کے نزدیک مغرب و عشاء کی نماز میں جماعت کی عدم شرط کا بیان۔ ۷۷۷
یہ باب ہے کہ جو شخص مزدلفہ میں امام کے ہمراہ فجر کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے (اس کا حکم)۔ ۷۹۷	غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف جانے کا حکم۔ ۷۷۸
باب التَّلْبِيَةِ بِالْمُزْدَلِفَةِ	عرفات سے لوٹنے اور مزدلفہ میں نماز کا بیان۔ ۷۷۹
یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں تلبیہ پڑھنا۔ ۷۹۹	عرفات سے واپسی تیز چلنے کا بیان۔ ۷۷۹
دعائے بخشش و شفاعت کا بیان۔ ۸۰۰	راستے میں مغرب ادا کرنے والے کی نماز کا حکم۔ ۷۸۰
باب وَقْتُ الْإِقَاصَةِ مِنْ جَمْعٍ	مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ۔ ۷۸۱
یہ باب ہے کہ مزدلفہ سے روانہ ہونے کا وقت۔ ۸۰۱	عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان۔ ۷۸۲
مزدلفہ سے روانگی کا وقت طلوع شمس سے پہلے ہے۔ ۸۰۱	عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ۔ ۷۸۲
باب الرُّخْصَةُ لِلضَّعْفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّنْعَ بِيَمْنٍ	شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟ ۷۸۸
یہ باب ہے کہ کمزور لوگوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قربانی کے دن فجر کی نماز مٹی میں ادا کر لیں۔ ۸۰۲	دو نمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان۔ ۷۸۹
جرہ عقبہ سے ری کی ابتداء کرنے کا بیان۔ ۸۰۳	اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا روشیہ کتب کی روشنی میں۔ ۷۹۲
ری جہرات کا مفہوم۔ ۸۰۵	اہل تشیع کی متدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا۔ ۷۹۳
ری جہار کرنے کے وقت میں مذاہب فقہاء۔ ۸۰۶	حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا۔ ۷۹۴
ری جہار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لے لی جائیں۔ ۸۰۶	حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص۔ ۷۹۴
ری جہار کے وقت تکبیر کہنے کا بیان۔ ۸۰۷	باب تَقْدِيمِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةِ
ری کی کنکریوں میں کمی یا زیادتی کرنے کا بیان۔ ۸۰۸	یہ باب ہے کہ خواتین اور بچوں کو مزدلفہ میں ان کی مخصوص جگہ پر پہلے بھیج دینا۔ ۷۹۵
ری کی تاخیر میں وجوب دم میں مذاہب اربعہ۔ ۸۰۹	باب الرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِقَاصَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ
باب الْإِيضَاعِ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ	

۸۱۸	ایام تشریق کی رمی میں تقدم و تاخر کا بیان	۸۱۰	یہ باب ہے کہ وادی کسر سے تیزی سے گزرتا
۸۱۹	افعال حج میں تقدم و تاخر کی وجہ سے وجوب دم میں		باب التَّالِبَةِ فِي السَّيْرِ
۸۱۹	مذہب اربعہ	۸۱۲	یہ باب ہے کہ چلتے ہوئے تلبیہ پڑھنا
	باب الْمَكَانِ الَّذِي تُرْمَى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ		باب الْتِقَاطِ الْحَصَى
	یہ باب ہے کہ وہ جگہ جہاں سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری	۸۱۲	یہ باب ہے کہ کنکریاں جن لینا
۸۲۰	جائیں گی		باب مِنْ أَيْنَ يُنْتَقَطُ الْحَصَى
۸۲۱	نبی کریم ﷺ کی سنت کو اہمیت دینے کا بیان	۸۱۳	یہ باب ہے کہ آدمی کنکریاں کہاں سے پھینکے گا؟
	باب عَدَدِ الْحَصَى الَّتِي يُرْمَى بِهَا الْجِمَارُ		باب قُدْرِ حَصَى الرَّمِي
	یہ باب ہے کہ ان کنکریوں کی تعداد جو جمرات کو ماری جاتی		یہ باب ہے کہ رمی کے لیے لی جانے والی کنکریوں کی
۸۲۳	ہیں	۸۱۳	مقدار
	باب التَّكْبِيرِ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ		باب الرُّكُوبِ إِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالِ الْمُحْرِمِ
۸۲۳	یہ باب ہے کہ ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہنا		یہ باب ہے کہ جمرات کی طرف سوار ہو کر جانا اور احرام والے
	باب قَطْعِ الْمُحْرِمِ التَّالِبَةِ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ	۸۱۴	قفص کا سائے میں آنا
	یہ باب ہے کہ احرام والا شخص جب جمرہ عقبہ کی رمی کرے تو	۸۱۴	حالت احرام میں سر پر سایہ کرنے کا بیان
۸۲۴	وہ تلبیہ پڑھنا منقطع کر دے گا	۸۱۴	جمرہ عقبہ کی رمی کا بیان
۸۲۵	رمی کے وقت تلبیہ پڑھنے رہنے کا بیان	۸۱۵	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نگاہ فراست کا بیان
	حج کے بعض ضروری مسائل و احکام کا بیان		باب وَقْتُ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ
۸۲۵	حج کے فرائض کا بیان		یہ باب ہے کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا وقت
۸۲۷	باب الدُّعَاءِ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ	۸۱۶	چاشت کے وقت رمی کرنے کا بیان
۸۳۲	یہ باب ہے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگنا		باب النَّهْيِ عَنْ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
۸۳۳	گیارہویں اور بارہویں کو رمی کرنے میں فقہی مذاہب		یہ باب ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے
	باب مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ	۸۱۷	کی ممانعت
	یہ باب ہے کہ رمی جمار کے بعد محرم کے لیے کیا چیز حلال ہو		باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلنِّسَاءِ
۸۳۴	جاتی ہے؟	۸۱۷	یہ باب ہے کہ اس بارے میں خواتین کے لیے رخصت
۸۳۴	سوائے عورت کے تمام ممنوعات کی حلت کا بیان		باب الرَّمْيِ بَعْدَ الْمَسَاءِ
۸۳۵	حاجی سے سلام لینے اور دعا مانگوانے کا بیان	۸۱۸	یہ باب ہے کہ شام کے بعد رمی کرنا
۸۳۶	شرح سنن نسائی کے اختتامی کلمات کا بیان	۸۱۸	باب رَمِي الرُّعَاةِ
		۸۱۸	یہ باب ہے کہ چرواہوں کا رمی کرنا

مقدمہ رضویہ

امام نسائی بیہد کے علمی احوال کا بیان

امام نسائی بیہد کا اصل نام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب ہے۔ آپ چونکہ خراسان کے شہر نساء میں پیدا ہوئے اس لیے اس نسبت سے آپ کو نسائی کہتے ہیں۔ امت مسلمہ میں آپ کی پہچان ایک محدث کی ہے، آپ نے سنن نسائی کے نام سے صحیح احادیث کا ایک عظیم الشان مجموعہ ترتیب دیا۔ آپ نے بڑی عرق ریزی سے قابل اعتماد احادیث نبوی ﷺ کو جمع کیا، اس مقصد کے لیے آپ نیدر دراز کے سفر کیے اور بہت تکالیف بھی برداشت کیں۔ امت مسلمہ میں کل دس کتب احادیث کو سند کا درجہ حاصل ہے، چھ اہل سنت کے ہاں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے جس کا مطلب صحیح کتب ہیں اور چار اہل تشیع کے ہاں جنہیں کتب اربعہ کہا جاتا ہے یعنی چار کتب ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن نسائی کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔

امام نسائی بیہد کی پیدائش 215ھ میں ہوئی، اس وقت خراسان ممالک اسلامیہ کا بہت اہم صوبہ سمجھا جاتا تھا۔ خراسان کا اسلامی تاریخ میں جہاں بہت اہم سیاسی کردار ہے وہاں یہ علاقہ اپنی علمی کاوشوں میں بھی پیچھے نہیں رہا، امام نسائی بیہد سمیت امت کے بہت وقیع بزرگ اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام نسائی نے پندرہ سال کی عمر میں حدیث کا علم سیکھنا شروع کیا۔ علم حدیث نبوی ﷺ کے حصول کے لیے آپ نے خراسان جیسے دور دراز علاقے سے حجاز، عراق، شام اور مصر جیسے ممالک تک کا سفر کیا۔ اس زمانے میں علم کے حصول کیلئے ہنر کرنا بہت ضروری خیال کیا جاتا تھا، کسی کو اس وقت تک اچھا عالم نہ سمجھا جاتا جب تک کہ وہ دور دراز کے سفر کر کے تو اچھے اچھے اور قابل اساتذہ فن سے حصول علم نہ کر آتا۔ آپ کا آبائی وطن اگرچہ خراسان تھا لیکن آپ نے خدمت حدیث نبوی ﷺ کے لیے ہجرت کی اور مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

علمی دنیا کی یہ حسین روایت ہے کہ استاد اپنے شاگرد سے اور شاگرد اپنے استاد سے پہچانا جاتا ہے۔ گم نام اساتذہ کو ان کا کوئی شاگرد روشن کر دیتا ہے اور نالائق طالب علم کسی استاد کی نسبت سے آسمان کا ستارہ بن جاتا ہے۔ لیکن علمی تاریخ انسانیت نے وہ دن بھی دیکھے کہ جب استاد اور شاگرد دونوں آسمان علم کے سورج چاند ستارے تھے۔ حضرات قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، سلیمان بن اشعث جو امام ابو داؤد کے نام سے معروف ہیں۔

اور ابو عبد اللہ بن اسماعیل جنہیں ایک زمانہ امام بخاری کے نام سے پہچانتا ہے اور سعید بن نصر، محمد بن غثار اور علی بن حجر جیسے نابغہ روزگار لوگوں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کیا۔

آپ سے اگرچہ ہزار ہا لوگوں نے سماع حدیث کیا یعنی حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ جب درس حدیث دیا کرتے تھے تو

مساجد کے محن میں جگہ کم پڑ جاتی تھی، مخلوق خدا اللہ کر آپ کے درس میں شرک سماع ہوتی۔ نہ صرف قرب و جوار سے بلکہ دور دراز سے اور بہت اچھیا اور اعلیٰ دینی و دنیاوی مراتب کے لوگ آپ کے سامنے طالب علم بن کر بیٹھتے تھے۔ تاہم تاریخ نے آپ کے جن شاگردوں کے نام اپنے سینے میں محفوظ کیے ہیں ان میں سے حافظ ابوالقاسم اندلسی، علی بن ابی جعفر طحاوی، ابوبکر بن صدیق، ابوالقاسم الطبرانی، حافظ ابوعلی نیشاپوری، ابوعلی حسن السیوطی اور الحسن العسکری لوگ قابل ذکر ہیں، یہ اگرچہ اپنی اپنی جگہ مکمل دبستان علوم و رشد ہیں لیکن امام نسائی کا شاگرد ہونا بھی انکے لیے قابل فخر امور میں شامل ہے۔

دولت مند لوگ جس طرح اپنا سرمایہ اپنی اولاد میں چھوڑ جاتے ہیں، اہل اقتدار جس طرح اپنی جاگیر اپنے وارثوں کے نام کر جاتے ہیں اسی طرح اہل علم لوگوں کی میراث انکی کتب اور انکی تصانیف ہوتی ہیں جو انکی روحانی اولاد اپنے سینے سے لگا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ بہت سی تصانیف چھوڑیں اور ان میں سب سے اہم سنن نسائی ہی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیف آپ کا روشن سرمایہ ہیں۔ ان تصانیف میں سے خصائص علی رضی اللہ عنہ، المجتبیٰ، مسند امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، فضائل صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الجرح والتعديل، اسماء الرواة اور مناسک حج زیاد مشہور ہیں۔ آپ چونکہ بنیادی طور پر محدث تھے۔ اسی میدان علم سے متعلق کتب و تصانیف ہی آپ کے قلم سے پھوٹنے والی روشنیاں ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سرخ و سفید چہرے اور وجہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا دسترخوان انواع و اقسام کے کھانوں سے پر ہوتا تھا۔ خوش لباسی اور خوش خوراکی کے کئی قصے آپ سے منسوب ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہونا امرغ بہت شوق سیکھاتے تھے اور اس وقت کے مروج بہت اچھے اچھے مشروب کھانے کے بعد پیا کرتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ حمص شہر میں قاضی بھی رہے لیکن بوجہ یہ منصب ترک کر دیا اور زیادہ وقت تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو دینے لگے۔

دمشق کی ایک مسجد میں ایک بار آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں اپنی کتاب کے اقتباسات سنا رہے تھے تو بعض لوگ طیش میں آ گئے اور حضرت کو مارنا پھینا شروع کر دیا۔ بہت زخمی حالت میں جوش ایمان آپ کو حجاز مقدس کھینچ چلا، حرم کعبہ پہنچ جانے کے باوجود بھی آپ کی علالت باقی تھی اور اسی حالت میں صفا مروتہ کے درمیان خالق حقیقی سے جا ملے۔ یہ 13 مفر 303ھ کی تاریخ تھی۔

امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت انکی شہرہ آفاق تالیف سنن نسائی شریف ہے۔ اسکا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔ سنن اس کتاب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں جس کے ابواب کی ترتیب فقہ کی کتابوں کے مطابق تیار کی گئی ہو۔ امت کے بے شمار بزرگ اس کتاب سنن نسائی شریف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب سنن نسائی شریف کو بخاری و مسلم پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔

پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن کبریٰ تصنیف کی تھی۔ یاد رہے کہ یہ وہ وقت تھا جسے تاریخ حدیث میں دور فتن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب جب امیر رملہ کو پیش کی تو اس نے پوچھا کیا اس میں سب صحیح احادیث ہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں، تب امیر رملہ نے کہا کہ میرے لیے ایک ایسی کتاب تیار کریں جس میں سب احادیث صحیح ہوں۔ اس پر امام صاحب نے سنن نسائی شریف کی تدوین کی۔

احادیث نبوی ﷺ کے اس مجموعہ سنن نسائی شریف میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی اسلوب اختیار کیا ہے جو

بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات میں اختیار کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو متعدد مقامات پر تحریر کیا ہے اور اس سے مسائل بھی اخذ کیے ہیں۔ امام صاحب

متعدد مسائل کے لیے مختلف ابواب تکفیل دیے ہیں۔ ایک حدیث کو بہت سارے لوگ روایت کر رہے ہوں تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کے سب راویوں کا ذکر کر دیتے ہیں۔ فن اصول حدیث کی اصطلاح میں ایک حدیث کے بہت سارے راویوں کے سب

کو طرق کہتے ہیں۔ حدیث کا بیان کرنے والا راوی اپنے سے زیادہ مرتبہ کے آدمی کی مخالفت کریتے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس پر

تفصیل سے ذکر کرتے ہیں ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے والے پہلے زمانے کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان کے بعد تابعین آئے، پھر تبع تابعین آئے۔

اس کے بعد فقہاء کا دور شروع ہوتا ہے تب محدثین کا زمانہ آتا ہے۔ کسی بھی حدیث میں کسی بھی زمانے کے راوی میں کوئی خالی ہو

تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کا بھی ذکر کرتے ہیں اس عمل کو فن اصول حدیث کی اصطلاح میں راوی پر نقد کرنا کہتے ہیں۔ بعض اوقات

متن حدیث پر بھی نقد و جرح کرتے ہیں اور یہ آپ کی کسر نفسی ہے کہ بعض اوقات طویل بحث کر چکنے کے بعد بھی لکھ دیتے ہیں

کہ میں اس بات کو حسب مشائخ نہیں سمجھا۔

علمائے حدیث نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی اخذ کردہ احادیث کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں درج کی ہیں، یہ اعلیٰ درجے کی

احادیث ہیں۔

دوسری قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے درج کی ہیں اور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

کی قائم کردہ سخت شرائط پر بھی پوری اترتی ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے وجود

ان حدیثوں کو درج نہیں کیا۔

تیسری قسم کی احادیث وہ ہیں مذکورہ بالا دونوں اقسام میں نہیں آتیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نابغہ روزگار کتاب سنن نسائی شریف میں کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار احادیث رقم کی ہیں۔ اس

کتاب کے قبول عام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ کتاب زندہ ہے، آج بھی

مشرق سے مغرب تک علوم اسلامیہ کے طلبہ و طالبات اور علماء و عالمات اس کتاب کی درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ اس کتاب

کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں، الا ان فی شرح سنن نسائی، زوائد نسائی اور زہرا لیلی علی المجتبیٰ بہت مشہور ہیں آخر الزرثرن

کی تالیف حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کے قلم کا مبارک نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو غریق رحمت کرے اور

اللہ کرے اس کتاب سے پھوٹنے والی کرنیں باغ حدیث نبوی ﷺ کو تاقیامت روشن و تابندہ رکھیں۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور

کِتَابُ الصَّیَامِ

یہ کتاب روزوں کے بیان میں ہے

روزہ کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ

روزہ کا لغوی معنی ہے۔ کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا اور روزہ کا شرعی معنی ہے: مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لیے تیار کرنا۔ تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے قدیم مصری یونانی رومن اور ہندو سب روزہ رکھتے تھے موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کے لیے یہود اس زمانہ میں بھی ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں اس طرح موجودہ انجیلوں میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں رغبت ہو کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ سہل ہو جاتا ہے۔

علامہ علاؤ الدین ہسکلی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(در المختار علی حاشی رد المحتار ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی پھر زکوٰۃ فرض کی گئی اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے اس لیے اس کو پہلے فرض کیا گیا پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوٰۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عمل تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بہترین احکام شرعیہ نازل فرمائے اور اسی حکمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا قرآن مجید میں بھی اس ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

(آیت) وَالْخَشَعِينَ وَالْخَشَعَتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّمْتَ، (الزَّاب ۳۵)

ترجمہ: اور نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث
امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ
ڈھال ہے روزہ دار نہ جماع کرے نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے
میں روزہ دار ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو
سے زیادہ پسند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے روزہ میرے لیے
ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دں گنا ہے۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام
ریان ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا
جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا جائے
گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا ان کے داخل
ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان
کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔
امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری روایت میں
رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حالت ایمان میں ثواب کی
نیت سے لیلة القدر میں قیام کیا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت
سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل
کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کے سوا
ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے
کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے نہ شور و شغب کرے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ
دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک

مک سے زیادہ پسندیدہ ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اس وقت وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ نے بھی وصال کے روزے رکھے ان پر یہ روزے دشوار ہوئے آپ نے ان کو منع فرمایا: صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا: تم میں میری مثل کون ہے؟ مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام دہر بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۹ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حافظ منذری لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے جب آپ نے پہلی سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! جب دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود دوزخ میں داخل ہو گیا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور وہ آپ درود نہ پڑھے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! (صحیح ابن حبان)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو لفل کر دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے و غمگساری کرنے کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے

اور اس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے اور اس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اور اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے جس کا اوسط مغفرت ہے اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت کر دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کر دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے جن دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس سے دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ بیہقی صحیح ابن حبان)

امام ابن حبان نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں اپنی حلال کمائی سے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصلحت کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کے بہت آنسو نکلتے ہیں۔ حضرت سلمان نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرمائیے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ چلیک ٹھی طعام دے دے میں نے کہا: یہ فرمائیے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک گھونٹ دودھ دے دے میں نے عرض کیا: اگر اس کے پاس وہ بھی نہ ہو؟ فرمایا: ایک گھونٹ پانی دے دے (امام ابن خزیمہ اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بد بخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا (اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں البتہ اس کے ایک راوی محمد بن قیس کے متعلق مجھے کوئی جرح یا تعدیل مستحضر نہیں ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے: اے نیکی کے طلب کرنے والے! نیکی کا قصد

کر اور زیادہ نیکی کر اور اے برائی کے طلب کرنے والے! برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور و فکر کر کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی توبہ کرنے کا والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس پورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تیس گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے (اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے)

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو (اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)

حضرت عمرہ بن مرہ جعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے اگر میں اللہ کے وحدہ لا شریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں۔ (مسند بزرگ صحیح ابن عساکر ج ۱ ص ۱۰۶-۱۰۷ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

بعض نفلی روزوں کی فضیلت کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: نہ کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (بغیر روزہ کے رہو) قیام بھی کرو اور سوؤ بھی کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے لیے یہ کافی ہے تم پر مہینہ کے تین دن روزے رکھو اور تمہیں نیکی کا دس گنا اجر ملے گا اور یہ تمہارے پورے دہرے روزے ہو جائیں گے میں نے شدت کی اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قوت پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤد کے روزے کس طرح تھے؟ آپ نے فرمایا: نصف دہر (ایک دن روزہ ایک دن افطار)۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد صالح الطالع کراچی ۱۴۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: ابن ملحان قیسی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے کا اور فرماتے: ان روزوں سے پورے دہرے روزوں کا اجر ملے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۲ مطبوعہ مطبعہ مجاہد پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

تین روزوں کا دس گنا اجر ملے گا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے تو ہر ماہ تین روزے رکھنے سے پورے ماہ کے

روزوں کا اجر ملے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ روزے رکھے گا اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۹ مطبوعہ دار محمد احیاء التراث العربی کراچی ۱۳۷۵ھ)

ہر نیکی کا دس گنا اجر ہوتا ہے تو چھتیس روزوں کا اجر ۳۶۰ روزوں کے برابر ہوا گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا اور دس محرم کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار محمد احیاء التراث العربی کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: قدامہ بن مفلح بن بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ وادی القریٰ میں اپنے مال کی طلب میں گئے حضرت اسامہ بیرون جمرات کا روزہ رکھتے تھے قدامہ نے کہا: آپ بوڑھے آدمی ہیں آپ بیرون جمرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیرون جمرات کا روزہ رکھتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بیرون جمرات کو بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ مطبعہ مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسل) روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار (روزہ ترک کرنا) نہیں کریں گے اور آپ روزے نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۱-۳۳۰ مطبوعہ مطبعہ مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

بعض ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کیونکہ اس دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو اور عید الفطر کے دن کیونکہ اس دن تم اپنے روزوں سے افطار کرتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۸ مطبوعہ مطبعہ مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۹-۳۳۸ مطبوعہ مطبعہ مہتابی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے اور دوسری جگہوں میں اس دن روزہ رکھنا کار ثواب ہے اور عیدین میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے

سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۱ مطبوعہ مطبع مہمالی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (صرف) جمعہ کے دن کاروزہ نہ رکھے الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں روزہ رکھے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۹ مطبوعہ مطبع مہمالی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

ابوداؤد نے کہا: یہ حدیث منسوخ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۹ مطبوعہ مطبع مہمالی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

یہود ہفتہ کے دن کی تعظیم کی وجہ سے اس دن کاروزہ رکھتے تھے ان کی مشابہت کی وجہ سے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا:

روزہ کے اسرار و رموز کا بیان

(۱) روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) کھانے پینے اور شہوانی عمل کو ترک کر کے انسان بعض اوقات میں اللہ عزوجل کی صفت صمدیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور بہ قدر امکان ملائکہ مقربین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

(۳) بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۴) خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(۵) بھوک پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶) بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کا تکبر ٹوٹتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے کی معمولی مقدار کا کس قدر محتاج ہے۔

(۷) بھوکا رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور بصیرت کام کرتی ہے حدیث میں ہے: جس کا پیٹ بھوکا ہو اس کی فکر تیز ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۱۸)

اور پیٹ (بھر کر کھانا) بیماری کی جڑ ہے اور پرہیز علاج کی بنیاد ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۲۱) اور لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: اے بیٹے! جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتی ہے اور حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور عبادت کرنے کے لیے اعضاء ست پڑ جاتے ہیں دل کی صفائی میں کمی آ جاتی ہے اور مناجات کی لذت اور ذکر میں رقت نہیں رہتی۔

(۸) روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے یہ کسی ایسے عمل کا نام نہیں ہے جو دکھائی دے اور اس کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور

روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات میں ریا ہو سکتا ہے روزہ میں نہیں ہو سکتا یہ اخلاص کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۹) شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک پیاس سے شیطان کے راستے ٹگ ہو جاتے ہیں اسی طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

(۱۰) روزہ امیر اور غریب شریف اور غنیس سب فرض ہے اس سے اسلام کی مساوات مؤکد ہو جاتی ہے۔

(۱۱) روزانہ ایک وقت پر سحری اور افطار کرنے سے انسان کو نظام الادقات کی پابندی کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۱۲) فربہی تیغیر اور بسیار خوری ایسے امراض میں روزہ رکھنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔

روزہ کے فساد و عدم فساد کے بعض ضروری مسائل کا بیان

علامہ علاء الدین حصکلی حنفی لکھتے ہیں: اگر روزہ دار بھولے سے کھالے یا پانی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر روزہ دار کے حلق میں غبار یا کھسی یا دھواں داخل ہو خواہ اس کو روزہ یاد ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ ان سے بچتا مشکل ہے تیل لگانے سے یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو نصد لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ اس سے انزال نہ ہو احتلام سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کلی کرنے کے بعد جو تری منہ میں رہ گئی اس کو نکلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کان میں پانی داخل ہونے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر دانتوں کے درمیان سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا تو اگر خون غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں استمنا بالید سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر ناک (رینٹ) کو اندر کھینچ لیا اور وہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کسی چیز کے چھکنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کیا اور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضاء ہے اور کفارہ نہیں ہے اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ میں عدا جماع کرے یا عدا دوایا غذا کھائے یا پے تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ ہے اور اگر از خود تے آئے اور وہ اس کو واپس حلق میں نہ لوٹائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ تے منہ بھر کر آئے یا منہ بھر کر نہ آئے اور اگر خود بخود واپس حلق میں چلی جائے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر عدا تے لوٹائی تو روزہ ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ منہ بھر کر تے آئی ہو یہ مختار مذہب ہے اور اگر از خود تے کی تو اگر منہ بھر کر تے کی ہے تو اجماعاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔

روزہ میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے دندا سے چبانا مکروہ ہے بوسہ لینا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے مونچھوں پر تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے خواہ شام کے وقت کی جائے۔

(در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ملخصاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا بیان

تحقیق یہ ہے کہ انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قدیم فقہاء کے دور میں انسانی جسم کی اور اس کے تمام اعضاء کی

کامل تحقیق نہیں ہوئی تھی اور ان کے نظریات محض مفروضات پر مبنی تھے انہوں نے انسان کے جسم کا مکمل مشاہدہ اور تجزیہ نہیں کیا تھا اور اب تحقیق اور تجربہ سے ان کے کئی نظریات غلط ثابت ہو گئے مثلاً ان کا مفروضہ تھا کہ دماغ اور معدہ کے درمیان ایک منفذ (راستہ) ہے اور دماغ سے معدہ میں یا معدہ سے دماغ میں کوئی چیز چلی جاتی ہے حالانکہ دماغ اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے نیز ان کا مفروضہ تھا کہ کان اور معدہ میں منفذ ہے حالانکہ کان اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے انہیں مفروضات کی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ جوف معدہ یا جوف دماغ میں کوئی غذا یا دوا چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فقہاء اس غلطی میں معذور تھے کیونکہ اس زمانہ میں پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جسم کے تمام رگ و ریشہ کا مکمل مطالعہ اور مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا نیز ان کے زمانہ میں جسم کو غذا یا دوا کے ذریعہ منفعت پہنچانے کا ذریعہ صرف معدہ کا نظام ہضم تھا اس لیے انہوں نے کہا: دوا یا غذا معدہ میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب ہم منہ کے ذریعہ دوا کھاتے ہیں تو معدہ کے ہضم کرنے کے بعد وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں نہ مل جائے اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا پہلے دوا سے استفادہ کا صرف یہی ایک طریقہ تھا لیکن اب میڈیکل سائنس نے ترقی کر لی ہے اور انجیکشن کے ذریعہ دوا کو براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے بعض اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور منہ سے دوا کھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعض دفعہ اس قدر التیایا آتی ہیں کہ جو دوا کھاؤ وہ فوراً الٹی کے ذریعہ نکل جاتی ہے پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجیکشن کے ذریعہ براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ لہذا منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجیکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بہ طریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے معدہ کے عمل ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے اور انجیکشن کے ذریعہ اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لیے جس طرح منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے اسی طرح دوا کا انجیکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بعض علماء یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ پھر پھر یا بھڑ کے ڈنگ لگانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا اس کا جواب یہ کہ روزہ ٹوٹنے کا مدار اس پر ہے کہ انسان اپنے قصد اور اختیار سے کوئی دوا یا غذا جسم میں پہنچائے اور پھر یا بھڑ کے کاٹنے میں انسان کا قصد اور اختیار نہیں ہے۔ ثانیاً ان کے ڈنگ سے جو ہر جسم میں پہنچتا ہے وہ دوا یا غذا نہیں ہے نہ اس میں جسم کی منفعت ہے بلکہ اس سے جسم کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔ دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز مسورۃ اور معنی دونوں طرح مفطر ہو اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور جو صرف مسورۃ یا صرف معنی مفطر ہو اس سے صرف قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے اور دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانا صرف معنی مفطر ہے مسورۃ مفطر نہیں ہے۔ (تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

روزے کے آداب کا بیان

روزے میں صوفیاء کرام کے آداب میں یہ معمول رہا ہے۔

ظاہری اور باطنی حالت کو ضبط میں لایا جائے،

اعضاء و جوارح کو گناہ سے باز رکھا جائے؛

جیسے نفس کو کھانے سے روکا جائے، اسی طرح نفس کے افکار کے لئے اہتمام نہ کیا جائے۔

میرے سننے میں یہ بات آئی ہے کہ عراق کے بعض مشائخ کرام اور ان کے مریدین کا یہ معمول تھا کہ وہ روزے رکھتے،

اور افطار کے لئے انہیں نذر نیاز کی طرح اللہ کی طرف سے جو کچھ میسر آ جاتا، وہ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے افطار کرتے۔ یہ بات

خلاف ادب ہے کہ مرید مباح چیزیں چھوڑ کر حرام اور گناہ کی چیزوں سے افطار کرے۔

اہل یقین اور اہل فریب کے اعمال کا بیان

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”داناؤں کا سونا اور روزہ افطار کرنا کتنا اچھا اور قابل تعریف ہے، — اس کے برعکس

احتمول کا رات بھر جاگنا اور روزے رکھنا بعض اوقات ان کے نقصان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اہل یقین اور پرہیزگاروں کا ایک

ذریعہ برابر عمل، اہل فریب کے اعمال کے پہاڑ سے کہیں زیادہ اہل ہے۔“

روزے کے آداب کا بیان

صوفیاء کرام کے ہاں روزے کے آداب اور اس کی فضیلت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان عام دنوں میں کھائے جانے

کی نسبت افطار میں کم کھائے، — افطار کے موقع پر یا کسی کھانے کے وقت اگر بہت سے کھانے اکٹھے کر لئے جائیں تو اس

صورت میں روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، — جبکہ روزے کی غرض و عانت یہ ہے کہ:

نفس کو مغلوب کیا جائے،

نفس کو حد سے بڑھنے سے روکا جائے،

کھانا بقدر ضرورت کھایا جائے۔

اہل صفا کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ضرورت کے مطابق اور نفس کی طلب میں کمی لانے سے، نفس کو سب افعال و اقوال

میں حسب ضرورت پر اکتفا کرنے کی عادت ڈالی جاسکتی ہے۔ — اور نفس کی یہ خصلت ہے کہ اگر اسے اللہ کے کاموں کے

حوالے سے کسی ایک کام میں فقط حسب ضرورت کا پابند بنایا جائے تو وہ سبھی احوال میں اس معمول کی پابندی کرتا ہے۔ — اسی

اصول کے پیش نظر وہ کھانے میں ضرورت کی پابندی کرتے ہوئے سونے، بات چیت کرنے اور افعال میں بھی اسی ”حسب

ضرورت“ کے اصول کی پابندی کرنے لگے گا۔

چنانچہ ”حسب ضرورت پر اکتفا“ کرنا اہل طریقت کے لئے خیر و برکت کا ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ جس کا لحاظ اور

خیال کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ضرورت کے علم کا قائدہ اور اس کی طلب صرف ان بندوں کے لئے مخصوص ہے جنہیں اللہ

تعالیٰ انہیں اپنا مقرب بناتا ہے اور جن کی خود تربیت فرما پتا برگزیدہ بندہ بناتا ہے۔

روزے کی حالت میں اپنی اہلیہ سے ہنسی دل لگی کرنا اور بدن سے بدن ملانا (ملاست) بھی منع ہے تاکہ روزہ زیادہ پاکیزہ رہے۔

روزے دار کے لئے سحری کھانا بھی سنت ہے۔ سحری کھانے میں خیر کے دو پہلو ہیں:

اس سے سنت کی عیرونی ہوتی ہے۔

سحری کھانے سے روزے کو تقویت پہنچتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔“

اسی طرح افطار جلد کر لینا بھی سنت ہے، اگر عشاء کے بعد کھانا کھانے کا ارادہ ہو، اور کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت کرنا چاہتا ہو تو اسے پانی یا کشمش یا چھوہارے کے چند دانوں سے افطار کر لے، بشرطیکہ نفس کشمش میں جلا ہو۔ تاکہ ان دونوں نمازوں کا درمیانی وقت بخوبی گزر جائے۔

اسی طرح احیائے وقت کی بڑی نصیحت ہے اور اس میں بڑی بھلائی ہے، اور اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو سنت کے مطابق فقہ پانی سے افطار کر لے۔

شیخ العالم ضیاء الدین عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بالاسناد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (حدیث قدسی) ارشاد فرمایا:

”میرا وہ بندہ محبوب ترین ہے جو افطار میں زیادہ جلدی کرے۔“

ایک اور مقام پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، تب تک ان میں بھلائی موجود رہے گی۔“

نماز مغرب سے پہلے افطار کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ایک گھونٹ پانی، یا دو روہ، یا چند کھجوروں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ (عوارف المعارف، مطبوعہ لاہور)

باب وَنُجُوبِ الصَّیَامِ

یہ باب روزوں کی فرضیت کے بیان میں ہے

2089 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ الصَّلَاةُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا .

قَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّیَامِ قَالَ صِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا . قَالَ أَخْبِرْنِي

بِمَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى مِنَ الزَّكَاةِ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ . فَقَالَ وَاللَّهِ
أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوُّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللَّهُ عَلَى شَيْئًا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ
صَدَقَ . أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ .

☆ ☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بال
بکھرے ہوئے تھے اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ نبی
اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں ہیں البتہ تم کچھ نفل نمازیں بھی ادا کر لیا کرو اس نے عرض کی: آپ مجھے بتائیے کہ اللہ
تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے ایک مہینے کے روزے فرض ہیں البتہ تم
کچھ نفل روزے بھی رکھ لیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض کی ہے؟ تو نبی
اکرم ﷺ نے اسے شرعی تعلیمات سے آگاہ کیا اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا کی ہے! اللہ
تعالیٰ نے مجھ پر جو چیز فرض قرار دی ہے میں اس میں کسی (نفل چیز کا اضافہ) نہیں کروں گا اور اس میں کوئی کمی بھی نہیں کروں گا۔
تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے تو یہ کامیاب ہو گیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر یہ ٹھیک کہہ
رہا ہے تو یہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت
کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور
مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے
ہیں طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ (روح المعانی)

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ پہلے لوگوں پر رات کی تاریکی شروع ہونے سے دوسری رات تک کا روزہ فرض تھا اور
ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح روزہ فرض تھا اس لیے دونوں مشابہ ہوئے اہل علم کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ جس طرح ہم
ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اسی طرح نصاریٰ پر بھی اس مہینے کے روزے فرض تھے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب یہ روزے سخت
گرمی میں واقع ہو جاتے تھے تو تشنگی کی شدت سے روزے ان پر بھاری ہوتے تھے اور جب موسم سرما میں آتے تھے تو بھوک و
وجہ سے شاق ہو جاتے تھے جب یہ حالت دیکھی تو سب علماء اور رؤسا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے روزوں کو موسم بہار
میں قرار دیا اور اپنی اس کڑوت کی وجہ سے دس دن بطور کفارہ کے اور بڑھادیئے۔ کل چالیس دن کے روزے اپنے اوپر مقرر
کر لیے پھر اتفاقاً جو ان میں بادشاہ تھا وہ بیمار ہو گیا اس نے یہ نذر کی کہ اگر مجھے شفا ہوگئی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھ
دوں گا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی اس نے ایک ہفتہ کے روزے اور مقرر کر دیئے پھر اس کے بعد ایک اور بادشاہ ہو اس نے
پورے پچاس کروئے۔

اور مجاہد فرماتے ہیں کہ نصاریٰ میں ایک مرتبہ مری (دباء پھوٹ) پڑی۔ کثرت سے لوگ مرنے لگے انہوں نے آپس میں کہا کہ روزے بڑھا دو۔ دس روزے اول بڑھائے پھر چند روز کے بعد دس اور بڑھا دیئے۔
امام شعبی نے کہا ہے کہ اگر میں تمام سال کے سال روزے رکھوں تو جس دن میں شک کیا جاتا ہے کہ کوئی اس کو رمضان سے شمار کرے اور کوئی شعبان سے اس میں ضرور افتراق کروں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض ہوئے تو انہوں نے یہ کیا کہ ادھر تمیں شعبان سے پہلے ایک روزہ رکھا اور اسی طرح تمیں رمضان کے بعد روزہ رکھا اور اسی طرح ہر سال روزے بڑھاتے گئے حتیٰ کہ پچاس تک نوبت پہنچ گئی۔

علامہ بغوی نے اسی طرح کہا ہے کہ اور ابن جریر نے سدی سے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقُونَ (تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ) یعنی روزہ رکھو تاکہ محاسی سے بچ جاؤ کیونکہ روزہ سے شہوت منکسر ہوتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ بنا دیتا ہے اور جس میں نکاح کا مقدور نہ ہو اس کو روزے رکھنے چاہئیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے یا یہ معنی ہیں کہ روزہ اسی لیے فرض کیا گیا ہے کہ روزے میں تم خلل ڈالنے سے بچو (یعنی جب تک فرض نہ تھا تو اس میں یہ خلل ہوتا تھا کہ کبھی رکھا کبھی چھوڑ دیا اب چونکہ فرض کر دیا گیا اس سے محفوظ رہو گے۔

احکام اسلام میں کمی یا زیادتی نہ کرنے کا بیان

2090 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَيْتَنِي فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ . قَالَ لَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللَّهُ . قَالَ لَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ اللَّهُ . قَالَ لَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ قَالَ اللَّهُ . قَالَ لَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللَّهُ . قَالَ فَبِأَلَيْدِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَنَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ اللَّهُ أَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ . قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خُمُسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ صَدَقَ . قَالَ فَبِأَلَيْدِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ أَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ . قَالَ فَبِأَلَيْدِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي كُلِّ سَنَةٍ . قَالَ صَدَقَ . قَالَ فَبِأَلَيْدِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا . قَالَ صَدَقَ . قَالَ فَبِأَلَيْدِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَوَالَّذِي

2090- اخرجہ البخاری فی العلم، باب ما جاء فی العلم (الحديث 63م) تعلیقاً . واخرجه مسلم فی الايمان، باب السؤال عن ارکان الاسلام

11 و 1) واخرجه الترمذی فی الزکاة، باب ما جاء اذا ادیت الزکاة فقد قضیت ما علیک (الحديث 619) . تحفة الاشراف (404) .

بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ . فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْنَ صَدَقَ لِيَذْهَبَ إِلَى الْجَنَّةِ .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں قرآن میں نبی اکرم ﷺ سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہمیں یہ بات پسند ہوتی تھی کہ کوئی عقل مند دیہاتی شخص آئے اور نبی اکرم ﷺ سے سوال کرے ایک مرتبہ ایک دیہاتی شخص آیا اور بولا: اے حضرت محمد! آپ کا پیغام رساں ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں بتایا: آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ دیہاتی نے دریافت کیا: آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس نے دریافت کیا: زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس نے دریافت کیا: پھر زمین میں پہاڑ کس نے بنائے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس نے دریافت کیا: زمین میں نفع دینے والی چیزیں کس نے بنائی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس ذات کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے! زمین میں پہاڑ نصب کیے ہیں اس میں نفع دینے والی چیزیں پیدا کی ہیں! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ کہا ہے ہم پر روزانہ پانچ نمازیں پڑھنا لازم ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے؟ تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے ہم پر اپنے مال کی زکوٰۃ دینا لازم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے؟ اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے؟ اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں ان میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کروں اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے ٹھیک کہا ہے تو یہ شخص جنت میں ضرور

داخل ہوگا۔

2091 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَتَانَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ

وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتْلِكٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ - قُلْنَا لَهُ هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتْلِكُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَبْتُكَ - فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي سَأَلْتُكَ يَا مُحَمَّدُ فَمُشِدَّةٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ - قَالَ سَلْ مَا بَدَا لَكَ - فَقَالَ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ - قَالَ فَاشْهَدْكَ اللَّهُ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ - قَالَ فَاشْهَدْكَ اللَّهُ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ - قَالَ فَاشْهَدْكَ اللَّهُ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَانَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقَرَانَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ - فَقَالَ الرَّجُلُ امْنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَأَى مِنْ قَوْمِي وَأَنَا ضِمَامُ بَنِي ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ - خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ -

☆ ☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا پھر اسے باندھ دیا اس نے لوگوں سے دریافت کیا: تم میں حضرت محمد ﷺ کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ اس وقت ہمارے درمیان یہ کہہ کر آئے ہوئے تھے ہم نے اس سے کہا: سفید رنگ کے، لک ٹیک لگا کر یہ جو صاحب بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم ﷺ ہیں)۔

اس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: اے میرا مطلب ہے صاحبزادے! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں متوجہ ہوں اس شخص نے عرض کی: اے حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا میرے بچے میں کچھ سختی ہو سکتی ہے لیکن آپ اس سے ناراض نہ ہوئے گا! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے وہ پوچھو! اس شخص نے عرض کی: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے یہ صدقہ وصول کریں اور اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے عرض کی: آپ جو احکام لے کر آئے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میرا تعلق بنو سعد بن بکر کے خاندان سے ہے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یعقوب بن ابراہیم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔)

2091- اخرجہ السجری فی العلم، باب ما جاء فی العلم (الحديث 63) و سیانی (الحديث 2092) - واخرجہ اس ماجہ فی الامامة الصلاة و

لسنة فيها، باب ما جاء فی عرض الصلوات الخمس و المحفوظة عنہا (الحديث 1402) - والحديث عند أبي داود فی الصلاة، باب ما جاء فی

المشرك بدخل المسجد (الحديث 486) - بحته الاسرائ (907)

2092 - أَحَبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا

ابْنُ عَجَلَانَ وَغَيْرُهُ مِنْ إِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ - وَهُوَ مُتَكِّئٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ - فَقُلْنَا لَهُ هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَكِّئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَبْتُكَ .

قَالَ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَأَلْتُكَ فَمَشِدْتَ عَلَيَّ فِي الْمَسْأَلَةِ . قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ . قَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَلَّكَ اللَّهُ أَرْسَلْتَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ قَاتِلُكَ اللَّهُ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ قَاتِلُكَ اللَّهُ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا رَسُولٌ مِنْ قَوْمِي وَأَنَا ضَمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدٍ بْنِ بَكْرِ . خَالَفَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ .

☆ ☆ حضرت انس بن مالک جو بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا تو اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھا دیا پھر اسے باندھ دیا پھر وہ بولا: آپ لوگوں میں سے حضرت محمد ﷺ کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ اس وقت ہمارے درمیان ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اسے جواب دیا: یہ سفید رنگت کے مالک صاحب جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم ﷺ ہیں)۔ اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: اے عبدالمطلب کے صاحبزادے! نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: میں تمہاری طرف متوجہ ہوں وہ شخص بولا: حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور شاید میرے لہجے میں کچھ سختی ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا جو جی چاہتا ہے تم پوچھو وہ بولا: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے اس نے عرض کی: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے آپ سال کے اس ایک مہینے میں روزے رکھ کریں؟ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔ اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے صدق وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے تو وہ شخص بولا: آپ جو تعلیمات لائے آئے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں میرا نام ضام بن ثعلبہ ہے میرا تعلق بنو سعد بن کمر سے ہے۔

حبیب اللہ بن عمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

2093 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَارَةَ حَمْرَةَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَسَمًا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَصْحَابِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ قَالَ أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالُوا هَذَا الْأَمْعَرُ الْمُرْتَفِقُ - قَالَ حَمْرَةَ الْأَمْعَرُ الْأَبْيَضُ مُشْرَبٌ حَمْرَةَ - فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ فَمَشْتَدُّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ . قَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ اللَّهُ أَرْسَلَكَ قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكَ بِهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكَ بِهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَانَا فَتُرُدَّهُ عَلَى فَقَرَائِنَا قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكَ بِهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنْ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكَ بِهِ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ يَحْجَّ هَذَا الْبَيْتَ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَإِنِّي أَمُنْتُ وَصَدَّقْتُ وَأَنَا ضَمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک دیہاتی شخص وہاں آیا اور بولا: آپ میں سے عبدالمطلب کے صاحبزادے کون ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ سرفی آمیز سفید رنگت کے مالک صاحب جو کہنی کے بل ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حزہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ”امعر“ سے مراد ایسی سفید رنگت ہے جس میں سرفی ملی ہوئی ہے۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس شخص نے کہا کہ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوالات کرتے ہوئے میرا لہجہ تیز ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے تم پوچھو اس نے کہا: میں آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار اور آپ کے بعد آنے والوں کے پروردگار کے واسطے سے آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے اس نے کہا: میں آپ کو اسی کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم یہ دیا ہے آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے کچھ مال وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں کو دیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ بارہ مہینوں میں سے اس ایک مہینے میں روزے رکھا کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا میں آپ کو اسی کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے جو شخص وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ حج کرے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو وہ شخص بولا: میں ایمان لاتا ہوں اور میں تصدیق کرتا ہوں میرا

روزِ دُکیِ فرضیت

نماز و روزے کے حکم میں تبدیلی

پہلے صحابہ اکرام نماز کی طرف آتے تھے (اور) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نماز پہلے پڑھ چکے ہوتے تھے ایک آدمی (دوسرے نماز پڑھنے والے) کے پاس جاتا اور (نماز کی حالت میں اس سے پوچھ لیتا تھا) کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ ایک یا دو رکعتیں (پڑھ لی ہیں) پھر وہ ان دونوں رکعتوں کو پہلے پڑھ لیتا پھر جماعت میں شریک ہوتا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لائے اور فرمایا میں آپ کو ہمیشہ اس حال میں نہیں پایا مگر اس حالت میں آپ سے پانچ شریک ہو جاتا تھا (کہ میری ایک دو رکعت رہ جاتی تھی) پھر میں بعد میں قضا کر لیتا تھا (اس رکعت کو) جو مجھ سے رہ جاتی تھی۔ (ایک دفعہ) میں آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے جا چکے تھے ایک دو رکعت پڑھ چکے تھے تو میں آپ کے ساتھ (نماز میں) گیا۔ وہ یہاں رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وسلم نے نماز کو پورا فرمایا تو میں نے کھڑے ہو کر بقیہ نماز کو پورا کر لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا: تمہارے لئے معاذ رضی اللہ عنہ نے سنت قائم کر دی ہے۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو یہ تیسری تبدیلی ہوئی۔

اور روزے کے احوال یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ہرمینہ کے قین دن کے روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے روزے آپ پر فرض فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ إِلَى قَوْلِهِ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ

يَطِيقُونَهُ فِي فِدْيَةِ طَعَامٍ مَسْكِينٍ ۖ

پس جو شخص چاہے روزے رکھے اور جو شخص چاہے مسکین کا کھانا کھلائے یہ اس کا قائم مقام ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی لفظ آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس الی قَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ لِسِيرَةِ فَلْيَصْصِهِ (اس طرح) اللہ تعالیٰ نے مقیم اور سترست پر روزہ فرض فرمادیا اور مہینہ اور مسافر کے لئے بخشہ دیا۔ اور بڑھے آدمی کے لئے کھانا کھلانے کو ثابت فرمادیا جو روزوں کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ دو حالتیں ہوں۔

اور فرمایا لوگ کھاتے پیتے رہتے تھے اور اپنی عورتوں کے پاس آتے تھے جب تک کہ سنے نہ تھے پس سوچتے تھے: (پھر کھانے پینے اور عورتوں کے پاس آنے سے) منع کر دیئے جاتے تھے انصار میں سے ایک آدمی جس کو وہ مہینہ چاہتا تھا روزہ کی حالت میں شام تک کام کرتا تھا (شام کے وقت) وہ اپنی بیوی کے پاس آیا، عشا کی نماز پڑھی اور سوچا: صبح تک اس نے نہ کھایا نہ پیاجو پھر روزہ رکھ لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سخت تکلیف میں دیکھا اور فرمایا میں تجھ کو انتہائی تکلیف اور مشقت میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کل سارا دن کام کرتا رہا (روزے کی حالت میں) تو میں پیٹ گیا اور میں سو گیا پھر میں نے (بغیر کھانے پینے) صبح کا روزہ رکھ لیا (کیونکہ سو جانے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں تھا) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کچھ دیر) نیند کرنے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری کی (کیونکہ نیند کرنے کے بعد عورتوں سے منہ جائز نہ تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس آ کر اپنا واقعہ بیان فرمایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی احل لکم لیلة الصیام الرفث الی قَوْلِهِ ثُمَّ اَتَمُّوا الصِّيَامَ الی الْبَلِّ۔

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کما کتب علی الذین من قبلکم یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں۔

(۴) ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر رمضان کا مہینہ فرض کیا گیا جیسے ہم پر فرض کیا گیا ان کے روزے موسم گرما میں آتے تو وہ انہیں دوسرے موسم کی طرف پھیر دیتے تھے (کفارے کے طور پر) ان میں اضافہ کر دیتے تھے یہاں تک کہ پچاس دن ہو گئے پس اس آیت کا یہی مطلب ہے لفظ آیت کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔

(۵) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد نصاریٰ ہیں جو ہم سے پہلے تھے ان پر رمضان (کے روزے) فرض کئے گئے اور ان پر (یہ بھی) فرض کیا گیا کہ نیند کے بعد صبح اور پورا رمضان کے مہینہ میں نکاح کرو رمضان کے روزے نصاریٰ پر بھاری پڑ گئے۔ وہ اکٹھے ہوئے اور روزوں کو موسم گرمی اور سردی کے درمیان کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم جس دن زیادہ نیندیں گے یہ ہمارے اس تبدیلی کا خیرہ ہونا جو پہلے نے (اللہ کے حکم کے خلاف) کیا (اور بعد میں) مسلمان بھی وہی کرتے رہے (یعنی نیند کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے) یہاں تک کہ ابوقیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا وہ واقعہ پیش آیا (جو پہلی روایت میں گنہگار تھا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھانا پینا اور جماع کو ظلوغ فجر سے پہلے تک حلال فرمادیا۔

(۶) ابن حنبلہ نے اپنی تاریخ میں انہاس نے تاریخ میں اور طبرانی نے معجل بن حنبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ پر رمضان کے روزے (فرض) تھے۔ ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے کہا کہ ابراہہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی تو ہم دس (روزے) زیادہ کر دیں گے پھر دوسرا بادشاہ بیمار ہوا اس نے گوشت کھایا تو وہ منہ کے درد میں مبتلا ہو گیا کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمادی تو ہم سات (روزے) اور زیادہ کر دیں گے پھر ان کا ایک اور بادشاہ تھا تو کہنے لگے ہم اقیہ تین روزوں کو نہیں چھوڑیں گے ہم دس روزے پورے کریں گے اور ہم اپنے روزوں کو موسم ربیع میں کر دیں گے انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح ان کے پچاس روزے ہو گئے۔

(۷) ابن جریر نے ربیع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد ہے کہ ان پر روزے فرض کئے گئے ایک عشاء سے دوسری عشاء تک۔

(۸) ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علی الذین من قبلکم سے مراد اہل کتاب۔

(۹) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لعلکم تنفون بما کہتم پہلے لوگوں کی طرح کھانے پینے اور عورتوں سے بچتے رہو۔

(۱۰) ابن جریر اور ابی حاتم نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد ہے کہ ہر مہینے کے تین دن روزے تھے اور پورے مہینہ کو ایاما معدودات کا نام نہیں دیا گیا۔ (اور) فرمایا کہ اس سے پہلے لوگوں کے یہی تین روزے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رمضان کے مہینے کو فرض فرمادیا۔

(۱۱) سعید بن منصور نے ابو جعفر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رمضان کے مہینے نے سب روزے منسوخ کر دیئے۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے معاذ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد رمضان کے تین دن کے روزے ہیں۔

(۱۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام سے مراد ہے کہ ہر ماہ تین دن کے روزے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کے بارے میں (حکم) نازل فرما کر ان کو

منسوخ فرمایا سو یہ پہلا روزہ عشاء سے شروع ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا فدیہ بھی رکھا تھا پس جو مسافر چاہتا ایک مسکین کو کھانا کھلا کر روزہ افطار کر لیتا اور جو ان کے لئے رخصت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے لفظ آیت فعدة من ایام اخر کا حکم نازل فرمایا اور اس دوسرے حکم میں مسکین کے کھانے کے فدیہ کا ذکر نہیں فرمایا تو فدیہ منسوخ ہو گیا اور دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا ثابت ہو گیا (اور) فرمایا لفظ آیت یرید اللہ بکم البسر ولا یرید بکم العسر اور افطار کرنا ہے سفر اجازت ہے اور پھر اس کی قضا دوسرے دنوں میں کرتے۔

(۱۴) عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد وہ رمضان کے روزے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے اور پہلے وہ لوگ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے اور دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھتے تھے یہاں تک کہ ان پر (اللہ تعالیٰ) نے رمضان کا مہینہ فرض کر دیا۔

(۱۵) ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ پہلا روزہ وہ تھا جس کو نوح علیہ السلام نے اور ان کے بعد والوں نے رکھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بھی اسی طرح روزہ رکھا۔

(۱۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے اللہ نے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض فرمائے تھے۔

(۱۷) ابن ابی حاتم نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہر امت پر پورے رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے جو پہلے گزر چکی۔ جیسا کہ ہم پر پورے ماہ کے روزے فرض ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر اس طرح روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم پر فرض کئے گئے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی لفظ آیت کتب علیکم پھر فرمایا کہ نصاریٰ کا معاملہ یہ ہوا کہ ایک دن انہوں نے پہلے روزہ رکھا کہنے لگے ہم نہیں چوکیں گے پھر انہوں نے ایک دن بڑھایا اور ایک دن پیچھے کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم نہیں چوکیں گے پھر ان کا آخری معاملہ یہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہم دس (روزے) آگے کریں گے اور دس پیچھے کریں گے یہاں تک کہ ہم نہیں چوکیں گے پس وہ لوگ روزوں کا مہینہ ہی گم کر بیٹھے۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام سے مراد ہے کہ ان پر (روزے) اس طرح فرض کئے گئے جب ان میں سے کوئی عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتا تھا تو اس پر کھانا اور پینا اور عورتوں کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا۔

(۲۰) عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام سے مراد ہے کہ پہلے لوگوں پر روزہ اس طرح فرض تھا کہ جب ان میں سے کوئی کچھ کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کے لئے آئندہ رات تک کھانا حلال نہیں ہوتا تھا اور روزہ کی رات عورتیں ان پر حرام تھیں اور یہ حکم ان پر ثابت رہا لیکن تم کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔

(۲۱) امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عاشوراء کا دن روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان حکم نازل ہوا تو پھر جو شخص چاہتا (عاشوراء کا روزہ) رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

(۲۲) امام سعید اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام (الایہ) یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں اور اس کا حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی تھا کہ ایک شخص مشہور کی نماز یا سوے سے پہلے کھانی سکتا تھا اور جمع کر سکتا تھا۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتا یا سو جاتا تو یہ تمام کام آنے والی رات تک منع ہو جاتے تو اس آیت اکل لکم لیلة الصیام نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

و اما قوله تعالى: وعلى الذين يطيقونه فدية:

(۲۳) عبد بن حمید نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیتے ہوئے اس آیت وعلى الذين يطيقونه فدية پڑھا اور فرمایا کہ یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔

روزے کا فدیہ دینے کا حکم

(۲۴) ابن ابی حاتم، نحاس نے النبیؐ میں اور ابن مردودہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية نازل ہوئی تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور مسکین کو کھانا کھلا دیتا پھر یہ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه نازل ہوئی تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا مگر بہت بوڑھے کے لئے باقی رہ گیا کہ اگر وہ چاہے تو ہر دن کے روزہ کے بدلہ کسی مسکین کو کھانا کھلا دے اور روزہ نہ رکھے۔

(۲۵) ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية سے مراد ہے کہ ان میں سے جو چاہے (روزہ کے بدلہ میں) ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دے اور اپنے روزہ کو پورا کرے پھر فرمایا لفظ آیت فمن تطوع خيرا فهو خير له، وان تصوموا خير لكم اور فرمایا لفظ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه۔

(۲۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ بہت بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت کے لئے اجازت تھی جبکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہوں اور ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت فمن شهد منكم الشهر فليصمه جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے روزہ رکھے اور ایسے بوڑھے شخص کے لئے افطار کی رخصت کو باقی رکھا کہ اگر روزے کی طاقت نہ رکھیں تو افطار کر لیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیں اور (اس طرح) حمل والی عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت جب بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں ہر دن کے بدلہ اور ان پر روزہ کی قضا بھی نہیں ہے۔

(۲۷) امام دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابوداؤد، ابن ابی حاتم، نحاس، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وعلى الذين

بطبقونہ فدیۃ (الآیہ) طعام مسکین نازل ہوئی تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا اس کے بدلہ میں فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جو اس کے بعد ہے اور اس آیت لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے سابقہ آیت منسوخ ہوگئی۔

(۲۸) ابن حبان نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول کے زمانہ میں مرضی سے روزے رکھتے تھے تو جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه نازل ہوئی۔

(۲۹) امام بخاری نے ابویعلیٰ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم میں سے کچھ ساتھیوں نے ہم کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب رمضان کے بارے میں حکم نازل ہوا تو ان پر یہ حکم مشکل ہوا جو شخص ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا وہ رمضان کے روزے چھوڑ دیتا تھا لیکن جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا تھا اس کو روزہ چھوڑنا بھاری لگتا تھا اور ان کو رخصت دی گئی تھی پھر اس آیت لفظ آیت وان تصوموا خیر لکم نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابتداء اسلام میں ہر ماہ تین روزے کا حکم تھا

(۳۰) ابن جریر نے ابویعلیٰ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو ہر ماہ تین دن کے روزوں کا حکم دیا جو نفلی تھے فرض نہ تھے پھر رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا اور لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے (یہ حکم) ان پر بھاری ہوا اور جو شخص روزہ نہ رکھتا تھا مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا پھر یہ آیت لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه، ومن کان مریضاً او علی سفر فعدہ من ایام اخر نازل ہوئی تو مریض اور مسافر کے لئے رخصت ہوئی اور ہم کو روزہ کا حکم ہوا۔

(۳۱) عہد بن حمید، ابن المنذر نے عامر شعی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وعلی الذین یطبقونہ فدیۃ نازل ہوئی تو مالہ اد لوگ روزہ نہ رکھتے تھے اور (مساکین کو) کھانا کھلا دیتے تھے اور فقراء پر روزہ کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه تو سب لوگوں نے روزہ رکھا۔

(۳۲) امام دکیج اور عبد بن حمید نے ابویعلیٰ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ علیہ کے پاس رمضان کے مہینے میں آیا تو وہ کھا رہے تھے میں نے اس سے کہا کیا آپ کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا روزہ کے بارے میں جو حکم اول نازل ہوا کہ جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو شخص چاہے روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے جب یہ آیت لفظ آیت فمن تطوع خیراً فہو خیر لہ نازل ہوئی تو مسکینوں کو کھانا کھلانا مستحب تھا پھر جب یہ آیت لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه نازل ہوئی تو ہر مسلمان پر روزہ فرض ہو گیا مگر مریض یا مسافر یا میری طرح بہت بوزھے آدمی پر فرض نہیں ہوا بے شک وہ افطار کرے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے۔

(۳۳) امام دکیج، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت فدیۃ طعام مسکین پڑھتے تھے اور فرماتے تھے یہ منسوخ ہے اس آیت کو اس کے بعد والی آیت لفظ آیت فمن شہد منکم الشهر فلیصمه نے منسوخ کر دیا۔

(۳۴) امام کعب، سفیان، عبد الرزاق، القریابی، بکاری، ابو داؤد نے النسخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، دارقطنی، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ پڑھتے تھے (تشدید کے ساتھ) مطلب یہ ہے کہ وہ مشقت اور تکلیف کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں اور فرماتے تھے کہ (یہ آیت) منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت ہے (جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے) وہ ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائیں اور روزے قضا بھی نہ کریں۔

(۳۵) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم (ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ سے مراد ہے کہ وہ تکلیف کے ساتھ روزے رکھتے ہو تو ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں لفظ آیت فمن تطوع خیرا یعنی اور جو ایک مسکین سے زائد دیں لفظ آیت فہو خیر لہ تو یہ اس کے لئے بہتر ہے لفظ آیت وان تصوموا اور تمہارے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے فرماتے ہیں کہ آیت منسوخ نہیں ہے اور اس میں اس بوڑھے کے لئے رخصت دی گئی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو یا اس مرض کے لئے جو جانتا ہو کہ اب اسے شفا یاب ہونا مشکل ہے۔

(۳۶) ابن جریر، بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ یطیقونہ پڑھتی تھیں۔

(۳۷) ابن ابی داؤد نے المصاحف میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ پڑھتے تھے۔

(۳۸) امام کعب، عبد بن حمید، ابن الانباری نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ پڑھتے تھے پھر فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہے جو لوگ بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہیں جیسے بہت بوڑھا شخص تو ان پر فدیہ ہے۔

(۳۹) ابن جریر، ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ (یعنی جو لوگ طاقت رکھتے ہیں) ان کو مشقت میں ڈالا گیا اور ان کو مکلف بنایا گیا پڑھتے تھے اس کا معنی مشکل سے روزہ رکھنا۔

(۴۰) سعید بن منصور، ابو داؤد نے النسخ میں اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ پڑھتے تھے اور فرمایا اگر وہ روزے کی طاقت نہیں رکھیں تو وہ روزہ نہ رکھیں۔

(۴۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونہ بہت بوڑھے آدمی کے لئے نازل ہوئی جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس کو اجزات دی گئی ہے کہ وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کا کھانا کھلا دیا کرے۔

(۴۲) عبد بن حمید، ابو داؤد نے النسخ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا کہ لفظ آیت و علی الذین یطیقونہ فدیۃ منسوخ نہیں ہے اس سے مراد وہ بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن آدھا صاع گیہوں میں سے ایک فداس کے کھانے کے لئے اور ایک مداس کے ماہن کے لئے صدقہ کر دیں۔

(۴۳) ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت موتی قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی لفظ آیت و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے لئے ایک مسکین کو کھانا کھادیں۔

(۴۴) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت و علی الذین یطیقونہ فدیۃ سے مراد ہے کہ جو شخص مشقت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے اور اسی طرح حاملہ عورت، دودھ پلانے والی، بہت بوڑھا آدمی اور جو شخص ہمیشہ بیمار رہے (روزہ کے بدلہ میں صدقہ دیدے)۔

(۴۵) ابن جریر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت و علی الذین یطیقونہ کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

(۴۶) ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المذہب، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اپنی موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے (روزہ نہ رکھ سکے) تو انہوں نے ایک بڑے پیالہ میں شریہ بنا لیا اور تیس مسکین کو بلا کر کھانا کھلا دیا۔

(۴۷) امام طبرانی نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انسان روزہ رکھنے سے ضعیف ہو جائے اپنی موت سے ایک ماہ پہلے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلائے۔

حاملہ اور مرضیہ کے لئے روزے کی رخصت کا بیان

(۴۸) عبد بن حمید، ابن جریر، دارقطنی (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنی ام ولد سے فرمایا جو حاملہ تھی یا مرضیہ بچے کو دودھ پلانے والی تھی کہ تو ان لوگوں کی طرح ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تجھ پر مسکین کو کھانا کھانا ہے اور تجھ پر قضا نہیں ہے۔

(۴۹) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹیوں میں ایک بیٹی کو حضرت ابن عمر کے پاس حمل کی حالت میں رمضان کے روزے کے بارے میں پوچھنے کے لئے بھیجا انہوں نے فرمایا نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(۵۰) عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حامل عورت اس ماہ روزہ نہ رکھے اور اسی طرح دودھ پلانے والی جو اپنے بچے پر خوف کرے تو وہ روزہ نہ رکھے اور دونوں ہر دن مسکین کو کھانا کھلاتی رہیں اور ان پر قضا بھی

نہیں ہے۔

(۵۱) عبد بن حمید نے عثمان بن اسود رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے اس عورت سے بارے میں پوچھا جو حاملہ ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار ہو انہوں نے فرمایا کہ اس کو حکم کر دو کہ روزہ رکھے اور ہر دن ایک مشین کھانا کھلا دیا کرو جن صحت مند ہو جائے تو اسے چاہئے کہ قضا کر لے۔

(۵۲) عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ دودھ پلانے والی کو جب خوف ہو تو روزہ نہ رکھے اور مسکین کھانا کھلا دے اور حاملہ عورت کو جب اپنی جان پر خوف ہو تو وہ بھی روزہ نہ رکھے اور (بعد میں) قضا کر لے یہ عورت مریش کی طرح ہے۔

(۵۳) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (حاملہ اور مرضیہ) دونوں روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کر لیں۔

(۵۴) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حاملہ اور مرضیہ جب دونوں کو خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کر لیں۔

(۵۵) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب رمضان میں انسان کو اپنی جان پر خوف ہو (کہ روزہ رکھوں گا تو مر جاؤں گا) تو اس کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے۔

وما قولہ تعالیٰ: طعام مسکین:

(۵۶) سعید بن منصور نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ بقرہ نمبر ۲ پر پڑھی جب آیت پر آئے تو پڑھا لفظ آیت طعام مسکین۔

(۵۷) عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت فدیۃ طعام مسکین کے بارے میں کہ اس سے مراد ہے ایک مسکین۔

(۵۸) امام دہلوی نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فدیۃ عام مسکین سے اہل مکہ کا مد مراد ہے۔

(۵۹) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھا جن کو پیاس تھی اور روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ رکھے اور ہر دن (مسکین کو) گیسوں کا ایک مد کھلائیں میں نے کہا کون سا مد؟ فرمایا تیری زمین (یعنی تیرے علاقے) والا مد۔

(۶۰) دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس کو بڑھاپا پہنچ جائے اور رمضان کا پہلا روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روز ایک مد گندم کھلائے۔

(۶۱) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صدقات اور کفارات کا اندازہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے مد کے ساتھ ہوگا۔

وما تور تعالیٰ فمن تطوع خیرا فهو خیر :-

(۶۲) امام وکیع نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ مسکین کو ایک صاع کھانا کھلائے

(۶۳) عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ دو مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۶۴) عبد بن حمید نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کئی مساکین کو کھانا کھلا دے

(۶۵) امام وکیع، عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ رمضان میں روزے نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ہر دن چار مسکینوں کو کھانا کھاتے تھے۔

(۶۶) دارقطنی نے سنن میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے قیس بن سائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رمضان کا مہینہ کا انسان فدیہ دے تو ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائے۔ سو تم لوگ مری طرف سے ہر روز دو مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔

قوله تعالیٰ: وان تصوموا خیر لكم ان کنتم تعلمون :

(۶۷) ابن جریر نے ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وان تصوموا خیر لكم یعنی روزہ بہتر ہے تمہارے لئے فدیہ ہے۔

(۶۸) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حزمہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ خبردار روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا وہ میری وجہ سے اپنا کھانا، اپنا پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی (قیامت کے دن) اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۶۹) ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، بیہقی نے ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے لئے خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرے اور دوسری خوشی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور وہ اس کو جزا دے گا خوش ہوگا اور روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

روزہ ڈھال ہے

(۷۰) امام احمد اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے بندہ اس کی ذریعہ آگ بچاؤ کرتا ہے اور وہ (روزہ) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

راوی نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے بچانے والی مضبوط ڈھال ہے۔
 (۷۱) امام بیہقی نے ایوب بن حسان واسطی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ایک آدمی کو سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ اے ابو محمد (یہ ان کی کنیت تھی) ان احادیث میں ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے اور میں اس کا بدلہ دوں گا (یہ حدیث کیسی ہے) ابن عیینہ نے فرمایا یہ حدیث عمدہ اور محکم احادیث میں سے ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب فرمائیں گے اور اس کے مظالم کی وجہ سے اس کے سارے اعمال دوسرے لوگوں کو دیئے جائیں گے یہاں تک کہ صرف روزہ اس کے لئے باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باقی مظالم کو اٹھالیں گے اور اس کو روزہ کے بدلہ میں جنت میں داخل فرمادیں گے۔

(۷۲) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بخش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسری خوشی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

(۷۳) ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن خزیمہ، بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازہ جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس میں روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی بھی ان کے ساتھ داخل نہ ہوگا کہا جائے گا کہاں ہیں روزہ دار؟ تو وہ لوگ اس سے داخل ہوں گے جب ان میں آخری آدمی داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر ان میں سے داخل نہ ہوگا۔

ابن خزیمہ رحمہ اللہ علیہ نے زیادہ کہا کہ جو آدمی اس میں سے داخل ہوگا وہ پیٹے گا اور جو شخص پیٹے گا وہ پیاسا نہ ہوگا۔
 (۷۴) امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ میں کوئی ریا کاری نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا میری وجہ سے اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑتا ہے۔

(۷۵) ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۷۶) امام نسائی اور بیہقی نے عمرو بن سعید رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ داؤد سے روایت کیا کہ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔
(۷۷) امام بیہقی نے عبد اللہ بن روفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ دار کی نیند عبادت ہے اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اس کا عمل دو گنا ہے۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہے۔

(۷۸) ابن عدی نے، ابو الحسن، محمد بن جمیع العسائی، ابوسعید بن الاعرابی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی بندہ جب روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ سورج پر دے میں چھپ جاتا ہے اگر وہ ایک رکعت یا دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے آسمان نور سے روشن ہو جاتے ہیں اور حور عین میں سے اس کی بیویاں کہتی ہیں کہ اے اللہ اس کو ہماری طرف بھیج دے ہم اس کو دیکھنے کی مشتاق ہیں اور اگر وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے تو اس سے ستر ہزار فرشتے ملاقات کرتے ہیں اور اس کے اس ذکر کا ثواب سورج غروب ہونے تک لکھتے رہتے ہیں۔

روزے دار کے لئے جنت کی بشارت

(۷۹) بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو روزہ نے کھانے اور پینے سے روک رکھا جس کی اس کو خواہش تھی تو اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کے مطابق جنت کے پھل کھلاتے ہیں اور اس کو جنت میں سے پلائے گا۔

(۸۰) امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے دئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل میں سے ایک نبی کے پاس یہ وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو یہ بتا دیجئے جب کوئی بندہ کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھے گا تو میں اس کے جسم کو صحت عطا کروں گا اور اس کے اجر کو بڑا کر دوں گا۔

(۸۱) ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم سمندری جنگ میں جا رہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے کشتی والوں اپنی خبر دو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہوا ہمارے لئے اچھی ہے (یعنی سازگار ہے) لنگر ہمارے لئے اٹھائے گئے ہیں کشتی ہمارے لئے سمندر کی گہرائی میں چل رہی ہے؟ تو اس آواز دینے والے نے کہا کیا میں تم کو اس فیصلہ کے متعلق نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر لازم رکھا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو ایک دن پیاسا رکھے گا (یعنی روزہ رکھے گا) تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن سیراب فرمائیں گے۔

(۸۲) امام احمد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں آپ سے حاصل کروں اور اللہ تعالیٰ اس سے مجھے نفع

مطافرمادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم پکڑ لے کہ اس کی مثل کوئی (عمل) نہیں۔

(۸۳) امام بیہقی نے عبد اللہ بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن روزے داروں کے لئے

دستر خوان رکھے جائیں گے وہ کھارہے ہوں گے اور لوگ حساب دینے کی مشقت میں ہوں گے۔

(۸۴) بیہقی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر کاتب

کو اپنی کھیتی کا بدل دیا جاتا ہے اور زیادہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اہل قرآن اور روزوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

(۸۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک عمل

کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہوگا جس سے وہ بلائے جائیں گے اور روزہ والوں سے

لئے ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔

(۸۶) امام مالک نے مؤطا میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے (آگ سے)

(۸۷) امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے یہ

روایت فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے میرا بندہ اس کے ذریعہ آگ سے بچاؤ حاصل کرتا ہے۔

(۸۸) امام احمد اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہ

روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے۔

(۸۹) ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے عثمان بن ابی عاصم ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کے لئے ڈھال ہوتی ہے

لڑائی سے (بچاؤ کے لئے)۔

(۹۰) ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن خزیمہ اور بیہقی نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو نہ پھاڑ دیا جائے۔

(۹۱) امام طبرانی نے الاوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ

ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑا نہ جائے پوچھا گیا یہ کس طرح پھٹتا ہے؟ آپ نے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔

(۹۲) امام ترمذی اور بیہقی نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ

اور فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور دھن

(بھی) نصف ایمان ہے۔ اور روزہ آدھا صبر ہے۔

(۹۳) ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(۹۳) ابن عدی اور بیہقی نے ہبل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

روزہ دار کے سامنے کھانا

(۹۵) ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے ام غمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کو کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے لئے ہر فرشتے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں یا کھانا ختم کر دیتے ہیں۔

(۹۶) ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال کھانے میں حاضر ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں یا رسول اللہ! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں باقی ہے کیا تم جانتے ہو اے بلال! بلاشبہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب تک اس کے پاس کھانا کھایا جائے۔

(۹۷) ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۹۸) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۹۹) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے مفصل تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

(۱۰۰) ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی نے امام ابن ابی شیبہ نے یزید بن خلیل رحمہ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت ہے سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے (صرف) ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنی دور کر دے گا جتنی دور تک کو بچپن سے مرنے تک اڑنا شروع کرے۔ یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔

(۱۰۱) ابوزرارہ اور بیہقی نے احمد اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں قبول ہوتی ہیں روزہ دار کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

(۱۰۲) بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اور اس میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے فرمایا جس کے پاس طاقت ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے ورنہ اس پر روزہ لازم ہیں

کیونکہ وہ شہوت کو کم کر دیتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

(۱۰۱۲) ترمذی، ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ربان کہا جاتا ہے اس سے روزہ داروں کو بلایا جائے گا۔ جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اس سے داخل ہوگا اور جو شخص اس (دروازہ) سے داخل ہوگا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(۱۰۱۳) ابن ماجہ حاکم بیہقی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ افطار کے وقت روزہ دہا کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

(۱۰۱۵) ابوزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ داروں کے لئے ایک حوض ہوگا کہ غیر روزہ دار اس پر نہیں آئیں گے۔

(۱۰۱۶) ابن ابی الدنیا اور ابوزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو سمندر کی ایک لڑائی میں بھیجا اس درمیان کہ وہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور اندھیری رات میں (کشتیوں کے) بادبان اٹھا دیئے گئے تھے ان کے اوپر سے غیب سے ایک آواز آئی کہ اے کشتی والوں ٹھہر جاؤ میں تم کو اپنے فیصلہ کی خبر دیتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اگر تو خبر دینے والا ہے تو ہم کو خبر دے۔ اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت کے دن) پلائے گا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم

(۱۰۱۷) ابن سعد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نسائی۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الدعوات میں الحرث الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات پہ عمل کرنے کا حکم فرمایا اور نبی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمایا اور ہو سکتا ہے کہ وہ تھوڑی سی دیر تاخیر کریں عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ کلمات پہ عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمائیں یا تو آپ انہیں ان باتوں کا حکم دیں ورنہ میں ان کو حکم دیتا ہوں یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ ان کلمات کے ساتھ مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے دھنسا دیا جائے یا عذاب دیا جائے (اگر میں نے ان کاموں کا حکم نہ کیا) (پھر) تمام لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے اور وہ ہجوم سے بھر گیا اور آپ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پانچ کلمات کا حکم فرمایا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کروں، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو مثال اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرتا ہے اس آدمی کی مثال ہے جس نے خالص سونے اور چاندی سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا یہ میرا گھر ہے اور یہ مرا کام ہے سو تو کام کر اور اس کا صلہ مجھے پہنچا وہ کام کرتا ہے مگر اس کا صلہ اپنے مالک کے ملاوہ دوسرے کو پہنچاتا ہے کون تم میں

سے اس بات کو پسند کرتا ہے اس کا غلام اس طرح کا ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کا حکم دیا ہے جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر تو جہ نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ کے سامنے ہوتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو روزہ کا حکم فرمایا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو جماعت کے ساتھ ہے اور اس کے پاس ایک تھیلی ہو جس میں مشک ہو اور جماعت کا ہر آدمی اس کی خوشبو کو پسند کرتا ہو اور بلاشبہ روزہ دار کی بواللہ کے نزدیک اس مشک کی خوشبو سے زیادہ پکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو صدقہ کا حکم فرمایا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو دشمن قید کر لے اور اس کے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے ہوں اور وہ سب لوگ اس کی گردن مارنے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ کہے کہ میں اپنی جان کا قلیل و کثیر کے ساتھ فدیہ دیتا ہوں۔ تو (اس طرح) اس نے اس کو اپنی جان کا فدیہ دے دیا (اور اپنی جان کو چھڑا لیا) اور اللہ تعالیٰ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کا دشمن (اس کو مارنے کے لئے اس کے نشانات قدم پر تیزی سے نکلا یہاں تک کہ ایک مضبوط قلعہ کی طرف آ گیا اور اپنی جان کو دشمن سے بچا لیا اسی طرح بندہ اپنی جان کو شیطان سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ کے ذکر سے۔

(۱۰۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو خیمت (کابل) پہنچو۔ روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ۔ اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔

(۱۰۹) امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع اور حاتم نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور شہوت کے پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمائیے قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کو سونے سے روکے رکھا اس لئے میری سفارش اس کے معقول فرمائیے پھر فرمایا کہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(۱۱۰) ابو یعلیٰ اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک آدمی کسی دن نفل روزہ رکھے پھر اس کو زمین بھر سونا دے دیا جائے تو حساب کے دن سے پہلے اس کا ثواب مکمل نہ ہوگا۔

(۱۱۱) امام طبرانی نے الاوسط میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنا دیں گے جتنا آسمان و زمین کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۲) طبرانی نے عمرو بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا جہنم اس سے ایک سو سال کی مسافت تک دور کر دی جائے گی۔

(۱۱۳) ترمذی، نسائی، ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن (کے روزہ) کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دور

فرمادیں گے۔

(۱۱۵) ترمذی نے ابوالامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنادیں گے جتنا زمین و آسمان کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۶) امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن بنا ہے) ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی روزہ دار کی یہاں تک کہ وہ افطار کرے، عادل بادشاہ کی، مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ بادل کو اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم میں تیری ضرورت مدد کر دوں گا اگرچہ عرصہ کے بعد ہو۔

(۱۱۷) ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ داروں کے منہ سے مشک کی خوشبو پھولتی ہوگی اور قیامت کے دن عرش کے نیچے ان کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا وہ اس میں سے کھائیں گے اور لوگ (قیامت کے دن کی) سختی میں ہوں گے۔

(۱۱۸) الطبرانی نے الاوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک ایسے دسترخوان لگائیں گے کسی آنکھ نے ایسا نہیں دیکھا، کسی کان نے ایسا نہیں سنا کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آیا (اور) اس (دسترخوان) پر صرف روزہ دار بیٹھیں گے۔

(۱۱۹) ابوالشیخ بن حسان نے الثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے اپنے روزے کی خوشبو سے وہ پہچانے جائیں گے ان کے مونہوں سے مشک سے زیادہ خوشبو ہوگی ان کے لئے دسترخوان اور لوٹے رکھے جائیں گے جن پر مشک کی مہر لگی ہوگی ان سے کہا جائے گا کھاؤ تم (دنیا میں) بھوکے رہے اور پیو تم (دنیا میں) پیاسے رہے لوگوں کو چھوڑ دو اور تم آرام کر لو اس کے لئے کہ تم نے اس وقت تھکاوٹ برداشت کی جب کہ لوگ آرام میں ہوتے تھے اور کھاتے پیتے تھے وہ آرام کریں گے جبکہ لوگ مشقت میں ہوں گے اور پیاسے ہوں گے۔

(۱۲۰) ابن ابی الدنیا نے کتاب الاحوال میں مغیب بن می رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سورج کے سروں کے اوپر ایک ہاتھ کی بلندی پر ہوگا اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، آگ کی لپیٹ اور گرم لوہاں پر چلے گی اور دوزخ کے شعبے ان پر نکل رہے ہوں گے یہاں تک کہ زمین پر لوگوں کے پسینے سے ایسی بدبو اٹھے گی جیسے مردار کی بدبو ہوتی ہے اور روزہ دار اس وقت عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔

(۱۲۱) الاصبہانی نے الترغیب میں، احمد بن ابی الہوری کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابوسلیمان رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاس ابوعلی اسم ایک عمدہ حدیث لے کر تشریف لائے کہ میں نے اس حدیث کو دنیا میں ان سے سنی تھی کہ روزہ داروں

کے لئے دسترخوان لگایا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور لوگ حساب (کی سختی میں) مبتلا ہوں گے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تو حساب دے دے ہیں اور یہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے انہوں نے برابر روزے رکھے اور تم نے نہیں رکھے اور یہ راتوں کو قیام میں ہوتے تھے۔ اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

جنت کا اعلیٰ مقام

(۱۲۲) امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کا باہر اس کے اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اس کا اندر اس کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرما رکھا ہے جو نرم بات بات والا (بھوکوں کو) کھانا کھلاتا ہے، لگاتار روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

(۱۲۳) بیہقی نے نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن کی دعا افطار کے وقت ہوتی ہے یا تو دنیا میں اس کو جلدی دے دیا جاتا ہے یا اس کی دعا آخرت میں ذخیرہ کر لی جاتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما افطار کے وقت فرمایا کرتے تھے لفظ آیت واسع المغفرة اغفر لی (اے وسیع رحمت والے مجھ کو بخش دیجئے)۔

(۱۲۴) احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا (آج) تم میں سے کون جنازہ میں حاضر ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پھر پوچھا آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا (آج) کس نے صدقہ کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا آج کس نے روزہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت) واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔

(۱۲۵) ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن رباح رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو ایک راہب کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا (قیامت کے دن) دسترخوان لگائے جائیں گے تو سب سے پہلے اس میں سے روزہ دار کھائیں گے۔

(۱۲۶) ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر رخصت اور بغیر فرض کے چھوڑ دیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہ کریں گے اگرچہ وہ روزے رکھ بھی لے۔

(۱۲۷) دارقطنی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر عذر کے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو (بطور قضا کے) اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔

(۱۲۸) دارقطنی نے رجاء بن جمیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص

رمضان سے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو وہ پھر (بطور قضا کے) پانچ دن کے روزے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ پر راضی ہو۔

(۱۲۹) ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے رمضان کے روزے کا ایک دن کا روزہ بھی نہیں رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وصدقہ کر اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور روزہ کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھو۔

(۱۳۰) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے جان بوجھ کر بغیر سزا اور ہرجس کے رمضان کا روزہ رکھا تو کبھی اس کی ازگی نہ ہوگی۔ اگرچہ ساری عمر کے روزے رکھے۔

(۱۳۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے وہ ساری عمر اس کو پورا کر سکے گا۔ (تفسیر درمنثور، سورۃ بقرہ، ۱۱۰: ۱۱۱)

باب الفضل والجود فی شہر رمضان

یہ باب رمضان کے مہینے میں فضل اور سخاوت کے بیان میں ہے

2094 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ ذَاوُدَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ وَكَانَ جَبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ . قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ بخشنے والے تھے اور آپ رمضان کے مہینے میں اور زیادہ بخشنے والے تھے جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے رمضان کے مہینے میں روزانہ رات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے اور وہ آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آیا کرتے تھے (یعنی قرآن کا دور کرنے کے لیے آتے تھے) اس وقت نبی اکرم ﷺ بھلائی کے بارے میں چلتی ہوئی ہوتے بھی زیادہ فضیل ہوتے تھے۔

2095 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ

2094 - أخرجه البخاري في بدء الوحي، باب 6 - (الحديث 5) . وفي الصوم، باب أجود ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون في رمضان (الحديث 1902) . وفي بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3220) . وفي المناسك، باب حقة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3554) . وفي فضائل القرآن، باب كان جبريل يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4997) . وأخرجه مسلم في الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم أجود الناس بالخير من الريح المرسلة (الحديث 50) . وأخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 336) . تحفة الأشراف (5840) .

حَدَّثَنَا مَعْمَرُ وَالتَّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدًا وَنَسَلَهُ مِنْ لَعْنَةٍ تُذَكَّرُ وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ كَانَ أَحَدُ رِجَالِ الْحَبَرِ مِنْ أَسْرَاحِ الْمُرْسَلَةِ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَذْخَلَ هَذَا خَدِيشًا فِي حَدِيثٍ .
 ☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ جی ثنا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی پر لعنت نہیں کی اور جب وہ وقت آتا جس میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرنا ہوتا اس وقت آپ چلتی ہوئی ہو اسے زیادہ تخی ہوتے تھے۔
 امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے درست روایت وہ ہے جسے یونس بن یزید نے نقل کیا یہاں راوی نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں شامل کر دیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ ملک شام سے ایک قافلہ غلے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مدینہ منورہ کے تاجر لوگ خریدنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان تاجروں سے فرمایا تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے عرض کیا ہم جو دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دو۔ تاجروں نے عرض کیا ہم مدینہ منورہ کے درجنے والے ہیں۔ ہم زیادہ نفع کون دے گے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع دے گا۔ تحقیق میں نے یہ سارا غلہ مدینہ منورہ کے فقراء کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ آپ اہلق گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ ﷺ جسم پاک پر نور کی ریشمی چادر ہے چنانچہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کا مشتاق ہوں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرمالیا ہے۔ اور جنت میں ایک دلہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں دعوت پر جا رہا ہوں۔ (حکایات تلبولی، مطبوعہ شبیر بردارز لاہور)

باب فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ماہِ رمضان کی فضیلت کے بیان میں ہے

ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کے معاف ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا

رہے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، ۵۳۱)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھے، جمعہ کی نماز پورے آداب کے ساتھ ادا کرے اور اسی طرح رمضان کے روزے رکھے تو ان کے درمیان جو صغیرہ گناہ صادر ہوئے ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہ نہیں بخشے جاتے ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ کبیرہ گناہ بھی معاف فرما سکتا ہے۔ یہاں ایک ہلکا سا خلجان واقع ہوتا ہے کہ جب ہر روز کی پانچوں وقت کی نمازیں ہی تمام گناہ مٹا دیتی ہیں تو پھر یہ جمعہ وغیرہ کون سے گناہ ختم کرتے ہیں؟ چنانچہ اس خلجان کو رفع کرنے کے لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں گناہوں کو مٹانے اور ختم کرنے کی صلاحیت ہے چنانچہ اگر گناہ صغیرہ ہوتے ہیں تو یہ تینوں ان کو مٹا دیتے ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک کے بدلے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ تینوں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اور ان کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک کسی گناہ کے لئے کفارہ بن سکے تو دوسرا کفارہ ہو جاتا ہے مثلاً نماز میں کسی تقصیر اور نقصان کی وجہ سے اگر وہ نماز گناہوں کے لئے کفارہ نہ ہو سکے تو ان کو جمعہ ختم کر دیتا ہے اور جمعہ میں بھی کسی تقصیر کی وجہ سے کفارہ ہونے کی صلاحیت نہ رہے تو پھر رمضان ان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور اگر سب کے سب کفارہ بننے کی صلاحیت رہیں تو یہ سب مل کر گناہوں کو اچھی طرح مٹا دیتے ہیں اور کفارے کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کئی چراغوں کی۔ اگر کسی مکان میں ایک چراغ ہوگا تو اندھیرا تو ختم ہو جائے گا مگر روشنی کم ہوگی اور اگر چراغ زیادہ ہوں گے تو نور اور روشنی حثیت سے زیادتی ہوگی۔

2096 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُهَنَّبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتُحْتَفَلُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیاطین کو پابند سلاسل کر دیئے جانے کا بیان

2097 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزْجَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَبَانَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ

2096- أخرجه البحاري في الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان (الحديث 1898 و 1899) مختصراً، وفي بدء الحلق، باب صفة أبيس و حموده (الحديث 3277). وأخرجه مسلم في الصيام، باب فضل شهر رمضان (الحديث 1 و 2 و 3)، وسنن أبي داود (الحديث 2097)، و باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 2098 و 2099 و 2100 و 2101 و 2102). - لعمدة الاشراف (14342).

عُقِلَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ النَّارِ وَتُفْطَنُ الشَّيَاطِينُ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شرح

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ اس ماہ مقدس کے شروع ہوتے ہیں باری تعالیٰ کی پے در پے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور بندوں کے اعمال بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے صعود کرتے ہیں نیز باب قبولیت واہو جاتا ہے کہ بندہ جو دعائیں مانگتا ہے بارگاہ الوہیت میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں سے اس طرف کنایہ مقصود ہے کہ بندہ کو ان نیک اور اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے جو دخول جنت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ روزہ دار ایسے کاموں سے بچا رہتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے روزہ دار کبیرہ گناہوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ اس کے روزے کی برکت سے بخش دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ان شیاطین کو جو سرکش و سرغنہ ہوتے ہیں زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے اور ان کی وہ قوت سلب کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بندوں کو بہکانے پر قادر ہوتے ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جملہ دراصل اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ ماہ رمضان میں شیاطین لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور بندے نہ صرف یہ کہ ان کے وسوسوں اور ان کے اوہام کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے بھی نہیں اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روزہ کی وجہ سے انسان کی قوت حیوانیہ مغلوب ہو جاتی ہے جو غیظ و غضب اور شہوت کی جڑ ہے اور طرح طرح کے گناہوں کا باعث ہوتی ہے اس کے برخلاف قوت عقلیہ غالب اور قوی ہو جاتی ہے جو طاعات اور نیکی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ عبادات و طاعات میں زیادتی ہوتی ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2098 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ ابْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَلِّطُ الشَّيَاطِينُ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

2099 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ أَنَسٍ مَوْلَى التَّمِيمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے اندر شیطان اس طرح دوڑتا پھرتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا رہتا ہے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مطبوعۃ المصنوعۃ، جلد اول، رقم الحدیث ۵۰۰۰)

مطلب یہ کہ شیطان انسان کو بہکانے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ مختلف صورتوں میں اچھے انسانوں اور نیک بندوں کو نیکی و بھلائی کے راستہ پر چلنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے بلکہ انسان کی داخلی کائنات میں تھس کر اس کے ذہن و فہم اور اس کے قلب و دماغ کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2100 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ. رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

اس روایت کو ابن اسحاق نے زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2101 - أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتُحْتُ أَبْوَابُ

(2099- تفہیم، الحدیث 2096)

(2100- تفہیم، الحدیث 2096)

(2101- تفہیم، الحدیث 2096)

سُخِبَ وَاعْلَمْتُ أَبْوَابَ النَّارِ وَتُسَلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ - قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا - يَعْنِي حَدِيثُ ابْنِ إِسْحَاقَ -
خَطَاؤُهُ بِسَمْعِهِ ابْنُ إِسْحَاقَ مِنَ الرَّفُوعِ وَالصَّوَابُ مَا نَقَّذَهُ ذِكْرُ مَا لَهُ -
☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام نسائی بیسببیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت یعنی ابن اسحاق کے حوالے سے منقول روایت خطا ہے کیونکہ ابن اسحاق نے زہری سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

2102 - أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَدِيدِ بْنِ تَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا رَمَضَانُ قَدْ جَانَكُمُ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ وَتُسَلِّسُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ -
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا الْحَدِيثُ خَطَاً -

☆ حضرت انس بن مالک بیسببیہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔
امام نسائی بیسببیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں بھی غلطی ہے۔

شیطان کے وسوسے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ تا آنکہ پھر وہ یوں کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب نوبت یہاں تک آ جائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور اس سلسلہ کو ختم کر دے۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث: 61)

شیطان انسان کے روحانی ارتقاء کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کا بنیادی نصب العین ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو، جو اللہ کی ذات و صفات پر ایمان و یقین رکھتے ہیں، ورنہ غلامانے اور بہکانے میں لگا رہے ہیں، یہی نہیں کہ وہ فریب کاری کے ذریعہ انسان کے نیک عمل اور اچھے کاموں میں رکاوٹ اور تعطل پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے بلکہ اس زبردست قدرت کے بل پر کہ جو حق اللہ تعالیٰ نے تگوینی مصلحت کے تحت اس کو دی ہے۔

وسوسہ اندازی کے ذریعہ انسان کی سوچ فکر اور خیالات کی دنیا میں مختلف انداز کے شبہات اور برائی بھی پیدا کرنے کی

کوشش کرتا ہے، لیکن جن لوگوں کی سوچ، فکر اور خیالات کے سرچشموں پر ایمان و یقین کی مضبوط گرفت ہوتی ہے وہ اپنے ایمان کی فکری اور شعوری طاقت سے شیطان کے وسوسوں کو ناکارہ بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس حدیث میں جہاں بعض شیطانی وسوسوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہیں اس پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو ان وسوسوں کو غیر موثر اور ناکارہ بنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ پہلے تو شیطان اللہ کی مخلوقات اور موجودات کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتا ہے، مثلاً فکر و خیال میں یہ بات ذرا ہے کہ انسان کو وجود کس نے بنایا، یہ زمین و آسمان کی تخلیق کس کا کارنامہ ہے، چونکہ اللہ کی ذات و صفات پر ایمان رکھنے والوں کی عقل سلیم کائنات کی تمام مخلوقات و موجودات کی تخلیقی و تکوینی نوعیت کا بدیہی شعور و ادراک رکھتی ہے اس لئے مخلوقات کی حد تک شیطان کی وسوسہ اندازی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی لیکن معاملہ وہاں نازک ہو جاتا ہے۔

جب یہ سلسلہ نازک ہو کر ذات باری تعالیٰ تک پہنچ جائے اور وسوسہ شیطانی دل و دماغ سے سوال کرے جب یہ زمین و آسمان اور ساری مخلوقات اللہ کی پیدا کردہ ہیں تو پھر خود اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا گیا کہ جوں ہی یہ وسوسہ پیدا ہوا اپنے اللہ سے پناہ مانگو اور اپنے ذہن سے اس فاسد خیال کو فوراً جھٹک دو تا کہ وسوسہ شیطانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اللہ کی پناہ چاہنے کا مطلب محض زبان سے چند الفاظ ادا کر لینا نہیں ہے بلکہ یہ کہ ایک طرف تو اپنے فکر و خیال کو یکسو کر کے اس عقیدہ یقین کی گرفت میں دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے، وہ واجب الوجود ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ دوسری طرف ریاضیت و مجاہدہ اور ذات باری تعالیٰ کے ذکر و استغراق کے ذریعہ اپنے نفس کے تزکیہ اور ذہن و فکر کے تحفظ اور سلامتی کی طرف متوجہ رہو۔ وسوسہ کی راہ روکنے کا ایک فوری موثر طریقہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس بدل دی جائے۔ یعنی جس جگہ بیٹھے یا لیٹے ہوئے اس طرح کا وسوسہ پیدا ہو وہاں سے فوراً ہٹ جائے اور کسی دوسری جگہ جا کر کسی کام اور مشغولہ میں لگ جائے اس طرح دھیان فوری طور پر ہٹ جائے گا اور وسوسہ کی راہ ماری جائے گی۔

باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ

اس روایت میں معمر سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2103 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيمَةٍ وَقَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَسُلِّسَتْ فِيهِ الشَّيَاطِينُ. أَرْسَلَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ باقاعدہ طور پر لازم کیے بغیر رمضان کے مہینے میں نوافل اور

2103 - أخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح (الحديث 174). وأخرجه أبو داود في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1371) وأخرجه الترمذي في الصوم، باب الترغيب في قيام رمضان وما جاء فيه من النص (الحديث 808). وسياقي باب ثواب من قام رمضان وحامه إيماناً واحتساباً والاختلاف على الرهري في الخبر في ذلك (الحديث 2197) تحفة الاشراف (15270).

کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ یہ فرماتے تھے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2104 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أُنْبَأَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى - خَرَّاسَانِي - قَالَ أُنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفَلُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَتُعَلَّقُ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَلِّسُ الشَّيَاطِينُ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب رمضان آ جاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیطانی افواج کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اپنا تخت حکومت پانی (یعنی سمندر) پر رکھتا ہے۔ پھر وہاں سے اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کریں۔ اس کی فوجوں میں ابلیس کا سب سے بڑا مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ انداز ہو۔ ان میں سے ایک واپس آ کر کہتا ہے۔ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے ہیں۔ ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے (ایک بندہ کو گمراہ کرنا شروع کیا اور) اس وقت تک اس آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈالو دی۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ابلیس (یہ سن کر) اس کو اپنے قریب بٹھالیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اچھا کام کیا (حدیث کے ایک راوی) اعمش فرماتے ہیں میرا خیال ہے جابر رضی اللہ عنہ نے بجائے (فیدنیہ کے) فیض مد (پس ابلیس اس کو گلے لگا لیتا ہے) کے الفاظ نقل کئے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 67)

جدائی ڈالوانے سے مراد لڑائی جھگڑے کے ذریعہ مرد کی زبان سے نا کھجی میں ایسے الفاظ ادا کر دینا ہے جس سے اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے۔ طلاق بائن میں عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اس سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی جہالت کے سبب اس عورت کو اپنے نکاح میں داخل سمجھتے ہوئے اس سے صحبت کرتا رہے جو دراصل حرام کاری ہوتی ہے اور اس طرح کے لوگوں کی حرام کاری کے نتیجہ میں ناجائز اولاد پیدا ہوتی رہے، جس سے روئے زمین پر ناجائز اولاد کی تعداد بڑھتی رہے اور وہ ناجائز پیدا ہونے والے لوگ دنیا میں فسق و فجور اور گناہ و معصیت زیادہ سے زیادہ پھیلاتے رہیں۔

ماہ رمضان کی برکات کا بیان

2105 - أَخْبَرَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَتُغْلَقُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو برکت والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے جو شخص اس رات کی بھلائی سے محروم رہے وہ محروم شخص ہے۔

2106 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عُرْفَجَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ لَرْقِدٍ لَقَدْ أَكْرَمَنَا شَهْرُ رَمَضَانَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قُلْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ وَتُغْلَقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ .

☆ ☆ عرفہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ عتبہ بن فرقد کی عیادت کرنے کے لیے گئے وہاں رمضان کے مہینے کا تذکرہ ہوا انہوں نے دریافت کیا: تم لوگ کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا: رمضان کے مہینے کا تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے اے بھلائی کو چاہنے والے! آگے بڑھو اے بُرائی کو چاہنے والے! رُک جاؤ!

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

2107 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عُرْفَجَةَ قَالَ كُنْتُ فِي بَيْتٍ لِيهِ عُثْبَةُ بْنُ لَرْقِدٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيثٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ أُولَى بِالْحَدِيثِ مِنِّي فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي رَمَضَانَ تَفْتَحُ

2105 - ابن ماجہ السانی . تحفة الاشراف (13564) .

2106 - ابن ماجہ السانی . وسبانی (الحديث 2107) . تحفة الاشراف (9758) .

2107 - تقدم (الحديث 2106) .

فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُفْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا طَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ يَا طَالِبَ الشَّرِّ آمِينَ .

☆ ☆ عرّفہ بیان کرتے ہیں میں ایک گھر میں موجود تھا جس میں حضرت عتبہ بن فرقہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عتبہ بن فرقہ رضی اللہ عنہ چونکہ صحابی رسول تھے اس لیے میرے مقابلے میں حدیث بیان کرنے کے وہ زیادہ حقدار تھے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں ہر سرکش شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے: اے بھلائی کے طلب کار شخص! آگے بڑھو اے بُرائی کے طلب کار شخص! رُک جاؤ!

شیطان اور فرشتے کے تصرف کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور ایک تصرف فرشتہ کا شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ بُرائی پر ابھارتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ نیکی پر ابھارتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا لہذا جو آدمی (نیکی پر فرشتہ کے ابھارنے کی) یہ کیفیت اپنے اندر پائے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے (ہدایت) ہے اس پر اس کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے اور جو آدمی دوسری کیفیت (یعنی شیطان کی وسوسہ اندازی) اپنے اندر پائے تو اس کو چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآنی آیت پڑھی (جس کا ترجمہ ہے) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور گناہ کے لئے اکساٹا ہے۔ اس روایت کو جامع ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(مخلوۃ المسامیح، جلد اول، رقم الحدیث، 70)

فرشتہ کے ابھارنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ نیکی کی اہمیت اور نیکی پر ملنے والے اجر و انعام کی کشش ظاہر کرتا ہے اور انسان کے احساس و شعور میں یہ بات ڈالتا ہے کہ اللہ کا سچا دین ہی انسانیت کی بقا و ترقی کا ضامن ہے اللہ کے رسول جو شریعت لے کر آئے ہیں اسی میں بنی آدم کی دنیاوی اور آخری نجات پوشیدہ ہے۔ اگر اپنی فلاح و نجات چاہتے ہو تو برائی کے راستہ سے بچو اور نیکی کے راستہ کو اختیار کرو۔ شیطان کا ابھارنا یہ ہوتا ہے کہ وہ راہِ حق کو تاریک کر کے دکھاتا ہے وسوسہ اندازی کے ذریعہ دین کی بنیادی باتوں مثلاً توحید، نبوت آخرت اور دوسرے معتقدات میں تردد و تشکیک پیدا کرتا ہے۔

نیکی کو بدنما صورت میں اور بدی کو اچھی شکل و صورت میں پیش کرتا ہے، انسانی دماغ یہ بات بھانسنے کی سعی کرتا ہے کہ اگر ان چیزوں کو اختیار کرو گے جو نیکی سے تعبیر کی جاتی ہیں تو پریشانیاں اٹھائیں گے، تکلیفیں، برداشت کرو گے، مت توکل وقت و قسمت کی زنجیر کو اختیار کرو گے اور اپنے اوقات کو دنیا سازی میں صرف کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور دین کی خدمت میں لگاؤ گے تو تم نہ مال دولت حاصل کر پاؤ گے اور نہ دنیا کی کوئی آسائش و راحت اٹھا پاؤ گے، اے فقر و محتاجی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

باب الرُّخْصَةِ فِي أَنْ يُقَالَ لَشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ

یہ باب ہے کہ رمضان کے مہینے کو صرف رمضان کہنے کی اجازت

2108 -

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَتَانَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ ح وَاسْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُ كَلَّهُ . وَلَا أَذْرِي كَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ بَدَأَ مِنْ غَفْلَةٍ وَرَقْدَةٍ اللَّفْظُ لِعَبِيدِ اللَّهِ .

☆ ☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

کوئی بھی شخص یہ نہ کہے میں نے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے پورا رمضان نوافل ادا کیے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی عبادت کا اظہار کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے یا یہ واضح کرنا چاہتے ہیں، آدی کو درمیان میں سو بھی جانا چاہیے (یعنی غیر معمولی شدت کے ساتھ عبادت نہیں کرنی چاہیے)۔ یہ الفاظ عبید اللہ نامی راوی کے ہیں۔

ریا کاری کے معنی و مفہوم کا بیان

ریاء "رویت سے مشتق ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ ریاء کے معنی ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں اچھا بنا کر پیش کرنا۔ اور عین العلم میں لکھا ہے کہ ریاء کا مطلب یہ ہے اپنی عبادت و نیکی کا سکہ جمانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت چاہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریاء کا تعلق خاص طور پر ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے جو عبادت و نیکی کے ظاہری عمل کہلاتے ہیں اور جو چیزیں کہ از قسم عبادت نہ ہوں جیسے کثرت مال و متاع، علم و ذہانت کی فراوانی، اشعار وغیرہ کا یاد رکھنا اور نشانہ بازی کی مہارت وغیرہ تو ان میں دکھاوے کے لئے جانے والے کام کو ریاء نہیں کہا جاتا بلکہ وہ افتخار و تکبر (نازد و گھمنڈ) کی ایک قسم کہلاتا ہے۔ اسی طرح نیکی و عبادت کے ظاہری اعمال میں بھی اگر کوئی کام اس صورت میں لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے جب کہ اس کا مقصد عزت و جاہ کی طلب نہ ہو، جیسا کہ بعض مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین و تعلیم، لوگوں کے دلوں کو نیک اعمال کی طرف مائل کرنے اور ان کو اتباع و پیروی کی طرف راغب کرنے کے لئے بعض اعمال اس طرح کرتے ہیں کہ لوگ ان کو دیکھیں تو یہ بھی حقیقت کے اعتبار سے ریاء نہیں کہلائے گا۔

اگرچہ ظاہر میں ان کا وہ عمل ریاء کاری معلوم ہو اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین یعنی اونچے درجہ کے مشائخ اور بزرگوں کا ریاء مریدین کے اخلاص یعنی عدم ریاء کاری سے بہتر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ریاء اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی ذات میں واقعہ کوئی صفت و کمال ہو اور وہ اپنے اس واقعی وصف و کمال پر

دوں کے سامنے نمایاں کرے اور یہ خواہش رکھے کہ لوگ اس کے اس وصف و کمال کو جانیں تاکہ ان کی نظر میں قدر و منزلت اور عزت و وقعت حاصل ہو۔

ہر جو شخص کسی ایسے وصف و کمال کو اپنی طرف منسوب کرے لوگوں پر ظاہر کرے کہ جو واقعہ اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو یہ نہیں بندہ خالص کذب اور منافقت کہا جائے گا اسی پر قیاس کر کے یہ کہا گیا ہے کہ غیب اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی پہچان اس کو وہ عیب بیان کیا جائے تو واقعہ اس کی ذات میں موجود ہو اور اگر اس کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو حقیقت کے اعتبار سے اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو افتراء اور بہتان کہیں گے۔

ریا کاری کی اقسام و صورتوں کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفرت وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر و منزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کا رہنما دھوکا باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اور دودھ خانے میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سرکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد و وظائف سے بلکہ ان بد نصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پانچ اور وضو سے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اندہ تعالیٰ کے تحت غضب و قہر کے نازل ہونے کا باعث ہے اور اس ضرورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے۔

بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہونے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضاء واجب ہوگی۔

دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی دکھانے کی نیت، لیکن ریاء کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث و آثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی ناقابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے والا عمل نیت و ارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ و نیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ و نیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر یہ عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ مابعد ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد و عزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہو اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔ اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد و توفیق کے بغیر اس دولت کا مانا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت و حالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت و طاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت و طاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی و مسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور لطف و عنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر باعزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پر وہ پوشی فرمائی اور نیک اعمال و اخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت و قصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین و طاعات کا چہرہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود و مستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ بہت دقیق و پیچیدہ ہے اور اپنے اندر بہت تفصیل و مباحث رکھتا ہے، اگر اس کی تحقیق زیادہ وضاحت کے ساتھ جانی ہو تو اہل اہل اور عارفین کی کتابوں اور ان کے اقوال و ملفوظات سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

ریا کاری کرنے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت جناب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنانے کا ذلیل و رسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی

میں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاء کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر و ثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، ۱۲۴۶)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت و ناموری اور حصول عزت و جاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کر دیتا ہے اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھا دے گا، دے گا نہیں تاکہ وہ حسرت و افسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھا دے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر و ثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر و ثواب سے قطعاً محروم رہے گا۔

شرک و ریاء کاری کرنے والوں کے بارے میں وعید

حضرت ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، لوگوں کو حساب اور جزا و سزا کے لئے جمع فرمائے گا، تو ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس عمل میں کہ جس کو اس نے اللہ کے لئے کیا تھا، اللہ کے سوا کسی اور کو شریک کیا ہو یعنی جس شخص نے دنیا میں ریاء کے طور پر کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی غیر اللہ سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے تئیں، تمام شریکوں سے نہایت زیادہ بے نیاز ہے۔ (احمد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، ۱۲۴۸)

علامہ طبری کہتے ہیں لیوم میں حرف لام "جمع" سے متعلق ہے جس کے معنی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس دن کے لئے جمع کرے گا کہ جس کا پیش آنا یقینی امر ہے اور اس دن کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہ جمع کرنا اس کے لئے ہوگا کہ ہر ایک کو چیز کے مطابق جزا و سزا دے جس کو اس نے دنیاوی زندگی میں اختیار کیا۔ اس اعتبار سے یوم القیامۃ مابعد کے الفاظ کی تمہید کے طور پر ہے تاہم اس کو "جمع" کا ظرف بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کی تائید اس روایت کے مطابق الفاظ سے ہوتی ہے جو استیعاب میں نقل کی گئی ہے کہ اذا کان یوم القیامۃ یجمع اللہ الاولین والآخرین لیوم لا ریب فیہ الخ۔ اس صورت میں "لیوم" کے لفظ کو ایسا مظہر کیا جائے گا جو مضمحل کی جگہ واقع ہوا ہو اور جو اس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے کہ جمع اللہ الخلق یوم القیامۃ یجمع فیہم یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تاکہ اس دن سب کو جزا و سزا دے۔

نیت و اخلاص کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کی نیت محض آخرت کی حسبِ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے نیز اس کے پاس دنیا آتی ہے لیکن اس کی نظر میں اس دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ یعنی کسی بھی علمی یا عملی کار خیر کو اختیار کرنے کے سلسلے میں جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، محض رضائے مولیٰ اور ثوابِ آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قدر کثایت پر قانع و صابر بنا کر اور زیادہ ظلمت کی مشقت کے کشت و رنج سے بچا کر قلبی غنا عطا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس بات سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاتا ہے کہ دنیا کی کاری کے ذریعہ لوگوں سے مال و جاواہر عزت و منفعت حاصل کر کے آخرت کا نقصان و خسران مول لے۔ نیز اللہ تعالیٰ حصولِ معاش اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے سلسلے میں ان کی پریشانیوں، الجھنوں اور ذہنی انتشار و تفکرات کو سمیٹ کر خاطر جمعی میں تبدیل کر دیتا ہے، بایں طور کہ اس کو ایسی جگہوں اور ایسے ذرائع سے اسبابِ معیشت مہیا فرما دیتا ہے جن کے بارے میں اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور ان سے معاملات کو اس طرح استوار فرما دیتا ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی اس کو نہیں ہوتا اور پھر ان تمام چیزوں کا مجموعہ اثر یہ ہے ہوتا ہے کہ اس شخص کی نظر میں دنیا اور دنیا بھر کی نعمتیں اور لذتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، وہ دنیا سے راضی ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے قدموں میں کھینچی چلی آتی ہے، اس کی ضروریاتِ زندگی اور معیشت کے وہ اسباب جو اس کے لئے مقدر ہیں، بغیر کوئی محنت و مشقت کے بغیر کسی سعی و کوشش کے اور بغیر کسی ذلت و خواری کے اس کو حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، دنیا کی طلب ہو یعنی جس شخص پر دنیا اس حد تک سوار ہو جائے کہ وہ اعمالِ خیر کو بھی محض دنیا کے حصول کا واسطہ بنا کر شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا فقر و احتیاج، اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت و خواری میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ اپنے فقر و افلاس اور محتاجی کو نظر آنے والی چیز کی طرح اپنے آنکھوں کے سامنے دیکھتا ہے۔ اور اس کو ہر معاملہ میں پراگندہ خاطر اور ذہنی انتشار و تفکرات کا شکار بنا دیتا ہے نیز دنیا بھی اس کو نہ اسی قدر ملتی ہے جتنا کہ اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دیا ہے (ترمذی) نیز احمد اور دارمی نے اس روایت کو ابان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح جلد چہارم رقم الحدیث ۱۲۵۰)

ملاحظہ ہو کہ اعمال کے نتائج و آثار ہونے کا مدار نیت پر ہے، جس شخص کے پیش نظر صرف آخرت کا مفاد ہوتا ہے اور جو اپنے اعمال کے تئیں مخلص و صادق ہوتا ہے، وہ آخرت کی سعادتوں اور نعمتوں کا مستحق تو ہو ہی جاتا ہے، اس دنیا میں بھی اس کو اپنے تمام معاملاتِ زندگی میں اطمینان و عافیت اور خاطر جمعی کی دولت حاصل رہتی ہے، نیز اس کو اس کا رزق نہایت آسانی اور آسودگی کے ساتھ پہنچتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص محض دنیا کی طلب و چاہ رکھتا ہے اور اپنے اعمال کو وسیلہ آخرت بنانے کے بجائے دنیاوی مال و زر اور دنیاوی نعمتوں کا وسیلہ و ذریعہ بناتا ہے اس کو آخرت میں تو اس کی سزا بھگتنی ہوگی، اس دنیا میں بھی اس پر اس برائی کا یہ وبال پڑتا ہے کہ وہ خاطر جمع اور اطمینان و سکون کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، ہر وقت طرح طرح کی پریشانیوں اور مختلف تفکرات کی وجہ سے حیران و سرگردان رہتا ہے، نیز اس کو وہ رزق تو ضرور ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہے مگر

اس کے حصول کے لئے بھی اس کو نہایت محنت و مشقت اور پریشانی و کشت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا بیان

2109 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَرْأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةَ فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے یہ فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آجائے تو تم اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔

باب اختلافِ اہلِ الأفاقِ فی الرؤیة

یہ باب ہے کہ جب مختلف علاقوں کے لوگوں کے درمیان (پہلی کا چاند) دیکھنے میں اختلاف ہو جائے

2110 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حُرْمَةَ - قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ - قَالَ - فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ خُجْبَةً وَاسْتَبَلْتُ عَلَى هِلَالِ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّيْبَرِ - لَيْسَ عِنْدَ اللَّهِ بِنَ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ . قَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْحُسُوفِ فَلَيْتَ بَعْدَ وَرَأَاهُ النَّاسُ لَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ . قَالَ لَكِنْ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا تَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نَكْمِلَ ثَلَاثَ يَوْمَاتٍ أَوْ نَرَاهُ . فَقُلْتُ أَوْ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَا مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ لَا هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ کرب بیان کرتے ہیں سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام بھیجا وہ کہتے ہیں میں شام آیا وہاں میں نے سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا وہاں میں نے رمضان کا پہلی کا چاند دیکھا میں اس وقت شام میں ہی موجود تھا میں نے وہ چاند جمعہ کی رات کو دیکھا پھر میں مہینے کے آخری حصے میں مدینہ منورہ پہنچا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا انہوں نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے دریافت کیا: تم نے وہ کب دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا میں نے اسے جمعہ کی رات دیکھ لیا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا تم نے خود اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور ان لوگوں نے روزہ بھی رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن ہم نے تو اسے ہفتہ کی رات دیکھا تھا۔ اس لیے

2109 - أخرجه البخاري في العمرة، باب عمرة في رمضان (الحديث 1782) مطولاً . وأخرجه مسلم في الحج، باب فصل العمرة في رمضان (الحديث 221) . تحفة الأشراف (5913) .

2110 - أخرجه مسلم في الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم وأنهم إذا رأوا الهلال بلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم (الحديث 28) . وأخرجه أبو داود في الصوم، باب إذا رآني الهلال في بلد قبل الآخرين ببلده (الحديث 2332) . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لكل أهل بلد رؤيتهم (الحديث 693) . تحفة الأشراف (6357) .

ہم مسلسل روزے رکھیں گے یہاں تک کہ 30 دن پورے نہیں کر لیتے یا (اس سے پہلے شوال کا چاند نہیں) دیکھ لیتے میں نے ان سے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا چاند دیکھ لینا کافی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔

باب قبول شہادۃ الرجل الواحد علی ہلالِ شہرِ رمضان

وذكر الاختلاف فيه على سفيان في حديث سمالك

یہ باب ہے کہ رمضان کے پہلی کے چاند کے بارے میں ایک شخص کی گواہی قبول کرنا اس بارے میں سفیان کے حوالے سے روایات میں اختلاف کا تذکرہ جو سمالک نامی راوی کی روایت کے بارے میں ہیں۔

2111 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ أَخْبَانَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَمَالِكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَأَيْتُ الْهَلَالَ . فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . قَالَ نَعَمْ . فَنَادَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ صُومُوا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے جواب دیا: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے اعلان کروا دیا کہ تم لوگ روزہ رکھو۔

شرح

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص مستور الحال ہو یعنی اس کا فاسق ہونا معلوم نہ ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت معتبر اور قابل قبول ہوگی نیز یہ کہ رمضان کے چاند کی گواہی دیتے ہوئے لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ہلال رمضان شریف شہادت میں صرف ایک شخص کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے چنانچہ حنفی مسلک میں صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ہلال رمضان کی رویت ایک عادل یا مستور الحال شخص کی شہادت سے ثابت ہو جاتی ہے نیز یہ کہ ہلال رمضان کی شہادت میں لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے مگر ایک شخص کی گواہی اسی صورت میں معتبر ہوگی جب کہ مطلع ابر و غبار آلود ہو اگر عید کی چاند رات کو ابر و غبار ہو تو پھر دوسرا ایک مرد اور دو عادل و آزاد عورتوں کی شہادت ہی معتبر ہوگی نیز یہ کہ اس موقع پر لفظ شہادت کا استعمال بھی شرط ہوگا پھر موقع و محل کے پیش نظر شہادت کی صورت بھی بدلتی رہتی

2111- احررہ ابو داؤد فی الصوم . باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان . الحدیث (2340) و (2341) مرسل . و احررہ الترمذی

فی الصوم . باب ما جاء فی انصوم بالشہادۃ (الحدیث 691) . و مسنی (الحدیث 2112) . و (الحدیث 2113 و 2114) مرسل . و احررہ اس

ماجد فی الصوم . باب ما جاء فی الشہادۃ علی رؤیۃ الهلال (الحدیث 1652) . تحفۃ الاشراف (6104) .

ہے۔ مطلع صاف ہو تو جماعت کثیرہ کی شہادت ضروری ہوگی۔

مستور الحال شخص کی شہادت رویت کا بیان

امام ابو الحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اکیلے رمضان کا چاند دیکھا تو یہ شخص خود روزہ رکھے۔ خواہ امام نے اس کی گواہی قبول نہ کیا ہو۔ تو وہ آدمی خود روزہ رکھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو۔ حالانکہ وہ شخص ظاہری حالت کے ساتھ چاند کو دیکھ چکا ہے۔ مگر اس شخص نے روزہ نہ رکھا تو اس پر اس روزے کی قضاء واجب ہوگی اس پر کفارہ نہ ہوگا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ جبکہ اس نے افطار جماع کے ساتھ کیا ہو۔ کیونکہ جماع کے ساتھ اس کا روزہ توڑنا یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے رمضان میں حقیقی معنوں میں روزے کو توڑا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اسے رمضان کا یقین ہے اور حکمی طور بھی کیونکہ اس پر روزے کی قضاء واجب ہے۔ جبکہ ہماری دلیل کے مطابق قاضی نے اس شخص کی دلیل کو شرعی دلیل کے مطابق رد کیا ہے اور شرعی دلیل اس کے لئے غلطی کی تہمت ہے۔ لہذا اس طرح ایک شبہ پیدا ہو جس کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو گیا کیونکہ کفارات شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (قاعدہ فقہیہ)

اور اگر اس نے امام کی تردید سے پہلے روزے کو توڑ دیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ اگر اس آدمی نے تیس روزے مکمل کیے ہیں تو افطار نہ کرے ہاں البتہ جب وہ امام کے ساتھ ہو۔ کیونکہ پہلے روزے کا وجوب اس پر صرف احتیاط کی دلیل پر مبنی تھا۔ اور اس کے بعد جو احتیاط ہے وہ تاخیر افطار کی وجہ سے ہے۔ اور اگر اس نے افطار کیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اسی حقیقت پر قیاس کرتے ہوئے جو اس کے ہاں ثابت ہے۔ (بدایہ کتاب صوم لاہور)

رویت ہلال میں ایک مستور الحال کی گواہی کی قبولیت کا بیان

علامہ ابن عابدین شافعی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کافی حاکم جس میں امام محمد کا تمام کلام، کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرما دیا ہے میں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا انہی اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ پچھلی روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی کہ تنہا اس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور اس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر تھا وہ تردید کی وجہ نہ پائی گئی اس لیے محیط میں فرمایا کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا۔ (رد المحتار ج ۲، ص ۱۰۱، معنی الباب ص ۱۰۱)

بحر الرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انہی دو کو نظر آتا "بعید از قیاس ہے، اور دلو ابھیہ و ظہیر یہ سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعدد گواہان کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا اچھی اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا سر آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انہی کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو تو نہ الروایۃ کی وجہ نہ رہی تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا۔ (رد المحتار، ج ۲، ص ۱۰۱، مصطفیٰ البابی مصر)

عادل، مستور اور فاسق کی تعریفات و فقہی احکام

لوگ تین قسم ہیں: (۱) عادل (۲) مستور (۳) فاسق عادل وہ مرتکب کبیرہ عدا یا خفیف عدا الحركات نہ ہو۔ مرتکب کبیرہ نہ ہو اقول ارتکاب کبیرہ میں اصرار صغیرہ بھی آ گیا کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ (رباعیہ کا یہ قول کہ کبار کا ترک اور صغائر پر اصرار الخ تو اس سے مراد وضاحت ہے نہ کہ تکمیل تعریف، جیسا کہ مخفی نہیں۔ قلت خفیف الحركات نہ ہو جیسے بازار میں کھاتے پھرتا یا شارع عام چلنے پر راہ میں پیشاب کو بیٹھنا اور مستور پر پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقط شہادت معلوم نہیں۔ اور فاسق جو ظاہر ابد افعال ہے۔

عادل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے اور مستور کی ہلالی رمضان میں، اور فاسق کی کہیں نہیں۔ پر بعض روایات کے بعض الفاظ بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ رمضان میں فاسق کی شہادت بھی سن لیں۔ ممکن ہے کہ اس شہر کا حاکم شرع یہی خیال رکھتا ہو، مگر چہ محققین نے اسے رد کر دیا۔ تو جس فاسق کو معلوم ہو کہ یہاں کے حاکم کا یہ مسلک ہے اس پر بیشک گواہی دینی واجب ہوگی ورنہ نہیں، اور رمضان میں جبکہ عادل و مستور کا ایک حکم ہے، تو اس وجوب میں بھی یکساں رہیں گے۔ رہا عادل، جب وہ دائم المقبول ہے تو اس پر وجوب بھی مطلقاً ہے یعنی رمضان ہو خواہ عید الفطر خواہ عید الاضحیٰ۔

عادل پر لازم ہے کہ اس نے جس رات چاند دیکھا ہے اسی رات حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ لوگ صبح کو بے روزہ نہ اٹھیں، اور یہ گواہی فرض عین ہے۔ (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی، ۳۵۸، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

2112 - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَمَاءَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْصَرْتُ الْهَلَالَ اللَّيْلَةَ . قَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ يَا بِلَالُ أَذِنَ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے گزشتہ رات پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے عداوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلال لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

2113 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي ذَاوَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَمَاءَ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ .

☆ ☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی ”مرسل“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

2114 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نُعَيْمٍ - مِصْبِصِيٌّ - قَالَ أَتَانَا جَبَّانُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَسْمَاقٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ -

☆ ☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2115 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ أَبُو عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوسَ - قَالَ أَتَانَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَالَ أَلَا إِنِّي جِئْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلْتُهُمْ حَدَّثُونِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَالْفِطْرُ وَالرُّؤُوسُ وَأَنْسَكُوا لَهَا فَإِنَّ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَانْكُمِلُوا ثَلَاثِينَ فَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا وَالْفِطْرُ .

☆ ☆ عبدالرحمن بن زید بن خطاب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اس دن کے بارے میں جس دن کے بارے میں لوگوں کو شک تھا (کہ آج رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ ہے یا نہیں ہے) اس دن کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو یہ بتایا: یاد رکھنا میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے ساتھ رہا ہوں میں نے ان سے سوال جواب کیے ہیں ان حضرات نے مجھے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم چاند کو دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور چاند کو دیکھ کر عید الفطر کرو اور اسی کو دیکھ کر عید الاضحیٰ کرو اگر (آخری تاریخ میں) بادل چھایا ہو تو تم 30 کا عدد پورا کر لو اگر دو آدمی گواہی دے دیں تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور عید الفطر کرو۔

ہلال عید کی شہادت میں مذاہب اربعہ

ہلال عید کی شہادت کے لئے کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آخر رمضان میں ہلال عید کے متعلق جھگڑا ہوا۔ دو اعرابی آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ بخدا ہم نے کل عید کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روزہ انظار کر لیں اور صبح عید گاہ کی طرف نکلیں۔ عید کے بارے میں کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں ایک شہادت کا ذکر ہو۔

نصاب شہادت رمضان کے بارے میں اعتراض: امام مالک، لیث، اوزاعی، ثوری اور امام شافعی سے مروی (ایک قول میں) ہے کہ ہلال رمضان کے لئے ایک شہادت کافی نہیں بلکہ دو کی شہادت کا اعتبار ہوگا۔ ان ائمہ نے اپنے موقف کے بارے میں جو احادیث بیان کی ہیں، ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو عبدالرحمن بن زید سے مروی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

فَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ مُسْلِمَانِ فَصُومُوا وَالْفِطْرُ (مسند احمد) اگر دو مسلمان شہادت دیں تو روزہ رکھو اور افطار

کر دوسری حدیث وہ ہے جو امیر مکہ حارث بن حاطب سے مروی ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فان لم ترہ وشہد شاہد عدل نسکتا بشہادتہما (ابوداؤد)

اگر ہم چاند نہ دیکھ پائیں اور دو عادل گواہ شہادت دے دیں تو ان کی شہادت پر شرعی احکام یعنی روزہ وعید ادا کریں گے اور دار قطنی نے روایت کر کے اس کی سند کو متصل صحیح کہا (مشقی)

بظاہر ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلال رمضان کے لئے بھی کم از کم دو گواہ ہوں۔ جن احادیث میں ایک گواہ کا ذکر ہے، ان میں دوسرے گواہ کی نفی نہیں ہے۔ اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے پہلے کسی دوسرے شخص سے بھی روایت ہلال کا نام ہو گیا ہو۔

اس اعتراض کا ابن مبارک اور امام احمد بن حنبل نے یہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث میں دو گواہوں کی تصریح ہے، ان سے زیادہ سے زیادہ ایک شہادت سے ممانعت بالمہوم ثابت ہوتی ہے۔ مگر ابن عمر اور ابن عباس ہر دو کی احادیث میں ایک شہادت کی قبولیت کا بالمشقوت بیان ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ دلالت مفہوم سے دلالت منطوق رائج ہے۔ اس لئے یہی قول درست ہے کہ روایت ہلال کے بارے میں ایک مسلمان عادل کی شہادت کافی ہے۔

پھر یہ احتمال پیدا کرنا کہ کسی دوسرے شخص سے روایت ہلال کا علم ہو گیا ہو، شریعت کے بیشتر احکام کو معطل کر دینے کے مترادف ہے۔ البتہ عبدالرحمن اور امیر مکہ کی احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہلال عید کے لئے بہر حال کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔

صاف مطلع کی صورت شہادت جماعت میں احناف کا موقف

علامہ علاؤ الدین صہبائی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب ابرو غبار کی حالت میں ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ غلام یا عورت اور ویت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے، دعویٰ یا لفظ اشہد یا حکم یا مجلس قاضی کسی کی شرط نہیں مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مردود ہے اور عید کے لیے بحال نامانی مطلع عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک مرد و عورت کی گواہی بلفظ اشہد ضرور ہے اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال ابرو غبار ایک ثقہ شخص سے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر عید کر لیں، اور جب ابرو غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے اور امام سے مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر الرائق میں اختیار کیا، اور کتاب الاقضية میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر تھا اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو ہلال عید الفطر کا۔ (در مختار، ج ۱، ص ۴۸، مطبع مجہاتی دہلی)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ وعید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر شرعاً

ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں معروف تھی اُس میں صرف دو ایک شخص کو نظر آتا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے، ایسا ہی بحر الرائق میں ہے اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں، ایسا ہی امداد الفتاح میں ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی قہستانی میں ہے۔ (رد المحتار، ج ۲، ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر)

باب اِکْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

یہ باب ہے کہ جب بادل چھائے ہوں تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2116 - أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اسے دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کر دو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو تم تیس کا عدد پورا کرو۔

2117 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ فَافْعُدُوا ثَلَاثِينَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو تم تیس کی تعداد پوری کرو۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شعبان کی تیرویس تاریخ کو رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، اسی طرح روزہ اس وقت ختم نہ کرو جب تک کہ عید کا چاند نہ دیکھ لو لہذا (تیسویں شب یعنی انیسویں تاریخ کو) اگر (گرد و غبار اور ابر وغیرہ یا کسی اور سبب سے) چاند نظر نہ آئے تو اس کا اعتبار کرو (یعنی اس مہینے کو تیس دن کا سمجھ لو) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی تیس رات کا بھی ہوتا ہے اس لئے جب تک چاند نہ دیکھ لو (رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو اور اگر انیس تاریخ کو ابر وغیرہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس

2116 - أخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا) (الحديث 1909). و أخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، و الفطر لرؤية الهلال و أنه إذا غم في أوله أو آخره أكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحديث 19). وسبأني (الحديث 2117). تحفة الأشراف (14382).

2117 - تقدم (الحديث 2116).

دن پورے کرو (یعنی تیس دن کا مہینہ بچھو)۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 473)

مطلب یہ ہے کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو یا معتبر شہادت اور معتبر ذرائع سے جب تک رویت ہلال ثابت نہ ہو جائے، روزہ رکھو اور روزہ ختم کر کے عید مناؤ۔ مہینہ کبھی اتیس رات کا بھی ہوتا ہے، سے دراصل اس بات کی ترغیب دانا مقصود، تیسویں شب یعنی اتیس تاریخ کو چاند تلاش کیا جائے، چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ شعبان کی انیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔

باب ذکر الاختلاف علی الزہری فی هذا الحدیث

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2118 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو تیس دن روزے رکھو۔

2119 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَافْطِرُوا لَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اور جب تم پر بادل چھا جائیں تو غمی پوری کرو۔

2120 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا

2118 - أخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخر اكملت عدة شهر ثلاثين يوماً (الحدیث 17) و أخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في (صوموا لرؤية و افطروا لرؤية) (الحدیث 1655) . تحفة الاشراف (13102) .

2119 - أخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (الحدیث 1900) و أخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحدیث 8) . تحفة الاشراف (6983) .

2120 - أخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم اذا رايت الهلال فصرموا، و اذا رايت يومه فافطروا (الحدیث 1906) و أخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحدیث 3) . تحفة الاشراف (8362) .

حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ وَلَا تَفْطُرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدَرُوا لَهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک پہلی کا چاند نہ دیکھ لو اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہ دیکھو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو کتنی پوری کرو۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

اس حدیث میں عبید اللہ بن عمر نامی راوی پر اختلاف کا تذکرہ

2121 - أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تَفْطُرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدَرُوا لَهُ .
☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہیں دیکھ لیتے اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو جب تک اسے دیکھ نہیں لیتے اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو تم کتنی پوری کرو۔

2122 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ جَمْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهِلَالَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:
جب تم اسے دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عید الفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو 30 کی تعداد پوری کرو۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ

یہ باب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں

عمر و بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2123 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوَازِ - وَهُوَ ثِقَّةٌ بَصْرِيٌّ أَخُو أَبِي الْعَالِيَةِ - قَالَ أَبَانَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2121- الفردية السالبي . لجنة الاشراف (8214) .

2122- اخرجہ مسلم لی الصیام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال، و الفطر لروية الهلال و انه اذا غم لي اوله او آخره اكملت عدة

الشهر للاثين يوماً (الحديث 20) . لجنة الاشراف (13797) .

2123- الفردية السالبي . لجنة الاشراف (6307) .

صُومُوا لِرُزْقَتِهِ وَالْطَّرِيقَ لِرُزْقَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاصْكُمُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو، اسے دیکھ کر عید الفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو 30 کی تعداد پوری کرلو۔

2124 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطَرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاصْكُمُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو (رمضان کے) پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عید الفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو تیس دن تعداد پوری کرلو۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رَبِيعٍ فِيهِ

ربیع سے منقول حدیث میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2125 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْدَمُوا الشَّهْرَ حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ قَبْلَهُ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ قَبْلَهُ .

★★ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہمیں شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو یا تعداد پوری کر دو پھر تم روزے رکھنے شروع کر دو یہاں تک کہ پہلی کا چاند دیکھو یا اس سے پہلے تعداد پوری کرلو۔

2126 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْدَمُوا الشَّهْرَ حَتَّى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ أَوْ تَرَوْا الْهِلَالَ ثُمَّ صُومُوا وَلَا تُفْطَرُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ . أَرْسَلَهُ الْحَبَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ .

★★ ربیع ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

2124 - المعرفه السلي . تحفة الاشراف (6435) .

2125 - سرحه في الصوم . باب اذا اعمى الشهر (الحدث 2326) . وسياقي (الحدث 2126) و (الحدث 2127) مرسلًا تحفة

لاشراف (3316) .

2126 - تقدم (الحدث 2125) .

مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ (گزشتہ مہینے کی) تعداد پوری کر لویا (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لو پھر تم روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنا ترک نہ کرو یہاں تک کہ تم (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لویا (رمضان کی) تمہیں کی تعداد پوری کر لو۔

حجاج بن ارطاة نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2127 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَاتِمُّوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوْا الْهِلَالَ قَبْلَ ذَلِكَ ثُمَّ صُومُوا رَمَضَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوْا الْهِلَالَ قَبْلَ ذَلِكَ .

☆ ☆ ربیع روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کرو اور جب تم اسے دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اگر تم پہ بادل چھا جائیں تو تم شعبان کے تیس دن پورے کرو البتہ اگر تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے) پھر تم رمضان کے تیس روزے رکھو البتہ اگر تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے)۔

2128 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَبِيرَةَ عَنْ يَسَّارِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَافْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اُسے دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل حائل ہو جائیں تو تم تعداد کو پورا کرو اور مہینے کو پہلے ہی شروع نہ کر دو۔

2129 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ يَسَّارِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ صُومُوا لِلرُّؤْيَى وَافْطِرُوا لِلرُّؤْيَى فَإِنْ حَالَ دُونَهُ غَيَابَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

رمضان سے پہلے روزہ رکھنا نہ شروع کرو چاند کو دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو اگر اس کے

2127-تقدم (الحديث 2125) .

2128-أخرج أبو داود في الصوم، باب من قال: فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين (الحديث 2327) بنحوه، وأخرج الترمذي في الصوم، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال، والافطار له (الحديث 688) وسيلاني (الحديث 2129)، وحيام يوم الشك (الحديث 2188) مطولاً، تحفة الأشراف (6105) .

2129-تقدم (الحديث 2128) .

آگے ہادل آ جائیں تو میں کی تعداد پوری کر لو۔

باب کم الشهر و ذکر الاختلاف علی الزہری فی الخبر عن عائشة

یہ باب ہے کہ مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول

اس روایت میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2130 - أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُوفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَلَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى يَسَارِيهِ شَهْرًا فَلَيْتَ يَسْعَا وَعِشْرِينَ فَلَيْتَ الْيَسْرَ لَدَ كُنْتُ الْيَتَ شَهْرًا لَمَعْدُثِ الْيَامِ يَسْعَا وَعِشْرِينَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ يَسْعُ وَعِشْرُونَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے انیس دن گزر گئے (تو آپ میرے پاس تشریف لائے) میں نے عرض کی: آپ نے تو ایک مہینے کی قسم نہیں اٹھائی تھی میں نے دن کتنے کیے ہیں یہ انیس دن بنتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہینہ (بھی) انیس دن ہی ہوتا ہے۔

2131 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قُورٍ حَدَّثَهُ ح وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافٍ قَالَ أَلَسَمَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قُورٍ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرَاتِينِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتِي قَالَ اللَّهُ لَهُمَا (إِنْ تَوَبَّعَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) وَسَأَقُ الْحَدِيثَ وَقَالَ لِيهِ لَأَعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسَارَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ الْفَتْحِ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ يَسْعَا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً .

قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَالَ مَا آتَا يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ شَهْرًا . مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدِهِ عَلَيْهِمْ حِينَ حَدَّثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيثَهُمْ فَلَمَّا مَضَتْ يَسْعُ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ لَدَ كُنْتُ الْيَتَ يَا

2130 - أخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعاً وعشرين (الحديث 22)، وفي الطلاق، باب في الإيلاء، وأعمال النساء، وغيرهن، وقال تعالى (وإن لظاهراً عليه) (الحديث 35) مطولاً وأخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التحریم) (الحديث 3318) مطولاً، لجنة الإشراف (16635) .

2131 - أخرجه البحار في المحظالم، باب الفرفة والعلة المشرفة وغير المشرفة في السطوح وغيرها (الحديث 2468) مطولاً وفي السكاج، باب مرهضة الرجل أمته لحال (زوجها) (الحديث 5191) مطولاً . والحديث عند البحار في العلم، باب الساب في العلم (الحديث 89)، وفي الأدب، باب التكبر والتسبيح عند التعجب (الحديث 6218) مطولاً، وفي العلم، باب في الإيلاء، وأعمال النساء، وغيرهن، وله تدريس (وإن لظاهراً عليه) (الحديث 34) . والترمذي في حلة القيامة، باب ٢٠٤، (الحديث 2461) . واللساني في عشرة نساء، حجرة المراء (زوجها) (الحديث 275) . لجنة الإشراف (10507) .

رَسُولُ اللَّهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَأَنَا أَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میری کافی عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی ازواج سے تعلق رکھنے والی ان دو خواتین کے بارے میں دریافت کروں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

”اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہو ورنہ تو تم دونوں کے دل مائل ہو چکے تھے۔“

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ بات بیان کی ہے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی تو اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے انتیس دن تک اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کیے رکھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: میں ایک ماہ تک ان کے ہاں نہیں جاؤں گا نبی اکرم ﷺ نے ان پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی تھی اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے واقعہ کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا جب انتیس دن گزر گئے تو نبی اکرم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے آپ سب سے پہلے ان کے ہاں آئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ قسم اٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے ہاں تشریف نہیں لائیں گے ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں میں نے ان کی گنتی کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

باب ذِکْرِ خَبْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2132 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - هُوَ أَبُو بَرَيْدٍ الْجَرُمِيُّ بَصْرِيُّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2133 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعَهَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں اسماعیل نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2134 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَشْرِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرَى وَقَالَ الشَّيْءُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ أَصْبَعًا .

☆ ☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے اپنا ہاتھ دوسرے پر مارتے ہوئے فرمایا:

مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے تیسری مرتبہ آپ نے ایک انگلی کو کم کر لیا (یعنی کبھی انیس دن کا بھی ہوتا ہے)۔

2135 - أَخْبَرَنَا سُورِدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَدَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . يَعْنِي سَعَةً وَعِشْرِينَ .

رواہ یحییٰ بن سعید وغیرہ عن اسماعیل عن محمد بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

☆ ☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اتنا اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی انیس دن کا ہوتا ہے۔

اس روایت کو دیگر راویوں نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

2136 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ بَيْنَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ الْإِبْهَامَ فِي الْيُسْرَى . قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَا .

☆ ☆ محمد بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

محمد بن عبید نامی راوی نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے تین مرتبہ اشارہ کر کے اسے کر کے دکھایا اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند کر لیا (تو یہ انیس بن جاتا ہے)۔

2134 - أخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعاً وعشرين (الحديث 26 و 27) . وسهائي (الحديث 2135) و (الحديث 2136) مرسلًا . وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الشهر تسع وعشرون (الحديث 1656) . تحفة الاشراف (3920) .
2135 - تقدم (الحديث 2134) .
2136 - تقدم (الحديث 2134) .

یحییٰ بن سعد نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے اسماعیل نامی راوی سے یہ دریافت کیا: کیا یہ روایت محمد بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں!

باب ذکر الاختلاف علی یحییٰ بن ابی کثیر فی خبر ابی سلمة فیہ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں ابو سلمہ کے حوالے سے منقول روایات کے بارے میں یحییٰ بن ابی کثیر نامی راوی سے منقول ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2137 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُونُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ - هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَيَكُونُ ثَلَاثِينَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَاصْكُمُوا الْعِلَّةَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ کبھی اسیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے جب تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم اسے دیکھو تو عید الفطر کر لو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو تعداد پوری کر لو۔

چاند کے مطابق روزے اور عید کا بیان

حضرت ابوالہتیری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عمرہ کرنے کی غرض سے اپنے شہر کونہ سے نکلے جب ہم لوگ بطن نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے ٹھہرے تو چاند دیکھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے چاند دیکھنے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ یہ چاند تیسری شب کا ہے اور دوسرے بعض لوگوں نے کہا کہ دوسری شب کا ہے اس کے بعد جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے اس سے لوگوں کا بیان عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نے چاند کس رات دیکھا تھا؟ ہم نے کہا کہ ایسی اور ایسی رات (یعنی مثلاً پیر یا منگل کی رات) میں دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی مدت کو چاند دیکھنے پر موقوف کیا ہے (یعنی جب چاند دیکھا جائے گا تو رمضان کی ابتداء ہوگی) لہذا چاند اسی رات کا ہے کہ جس رات میں تم نے اسے دیکھا ہے۔ ابوالہتیری ہی کی ایک روایت یوں ہے کہ ہم نے ذات عرق میں کہ جو مذکورہ بالا بطن نخلہ کے قریب ایک مقام ہے چاند دیکھا، چنانچہ ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ یہ چاند کس رات کا ہے؟ کیونکہ ہمارے درمیان مذکورہ بالا اختلاف پیدا ہو گیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعبان کی مدت کو رمضان کا چاند دیکھنے کے وقت تک دراز کیا ہے۔ لہذا اگر اسی تاریخ کو مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔ (یعنی شعبان کے تیس دن پورے کرو) اور اس کے بعد روزہ رکھو۔ (مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 484)

حاصل یہ ہے کہ رمضان کا مدار چاند دیکھنے پر ہے چاند کے بڑا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ منقول ہے کہ چاند رات میں چاند کا بڑا ہونا قرب قیامت کی علامت ہے۔ یہاں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ وہ اگرچہ بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں مگر درحقیقت اس احتمال کے پیش نظر ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ ان لوگوں نے ذات عرق میں جمع ہو کر چاند دیکھا ہو پھر ان میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا گیا ہو۔ انہوں نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمادیا پھر جب سب لوگ بطنِ مکہ میں پہنچے تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالمشافہ سوال کیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرمی کی روشنی میں مذکورہ بالا جواب دیا، چاند دیکھنے کے بارے میں کچھ مسائل ذہن نشین کر لیجئے۔

اگر شعبان کی تیس تاریخ کو دن میں زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند نظر آئے تو وہ شب آئندہ کا چاند سمجھ جائے گا لہذا اس دن نہ رمضان کی ابتداء کا حکم دیا جائے گا۔ اور نہ اس دن روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے گا اسی طرح اگر رمضان کی تیس تاریخ کو چاند نظر آئے تو نہ اس دن روزہ انظار کیا جائے گا اور نہ اس دن کو یوم عید قرار دیا جائے گا۔

شعبان کی تیسویں شب یعنی انیس تاریخ کو چاند تلاش کرنا واجب علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی ایک جگہ چاند کی رویت ثابت ہو جائے تو تمام جگہوں کے لوگوں کو اگلے روز روزہ رکھنا واجب ہوگا اس سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً اگر دہلی میں جمعہ کی شب میں چاند کی رویت ہو جائے اور دوسرے شہروں میں ہفتہ کی شب میں چاند دیکھا جائے تو ہفتہ کی شب میں چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تمام شہروں میں دہلی کی رویت معتبر ہوگی اور سب جگہ جمعہ کے روز سے روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری روایت یہی ہے اور حنفیہ کے جمہور علماء کا اسی پر اعتماد و فتویٰ ہے جب کہ امام شافعی اور امام احمد کے مسلک میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے ان حضرات کے ہاں ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہروں کے لئے کافی نہیں ہے۔ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا ہو اور اس کی شہادت و خبر کسی وجہ سے قابل قبول نہ ہو تو خود اس کو اپنی رویت کے مطابق روزہ رکھنا چاہیے اگر وہ خود بھی روزہ نہیں رکھے گا تو اس پر قضا لازم آئے گی۔

2138 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ ابِرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ح وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ وَهُوَ - ابْنُ عَمَرَ - يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ .

☆ ☆ ابوالسلمہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

مہینہ (کبھی) انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2139 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مُفَيَّانَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُتِيَتْ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . ثَلَاثًا حَتَّى ذَكَرْنَا تِسْعًا وَعِشْرِينَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمی قوم ہیں ہم لوگ تحریر نہیں کرتے ہیں اور حساب نہیں کرتے ہیں مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا یہاں تک کہ آپ نے اسیس دن کا ذکر کیا۔

2140 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُتِيَتْ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . وَعَقْدَ الْإِبْهَامِ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا . تَمَامَ الثَّلَاثِينَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمی لوگ ہیں ہم حساب کتاب نہیں کرتے ہیں اور لکھتے نہیں ہیں مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) تیسری مرتبہ آپ نے انگوٹھے کو بند کر لیا۔ (پھر فرمایا:) مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے اس مرتبہ آپ نے تیس کا عدد پورا کیا۔

2141 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُخَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ هَكَذَا . وَوَصَفَ شُعْبَةُ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَسَعٌ وَعِشْرُونَ فِيمَا حَكَى مِنْ صَنِيعِهِ مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ أَصْبَعًا مِنْ أَصَابِعِ يَدَيْهِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اس طرح ہوتا ہے۔

شعبہ نے اپنے استاد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے انہوں نے اسیس دن کا اشارہ کر کے یہ بات بتائی جس میں انہوں نے یہ بات نقل کی ہے انہوں نے دو مرتبہ ایسا کیا جس میں دونوں ہاتھوں کی تمام

2139- اخرجہ البخاری فی الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (لا تكتب ولا تحسب) (الحديث 1913) . و اخرجہ مسلم فی الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحديث 15) . و اخرجہ ابو داؤد فی الصوم، باب الشهر يوكن تسعاً وعشرين (الحديث 2319) و مسني (الحديث 2140) . تحفة الاشراف (7075) .

2140- تقدم (الحديث 2139) .

2141- اخرجہ البخاری فی الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اذا رايتم الهلال فصرموا و اذا رايتموا فافطروا) (الحديث 1908) . محضراً، و فی الطلاق، باب اللعان (الحديث 5302) بنحوه و اخرجہ مسلم فی الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال، و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحديث 13) . تحفة الاشراف (6668) .

انہیوں کے ذریعے اشارہ کیا اور تیسری مرتبہ میں اپنی ایک انگلی کو بند کر لیا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم اہل عرب امی قوم ہیں کہ حرام کتاب نہیں جانتے مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے (لفظ اتنا تین مرتبہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں دو مرتبہ بند کیں اور پھر کھول دیں) اور تیسری مرتبہ میں ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے پھر نو انگلیاں تو کھول دیں اور انگوٹھ بند کئے رکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینے میں ایک کم تیس دن ہوتے ہیں یعنی انیس کا مہینہ ہوتا ہے اور پھر فرمایا مہینہ اتنا اور اتنا (اور اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس کا عدد بتانے لئے پہلے کی طرح تیس مرتبہ میں انگوٹھ بند نہیں رکھا) یعنی پورے تیس دن کا ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینہ انیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث 475)

اہل عرب کو امی اس لئے فرمایا گیا کہ وہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے ویسے ہی رہتے تھے پڑھتے لکھتے نہیں تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اکثر کے اعتبار سے فرمایا ہے کیونکہ اگرچہ عرب میں تعلیم عام نہیں تھی اور اکثریت بے پڑھے لکھے لوگوں کی تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگ علم کے زیور سے آراستہ ہوتے ہی تھے یا اس جملے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اہل عرب حساب کتاب اچھی طرح نہیں جانتے۔

بہر حال حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجوم کے قواعد پر عمل کرنا ہمارا شیوہ اور طریقہ نہیں ہے اور نہ نجوم کے قواعد و حساب سے جیسا کہ جنتری وغیرہ میں لکھا ہوتا ہے چاند کا ثبوت معتبر ہو سکتا ہے بلکہ اس بارے میں ہمارا علم صرف رویت ہلال سے متعلق ہے کہ اگر چاند دیکھا جائے گا یا چاند کی رویت شرعی قواعد و ضوابط کے تحت ثابت ہو جائے گی تو روزہ شروع ہو گا یا اس کا اختتام ہو گا اسی بات کے آخر میں وضاحت کی گئی کہ کسی مہینے میں چاند انیس تاریخ کو ہوتا ہے اور کسی مہینے میں تیس تاریخ کو۔ روایت کی آخری عبارت کے دونوں جملے یعنی تمام الکشین اور یعنی مرۃ تسع تاریخ راوی کے الفاظ ہیں پہلے جملہ سے تو راوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اشارے کو بیان کیا ہے اور دوسرے جملے کے ذریعے دونوں چیزوں کی وضاحت کر دی ہے۔

2142 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَعْنِي ابْنَ حُرَيْثٍ -

قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُقْرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

باب الْحَثِّ عَلَى السَّحُورِ

یہ باب سحری کرنے کی ترغیب دینے کے بیان میں ہے

2143 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً . وَقَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

عبید اللہ بن سعید نامی راوی نے اسے موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
شرح

مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے لئے سحر کے وقت کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہئے چنانچہ ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ سحری کھانا چاہئے وہ ایک گھونٹ پانی ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو، یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ بطور استحباب ہے۔ سحررات کے آخری حصے کو کہتے ہیں سحور سین کے زبر کے ساتھ اسم ہے یعنی سحور طعام سحر کو کہتے ہیں اور سین کے پیش کے ساتھ مصدر ہے جس کے معنی ہیں سحر کے وقت کھانا یہاں اس روایت میں یہ لفظ سحور اسم نقل کیا گیا ہے چنانچہ محدثین کے نزدیک روایت محفوظ میں یہ لفظ یوں ہی ہے البتہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بہتر اور مناسب سحور مصدر ہی ہے کیونکہ حدیث کے منہوم کے پیش نظر برکت کا تعلق فعل یعنی سحر کے وقت کھانے سے ہے نہ کہ اس کا تعلق اسم یعنی طعام سے ہے۔ برکت سے مراد یہ ہے کہ سحری کھانا چونکہ دراصل سنت نبوی پر عمل کرنا ہے اس لئے اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اجر عظیم حاصل ہوتا ہے بلکہ روزہ رکھنے کی قوت بھی آتی ہے۔

2144 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَسَحَّرُوا . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا أَذْرِي كَيْفَ لَفْظُهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سحری کیا کرو۔

عبید اللہ نامی راوی کہتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کے الفاظ کی کیفیت کیا ہے۔

2145 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَرَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً .

2143- مفردہ السانی و سبائی (الحديث 2144) موقوفاً . تحفة الاشراف (9218) .

2144- تقدم في الصيام، الحث على السحور (الحديث 2143) .

2145- اخرج مسلم في الصيام، باب فصل السحور و تأكيد استحبابه و استحباب تأخيره و تعجيل المظهر (الحديث 45) . و اخرج الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فصل السحور (الحديث 708) تحفة الاشراف (1068) .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

باب ذکر الاختلاف علی عبد الملک بن ابی سلیمان فی هذا الحديث

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں عبد الملک بن سلیمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2146 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ جَزِيرٍ - نَسَائِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا مَسْوُودُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَاتًا .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2147 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَنبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَاتًا . رَفَعَهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2148 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَاتًا .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2149 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَاتًا .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2150 ☆ ☆ - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ قَالَ

2146 - ائردبہ السانی، وسای (الحلیث 2147) . تحفة الاشراف (14187) .

2147 - تقدم (الحلیث 2146) .

2148 - ائردبہ السانی، وسای (الحلیث 2149) . تحفة الاشراف (14202) .

2149 - تقدم (الحلیث 2148) .

خَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً .
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ هَذَا إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَهُوَ مُنْكَرٌ وَاتِّخَافُ أَنْ يَكُونَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ روایت منکر ہے مجھے یہ اندیشہ ہے یہ غلطی محمد بن فضیل نامی راوی سے ہوئی ہے۔

باب تَاخِيرِ السَّحُورِ وَذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى زِيٍّ فِيهِ

سحری میں تاخیر کرنا اور اس بارے میں زرنامی راوی سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2151 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِيٍّ قَالَ قُلْنَا لِحَدِيثَةِ أَيْ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ .
☆ ☆ زربیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کس وقت سحری کی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: دن شروع ہو چکا تھا، البتہ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔

2152 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ زِيَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حَدِيثَةِ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا آتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا إِلَّا هُنِيَّةٌ .

☆ ☆ زربن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے گئے پھر جب ہم مسجد آئے تو ہم نے دو رکعات نماز ادا کی پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی ان دونوں کے درمیان بہت تھوڑا سا وقت گزرا تھا۔

2153 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حَدِيثَةِ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا .

2150- انفرادیہ السبائی . تحفة الاشراف (15354) .

2151- سبائی (الحديث 2152 و 2153) بمعناه، موقوفاً . و أخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تحير السحور (الحديث 1695) .

تحفة الاشراف (3325) .

2152- تقدم (الحديث 2151) .

2153- تقدم (الحديث 2151) .

★★ صلی بن زفر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم لوگ مسجد کی طرف آئے پھر نے فجر کی دو رکعات (سنت) ادا کیں پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ہم نے نماز ادا کر لی۔

باب قَدَرِ مَا بَيْنَ السُّحُورِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ سحری اور صبح کی نماز کے درمیان کتنا فرق ہونا چاہیے؟

2154 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدَرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔
راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اتنا جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ هِشَامٍ وَسَعِيدٍ عَلَى قَتَادَةَ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے نقل کرنے میں

ہشام اور سعید نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ

2155 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ زُعِمَ أَنَّ أَنَسًا الْقَائِلُ مَا كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ قَدَرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے اُٹھے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات سمجھی جاتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات دریافت کی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اتنی دیر جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت

2154- أخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 575)، وفي الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر (الحديث 1921). وأخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور ولأكيد استحبابه واستحباب تأخيره وتجهيل العطر (الحديث 47) وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في تأخير السحور (الحديث 703 و 704) وسياقي (الحديث 2155). وأخرجه ابن ماجه في الصيام باب ما جاء في تأخير السحور (الحديث 1694). تحفة الاشراف (3696).
2155- تقدم (الحديث 2154).

کر رہا ہے۔

2156 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَسَخَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَالَا قَدْ خَلَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ . فَقُلْنَا لَا نَسِيكَمْ كَانَ بَيْنَ لَمَّا رَاغِبَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ فَسَرَّ مَا يَقْرَأُ الْإِنْسَانُ خَمْسِينَ آيَةً .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی پھر یہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

تذہد کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان دونوں کے (سحری سے) فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا: اتنا تھا جتنی درمیں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ وَاجْتِلَافِ الْفَاطِمِ .

یہ ہے کہ باب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں سلیمان بن مہران سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ وہ روایت جو سحری کو تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں ہے اور اس روایت کے الفاظ کے اختلاف کا تذکرہ

2157 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيمَا رَجَلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُورَ . قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ قُلْتُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ . قَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆ ☆ ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے درمیان دو صحابی ہیں جن میں سے ایک افطار جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں جبکہ دوسرے افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا ان میں سے وہ صاحب کون ہیں جو افطار جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا:

2156 - أخرجه البخاري في موابيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 576)، وفي التهجد، باب من تسحر فلم يمت حتى صلى الصبح (الحديث 1134) تحفة الاشراف (1187) .

2157 - أخرجه مسلم في الصيام باب فضل السحور وتأكيد استحبابه واستحباب تأخيره وتعجيل الفطر (الحديث 49 و 50) . وأخرجه أبو داود في الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر (الحديث 2354) . وأخرجه الترمذي في الصوم، ما جاء في تعجيل الإفطار (الحديث 702) . ومباني (الحديث 2158 و 2159 و 2160) . تحفة الاشراف (17799) .

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2158 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِينَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الشُّحُورَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْفِطْرَ وَيُعَجِّلُ الشُّحُورَ . قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الشُّحُورَ قُلْتُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ . قَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆ ☆ ابو عطیہ بیان کرتے ہیں میر نے سیدہ عائشہؓ سے کہا کہ ہمارے درمیان دو صاحبان ہیں ان میں سے ایک افطاری جلدی کرتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں جبکہ دوسرے صاحب افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیدہ عائشہؓ نے دریافت کیا: وہ صاحب کون ہیں جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2159 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْكُلُ عَنِ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْآخَرُ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ قَالَ مَسْرُوقٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ هَكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ ☆ ابو عطیہ بیان کرتے ہیں میں اور مسروقؓ سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروقؓ نے ان کی خدمت میں عرض کی: نبی اکرم ﷺ کے دو صحابی ہیں یہ دونوں بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے ان میں سے ایک نماز اور افطاری کو تاخیر سے کرتے ہیں جبکہ دوسرے نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں تو سیدہ عائشہؓ نے دریافت کیا: ان میں کون صاحب نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں مسروقؓ نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2160 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا لَهَا يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ . فَقَالَتْ أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قُلْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ . قَالَتْ هَكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا .

2158- تقدم (الحديث 2157) .

2159- تقدم (الحديث 2157) .

2160- تقدم (الحديث 2157) .

☆ ☆ ابو عطیہ بیان کرتے ہیں: میں اور مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان سے گزارش کی: اے ام المؤمنین! نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے دو افراد ہیں ان میں سے ایک صاحب افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے صاحب افطاری بھی تاخیر سے کرتے ہیں اور نماز بھی تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے کون صاحب ہیں جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز جلدی ادا کرتے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں: دوسرے صاحب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔)

باب فَضْلِ السُّحُورِ

یہ باب سحری کرنے کی فضیلت میں ہے

2161 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْجَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادَةِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُعَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ إِنَّهَا بَرَكَةٌ آغْطَاكُمْ اللَّهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدْعُوهُ .

☆ ☆ عبداللہ بن حارثؓ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت سحری کھا رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے تم اسے نہ چھوڑنا۔

باب دَعْوَةِ السُّحُورِ

یہ باب سحری کی دعوت کرنے کے بیان میں ہے

2162 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ - بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ سَيْفٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي رُحَيْمٍ عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السُّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَقَالَ هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارِكِ .

☆ ☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے مہینے میں سحری کے لیے بلاتے ہوئے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ۔

باب تَسْمِيَةِ السُّحُورِ غَدَاءً

یہ باب ہے کہ سحری کو ”غذا“ (ناشتہ) کا نام دینا

2163 - أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ بَقِيعَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِحَيْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السُّحُورِ لَيْلَهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ .

★★ حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تم لوگوں پر سحری کا کھانا لازم ہے کیونکہ یہ ایک مبارک کھانا ہے۔

2164 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ . يَعْنِي السُّحُورَ .

★★ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ نبی اکرم ﷺ کی مراد سحری کا کھانا تھا۔

باب فَصْلٍ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ

یہ باب ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق

2165 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَلَاءُ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السُّحُورِ .

★★ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق سحری کھانا ہے۔

شرح

اہل کتاب کے ہاں رات میں سو رہنے کے بعد کھانا حرام تھا اسی طرح مسلمانوں کے ہاں بھی ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا مگر بعد میں مباح ہو گیا لہذا سحری کھانے سے اہل کتاب کی مخالفت لازم آتی ہے جو اس عظیم نعمت کی شکرگزاری کا ایک ذریعہ ہے۔

باب السُّحُورِ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ

یہ باب سحری میں ستو اور کھجور کھانے کے بیان میں ہے

2163- انظر ديه الساني، و سيعي (الحديث 2164) مرسلًا . تحفة الاشراف (11560) .

2164- تقدم (الحديث 2163) .

2165- اخرج مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تأكيد استحبابه و استحباب تأخيره و تعجيل الفطر (الحديث 46) . و اخرج ابو داود

في الصوم، باب في تركيد السحور (الحديث 2343) . و اخرج الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فصل السحور (الحديث 709) . تحفة الاشراف (10749) .

2166 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ عِنْدَ السُّحُورِ يَا أَنَسُ إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ أَطْعِمْنِي شَيْئًا . فَأَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَأَنَا فِيهِ مَاءٌ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ يَا أَنَسُ انْظُرْ رَجُلًا يَا كُلُّ مَعِي . فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَجَاءَ فَقَالَ إِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةً سَوِيْقِي وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ . فَتَسَحَّرَ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ سحری کے وقت کی بات ہے اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں تم مجھے کھانے کے لیے کچھ دو۔
تو میں آپ کے لیے کھجور لے آیا اور ایک برتن لے آیا جس میں پانی موجود تھا یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے (سحری کے لیے) اذان دینے کے بعد کی بات ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسے شخص کو دیکھو جو میرے ساتھ آ کر کھا سکے تو میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا لیا وہ آئے تو انہوں نے عرض کی: میں تو سو کا شربت پی چکا ہوں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کی پھر نبی اکرم ﷺ نے اٹھ کر دو رکعات (سنت) ادا کیں پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

باب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ”اور تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے“

2167 - أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ أَحَدَهُمْ كَانَ إِذَا نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَعَشَّى لَمْ يَحُلْ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا وَلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهُ وَيَوْمَهُ مِنَ الْغَدِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَكُلُوا وَاشْرَبُوا) إِلَى (الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) قَالَ وَنَزَلَتْ فِي أَبِي قَيْسٍ بْنِ عَمْرِو أَتَى أَهْلَهُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَلَكِنْ أَخْرَجُ التَّمِسُّ لَكَ عَشَاءً . فَخَرَجَتْ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا وَابْقَظَتْهُ فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا وَبَاتَ وَأَصْبَحَ صَائِمًا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ فَعُشِيَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ هَذِهِ الْآيَةُ فَانْزَلَ اللَّهُ فِيهِ .

صحیح مسلم (جلد سوم)

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پہلے یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی شخص رات کے وقت کھانا کھائے پہلے سو جاتا تھا تو وہ اس پوری رات میں اور اس سے اگلے پورے دن میں سورج غروب ہونے تک کچھ بھی کھایا پی نہیں کرتا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

”تم لوگ کھاؤ اور پیو۔“

آیت کے یہ الفاظ یہاں تک ہیں: ”سیاہ دھاگہ۔“

شرح

یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے انہوں نے روزہ رکھنا شروع کیا یہ بعد کی بات ہے انہوں نے دریافت کیا: کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ تو ان کی اہلیہ نے عرض کی: کھانے ہوا تھا یہ مغرب کے بعد کی بات ہے لیکن میں جاتی ہوں اور آپ کے کھانے کے لیے کچھ تلاش کر کے لے کر آتی ہوں وہ خاتون باہر چلی گئی تو کچھ بھی نہیں لے لی لیکن میں جاتی ہوں اور آپ کے کھانے کے لیے کچھ تلاش کر کے لے کر آتی ہوں وہ خاتون باہر چلی گئی حضرت ابوقیس نے اپنا سر رکھا اور سو گئے جب وہ خاتون واپس آئی تو انہیں سویا ہوا پایا اس نے حضرت ابوقیس کو جگایا تو انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا اسی طرح انہوں نے ساری رات گزار دی پھر اگلا پورا دن بھی روزہ رکھا دوپہر کے وقت ان پر غصہ جاری ہوئی یہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

2168 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خُبَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَتِيمٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمْ الْخَبِيثَ الْأَبْيَضَ مِنَ الْخَبِيثِ الْأَسْوَدِ) قَالَ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

”یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ کے مقابلے میں تمہارے سامنے واضح ہو جائے۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے۔

سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا بیان اور طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کی ممانعت

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھایا پھر فرمایا: جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرنا حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں نہیں سمجھ سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے میں فجر تک ان دونوں دھاگوں کو دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیئے پھر میں رسول

168 اح حد - بخاری فی التفسیر، باب (و کلاوا و اشربوا حتی یبیین لکم الخبیث الابيض من الخبیث الاسود من الفجر، ثم اتموا الصیام الی المسی و لا یأشروا من و اسم عاکفون فی المساجد، الی قوله - نقون) (الحديث 4510) - واخرجه الساکبی فی التفسیر قوله تعالی (و کلاوا و اشربوا حتی یبیین لکم الخبیث الابيض من الخبیث الاسود من الفجر) (الحديث 41) - تحفة الاشراف (9869).

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ چیز جس کی آپ نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب مجھے یاد نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے گویا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کیا کیا تھا میں نے کہا: میں نے ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا اور رات بھر انہیں دیکھا رہا مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھائی دیں پھر آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

سید مودودی لکھتے ہیں: سحر میں سیاہی شب سے سپیدہ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش انہیں اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لیے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھاپی لے حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آ جائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھاپی لے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۸۳ء)

سید مودودی نے یہ صحیح نہیں لکھا طلوع فجر کے بعد سحری کھانا جائز نہیں ہے اور جس حدیث سے انہوں نے بلا حوالہ استدلال کیا ہے اس میں طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کا ذکر نہیں ہے۔ اصل حدیث یہ ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۷-۸۶ مطبوعہ نور محمد راجہ الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

رمضان میں حضرت بلال رات کے وقت اذان دیتے تھے تاکہ سحری کرنے والے جاگ اٹھیں اور جس نے تہجد پڑھنی ہو وہ اٹھ کر تہجد پڑھ لے اور حضرت ابن ام مکتوم طلوع فجر کے وقت صبح کی اذان دیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کی اذان کو سحر کی انتہاء قرار دیا ہے اس سے طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کہاں نکلتی ہے۔

ابتدا میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو افطار سے صرف نام عشا تک کھانا پینا اور عورت سے مقاربت جائز تھی۔ اگر کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھ لی یا وہ اس سے پہلے سو گیا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا تھا پھر اگلے روز افطار یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور جماع اس پر حرام ہوتا تھا، بعض لوگ ضبط نہ کر سکے اور رات کو عشا کے بعد جیویوں سے مقاربت کر بیٹھے ایک انصاری قیس بن صرمہ کے متعلق روایت ہے وہ روزے کی حالت میں دن بھر کھیت میں کام کرتے رہے۔ افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کوئی چیز کھانے کے لیے ہے؟ بیوی بیوی نے جواب دیا نہیں۔ آپ ٹھہریے میں جا کر پڑھیوں سے لاتی ہوں بیوی کے چلے جانے کے ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ بیوی کو دیکھ کر نہایت افسوس ہو۔ پھر اگلے دن روزہ رکھنا پڑا ابھی آدھا دن نہیں گزرا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے غش کھا گئے، اس واقعہ کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری و ابوداؤد)

صبح کو سفید دھاری سے مراد صبح صادق ہے۔ اس خیط اسود اور خیط بیض کے سمجھنے میں بعض صحابہ کرام کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے صبح کاذب مراد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے صرف عربی زبان جان

لیا کافی نہیں ہے بلکہ حدیث کی ضرورت ہے۔ رمضان کا روزہ کھنے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے۔
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَمْ يَصِيَامْ مَنْ أَلْبِلَ لَاحِلِيلَ لَمْ يَصِيَامْ لَهُ** کہ جو شخص رات کو روزہ کی نیت کرے اس کا روزہ نہیں ہے۔
 (تفسیر قرطبی، روزہ، ص ۱۷۷)

سحری کھانے کا آخری وقت کا بیان

عَنْ يَسِيرٍ لَكُمْ الْخَطُ الْآبِطُ اس آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خط اور صبح کی روشنی کو سفید خط کہا ہے۔
 روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہو جانے کا صحیح وقت متعین فرمایا اور اس میں افراط و تفریط کے احتمالات کو ترک کر دیا۔
 حقیقتیں کا لفظ بڑھا دیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نہ تو وہی حرات لوگوں کی طرح صبح صادق سے کچھ پہلے ہی صبح صادق سے کھانے کو حرام سمجھو اور نہ کسی بے لکڑی اختیار کرو کہ صبح کی روشنی کا یقین ہو جانے کے باوجود کھاتے پیتے رہو بلکہ کھانے پینے کا وقت درست نہیں اور یقین کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کے لئے مفسد ہے اگرچہ ایک ہی وقت میں۔
 سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو جس سے پہلے حرام کے یہ اقوت کو بعض کہنے والوں نے اس طرح بیان کیا کہ سحری کھاتے ہوئے صبح ہو گئی اور وہ بے پروائی سے کھاتے رہی یہ اسی پر مبنی تھا کہ یقین نہیں ہوا تھا اس لئے کہنے والوں کی جلد بازی سے متاثر نہیں ہوئے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے روکتی ہے۔
 چاہئے کیونکہ وہ رات سے اذان دیدیتے ہیں، اس لئے تم بلال کی اذان سن کر بھی اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک کہ اذان مکتوم کی اذان نہ سنو کیونکہ وہ ٹھیک طلوع صبح صادق پر اذان دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

باب كَيْفَ الْفَجْرُ

باب: صبح صادق کیسے ہوتی ہے؟

2169 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لَيْسَ نَائِمُكُمْ وَيُزْجِعُ قَائِمُكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ تَبْشُرَ هَكَذَا - وَأَشَارَ بِكَفِّهِ وَلَكِنَّ الْفَجْرَ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا - وَأَشَارَ بِالسَّبَابِئِينَ

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں

بلال رات کے وقت ہی اذان دے دیتا ہے تاکہ سویا ہوا شخص بیدار ہو جائے اور نوافل ادا کرنے والا (سحری کرے)۔
 لیکن اپنے گھر چلا جائے صبح صادق اس طرح نہیں ہوتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے اشارہ کیا بلکہ صبح صادق اس طرح ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا۔

2170 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِبْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ مَوَازٍ عَنْ خُطَلَاءِ قَالَ
سَمِعْتُ سَمُرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْرَبُكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا النَّبَاضُ حَتَّى يَنْفَجِرَ
بَعْرُكُمْ وَهَكَذَا . يَعْنِي مُغْتَرِصًا . قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَبَسَطَ بِيَدِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا مَاذَا بَدَّيْهِ .

☆ حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
اذان دینا تمہیں غلط نہیں کا شکار نہ کرے اور نہ ہی یہ سفیدی (تمہیں غلط نہیں کا شکار کرے) یہاں تک کہ سبج صادق
نہیں ہو جائے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی پوزائی کی سمت میں پھیل جائے۔

ابو داؤد کی راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دائیں اور بائیں طرف پھیلا دیا۔

صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان

صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ
تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ اور زمین پر اجالا ہوتا جاتا ہے اور اس سے پہلے صبح آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی
ہے جس کے نیچے سارا فتن سیاہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

باب التَّقَدُّمِ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ہے کہ رمضان کا مہینہ (شروع ہونے سے) پہلے ہی (نقلی روزے رکھنا)

2171 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْدَمُوا قَبْلَ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا آتَى
دَلِيلَ الْيَوْمِ عَلَى صِيَامِهِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

(رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کرو ماسوائے اس شخص کے جو کسی اور معمول کے
مطابق روزہ رکھتا ہو اور پھر اس دن میں اس کے (دوسرے معمول کے مطابق) روزے کا دن آجائے۔

شرح

حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شخص کے حق میں نہیں ہے جو ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو

۱۲ - حرجہ مسلم فی الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، وان له الاکل وغیره حتی یطلع الفجر، و بیان صفة
سحر النبی یمس بہ الاحکام من الدخول فی الصوم و دخول وقت صلاة الصبح و غیر ذلك والحديث 41 و 42 و 43 و 44، و حرجہ ابو
داؤد فی الصیام، باب قلت السحور والحديث 2346، و حرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی بیان الفجر والحديث 706، تحفة
الاسراف، 4624

2171 - سنن الترمذی (الحديث 2172)، و التسهيل فی صیام يوم التثك (الحديث 2189)، و حرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی السحر ان
یسمو یفعل یفعل الامم صوما صوما فراقه (الحديث 1650)، تحفة الاسراف (15391) .

مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کے دن نفل روزہ رکھنے کا عادی ہو اور اتفاق سے شعبان کے انتیس یا تیس تاریخ اسی دن ہو جائے۔ اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہے ہاں جو شخص ان دنوں میں روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ نہ رکھے؟ تاہم اتنی بات ملحوظ رہے کہ یہ ممانعت نمی تزییکی کے طور پر ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت اس لئے ہے تاکہ نفل اور فرض دونوں روزوں کا اختلاط نہ ہو جائے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ فرض روزوں کے ساتھ دوسرے روزے بھی ملا لیتے تھے۔ مظہر کا قول ہے کہ شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے صرف ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

مولانا اسحاق فرماتے ہیں کہ یہاں جس روزے سے منع کیا جا رہا ہے وہ یوم الشک کا روزہ نہیں بلکہ مطلقاً شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے ایک دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے البتہ جو شخص ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو وہ اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ

اس روایت کے بارے میں ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے نقل کرنے میں

یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ

2172 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أُنْبَأَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمُ أَحَدٌ الشَّهْرَ يَوْمٌ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَحَدًا كَانَ يَصُومُ صِيَامًا قَبْلَهُ فَلْيَصُمْهُ .

☆ ☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کر دے البتہ اگر کوئی شخص اس سے پہلے ہی کسی دوسرے معمول کے مطابق روزے رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

2173 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْدَمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو البتہ اگر اس دن کسی شخص کے (کسی دوسرے معمول کے مطابق) روزہ رکھنے کا دن آ رہا ہو تو حکم مختلف ہوگا۔
اہم نسائی پیشہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

باب ذکرِ حدیثِ اُمِّ سَلَمَةَ فِي ذَلِكَ

اس بارے میں سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2174 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

☆ ☆ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے البتہ آپ شعبان کے روزے رمضان کے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

باب الاختلافِ على مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ

اس بارے میں محمد بن ابراہیم نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2175 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

☆ ☆ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ رمضان کے ساتھ شعبان کے روزے ملا کر رکھا کرتے تھے۔

2176 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ .

☆ ☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے

2174- اخرجہ السرمدي في الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 736)، وفي الشمايل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 284)، وسياقي (الحديث 2351)، وخرج ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 1648)، تحفة الاشراف (18232) .

2175- اخرجہ ابو داود في الصوم، باب فيمن يصل شعبان برمضان (الحديث 2336)، (الحديث 2352)، تحفة الاشراف (18238)

2176- اخرجہ اسناني، تحفة الاشراف (17749) .

بارے میں دریافت کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نفل) روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے پھر آپ نفل روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) شعبان کے آخر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ الْهَدِيدِ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَا نَفِطْرُ فِي رَمَضَانَ فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَ حَتَّى يَدْخُلَ شَعْبَانُ وَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرِ مَا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ .

☆ ☆ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج) میں سے کوئی ایک (حیض آ جانے کی وجہ سے) رمضان کے کچھ روزے نہیں رکھ پاتی تھی تو وہ ان کی قضاء نہیں کر پاتی تھی یہاں تک کہ شعبان آ جاتا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہینے میں اتنے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے جتنے نفل روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے آپ اس کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے بلکہ آپ اس پورے مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب ذکر اختلاف الفاظ الناقِلِينَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں راویوں کے اختلاف کا تذکرہ

2178 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرِينِي عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ يَكُنْ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆ ☆ ابو سلمہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزے رکھتے رہیں گے پھر آپ نفل روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے آپ شعبان کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے بلکہ آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177 - حرجہ مسلم فی الصیام، باب قضاء رمضان فی شعبان (الحديث 152) . تحفة الاشراف (الحديث 17741) .

2178 - حرجہ مسلم فی الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان و استحباب ان لا یحلی شہراً عن صوم (الحديث 17742) .

1779 - حرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الحديث 1710) . تحفة الاشراف (17729) .

2179 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِي شَهْرًا مِنْ شَهْرِ كَثَرِ مِمَّا مَنَعَهُ لِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ سال کے کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھ کر رکھنے کے تھے آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2180 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُصَوِّرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَعْبَانَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2181 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى يَصْبِحَ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی ایک رات میں پورا قرآن نہیں پڑھا ہے ورنہ ہی آپ نے کبھی کسی بھی رات میں سورت تک (مسئل) نوافل ادا کیے ہیں اور نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں۔

2182 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي يُونُسَ الصَّبَّالِيُّ - حَرَّائِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي سَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُهَا عَنْ حَيْامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ قَدْ افْطَرَ وَلَهَا بِهِمْ شَهْرَانِ ثُمَّ مَنَعَتْهُ الْمَدِينَةُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ .

☆ ☆ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کو روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل نفل روزے رکھتے رہیں گے پھر آپ نفل روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ نفل روزہ نہیں رکھیں گے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ شریف آوری کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

2179- أخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1970) مطبوعاً وأخرجه مسلم في الصلاة، باب صوم النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان وأصحابه لا يحلي شهرًا عن صوم (الحديث 177) مطبوعاً. تحفة الأشراف (17780).

250- تهذيب النسائي. تحفة الأشراف (16063).

218- تهذيب الحديث (1640).

2182- أخرجه مسلم في الصلاة، باب صوم النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان وأصحابه لا يحلي شهرًا عن صوم رمضان.

74. تحفة الأشراف (16223).

2183 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ أُنْبَأَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كُثَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ لَا مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ .

☆ ☆ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور چاشت کے وقت شہر میں داخل ہوتے تھے) تو سفر سے واپسی کے نوافل ادا کرتے تھے۔ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں پورا مہینہ (نفل) روزے رکھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے ہیں اور نہ ہی آپ نے کسی بھی مہینے میں (مکمل طور پر) نفلی روزے ترک کیے ہیں (یعنی آپ ہر مہینے میں چند ایک نفلی روزے رکھا کرتے تھے) یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

2184 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ بَرْبَدٍ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُومٌ سِوَى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللَّهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ حَتَّى مَضَى لَوَجْهِهِ وَلَا أَفْطَرَ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ .

☆ ☆ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور اس وقت چاشت کا وقت ہوتا) تو آپ نماز ادا کر لیتے تھے۔ میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کوئی متعین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی متعین مہینے میں روزے نہیں رکھے یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے کسی بھی متعین مہینے میں (پورا مہینہ) روزے ترک نہیں کیے بلکہ آپ اس میں سے کچھ دن روزے رکھ لیا کرتے تھے۔

2183 - اخرجہ مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الصبح و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 76) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الصبح (الحديث 275) . نعمة الاشراف (16217) .

2184 - اخرجہ مسلم فی صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الصبح و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 75) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الصبح (الحديث 1292) . نعمة الاشراف (16211) .

بَابُ ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں خالد بن معدان نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ ہے۔
 2185 - أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَجِيرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الصَّيَامِ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَيَتَحَرَّى صِيَامَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

☆ جابر بن نفیر بیان کرتے ہیں ایک شخص نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے اور آپ پیر اور جمعرات کے دن اجتماع کے طور پر نفل روزہ رکھا کرتے تھے۔

2186 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ - رُبْعَةَ الْجُرَيْشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ شعبان کے مہینے میں اور رمضان کے مہینے میں روزے رکھتے تھے اور آپ پیر اور جمعرات کے دن (اہتمام کے ساتھ) روزہ رکھا کرتے تھے۔

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الشُّكِّ

یہ باب یوم شک میں روزہ رکھنے کے بیان میں ہے

یوم شک کے روزے کا بیان

2187 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْيُودٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عُمَرُو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأَتَانِي بِشَاةٍ مَضْلِيَّةٍ فَقَالَ كُلُوا . فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشْكُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

2185- انفرادہ، السنائی، نعمة الاشراف (16050) .

2186 - حرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی صوم الاثنین و الخمیس (الحديث 745) مختصراً . و سیاتی (الحديث 2360) و اخرجہ من صیام فی الصوم، باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان (الحديث 1649)، و باب صیام الاثنین و الخمیس (الحديث 1739) مختصراً . نعمة الاشراف (16081) .

2187 - حرجہ البحاری فی الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اذا رايتم الهلال فصرموا و اذا و ایتموه فافطروا) (الحديث 1906) بعلیہ و اخرجہ ابو داؤد فی الصیام، باب کراهیة صوم یوم الشک (الحديث 2334) . و اخرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی کراهیة صوم یوم الشک (الحديث 686) و اخرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی صیام یوم الشک (الحديث 1645) . نعمة الاشراف (10354)

★★ صلیہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے ایک بھنی ہوئی بکری ان کے پاس تھی انہوں نے فرمایا: تم لوگ بھی کھاؤ حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے انہوں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص ایسے دن روزہ رکھتا ہے جس کے بارے میں شک پایا جاتا ہے تو اس شخص نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

شرح

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے یوم الشک کو روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث 480)

شعبان کی تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو ابر و غیرہ کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا مگر ایک شخص نے چاند دیکھنے کی شہادت دی اور اس کی شہادت قبول نہیں کی گئی اسی طرح دو فاسق لوگوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی اس کی صبح کو جو دن ہو گا یعنی تیس تاریخ کو یوم الشک (شک کا دن) کہلائے گا کیونکہ اس دن کے بارے میں یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع ہو گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع نہ ہوا ہو لہذا اس غیر یقینی صورت کی وجہ سے اسے شک کا دن کہا جاتا ہے ہاں اگر انتیس تاریخ کو ابر و غیرہ نہ ہو اور کوئی بھی شخص چاند نہ دیکھے تو تیس تاریخ کو یوم الشک نہ سمجھے۔

اس حدیث میں اسی دن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یوم الشک کو رمضان یا کسی واجب کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ اس دن نفل روزہ رکھنے کے بارے میں کچھ تفصیل ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص شعبان کی پہلی ہی تاریخ سے نفل روزہ رکھنا چلا آ رہا ہو یا تیس تاریخ اتفاق سے اس دن ہو جائے کہ جس میں کوئی شخص روزہ رکھنے کا عادی ہو جس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے تو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا افضل ہو گا۔

اسی طرح یوم الشک کو روزہ رکھنا اس شخص کے لئے بھی افضل ہے جو شعبان کے آخری تین دنوں میں روزے رکھتا ہو اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو پھر یوم الشک کا مسئلہ یہ ہے کہ خواص تو اس دن نفل کی نیت کے ساتھ روزہ رکھ لیں اور عوام دو پہر تک کچھ کھائے پئے بغیر انتظار کریں اگر چاند کی کوئی قابل قبول شہادت نہ آئے تو دو پہر کے بعد افطار کر لیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کا یہ معمول نقل کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرتے اگر چاند دیکھ لیتے یا معتبر شہادت کے ذریعے رویت ہلال کا ثبوت ہو جاتا تو اگلے روز روزہ رکھتے ورنہ بصورت دیگر ابر و غبار وغیرہ سے مطلع صاف ہونے کی صورت میں روزہ نہ رکھتے ہاں اگر مطلع صاف نہ ہوتا تو روزہ رکھ لیتے تھے اور علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا یہ روزہ نفل ہوتا تھا۔

خواص سے مراد وہ لوگ ہیں جو شک کے دن کے روزے کی نیت کرنا جانتے ہوں اور جو لوگ اس دن کے روزے کی نیت کرنا نہ جانتے ہوں انہیں عوام کہا جاتا ہے چنانچہ اس دن روزہ کی نیت یہ ہے کہ جو شخص اس دن کہ جس میں رمضان کے بارے

میں شک واقع ہو رہا ہے روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ یہ نیت کرے کہ میں آج کے دن نفل روزے کی نیت کرتا ہوں اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اگر آج رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان کا بھی ہے اس طرح نیت کرنی مکروہ ہے۔ کہ اگر کل رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان میں محسوب ہو اور اگر رمضان کا دن نہ ہو تو نفل یا کسی اور واجب میں محسوب ہو۔ تاہم اگر کسی نے اس طرح کر لیا اور اس دن رمضان کا ہونا ثابت ہو گیا تو وہ روزہ رمضان ہی میں محسوب ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اس نیت کے ساتھ روزہ رکھے کہ اگر آج رمضان کا دن ہوگا تو میرا بھی روزہ ہوگا اور اگر رمضان کا دن نہیں ہوگا تو میرا روزہ بھی نہیں ہوگا۔ تو اس طرح نہ نفل کا روزہ ہوگا اور نہ رمضان کا ہوگا چاہے اس دن رمضان کا ہونا ہی ثابت کیوں نہ ہو جائے۔

2188 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ يَسْمَكِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ قَدْ أَشْكَلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ أَمُّ مِنْ شَعْبَانَ وَهُوَ يَأْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلًا وَقَالَ لِي هَلُمَّ . فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ وَخَلَفَ بِاللَّهِ لَتُفِطِرَنَّ قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَخْلِفُ لَا يَسْتَيْبِي تَقَدَّمْتُ قُلْتُ هَاتِ الْآنَ مَا عِنْدَكَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤُوسِهِمْ وَالْفِطْرُ وَالرُّؤُوسَةُ فَإِنْ خَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابَةٌ أَوْ ظُلْمَةٌ فَاصْكُمُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ وَلَا تَسْتَظِلُوا الشَّهْرَ اسْتَظِلَالًا وَلَا تَصِلُوا رَمَضَانَ يَوْمَ مِنْ شَعْبَانَ .

☆ ☆ سماک بیان کرتے ہیں میں ایک ایسے دن عکرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بارے میں یہ اشکال تھا کہ کیا یہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا دن ہے وہ اس وقت روٹی، سبزی اور دودھ کھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم بھی آگے ہو جاؤ! میں نے جواب دیا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو انہوں نے اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ ضرور روزہ ترک کر دو گے میں نے دو مرتبہ سبحان اللہ کہا جب میں نے دیکھا کہ وہ قسم اٹھا رہے ہیں اور اس میں کوئی استثناء نہیں کر رہے تو میں آگے بڑھ گیا جو آپ کے پاس ہے آپ آگے کر دیں (یعنی اپنے موقف کی تائید میں دلیل پیش کریں) تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

(پہلی کے چاند کو) دیکھ کر روزے رکھنا شروع کر دو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو! اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل آجائے یا تاریکی آجائے تو تم شعبان کی تعداد پوری کر لو اور مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کر دو اور رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ نہ ملاؤ (یعنی شعبان کی آخری تاریخ کو روزہ نہ رکھو)۔

باب التَّسْهِيلِ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

یہ باب ہے کہ مشکوک دن میں روزہ رکھنے کی سہولت دینا

2189 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ حَدِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي

2188 - تقدم في الحديث (2128) .

2189 - تقدم في الصيام، العدم قبل شهر رمضان (الحديث 2171) .

شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِلَّا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ یہ فرمایا کرتے تھے (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزہ رکھنا نہ شروع کرنا البتہ اگر کوئی شخص (کسی اور معمول کے مطابق) نفلی روزے رکھتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا

وَالْإِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرتا ہے اور اس میں روزے رکھتا ہے اس کا ثواب اس روایت کے بارے میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2190 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ أُنْبِئْنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سعید بن مسیب نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے نوافل ادا کرتا ہے اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

2191 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ أَمْرٍ فِيهِ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ اس بارے میں حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2192 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ أُنْبَأَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أُنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ وَمَسَاقِ الْحَدِيثِ وَفِيهِ قَالَتْ فَكَانَ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِغَزِيْمَةٍ وَيَقُولُ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . قَالَ فَتَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نصف رات کے وقت تشریف لے گئے آپ نے مسجد میں (تراویح کی) نماز ادا کی کچھ لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا (یعنی تراویح کی نماز باجماعت ادا نہیں کی جاتی تھی)۔

2193 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2194 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَمَسَاقِ الْحَدِيثِ وَقَالَ فِيهِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ

2192- اسنادہ السانی والحديث عند البخاري في الجمعة، باب من قال في الخطبة بعد الشاء اما بعد (الحديث 924) ومسلم في صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح (الحديث 178). تحفة الاشراف (66713).

2193- مفردہ السانی. تحفة الاشراف (15345).

2194- مفردہ السانی. تحفة الاشراف (16488).

بِعَزِيمَةٍ أَمْرٍ لِّهِ لَيَقُولَنَّ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ جو ایمان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کو یہ نصف رات کے وقت تشریف لے گئے آپ سے مجھ میں نماز ادا کی۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا اس شخص کی گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2195 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے

سنا ہے:

جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2196 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا

سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2197 - أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَبَانَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْغِبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ

2195 - معزومة السني . نحة الاشراف (15181) .

2196 - معزومة السني . نحة الاشراف (15194) .

2197 - اخرجہ مسلم فی صلاة المسافرين وقصرها ، باب الترغيب فی قیام رمضان و هو الراوی (الحدث 174) . و اخرجہ ابو داود فی

الصلاة ، باب فی قیام شهر رمضان (الحدث 1371) و اخرجہ الترمذی فی الصوم ، باب الترغيب فی قیام رمضان و ما جاء فیہ من تعلیل (الحدث 808) . و سہابی (الحدث 2103) . نحة الاشراف (15270) .

سیدہ زکریاؑ و اَحْسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے تاہم آپ ﷺ سے سختی سے حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2198 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2199 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2200 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2201 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

2198 - مقدم (الحديث 1601) .

9 - مقدم (الحديث 1601)

100 - مقدم (الحديث 1601) .

2201 - أخرجه البخاري في فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر (الحديث 2014) . وأخرجه أبو داود في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان .

حديث 1372 (مباني) (الحديث 2202 و 2203) مختصراً، وفي الإيمان و سرائعة، قيام رمضان (الحديث 5039) مختصراً .

المرتب (15145)

ابن ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان . وفي حديث قتیبۃ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام شهر رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص رمضان میں روزے رکھے۔

قتیبہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص رمضان کے مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2202 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .
★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2203 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .
★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2204 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

2202 - تقدم (الحديث 2201) .

2203 - تقدم (الحديث 2201) .

2204 - أخرجه البخاري في الإيمان ، باب صوم رمضان احتساباً من الإيمان (الحديث 38) وأخرجه ابن ماجه في الصيام ، باب ما جاء في فضل شهر رمضان (الحديث 1641) - تحفة الاشراف (15353) .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

شرح

رمضان میں کھڑا ہونے، سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے، تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول رہے نیز اگر حرم شریف میں ہو تو طواف و عمرہ کرے یا اسی طرح کی دوسری عبادات میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ شب قدر میں کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر عبادت الہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہے خواہ اس رات کے شب قدر ہونے کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔ کے بارے میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مکلفات (یعنی وہ اعمال جو گناہوں کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں) صغیرہ گناہوں کو تو مٹا دالتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کو ہلکا کر دیتے ہیں اگر کسی خوش نصیب کے نامہ اعمال میں گناہ کا وجود نہیں ہوتا تو پھر مکلفات کی وجہ سے جنت میں اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

باب ذکر اختلاف یحییٰ بن ابی کثیر والنضر بن شعبان فیہ

اس روایت کے بارے میں یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شعبان کے اختلاف کا تذکرہ

2205 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الْأَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2206 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ أَنبَأَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي

2205- أخرجه البخاري في الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا واحتسابًا ونية (الحديث 1901). وأخرجه مسلم في صلاة المسافرين و

للمسافر، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح (الحديث 175). وسألت في الإيمان وشرائعه، قيام ليلة القدر (الحديث 5027). تحفة

الشراف (15424)

2206- أخرجه السائي. تحفة الاشراف (15418).

سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا، اس شخص کے گزشتہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا، اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2207 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي النَّصْرُ بْنُ حَبِيبٍ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَهُ حَدَّثَنِي بِالْفَضْلِ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ يُذَكِّرُنِي شَهْرَ رَمَضَانَ . فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَضَلَهُ عَلَى الشُّهُورِ وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ .

★★ نصر بن شعبان بیان کرتے ہیں ان کی ملاقات ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا: آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ نے رمضان کے مہینے کے بارے میں سنی ہو اور سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہو تو ابوسلمہ نے بتایا: حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے تمام مہینوں سے زیادہ فضیلت والا قرار دیا، آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے، صحیح روایت وہ ہے جسے ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2208 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا النَّصْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا النَّصْرُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ فَلَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

جو شخص اس مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور نوافل ادا کرے۔

2209 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ

2207- مباحی (الحديث 2208 و 2209) و أخرجه ابن ماجه في الامامة الصلاة و السنة ليها، باب ما جاء في قيام شهر رمضان (الحديث

1328) بحره . نسخة الاشراف (9729) .

2209- تقدم (الحديث 2207) .

2208- تقدم (الحديث 2207) .

خَدَّثَنَا الضَّرْفُ بْنُ شَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ . قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ لَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .

☆ ☆ نضر بن شعبان بیان کرتے ہیں میں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنا ہے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور آپ کے والد نے وہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو آپ کے والد اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہونا چاہیے اور وہ حدیث رمضان کے مہینے کے بارے میں ہونی چاہیے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض قرار دیا ہے اور اس میں نوافل ادا کرنا (یا نماز تراویح ادا کرنا) تمہارے لیے مسنون قرار دیا ہے تو جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس مہینے میں روزے رکھتا ہے اور نوافل ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

باب فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْإِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ

فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذَلِكَ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی فضیلت اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں

ابو اسحاق نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2210 - أَخْبَرَنِي هَلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَلِلصَّائِمِ لِرَحْتَانِ جِئْنِ يَطْفِرُ وَجِئْنِ يَلْقَى رَبَّهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

☆ ☆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک افطاری کے وقت اور ایک اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ

تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔
 2211 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلِلصَّائِمِ قُرْحَتَانِ قُرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَقُرْحَةٌ عِنْدَ

إِفْطَارِهِ وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور ایک خوشی وہ جب وہ افطار کرتا ہے اور روزہ دار شخص کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي صَالِحٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

یہ باب ہے کہ اس میں ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ
 2212 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَسَّانَ ضَرَّازُ بْنُ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلِلصَّائِمِ قُرْحَتَانِ إِذَا افْطَرَ فِرْحٌ وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَجَزَاهُ فِرْحٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ دار شخص کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک جب وہ افطار کرتا ہے اس وقت خوش ہوتا ہے اور ایک جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے جزا دے گا تو وہ اس وقت خوش ہوگا۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔

2213 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُدَّادٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصَّائِمُ يَفْرَحُ مَرَّتَيْنِ عِنْدَ لِفْطَرِهِ وَيَوْمَ يَلْقَى اللَّهَ وَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

2211- تقدم (الحديث 2210) .

2212- أخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 165) . تحفة الاشراف (4027) .

2213- انفرد به السامی . تحفة الاشراف (12884) .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ دار شخص دو مرتبہ خوش ہوتا ہے ایک افطاری کے وقت اور دوسرا اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2214 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا جَرِيرَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ آدَمَ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعْفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ الصِّيَامِ جُنَّةٌ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفٌ فِيهِمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ابن آدم جو بھی نیکی کرتا ہے اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نوٹ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے تو میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ آدمی میرے لیے اپنی خواہش نفس و اور اپنے کھانے کو چھوڑ دیتا ہے روزہ ایک ڈھال ہے روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی ایک خوشی افطاری کے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کے وقت نصیب ہوگی روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2215 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حُجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزِّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ إِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامٍ أَحَدُكُمْ فَلَا يَرُفُثْ وَلَا يَصْغَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ أَنَا صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيهِمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے سوائے روزے کے وہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں اس کی جزا دوں گا روزہ ڈھال ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جب کوئی شخص روزہ رکھے تو وہ بدزبانی نہ کرے اور چیخ و پکار نہ کرے اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس ذات کی قسم جس کے دست

2214 - حرجہ مسلم فی الصیام، باب فصل الصیام (الحديث 164) . تحفة الاشراف (12340) .

2215 - اخرجہ البخاری فی الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شتم (الحديث 1904) و اخرجہ مسلم فی الصیام، باب فصل الصیام (الحديث 163) . و اخرجہ السنن فی الصیام، ذکر الاختلاف علی ابي صالح فی هذا الحديث (الحديث 2216) و ذکر الاختلاف علی محمد بن ابي

يعقوب فی حديث ابي امامة فی فصل الصائم (الحديث 2227 و 2228) مختصراً . تحفة الاشراف (12853) .

قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بوقیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو
گی! روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک جب وہ افطاری کرتا ہے اس وقت خوش ہوتا ہے اور دوسرا جب وہ اپنے
پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اپنے اس روزے پر خوش ہوگا۔

2216 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَتَانَا سُؤَيْدٌ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ
بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ الزِّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا
يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمِ
الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ . وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا! روزہ ڈھال ہے
جب کسی شخص نے روزہ رکھا ہو تو وہ بدزبانی نہ کرے چیخ و پکار نہ کرے اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی
کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دست
قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بوقیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔
یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور سعید بن مسیب کے حوالے سے منقول ہے۔

2217 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ
عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ
مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے وہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا! (نبی
اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بوقیامت کے دن
اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2218 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ فَلَهُ عَشْرُ أَثَالِهَا إِلَّا الصِّيَامَ لِي وَأَنَا .

2216-تقدم (الحديث 2215) .

2217-أخرجه مسلم في الصيام، باب فصل الصيام (الحديث 161) . تحفة الاشراف (13345) .

2218-المفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13090) .

آجڑی بہ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم جو بھی عمل کرتا ہے اس کا اجر دس گنا ہوتا ہے البتہ روزے کا حکم مختلف ہے وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

رب تعالیٰ اور روزہ

اب یہاں سے یہ سمجھئے کہ روزے کی وجہ سے ایک بندے کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہوتا ہے ساری عبادتیں اس کے لئے ہیں ہم نماز بھی اس کے لئے پڑھتے ہیں صدقہ بھی اس کے لئے کرتے ہیں زکوٰۃ بھی اس کے لئے دیتے ہیں حج بھی اس کے لئے کرتے ہیں جہاد بھی اسی کے لئے کرتے ہیں تبلیغ بھی اسی کے لئے کرتے ہیں لیکن وہ کہتا ہے "الا الصوم" مگر روزہ "فانہ لی" وہ میرے لئے ہے "وانما اجزی بہ" اور اس کی جزا میں دیتا ہوں۔

حالانکہ سجدوں کی جزا بھی وہی دیتا ہے حج کی جزا بھی وہی دیتا ہے ہر اچھے کام کی جزا وہی دیتا ہے لیکن اس نے بطور خاص روزے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جب روزہ رب کی طرف ساری عبادتوں میں سے منفرد طریقے سے منسوب ہوا، پھر روزہ جس روزے دار کے ساتھ قائم ہے وہ اس بندے کو بھی اپنے رب کی ذات کے ساتھ متعلق بنادے گا۔

الصوم لی کی پہلی وجہ

یہ تعلق باللہ کا بڑا جاندار ذریعہ ہے اور اس کے اندر بڑی حکمتیں ہیں اب دیکھو، جب رب ذوالجلال نے یہ فرمادیا کہ روزہ میرے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی معبودان باطلہ ہیں ان میں سے کسی کے لئے روزہ نہیں رکھا گیا باقی ساری عبادتیں ان جھوٹوں کے لئے جھوٹوں نے کیسے، مثلاً بتوں کو لوگ سجدے کرتے رہے، بتوں کے نام پر لوگ نیازیں ان کے سامنے پیش کرتے رہے، بتوں کے گرد چکر لگا کر لوگ ان کا طواف کرتے رہے، مگر روزہ کبھی کسی معبود باطل کے لئے نہیں رکھا گیا اس واسطے اللہ نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ کچھ باطل مذہبوں میں روزے کا تصور ہے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں بدھ مت ہے یا ہندو مت ہے ان کے اندر بھی کچھ ایسا وقت گزرا جاتا ہے مگر وہ ان کے نزدیک کسی معبود کی رضا کے لئے نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کے لئے اور اپنے آپ کو شہوت سے دور رکھنے کے لئے یا ان کا اپنے باطن کی صفائی کا جو نظریہ ہے اس لحاظ سے ایسا کرتے ہیں وہ کسی معبود کی خوشنودی کے لئے کبھی روزہ نہیں رکھتے، لہذا روزے کا یہ امتیاز باقی رہا کہ روزہ جب بھی رکھا گیا، صرف اللہ کے لئے رکھا گیا ہے تو اللہ نے فرمایا: یہ میرا، میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود عطا فرماتا ہوں۔

الصوم لی کی دوسری وجہ

ایسے ہی نہ کھانا اور نہ پینا اللہ کی صفات ہیں تو بندے نے کچھ وقت یہ کوشش کی کہ میری بھی میرے رب سے مناسبت پیدا ہو جائے جب میرا رب نہیں کھانا پیتا، تو میں بھی کچھ وقت ایسے ہی گزاروں، اگرچہ بندہ محتاج ہے کھانے پینے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن پھر بھی اس نے اپنے رب کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو اس وجہ سے روزہ تعلق باللہ کا ایک حسین

اسلوب ہے۔

الصوم لی کی تیسری وجہ

اسی پہلی حکمت کے اندر ہم جو حدیث کی حکمتیں بیان کر رہے تھے کہ اللہ نے جو روزہ کو اپنی طرف منسوب کیا تو اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ نے اس کے شرف کو ظاہر کرنے کے لئے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

مثال کے طور پر پوری زمین اللہ کی ہے ہر گھر اللہ کا ہے لیکن ہر گھر کو بیت اللہ نہیں کہا جاتا، وہ خاص گھر ہے جس کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اس لئے اس کا جو اللہ کے ساتھ تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق اور شرافت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ باقی دنیا کے گھروں پر میرا وہ کرم نہیں ہے جو میری رحمت اس گھر پر برسی ہے تو خالق کائنات جل جلالہ نے جیسے اس گھر پر نسبت تشریف کی ہے اس گھر کو شرف دینے کے لئے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔

ایسے ہی اگرچہ ہر عبادت اللہ ہی کے لئے ہے مگر اس نے تمام عبادتوں میں سے روزے کو بطور خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں اس کی جزاء دینے والا ہوں تاکہ پتہ چل جائے کہ جتنے انوار و تجلیات روزے کے سبب بندے کو ملتے ہیں اور اس کی وجہ سے جتنا بندے کا اپنے مولا کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے یہ روزے کی ایک منفرد شان ہے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ

فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ

یہ باب ہے کہ روزہ دار شخص کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں محمد بن یعقوب نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2219 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجَاءُ بْنُ حَيَّوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مُرْنِي بِأَمْرِ أَخْذُهُ عَنْكَ . قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جو میں آپ سے حاصل کر لوں (اور پھر اس پر عمل کرتا رہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرؤ کیونکہ اس کے معاملے میں اور کوئی چیز نہیں ہے۔

2220 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ

اللہ بن ابی یعقوب الضبیّ حدّثہ عن رجاء بن حیوۃ قال حدّثنا ابو امامۃ الباہلی قال قلت یا رسول اللہ مرّنی بأمر ینفعی اللہ بہ . قال علیک بالصیام فإنہ لا مثل لہ .

☆ ☆ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے تو آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔

2221 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ - شَيْخٌ صَالِحٌ وَالضَّعِيفُ لَقَبٌ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ - قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي نَصْرِ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو کیونکہ کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے۔

2222 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ السَّكَنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّيِّبِ عَنْ أَبِي نَصْرِ الْهَلَالِيِّ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرِّنِي بِعَمَلٍ . قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرِّنِي بِعَمَلٍ . قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے، آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے، آپ نے فرمایا: تم روزے رکھو کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔

2223 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فِطْرِ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي نَابِتٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جَنَّةٌ .

☆ ☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ دُھال ہے۔

2224 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ

2221-تقدم (الحديث 2229) .

2222-تقدم (الحديث 2219) .

2223-امرد به السانی، و سبائی (الحديث 2224 و 2226) . تحفة الاشراف (11367) .

2224-تقدم (الحديث 2223) .

حَبِيبُ بْنُ أَبِي قَابٍ وَالحَكَمُ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

روزہ ڈھال ہے۔

2225 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزَّوَالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2226 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِي الْحَكَمُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُونُ بْنُ أَبِي شَيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

2227 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

روزہ ڈھال ہے۔

2228 - وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ أَنَّنَا سُوَيْدٌ قَالَ أَنَّنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَنَّنَا عَطَاءُ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

روزہ ڈھال ہے۔

2229 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَفْصَعَةَ - حَدَّثَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ دَعَا لَهُ بَلْبَنَ لَيْسَقِيَهُ فَقَالَ مُطَرِّفٌ إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

★★ سعید بن ابی ہند بیان کرتے ہیں: بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب مطرف نے یہ بات بیان کی ہے

2225- الفردیہ السنائی . تحفة الاشراف (11347) .

2226- تقدم (الحديث 2223) .

2227- تقدم (الحديث 2215) .

2228- تقدم (الحديث 2215) .

2229- اخرجہ السنائی واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فضل الصيام (الحديث 1639) و سنائی (الحديث 2230 و 2231)

مرسلاً . تحفة الاشراف (9771) .

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دودھ منگوایا تاکہ وہ انہیں پلائیں تو مطرف نے کہا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے تو حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔
روزہ ڈھال ہے جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2230 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ فَدَعَا بِلَبَنٍ فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . لَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

☆ ☆ مطرف بیان کرتے ہیں میں حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دودھ منگوایا تو میں نے عرض کی: میں روزے کی حالت میں ہوں انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2231 - أَخْبَرَنِي زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلَى عُثْمَانَ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ .
☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور یہ روایت مرسل ہے۔

2232 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عُطَيْفٍ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

☆ ☆ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: روزہ ڈھال ہے جب تک آدمی اسے بھاڑ نہ دے۔

2233 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَدِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ فَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلُ يَوْمَئِذٍ وَإِنْ أَمْرٌ جَهْلٌ عَلَيْهِ فَلَا يَشْتِمُهُ وَلَا يَسْتَبْهُهُ وَلَيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے جو شخص روزے کی حالت میں صبح کرے وہ اس دن کسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرے

2230-تقدم (الحديث 2229) .

2231-تقدم (الحديث 2215) .

2232-اندر دہ السنائی، و سیاتی (الحديث 223400 . تحفة الاشراف (5047) .

2233-اندر دہ السنائی . تحفة الاشراف (17358) .

اگر کوئی شخص اس کے خلاف جہالت کا مظاہرہ کرنا چاہے تو وہ اسے گالی نہ دے اسے برا نہ کہے اور یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2234 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا عَنْ أَبِي عُيَيْدَةَ قَالَ الصِّيَامُ جَنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

☆☆ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزہ ڈھال ہے جب تک آدمی اس کو پھاڑ نہ دے۔

2235 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلصَّائِمِينَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلَ اخْرَجَهُمْ أَغْلَقَ مَنْ دَخَلَ فِيهِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا .

☆☆ حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام ”ریان“ ہے اس میں سے روزہ داروں کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا جب ان کا آخری فرد داخل ہو جائے گا تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہوگا وہ مشروب پئے گا اور جو شخص مشروب پئے گا اسے بعد میں کبھی پیاس نہیں لے گی۔

2236 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلٌ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الصَّائِمُونَ هَلْ لَكُمْ إِلَى الرَّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ .

☆☆ حضرت اہل بن حبان فرماتے ہیں: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ”ریان“ ہے قیامت کے دن کہا جائے گا: روزہ دار لوگ کہاں ہیں؟ تم لوگ ریان کی طرف آ جاؤ! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہو جائے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی جب روزہ دار اس میں داخل ہو جائیں گے تو اس وقت دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور اسے اس میں سے روزہ داروں کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا۔

2237 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ

2234- مقدم (الحديث 2232) .

2235- المفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4679) .

2236- المفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4791) .

2237- اخرج به البخاري في الصوم، باب الريان للصائمين (الحديث 1897)، وفي فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذًا خليلاً) (الحديث 3666) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب من جمع الصدقة و أعمال البر (الحديث 85) . واخرجه الترمذي في المساقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما (الحديث 3674) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 2438)، وفي في الجهاد، باب فضل من اتفق زوجين في سبيل الله عز وجل (الحديث 3135) . تحفة الاشراف (12279) .

قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعَى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعَى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ زَيْلِ اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے تو جنت میں یہ اعلان کیا جاتا ہے: اے اللہ کے بندے! یہ چیز زیادہ بہتر ہے جو لوگ نمازی ہیں انہیں نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا اور جو لوگ مجاہد ہیں انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو لوگ روزہ دار ہیں انہیں ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے تم بھی ان میں سے ایک ہو گے۔

2238 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُثَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ لَعَلَّهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم اس وقت نوجوان تھے لیکن اپنی (مالی حیثیت کی وجہ سے) شادی نہیں کر سکتے تھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانو! اگر وہ تم پر لازم ہے شادی کر لو کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس پر لازم ہے وہ روزے رکھے کیونکہ وہ (روزہ) اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2239 - أَخْبَرَنَا بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَقِيَ عُثْمَانَ بَعْرَقَاتٍ فَخَلَا بِهِ فَحَدَّثَهُ وَأَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لَا بَيْنَ مَسْعُودٍ هَلْ لَكَ فِي فِتْنَةٍ

2238- اخرجہ، البحاری فی الکاح، باب من لم یستطع الباءة للبصم (الحديث 5066). واخرجہ مسلم فی النکاح، باب استحباب الکاح لمن نالت نفسه البه ووجه موده و اشغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 3 و 4). واخرجہ الترمذی فی الکاح، باب ما جاء فی فضل التزویج والحث علیہ (الحديث 1081). واخرجہ النسائی (الحديث 2241)، وفي النکاح، الحث علی النکاح (الحديث 3209 و 3210). لجة الاشراف (9385).

أَوْ جُكِبَا فَدَعَا عَبْدُ اللَّهِ عُلْقَمَةَ فَعَلَّكَ أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيُصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ رِجَاءٌ .

★★ علقمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عرقاں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ انہیں الگ لے گئے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کسی نوجوان خاتون کے ساتھ شادی کرنا چاہیں گے؟ ہم آپ کی شادی کروا دیتے ہیں تو حضرت عبداللہ نے علقمہ کو بھی بلایا اور انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ وہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2240 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ رِجَاءٌ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرے اور جو یہ استطاعت نہ رکھتا ہو اس پر روزے رکھنا لازم ہے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2241 - أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَنَا عُلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَجَمَاعَةٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثٍ مَا رَأَيْتُهُ حَدَّثَ بِهِ الْقَوْمَ إِلَّا مِنْ أَجَلِي لَا بِي كُنْتُ أَخَذْتُهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ . قَالَ عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ وَالْأَعْمَشُ عَنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ قَالَ نَعَمْ .

★★ عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمارے ساتھ

2239- أخرجه البخاري في الصوم، باب الصوم لمن عاف على نفسه العزيمة (الحديث 1905) مختصراً، وفي النكاح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من استطاع الباءة فليتزوج) (الحديث 5065). وأخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن لاقت نفسه إليه ووجد موله و اشتغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 1 و 2). وأخرجه أبو داود في النكاح، باب التحريض على النكاح (الحديث 2046). وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج والحث عليه (الحديث 1081) تعليقاً. وأخرجه السائي (الحديث 2240 و 2241)، وفي النكاح، الحث على النكاح (الحديث 3207 و 3208 و 32011). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب ما جاء في فصل النكاح (الحديث 1845) مطولاً. تحفة الاشراف (9417) .

2240- تقدم (الحديث 2239) .

2241- تقدم (الحديث 2239 و 2238) .

علقہ تھے اسود تھے اور کچھ اور لوگ بھی تھے تو انہوں نے ہمیں ایک حدیث سنائی میرا یہ خیال ہے انہوں نے صرف میری وجہ سے تمام حاضرین کو وہ حدیث سنائی کیونکہ میری عمر سب سے کم تھی (انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے کیونکہ وہ اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی۔

علی بن ہاشم نامی راوی بیان کرتے ہیں: اعمش سے ابراہیم نخعی کی نقل کردہ اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا: سائل نے سوال کیا: کیا یہ روایت ابراہیم نخعی کے حوالے سے علقہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2242 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ أَتَيْنَا إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ فَقَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِتْيَةٍ فَقَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلِ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَعْضٌ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالْصُّومُ لَهُ وَجَاءَ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو مَعْشَرٍ هَذَا اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كَلْبٍ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ رَوَى عَنْهُ مَنْصُورٌ وَمُغِيرَةُ وَشُعْبَةُ وَأَبُو مَعْشَرٍ الْمَدَنِيُّ اسْمُهُ نَجِيعٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَمَعَ ضَعْفِهِ أَيْضًا كَانَ قَدْ اخْتَلَطَ عَنْدَهُ أَحَادِيثُ مَنَافِرٍ مِنْهَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ . وَمِنْهَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ وَلَكِنْ انْهَسُوا نَهْسًا .

☆☆ علقہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے ساتھ تھا وہ اس وقت حضرت عثمان رحمہ اللہ کے پاس موجود تھے حضرت عثمان رحمہ اللہ نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہے اسے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ شادی اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی اور جو شخص صاحب حیثیت نہ ہو تو روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابو معشر نامی راوی کا نام زیاد بن کلاب ہے یہ راوی ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا شاگرد ہے۔ منصور مغیرہ شعبہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابو معشر مدنی نامی راوی کا نام نجیع ہے یہ راوی ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا اس سے کئی منکر روایات منقول ہیں۔

ان منکر روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جسے محمد بن عمرو ابوسلمہ ابو ہریرہ رحمہ اللہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

ان روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جو اس نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے ایک فرمان کے طور پر نقل کی ہے: تم چھری کے ذریعے گوشت نہ کاٹو بلکہ دانت کے ذریعے نوج کر (اسے کھاؤ)۔

باب ثواب من صام يوماً فی سبیل اللہ عزّ وجلّ و ذکر الاختلاف علی سہیل بن ابی صالح فی الخبر فی ذلک

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اس کا ثواب اس روایت میں سہیل بن ابی صالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2243 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ سُهَيْلٍ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ زَحَرَخَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذَلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص (اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

2244 - أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ بِذَلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ستر برس کی مسافت کر دیتا ہے۔

2245 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

2243- الفردية النسائي من طريق الس بن عياض، و عزاه المعزي في تحفة الاشراف (18624) الى الساني مرسلًا، و هو و هم، فانما هو فيه متصل، و عزاه الحافظ في الفتح (الحديث 88/6) من هذا الطريق الى احمد فقط، و هو في المسند (الحديث 300/2)، وقال الشيخ شاکر (الحديث 7977): استاده صحيح.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2246 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ عَامًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2247 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ بِصُومَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اسے جہنم سے (ستر برس کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2248 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللَّهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2249 - أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِيَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ

2246- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (4078) .
 2247- اخرجہ البحاری فی الجہاد، باب فصل الصوم فی سبیل اللہ (الحديث 2840) . و اخرجہ مسلم فی الصیام، باب فصل الصیام فی سبیل اللہ لمن یطيقہ بلا ضرر ولا تعزیر حق (الحديث 167 و 168) . و اخرجہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فصل الصوم فی سبیل اللہ (الحديث 1623) ، و اخرجہ النسائی (الحديث 2248 و 2249) . باب ذکر الاختلاف علی سفیان الثوری فیہ (الحديث 2250 و 2251 و 2252) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب فی صیام یوم فی سبیل اللہ (الحديث 1717) . تحفة الاشراف (4388) .
 2248 تقدم (الحديث 2247) .
 2249- تقدم (الحديث 2247) .

سَعِيدٌ وَتُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَاعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت سے برابر) دور کر دیتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں سفیان ثوری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2250 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ - نِسَابُورِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْقَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ تَعَالَى بِذَلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت جتنا دور) کر دیتا ہے۔

2251 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَائِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں جہنم کی تپش کو اس شخص سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2252 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى أَبِي حَدَّثَكُمُ ابْنُ نَعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

☆☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص سے جہنم کو ستر برس دور کر دیتا ہے۔

2253 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللَّهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ .

☆☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے جہنم کو ایک سو برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران روزہ رکھنا مکروہ ہے

2254 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ .

☆☆☆ حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2255 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيرٍ عَلَيْهِ .

☆☆☆ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے درست روایت وہ ہے جو اس سے پہلے نقل ہوئی ہے۔ ہمارے علم کے

2253- اضر دہ السانی . تحفة الاشراف (9947) .

2254- اخرجہ السانی فی الصیام، باب ما یکرہ من الصیام فی السفر (الحديث 2255) مرسلًا . واخرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی

الافطار فی السفر (الحديث 1664) . تحفة الاشراف (11105) .

2255- تقدم فی الصیام، باب ما یکرہ من الصیام فی السفر (الحديث 2254) .

مطابق کسی بھی شخص نے اس روایت میں ابن کثیر نامی راوی کی متابعت نہیں کی ہے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذَلِكَ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي ذَلِكَ

یہ باب ہے کہ اس علت کا بیان جس کی وجہ سے یہ بات کہی گئی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایت میں محمد بن عبد الرحمن نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2256 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَرْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نَاسًا مُجْتَمِعِينَ عَلَى رَجُلٍ فَسَأَلَ فَقَالُوا رَجُلٌ أَجْهَدُهُ الصَّوْمُ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ .

☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ایک شخص کے پاس اکٹھے دیکھا تو اس بارے میں دریافت کیا لوگوں نے بتایا: یہ ایک شخص ہے جو روزے کی وجہ سے مشکل کا شکار ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2257 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هَذَا . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَائِمٌ . قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللَّهِ الَّتِي رَخَّصَ لَكُمْ لِقَابِلُوهَا .

☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک درخت کے سائے میں پڑا ہوا تھا اور اس پر پانی چھڑکا جا رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ساتھی کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کوئی نیکی نہیں ہے تم سفر کے دوران روزہ رکھو تم پر لازم ہے جو رخصت تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے تم اسے قبول کر لو۔

2258 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَرِّبَاقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ .

2256 - اسعدہ السانی، وسایق، الحديث 2257 و 2258، وباب ذكر الاختلاف على علي بن المبارك (الحديث 2259 و 2260،

تحفة الاشراف (2590) .

2257 - نقده، الحديث 2256 .

2258 - نقده، الحديث 2256 .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

باب ذکر الاختلاف علی بن المبارک

اس روایت کے بارے میں علی بن مبارک نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2259 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا وَكَيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَاسْلَمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقْبِلُوهَا . ☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سفر کے دوران روزہ رکھا جائے تم پر لازم ہے تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کرو۔

2260 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ . ☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

باب ذکر اسم الرجل

یہ باب ہے کہ ان صاحب کے نام کا تذکرہ (جو سفر کے دوران روزہ رکھنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے)

2261 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ . ☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2259-تقدم (الحديث 2256) .

2260-تقدم (الحديث 2256) .

2261-أخرج البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لمن ظلل عليه واشتد الحر (ليس من البر الصوم في السفر) (الحديث 1946) . وأخرج مسلم في الصيام، باب جواز الصوم والعطير في شهر رمضان للمسافر في غير معصية إذا كان مفرداً مرحلياً لا كثيراً . الأفضل لمن أطافه بلا ضرر أن يصوم ولمن يشق عليه أن يفطر (الحديث 92) . وأخرج أبو داود في الصوم، باب احتياض العطير، الحديث (2407) . تحفة الأشراف (2645) .

سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی ٹکلی نہیں ہے۔

2262 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكِيمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أُنْبِئْنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ حَفْصِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ فَأَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا فَقَالَ أُولَئِكَ الْعَصَاةُ .

☆ ☆ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر رمضان کے مہینے میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ "کراع الغمیم" پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا آپ کو یہ اطلاع ملی کہ لوگوں کے لیے روزہ رکھنا مشکل ہو رہا ہے تو آپ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوا دیا اور اسے پی لیا لوگ دیکھ رہے تھے تو بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا اور بعض نے روزہ نہیں توڑا جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے اب بھی روزہ رکھا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا: یہ نافرمان لوگ ہیں۔

2263 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُمِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعَمُ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَقَالَ لَا بِيْ بَكْرٍ وَعُمَرُ أَذِنَا فُكْلًا . فَقَالَا إِنَّا صَانِمَانِ . فَقَالَ ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ اَعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مرا الظہران کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کی کوئی چیز پیش کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور کھانا شروع کرو ان دونوں نے عرض کی: ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ان دوستوں کے لیے پالان تیار کرو اور ان کے باقی کام کاج کرو (کیونکہ انہوں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے)۔

2264 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَدَّى بِمَرِّ الظُّهْرَانِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ الْغَدَاءُ . مُرْسَلٌ .

☆ ☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرا الظہران کے مقام پر کھانا کھانے لگے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھا لو۔ (یہ روایت مرسل ہے)۔

2262- أخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمساكين في غير معصية إذا كان سفره مرحضين لما كثر و ان الفصل لمن اطاله بلا ضرر ان يصوم ولعن يثق عليه ان يفطر (الحديث 90 و 91) . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في السفر (الحديث 710) . تحفة الاشراف (2598) .

2263- أخرجه السائي، وسياقي (الحديث 2264 و 2265) . تحفة الاشراف (15399) .

2264- تقدم (الحديث 2263) .

2265 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ كَانُوا بِمَرِ الظَّهْرَانِ مُرْسَلِينَ .
 ☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما الظہران کے مقام پر موجود تھے۔
 (امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

صاحبین کے نزدیک مسافر و مقیم کے عدم فرق کا بیان

اور صاحبین کے نزدیک مسافر، مقیم اور تندرست کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا لزوم اس لئے تھا کہ معذور کو مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ لہذا جب اس نے مشقت کو اٹھالیا تو پھر اسے بھی غیر معذور کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مسافر و مریض نے جب دوسرے واجب کی نیت ساتھ روزہ رکھا تو اس کا وہ دوسرا واجب ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ اس نے وقت کو ایک مقصد کے لئے مصروف کیا ہے۔ کیونکہ اس کی اس حالت میں دوسرا واجب ہی ضروری ہے۔ اور رمضان کے روزے میں عدت پانے تک اس کے لئے اختیار ہے۔ اور نفلی روزے کی نیت کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے دو روایات ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کا فرق یہ ہے کہ اس نے وقت کو اہم مقصد کی طرف مصروف نہیں کیا۔

مسافر و مریض کی حالت رخصت میں غیر رمضان کے روزے کا اختلاف

علامہ ابن محمود الباہر تی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مصنف نے مریض و مسافر کے روزے کے بارے میں جو موقف اختیار کیا ہے دو محقق علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے جو ثمس الائمہ اور امام فخر الاسلام ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر کسی مریض نے کسی دوسرے واجب کی نیت کی تو صحیح ہے۔ کیونکہ رمضان کے روزے کا وقوع صحیح ہے۔ البتہ اس میں انظار کا حکم عجز کی وجہ سے تھا۔ کہ وہ ادائے صوم سے عاجز تھا۔ جب اسے قدرت حاصل ہوئی تو روزے رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پس وہ روزہ رکھنے میں برابر ہے (خواہ وہ رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا ہو) بہ خلاف مسافر کے کیونکہ اس میں رخصت سے عجز سے متعلق ہے۔ تو یہاں پر روزہ رکھنے کی اباحت اس طرح ہوگی کہ سفر اس عجز کے قائم مقام ہوگا۔ لہذا وہ کسی دوسرے واجب کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

صاحب ایضاح نے کہا ہے ہمارے بعض فقہاء احناف نے مریض و مسافر کے درمیان فرق کیا ہے جبکہ ان کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول امام کرخی علیہ الرحمہ کا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دو روایات ہیں کہ جس بندے نفل کی نیت کی تو آپ علیہ الرحمہ سے ابن سماعہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرض روزہ ہوگا کیونکہ وقت کو اہم مقصد کی طرف پھیرا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے واجب ساقط ہو جائے۔ اور ثواب میں فرض سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت یہ بیان کی ہے۔ کہ اس کا نفلی روزہ ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں رمضان اسی طرح ہے جس مقیم کے حق میں شعبان ہوتا ہے۔ اور اگر وہ شعبان میں

نفل کی نیت کرے یا واجب کی نیت کرے تو وہی واقع ہوگا۔

علامہ ماطفی حنفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مسافر و مریض دونوں برابر ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے ناظر روایت کے مطابق مریض سے نفلی روزہ صحیح ہے۔ (عناہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۲۶۳، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ بہر حال مریض جب کسی دوسرے واجب کی نیت کرے تو امام حسن علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق وہ مسافر کی طرح ہے۔ اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے۔ اور اکثر مشائخ بخارہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ مرض کا تعلق زیادت مرض کے ساتھ ہے نہ کہ عجز کی حقیقت کے ساتھ ہے جس طرح مسافر کے حق میں عجز معتد رہے فخر الاسلام اور شمس الامم نے کہا ہے کہ اس پر وہی واقع ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ کیونکہ رخصت حقیقت عجز کے ساتھ متعلق ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے ظاہر الروایت کے خلاف کہا ہے۔

شیخ عبد العزیز علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ بات بہ اجماع واضح ہوگئی کہ رخصت نفس مرض کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ اس کی اقسام ہیں۔ بعض اقسام وہ ہیں جو نقصان دہ ہیں جس طرح بخار وغیرہ ہیں اور بعض امراض غیر نقصان دہ ہیں جس طرح باضمہ وغیرہ کا خراب ہونا ہے۔ جبکہ رخصت حرج کو دور کرنے کے لئے ہے لہذا وہ پہلی قسم کے ساتھ متعلق ہوگی یعنی جس میں مرض کی زیادتی کا خوف ہو۔ جبکہ عجز حقیقی جو حرج کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں عجز کی شرط نہیں ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ جب مریض نے روزہ رکھا اور ہلاک نہیں ہوا تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ عاجز نہیں ہے لہذا اس کے لئے رخصت ثابت نہ ہوئی تو اہل کار روزہ وقتی فرض والا ہوگا۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۲۸۵، بیروت)

مسافر کا دوسرا روزہ رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر نے جب کسی دوسرے واجب کا روزہ رکھا یا کسی نفل کا روزہ رکھا تو اس روزہ وہی ہوگا۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک دوسرے روزے کی نیت فضول جائے گی اور اس کا روزہ وہی رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ وہی اصلی روزہ ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ، ج ۳، ص ۲۵۶، حقانیہ ملتان)

باب ذِکْرِ وَضْعِ الصَّیَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْإِخْتِلَافِ

عَلَى الْأَوْزَاعِیِّ فِیْ خَبَرِ عَمْرِو بْنِ أُمِّیَّةَ فِیْهِ

یہ باب ہے کہ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کا حکم اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے جواب سے

منقول روایت میں اوزاعی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2266 - أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي

سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أُمِّیَّةَ الصَّمْرِيُّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ

اَنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمِيَّةَ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ اِذْنُ مِنِّي حَتَّى اُخْبِرَكَ عَنِ الْمَسَافِرِ اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنَصَفَ الصَّلَاةَ .

☆ ☆ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں (ایک سفر سے واپسی پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو امیہ! تم دوپہر کے کھانے کا انتظار کرو (یعنی کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور میرے قریب ہو جاؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کا حکم اور نصف نماز اٹھا دیئے ہیں۔

2267 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمِيَّةَ الضَّمَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا أبا أُمِيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ اُخْبِرَكَ عَنِ الْمَسَافِرِ اِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنَصَفَ الصَّلَاةَ .

☆ ☆ جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو امیہ! تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے (یعنی تم کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں یہ بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے (سفر کے دوران) روزے کو اور نصف نماز کو اٹھا لیا ہے۔

2268 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو الْمُفِيزَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي أُمِيَّةَ الضَّمَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لَأُخْرَجَ قَالَ اَنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أبا أُمِيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللَّهِ . قَالَ تَعَالَ اُخْبِرَكَ عَنِ الْمَسَافِرِ اِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنَصَفَ الصَّلَاةَ .

☆ ☆ حضرت ابو امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا جب میں واپس جانے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو امیہ! کھانے کا انتظار کر لو (یعنی کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کا حکم) اٹھا لیا ہے۔

2269 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمِيَّةَ يَحْيَى

2267 - امر دہ السانی . نعمة الاشراف (10702) .

2268 - امر دہ السانی . و سبائی (الحديث 2269) تحفة الاشراف (10708) .

2269 - تقدم (الحديث 2268) .

الضَمَرِيُّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2270 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي
الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قَلَابَةَ الْجَرَمِيُّ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمَرِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ . قُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ أَذْنُ أَحْمَرَ لَكَ عَنِ
الْمُسَافِرِ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنَصَفَ الصَّلَاةَ .

☆ ☆ حضرت ابو امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو امیہ! کھانے کا انتظار کرو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا: تم آگے آ
جاؤ! میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اٹھالیا ہے۔

روزہ کی رخصت کے لیے شرعی مسافت کا بیان

اس حکم کو دوبارہ ذکر فرمایا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ یہ رخصت منسوخ ہوگئی ہے۔ کتنی مسافت کے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت
ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے داؤد ظاہری کے نزدیک مسافت کم ہو یا زیادہ اس پر شرعی سفر کے احکام نافذ ہو جاتے ہیں خواہ
ایک میل کی مسافت کا سفر ہو امام احمد کے نزدیک دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے امام شافعی کے نزدیک بھی دو دن کی مسافت کا
اعتبار ہے امام مالک کے نزدیک ایک دن کی مسافت معتبر ہے امام ابو حنیفہ سفر شرعی کے لیے تین دن کی مسافت کا اعتبار کرتے
ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا
سفر نہ کرے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۷ مطبوعہ نور محمد مع المطابع کراچی ۱۴۸۱ھ)

جمہور فقہاء احناف نے تین دن کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ کیا ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۶-۵۲۷) اٹھارہ فرسخ ۵۴ شرعی
میل کے برابر ہیں جو انگریزی میلوں کے حساب سے اکٹھ میل دو فرلانگ ہیں گز ہے اور ۷۲۳-۹۸ کلومیٹر کے برابر ہے۔

باب ذِکْرِ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا تذکرہ

2271 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمَرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

2270 - اسمر دہ السانی، وسبانی وی الصیام ذکر اختلاف معاویہ بن سلام و علی بن المبارک فی هذا الحدیث (الحدیث 2271) بحفہ

الاشراف (10704)

2271 - تقدم (الحدیث 2270) .

سَفَرٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتَظِرِ الْغَدَاءَ . قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَ أُخْبِرَكَ عَنِ الصَّيَامِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَجَّلَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّيَامَ وَنُصْفَ الصَّلَاةِ . ☆ ☆

☆ ☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگے آؤ! میں تمہیں روزہ کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے کو اور نصف نماز (کے حکم کو) اٹھالیا ہے۔

2272 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمرَ قَالَ أَنبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْبُحٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ . ☆ ☆

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ اس کے مطابق حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

2273 - أَخْبَرَنَا عُمرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحَبْلَى وَالْمَرْضِعِ . ☆ ☆

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے (کے حکم کو اٹھالیا ہے) جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت سے (روزے کے حکم کو اٹھالیا ہے)۔

حاملہ اور مرضعہ کے لیے روزہ کی رخصت میں مذاہب ائمہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فقط ان روزوں کی قضاء کریں اور اگر ان کو اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں ان پر قضا بھی ہے اور فدیہ بھی ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ (المغنی ج ۳ ص ۷۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ العبدری مالکی لکھتے ہیں: اگر حاملہ پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور صرف قضاء کرے اور اگر دودھ پلانے والی پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے وہ قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ صرف قضا کرے۔

(الاج والاکلیل شرح مختصر غلیل ج ۲ ص ۴۴ مطبوعہ مکتبہ النجاشی)

2272- الفردیه السنائی . تحفة الاشراف (10709) .

2273- خرجہ ابو داؤد فی الصوم، باب اختیار المطر (الحديث 2408) مطبوعاً . وخرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی الرخصة فی الإفطار للحبلی و المرضع (الحديث 715) مطبوعاً . وخرجہ النسائی (الحديث 2274 و 2275 و 2276 و 2277 و 2281) مطبوعاً، و وضع الصیام عن الحبلی و المرضع (الحديث 2314) . وخرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی الإفطار للحامل و المرضع (الحديث 1667) مطبوعاً، و فی الاطعمة، باب عرض الطعام (الحديث 3299) مختصراً، دون موضع الشاهد . تحفة الاشراف (1732) .

عمر شمس الدین رملی شافعی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان کا خوف یا اپنی اور بچہ دونوں کی جان کا خوف ہو تو روزانہ رکھیں صرف قضا کریں اور اگر صرف بچہ کی جان کا خوف ہو تو روزہ کی قضا بھی کریں اور فدیہ بھی دیں۔
(نہایہ المکنان ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دارکتب اسلامیہ)

علامہ المرتضیٰ الحلی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو یا اپنے بچہ کا خوف ہو تو روزانہ رکھیں اور قضا کریں تاکہ ان پر حج نہ ہو ان پر فدیہ لازم نہیں ہے کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہیں، اہم شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر بچہ کا خوف ہو تو فدیہ دیں وہ اس کو شیخ فانی پر قیاس کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ شیخ فانی میں فدیہ کا وجوب حد فقیہوں سے اور یہاں روزہ رکھنا بچہ کے جب سے ہے اور بچہ شیخ فانی کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ شیخ فانی روزہ کے وجوب کے بعد عجز ہوا اور بچہ پر اصلاً روزہ کا وجوب نہیں ہے اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ (ہدایہ المکنان ص ۲۲۲ مکتبہ شرکت ملیہ لبنان)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہیں مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں فرماتا۔
(ہقرہ ۸۵)

اسلام دین میر ہے۔

سلام نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے امت حرج اور دشواری میں مبتلا ہو جائے۔ قرآن مجید میں ہے

(آیت) مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ (المائدہ ۲)

ترجمہ اللہ تعالیٰ یہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر عجز کی جائے۔

(آیت) وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ (الحج ۷۸)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی عجز نہیں کیا۔

(آیت) يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا . . (البقرہ ۲۸۶)

ترجمہ اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

(آیت) ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ . (البقرہ ۱۷۸)

ترجمہ: (تخفیف کے ساتھ دیت کی گنجائش رکھنا) یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔

تخفیف کے ساتھ دیت کی گنجائش پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کی سہولت بیمار اور مسافر کے لیے روزہ قضا کرنے کی رخصت ہوڑے اور مائگی مریض کے لیے روزے کے فدیہ کی اجازت جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اس کے لیے بیٹھ کر یا سٹ کر نماز پڑھنے کی وسعت اگر سواری سے اتر نہ سکے تو سواری پر نماز پڑھنے کی اجازت جو شخص خود حج نہ کرے اس کے لیے حج بدل کی وسعت سفر میں نماز کو قصر کرنا اور بہت سے احکام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ میں مشقت کی صورت پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے وصال کے روزوں میں صیام دہر عمر بھر شادی نہ کرنے اور ساری رات قیام کرنے سے منع کیا ہے اسی طرح مشکل عبادات کی نذر ماننے پر بار انگلی کا اظہار فرمایا ہے تمام مال کو صدقہ کرنے سے منع کیا ہے اور

اضطرار کی حالت میں حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان احکام اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین آسان ہے جو شخص بھی دین پر غالب آنے کی کوشش کرے گا (بایں طور کہ آسان طریقہ کو چھوڑ کر مشکل طریقہ کو اختیار کرے) دین اس پر غالب آجائے گا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو اور ان کو مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا اور فرمایا: آسانی کرنا مشکل میں نہ ڈالنا خوشخبری دینا تنفر نہ کرنا اور آپس میں موافقت کرنا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۳ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو یہ فرماتے: خوشخبری دینا تنفر نہ کرنا آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس پر عمل کرتے جو زیادہ آسان ہوتا بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے بچنے والے ہوتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۳ ج ۲ ص ۱۰۰۳ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ جو باطل ادیان سے الگ ہو اور آسان اور سہل ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام احمد روایت کرتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی عمل وہ جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۸ ج ۵ ص ۲۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

بعض مفتی فتویٰ دیتے وقت ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کو مشکل اور ناقابل عمل احکام بیان کرتے ہیں مثلاً اگر کسی عورت کا خاوند گم ہو جائے تو کہتے ہیں وہ نوے سال تک انتظار کرے پھر متہ ثانی کرے جس عورت کو اس کا خاوند کھانے پینے کا خرچ دے نہ آباد

کرے اور نہ اس کو طلاق دے تو کہتے ہیں کہ خاوند کی طلاق کے بغیر اس کی نجات نہیں ہو سکتی عدالت نے جس کا نکاح منع کر دیا ہو اس کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے انگریزی دواؤں اور انتقال کو حرام کہتے ہیں ریڈیو اور ٹی وی پر رویت ہلال کے اعدان و ناجائز کہتے ہیں پرفیوم کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز کو ناجائز کہتے ہیں تعلیم نسواں کو حرام کہتے ہیں نماز میں سجدہ کے دوران اگر پیروں کی تین انگلیاں اٹھ جائیں کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی بعض علماء سجدہ میں انگلیوں کے پیرن لگانے کو فرض کہتے ہیں گھڑی کے چہن کو ناجائز کہتے ہیں جس مسئلہ میں فقہاء کے متعدد اقوال ہوں تو اس قول پر فتویٰ دیتے ہیں جس پر عمل کرنا سب سے مشکل اور سخت ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان اور سہل احکام بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

2274 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُشَيْرٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنَا ثُمَّ الْفَيْنَاءُ فِي إِبِلٍ لَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو قِلَابَةَ حَدَّثَهُ فَقَالَ الشَّيْخُ حَدَّثَنِي عَمِّي أَنَّهُ ذَهَبَ فِي إِبِلٍ لَهُ فَانْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِأَكْلٍ أَوْ قَالَ يَطْعُمُ فَقَالَ أَذُنُ فُكُلٍ أَوْ قَالَ أَذُنُ فَاطْعُمُ . فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمَسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَعَنِ الْعَامِلِ وَالْمُرْضِعِ . ☆ ☆ ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں تشریف لے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ نے اپنے چچا کے حوالے سے میری حدیث سنائی پھر ہم نے ان بزرگ کو ان کے اونٹوں کے درمیان پایا تو ابو قلابہ نے ان سے کہا کہ آپ اسے بھی وہ حدیث سن دیں تو اس بزرگ نے بتایا: میرے چچا نے مجھے یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں چلے گئے اور نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گئے نبی اکرم ﷺ اس وقت کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ اور تم بھی کھا لو (یہاں چند الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نصف نماز اور روزے جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کے حکم کو) اٹھالیا ہے۔

2275 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُورِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ هَذَا الْحَدِيثُ ثُمَّ قَالَ مَلَّ لَكَ فِي صَاحِبِ الْحَدِيثِ فَذَلَّنِي عَلَيْهِ فَلَقِيْتُهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي قُرَيْبٌ لِي يَقُولُ لَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبِلٍ كَانَتْ لِي أُخِذْتُ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ بِأَكْلٍ فَذَعَنِي إِلَى طَعَامِهِ فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ أَذُنُ أُخِيرَكَ عَنْ ذَلِكَ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمَسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ .

☆ ☆ ایوب بیان کرتے ہیں ابو قلابہ نے مجھے یہ حدیث سنائی پھر انہوں نے دریافت کیا: تم اس حدیث کو سنانے والے صاحب سے منا چاہو گے پھر انہوں نے ان صاحب کی طرف میری رہنمائی کی میں ان سے ملا تو انہوں نے بتایا: میرے ایک قریبی عزیز تھے جن کا نام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا جنہیں کسی

نے پکڑ لیا تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ کھانا کھا رہے تھے آپ نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا تم آگے آ جاؤ میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے کو اور نصف نماز (کے حکم کو) اٹھالیا ہے۔

2276 - أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ يَتَغَدَّى قَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ . فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنِ الصَّوْمِ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَرَخَّصَ لِلْمَجْلِيِّ وَالْمَرْضِعِ . ☆ ☆

☆ ☆ ابو قلابہ ایک صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی کام کے سلیے میں حاضر ہوا، آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا: آگے آؤ میں تمہیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے کے حکم کو اٹھالیا ہے اس نے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی (روزہ نہ رکھنے کی) اجازت دی ہے۔

2277 - أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشَّيْخِيرِ عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2278 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ هَانِيٍّ بْنِ الشَّيْخِيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْخَرِيشٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا صَائِمٌ وَهُوَ يَأْكُلُ قَالَ هَلُمَّ . قُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ تَعَالَيَ اللَّهُ تَعْلَمَ مَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ . قُلْتُ وَمَا وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆ ☆ ہانی بن شخیر اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

میں مسافر تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ اس وقت کچھ کھا رہے تھے آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا: آ جاؤ! کیا تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے حکم کو اٹھالیا، میں نے دریافت کیا: کس حکم کو اس نے مسافر سے اٹھالیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے کو اور نصف نماز کو۔

2279 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ

2276-تقدم (الحديث 2273) .

2277-تقدم (الحديث 2273) .

2278-البردة السانی، وسیاتی (الحديث 2279 و 2280) . تحفة الاشراف (5353) .

2279-تقدم (الحديث 2278) .

عَنْ هَانِسٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْخَرِيشٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَاتَّيَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ هَلُمَّ فَاطْعَمَ . فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الصِّيَامِ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ .

☆ ☆ ہانی بن عبد اللہ اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی سے یہ بات نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا ہم سفر کرتے رہے پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے آپ نے فرمایا آؤ اور کھانا کھاؤ میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں روزے کے بارے میں بات بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کے حکم کو) اٹھالیا ہے۔

2280 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّالَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ هَانِسٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَاتَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ هَلُمَّ . قُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ أَتَذَرِي مَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ . قُلْتُ وَمَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ .

☆ ☆ ہانی بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں سفر کر رہا تھا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت کچھ کھا رہے تھے میں نے روزہ رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اٹھالی ہے؟ میں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اٹھالی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور نصف نماز۔

2281 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُوسَى - هُوَ ابْنُ أَبِي عَاصِمَةَ - عَنْ غِيلَانَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقُلْتُ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقَالَ لِرَجُلٍ أَذُنُ فَاطْعَمَ . قَالَ إِنِّي صَائِمٌ .

☆ ☆ موسیٰ بن ابوعاصمہ غیلان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں ابوقلابہ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا انہوں نے کھانا آگے کیا تو میں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر کر رہے تھے آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا آپ نے ایک شخص سے کہا: آگے آ جاؤ اور کھانا کھاؤ تو اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے سفر کے دوران نصف نماز اور روزے کو اٹھالیا ہے تم آگے آؤ اور کھانا کھاؤ تو میں آگے ہو گیا اور میں نے کھانا کھالیا۔

باب فَضْلِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصِّيَامِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے پر روزہ نہ رکھنے کی فضیلت

2282 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقِ بْنِ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الْمَصَائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُونَ فَتَزَلَّيْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَاتَّخَذْنَا ظِلَالًا فَسَقَطَ الصَّوَامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَسَقَرُوا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا تو ایک گرمی کے دن ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا ہم لوگ سائے میں آ گئے روزہ دار لوگ لیٹ گئے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا وہ اٹھے اور انہوں نے سواریوں کو پانی پلایا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج وہ لوگ اجر حاصل کر گئے ہیں جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

باب ذِكْرِ قَوْلِهِ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ

(ایک صحابی کے) اس قول کا تذکرہ کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے والا انہی طرح ہے جس طرح حضر کی

حالت میں روزہ نہ رکھنے والا ہے

2283 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ يُقَالُ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اس طرح ہے جس طرح حضر کے دوران روزہ نہ رکھنے والا ہے۔

2284 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَيَّاطِ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سفر کے دوران روزہ رکھنے والا شخص اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص حضر میں روزہ نہ رکھے۔

2282 - حرجہ البخاری فی الجہاد، باب فصل الحدة فی العزو (الحديث 2890) بنحوہ . و اخرجہ مسلم فی الصیام، باب اجر المفطر فی

السفر اذا تولى العمل (الحديث 100 و 101) - تحفة الاشراف (1607) .

2283 - اخرجہ النسائی (الحديث 2284) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی الافطار فی السفر (الحديث 1666) موقوعاً . تحفة

الاشراف (9730) .

2284 - تقدم (الحديث 2283) .

2285 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الرَّفْعِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ .
 ☆ ☆ حمید بن عبد الرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سفر میں روزہ رکھنے والا اس طرح ہے جس طرح حضر میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے۔

باب الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ خَيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں ذکر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2286 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمِ بْنِ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى آتَى قُدَيْدًا ثُمَّ أَتَى بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ وَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان گیا کے مہینے میں روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا تو آپ نے اسے پی لیا اور دودھ کا پیالہ توڑ دیا آپ نے اور آپ کے اصحاب سب نے روزہ ختم کر دیا۔

2287 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عُثْرٌ عَنِ الْقَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى آتَى قُدَيْدًا ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى آتَى مَكَّةَ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں روزہ رکھا جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا یہاں تک کہ آپ مکہ تشریف لے آئے (یعنی مکہ پہنچنے تک آپ نے راستے میں کسی بھی دن روزہ نہیں رکھا)۔

2288 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمِ بْنِ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِي السَّفَرِ حَتَّى آتَى قُدَيْدًا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ فَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ .

2285- ابوردیہ النسائی . تحفة الاشراف (9719 الف) .

2286- ابوردیہ النسائی . وسیاتی (الحديث 2288) . تحفة الاشراف (6479) .

2287- ابوردیہ النسائی . تحفة الاشراف (6388) .

2288- تقدم (الحديث 2286) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سفر (کے آغاز میں) روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے دودھ کا پیالہ منگوا یا اور اسے پی کر روزہ ختم کر دیا آپ نے اور آپ کے اصحاب نے (روزہ ختم کر دیا)۔

باب ذکر الاختلاف علی منصور

یہ باب ہے کہ اس روایت میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2289 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى أَتَى عُسْفَانَ فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ - قَالَ شُعْبَةُ - فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مکہ کے لیے روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے پیالہ منگوا یا اور اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا۔ شعبہ کہتے ہیں: یہ رمضان کے مہینے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے (وہ سفر کے دوران) روزہ رکھے اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

2290 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں سفر کر رہے تھے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوا یا اور دن کے وقت ہی اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا لوگوں نے آپ کو دیکھا پھر انہوں نے بھی روزہ ختم کر دیا۔

2291 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ الصَّوْمُ

2289 - أخرجه النسائي (الحديث 2291 و 2292) . وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء الصوم في السفر (الحديث 1661) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (6425) .

2290 - أخرجه البخاري في الصوم، باب من الطر في السفر ليراء الناس (الحديث 1948) مطولاً، وفي المغازي، باب غروة الفتح في رمضان (الحديث 4279) . وأخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية إذا كان سفره مرحلتين فأكثر وإن الأفضل لمن أطافه بلا ضرر أن يصوم و لمن يشق عليه أن يفطر (الحديث 88م) . وأخرجه ابو داؤد في الصوم، الرخصة في الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر (الحديث 2313) . تحفة الاشراف (5749) .

2291 - تقدم (الحديث 2289) .

فِي السَّفَرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ وَيُفْطِرُ .

☆☆ عوام بن حوشب بیان کرتے ہیں میں نے مجاہد سے کہا: سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ و

انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے (بعض اوقات سفر کے دوران) روزہ رکھا بھی ہے اور (بعض اوقات) نہیں بھی رکھا۔

2292 - أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ

أَخْبَرَنِي مُجَاهِدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَأَفْطَرَ فِي السَّفَرِ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے میں سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں

بھی رکھا ہے۔

باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حمزہ بن عمرو کی نقل کردہ حدیث میں سلیمان بن یسار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2293 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ

- ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا إِنْ - شِئْتَ صُمْتَ وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو واسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ

دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہاں راوی نے ایک لفظ ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ بنتا ہے) اگر تم چاہو تو روزہ

رکھ لو اگر تم چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2294 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ مِثْلَهُ مُرْسَلٌ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے اور یہ روایت مرسل حدیث

کے طور پر منقول ہے۔

2295 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي آسِ

2292-تقدم (الحديث 2289) .

2293-أخرجه مسلم في الصيام، باب التحجير في الصوم والافطر في السفر (الحديث 107) بحره . وأخرجه أبو داود في الصيام باب الصوم

في السفر (الحديث 2403) . وأخرجه النسائي (الحديث 2294 و 2295 و 2296 و 2297 و 2298 و 2299 و 2300 و 2301 و 2302 و 2303 و 2304) .

الاختلاف على عمرو في حديث حمزة فيه (الحديث 2302) . وذكر الاختلاف على هشام بن عمرو فيه (الحديث 2303 و 2304) . وسرد

الصيام (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (3440) .

2294-تقدم (الحديث 2293) .

2295-تقدم (الحديث 2293) .

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفِطَرَ فَافْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2296 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ

أَبِي أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفِطَرَ فَافْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2297 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَذَكَرَ

آخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةَ عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے اندر یہ قوت ہے میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اگر چاہو تو نہ رکھو۔

2298 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَ أَنبَأَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ

أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفِطَرَ فَافْطِرْ .

بہشتی ☆☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2299 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَانِي جَمِيعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو قَالَ كُنْتُ أَسْرُدُ الصِّيَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصِّيَامَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

2296-تقدم (الحديث 2293) .

2297-تقدم (الحديث 2293) .

2298-تقدم (الحديث 2293) .

2299-تقدم (الحديث 2293) .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں میں مسلسل روزے رکھا کرتا تھا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں سفر کے دوران مسلسل روزے رکھتا ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2300 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي النَّسِّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصِّيَامَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہوں تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2301 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرَانُ بْنُ أَبِي النَّسِّ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مُرَاوِحَ حَدَّثَهُ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَجُلًا يَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا وہ ایک ایسے شخص تھے جو سفر کے دوران روزہ رکھا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت حمزہ کی حدیث میں عروہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2302 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَتَانَا عَمْرُو وَذَكَرَ الْخَرَّ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي مُرَاوِحَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِدُ فِي قُوَّةٍ عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: مجھے اپنے اندر یہ قوت محسوس ہوتی ہے میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی رخصت ہے جو اس کو حاصل کر لیتا ہے تو یہ اچھا ہے اور جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے کوئی

باب ذکر الاختلاف علی هشام بن عروۃ فیہ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں هشام بن عروہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2303 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: میں سفر کے دوران رکھ سکتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2304 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اللَّاتِيُّ بِالْكُوفَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَقْصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جو روزے رکھتا ہے تو کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر تم چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2305 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ . فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں؟ (راوی کہتے ہیں:) وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2306 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

2303-تقدم (الحديث 2293) .

2304-تقدم (الحديث 2293) .

2305-أخرج البحري في الصوم، باب الصوم في السفر والافطار (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17162) .

2306-أوردته نسائي . تحفة الاشراف (17238) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2307 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَهُ بْنَ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَكَانَ رَجُلًا يُسْرِدُ الصَّيَامَ . فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا وہ ایک ایسے فرد تھے جو مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذکر الاختلاف على أبي نضرة المُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قُطَيْعَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں ابو نضرہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2308 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نَسَافِرُ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ لَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعْيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ رمضان میں سفر کر رہے تھے ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا تو روزہ رکھنے والا روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہیں کر رہا تھا اور روزہ نہ رکھنے والا شخص روزہ رکھنے والے شخص پر اعتراض نہیں کر رہا تھا۔

2309 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ - عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نَسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ وَلَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعْيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہم میں سے بعض

2307- أخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرحمة في السفر (الحديث 711). تحفة الاشراف (17071).

2308- أخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فأكثر و ان الافضل لمن اطافه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 96) مطولاً . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرحمة في السفر (الحديث 713) مطولاً . تحفة الاشراف (4325).

2309- أخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فأكثر و ان الافضل لمن اطافه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 95). وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرحمة في السفر (الحديث 712) مطولاً . تحفة الاشراف (4344).

افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا روزہ رکھنے والا روزہ نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

2310 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَلِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ بَعْضُنَا وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

2311 - أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُومَ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ وَلَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے یہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کچھ افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ افراد نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا رکھنے والا نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا

مسافر کے لیے اس بات کی اجازت ہے وہ کچھ روزے رکھ لے اور کچھ روزے نہ رکھے۔

2312 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِي رَمَضَانَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيدِ أَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں روانہ ہوئے جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا۔

2310- أخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية إذا كان سفره مرحلياً لا كثيراً .
الفضل لمن أطافه بلا ضرر أن يصوم و لمن يشق عليه أن يفطر (الحديث 97) . وأخرجه الترمذي (الحديث 2311) . نفعه . (3102) .

2311- تقدم (الحديث 2310) .

2312- أخرجه البخاري في الصوم، باب إذا صام أياماً من رمضان ثم سافر (الحديث 1944)، و في الجهاد، باب الخروج في رمضان . (الحديث 2953)، و في المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان (الحديث 4275 و 4276) مطولاً . وأخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم، و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية إذا كان سفره مرحلياً لا كثيراً و أن الفضل لمن أطافه بلا ضرر أن يصوم و لمن يشق عليه أن يفطر (الحديث 88) . نفعه الإشراف (5843) .

باب الرخصة في الإفطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر

یہ باب ہے کہ اس شخص کے لیے روزہ ختم کرنے کی اجازت جو رمضان کے مہینے میں اقامت کے

دوران روزہ رکھ لیتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے

2313 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا يَأَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِبَرَاءَةِ النَّاسِ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سفر پر روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوا لیا آپ نے دن کے وقت اسے پی لیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں اس کے بعد مکہ پہنچنے تک آپ نے روزہ نہیں رکھا پھر آپ نے رمضان کے مہینے میں مکہ کو فتح کیا۔

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا اس لیے جو شخص چاہے وہ (سفر کے دوران) روزہ رکھ لے اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

باب وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ

یہ باب ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کا حکم اٹھ جانا

2314 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ وَهَبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ . فَقَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ لِلْمَسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ .

☆ ☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان بکلا قبیلے کا ایک فرد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت کھانا کھا رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: تم آؤ اور کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اٹھالیا ہے اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کو اٹھالیا ہے)۔

باب تاویل قول اللہ عز وجل (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ”اور وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں“

ان پر فدیہ ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے“

2315 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى

سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ) كَانَتْ مِنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يَفْطِرَ وَيَقْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَتَسَخَّرَتْهَا .

☆ ☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں ان پر فدیہ لازم ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے“۔

حضرت سلمہ بیان کرتے ہیں ہم میں سے پہلے جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا تھا وہ فدیہ دے دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہو گئی اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔

روزے کے بعض فقہی مسائل کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھاپی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھول کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصد جماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہو گئی تو اسے فوراً عیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً عیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور عیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے عیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے عیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھاپی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد

2315- اخرجہ البحاری فی التفسیر، باب (لمن شهد منکم الشهر فليصمه) (الحديث 4507) . و اخرجہ مسلم فی الصيام، باب بیان مسح قوله تعالى: (و على الذين يطيقونه فدية) بقوله: (لمن شهد منكم الشهر فليصمه) (الحديث 149 و 150) . و اخرجہ ابو داؤد فی الصوم، باب نسخ قوله تعالى (و على الذين يطيقونه) (الحديث 2315) . و اخرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء (و على الذين يطيقونه) (الحديث 798) . و اخرجہ النسائي فی التفسیر: قوله تعالى (و على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين) (الحديث 37) . تحفة الاشراف (4534) .

دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلادے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھاپی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (حلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے قضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ حلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہر صورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جیسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا مزہ صق میں محسوس ہو یا اس کا رنگ رینٹ اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی سے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈال جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، سی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر

انگی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔

سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے محض افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پئے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقع پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، لہذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کھلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصداً کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں غبر کا ہو یا اگر بتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا لہذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجود اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے ا لوگ غافل ہیں۔

اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہئے یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ اس مسئلہ کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبو سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں اسی طرح حقہ کے دھوئیں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول و عطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیتے ہوئے آٹا یا مکھی جائے یا دوائیں کونٹے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیرہ داخل کرے تو اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پہ کان کا میل ظاہر ہو اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نکل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے لٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نکل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب لٹکتا نہ ہو بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نکل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا۔

امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نکل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ بے اختیار سے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ قے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی قے بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصد انکل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص قصد اترے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔ جو قے عدا کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصد انکل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہو تو دن میں اسے نکل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہو کر اور تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نکل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہو گا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کئے ہوئے ہو۔

اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا، روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض و نفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے گا اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ لہذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مضمرات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔

اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔ جماع کرنا، اغلام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عادت کھائی جاتی ہو۔ لہذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نکل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا اسی طرح جہ بی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نکل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نکلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو ردایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزار یہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہوا بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادت کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغیہ تقطر الصیام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا۔

لیکن ماہ امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔ حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصد کھانا کھالیا تو اس پر کفارہ

لازم آنے کا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہو جانا قطعاً خلاف قیاس ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے افطر الحاجم والمحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا دھنسی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹا نہیں۔ حدیث الغیبہ تفتقر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصداً کچھ کھالی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی فقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اگرچہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہو گا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہو گی تو کفارہ لازم نہیں ہو گا الغیبہ تفتقر الصیام و افطر الحاجم والمحجوم دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیب سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ پچھنے سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت قاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا فصد کھلوائی یا کسی جانور سے بد فعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دہر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہا ہے گا۔

اس نے قصداً کچھ کھالی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہو گا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہو گا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہو گا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس عورت پر کفارہ واجب ہو گا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہو گا اس مرد پر نہیں۔

کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہو گا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

2316 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَنبَأَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) يُطِيقُونَهُ يَكْلِفُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ (لَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا) طَعَامُ مِسْكِينٍ آخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوحَةٍ (فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ) لَا يَرْتَخِصُ فِي هَذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوْ مَرِيضٍ لَا يُشْفَى .

☆ عطاء اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ

ہے):

”اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں گے جو مسکین کو کھانا کھلاتا ہے۔“

یہاں اس کی طاقت رکھنے سے مراد یہ ہے جو لوگ روزہ رکھنے کے مکلف ہیں ان پر فدیہ دینا لازم ہوگا جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہوگا تو جو شخص مزید نیکی حاصل کرنا چاہے وہ دوسرے مسکین کو بھی کھانا کھلا دے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں): یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور ایسا کرنا اس شخص کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

(قرآن کے یہ الفاظ:)

”اگر تم روزہ رکھ لو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔“

اس میں رخصت صرف اس شخص کو دی گئی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا ہے یا ایسا بیمار جو شفاء یاب ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

میت کی طرف سے روزے رکھنے میں مذاہب ائمہ

جو شخص فوت ہو گیا اور اس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو امام مالک امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی شخص اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

(آیت) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى۔ (الانعام: ۱۶۴) ترجمہ: کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں تو صحیح مذہب یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ ایک جماعت میت کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہے نیز صحیح مذہب یہ ہے کہ ولی کا غیر بھی میت کی طرف سے اس کی اجازت سے اور اس کی اجازت کے بغیر روزے رکھ سکتا ہے اگر ولی روزے نہ رکھے تو میت کے مال سے ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (الانصاف ج ۳ ص ۳۳۷-۳۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

علامہ سرحسی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفہ روایت ہے کہ کوئی شخص کسی کی

طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ (موطا امام مالک ص ۳۳۵ مطبوعہ لاہور)

2316- اخرجہ البحاری فی التفسیر، باب (ایماناً معلودات لمن کان متکماً مریضاً او علی سفر فعدة من ایام اخر و علی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین، فمن تطوع خیراً فهو خیر له و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون) (الحديث 4505) بمعناه و اخرجہ السانی فی التفسیر قوله تعالیٰ (و علی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین) (الحديث 38 و 39) . تحفة الاشراف (5945) .

دوسری دلیل یہ ہے کہ زندگی میں عبادات کی ادائیگی میں کوئی شخص کسی کا نائب نہیں ہو سکتا لہذا موت کے بعد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عبادت کا مکلف کرنے سے یہ مقصود ہے کہ مکلف کے بدن پر اس عبادت کی مشقت ہو اور نائب کے ادا کرنے سے مکلف کے بدن پر کوئی مشقت نہیں ہوئی البتہ اس کی طرف سے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا کیونکہ اب اس مکلف کا خود روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے تو فدیہ اس کے روزہ کا قائم مقام ہو جائے گا جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں ہے اور اس نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے کھانا کھلانا لازم ہے اور امام شافعی کے نزدیک وہ وصیت کرے یا نہ کرے اس کی طرف سے کھانا کھلانا لازم ہے فدیہ کی مقدار ہمارے نزدیک دو کلو گندم ہے اور امام شافعی کے نزدیک ایک کلو گندم ہے۔

(المہذب ج ۳ ص ۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

مریض کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی لکھتے لکھتے ہیں: جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر ان روزوں کی قضا کرنا واجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ (آیت) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ (البقرہ: ۱۸۳) اور اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے اور ضرورت متحقق ہے لہذا روزہ توڑنا جائز ہے۔ (المہذب مع شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸-۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو جس کا زائل ہونا متوقع ہو اس پر اس وقت روزہ رکھنا لازم نہیں ہے اور اس پر قضا لازم ہے یہ اس وقت جب اس کو روزہ رکھنے سے مشقت ہو اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا مرض اس حالت کو پہنچ جائے کہ اس کے لیے روزہ رکھنا ممکن ہی نہ ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ افطار کے مباح ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کو مشقت ہو اگر اس کو پورے وقت بخار رہتا ہو تو وہ رات کو روزے کی نیت نہ کرے اور اگر کسی وقت بخار ہو اور کسی وقت نہ ہو اگر روزہ کے شروع کے وقت میں بخار ہو تو روزہ کی نیت نہ کرے اور اگر بخار نہ ہو تو روزہ کی نیت کرے پھر اگر بعد میں بخار ہو جائے اور روزہ توڑنے کی ضرورت ہو تو روزہ توڑ دے۔ اسی طرح اگر تندرست آدمی صبح روزہ رکھے اور بعد میں بیمار ہو جائے تو اس کے لیے بغیر کسی اختلاف کے روزہ توڑنا جائز ہے۔

(شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مریض کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس کی دلیل سورۃ بقرہ کی یہ آیت (۱۸۳) ہے۔ جس مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے یہ وہ مرض ہے جو روزہ رکھنے سے زیادہ یا روزہ رکھنے کی وجہ سے دیر میں صحیح ہو امام احمد سے کہا گیا کہ مریض کب روزہ نہ رکھے کہا: جب روزہ کی طاقت نہ رکھے پوچھا گیا: مثلاً بخار تو کہا: بخار سے بڑھ کر اور کون سا مرض ہوگا؟ (المختار ج ۳ ص ۳۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو شخص تندرست ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو بیمار پڑنے کا خدشہ ہو وہ اس مریض کی طرح ہے جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو۔ (المختار ج ۳ ص ۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: مریض کی دو حالتیں ہیں: ایک حالت یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی مطلقاً طاقت نہ ہو اس حالت میں اس پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے دوسری حالت یہ ہے کہ وہ تکلیف اور مشقت برداشت کر کے روزہ رکھ سکتا ہو اس حالت میں اس کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے اور اس صورت میں صرف جاہل ہی روزہ رکھے گا۔ (الی قولہ) جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ جب روزہ رکھنے سے کسی شخص کو درد ہو یا تکلیف پہنچے یا روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کا طول پکڑنے یا زیادہ ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ امام مالک کے مذہب کے ماہرین کا یہی مذہب ہے۔

(الجامع للاحكام القرآن ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ انتشارات مصر خرد ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا: جب یہ خوف ہو کہ اس کی آنکھ میں درد زیادہ ہوگا یا بخار زیادہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۷۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی کرنے والے مسافر حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن تجربہ علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔

(رد المحتار علی حاشی رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۷-۱۱۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں جس پچیس گلاس پانی پینے ہوتے ہیں یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیمار زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔

مسافر کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ عرض کیا: یہ روزہ دار ہے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ نور محمد مطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سفر کرتے روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے کی مذمت کرتا تھا نہ روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار کی مذمت کرتا تھا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد مطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ گئے جب آپ عسفان پر پہنچے تو آپ نے پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھایا تا کہ اس کو لوگ دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ کھول لیا (اس کے بعد آپ

نے روزے نہیں رکھے) حتیٰ کے مکہ پہنچ گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ رکھنا اور روزہ نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو

روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (روح الطالین ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو یہ مکروہ ہے لیکن روزہ

ہو جائے گا۔ (المغنی ج ۳ ص ۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علماء قرطبی مالکی لکھتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے کہ کس سفر پر روزہ نہ رکھنے اور نماز قصر کرنے کی رخصت ہے۔ حج جہاد یا دیگر

عبادات کے لیے سفر ہو تو اس میں اس رخصت پر اجماع ہے۔ رشتہ داروں سے ملاقات اور طلب معاش کے لیے سفر بھی اس کے

ساتھ لاحق ہے تجارت اور مباح سفر (مثلاً سیاحت) میں اختلاف ہے لیکن ان میں بھی رخصت کا ہونا زیادہ رائج ہے اور جو

سفر معصیت ہو (مثلاً چوری یا ڈاکے کے لیے سفر کرے) اس میں اختلاف ہے اور اس میں رخصت کا ممنوع ہونا رائج ہے اور سفر کی

مسافت کی مقدار امام مالک کے نزدیک وہی ہے جتنی مسافت میں قصر جائز ہوتی ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شافعی لکھتے ہیں: سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جو تین دن تین راتوں کی مسافت پر

مشتمل ہو خواہ یہ سفر معصیت ہو۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جن لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہو (ان پر ایک روزہ کا) فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۳)

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں احادیث اور آثار

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے آیا اس کا معنی ہے: جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا

کھانا فدیہ میں دیں اور پھر یہ آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہوگئی۔

(آیت) لمن شہد منکم الشهر فلیصمه۔ (البقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: تم میں جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو وہ ضرور اس ماہ میں روزہ رکھے۔

یا اس آیت میں یطیقونہ بطور قنونہ کے معنی میں ہے: یعنی جن لوگوں پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو وہ روزہ کے بدلہ میں

ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔

اول الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

(آیت) وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ (البقرہ: ۱۸۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا: اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) شهر رمضان

الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس وبنیت من الہدی والفرقان لمن شہد منکم الشهر فلیصمه (البقرہ: ۱۸۵)

ابن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ رمضان نازل ہوا اور صیہ

پر روزہ رکھنا دشوار ہوا تو بعض صحابہ جو روزہ کی طاقت رکھتے تھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے اور روزہ ترک کر دیتے انہیں اس کی رخصت دی گئی تھی پھر اس رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) وان تصوموا خیر لکم۔ (البقرہ: ۱۸۳) روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (آیت) فدیۃ طعام مسکین۔ (البقرہ: ۱۸۳) کو پڑھا اور فرمایا: یہ منسوخ ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۱ مطبوعہ نور محمد مع المطابع کراچی ۱۴۲۱ھ)

اور ثانی الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بوڑھے شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہاں ایک مد (ایک کلو) طعام کھلا دے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ نثرانیہ لبنان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے روایت کیا: عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے (آیت) وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسکین۔ (البقرہ: ۱۸۳) کی تفسیر میں فرمایا: ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور (آیت) فمن تطوع خیرا (البقرہ: ۱۸۳) کی تفسیر میں فرمایا: اگر ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو زیادہ بہتر ہے اور فرمایا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے البتہ اس میں بوڑھے شخص کو رخصت دی گئی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کو طعام کھلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث کی سند ثابت اور صحیح ہے۔

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے اس حدیث کو عطاء سے روایت کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) يطيقونه کا معنی ہے: یکلفونه یعنی جو سخت دشواری سے روزہ رکھیں وہ اس کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا یا اس مریض کے لیے ہے جس کو بیماری سے شفا کی توقع نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دارقطنی نے ایک اور سند کے ساتھ مجاہد اور عطاء سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کی ہے اور کہا: اس کی سند صحیح ہے۔

امام دارقطنی نے ایک اور سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بوڑھے شخص کو یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلائے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دارقطنی نے چودہ صحیح سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۰۷-۲۰۵ مطبوعہ نثرانیہ لبنان)

نیز امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے ایک حاملہ عورت نے سوال کیا تو انہوں نے کہا: تم روزہ نہ رکھو اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ اور قضاء نہ کرو۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی بیٹی ایک قرشی کے نکاح میں تھیں وہ حاملہ تھیں ان کو رمضان میں پیاس لگی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

ایوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ایک کمزوری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو انہوں نے ایک تھال میں شرید (گوشت کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں) بنایا اور تین مسکینوں کو سیر کر کے کھلایا۔

قنادہ بیان کرتے ہیں کہ موت سے پہلے حضرت انس کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہ رکھے اور گھردالوں سے کہا: ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو انہوں نے تین مسکینوں کو کھلایا۔

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں ہر شخص روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلاتا ہے تم میری طرف سے دو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بڑھاپا آ جائے اور وہ روزہ نہ رکھ سکے اس پر لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک کلو گندم دے۔ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۰۸-۲۰۷ مطبوعہ نثر اللہ لبنان)

ان تمام آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور جو کسی دائمی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ فدیہ دے اور اس کے بعد جو (آیت) وان تصوموا خیر لکم ہے اس کا معنی ہے: مسافر اور مریض کا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ آیت فدیہ کی ناسخ نہیں ہے۔ امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت انس بن مالک بوڑھے ہو گئے حتیٰ کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ رہے تو وہ فدیہ دیتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۵۰ مطبوعہ مطبع جہاٹی پاکستان لاہور)

امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا گیا کہ حاملہ عورت کو جب اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو اور اس پر روزہ دشوار ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو ایک کلو گندم کھلائے۔

(موطا امام مالک ص ۲۵۱ مطبوعہ مطبع جہاٹی پاکستان لاہور)

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں پر روزہ سخت دشوار ہو وہ ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس مریض کے لیے جس کو شفا کی امید نہ ہو۔ (سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۱۳-۱۱۲ مطبوعہ نثر اللہ لبنان)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہیں رکھے اور فدیہ دیا۔ (المجموع الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حافظ البیہقی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الرواۃ ج ۳ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں انسان ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے تم میری طرف سے ایک مسکین کو ہر روز ایک صاع (چار کلو) طعام دو۔

(المجموع الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حامل عورت کے متعلق فدیہ دینے کی روایت ذکر کی ہے۔

(سنن کبریٰ ج ۳ ص ۲۳۰ مطبوعہ نثرانیہ لبنان)

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: جو بہت مشکل سے روزہ رکھیں ان کے لیے روزہ کی جگہ فدیہ دینا جائز ہے اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دیں اور حضرت انس جب کمزور ہو گئے تو انہوں نے فدیہ دیا۔ (شرح السنہ ج ۳ ص ۲۰۵-۲۰۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ)

امام دارقطنی امام مالک امام نسائی امام طبرانی امام بیہقی اور امام بغوی نے متعدد اسانید صحیحہ کے ساتھ یہ آثار نقل کیے ہیں کہ بوڑھا شخص اور دائمی مریض جن پر روزہ رکھنا دشوار ہے وہ روزہ کے بدلہ میں فدیہ دیں۔

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں مفسرین کی آراء:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے (آیت) الذین یطیقونہ کے معنی اور اس کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق متعدد آثار اور اقوال نقل کیے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے:

عکرمہ نے (آیت) الذین یطیقونہ کی تفسیر میں کہا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد بوڑھا شخص ہے۔

سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) الذین یطیقونہ اس کا معنی ہے: جو مشقت اور تکلیف سے روزہ رکھیں۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) الذین یطیقونہ کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس بیمار کے لیے ہے جس کو شفا کی امید نہ ہو مجاہد نے بھی اس اسی طرح روایت کیا ہے۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۸۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

علامہ ابوالحیاء اندلسی لکھتے ہیں: جو صحابہ اور فقہاء تابعین یہ کہتے ہیں کہ (آیت) الذین یطیقونہ سے مراد بوڑھے اور عاجز لوگ ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کو شامل ہے یا نہیں۔ (البحر المحیط ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مختار ہے اور نسخ کا قول بھی صحیح ہے البتہ یہ احتمال ہے کہ نسخ بمعنی تخصیص ہو (الی قولہ) اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزے کی طاقت نہیں رکھتے یا جو بہت مشقت سے طاقت رکھتے ہو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ کے وجوب میں اختلاف ہے ربیعہ اور امام مالک کے نزدیک ان پر فدیہ واجب نہیں۔ (الجامع للاحكام القرآن ج ۲ ص ۲۸۸-۲۸۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالحسن ماوردی شافعی لکھتے ہیں: (آیت) الذین یطیقونہ اس آیت کی تاویل یہ ہے کہ جو لوگ تکلیف اور مشقت

سے روزہ رکھیں جیسے بوڑھے حاملہ اور دودھ پلانے والی یہ لوگ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں ان پر قضا نہیں ہیں
(المکلف والعمون ج ۱ ص ۲۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے متعلق نازل ہوئی حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس نے اس آیت میں یہ قرأت کی (آیت) الذین یطوفونہ (جو مشکل سے روزہ
رکھیں) اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں۔ (زوالسیر ج ۱ ص ۱۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر رازی بصاص حنفی لکھتے ہیں: صحابہ اور تابعین میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں روزہ رکھنے کا اختیار تھا جو
شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہو خواہ وہ روزے رکھے خواہ فدیہ دے بعد میں روزہ کی طاقت رکھنے والوں سے یہ اختیار (آیت)
فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے منسوخ ہو گیا (الی قولہ) اس آیت کا ایک اور معنی یہ ہے کہ جو لوگ مشقت اور صعوبت
سے روزہ رکھتے ہیں وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے نہیں ہیں وہ بھی روزے کے مکلف ہیں لیکن ان پر روزہ کے قائم مقام
فدیہ ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو شخص پانی سے طہارت حاصل کرنے پر قادر نہ ہو وہ بھی پانی سے طہارت حاصل کرنے کا مکلف
ہے لیکن اس کے لیے مٹی کو پانی کے قائم مقام بنادیا گیا ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۷-۱۷۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: اکثر صحابہ اور فقہاء تابعین کے نزدیک پہلے روزہ کی طاقت رکھنے والوں کے لیے روزہ رکھنے اور
روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینے کا اختیار تھا بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
اس آیت کو بطوقونہ پڑھا یعنی جو مشکل سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دے دیں اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور بعض علماء نے اس
آیت کو (آیت) الذین یطوفونہ قرأت متواترہ کے مطابق پڑھا اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے کیونکہ وسعت اور طاقت میں
فرق ہے وسعت کا معنی ہے: کسی چیز پر سہولت سے قدرت ہونا اور طاقت کا معنی ہے: کسی چیز پر مشقت سے قدرت ہونا تو آیت
کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دیں یا اس میں ہمزہ سلب ماخذ کے لیے ہے یعنی جو لوگ روزہ کی طاقت نہ
رکھیں وہ فدیہ دیں۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۵۸-۵۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

بڑھاپے یا دائمی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جب بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ
روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں حضرت علی حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ حضرت انس رضی اللہ
عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما اس ثوری اور اوزاعی کا یہی قول ہے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا: یہ آیت بوڑھے شخص کی رخصت کے لیے نازل ہوئی ہے اور اس لیے کہ روزہ رکھنا واجب ہے اور جب عذر کی وجہ
سے اس سے روزہ ساقط ہوگا تو اس کے بدلہ میں قضا کی طرح کفارہ لازم آئے گا۔

نیز وہ مریض جس کے مرض کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے وہ بھی روزہ نہیں رکھے گا اور یہ روزہ کے بدلہ میں ایک

مریض کو کھانا کھلائے گا کیونکہ وہ بھی بوڑھے شخص کے حکم میں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)
علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ وہ بوڑھا شخص جس کو روزہ رکھنے میں شدید مشقت ہو اور وہ مریض جس کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو اس پر بالاجماع روزہ فرض نہیں ہے اور اس پر وجوب فدیہ کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔ (شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے یا سخت مشقت سے روزے رکھتے ہیں ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ان پر کیا واجب ہے؟ ربیعہ اور امام مالک نے کہا: ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ البتہ امام مالک نے کہا: اگر وہ ہر روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو یہ مستحب ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لیے فدیہ دیں۔ (در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)
ایک روزہ کے لیے نصف صاع یعنی دو کلو گرام یا اس کی قیمت فدیہ دے روزہ کے فدیہ میں فقراء کا تعدد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔

(در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

شوگر بلڈ پریشر دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہو سکتیں ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے اور عام حالت میں دمہ بھی روزوں کے منافی نہیں ہے لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لیے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔

باب وَضْعُ الصَّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ

یہ باب ہے کہ حیض والی عورت سے روزے کا حکم ساقط ہوتا

2317 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَلْبَانَا عَلِيُّ - يَعْنِي ابْنَ مُسْهَرٍ - عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ

الْعَدَوِيَّةِ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ اتَّقِصِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذْ لَهَا طَهْرٌ قَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيضُ عَلَى

2317- أخرجه البخاري في الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة (الحديث 321). ومسلم في الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على

الحائض دون الصلاة (الحديث 67 و 68 و 69). وأبي داود في الطهارة، باب في الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 262 و 263). و

الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الحائض أنها لا تقضي الصلاة (الحديث 130). والنسائي في الحيض والاستحاضة، باب سقوط الصلاة

عن الحائض (الحديث 380). وأخرجه ابن ماجه في الطهارة ومسته، باب الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 631). تحفة الاشراف

عَنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطَهَرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

☆ معاذ و عدویہ بیان کرتی ہیں ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضاء کرے گی جب وہ پاک ہو جائے گی؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حیض کی حالت میں ہوتی تھیں پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں تو آپ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیتے تھے آپ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

2318 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ

يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ لِيَكُونُ عَلَى الصَّيَامِ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَقْضِيهِ حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھ پر رمضان کے کچھ روزے لازم ہوتے تھے تو میں ان کی قضاء نہیں کر پاتی تھی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آ جاتا تھا۔

شرح

جب اسے کوئی ایسی مرض ہو جو اسے تکلیف دیتی ہو یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے افطار کرنا صحیح ہے۔ ابن عطیہ نے کہا: یہ اصحاب مالک کے ماہر علماء کا مذہب ہے، اس کے ساتھ وہ مناظرے کرتے تھے۔ رہے امام مالک کے الفاظ کہ وہ مرض جو آدمی کو تکلیف دیتی ہو اور اسے انتہا تک پہنچاتی ہو۔ ابن خویز منداد نے کہا: امام مالک سے ایسی مرض کے بارے میں اختلاف ہے جو افطار کو مباح کرتی ہے۔ کبھی فرمایا: روزے سے تلف ہونے کا خوف ہو، کبھی فرمایا: شدت مرض اور مرض میں زیادتی، سخت مشقت۔ یہ صحیح مذہب ہے اور ظاہر کا مقتضا ہے کیونکہ کوئی مرض خاص نہیں ہے۔ یہ ہر مرض میں مباح ہے مگر جس کو دلیل خاص کرے جیسے سردرد، تھوڑا سا بخار یا کوئی تھوڑی سی مرض جس کے ہوتے ہوئے روزے میں تکلیف نہ ہو۔ حسن نے کہا: ایسی مرض جس میں کھڑے ہو کہ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ روزہ افطار کرے۔ یہ نخعی کا قول ہے۔ ایک فرقہ نے کہا: کسی مرض میں افطار نہ کرے مگر ایسی مرض جس کی ضرورت افطار کی داعی ہو، جب اس مرض کے ساتھ ضرورت کا احتمال ہو تو افطار نہ کرے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس باب میں ابن سیرین کا قول زیادہ مناسب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: میں رمضان میں تھوڑا سا بیمار تھا، اسحاق بن راہویہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں میری عبادت کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! تو نے افطار کیا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے کہا: تجھے اندیشہ تھا کہ تو رخصت کے قبول کرنے سے کمزور ہو جائے گا۔ میں نے کہا: ہمیں عبدان نے بتایا انہوں نے ابن المبارک سے روایت کیا انہوں نے ابن جریج سے روایت کیا، فرمایا: میں نے عطا سے پوچھا میں کس مرض کی وجہ سے افطار کروں؟ انہوں نے فرمایا: جو بھی مرض ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن كان منكماً مريضاً۔ بخاری نے

2318- أخرجه البخاري في الصوم، باب متى يقضى قضاء رمضان (الحديث 1950). وأخرجه مسلم في الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان

(الحديث 151). وأخرجه أبو داود في الصوم، باب تأخير قضاء رمضان (الحديث 2399). وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في قضاء

رمضان (الحديث 1669). تحفة الأشراف (1777).

فرمایا یہ حدیث اسحاق کے پاس نہ تھی۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: جب انسان کو اپنے نفس پر خوف ہو جبکہ وہ روزہ سے ہو اگر وہ افطار نہیں کرے گا تو اس کی آنکھ کی تکلیف بڑھ جائے گی یا بخار شدید ہو جائے گا تو وہ افطار کرے۔

مسئلہ نمبر ۲: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُولٰٓئِکَ سَفَرٌ عِلَّاءَکَ اِسْ سَفَرُکَ بَارِءٌ اَخْتِلَافٌ ہِے جَسْ مِیْنِ اِفْطَارٍ اَوْ قَصْرِ جَائِزٌ ہِے۔ اس پر اجماع ہے کہ وہ سفر اطاعت ہو جیسے حج اور جہاد۔ ان دونوں سفروں کے ساتھ صلہ رحمی کا سفر، ضروری معاش کی طلب کا سفر متصل ہے، رہا تجارت کا سفر اور مباحات کا سفر اس میں منع اور اجازت کا اختلاف ہے، جواز کا قول ارجح ہے اور رہا سفر گناہ اس کے متعلق بھی علماء کا جواز و منع میں اختلاف ہے۔ منع کا قول راجح ہے۔ یہ ابن عطیہ کا قول ہے۔ سفر کی مسافت امام مالک کے نزدیک وہی ہے جس میں نماز قصر کی جاتی ہے۔ علماء کا اس مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے پھر انہوں نے رجوع کیا اور فرمایا: اڑتالیس میل کی مسافت ہے۔ ابن خویز منداد نے کہا: یہ امام مالک کا ظاہر مذہب ہے۔ کبھی فرمایا: بیالیس میل ہے، کبھی فرمایا: چھتیس میل ہے، کبھی فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔ ان سے دو دن بھی مروی ہیں۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔ کبھی خشکی اور سمندری سفر کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ فرمایا: سمندری راستہ میں ایک دن اور ایک رات ہے اور خشکی کے راستہ میں اڑتالیس میل ہے اور مذہب میں تیس میل ہے اور غیر مذہب میں تین دن ہیں۔ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور ثوری نے کہا: افطار تین دنوں کے سفر میں ہے۔ یہ ابن عطیہ نے حکایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: بخاری میں ہے حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس چار برد کے سفر میں افطار کرتے تھے اور یہ چار برد، سولہ فرسخ ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳: علماء کا اختلاف ہے کہ رمضان میں سفر کرنے والے کے لئے فطر کی نیت کرنا جائز نہیں کیونکہ مسافر نیت کے ساتھ مسافر نہیں ہوتا بخلاف مقیم کے۔ مسافر عمل کرنے اور اٹھ ہو جاتا ہے کیونکہ اقامت عمل کی محتاج نہیں ہوتی۔ پس یہ دونوں جدا جدا ہیں اس میں بھی علماء کا اختلاف نہیں کہ جو سفر کی امید رکھتا ہے تو اس کے لئے نکلنے سے پہلے افطار جائز نہیں اگر افطار کرتے تو ابن حبیب نے کہا: اگر وہ سفر کے لئے تیاری کر چکا تھا اور سفر کے اسباب لے چکا تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔ یہ اصح اور ماحشون سے حکایت کیا گیا ہے۔ اگر سفر سے اسے کوئی عارضہ روک لے تو اس پر کفارہ ہوگا اور اگر سفر کرے تو کفارے سے بچ جائے گا۔ عیسیٰ نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے: اس پر ایک دن کی قضا لازم ہے کیونکہ وہ فطر میں تاویل کرنے والا تھا۔ اشہب نے کہا: اس پر کوئی کفارہ نہیں خواہ سفر کرے یا نہ کرے۔ محون نے کہا: اس پر کفارہ ہے خواہ سفر کرے یا نہ کرے یہ اس عورت کی طرح ہے جو کہتی ہے کل مجھے حیض آجائے گا اس لئے وہ افطار کر دیتی ہے۔ پھر محون نے عبدالملک اور اصعب کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور فرمایا: عورت کی طرح نہیں ہے کیونکہ مرد جب چاہتا ہے سفر کرتا ہے اور عورت حیض خوبس لاتی۔

میں کہتا ہوں: ابن القاسم اور اشہب کا قول کفارہ کی نفی میں بہتر ہے کیونکہ اس نے وہ فعل کیا جو اسے کرنا جائز تھا اور ذمہ بری ہے اور اس میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی مگر یقین کے ساتھ اور اختلاف کے ہوتے ہوئے یقین نہیں ہوتا۔ پھر اعلیٰ سفر کے ارشاد کا یہی مقتضا ہے۔ ابو عمر نے کہا یہ اس مسئلہ میں صحیح ترین قول ہے۔ کیونکہ وہ روزے کی حرمت کو توڑنے والا نہیں تھا اس نے

اس کا قصد اور ارادہ کیا ہوا تھا۔ پس متاؤل تھا۔ اگر کھانا سفر کی نیت کے ساتھ ہو تو اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ یہ سفر کی طرف نکلنے سے پہلے تھا ابھی تک خروج نے اس سے اس کو ساقط نہیں کیا تھا۔ پس تو اس میں غور کرے گا تو تو بھی اسی طرح پائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دارقطنی نے روایت کیا ہے، حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں رمضان میں حضرت انس بن مالک کے پاس آیا، وہ سفر کا ارادہ کئے ہوئے تھے اور انکی سواری بھی تیار کر دی گئی تھی اور وہ سفر والا لباس پہن چکے تھے اور مورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ انہوں نے کھانا منگوایا اور اس سے کھایا پھر سوار ہو گئے۔ میں نے پوچھا: کیا یہ سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت انس سے مروی ہے، فرمایا: مجھے حضرت ابوموسیٰ نے کہا: کیا میں تجھے نہ بتاؤں جب تو نکلے گا تو روزہ سے نکلے گا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا۔ جب تو سفر پر نکلے تو افطار کر کے نکل جب تو گھر میں داخل ہو تو افطار کرتے ہوئے داخل ہو۔ حسن نے کہا: جس دن سفر کا ارادہ ہو اس دن گھر میں اگر چاہے تو افطار کرے۔

احمد نے کہا جب وہ گھروں سے نکل جائے تو افطار کرے۔ اسحاق نے کہا: نہیں۔ بلکہ جب سواری پر کجاوہ رکھے تو افطار کرے۔ ابن منذر نے کہا: احمد کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں جو حالت صحت میں صبح کرے پھر بیمار ہو تو وہ بقیہ دن افطار کرے۔ اسی طرح جب حضر میں صبح کرے پھر سفر کی طرف نکلے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ ایک طا کفہ نے کہا: اس دن افطار نہ کرے اگرچہ سفر شروع بھی کر دے۔

اسی طرح زہری، کھول اور یحییٰ انصاری، امام اوزائی، امام شافعی، ابو ثور اور اصحاب رائے کا یہی قول ہے۔ اگر وہ افطار کر دے تو اس میں اختلاف ہے۔ پھر تمام کہتے ہیں کہ وہ قضا کرے گا اور کفارہ نہیں دے گا۔

امام مالک نے فرمایا: سفر چونکہ طاری عذر ہے۔ یہ مرض کی طرح ہے جو انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔ بعض اصحاب مالک سے مروی ہے کہ وہ قضا کرے اور کفارہ بھی دے۔ یہ ابن کثانہ اور مخزومی کا قول ہے۔ الباجی نے امام شافعی سے حکایت کیا ہے، ابن عربی نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی کہا ہے۔ فرمایا: سفر عذر ہے جو عبادت کے لزوم کے بعد لاحق ہوا ہے۔ یہ مرض اور حیض کے مخالف ہے کیونکہ مرض اس کے لئے افطار کو مباح کرتی ہے۔ حیض اس پر روزے کو حرام کر دیتا ہے اور سفر یہ اس کے لئے مباح نہیں کرتا اس پر روزے کی حرمت توڑنے کی وجہ سے کفارہ واجب ہے۔ ابو عمر نے کہا: یہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت میں اس کے لئے افطار کو مباح کیا ہے۔ رہا علماء کا یہ قول کہ وہ افطار نہ کرے یہ اس کا استحباب ہے جس کا اس نے عہد کیا تھا۔ اگر وہ اللہ کی رخصت کو لے گا تو اس پر قضا ہوگی۔ رہا کفارہ تو اس کی کوئی وجہ نہیں، جس نے کفارہ واجب کیا ہے اس نے اس چیز کو واجب کیا جس کو اللہ اور اس کے رسول نے واجب نہیں کیا۔ حضرت ابن عمر سے اس مسئلہ میں مروی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس دن افطار کرے جب وہ سفر پر نکلے۔ یہ شعبی، امام احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اس مسئلہ پر یہ باب باندھا ہے: من اظفر فی السفر لیراہ الناس اور حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف نکلے تو روزہ رکھے رہے، حتیٰ کہ عسفان تک پہنچ

گئے پھر پانی منگوایا اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا تاکہ لوگوں کو دکھائیں کہ آپ نے افطار کیا ہے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آئے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ مسلم نے بھی یہ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے، اس میں فرمایا: پھر برتن منگوایا جس میں مشروب تھا دن کے وقت وہ مشروب پیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں پھر آپ نے افطار کیا تاکہ مکہ میں داخل ہو جائیں۔ یہ اس باب میں نص ہے۔ پس مخالف قول ساقط ہوا۔ وباللہ التوفیق۔ اس میں جو یہ کہتا ہے کہ روزہ سفر میں منعقد نہیں ہوتا، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: جو سفر میں روزہ رکھے تو حضر میں قضا کرے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں افطار کرنے والے کی طرح ہے۔

اہل ظواہر کی ایک قوم نے یہی کہا ہے اور انہوں نے اس قول سے حجت پکڑی ہے فعدۃ من ایام اخر اس کا بیان آگے آ۔
 گا۔ حضرت کعب بن عاصم سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ اس میں اس کے قول کی حجت ہے جو کہتا ہے: جو سفر میں رات کو روزہ کی نیت کرے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے اگرچہ عذر نہ بھی ہو۔ مطرف کا خیال بھی یہی ہے۔ یہ امام شافعی کا ایک قول ہے اور یہی اہل ظواہر کی ایک جماعت کا قول ہے۔

امام مالک ایسے شخص پر قضا اور کفارہ واجب کرتے تھے۔ امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ اس پر کفارہ نہیں ہے یہ عبد الملک کے سوا اکثر اصحاب کا قول ہے۔ عبد الملک نے کہا: اگر جماع کے ساتھ افطار کرے گا تو کفارہ دے گا کیونکہ اس میں سفر پر نقوت حاصل کرتا ہے اور نہ اسے کوئی عذر ہے، مسافر کے لئے افطار اس لئے مباح ہوتا ہے تاکہ اپنے سفر پر قوت حاصل کرے، عراق اور حجاز کے تمام فقہاء نے کہا: اس پر کفارہ نہیں۔ ان میں سے ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور تمام کوفہ کے فقہاء ہیں۔ یہ حضرت ابو عمر کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 4: اس میں علماء کا اختلاف ہے سفر میں افطار افضل ہے یا روزہ افضل ہے؟ امام مالک اور امام شافعی نے بعض روایات میں فرمایا: روزہ افضل ہے جو روزہ کی طاقت رکھتا ہو اور امام مالک کا مذہب اختیار کا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کا مذہب ہے۔ امام شافعی اور دوسرے ان کے متبعین علماء نے کہا: اسے اختیار ہے اور انہوں نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ اسی طرح ابن علیہ نے کہا: کیونکہ حضرت انس کی حدیث ہے، فرمایا: ہم نے رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزہ دار نے افطار کرنے والے پر عیب نہیں لگایا اور افطار کرنے والے نے روزہ دار پر عیب نہیں لگایا۔

اس حدیث کو بخاری، مسلم اور مالک نے مالک نے روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی اور حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا: سفر میں روزہ افضل ہے اس کے لئے جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ یہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا قول ہے۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رخصت افضل ہے۔ حضرت سعید بن مسیب، شعبی، عمر بن عبدالعزیز، مجاہد، قتادہ، اوزاعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ یہ تمام علماء کہتے ہیں: افطار افضل ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یرید اللہ . . . العسر (البقرہ: 185)

مسئلہ نمبر 5: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدة من ايام اس کلام میں حذف ہے یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ افطار کرے اور قضا کرے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں: اہل شہر جب اسیس دن روزے رکھیں اور شہر میں کوئی مریض آدمی ہو اور صحیح نہ ہو تو وہ اسیس دن روزے رکھے۔ ایک قوم نے کہا: ان میں سے حسن بن صالح بن جی ہے۔ انہوں نے کہا: ایک مہینہ کے بدلے میں ایک مہینہ روزے رکھے ايام کی تعداد کا اعتبار کئے بغیر۔ الکلیا طبری نے کہا: یہ بعید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدة من ايام آخر۔ یہ نہیں فرمایا کہ دوسرے ايام سے ایک مہینہ روزے رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فعدة جو اس نے افطار کیا ہے اس کی تعداد پوری کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کچھ دن رمضان کے افطار کیا ہو تو ان کی تعداد کے مطابق قضا کرنا واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پورا مہینہ افطار کیا ہو تو اس کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدة اس کو رفع مبتدا کی خبر کے اعتبار سے ہے اس کی تقدیر الحکم بالواجب عدا ہے۔ فعلیہ عدا بھی صحیح ہے۔ کسائی نے کہا: فعدة بھی جائز ہے یعنی فلیصم عدا من ايام۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے اس پر روزوں کی تعداد ہے۔ مضاف کو حذف کو حذف کیا گیا ہے اور عدا کو اس کی جگہ رکھا گیا ہے۔ عدا۔ یہ العد سے فعلتہ کے وزن پر ہے یہ بمعنی معبود ہے جیسے طعن بمعنی ملحون ہوتا ہے تو کہتا ہے: اسع جود دلا ارئی طعنا (یہ اس شخص کی مثال دی جاتی ہے جو کثرت سے کلام کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا) اسی سے عورت کی عدت ہے۔

من ايام آخر، آخر سیبویہ کے نزدیک غیر منصرف ہے کیونکہ یہ الف لام سے پھیرا گیا ہے۔ کیونکہ اس باب سے فعل کے وزن پر الف لام کے ساتھ آتا ہے جیسے الکبر، الفضل۔ کسائی نے کہا: یہ آخر سے معدول ہے۔ جیسے تو کہتا ہے حراء، حمر، اسی وجہ سے یہ غیر منصرف ہے۔ بعض نے فرمایا یہ غیر منصرف ہے کیونکہ یہ جمع کے وزن پر ہے، یہ ايام کی صفت ہے آخری نہیں آیا تا کہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ عدا کی صفت ہے۔ بعض نے فرمایا: آخر یہ آخری کی جمع ہے گویا ايام آخری پھر کثرت کی وجہ سے ايام آخر کہا گیا۔ بعض نے فرمایا: اگر یہ ايام کے صفت ہوتا تو مونث ہوتا اسی وجہ سے آخر کے ساتھ نعت لگائی گئی ہے۔

مسئلہ نمبر 7: لوگوں کا قضا روزے متواتر رکھنے کے متعلق اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں دو قول ہیں: دونوں دارقطنی نے اپنی سنن میں ذکر کئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا فعدة من ايام آخر تشابہات نازل ہوا ہے پھر تشابہات ساقط ہو گیا اور یہ فرمایا: یہ اسناد صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر رمضان کے روزے ہوں وہ متواتر رکھے اور ان میں انقطاع نہ کرے۔ اس کی سند میں عبد الرحمن بن ابراہیم ضعیف الحدیث ہے۔ حضرت ابن عباس سے قضا روزوں کے متعلق مروی ہے، صمد کیف صمت۔ تو جیسے چاہے روزے رکھے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: صمد کما افطرتہ۔ جیسے تو نے افطار کئے اس طرح روزے رکھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عمرو بن عاص سے مسند امروہی ہے۔ محمد بن منکدر نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے (قضا) روزے علیحدہ علیحدہ قضا کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ تجھ پر منحصر ہے تم تاؤ اگر تم میں سے کسی پر قرض ہو ایک درہم، وہ دودرہم ادا کرے تو کیا وہ ادائیگی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے اور

بخشنے کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کی سند حسن ہے مگر مرسل ہے اور متصل ثابت نہیں ہے۔ مؤطا امام مالک میں مانع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے: رمضان کے متصل روزے رکھے جو مرض یا سفر کی وجہ سے متواتر افطار کرے۔ الباجی نے السننی میں فرمایا یہ احتمال ہے کہ وجوب کے متعلق خبر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ استحباب کے متعلق خبر ہو، جمہور کا قول استحباب پر ہے۔ اگر وہ جدا جدا بھی رکھے تب بھی جائز ہے۔

امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی صحت پر دلیل یہ ارشاد ہے فعدة من ایام اخر۔ یہاں متفرق اور متواتر کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ جب متفرق رکھے گا تو دوسرے دنوں کی گنتی پوری کر دی پس اس کا جائز ہونا واجب ہے۔ ابن عربی نے کہا: (رمضان کے) مہینہ میں تواتر واجب ہے کیونکہ وہ معین ہے اور قضا میں تعین واجب نہیں۔ پس تفریق جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 8: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدة من ایام اخر یہ قضا کے وجوب پر بغیر زمانہ کی تعین کی دلیل ہے کیونکہ لفظ زمانہ کے متعلق عام ہے بعض، بعض نے ساتھ خاص نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرمایا: مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے تھے میں شعبان سے پہلے قضا نہیں کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغولیت کی وجہ سے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے خیال سے۔ یہ نص ہے اور آیت کا بیان ہے۔ یہ داؤد کے قول کا رد کرتی ہے۔ اس پر دو شوال سے قضا واجب ہے تو جس نے دو شوال کو روزہ نہ رکھا پھر وہ مر گیا تو ان کے نزدیک وہ گنہگار ہے اور انہوں نے اس پر بنیاد رکھی ہے کہ جس پر غلام کا آزاد کرنا واجب تھا پھر اس نے غلام پایا جو ثمن کے ساتھ بیچا جاسکتا تھا تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے تجاوز کرے اور کوئی دوسرا خریدے کیونکہ اس پر پہلا غلام آزاد کرنا واجب تھا جو اس نے پایا تھا دوسرا غلام جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس غلام ہو تو اس کے لئے دوسرا خریدنا جائز نہیں اگر وہ مر جائے جو اس کے پاس ہے تو عتق باطل نہ ہوگا جس طرح اس کے حق میں عتق باطل ہو جاتا ہے جو معین غلام کو آزاد کرنے کی غرض سے پھر وہ مر جائے تو اس کی نذر باطل ہو جائے گی اور یہ اس کے قول کو فاسد کرتا ہے۔ بعض اصولی علماء نے کہا: جب شوال کے دوسرے دن کے گزرنے کے بعد وہ مر جائے تو عزم کی شرط پر گنہگار نہ ہوگا۔ صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ نہ تو گنہگار ہوگا اور نہ وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا۔ یہ جمہور کا قول ہے لیکن جلدی قضا کرنا مستحب ہے تاکہ کہیں اسے موت نہ آ جائے اور اس پر فرض باقی ہو۔

مسئلہ نمبر 9: جس پر رمضان کے قضا روزے ہوں اور اس پر عید الفطر کے بعد اتنے ایام گزر گئے جن میں اس کا روزے رکھنا ممکن تھا اس نے روزوں کو موخر کیا پھر اس کو کوئی مانع لاحق ہوا جس نے اسے دوسرے رمضان تک قضا کرنے سے روک رکھا تو اس پر کوئی کھانا کھلانا نہیں ہے کیونکہ وہ تاخیر کے جواز کی وجہ سے کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔ یہ مالکیوں میں سے بغدادی علماء کا قول ہے اور وہ المدونہ میں ابن قاسم کا قول روایت کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 10: اگر آئندہ شعبان تک بھی قضا روزے نہ رکھے تو کیا اس وجہ سے اس پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں؟ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق نے کہا: ہاں، اس پر قضا ہے۔ امام ابو حنیفہ، حسن، نخعی اور داؤد نے کہا: نہیں۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری کا خیال بھی یہی ہے کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس سے مرسل مروی ہے کہ وہ کھانا

کھائے اور اللہ تعالیٰ نے کھانا کھانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا فعدة من ایام اخر۔

باب إِذَا طَهَرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

یہ باب ہے کہ جب رمضان میں حیض والی عورت پاک ہو جائے یا مسافر (واپس) آ جائے

تو کیا وہ اس دن کے بقیہ حصے میں روزہ رکھے گا؟

2319 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ أَبُو حَاصِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ حُصَيْنٍ

عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَمِنُكُمْ أَحَدًا أَكَلَ الْيَوْمَ : فَقَالُوا مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَصُمْ . قَالَ فَاتِمُوا بِقِيَّةِ يَوْمِكُمْ وَابْعَثُوا إِلَى أَهْلِ الْقُرُوفِ فَلْيَتِمُوا بِقِيَّةِ يَوْمِهِمْ .

☆☆ حضرت محمد بن صفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے عاشورہ کے دن دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے آج کچھ کھایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہے اور بعض افراد نے روزہ نہیں رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس دن کے بقیہ حصے میں اس کو مکمل کرو اور آس پاس کے علاقوں کی طرف بھی یہ پیغام بھجوادو کہ وہ لوگ اس دن کے بقیہ حصے میں روزے کو مکمل کریں (یعنی افطار کے وقت تک کچھ کھائیں نہیں)۔

نیت روزہ کے بارے مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت حصہ رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزے کی نیت فجر سے پہلے نہ کرے تو اس کا روزہ کامل نہیں ہوتا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں معمر، زبیدی ابن عیینہ اور یونس ایلی ان تمام نے اس روایت کو زہری سے نقل کیا ہے اور حضرت حصہ رضی اللہ عنہا پر موقوف کیا ہے یعنی اس حدیث کو حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کا قول کہنا ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر روزہ کی نیت رات ہی سے نہ کی جائے تو روزہ درست نہیں ہوتا خواہ روزہ فرض ہو یا واجب ہو یا نفل۔ لیکن اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہی مسلک ہے کہ روزہ میں نیت رات ہی سے کرنی شرط ہے خواہ روزہ کسی نوعیت کا ہو، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا بھی یہی قول ہے لیکن نفل کے معاملے میں ان دونوں کے یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر روزہ نفل ہو تو امام احمد کے ہاں زوال سے پہلے بھی نیت کی جاسکتی ہے اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب غروب ہونے سے پہلے تک بھی نیت کر لینی جائز ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ رمضان نفل اور نذر معین کے روزہ میں آدھے دن شرعی یعنی زوال آفتاب سے پہلے پہلے نیت کر

یعنی جائز ہے لیکن قضاء کفارہ اور نذر مطلق میں حنفیہ کے یہاں بھی رات ہی سے نیت کرنی شرط ہے ان تمام حضرات کی دلیلیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

رمضان المبارک کے روزے کی نیت فجر سے قبل رات کو کرنی واجب ہے بغیر نیت کیے دن کو روزہ کفایت نہیں کرے گا، لہذا جس شخص کو چاشت کے وقت یہ علم ہوا کہ آج تو رمضان کی یکم تاریخ ہے اور اس نے روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو غروب آفتاب تک اسے بغیر کھائے پئے رہنا ہوگا، اور اس پر اس دن کی قضاء ہوگی، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما ام ابیہ بنی حنفیہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہیں ہے۔

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے مرثوعاً اور صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ تو فرضی روزہ کے متعلق ہے، لیکن نقلی روزہ میں دن کے وقت روزہ کی نیت کرنی جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اس نے فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور نہ ہی جماع کیا ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چاشت کے وقت گھر میں آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: نہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر میں روزے سے ہوں۔" اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

باب إِذَا لَمْ يُجْمَعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص رات میں (یعنی صبح صادق سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا

تو کیا وہ اس دن کا نقلی روزہ رکھ سکتا ہے؟

2320 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ آذَنَ - يَوْمَ عَاشُورَاءَ - مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلَيْتَمَ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ .

☆☆ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے یہ فرمایا: عاشورہ کے دن یہ

اعلان کر دو جس شخص نے کچھ کھالیا ہو تو وہ بقیہ دن روزہ مکمل کرے اور جس شخص نے کچھ نہ کھالیا ہو تو وہ روزہ

رکھ لے۔

2320- أخرجه البخاري في الصوم، باب إذا نوى بالهار صوماً (الحديث 1924)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2007)، وفي أخبار

الأحاديث، باب ما كان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم من الأمراء والرسل واحداً بعد واحد (الحديث 7265) - وأخرجه مسلم في الصيام، باب

من أكل في عاشوراء فليكف بقية يومه (الحديث 135) - تحفة الأشراف (4538) -

باب النیة فی الصیام والاختلاف علی طلحة بن یحییٰ بن طلحة فی خبر عائشة فیہ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کرنا اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں طلحہ بن یحییٰ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2321 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . فَقُلْتُ لَا . قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ . ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ أُهْدِيَ إِلَيَّ حَيْسٌ فَخَبَّاتُ لَهُ مِنْهُ وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَّاتُ لَكَ مِنْهُ . قَالَ أَذِيبِهِ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ وَأَنَا صَائِمٌ . فَأَكَلْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ الْمُتَطَوِّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ حَبَسَهَا .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں پھر اسی دن کچھ دیر کے بعد آپ میرے پاس تشریف لائے اس وقت حیس تھنے کے طور پر دیا گیا تھا وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ حیس کو پسند کرتے تھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے حیس دیا گیا ہے وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھ لیا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے آگے لاؤ میں نے صبح تو روزے کی نیت کر لی تھی۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے کھالیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نفلی روزہ رکھنے والے شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے اب اگر وہ چاہے تو اسے دیدے اگر چاہے تو اپنے پاس رکھے۔

2322 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَارَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوْرَةً قَالَ أَعِنْدُكَ شَيْءٌ . قَالَتْ لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ . قَالَ فَأَنَا صَائِمٌ . قَالَتْ ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلْتُ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَخَلْتَ عَلَيَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ أَكَلْتُ حَيْسًا . قَالَ نَعَمْ يَا عَائِشَةُ إِنَّمَا مَنَزِلَةٌ مِنْ صَامٍ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ - أَوْ غَيْرِ قِصَاصٍ رَمَضَانَ أَوْ فِي التَّطَوُّعِ - بِمَنَزِلَةِ رَجُلٍ أَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهِ فَبَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَأَمْضَاهُ وَبَخَلَ مِنْهَا

2321- اخرجہ النسائی (الحديث 2322 و 2323 و 2327 و 2328) . واخرجه ابن ماجه في الصيام ، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الحيار في الصوم (الحديث 1701) . لمحة الاشراف (17578) .
2322- تقدم (الحديث 2321) .

بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ دوسری مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے تو اس وقت مجھے تحفے کے طور پر حبس دیا گیا تھا میں وہ لے کر آئی تو آپ نے اسے کھالیا میں اس بات پر بڑی حیران ہوئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب آپ پہلے میرے پاس تشریف لائے تھے اس وقت آپ نے روزے کی نیت کر لی تھی اب آپ نے حبس بھی کھالیا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اے عائشہ! جو شخص رمضان کے مہینے کے علاوہ روزے رکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) رمضان کی قضاء کے علاوہ روزہ رکھتا (یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو شخص نفلی روزہ رکھتا ہے اس کی مثل اس شخص کی مانند ہے جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے اب وہ اس میں سے جتنا دینا چاہے اسے دیدے اور جو باقی ماندہ اپنے پاس رکھنا چاہے اسے اپنے پاس رکھ لے۔

2323 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ وَيَقُولُ هَلْ عِنْدَكُمْ عَدَاءٌ . فَقَالُوا لَا . فَيَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ . فَأَتَانَا يَوْمًا وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . قُلْنَا نَعَمْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ . قَالَ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ أُرِيدُ الصَّوْمَ . فَأَكَلْ خَالَفَهُ قَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں پھر آپ اسی دن تشریف لائے اس وقت ہمیں تحفے کے طور پر حبس دیا گیا تھا آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! ہمیں تحفے کے طور پر حبس دیا گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: صبح تو میں نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے کھالیا۔

قاسم بن یزید نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2324 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقُلْنَا أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُ نَصِيبًا . فَقَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَأَفْطَرَ .

2323- تقدم (الحديث 2321) .

2324- أخرجه مسلم في الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال وجواز فطر المصائم انقلا من غير عن (الحديث 169 ر

170) . وأخرجه ابو داود في الصوم، باب في الرخصة في ذلك (الحديث 2455) . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب صيام المتطرع بغير

نبييت (الحديث 733 و 734) . وأخرجه النسائي (الحديث 2325 و 2326) . تحفة الاشراف (17872) .

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے عرض کی: ہمیں تجھے کے طور پر صیام دیا گیا ہے ہم نے اس میں سے آپ کا حصہ رکھ لیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے لیکن پھر نبی اکرم ﷺ نے روزہ ختم کر دیا۔

2325 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ أَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تَطْعِمُونِيهِ . فَقُولُ لَا . فَيَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ . ثُمَّ جَاءَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَتْ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ . فَقَالَ مَا هِيَ . قَالَتْ حَيْسٌ . قَالَ قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَأَكَلَ .

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے آپ نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں پھر اس کے بعد آپ (اسی دن دوبارہ) تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہمیں تجھے کے طور پر (کھانے کی کوئی چیز) دی گئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: وہ صیس ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا تھا لیکن پھر آپ نے اسے کھا لیا۔

2326 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِيهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . قُلْنَا لَا . قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ .

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

2327 - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . فَقُلْتُ لَا . قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا آخَرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَدَعَا بِهِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَأَكَلَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں پھر آپ اسی دن

دوبارہ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے تجھے کے طور پر چس دیا گیا ہے نبی اکرم ﷺ نے اسے منگوا لیا اور ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھ لیا تھا پھر آپ نے اسے کھا لیا۔

2328 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَاذِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ وَأُمِّ كَلْثُومٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . نَحْوَهُ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَوَاهُ سَمَّاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مجاہد اور ام کلثوم سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو سماک بن حرب نے ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2329 - أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ . قُلْتُ لَا . قَالَ إِذَا أَصُومَ . قَالَتْ وَدَخَلَ عَلَى مَرَّةٍ أُخْرَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَهْدَيْتَنَا حَيْسٌ . فَقَالَ إِذَا أَفْطَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ .

☆ ☆ سماک بن حرب ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ دوبارہ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے تجھے کے طور پر چس دیا گیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر آج میں روزہ ختم کر دیتا ہوں حالانکہ میں نے روزہ لازم کر لیا تھا (یعنی اس کی نیت کر لی تھی)۔

باب ذِکْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذَلِكَ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں

نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2330 - أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرَحْبِيلٍ قَالَ أَنَبَانَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى

بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

2328- تقدم (الحديث 2321) -

2329- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17884) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے رات کے وقت ہی روزہ رکھنے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2331 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص رات کے وقت صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2332 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ الْآخَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَلَا يَصُومُ .

☆ ☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2333 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا صِيَامَ لَهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2334 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عُيَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ .

2330 - أخرجه أبو داود في الصوم، باب النية في الصيام (الحديث 2454). وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لا صيام لمن لم يعمد من الليل (الحديث 730). وأخرجه النسائي (الحديث 2331 و 2332 و 2333) مرفوعاً، (الحديث 2334 و 2335 و 2336 و 2337 و 2338 و 2339 و 2340) مرفوعاً على حفصة، (الحديث 2341 و 2342) موقوفاً على ابن عمر. وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الحيار في الصوم (الحديث 1700). تحفة الاشراف (15802).

2332 - تقدم (الحديث 2330).

2331 - تقدم (الحديث 2330).

2333 - تقدم (الحديث 2330).

2334 - تقدم (الحديث 2330).

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں:

جو شخص رات کے وقت (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا وہ روزہ نہیں رکھتا۔

2335 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2336 - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسَى قَالَ أَتَانَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَتَانَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے

کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2337 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَتَانَا جَبَانٌ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے

سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2338 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ

حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت

نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2339 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا

صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ . أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ .

2335-تقدم (الحديث 2330) .

2336-تقدم (الحديث 2330) .

2337-تقدم (الحديث 2330) .

2338-تقدم (الحديث 2330) .

2339-تقدم (الحديث 2330) .

☆ ☆ حمزہ بن عبد اللہ سیدہ حصہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

امام مالک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2340 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆ ☆ امام مالک نے ابن شہاب زہری کے حوالے سے سیدہ عائشہ اور سیدہ حصہ رضی اللہ عنہما سے اسی کی مانند نقل کیا ہے، یعنی جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2341 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا لَمْ يُجْمِعِ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا وہ روزہ نہ رکھے۔

2342 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا وہ روزہ نہ رکھے۔

روزے کی نیت سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان

امام ابو الحسن علی بن ابوبکر فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اختلافی مسئلے میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کا روزہ ہی نہیں جس نے روزے کو نیت رات نہ کی ہو۔ لہذا جب نیت کے مفقود ہونے کی وجہ سے پہلا جز نہ پایا گیا تو دوسرا بھی مفقود ہو گیا۔ کیونکہ روزے کے اجزاء اور حصے نہیں ہوتے۔ بہ خلاف نقلی روزے کے کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کے حصے ہو سکتے ہیں۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی چاند کی گواہی کے بعد آیا تو آپ نے فرمایا: سنو جس نے کچھ کھایا ہے تو وہ بقیہ دن میں کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ روزے رکھے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حدیث فضیلت و کمال کی نفی پر محمول کی گئی ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ یہ روزہ رات سے ہے کیونکہ یہ دن کا روزہ ہے۔ لہذا دن کے اول میں جو رکنا ہے وہ مؤخر کی نیت کے ساتھ موقوف رہے گا۔ جو دن کے اکثر حصہ سے ملی ہوئی ہے جس طرح نقل ہے کیونکہ روزے ایسا واحد رکن ہے جو امتداد (وقت میں

2340-تقدم (الحديث 2330) .

2341-تقدم (الحديث 2330) .

2342-تقدم (الحديث 2330) .

اپنی ذات کو کھینچنے والا) ہے۔ جبکہ نیت اللہ تعالیٰ کے لئے متعین کرنے کے لئے ہے۔ لہذا اکثر حصے کے ساتھ جانب و جودی کو ترجیح ہوگی بہ خلاف نماز اور حج کے کیونکہ ان دونوں کے کئی ارکان ہیں۔ پس نیت کا اسی عقد کے ساتھ اتصال شرط ہے۔ جو ان دونوں کی ادائیگی کے لئے کیا گیا ہے۔ بہ خلاف رمضان کے روزے کی قضاء کے کیونکہ وہ اسی دن کے ساتھ موقوف ہے۔ اور وہ نفل ہے بہ خلاف زوال کے بعد والے روزے کے کیونکہ نیت کا ملا ہوا ہونا دن کے اکثر حصے میں نہیں پایا گیا۔ لہذا نوبت ہونے والی جہت کو ترجیح ہوگی۔

اس کے بعد صاحب قدوری کا قول "مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الزَّوَالِ" جبکہ جامع جامع صغیر میں "قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ" کہا گیا ہے اور سب سے زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ دن کے اکثر حصے میں نیت کا پایا جانا لازم ہے۔ جبکہ شرعی طور پر نصف دن طلوع فجر سے بڑھی ہوئی (چاشت کی) روشنی تک ہے نہ کہ وقت زوال تک ہے۔ لہذا اس سے پہلے ہی نیت کا کرنا شرط ہے۔ تاکہ نیت دن کے اکثر حصے میں ثابت ہو جائے۔ اور مسافر و مقیم دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ ہماری بیان کردہ دلیل میں کہیں تفصیل نہیں ہے۔ (ہدایہ کتاب موم، لاہور)

روزے کی نیت کے تعین میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا بیان

علامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ مطلق نیت کے ساتھ جائز ہے اور واجب روزے کے لئے نیت ضروری ہے وہ نیت کے بغیر جائز نہیں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی تعین نیت کے بغیر نہ ہوگی۔ لہذا کفارے، نذر وغیرہ کے روزوں کے لئے نیت کا تعین ضروری ہے کیونکہ وہ بغیر نیت کے جائز نہیں ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ روزے کی اصل میں نیت صفت زائدہ ہے لہذا نیت اس کے ثواب کے ساتھ متعلق ہوگی۔ لہذا نیت ضروری ہوئی کیونکہ وہ فرض کی نیت ہے۔

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ اس آیت میں شہود رمضان کا وجود انسان کو نیت سے بری کر دیتا ہے کیونکہ اساک اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا اس شخص کو اساک کو روزے کی طرف پھیرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی روزہ ہے۔ (یعنی جس کا اس مہینے میں حکم دیا گیا ہے)

اسی طرح دوسری دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر بندے کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی (بخاری) لہذا یہاں اس شخص کا اساک اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا۔ اور اس سے مراد رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی اور روزہ مراد لیا جائے تو یہ خلاف نص ہوگا (کیونکہ نص اسی مہینے کے وقت میں رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں بیان ہو چکی ہے)۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب اس مہینے میں ایک وقت معین کے اندر ایک معین روزے کا حکم شریعت نے بیان کر دیا ہے تو اس کی اقسام نہیں ہوں گی بلکہ اس سے مراد صرف رمضان کا روزہ ہی معین ہوگا۔ جبکہ کفارات اور نذر وغیرہ جیسے واجب روزہ کے لئے کسی وقت کا تعین نہیں ہوتا لہذا ان کے لئے نیت کا تعین ضروری ہوا کیونکہ وہ

وقت سے خالی ہوتے ہیں۔ لہذا جب روزے رمضان کے مہینے کے سوا میں ہوں تو محتاج نیت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی تعیین ضروری ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۸۳، بیروت)

باب صَوْمِ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہ باب ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا مخصوص طریقہ

2343 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَيَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَنْفِطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَيَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کا سب سے پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد کی نماز ہے وہ نصف رات تک سوئے رہتے تھے پھر ایک تہائی رات میں نوافل ادا کرتے تھے پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔

اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عبداللہ کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی (یعنی مجھے یہ معلوم ہوا ہے) کہ تم (روزانہ) دن میں تو روزے رکھتے ہو اور (ہر رات میں) پوری شب اللہ کی عبادت اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور بغیر روزہ بھی رہو، رات میں عبادت الہی بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے (لہذا اپنے بدن کو زیادہ مشقت اور ریاضت میں مبتلا نہ کرو تا کہ بیماری یا ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ) تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے رات میں سویا بھی کرو تا کہ آنکھیں آرام و سکون پائیں) تمہاری پیوی کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے اس کے شب باشی اور صحبت و مباشرت کرو) اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، (لہذا ان کے ساتھ کلام و گفتگو کرو، ان کی خاطر دہمبانداری کرو اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہو) جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے (گویا) روزہ نہیں رکھا (البتہ) ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ہمیشہ کے روزہ کے برابر ہیں لہذا ہر مہینہ میں تین دن (یعنی ایام بیض کے یا مطلقاً کسی بھی تین دن کے) روزے رکھ لیا کرو اور اسی طرح ہر مہینہ میں قرآن پڑھا کرو (یعنی ایک مہینہ میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو)

میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو پھر) بہترین روزہ جو روزہ داؤد ہے رکھ لیا کرو (جس کا طریقہ یہ ہے کہ) ایک دن تو روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کرو اور اس میں اضافہ نہ کرو (یعنی نفل روزے رکھنے اور قرآن شریف ختم کرنے کی مذکورہ بالا تعداد و مقدار میں زیادتی نہ کرو)۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 565)

شریعت نے اعمال میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرنے پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ نفل عبادات اور اعمال میں نہ اتنی کمی و کوتاہی کرنی چاہئے جس سے روحانی بالیدگی اور ترقی میں اضمحلال اور درجات عالیہ کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی کرنی چاہئے جس سے جسمانی قوت و طاقت بالکل ہی پژمرده ہو جائے اور دنیاوی مباح امور میں تعطل رونما ہو جائے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا کہ نہ تو اتنے زیادہ روزے رکھو اور نہ اتنی زیادہ شب بیداری کرو تا کہ اس کی وجہ سے دوہری ضروری اور فرض عبادتوں میں خلل واقع نہ ہو اور نہ دوسرے انسانی و معاشرتی حقوق پس پشت پڑ جائیں ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ کے روزے کا ثواب اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ہر نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسا کہ کئی موقعوں پر بتایا جا چکا ہے لہذا اس حساب سے تین روزے باعتبار ثواب اور اجزاء کے تیس روزے کے برابر ہوئے اور مہینہ میں تین روزے رکھنے والا گویا پورے مہینہ روزہ سے رہا۔

باب صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي -

وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلنَّبِيِّ فِي ذَلِكَ

نبی اکرم ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کاروزہ رکھنے کا طریقہ اس بارے میں

منقول حدیث کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2344 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سفر اور حضر کے دوران کبھی بھی ایام بیض کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر اگر تم مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا چاہو تو

تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کو روزہ رکھو۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 568)

ہر مہینہ میں تین دن نفل روزے رکھنے کے سلسلے میں کئی طریقے منقول ہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مذکورہ بالا تین

تاریخوں میں کہ انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے روزے رکھے جائیں۔

نفلی روزوں کے مسلسل نہ رکھنے کا بیان

2345 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَيْرَ رَمَضَانَ مِنْذُ قَدِيمِ الْمَدِينَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نفل روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفل روزہ ترک نہیں کریں گے اور پھر آپ نفل روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں لگا تار (پورا مہینہ) روزے نہیں رکھے ہیں۔

2346 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مَسَارٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ مَا يُرِيدُ أَنْ يَفْطِرَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نفل روزہ رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ ترک نہیں کریں گے پھر آپ نفل روزہ رکھنا ترک کر دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

2347 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحَ وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ایک رات میں کبھی بھی پورا قرآن تلاوت نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی آپ صبح ہونے تک مسلسل نوافل ادا کرتے رہے ہیں نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2345- أخرجه البخاري في الصيام، باب ما يذكر من صوم النبي صلى الله عليه وسلم والمطاهرة (الحديث 1971). وأخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان واستحب أن لا يخلط شهرًا عن صوم (الحديث 178). وأخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 283). وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1711). تحفة الاشراف (5447).

2346- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، الفضل في قراءة (بإذن الذي يريه الملك) (الحديث 712). تحفة الاشراف (17602).

2347- تقدم (الحديث 1640).

2348 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَمَا صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ .

☆ ☆ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نفلی روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے رکھتے رہیں گے پھر آپ روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے نہیں رکھیں گے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2349 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصُومَ شَعْبَانَ بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں روزہ رکھنے کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مہینہ شعبان کا تھا بلکہ آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے (یعنی آپ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے)۔

2350 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَا الْآخَرَ قَبْلَهُمَا أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ مَا يَفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ مَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے پھر آپ (نفلی) روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے میں نے نبی اکرم ﷺ کو اور کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

2348- أخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان واستحباب ان لا يغلي شهرًا عن صوم (الحديث 174) . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 768) . تحفة الاشراف (16202) .

2349- أخرجه ابو داود في الصوم، باب في صوم شعبان (الحديث 2431) . تحفة الاشراف (16280) .

2350- أخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1969) . وأخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان واستحباب ان لا يغلي شهرًا عن صوم (الحديث 175) . وأخرجه ابو داود في الصوم، باب كيف كن يصوم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2434) . وأخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 290) . تحفة الاشراف (17710) .

2351 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَخْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے نہیں رکھتے تھے صرف شعبان اور رمضان میں ایسا کیا کرتے تھے۔

2352 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًا إِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سال کے کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھتے تھے صرف شعبان میں ایسا کیا کرتے تھے آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

2353 - أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَهْرِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ أَوْ عَامَّتَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے آپ یہ پورا مہینہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2354 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ شعبان کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

2355 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2351-تقدم (الحديث 2174) .

2352-تقدم (الحديث 2175) .

2353-انفراديه النسائي . تحفة الاشراف (17750) .

2354-انفراديه النسائي . تحفة الاشراف (17778) .

2355-انفراديه النسائي . تحفة الاشراف (16051) .

پیر اور جمعرات کے روزے کی اہمیت کا بیان

2356 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغَضَنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ

الْمَدِينَةِ - قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ . قَالَ ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یہ بات دیکھی ہے آپ اور

کسی بھی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے ہیں جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے رجب اور رمضان کے درمیان ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں تو مجھے یہ بات پسند ہے جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔

2357 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغَضَنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ

الْمَدِينَةِ - قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَصُومُ حَتَّى لَا تَكَادَ تُفْطِرُ وَتُفْطِرُ حَتَّى لَا تَكَادَ أَنْ تَصُومَ إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَالْأَصْمَنُهُمَا . قَالَ آتَى يَوْمَيْنِ . قُلْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ . قَالَ ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الْأَعْمَالُ عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ بعض اوقات نفلی روزے رکھنا

شروع کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے اب کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات نفلی روزے رکھنا چھوڑ دیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے شاید اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے البتہ دونوں کی صورت حال مختلف ہے اگر یہ آپ کے روزوں کے دوران آجائیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان دونوں میں روزہ ضرور رکھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کون سے دو دن ہیں؟ میں نے عرض کی: پیر کا دن اور جمعرات کا دن۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہیں جن میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں تو مجھے یہ بات پسند ہے جب میرا عمل پیش کیا جائے تو اس وقت میں روزے دار ہوں۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ رب

العزیز کی بارگاہ میں عمل پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں تو میں روزہ سے ہوں۔
(ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 567)

بندوں کے جو بھی اعمال ہوتے ہیں ملائکہ ہر صبح و شام اوپر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بارگاہ رب العزت میں ان دونوں میں پیش ہوتے ہیں۔ لہذا اس وضاحت کے پیش نظر اس حدیث اور اس حدیث میں کوئی تعارض باقی نہیں رہا جس سے ثابت ہوا تھا کہ بندوں کے صبح کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اور رات کے اعمال صبح کے اعمال سے پہلے (ہر روز) اوپر لے جائے جاتے ہیں یا پھر یہ کہا جائے گا کہ روزانہ ہر عمل تفصیلی طور پر پیش کیا جاتا ہے اور پھر ان دونوں میں تمام اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

2358 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغِفَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَيَقَالُ لَا يَفْطُرُ وَيَفْطُرُ فَيَقَالُ لَا يَصُومُ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ مسلسل نفل روزے رکھا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفل روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات آپ نفل روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفل روزہ نہیں رکھیں گے۔

2359 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِیَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2360 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَفِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2361 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْبُدٍ الْأَمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

2358- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (124) ..

2359- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (16052) .

2360- تقدم (الحدیث 2185) .

2361- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (16065) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2362 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2363 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَعَّانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَّاءٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2364 - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرِ النَّمَارُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ سَوَّاءٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ مِنْ هَذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ .

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے پیر کے دن اسی ہفتے کی جمعرات کے دن اور اگلے ہفتے کے پیر کے دن۔

2365 - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّخُودِ عَنْ سَوَّاءٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں جمعرات اور پیر کے دن اور پھر اس کے بعد آنے والے ہفتے میں پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2366 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ

2362-اعردبه النسائي . تحفة الاشراف (16063) .

2363-اعردبه النسائي . تحفة الاشراف (16140) .

2364-اعردبه النسائي . تحفة الاشراف (18161) .

2365-احرجه ابو داود في الصرم، باب من قال الاثنين والخميس (الحديث 2451) . تحفة الاشراف (15796) .

2366-اعردبه النسائي . واحرجه النسائي في عمل اليوم واليلة، كم يقول ذلك (الحديث 764) . تحفة الاشراف (15811) .

وَكَانَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ .

☆ ☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹ جاتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے گیسو میں رکھ دیتے تھے اور چپے ہاتھ سے اپنے بستر پر لیٹ جاتے تھے۔

☆ ☆ رخسار مبارک کے نیچے رکھتے تھے آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2367 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَبَى أَنْبَاءُ أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ عَزِهِ كُلِّ شَهْرٍ وَقَلَّمَا يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے کے روشن دنوں (یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو) روزہ رکھا کرتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں میں صرف جمعہ کی رات کو عبادت الہی کے لئے مخصوص نہ کرو اسی طرح تمام دنوں میں صرف جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے مخصوص نہ کرو باں اگر تم میں سے کسی کے روزہ کے درمیان کہ جو وہ پہلے سے رکھتا چلا آ رہا ہے جمعہ پڑ جائے تو پھر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 563)

یہود نے ہفتہ کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور وہ صرف اسی دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اسی طرح عیسائیوں نے اتوار کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور صرف اسی دن کی بے انتہا تعظیم کرتے ہیں اور اسی دن مشغول رہتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس غلط طریقہ سے روک دیا کہ تم بھی ان دونوں فرقوں کی طرح صرف جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن کی جواہریت و فضیلت بیان کی ہے وہ تو برحق ہے اور اس دن کی اتنی ہی اہمیت و عظمت پیش نظر رہنی چاہئے اس میں کسی فرقہ کی مشابہت ہی کیوں نہ ہو مگر اپنی طرف سے اس کی تعظیم و تخصیص میں اضافہ نہ کرو یا پھر اس کی مخالفت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ وہ تمام اوقات میں عبادات و طاعات میں مشغول رہے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے کسی خاص وقت کو عبادت کے لئے مخصوص کر لینا اور بقیہ اوقات میں معطل پڑے رہنا قطعاً کارآمد نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ الا ان یکون فی صوم الخ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کا معمول تھا کہ وہ ہر دسویں گیارہویں روزہ رکھتا تھا اور اتفاق سے اسی دن جمعہ آ پڑا یا کسی شخص نے نذر مانی کہ میں فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور وہ تاریخ جمعہ کو پڑ گئی تو ان اعذار کی وجہ سے صرف جمعہ کے روزہ روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہوگا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ نماز تہجد کے لئے جمعہ کی شب کو مخصوص کر دینے کی اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ممانعت ہے

2367 - أخرجه أبو داود في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2450) - وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الجمعة (الحديث 742) - وأخرجه ابن ماجه في الطيام، باب في صيام يوم الجمعة (الحديث 1725) - محضراً - تحفة الأشراف

چنانچہ اس مسئلہ پر تمام علماء کا اتفاق ہے، نیز علماء نے صلوٰۃ الرغائب کو بدعت اور مکروہ قرار دینے کے سلسلے میں اس حدیث کو بطور دلیل اختیار کیا ہے صلوٰۃ الرغائب وہ نماز کہلاتی تھی جو بطور خاص ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جاتی تھی چنانچہ علماء نے اس نماز کی بدعت و برائی اور اس نماز کو اختراع کرنے والے کی گمراہی و ضلالت کی وضاحت کے لئے مستعمل طور پر بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

مولانا سخی فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث کے سلسلے میں شارحین نے جو مذکورہ بالا توجیہات بیان کی ہیں تو یہ ان حضرات کے مسلک کے مطابق ہیں جن کے نزدیک صرف جمعہ کا روزہ رکھنا معتبر ہے مگر حنفی مسلک کے مطابق اس حدیث کی ان توجیہات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حنفیہ کے ہاں صرف جمعہ کے روزہ رکھنا معتبر ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ صرف جمعہ کے روزہ رکھنا جائز ہے بلکہ درمختار میں تو اسے مستحب بیان کیا گیا ہے اس سلسلہ میں حنفیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ان تمام احادیث کے لئے ناخ ہو جن سے صرف جمعہ کے روزہ رکھنا ممنوع معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے روزہ نہ رکھے ہاں اس طرح رکھ سکتا ہے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(بخاری: مسلم مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 562)

مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے بلکہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ پنجشنبہ یا ہفتہ کے دن بھی روزہ رکھ لے اور اگر دونوں دنوں یعنی پنجشنبہ و ہفتہ کے دن اور اس کے ساتھ جمعہ کے دن گویا تینوں دن روزہ رکھے تو بہتر ہے حدیث میں صرف جمعہ کے روزہ رکھنے کی ممانعت ذکر فرمائی گئی ہے وہ نہیں تنزیہی کے طور پر ہے علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک صرف جمعہ کے روزہ رکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

2368 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ يَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيْ الصُّحَى وَأَنْ لَا آتَامَ إِلَّا عَلَى وَثْرٍ وَصِيَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں چاشت کی دو رکعات ادا کیا کروں اور سونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کروں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔

2369 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُورَاءَ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرَّى فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ

2368 - (مردہ السانی، وسیاتی والحديث 2404 و 2405 و 2406) - تحفة الاشراف (12190) .

2369 - (خرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2006) - وخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، والحديث

وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ .

☆ ☆ عبید اللہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا ان سے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے کسی دن کو دیگر تمام ایام سے افضل سمجھتے ہوئے اہتمام کے ساتھ صرف رمضان کے مہینے میں روزہ رکھا ہے یا عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے۔

2370 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سَفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ آيَنَ عَلِمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي هَذَا الْيَوْمِ إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ .

☆ ☆ حمید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں میں نے عاشورہ کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس دن کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے جو شخص (آج کے دن) روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھ لے۔

2371 - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ صَبَاحٍ عَنْ هُبَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ قَالَتْ حَدَّثَنِي بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَتِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ أَوَّلِ الثَّلاثِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ .

☆ ☆ ہبیدہ بن خالد اپنی اہلیہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم ﷺ عاشورہ کے دن 9 ذوالحجہ کے دن ہر مہینے کے تین دنوں یعنی مہینے کے سب سے پہلے پیر اور (ابتدائی دو) جمعراتوں کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں روایت میں عطاء سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2372 - أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ (نقلی) روزہ رکھے اس نے (درحقیقت) روزہ نہیں رکھا۔

2370- أخرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2003). وأخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء (الحديث 126). نسخة الاشراف (11408).

2371- أخرجه أبو داود في الصوم، باب في صوم العشر (الحديث 2437)، وباب من قال الاثنين والخميس (الحديث 2452) محصراً. وسنن أبي داود (الحديث 2416 و 2417 و 2418). نسخة الاشراف (18287).

2372- أخرجه النسائي، وسنن أبي داود (الحديث 2373 و 2374 و 2375). نسخة الاشراف (7330 و 8601).

2373 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح وَآبِنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (درحقیقت) نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2374 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَعُقْبَةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ فَلَا صَامَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2375 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ فَلَا صَامَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2376 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَابْنَ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر و ابن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا بھی نہیں ہے اور چھوڑا بھی نہیں ہے۔

2377 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ أَنَّ

2373-تقدم (الحديث 2372) .

2374-تقدم (الحديث 2372) .

2375-تقدم (الحديث 2372) .

2376-أخرجه البخاري في التهجد، باب 20 . (الحديث 1153) بمعناه، وفي الصوم، باب حق الأهل في الصوم (الحديث 1977) مطولاً، وباب صوم دأود عليه السلام (الحديث 1979) مطولاً، وفي أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالى (واتيا داود زبوراً) (الحديث 3419) بمعناه . وأخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرره أو فوت به حقاً أو لم يفطر العبدین و التشریق و بیان تفضیل صوم يوم و الفطار يوم (الحديث 186 و 187) و مسألي (الحديث 2377 و 2396 و 2397 و 2399 و 2400) . وأخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صوم الدهر (الحديث 1706) . وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) . نسخة الأشراف (8635 و 8972) .

2377-تقدم (الحديث 2372) .

ابا العباس الشاعر أخبره أنه سمع عبد الله بن عمرو بن العاص قال بلغ النبي صلى الله عليه وسلم أنني أصوم أسرُّ الصوم وساق الحديث . قال قال عطاء لا أدري كيف ذكر صيام الآبد لا صام من صام الآبد .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے۔
عطاء نامی راوی بیان کرتے ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے ہمیشہ روزے رکھنے کا ذکر کس طرح کیا کہ جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے گویا روزہ رکھا ہی نہیں۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کے سبب کا بیان

حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارہ میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر تمہارے اہل و عیال کا بھی حق ہے اس لئے رمضان میں اور ان ایام میں جو رمضان سے متصل ہیں یعنی شش عید کے روزے رکھو نیز زیادہ سے زیادہ ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو، اگر تم نے یہ روزے رکھ لئے تو سمجھ کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 572)

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ روزے رکھنے کی وجہ سے چونکہ ضعف لاحق ہو جاتا ہے جس کی بناء پر نہ صرف یہ کہ ادائیگی حقوق میں تعطل پڑتا ہے بلکہ دوسری عبادات میں بھی نقصان اور مجرور واقع ہوتا ہے لہذا اسی سبب سے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے ہاں جس شخص کو اس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو تو اس کے لئے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہوگا بلکہ مستحب ہوگا اسی طرح دائمی روزے کی ممانعت کے سلسلہ میں منقول احادیث میں اور ان مشائخ و سلف کے عمل میں کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مذکورہ بالا وضاحت سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے نیز ہو سکتا ہے کہ یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث سے پہلے ارشاد فرمائی ہوگی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

علامہ ابن ہمام وغیرہ کے وہ اقوال نقل کئے گئے تھے جن میں سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ ہمیشہ کے روزے رکھنے مستحب مکروہ ہیں اور درمختار نہیں بھی یہی منقول ہے کہ دائمی طور پر روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ یہاں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا اسی وقت مکروہ ہے جب کہ روزہ دار کے ضعف و ناتوانی میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو مگر ضعف کا خوف نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہوگا، لہذا ان تمام اقوال میں مطابقت پیدا کی جائے کہ جن اقوال سے دائمی روزوں کا مطلقاً مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے درحقیقت ان کا محمول بھی خوف ضعف ہے یعنی ان اقوال کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر ضعف کا خوف ہو تو دائمی روزے مکروہ ہوں گے ورنہ نہیں۔

باب النہی عن صیام الذہر و ذکر الاختلاف

علی مطرف بن عبد اللہ فی الخبر فیہ

یہ باب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس بارے میں منقول روایت میں

مطرف بن عبد اللہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2378 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَتَانَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْخِ عَنْ

أَخِيهِ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فُلَانًا لَا يَفْطُرُ نَهَارًا الذَّهْرَ . قَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆ ☆ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! فلاں شخص ہمیشہ دن کے وقت روزہ رکھتا ہے تو نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے نہ ہی روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2379 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الشَّيْخِ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ عَنْهُ رَجُلٌ يَصُومُ الذَّهْرَ قَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆ ☆ مطرف بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ کے سامنے کسی

ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اس کو چھوڑا

ہے۔

2380 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ

بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْخِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي صَوْمِ الذَّهْرِ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆ ☆ مطرف بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے

بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی روزہ چھوڑا۔

باب ذکر الاختلاف علی غیلان بن جریر فیہ

اس بارے میں منقول روایت میں غیلان بن جریر سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2381 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَتَانَا أَبُو هَلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا غِيلَانُ

2378 - انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10858) .

2379 - سياتي (الحديث 2380) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1705) . تحفة الاشراف (5350) .

2381 - انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10665) .

2380 - تقدم (الحديث 2379) .

وَهُوَ ابْنُ جَرِيرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيُّ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا لَا يَفْطِرُ مِنْذُ كَذَا وَكَذَا . فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ہمارا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس شخص نے فلاں فلاں وقت سے کبھی کوئی روزہ نہیں چھوڑا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اسے چھوڑا ہے۔

2382 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غِيلَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ فَقَضِبَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا . وَسُئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ .

☆☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے آپ کے روزہ رکھنے (شاید اس سے مراد صوم وصال ہے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے اسلام کے ذین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے سے راضی ہیں (یعنی ان پر ایمان رکھتے ہیں) نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے (یہاں الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

باب سَرْدِ الصِّيَامِ

یہ باب مسلسل روزے رکھنے کے بیان میں ہے

2383 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حُمْزَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَسْلَمِيِّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَاصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ إِنْ شِئْتَ أَوْ أَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا انہوں نے

2382- اخرجہ مسلم فی الصیام، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شہر وصوم یوم عرفة و عاشوراء و الاثین و الحمیس (الحديث 196 و 197) مطرلاً . و اخرجہ ابو داؤد فی الصوم، باب فی صوم الدهر تطوعاً (الحديث 2425 و 2426) مطرلاً . و سیاتی (الحديث 2386) مطرلاً . و اخرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی فضل صوم عرفة (الحديث 749) . و ابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی صیام داؤد علیہ السلام (الحديث 1713)، و باب صیام یوم عرفة (الحديث 1730)، و باب صیام یوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117)

2383- اخرجہ مسلم فی الصیام، باب التخییر فی الصوم و الفطر فی السفر (الحديث 104) . و اخرجہ ابو داؤد فی الصوم، باب الصوم فی السفر (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (16857) .

عرض کی یا رسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہے تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب صَوْمِ ثُلَاثِي الدَّهْرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ

یہ باب ہے کہ دو تہائی زمانے میں روزے رکھنا اس بارے میں منقول حدیث کو نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2384 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ . قَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمْ الدَّهْرَ . قَالُوا فَثُلَاثِيهِ قَالَ أَكْثَرَ . قَالُوا فَنِصْفُهُ قَالَ أَكْثَرَ . ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَخْبَرُكُمْ بِمَا يَذْهَبُ وَحَرَ الصَّدْرِ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆ ☆ عمرو بن شرحبیل ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: لداں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش تھی کہ وہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا۔ لوگوں نے عرض کی: اگر دو تہائی زمانے میں روزہ رکھ لیا جائے (یعنی ہر مہینے میں 20 روزے رکھے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں لوگوں نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی اگر مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کے نتیجے میں ذہن کی الجھن دور ہو جاتی ہے وہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔

2385 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمْ الدَّهْرَ شَيْئًا . قَالَ فَثُلَاثِيهِ قَالَ أَكْثَرَ . قَالَ فَنِصْفُهُ قَالَ أَكْثَرَ . قَالَ أَفَلَا أَخْبَرُكُمْ بِمَا يَذْهَبُ وَحَرَ الصَّدْرِ . قَالُوا بَلَى . قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆ ☆ عمرو بن شرحبیل بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ نقلی روزے رکھتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے اس شخص نے کبھی کچھ نہ کھایا ہو (یعنی رات کے وقت بھی بھوکا رہا ہو) اس شخص نے عرض کی: اگر دو تہائی ہو (یعنی اگر وہ مہینے میں 20 دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں اس نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ زیادہ ہیں

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کے نتیجے میں ذہن کی اُبھھن ختم ہو سکتی ہے لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2386 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يَفْطُرْ . قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذَلِكَ صَرُّمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي أُطِيقُ ذَلِكَ . قَالَ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ هَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ .

☆ ☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کا کیا معاملہ ہوگا جو ہر وقت روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ روزے رکھتا ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔ (یہاں الفاظ میں راوی کو کچھ شک ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا کوئی شخص ایسا کرنے کی طاقت رکھتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حال ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حکم ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن روزہ نہیں رکھتا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے میں ایسا کر سکتا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا اور ہر سال رمضان میں روزے رکھنا یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے (یعنی سارا سال روزے رکھنے کے مترادف ہے)۔

شرح

سائل کو تو چاہئے تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارہ میں سوال کرتا کہ میں نفل روزہ کیونکر اور کب کب رکھوں؟ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے احوال و کوائف کے مطابق اسے کوئی جواب دیتے مگر وہ اپنے بارہ میں پوچھنے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارہ میں پوچھ بیٹھا جو ظاہر ہے کہ آداب نبوت کے نہ صرف خلاف ہی تھا بلکہ یہ ایک حد تک گستاخی بھی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و کوائف بالکل دوسری نوعیت کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں کثرت و قلت کے

2386- اخرجہ مسلمہ فی الصیام، باب استحباب صیام ثلاثہ ايام من شهر و صوم يوم عرفة و عاشوراء و الاثنين و الخميس (الحديث 196 و

197) و اخرجہ ابو داود فی الصوم، باب فی صوم الدهر تطوعاً (الحديث 2425 و 2426) . وابن ماجہ فی الصیام، باب ما جاء فی صیام داود

عليه السلام (الحديث 1713) . والحدیث عند: الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی فضل صوم عرفة (الحديث 749) . والسانی فی الصیام

- کبر الاحتملاف علی غیلان بن جریر فیہ (الحديث 2371 و 2372) . وابن ماجہ فی الصیام، باب صیام يوم عرفة (الحديث 1730) ، و باب صیام

يوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117) .

بھی اسرار و مصالح تھے اور ظاہر ہے کہ اسرار و مصالح ہر شخص کے افعال و عبادات میں نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے مسائل و مصالح ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی اور باہر سے آنے والے مہمانوں کی خاطر و مدارات اور ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہا کرتے تھے ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزہ کثرت سے رکھتے۔ من یصوم الدہر کلہ (جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟)

مسائل درحقیقت یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا مگر چونکہ اس نے اسلوب غلط اختیار کیا اس لئے اسی سوال کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس انداز سے نہایت ہی ادب و عاجزی کے ساتھ پوچھا کہ جو شخص ہمیشہ نفل روزہ رکھتا ہے اس کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ آیا وہ شخص اپنے اس عمل کی وجہ سے شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جملہ لا صام ولا افطر ارشاد فرمایا اس کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہ جملہ یا تو ایسے شخص کے لئے بطور تنبیہ و عابد ہے یا پھر یہ کہ اس شخص کے حال کی خبر ہے کہ نہ تو اس شخص نے روزہ رکھا کیونکہ اس طرح روزہ رکھنا شریعت کے حکم کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی وہ بغیر روزہ رہا کیونکہ کھانا پینا اور تمام چیزیں اس نے ترک کئے رکھیں۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اس شخص کے حق میں ہے جو ممنوع روزے بھی رکھے یعنی تمام سال روزے رکھے حتیٰ کی عیدین اور ایام تشریق میں بھی روزے رکھنا چھوڑے ہاں اگر کوئی شخص ان ممنوع ایام میں روزے نہ رکھے تو یہ ارشاد اس کے حق میں نہیں ہوگا اور ان ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حضرت ابو طحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ ان ممنوع ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں منع فرماتے تھے یا پھر یہ کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ اس طرح روزے رکھنا، جسم انسانی کو ضعیف و ناتواں کر دیتا ہے جس کی بناء پر ایسا شخص جہاد اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے لہذا ہمیشہ روزہ رکھتا اگر کسی شخص کو ضعف و ناتوانی میں مبتلا نہ کرے تو اس کے لئے ہمیشہ روزے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حنفی محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس سے ضعف و ناتوانی لاحق ہو جاتی ہے اسی طرح فتویٰ عائلیہ اور درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ صوم دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) مکروہ ہے۔ و یطیق ذالک احد (کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے؟) کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دو دن روزہ سے اور ایک دن بغیر روزہ رہنے پر قادر ہو اور اس میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اس طرح روزہ رکھ سکے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح روزہ رکھنا افضل ہے۔ ذالک صوم داؤد (یہ حضرت داؤد کا روزہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کا یہ طریقہ نہایت معتدل ہے اور اس میں عبادت و عادت کی رعایت بھی ہے اسلام چونکہ تمام مذاہب آسمانی کا ایک حسین سنگم ہے اس لئے مذہب نے ہر معاملہ میں توازن اور اعتدال کی راہ دکھائی ہے اس کے نظریات و اعمال میں نہ افراط ہے نہ تفریط چنانچہ اس لئے بعض مفکرین اسلام نے یہ

کلیہ بیان کیا ہے کہ حصول علم میں اس انداز سے سعی و کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی وجہ سے عمل کی راہیں مسدود نہ ہو جائیں اور اعمال میں بھی اس طریقہ سے مشغولیت نہ ہو کہ اس کی وجہ سے علم کی روشنی حاصل نہ ہو سکے حاصل اس کلیہ کا یہ ہے کہ حصول علم کی بہت زیادہ سعی و کوشش عمل سے نہ روک دے اور عمل میں بے مشغولیت علم سے بے بہرہ نہ کر دے بلکہ اعتدال اور توازن کے ساتھ دونوں راہوں کو اپنایا جائے اسی لئے کہا گیا ہے کہ خیر الامور اوسطها و شرها تغریطها و افراطها یعنی کسی چیز کی بھڑائی و بہتری کے ساتھ درمیانی راہ میں پوشیدہ ہے اور اس کی برائی حد سے زیادہ زیادتی اور حد سے زیادہ کمی کو اختیار کرنے میں ہے نیز اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ۔

أَفْضَلُ الصَّيَامِ صَوْمُ دَاوُدَ عَلِيهِ السَّلَامُ يَعْنِي لِفُلِّ رُزُولٍ مِنْ سَبْعٍ بِهَرِّ رُزْوَةٍ حَضَرَتْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَأَنَّهُ يَوْمٌ وَرَدَتْ أُنَى طَوَقٍ (میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت میسر آ جائے) یعنی یہ میری عین پسند ہے کہ حق تعالیٰ مجھے اتنی طاقت اور قوت عطا فرمائے کہ ہر چوتھے دن روزہ رکھوں یعنی ایک دن تو روزہ رکھوں اور دو دن بغیر روزہ رہوں اور اس سلسلہ میں دوسرے حقوق اور مسلمانوں کے مصالح میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ گویا اس ارشاد سے اس طرف اشارہ ہے کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا الا یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے میرے اندر یہ طاقت و قوت ودیعت فرمادی جائے حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفل روزہ رکھنے کے سلسلہ میں اس صورت کو بھی پسند فرمایا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب عدم طاقت اس پر عمل نہیں فرمایا۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَافْطَارِ يَوْمٍ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ الْفَاطِ النَّاقِلِينَ

فِي ذَلِكَ لِحَبْرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ

یہ باب ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

2387 - قَالَ وَبَيْنَمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ رکھنے کا طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ ہے جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

2388 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ

2387- أخرجه البخاري في الصوم، باب صوم يوم والطار يوم (الحديث 1978)، وفي فضائل القرآن، باب في كم يقرأ القرآن (لحديث 5052) مطرولاً. وأخرجه النسائي في فضائل القرآن، في كم يقرأ القرآن (الحديث 91)، وسبأني (الحديث 2388 و 2389) مطرولاً نحوه الإشراف (8916).

2388- تقدم (الحديث 2387).

قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَبِي أُمِّرَةَ ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَأْتِيهَا فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا فَقَالَتْ يَوْمَ الرَّجُلِ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَفْتِشْ لَنَا كَفًّا مِنْدُ آتِنَاهُ . فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْتَبِهِ بِهِ . فَاتَيْنَاهُ مَعَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ . قُلْتُ كُلَّ يَوْمٍ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَأَفْطِرْ يَوْمًا . قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَوْمُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ .

☆ ☆ مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: میرے والد نے ایک صاحب حیثیت عورت کے ساتھ میری شادی کر دی ایک مرتبہ میرے والد اس کے پاس آئے اور اس سے اس کے شوہر کے بارے میں دریافت کیا تو اس خاتون نے کہا: وہ بہت اچھے آدمی ہیں کیونکہ میں جب سے ان کے ہاں آئی ہوں انہوں نے کبھی میرے لیے بستر نہیں بچھایا اور کبھی مجھے چھوا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے والد نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے لے کر میرے پاس آنا میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا: تم روزہ کیسے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: روزانہ آپ نے فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دو دن روزے رکھ لیا کرو اور ایک دن نہ رکھا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم روزہ رکھنے کے سب سے بہترین طریقے کے مطابق روزہ رکھو جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2389 - أَخْبَرَنَا أَبُو حَاصِبٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا غَبَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَنَسٍ أَنَّ زَوْجَتِي أَبِي أُمِّرَةَ فَجَاءَ بِزَوْرِهَا فَقَالَ كَيْفَ تَرَيْنَ بَعْلَكَ فَقَالَتْ يَوْمَ الرَّجُلِ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ وَلَا يَفْطِرُ النَّهَارَ . فَوَقَعَ بِي وَقَالَ زَوْجُكَ أَمْرًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَضَلْتَهَا . قَالَ فَجَعَلْتُ لَا آتِيهِ إِلَى قَوْلِهِ مِمَّا أَرَى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالْإِجْتِهَادِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِكَيْتِي أَنَا أَقْوَمُ وَأَنَا أَصُومُ وَالْفِطْرُ لَكُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ . فَقُلْتُ أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا . قُلْتُ أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ . قَالَ اقْرَأِ الْقُرْآنَ لِي كُلِّ شَهْرٍ . ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقْوَى مِنَ ذَلِكَ .

☆ ☆ مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے میرے والد نے ایک خاتون کے ساتھ میری شادی کر دی میرے والد اس خاتون سے ملنے کے لیے آئے اور دریافت کیا: تمہارا میاں کیسا ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا: وہ رات کے وقت سوتے نہیں ہیں اور دن کے وقت روزہ چھوڑتے نہیں ہیں میرے والد مجھ پر ناراض ہوئے اور بولے: میں

نے تمہاری ایک مسلمان خاتون کے ساتھ شادی کی ہے اور تم نے اسے مشکل میں مبتلا کر دیا ہے لیکن میں نے اپنے والد کی بات کی طرف توجہ نہیں کی کیونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میرے اندر یہ قوت موجود ہے میں اتنا مجاہدہ کر سکتا ہوں اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں تو (رات کے وقت) نوافل بھی ادا کرتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور روزہ چھوڑ بھی دیتا ہوں تو تم نوافل ادا کر بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو روزہ رکھ بھی لیا کرو (رات کے وقت) روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور روزہ چھوڑ بھی دیتا ہوں: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے اور روزہ چھوڑ بھی دیا کرو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو تم ایک دن زیادہ کی قوت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: تم مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو یہاں تک کہ آپ نے پندرہ دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دی تو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

2390 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجْرَتِي فَقَالَ أَلَمْ أَتُخَبِّرْكَ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ . قَالَ بَلَى . قَالَ فَلَا تَفْعَلَنَّ نَمَ وَقُمْ وَصُمْ وَأَفِطِرْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لَجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لَصَدِيقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّهُ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمْرٌ وَإِنَّهُ حَسْبُكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا . قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةَ فَشَذْتُ فَشَذَّ عَلَيَّ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ . قُلْتُ إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَشَذَذْتُ فَشَذَّ عَلَيَّ . قَالَ صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . قُلْتُ وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ يَصُفُّ الدَّهْرَ .

☆ ☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا تم (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی پڑھ لیا کرو (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیا کرو اور (کسی دن) چھوڑ بھی دیا کرو کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے تمہارے دوست کا تم پر حق ہے ہو سکتا ہے تمہاری عمر لمبی ہو تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو تو یہ پورا مہینہ روزہ رکھنے کے مترادف ہوگا کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے عرض کی: میں اپنے اندر یہ قوت پاتا ہوں (کہ میں اس سے

2390 - أخرجه البخاري في الصوم، باب حق الصيف في الصوم (الحديث 1974) مختصراً باب حق الجسم في الصوم (الحديث 1975) وفي الأدب، باب حق الصيف (الحديث 6134) والكاح، باب لزوجك عليك حق (الحديث 5199) - وأخرجه مسلم في الصيام، باب النبي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقاً أو لم يخطر العبدن والتشريق وبين تفضيل صوم يوم و الطار يوم (الحديث 182 و 183) مطولاً - وسياقي (الحديث 2392) - تحفة الأشراف (8960) .

زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے سختی کو اختیار کیا تو مجھ پر سختی کی گئی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں میں نے سختی کو اختیار کیا تو مجھ پر سختی کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو میں نے عرض کی: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا)۔

2391 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قَالَ ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَقُولُ لَا قَوْمَ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا صَوْمَ مِنَ النَّهَارِ مَا عِشْتُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذَلِكَ . فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَتَمَّ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ . قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ . فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَغْدَلُ الصِّيَامِ . قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو لَأَنْ أَكُونَ قَبْلُكَ الثَّلَاثَةَ الْآيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) یہ کہتے ہیں: جب تک میں زندہ رہوں گا رات بھر نوافل ادا کرتا رہوں گا اور دن کے وقت روزہ رکھا کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے (مجھ سے) دریافت کیا: کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھ پاؤ گے تم روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی ادا کر لیا کرو ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو کیونکہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے تو یہ ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھنے کے مترادف ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور دو دن روزہ نہ رکھا کرو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو اور یہ حضرت

2391 - أخرجه البخاري في الصوم، باب حق الأهل في الصوم (الحديث 1976)، وفي إحداهن النبلاء، باب قوله تعالى (واجب داود ربورا) (الحديث 3418). وأخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضر به أو فوت به حقا أولم يفتطر العيدين والتشريق وبيان تفصيل صوم يوم وافتطار يوم (الحديث 181). وأخرجه أبو داود في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعا (الحديث 2427). تحفة الأشراف (8645).

داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے اور یہ روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

(بعد میں جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی عمر زیادہ ہو گئی) تو وہ یہ فرمایا کرتے تھے: میں اگر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کو قبول کر لیتا تو یہ بات میرے نزدیک میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب تھی۔

2392 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ أَيْ عَمِّ حَدَّثَنِي عَمَّا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي كُنْتُ أَجْمَعْتُ عَلَى أَنْ أَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيدًا حَتَّى قُلْتُ لَا صُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَا قُرْآنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَانِي حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ فِي دَارِي فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّكَ قُلْتَ لَا صُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَا قُرْآنَ الْقُرْآنِ . فَقُلْتُ قَدْ قُلْتُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ . قُلْتُ إِنِّي أَقْوَى عَلَى أَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنْ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ . قُلْتُ فَإِنِّي أَقْوَى عَلَى أَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ آعَدَ الصِّيَامَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمًا صَائِمًا وَيَوْمًا مُفْطِرًا وَأَنَّهُ كَانَ إِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ وَإِذَا لَاقَى لَمْ يَفِرَّ .

☆ ☆ ابوسلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: اے چچا جان! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو نبی اکرم ﷺ نے آپ سے ارشاد فرمایا ہو تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں شدید مجاہدہ کروں گا یہاں تک کہ میں نے یہ طے کیا کہ میں ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھا کروں گا اور روزانہ ایک مرتبہ پورے قرآن کی تلاوت کیا کروں گا نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ میرے پاس تشریف لائے آپ میرے گھر میرے ہاں آئے آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے تم یہ کہتے ہو کہ میں پورا مہینہ روزے رکھا کروں گا۔ اور قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کروں گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ہفتے میں دو دن ہیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزے کے مطابق روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور جب وہ کوئی وعدہ کرتے تھے تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے اور جب دشمن کے سامنے آتے تھے تو راہ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

باب ذکر الزیادۃ فی الصیام والنقصان

و ذکر اختلاف الناقِلین لِخبر عبد اللہ بن عمرو فیہ

یہ باب ہے کہ (نقلی) روزوں میں کمی اور اضافے کا تذکرہ اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

کی حدیث نقل کرنے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2393 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ قَبَاضٍ سَمِعْتُ أَبَا عِيَّاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللَّهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھا کرو تمہیں باقی دنوں کا اجر مل جائے گا انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم دو دن روزے رکھ لیا کرو تمہیں باقی رہنے والا اجر مل جائے گا انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تین دن روزے رکھا کرو تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم چار دن روزے رکھا کرو تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والے طریقے کے مطابق روزہ رکھو جو حضرت داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2394 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمَ فَقَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرِيَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّعَةِ . فَقُلْتُ إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّعَةِ . فَقُلْتُ إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّعَةِ . فَقُلْتُ إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا .

2393- اخرجہ مسلم فی الصیام، باب الہی عن صوم النہر لمن تضرر بہ او فوت بہ حقاً او لم یفطر العیدین و التشریق و بیان تفصیل صوم

یوم و الفطار یوم (الحديث 192) . میاتی (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (8896) .

2394- انوردہ السانی . تحفة الاشراف (8971) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے روزہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی 9 کا اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: تم 9 دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی 8 دنوں کا بھی اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: تم آٹھ دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی سات دنوں کا بھی اجر حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں پھر ہمارے درمیان اسی حوالے سے گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2395 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَآخِرُ بَنِي زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ عَشْرَةٍ . فَقُلْتُ زِدْنِي . فَقَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ . قُلْتُ زِدْنِي . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ ثَمَانِيَةٍ .

قال ثابت قد كُتِرَ ذَلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ مَا أَرَاهُ إِلَّا يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْأَجْرِ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ . ☆☆ شعیب بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں دس کا ثواب مل جائے گا میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں 9 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں 8 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا۔

ثابت کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ مطرف سے کیا تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح ان کے عمل میں اضافہ ہوتا رہا اور اجر میں کمی ہوتی چلی گئی۔
روایت کے الفاظ محمد بن ابی راوی کے ہیں۔

باب صَوْمِ عَشْرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاجْتِلَافِ الْفَاطِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دس دن روزے رکھنا اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

کی نقل کردہ حدیث میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2396 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي سَبَاطٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ حَيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ . قَالَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ وَلَكِنْ أَذْلِكَ عَلَى صَوْمِ الذَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ خَمْسَةَ أَيَّامٍ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ عَشْرًا . فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس کے ذریعے صرف بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا میں تمہاری ہمیشہ والے روزے کی طرف رہنمائی کرتا ہوں (یعنی جس کے نتیجے میں پورا مہینہ روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا) ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا: پھر پانچ دن روزے رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: دس دن روزہ رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2397 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا أُمِّيَّةٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ - وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ صَدُوقًا - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثُ .

☆☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ بات منقول ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

2398 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ - هُوَ الشَّاعِرُ - يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

2396- أخرجه البخاري في الصوم، باب صوم الدهر (الحديث 1977)، وباب صوم داود عليه السلام (الحديث 1979)، وفي أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالى (واتينا داود زبوراً) (الحديث 3419). وأخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقاً أو لم يفطر العيدين والتشريق وبيان تفضيل صوم يوم و الفطار يوم (الحديث 186 و 187). وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) مختصراً. وأخرجه النسائي في الصيام، صوم عشرة أيام من الشهر و اختلاف الفاظ القلين لحبر عبد الله بن عمرو فيه (الحديث 2397 و 2398 و 2399 و 2400) والحديث عند البخاري وفي التهجد، باب 20. (الحديث 1153)، والنسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على عطاء في الخبر فيه (الحديث 2376 و 2377) وابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1706). تحفة الاشراف (8635).

2397- تقديم (الحديث 2376).

2398- تقديم (الحديث 2376).

وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ تَصُومُ الذَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ إِلَّا بَدَّ صَوْمُ الذَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الذَّهْرِ كُلِّهِ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! تم پورا مہینہ روزے رکھتے ہو اور رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اگر تم ایسا کرو گے تو اس صورت میں تمہاری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور تمہارا جسم کمزور ہو جائے گا جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے ہر مہینے میں تین روزے رکھے جائیں تو یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا مترادف ہوگا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو وہ راہ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا بیان

2399 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتَّى قَالَ فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ . وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتَّى قَالَ صُمْ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مسلسل گزارش کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: پانچ دن میں (ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو) آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مزید گزارش کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کے سب سے پسندیدہ طریقے کے مطابق روزہ رکھو جو حضرت داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

کم مدت میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا یعنی ختم کیا اس نے قرآن کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم رقم الحدیث، 717)

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہاں یہ مراد ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا وہ قرآن کے

ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن کے حقائق و معارف اور دقائق و نکات تک اس و رسائی بھی نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے بڑی سے بڑی عمریں ناکافی ہوتی ہیں نہ یہ بلکہ اس مختصر سے عرصہ میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمہ کے حقائق و نکات بھی سمجھ میں نہیں آ سکتے نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے نہ کہ ثواب کی نفی یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہے پھر یہ کہ لوگوں کی سمجھ میں بھی تفاوت و فرق ہے بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے وہ کم عرصہ میں جی قرآنی حقائق و دقائق کو سمجھ لیتے ہیں جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے جن کے لئے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے چنانچہ ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے چنانچہ بعض لوگ تو ایک رات دن میں ایک بار اور بعض لوگ دو دو بار اور بعض لوگ تین تین بار قرآن ختم کرتے تھے بلکہ بعض لوگوں کے بارہ میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں یہ خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق باعتبار اشخاص کے مختلف ہے یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو کم فہم ہوتے ہیں اور جو اگر تین دن سے کم میں قرآن ختم کریں تو اس کے ظاہر معنی بھی نہ سمجھ سکتے ہوں پھر ان کے نزدیک بات یہ ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے ثواب ملے گا۔ بعض لوگ دو مہینے میں ایک قرآن ختم کرتے تھے بعض لوگ دس دن میں اور بعض لوگ سات دن میں ایک قرآن ختم کر دیتے تھے چنانچہ اکثر صحابہ و غیر ہم کا یہی معمول تھا کہ وہ سات دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قرآن سات میں ختم کرو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے کا بیان

2400 - أَخْبَرَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ يَقُولُ إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَلَمَّا لَقِيَهُ قَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفِطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلُ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلَا هَلْكَ حَظًّا وَصُمْ وَأَفِطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ . قَالَ إِنِّي أَقْوَى لِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ إِذَا . قَالَ وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ . قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفِطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفْطِرُ إِذَا لَاقَى . قَالَ وَمَنْ لِي بِهَذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ میں مسلسل

روزے رکھتا ہوں اور رات بھر نوافل ادا کرتا رہتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلوایا شاید نبی اکرم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے تم روزے رکھتے رہتے ہو اور کوئی روزہ نہیں چھوڑتے ہو اور رات بھر نفل ہی پڑھتے رہتے ہو تم ایسا نہ کیا کرو کیونکہ تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے تمہاری جان کا بھی حصہ ہے تمہاری بیوی کا بھی حصہ ہے تم نفلی روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) نماز پڑھ بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو تم ہر دن میں سے ایک دن روزہ رکھا کرو تمہیں 9 کاجر حاصل ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: حضرت داؤد کیسے روزہ رکھا کرتے تھے اے اللہ کے نبی! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے اور جب وہ دشمن کے سامنے آتے تھے تو راہ فرار اختیار نہیں کرتے تھے تو حضرت عبداللہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ایسے کون کر سکتا ہے (یعنی دشمن کے سامنے کون راہ فرار اختیار کر سکتا ہے)۔

باب صِیَامِ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں پانچ دن روزہ رکھنا

2401 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ قَالَ أُنْبَأَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَدَّاءُ -

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَدَحْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي فَقَدْ خَلَّ عَلَيَّ فَالْقَيْتُ لَهُ وَسَادَةَ آدَمَ رُبْعَةَ حَشْوَهَا لَيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتْ الْوَسَادَةُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ خَمْسًا . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ سَبْعًا . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ نِسْعًا . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِیَامُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ .

☆ ☆ ابو محسبان کرتے تھے: میں تمہارے والد زید کے ہمراہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کے سامنے میرے روزہ رکھنے کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے میں نے آپ کے سامنے چمڑے سے بنا ہوا تکیہ پیش کیا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے آپ زمین پر تشریف فرما ہوئے وہ تکیہ میرے اور آپ کے درمیان آ گیا آپ نے فرمایا: کیا مہینے میں تین روزے رکھنا تمہارے لیے کافی نہیں ہے! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت

2401- أخرجه البحاري في الصوم، باب صوم داود عليه السلام (الحديث 1980)، وفي الاستغفار، باب من اتقى له وسادة (الحديث

6277). وأخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرره أو فوت به حقاً أو لم يفتقر العبدین و التشریق و باین تفصیل صوم

یوم و الطار یوم (الحديث 191). تحفة الاشراف (8969).

دیکھئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گیارہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ روزہ نہیں ہوتا جو نصف مہینہ ہوتا تھا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

باب صیام اربعۃ ایام من الشهر

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں چار روزے رکھنا

2402 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ قَبِيصٍ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِيَّاضٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ .

قَالَ صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ . قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمًا .

☆ ☆ ابو عیاض بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

تم مہینے میں ایک دن روزہ رکھا کرو تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: تم چار دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں باقی کا اجر مل جائے گا میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ رکھنے کا سب سے افضل طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

باب صوم ثلاثة أيام من الشهر

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزے رکھنا

2403 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ لَا أَدْعُهُنَّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى أَبَدًا أَوْ صَانِي بِصَلَاةٍ

الضَّحَىٰ وَبِالْوُتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ -

☆☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے حبیب (نبی اکرم ﷺ) نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی تھی جنہیں اگر اللہ نے چاہا تو میں کبھی نہیں چھوڑوں گا آپ نے مجھے چاشت کی نماز ادا کرنے کی سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کی تلقین کی تھی۔

2404 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ أُنَبِّئُكَ أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ يَنْوُمُ عَلَىٰ وَتْرِ وَالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ -

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے تین باتوں کی ہدایت کی تھی سونے سے پہلے وتر ادا کرنا جمعہ کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2405 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ بَحِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُكْعَتَيِ الضَّحَىٰ وَأَنَّ لَا آتَامَ إِلَّا عَلَىٰ وَتْرِ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ -

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے چاشت کی دو رکعات ادا کرنے کے وتر ادا کرنے کے بعد سونے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

2406 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَوْمٍ عَلَىٰ وَتْرِ وَالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ -

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی جمعہ کے دن غسل کرنے کی اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَىٰ أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ

أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو

نقل کرنے میں ابو عثمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2407 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

صبر (والے مہینے رمضان) اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2408 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّائِيُّ بِالْكُوفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ . ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا) .

☆ ☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہے اس نے ہمیشہ روزے رکھے پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں

یہ کہا ہے:

”جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اسے دس گنا اجر ملتا ہے۔“

2409 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَّارٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ أَوْ فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ . شَكَ عَاصِمٌ .

☆ ☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر مہینے

میں تین دن روزے رکھتا ہے تو اس نے گویا پورے مہینے کے روزے رکھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے پورا مہینہ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے یہ شک عاصم نامی راوی کو ہے۔

2410 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ صِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆ ☆ حضرت عثمان بن ابوالعاص بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

2407- اضرابه الساني . تحفة الاشراف (13621) .

2408- اخرجہ الترمذی فی الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 762) بحره . وسبانی (الحديث 2409) بحره
واخرجہ ابن ماجه فی الصيام، باب ما جاء فی صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 1708) . تحفة الاشراف (11967) .

2409- تقدم (الحديث 2408) .

2410- اضرابه الساني، وسبانی (الحديث 2411) . تحفة الاشراف (9772) .

بہترین روزے یہ ہیں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے جائیں۔

2411 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ أَتَانَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ

بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ عَلِمْتُ أَنَّ أَبِي الْعَاصِ نَحْوَهُ مَرَّسَلٌ .
☆ ☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے اور ایک سند کے ہمراہ یہ مرسل روایت کے ساتھ منقول ہے۔

2412 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شَرِيكَ عَنِ الْحَرِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ
عُمَرَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔

باب كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین دن روزے کیسے رکھے جائیں؟ اس روایت کو نقل کرنے میں

نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2413 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكَ عَنِ الْحَرِ بْنِ

صَبَّاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ
أَوَّلِ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ الَّذِي يَلِيهِ ثُمَّ الْخَمِيسَ الَّذِي يَلِيهِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے مہینے کی
پہلی پیر کو پھر اس کے بعد دالی جمعرات کو اور پھر اس سے اگلی جمعرات کو۔

2414 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنِ الْحَرِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ

سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخَزَاعِيَّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوَّلَ اِثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ الْخَمِيسَ ثُمَّ الْخَمِيسَ الَّذِي يَلِيهِ .

☆ ☆ ہنیدہ خزاعی بیان کرتے ہیں میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا
کہ نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے ہر مہینے کی پہلی پیر کو پھر جمعرات کو پھر اس کے بعد دالی جمعرات کو۔

2415 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّظْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْأَشْجَعِيُّ - كُوفِيٌّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ

2411- تقدم (الحديث 2410) .

2412- انفرادہ النسائی، و سیاتی (الحديث 2413) . تحفة الاشراف (6685) .

2413- انفرادہ النسائی، والحديث عند: النسائی في الصيام، ذكر الاختلاف على أبي عثمان في حديث أبي هريرة في صيام ثلاثة أيام من كل

شهر (الحديث 2412) . تحفة الاشراف (6685) .

2414- انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (15814) .

2415- انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (15813) .

الْمَلَانِي عَنِ الْحَرِّ بْنِ الصَّبَاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخَزَاعِيِّ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرَبَعَ لَمْ يَكُنْ يَدْعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُورَاءَ وَالْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے کبھی ترک نہیں کیا، عاشورہ کے دن روزہ رکھنا (ذوالحجہ کے) دس دنوں میں روزے رکھنا، ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا اور فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کرنا۔

شرح

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ میں روزہ رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 554)

عشرہ سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ اول یعنی یکم تاریخ سے دس تاریخ تک کا عرصہ مراد ہے اس حدیث سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں کبھی روزہ نہیں رکھا ہے جب کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ اس عشرہ میں ہر دن (علاوہ دسویں تاریخ کے یعنی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزہ کے ثواب کے برابر ہے اور اس عشرہ کی ہر رات میں عبادت الہی کے لئے جاگنا شب قدر میں عبادت کے لئے جاگنے کے ثواب کے برابر ہے لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کی مراد کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی نفی کی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ رکھا ہو ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں روزہ رکھا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ ہوا ہو، یا پھر آخری درجہ میں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ کے روزے کا مذکورہ بالا ثواب تو بیان فرمایا مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عشرہ میں روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔

2416 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحَرِّ بْنِ الصَّبَاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ أُمِّوَاتِيهِ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ تِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحجہ کے ابتدائی 9 دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے ایک مہینے کی پہلی پیر کو اور دو جمعراتوں کو۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو

بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو وہ دن ہے جو یہود و نصاریٰ کے ہاں بڑا باعظمت ہے اور چونکہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے لہذا ہم روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کرنے میں یہود و نصاریٰ کی موافقت کیسے کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا۔

(مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 552)

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ اس کی وضاحت اسی باب کی تیسری فصل کی پہلی حدیث میں آئے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اس دن کی کیا خصوصیت ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بڑا عظیم دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہ نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کو روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ یہ واقعہ ہجرت کے ابتدائی دنوں کا ہے گویا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کو جو حکم دیا وہ بطور وجوب کے تھا۔ یہاں جو صورت ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے آخری سال میں پیش آئی ہے اس موقت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا وہ بطور استحباب کے ہے کیونکہ اس بارہ میں وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ استحباب نے لے لی اس موقع پر صحابہ نے مذکورہ بالا عرضداشت پیش کی جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال اس دنیا میں رہا تو نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔

اب اس میں احتمال ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ محرم کی دسویں تاریخ (عاشورہ) کی بجائے صرف نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ یا یہ کہ دسویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور پہلا احتمال ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور اس ترمیم سے مقصد یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال تک اس دنیا میں تشریف فرما نہیں رہے بلکہ اسی سال ربیع الاول کے مہینہ میں واصل بحق ہو گئے اس طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر علماء لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم و ارادہ کی بنا پر امت کے لئے محرم کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنا سنت قرار پا گیا ہے۔

محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے مگر اس کے ساتھ ہی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف عاشورہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

عَنِ الْحَرِّ بْنِ الصَّبَاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ الْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ .

☆ ☆ ہنیدہ بن خالد نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (ذوالحجہ کے) دس دنوں میں اور ہر مہینے کے تین دنوں میں پیر اور جمعرات کے دن روزے رکھا کرتے تھے۔

2418 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُثَيْدٍ اللَّهُ عَنْ هُنَيْدَةَ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوَّلِ خَمِيسٍ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْإِثْنَيْنِ .

☆ ☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ تین دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے (ہر مہینے کی) پہلی جمعرات پھر اس سے اگلی پیر اور پھر اس سے اگلی پیر۔

2419 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَأَيَّامُ الْبَيْضِ صَبِيحَةُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆ ☆ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے اور ایام بیض 13، 14 اور 15 تاریخ ہیں۔

باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ

فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین روزہ رکھنے سے متعلق حدیث میں موسیٰ بن طلحہ سے

نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2420 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ قَدْ شَوَّاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا وَأَمْسَكَ

2417- تقدم (الحديث 2371) .

2418- تقدم (الحديث 2371) .

2419- الفردية السانئ . محفة الاشراف (3222) .

2420- الفردية السانئ ، و سياتي (الحديث 2427 و 2428) مرسلًا ، وفي الصيد و الذبائح ، الارنب (الحديث 4321) تحفة الاشراف

(14624) .

الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ . قَالَ إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ الشَّهْرِ . قَالَ
إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمْ الْغُرَّ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اسے پکایا ہوا تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا تو نبی اکرم ﷺ رک گئے آپ نے اسے نہیں کھایا آپ نے حاضرین سے کہا کہ وہ اسے کھالیں وہ دیہاتی بھی رک گیا نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم کیوں نہیں کھا رہے ہو؟ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھا ہو تو روشن دنوں میں رکھا کرو (یعنی چودھویں رات کے آس پاس کے دنوں میں)۔

2421 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ أَنْبَأَنَا الْقَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَصُومَ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ .

☆☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے رکھا کریں 13، 14، 15 (تاریخ کے دن روزے رکھا کریں)۔

2422 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَصُومَ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ .

☆☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم ہر مہینے میں تین دن یعنی ایام بیض کے دن یعنی 13، 14، اور 15 تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔

2423 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں میں نے ”ربذہ“ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم نے مہینہ میں کوئی روزہ رکھا ہو تو 13، 14، اور 15 تاریخ کو رکھا کرو۔

2424 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بِشْرِ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ ابْنِ الْحَوَاتِكِيِّ

2421 - أخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر (الحديث 761). وسياقي (الحديث 2422 و 2423). تحفة
الاشراف (11988).

2422 - تقدم (الحديث 2461).

2423 - تقدم (الحديث 2461).

2424 - اشربه السائي، وسياقي (الحديث 2425) وفي الصيد والذباح، الارنب (الحديث 4322). تحفة الاشراف (12006).

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْكَ بِصِيَامٍ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ لَيْسَ مِنْ حَدِيثِ بَيَّانٍ وَأَعْلَى سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِثْنَانِ فَسَقَطَ الْآلِفُ فَصَارَ بَيَّانٌ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: تم پر 13، 14 اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنا لازم ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے اس روایت کے راوی کا نام بیان نہیں ہے ہو سکتا ہے سفیان نے یہ کہا ہو کہ مجھے دو آدمیوں نے حدیث سنائی ہے تو اس لفظ میں سے الف گر گیا ہو اور لفظ بیان رہ گیا ہو۔

2425 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَحَكِيمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوَاتِكِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو 13، 14 اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

2426 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ بَكْرِ عَنْ عِيْسَى عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوَاتِكِيِّ قَالَ قَالَ أَبِي جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَرْتَبٌ قَدْ شَوَاهَا وَخُبْزٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِنِّي وَجَدْتُهَا تَذْمِي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَحَابِيَهُ لَا يَصُفُّ كُلُّوْا . وَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ كُلْ . قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ صَوْمٌ مَاذَا . قَالَ صَوْمٌ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قَالَ إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ بِالْغَيْرِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّوَابُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَيُسَبِّهُ أَنْ يَكُونَ وَقَعَ مِنَ الْكِتَابِ ذَرٌّ فَقِيلَ أَبِي .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ حوتکیہ کے صاحبزادے کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بتائی ہے ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ایک خرگوش لے کر آیا تھا جسے اس نے بھونا ہوا تھا ساتھ روٹی بھی تھی اس نے وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دیا پھر اس نے بتایا: یہ حیض کی حالت میں تھا (یعنی مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: یہ چیز نقصان نہیں دے گی تم اسے کھا لو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس دیہاتی سے فرمایا: تم بھی کھا لو اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کس بات کا روزہ رکھا ہوا ہے اس نے عرض کی: ہر مہینے میں تین دنوں والا روزہ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھا ہوتا ہے تو تین سفید روشن دنوں میں روزہ رکھا کرو یعنی 13، 14 اور 15 تاریخ کو۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: درست روایت یہ ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لکھنے والوں نے اس میں سے لفظ ”ذُر“ گرا دیا ہو اور صرف لفظ ”ابی“ رہ گیا ہو۔

2427 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْزَبٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ الَّذِي جَاءَ بِهَا إِنِّي رَأَيْتُ بِهَا دَمًا . فَكَفَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُتَبَيِّدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ . قَالَ إِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَا ثَلَاثَ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆ ☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھایا تو جو شخص اسے لے کر آیا تھا اس نے کہا: میں نے اس میں خون دیکھا ہے (یعنی یہ مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک پیچھے کر لیا، آپ نے حاضرین کو یہ ہدایت کی کہ وہ اسے کھالیں، حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے بیٹھے رہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے ایام بیض کے 13، 14 اور 15 تاریخ (کو روزہ کیوں نہیں رکھا)۔

2428 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْزَبٍ قَدْ شَوَاهَا رَجُلٌ فَلَمَّا قَدَّمَهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ آيْتُ بِهَا دَمًا فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ كُلُوا فَإِنِّي لَوِ اشْتَهَيْتُهَا أَكَلْتُهَا . وَرَجُلٌ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْنُ فَكُلْ مَعَ الْقَوْمِ . فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي صَائِمٌ . قَالَ فَهَلَا صُمْتَ الْبَيْضِ . قَالَ وَمَا هُنَّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆ ☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش پیش کیا گیا، جب اس شخص نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اس میں خون دیکھا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے ترک کر دیا، آپ نے اسے نہیں کھایا، آپ نے اپنے پاس موجود لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اسے کھاؤ اگر مجھے اس کی اشتہاء ہوتی، تو میں بھی اسے کھا لیتا، ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: آگے ہو جاؤ! تم بھی لوگوں کے ساتھ کھاؤ، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھے، اس نے دریافت کیا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: 13، 14 اور 15 تاریخ کے (روزے)۔

2429 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ أَبَانَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ

يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِهَذِهِ الْأَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبَيْضِ وَيَقُولُ هُنَّ صِيَامُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبد الملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان تین دنوں یعنی ایام بیض کے روزے رکھنے کی ہدایت کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2430 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا حَبَّانَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي الْمُنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ الْبَيْضِ قَالَ هِيَ صَوْمُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبد الملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایام بیض کے 3 روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2431 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنُ مِلْحَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصَوْمِ أَيَّامِ اللَّيْلِ الْغَيْرِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ عبد الملک بن قدامہ اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں تین روشن دنوں یعنی 13، 14 اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔

باب صَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دو روزے رکھنا

2432 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ عُيَيْدٍ اللَّهُ مِنْ خِيَارِ الْخَلْقِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نُوفَلٍ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَالَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زِدْنِي زِدْنِي . قَالَ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زِدْنِي زِدْنِي يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زِدْنِي زِدْنِي زِدْنِي قَوْلًا . فَقَالَ زِدْنِي زِدْنِي قَوْلًا . فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيَزِدْنِي قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ ابو نوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا

2429 - أخرجه أبو داود في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2449) . سيأتي (الحديث 2430 و 2431) . وأخرجه ابن

ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر (الحديث 1707) . تحفة الاشراف (11071) .

2430 - تقدم (الحديث 2429) .

2431 - تقدم (الحديث 2429) .

2432 - أخرجه السبائي، وسيأتي في الصيام، صوم يومين من الشهر (الحديث 2433) . تحفة الاشراف (12071) .

تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مزید کے بارے میں حکم دیجئے، مزید کے بارے میں حکم دیجئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ کہہ رہے ہو اے اللہ کے رسول! مجھے مزید کی اجازت دیجئے، مجھے مزید کی اجازت دیجئے، تو ہر مہینے میں دو دن رکھ لیا کرو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مزید کی اجازت دیجئے، مزید کی اجازت دیجئے، کیونکہ میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں اس نے عرض کی: مزید کی اجازت دیجئے، مزید کی اجازت دیجئے، میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں، پھر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ یہ درخواست مسترد کر دیں گے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

2433 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . وَاسْتِزَادَهُ قَالَ يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي أَجِدْنِي قَوِيًّا فَزَادَهُ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . فَقَالَ يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدْنِي قَوِيًّا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَجِدْنِي قَوِيًّا إِنِّي أَجِدْنِي قَوِيًّا . فَمَا كَادَ أَنْ يَزِيدَهُ فَلَمَّا آلَحَ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆ ابو نوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کرو انہوں نے مزید کی اجازت دینے کی درخواست کی تو عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزید کی اجازت دی اور فرمایا: تم ہر مہینے میں دو دن روزے رکھ لیا کرو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں اس نے عرض کی: میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مزید کی اجازت نہیں دی تھی لیکن جب انہوں نے اصرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

اعمال میں میانہ روی کی اہمیت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے ان چار روایتوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ (مکتوۃ المسانح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 996)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اور اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرنا اور نہ تنگی کرنا بلکہ میانہ روی اختیار کرنا زندگی کا آدھا سرمایہ ہے بایں طور کہ انسان کی معاشی زندگی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو آمدنی دوسری خرچ اور ان دونوں کے درمیان توازن خوشحالی کی علامت ہے اور معیشت کے مستحکم ہونے کا ذریعہ بھی ہے لہذا جس طرح آمدنی کے توازن کا بگڑنا، خوش حالی کے منافی اور معیشت کے عدم استحکام کا سبب ہے اسی طرح اگر اخراجات کا توازن بگڑ

جائے تو نہ صرف خوش حالی مفقود ہوگی بلکہ معیشت کا سارا ڈھانچہ درہم برہم ہو جائے گا لہذا مصارف میں اعتدال کرنا میانہ روی اختیار کرنا معیشت کا نصف حصہ ہوا۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ محبت ظاہر کرنا اور ان کی محبت کو اپنے معاملات و احوال میں خیر و برکت کا سرچشمہ جاننا اس عقل کا نصف حصہ ہے جو حسن معاشرت کی ضامن ہے گویا پوری عقل مندی یہ ہے کہ انسان کوئی کسب و پیشہ اور سعی و محنت کر کے جائز روزی حاصل کرے اور اس کے ساتھ آپس میں محبت و مروت کے جذبات بھی رکھے۔ حدیث کے تیسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کسی علمی مسئلہ میں خوب سوچ سمجھ کر اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے کیونکہ جو شخص سوال کرنے میں دانا اور سمجھ دار ہوتا ہے اسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جو بہت زیادہ ضروری ہو اور بہت کارآمد ہو اور چونکہ وہ اپنے علم میں اضافہ کا متنی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ پوچھی جانے والی چیزوں کے درمیان تمیز کرنا جانتا ہے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کس سے پوچھنا چاہیے اس لئے جب وہ اپنے سوال کا جواب پالیتا ہے تو حل طلب مسئلہ میں اس کا علم پورا ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا علم کی دو قسمیں ہوتیں ایک تو سوال اور دوسرے جواب۔

رہی یہ بات کہ اچھی طرح سوال کرنے کا مطلب تو جاننا چاہیے کہ اچھے سوال کا اطلاق اس سوال پر ہوتا ہے کہ جس کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کر لی گئی ہو۔ اس میں جتنے احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں ان سب کی واقفیت ہوتا کہ شافی کافی جواب پائے اور جواب میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے پائے اس طرح کا سوال بذات خود علم کی ایک شق ہوگا اور اس پر یہ اشکال وارد نہ ہوگا کہ جب سوال کرنا جمل اور تردد پر دلالت کرتا ہے تو سوال کرنے کو نصف علم کسی طرح کہا گیا ہے تاہم مذکورہ اشکال کے پیش نظر ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ جو شخص خوب سوچ سمجھ کر اور صحیح اندازہ میں سوال کرتا ہے کہ اس کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جو علمی ذوق کا حامل ہے اور علم میں اپنا کچھ حصہ ضرور رکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند ہے کہ اپنے ناقص علم کو پورا کرے لہذا اس کے سوال کو نصف علم کہنا موزوں ہوگا اس کے برخلاف جو شخص بغیر سوچے سمجھے اس اور خراب انداز میں سوال کرتا ہے وہ اپنے اس سوال کے ذریعہ اپنے نقصان عقل و کمال اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ سوال کی نوعیت اور سوال کرنے کا انداز سوال کرنے والے کی شخصیت و حالت پر بذات خود دلالت کرتا ہے اور اس کے سوال کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوتا کہ یہ شخص بالکل ہی جاہل ہے یا علم سے کچھ سروکار رکھتا ہے جس شخص میں علم و عقل کی روشنی ہوگی یہ سوال بھی عالمانہ اور عاقلانہ ہوگا۔ اور جو شخص زرا جاہل ہوگا اس کی اور باتوں کی طرح اس کا سوال بھی جاہلانہ اور عامیانہ ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا کہ جب جاہل بات کرتا ہے تو گدھے کی طرح معلوم ہوتا ہے اور جب چپ رہتا ہے تو دیوار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

غیر مفصلات صوم چیزوں کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھاپی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھولی کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص

شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصد اجتماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہو گئی تو اسے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً علیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور علیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے علیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔

اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھاپی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلا دے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھاپی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (جلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے قضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے۔

اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ جلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہر صورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جیسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا مزہ جلق

میں محسوس ہو یا اس کا رنگ ریخت اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے۔

پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حاست میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈالا جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سر اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔ سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے شخص افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پئے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے۔

اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقع پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، ہذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصداً کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں غبر کا ہو یا اگر بتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا ہذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجودیکہ اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہئے یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ اس مسئلے کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبو کے سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں۔

اسی طرح حقہ کے دھوئیں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول و عطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا کھسی جائے یا دوائیں کوٹتے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔
کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔
اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیرہ داخل کرائے تو اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہو اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نگل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے ٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب نکلتا نہ ہو بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نگل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

بے اختیار تے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ تے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی تے بے اختیار خلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصداً نگل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگر کوئی شخص قصداً تے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔

جو تے عدا کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار خلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصداً نگل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں

دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہو تو دن میں اسے نکل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہو کر اوز تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نکل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہوگا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔

روزے کے فاسد ہونے کے سبب قضاء و کفارے کے لازم ہونے کا بیان

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کئے ہوئے ہو اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض و نفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے ہاں اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

لہذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مضرات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔ اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔

جمع کرنا، انعام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عبادۃ کھائی جاتی ہو۔

لہذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نکل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا

اسی طرح چربی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نکل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نکلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو روایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزار یہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہو بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادت کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغیبة تفطر الصیام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا لیکن علماء امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔

حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصد کھانا کھالیا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہو یا نہ قطعاً خلاف قیاس ہے۔

اسی طرح ایک حدیث ہے انظر الحاجم والحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

حدیث الغیبة تفطر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصد کچھ کھاپی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی نقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے

لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہوگا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔ اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہوگی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا الغیۃ تفسیر الصیام و افطر الحاجم و الحجوم دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیب سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ کچھ سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کچھ لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت فاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا قصد کھلوائی یا کسی جانور سے بد فعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دیر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہے گا۔

اس نے قصد کچھ کھاپی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہوگا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہوگا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہوگا اس مرد پر نہیں۔ کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہوگا۔

فساد صوم کے سبب صرف کفارہ لازم ہونے کا بیان

ایک عورت نے قصد کھانا کھایا یا برضا و رغبت جماع کرایا اور اسی دن اس کے ایام شروع ہو گئے یا نفاس میں مبتلا ہو گئی تو اس کے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اس دن کسی ایسے مرض اور ایسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور یہ کہ وہ مرض و تکلیف قدرتی ہو تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ قدرتی کی قید اس لئے ہے کہ فرض کیجئے کسی شخص نے قصد روزہ توڑ ڈالا اور پھر اپنے آپ کو اس طرح زخمی کر لیا کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا اپنے آپ کو چھت یا پہاڑ سے گر لیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ تکلیف اور مرض اس کا خود اپنا پیدا کیا ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ اس صورت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا جب کہ دوسرے حضرات کا قول ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور کمال کے قول کے مطابق مختار اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ جمع العلوم میں منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے زیادہ چلنے یا کوئی کام کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو تکلیف و مشقت میں مبتلا کیا یہاں تک کہ اسے بہت زیادہ اور شدید پیاس لگی اور اس نے روزہ توڑ ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا اور

اسی قول کو بقائی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ تارخانیہ میں منقول ہے۔

کفارہ سے متعلق فقہی احکام کا بیان

ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے خواہ وہ غلام کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر دم استطاعت کے سبب غلام آزاد کرنا ممکن نہ ہو یا کسی جگہ غلام نہ ملتا ہو تو پھر دو مہینے یعنی پورے ساٹھ دن پے درپے روزے رکھنا واجب ہے، ان روزوں کا علی الاطلاق اور ایسے دنوں میں رکھنا ضروری ہے جن میں عیدین کے دن اور ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخیں) واقع نہ ہوں کیونکہ ان دنوں میں کسی بھی طرح کے روزے رکھنا منع ہیں۔

اگر درمیان میں کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذ کسی دن کا روزہ فوت ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا تاغہ سے پہلے جس قدر روزے ہو چکے ہوں گے ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا ہاں اگر کسی عورت کو حیض آجائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر نفاس کی وجہ سے ناغہ ہو جانے کی صورت میں نئے سرے سے روزے شروع کئے جائیں گے۔

اور اگر مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے ساٹھ روزے رکھنے کی بھی قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے اس طرح کہ چاہے تو انہیں ایک ہی دن دو وقت یعنی صبح و شام کھلا دے چاہے دو دن صبح کے وقت یا دو دن شام کے وقت یا عشاء و سحر کے وقت کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ اول وقت جن محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے تو دوسرے وقت بھی انہیں محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

چنانچہ اگر کسی نے ایک وقت ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ محتاجوں کو کھلایا تو یہ کافی نہیں بلکہ کفارہ اسی وقت ادا ہوگا جب کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کو پھر دوبارہ ایک وقت کا کھانا کھلائے ہاں اگر کوئی شخص ایک ہی محتاج کو مسلسل ساٹھ روز تک کھانا کھلائے یا مسلسل ساٹھ روز تک ہر روز نئے محتاج کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح کفارہ ادا ہو جائے گا، ایک بات اور اگر کوئی شخص ایک ہی روز ساٹھ یا ان سے کچھ کم محتاجوں کے کھانے کے بقدر صدقہ کسی ایک محتاج کو دے دے گا تو وہ سب کے لئے ادا نہیں ہوگا بلکہ ایک ہی محتاج کے لئے ادا ہوگا۔ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں گیسوں کی روٹی بغیر سالن کے کافی ہو جاتی ہے یعنی اگر ساٹھ محتاجوں کو صرف گیسوں کی روٹی ہی بغیر سالن کے پیٹ بھر کر کھلا دی جائے تو حکم پورا ہو جائے گا، بخلاف جو کی روٹی کے کہ اس کے ساتھ سالن ضروری ہے کیونکہ جو کی روٹی سخت ہونے کی وجہ سے عادیہ بغیر سالن کے پیٹ بھر کر نہیں کھائی جاسکتی جبکہ گیسوں کی روٹی بغیر سالن کے بھی پیٹ بھر کر کھائی جاسکتی ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ گیسوں کی روٹی اپنی سالن خود اپنے اندر رکھتی ہے۔

لہذا جس شخص نے گیسوں کی روٹی کے ساتھ سالن مانگا وہ بھوکا نہیں ہے۔ ایک شرط یہ بھی ہے کہ جن ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے وہ سب بھوکے ہوں ان میں سے کوئی پیٹ بھرا نہ ہو اگر کوئی پیٹ بھرا ہوگا اور بھوکے کی مانند نہیں کھائے گا تو اس کی بجائے کسی دوسرے بھوکے کو کھانا کھلانا ضروری ہوگا۔ بہر کیف یا تو مندرجہ بالا طریقے اور شرائط کے مطابق محتاجوں کو کھانا کھلایا

جائے یا پھر یہ کہ چاہے تو ہر محتاج کو نصف صلیح یعنی ایک کلو گرام ۳۳ گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستودے دیا جائے چاہے ایک صاع یعنی تین کلو ۲۶۶ گرام جو یا انگور یا کھجور یا اس کی قیمت دی جائے اور چاہے اس طرح تمام محتاجوں کو ایک ہی وقت میں دے دیا جائے اور چاہے مختلف اوقات میں دے دیا جائے۔

اگر کسی شخص نے قصد اجتماع کر کے یا قصد اکھا کرکئی روزے توڑے تو ان سب کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا ہو مثلاً کسی شخص نے دس روزے توڑے اور ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا تو ان دس روزوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہو جائے گا اگر درمیان میں کوئی کفارہ ادا کیا تو پھر بعد کے روزوں کے لئے دوسرا کفارہ ضروری ہوگا پھر یہ کہ وہ توڑے ہوئے روزے چاہے ایک رمضان کے ہوں اور چاہے دو رمضان کے ہوں اس بارے میں صحیح مسئلہ بھی یہی ہے جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم اس صورت کے لئے ہے جب کہ وہ روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اگر وہ روزے کئی رمضان کے ہوں گے تو ہر رمضان کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ضروری ہوگا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، تعرف، کتاب صوم، بیروت)

فساد صوم کے سبب صرف قضاء کے لازم ہونے کا بیان

اس بارہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسی چیز سے روزہ فاسد ہو جو غذا کی قسم سے نہ ہو یا اگر ہو تو کسی شرع عذر کی بنا پر اسے پیٹ یا دماغ میں پہنچایا گیا ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے شرمگاہ کی شہوت پوری طرح ختم نہ ہوتی ہو جیسے جلق وغیرہ تو ایسی چیزوں سے کفارہ لازم نہیں ہوتا بلکہ صرف قضا ضروری ہے لہذا اگر روزہ دار رمضان میں کچے چاول اور خشک یا گوندھا ہوا آٹا کھائے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔

اور اگر کوئی جو یا گیہوں کا آٹا پانی میں گوندھ کر اور اس میں شکر ملا کر کھائے گا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یکبرگی بہت زیادہ نمک کھائے یا گل ارمنی کے علاوہ کوئی ایسی مٹی کھائے جس کو عادت کھایا نہیں جاتا یا گٹھلی یا روٹی یا اپنا تھوک نگل لے جو ریشم دپڑے وغیرہ کے رنگ مثلاً زرد، سبزہ وغیرہ سے متغیر تھا اور اسے اپنا روزہ بھی یاد تھا یا کاغذ یا اس کے مانند ایسی کوئی چیز کھائی جو عادت نہیں کھائی جاتی یا کچی بھی یا اس کے مانند ایسا کوئی پھل کھائے جو پکنے سے پہلے عادت کھائے نہیں جاتے اور انہیں پکا کر یا نمک ملا کر نہیں کھایا، یا ایسا تازہ اخروٹ کھایا جس میں مغز نہ ہو یا کنکر، لوہا، تانبا، سونا چاندی اور یا پتھر خواہ وہ زرد وغیرہ ہی ہو نگل گیا تو ان صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا، صرف قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے حقنہ کرایا، یا ناک میں دوا ڈالی یا منہ میں دوا رکھی اور اس میں سے کچھ حلق میں اتر گئی اور یا کانوں میں تیل ڈالا تو ان صورتوں میں بھی صرف قضا لازم آئے گی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ کان میں قصد پانی ڈالنے کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ہدایہ ملتقی، درمختار، شرح دقاییہ اور اکثر متون میں مذکور ہے کہ اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر قاضی خان اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس بارہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے۔

کسی شخص نے پیٹ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ پیٹ میں پہنچ گئی یا سر کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ دماغ میں پہنچ گئی یا حلق

میں بارش کا پانی یا برف چلا گیا اور اسے قصد نہیں نکلا بلکہ از خود حلق سے نیچے اتر گیا یا چوک میں روزہ جاتا رہا مثلاً کلی کرتے ہوئے پانی حلق کے نیچے اتر گیا یا ناک میں پانی دیتے ہوئے دماغ کو چڑھ گیا، یا کسی نے زبردستی روزہ توڑ دیا خواہ جماع ہی کے سبب سے یعنی خاوند نے زبردستی بیوی سے جماع کیا یا بیوی نے زبردستی خاوند سے جماع کرایا تو ان سب صورتوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا لازم ہوگی ہاں جماع کے سلسلہ میں زبردستی کرنے والے پر کفارہ بھی لازم ہوگا۔

اور جس کے ساتھ زبردستی کی گئی اس پر صرف قضا واجب ہوگی۔ اگر کوئی عورت جو لونڈی ہو (خواہ حرم یا منکوحہ) خدمت و کام کاج کی وجہ سے بیمار ہو جانے کے خوف سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا لازم ہوگی، اسی طرح اگر لونڈی اس صورت میں روزہ توڑ ڈالے جب کہ کام کاج مثلاً کھانا پکانا یا کپڑا وغیرہ دھونے کی وجہ سے ضعف و توانائی لاحق ہوگئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب ہوگی۔

اس ضمن میں یہ مسئلہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ اگر کسی لونڈی کو اس کا آقا کسی ایسے کام کے لئے کہے جو ادائے فرض سے مانع ہو تو اس کا کہنا ماننے سے انکار کر دینا چاہئے کسی شخص نے روزہ دار کے منہ میں سونے کی حالت میں پانی ڈال دیا یا خود روزہ دار نے سونے کی حالت میں پانی پی لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

اس مسئلہ کو بھول کر کھاپی لینے کی صورت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اگر سونے یا وہ شخص کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو کوئی جانور ذبح کرے تو اس کا مذبحہ کھانا حلال نہیں ہے اس کے برخلاف اگر کوئی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے اسی طرح یہاں بھی مسئلہ یہ ہے کہ بھول کی حالت میں کھانے پینے والے کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں کوئی شخص سونے کی حالت میں کھاپی لے لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ایک شخص نے بھول کر روزے میں کچھ کھالیا پھر اس کے بعد قصد اکھایا، یا بھول کر جماع کر لیا اور اس کے بعد پھر قصد جماع کیا یا دن میں روزہ کی نیت کی پھر قصد اکھاپی لیا یا جماع کیا، یا رات ہی سے روزہ کی نیت کی پھر صبح ہو کر سفر کیا اور پھر اس کے بعد اقامت کی نیت کر لی اور کچھ کھاپی لیا اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا، یا رات سے روزہ کی نیت کی، صبح کو مقیم تھا، پھر سفر کیا اور مسافر ہو گیا اور حالت سفر میں قصد اکھایا یا جماع کیا، اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا تو ان تمام صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ مذکورہ میں حالت سفر میں کھانے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص سفر شروع کر دینے کے بعد پھر اپنی کوئی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے واپس اپنے گھر میں آئے اور اپنے مکان میں یا اپنے شہر و اپنی آبادی سے جدا ہونے سے پہلے قصد کھالے تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ اگر کوئی شخص تمام دن کھانے پینے اور دوسری ممنوعات روزہ سے رکھا رہا مگر نہ تو اس نے روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کیا، یا کسی شخص نے سحری کھائی یا جماع کیا اس حالت میں کہ طلوع فجر کے بارہ میں اسے شک تھا حالانکہ اس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی، یا کسی شخص نے غروب آفتاب کے ظن غالب کے ساتھ افطار کیا حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو ان صورتوں میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر غروب آفتاب میں شک ہونے کی صورت میں انتظار کیا اور حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہونے کے بارہ میں دو قول ہیں جس میں سے فقہ ابو جعفر رحمہ اللہ کا مختار قول یہ ہے کہ غروب آفتاب کے شک کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

اس طرح اگر کسی شخص کا ظن غالب یہ ہو کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ روزہ افطار کرے اور حقیقت میں بھی سورج غروب نہ ہوا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ کسی شخص کو جانور کے ساتھ یا میت کے ساتھ فعل بد کرنے کے سبب انزال ہو گیا یا کسی کی ران یا ناف یا ہاتھ کی رگڑ سے منی گرائی یا کسی کو چھونے یا اس کا بوسہ لینے کی وجہ سے انزال ہو گیا یا غیر ادائے رمضان کا روزہ توڑا تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا بلکہ قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے روزہ دار عورت کے ساتھ اس کے سونے کی حالت میں جماع کیا تو اس عورت کا روزہ جاتا رہے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا، یا کسی عورت نے رات سے روزہ کی نیت کی اور جب دن ہوا تو دیوانی ہو گئی اور اس کی دیوانگی کی حالت میں کسی نے اس سے جماع کیا تو اس صورت میں اس عورت پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

اگر کسی عورت نے اپنی شرمگاہ میں پانی یا دوائی پٹکائی یا کسی نے تیل یا پانی سے بھیگی ہوئی انگلی اپنے مقعد میں داخل کی یا کسی نے اس طرح استنجاء کیا کہ پانی حقنہ کی جگہ تک پہنچ گیا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے یا استنجاء کرنے میں زیادتی و مبالغہ کی وجہ سے پانی فرج داخل تک پہنچ گیا تو قضا واجب ہوگی۔

کسی شخص کو بواسیر ہو اور اس کے سے باہر نکل آئیں اور وہ ان کو دھوئے تو اگر ان مسوں کو اوپر اٹھنے سے پہلے خشک کر لیا جائے گا تو ان کے اوپر چڑھ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اس طرح پانی بدن کے ایک ظاہر حصہ پر پہنچا تھا اور پھر بدن کے اندرونی حصہ میں پہنچنے سے پہلے زائل ہو گیا ہاں اگر سے اوپر چڑھنے سے پہلے خشک نہ ہوں گے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی عورت تیل یا پانی سے ترکی ہوئی انگلی اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصے میں داخل کرے گی یا کوئی شخص روئی یا کپڑا یا پتھر اپنی دبر میں داخل کرے گا یا کوئی عورت ان چیزوں کو اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کرے گی۔

اور یہ چیزیں اندر غائب ہو جائیں گی تو روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہوگی ہاں اگر لکڑی وغیرہ کا ایک سرا ہاتھ میں رہے یا یہ چیزیں عورت کی شرمگاہ کے بیرونی حصہ ہی تک پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے ڈورا نکل لیا یا بایں طور کہ اس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہو اور پھر وہ اس ڈورے کو باہر نکالے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اور اگر اس کا ایک سرا ہاتھ میں نہ ہو بلکہ سب نکل جائے تو یہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ جو شخص قصد اپنے فعل سے کسی چیز کا دھواں اپنے دماغ یا اپنے پیٹ میں داخل کرے گا تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم ہو جائے کیونکہ ان کا دھواں نہ صرف یہ کہ قابل انتفاع ہے بلکہ اکثر دوائی بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح سگریٹ بیڑی اور حقہ کا دھواں داخل کرنے کی صورت میں بھی کفارہ لازم ہو سکتا ہے۔

اگر کسی شخص نے قصد اقلے کی خواہ وہ منہ بھر کر نہ آئی ہو تو اس کا روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی اس بارہ میں

روایت یہی ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قصداً قے کرنے کی صورت میں روزہ اسی وقت فاسد ہوگا اور قضا لازم ہوگی جب کہ قے منہ بھر کر آئی ہو اگر منہ بھر کر نہ آئی ہوگی تو نہ روزہ فاسد ہوگا اور نہ قضا لازم ہوگی۔

چنانچہ زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے۔ کسی شخص کو از خود منہ بھر کر قے آئی اور وہ اسے نکل گیا، یا کسی شخص نے دانتوں میں انگی ہوئی کوئی چیز جو ایک پنے کے بقدر یا اس سے زیادہ تھی کھالی یا کسی شخص نے رات سے نیت نہیں کی، دن میں بھی اس نے نیت نہیں کی تھی کہ بھول کر کچھ کھالیا پی لیا اور اس کے بعد اس نے روزہ کی نیت کی تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ہوگا اور قضا لازم ہوگی، یا اسی طرح کوئی روزہ دار بے ہوش ہو جائے اور خواہ وہ مہینہ بھر تک بے ہوش رہے تو اس پر قضا لازم ہوگی ہاں اس دن کے روزہ کی قضا لازم نہیں ہوگی۔

جس دن میں یا جس کی رات سے بیہوشی شروع ہوئی ہو کیونکہ مسلمان کے بارہ میں نیک گمان ہی کرنا چاہئے اس لئے ہو سکتا ہے اس نے رات میں نیت کر لی ہو اور اس طرح اس کا روزہ پورا ہو جائے گا اب اس کے بعد جتنے دنوں بیہوش رہے گا ان کی قضا کرے گا۔ بے ہوشی شروع ہونے والے دن کے بارہ میں بھی مگر یہ یقین ہو کہ نیت کی تھی تو اس دن کے روزہ کی قضا بھی ضروری ہوگی۔ بیہوشی کے دنوں کے روزوں کی قضا اس لئے ضروری ہوگی کہ اگرچہ اس نے کچھ کھایا پیا نہیں مگر چونکہ روزہ کی نیت نہیں پائی گئی اس لئے بیہوشی کی حالت میں اس کا بغیر نیت کچھ نہ کھانا پینا اور تمام چیزوں سے رکے رہنا کافی و کارآمد نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص پر رمضان کے پورے مہینہ میں دیوانگی طاری رہی تو اس پر قضا واجب نہیں ہوگی ہاں مگر پورے مہینہ دیوانگی طاری نہ رہی تو پھر قضا ضروری ہوگی اور اگر کسی شخص پر پورے مہینے بایں طور دیوانگی طاری رہی کہ دن میں یا رات میں نیت کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اچھا ہو جاتا تو جب بھی قضا ضروری نہیں ہوگی بلکہ یہ پورے مہینہ دیوانگی طاری رہنے کے حکم میں ہوگا۔ اگر کسی شخص نے رمضان میں روزے کی نیت نہیں کی اور پھر اس نے دن میں کھایا پیا تو امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اس صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا صرف قضا لازم ہوگی مگر صاحبین کا قول یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوگا۔

کسی شخص کا روزہ ٹوٹ گیا خواہ وہ کسی عذر ہی کی بناء پر ٹوٹا ہو پھر وہ عذر بھی ختم ہو گیا ہو تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دن کے بقیہ حصہ میں رمضان کے احترام کے طور پر کھانے پینے میں ممنوع دوسری چیزوں سے اجتناب کرے۔

اسی طرح اس عورت کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں روزہ میں ممنوع چیزوں سے اجتناب ضروری ہے جو حیض یا نفاس میں مبتلا تھی اور طلوع فجر کے بعد پاک ہو گئی نیز مسافر جو دن میں کسی وقت مقیم ہو گیا ہو یا بیمار جو اچھا ہو گیا ہو دیوانہ شخص جس کی دیوانگی جاتی رہی ہو، لڑکا جو بالغ ہو اور کافر جو اسلام قبول کر لے ان سب لوگوں کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں کھانے پینے اور دوسری ممنوع چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ان سب پر اس دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی البتہ موخر الذکر دونوں پر قضا لازم نہیں ہوگی۔ جو عورت حیض و نفاس میں مبتلا ہو یا جو شخص بیماری کی حالت میں ہو، یا جو شخص حالت سفر میں ہو ان کے لئے کھانے پینے سے اجتناب ضروری نہیں ہے تاہم ان کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ عام نگاہوں سے بچ کر پوشیدہ طور پر کھائیں پیئیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، تصرف، کتاب صوم، بیروت)

مکروہات وغیر مکروہات صوم کا بیان

روزہ دار کے لئے کسی چیز کا چکھنا (یعنی چکھ کر تھوک دینا) ذخیرہ میں منقول ہے کہ روزہ دار کے لئے بلا ضرورت کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے ہاں عذر کی صورت میں مکروہ نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کھانے پینے کی کوئی چیز خریدے اور یہ خوف ہو کہ اگر اسے چکھ کر نہیں دیکھوں گا تو دھوکہ کھا جاؤں گا یا یہ چیز میری مرضی کے مطابق نہیں ہوگی تو اس صورت میں اگر وہ اس چیز کو چکھ لے تو مکروہ نہیں ہوگا۔

فتاویٰ نسائی میں منقول ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند بد خلق اور ظالم ہو اور جو کھانے میں نمک کی کمی و بیشی پر اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ کھانا چکھ لے تاکہ اپنے خاوند کے ظلم و تشدد سے بچ سکے اور اگر خاوند نیک خلق نیک مزاج ہو تو پھر عورت کے لئے چکھنا جائز نہیں ہوگا یہی حکم لونڈی کا بھی ہے بلکہ وہ نوکر و ملازم بھی اس حکم میں شامل ہیں جو کھانا پکانے پر مقرر ہوتے ہیں۔ بلا عذر کسی چیز کا چبانا مکروہ ہے مثلاً کوئی عورت چاہے کہ روٹی وغیرہ چبا کر اپنے چھوٹے بچے کو دیدے تو اگر اس کے پاس کوئی ہوشیار بچی یا کوئی حائضہ ہو تو اس سے چبوا کر بچے کو دیدے خود نہ چبائے اس صورت میں خود چب کر دینا مکروہ ہے۔

ہاں اگر غیر روزہ دار ہاتھ نہ لگے تو پھر خود چبا کر دیدے اس صورت میں مکروہ نہیں ہوگا۔ روزہ دار کو مصطلکی چبانا مکروہ ہے خواہ مرد ہو یا عورت کیونکہ اس کے چبانے سے روزہ ختم کرنے یا روزہ نہ رکھنے کا اشتباہ ہوتا ہے، ویسے تو مصطلکی مرد کو غیر روزہ کی حالت میں بھی چبانا مکروہ ہے ہاں کسی عذر کی بناء پر اور وہ بھی خلوت میں چبانا جائز ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ مصطلکی چبانا مردوں کے لئے مباح ہے جب کہ عورتوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ وہ ان کے حق میں مسواک کے قائم مقام ہے۔ روزہ کی حالت میں بوسہ لینا اور عورتوں کے ساتھ مباشرت یعنی ان کو گلے لگانا اور چمکانا وغیرہ مکروہ ہے۔

بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس و جذبات کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ قصداً نہ میں تھوک جمع کرنا اور اسے نگل جانا مکروہ ہے، اسی طرح روزہ دار کو وہ چیزیں اختیار کرنا بھی مکروہ ہے جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جانے کا خوف ہو جیسے فصد و پچھنے وغیرہ ہاں اگر فصد اور پچھنے کی وجہ سے ضعف ہو جانے کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا، موچھوں کو تیل لگانا اور مسواک کرنا خواہ زوال کے بعد ہی مسواک کی جائے اور یہ کہ خواہ مسواک تازی ہو یا پانی میں بھگی ہوئی ہو مکروہ نہیں ہے۔ وضو کے علاوہ بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح غسل کرنا اور تراوٹ و ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے بھگا ہوا کپڑا بدن پر لپیٹنا مکروہ نہیں ہے، مفتی بہ قول یہی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے۔

جن اعذار کے سبب روزہ نہ رکھنے کی اباحت ہے

ایسے اعذار کہ جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے دس ہیں۔ (۱) مرض (۲) سفر (۳) اکراہ یعنی زبردستی (۴) حمل (۵)

ارضاع یعنی دودھ پلانا (۶) بھوک (۷) پیاس (۸) بہت زیادہ بڑھاپا (۹) حیض (۱۰) نفاس۔ ان عوارض اور اعذار کو تفصیل ذیل بیان کیا جاسکتا ہے۔ مرض اگر روزہ رکھنے کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو، تو اس صورت میں روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

اسی طرح اگر یہ گمان ہو کہ روزہ رکھنے سے صحت و تندرستی دیر میں حاصل ہوگی تو بھی روزہ نہ رکھنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات مرض کی زیادت اور اس میں طوالت ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے اس لئے ان سے اجتناب ضروری ہے۔ مرض چونکہ نام ہے اس چیز کا جو طبیعت کے تغیر کا باعث ہوتی ہے اور جس کے سبب طبیعت کا سکون کرب و بے چینی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت پہلے اندرونی طور پر محسوس ہوتی ہے پھر اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے لہذا مرض کسی بھی قسم کا ہو خواہ وہ آنکھ دیکھنے اور جسم و بدن کے کسی زخم کی صورت میں ہو یا درد سرد بخار وغیرہ کی شکل میں۔

جب اس میں زیادتی اس کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہوگا تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی، بلکہ روزہ کی نیت کرنے کے بعد بھی اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً کسی کو سانپ بچھو کاٹے یا بخار چڑھ آئے یا درد سر ہونے لگے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ روزہ توڑ دیا جائے۔

علماء لکھتے ہیں کہ اگر کسی غازی اور مجاہد کو رمضان کے مہینہ میں دشمنان دین سے لڑنا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ روزہ کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا جس کی بناء پر لڑائی میں نقصان پیدا ہوگا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے خواہ مسافر ہو یا مقیم۔ اسی پر علماء نے اس مسئلہ کو بھی قیاس کیا ہے کہ جس شخص کو باری کا بار آتا ہو اور وہ باری کے دن بخار چڑھنے سے پہلے اپنا روزہ ختم کر دے اس خوف کی بناء پر کہ آج بخار چڑھے گا جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس دن بخار نہ بھی آئے تو صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

جب کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوگا۔ ایسے ہی اگر بازار والے رمضان کی تیس تاریخ کو طبل و نقارہ یا گولے وغیرہ کی آوازیں اور گمان کر کے کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان ہے روزہ توڑ ڈالیں اور پھر بعد میں معلوم ہو کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان نہیں تھا بلکہ کسی اور سبب سے طبل و نقارہ بجایا گیا تھا یا گولا داغا گیا تو اس صورت میں بھی ان پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ سفر سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز، بے مشقت ہو جیسے پیادہ پایا گھوڑے وغیرہ کی سواری پر، ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے مگر بے مشقت سفر میں بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھا جائے۔

بشرطیکہ اس کے تمام رفقاء سفر بغیر روزہ نہ ہوں اور سب کا خرچ مشترک نہ ہو، ہاں اگر اس کے تمام رفقاء سفر روزہ نہ رکھیں اور سب کا خرچ بھی مشترک ہو تو پھر روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہوگا تاکہ پوری جماعت کی موافقت رہے۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے سفر شروع کر کے مسافر ہو جائے تو اس دن کا روزہ نہ رکھنا اس کے لئے مباح ہے ہاں اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرے تو اب اس کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح نہیں ہوگا البتہ بیمار ہو جانے کی صورت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرنے والے کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہوگا۔

اور بہر صورت کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا واجب ہوگی خواہ سفر کی حالت میں بیماری کی وجہ سے روزہ توڑے یا بغیر بیماری کے۔ اگر اہ (یعنی زبردستی) جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے یا روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے مثلاً کوئی شخص کسی روزہ دار کو زبردستی پچھاڑ کر اس کے منہ میں کوئی چیز ڈال دے یا کوئی شخص روزہ دار کو مجبور کرے کہ اگر تم نے روزہ رکھا تو تمہیں جان سے مار دیا جائے گا یا تمہیں ضرب شدید پہنچائی جائے گی، یا تمہارے جسم کا کوئی عضو کاٹ ڈالا جائے گا تو اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا یا روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا خوف ہو، یا عقل میں فتور آنے کا اندیشہ ہو مثلاً اگر حاملہ کو خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے خود اپنی دماغی و جسمانی کمزوری انجام کو پہنچ جائے گی یا ہونے والے بچے کی زندگی اور صحت پر اس کا برا اثر پڑے گا یا خود کسی بیماری و ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ قضا کر دے۔

ارضاع جس طرح حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے خواہ وہ بچہ اسی کا ہو کسی دوسرے کے بچہ کو باجرت یا مفت دودھ پلاتی ہو بشرطیکہ اپنی صحت و تندرستی کی خرابی یا بچے کی مضرت کا خوف ہو جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس بارہ میں "دودھ پلانے والی عورت" سے صرف دایہ مراد ہے غلط ہے، کیونکہ حدیث میں مطلقاً دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے چاہے وہ ماں ہو یا دایہ، چنانچہ ارشاد ہے۔ حدیث (ان اللہ وضع عن المسافر الصوم و شطر الصلوٰۃ عن الحائض والمرضع الصوم)۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے روزہ اور آدمی نماز معاف کی ہے اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی روزہ معاف کیا ہے۔ پھر یہ اگر اس بارہ میں کوئی تخصیص ہوتی تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ تخصیص دایہ کی بجائے ماں کے لئے ہوتی کیونکہ دایہ کے لئے کسی بچہ کو دودھ پلانا واجب اور ضروری نہیں ہے وہ تو صرف اجرت کے لئے دودھ پلاتی ہے اگر وہ چاہے تو اس کام کو چھوڑ سکتی ہے جب کہ ماں کا معاملہ برعکس ہے اپنے بچہ کو دودھ پلانا اس پر دیائے واجب ہے خصوصاً جب کہ باپ مفلس ہو۔

دودھ پلانے والی عورت کو دوا پینا جائز ہے جب کہ طبیب و ڈاکٹر کہے کہ یہ دوا بچے کو فائدہ کرے گی، مسئلہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے جب کہ اسے اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا خوف ہو تو اس بارہ میں جان لیجئے کہ خوف سے مراد یہ ہے کہ یا تو کسی سابقہ تجربہ کی بناء پر اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو یا یہ کہ مسلمان طبیب حازق جس کا کردار عقیدہ و عمل کے اعتبار سے قابل اعتماد ہو یہ بات کہے کہ روزہ کی وجہ سے اسے ضرر پہنچے گا۔

بھوک اور پیاس جس شخص کو بھوک یا پیاس کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے یا پانی نہ پئے تو جان جاتی رہے یا عقل میں فتور آ جائے یا ہوش و حواس ختم ہو جائے تو اس کے لئے بھی روزہ رکھنا جائز ہے اور روزہ کی نیت کر لینے کے بعد اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے اگر روزہ توڑ دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ روزہ دار نے از خود اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں مبتلا کر کے یہ حالت پیدا نہ کر دی ہو مثلاً کسی شخص نے از خود اپنے نفس کو بایں طور مشقت میں مبتلا کیا کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے کوئی لمبی چوری دوڑ لگائی جس کی وجہ سے پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر روزہ توڑ

ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگرچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ حضرت علی بن احمد رحمہ اللہ سے پیشہ و مزدوری کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کوئی مزدور یہ جانے کہ اگر میں اپنے اس کام میں مشغول ہوں گا تو ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤں گا جس میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے در آنحالیکہ وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالنے کے لئے اس کام کے کرنے پر مجبور ہے تو آیا بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے اس کے کھانا مباح ہے یا نہیں؟ تو علی بن احمد نے اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

لیکن اس بارے میں جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو درمختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اگر اس مذکورہ بالا خوف ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آدھے دن تو محنت و مزدوری کرے اور آدھے دن آرام کرے تاکہ اسباب معیشت بھی فراہم ہو جائیں اور روزہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ بڑھاپا شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ اس مرد اور عورت کو کہتے ہیں جو زندگی کے آخری سٹیج پر پہنچ چکے ہوں، ادائیگی فرض سے قطعاً مجبور اور عاجز ہوں اور جسمانی طاقت وقت روز بروز گھٹتی چلی جا رہی ہو یہاں تک کہ ضعف و ناتوانی کے سبب انہیں یہ قطعاً امید نہ ہو کہ آئندہ بھی روزہ رکھ سکیں گے۔

حیض و نفاس جو عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ فدیہ مذکورہ بالا اعذار میں صرف شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے روزوں کا فدیہ ادا کریں ہاں اس شخص کے لئے فدیہ دینا جائز ہے جس نے ہمیشہ روزے رکھنے کی نذر مانی ہو مگر اس سے عاجز ہو یعنی کوئی شخص یہ نذر مانے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا مگر بعد میں وہ اسباب معیشت کے حصول یا کسی اور عذر کی وجہ سے اپنی نذر کو پورا نہ کر سکتے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے نہ رکھے البتہ ہر دن فدیہ دے دیا کرے ان کے علاوہ اور تمام اعذار کا مسئلہ یہ ہے کہ عذر زائل ہو جانے کے بعد روزوں کی قضا ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہیں ہوگا۔

اسی لئے اگر کوئی معذور اپنے عذر کی حالت میں مرجائے۔ تو اس پر ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جانا واجب نہیں ہے جو اس کے عذر کی وجہ سے فوت ہوئے ہوں اور نہ اس کے وارثوں پر یہ واجب ہوگا کہ وہ فدیہ ادا کریں خواہ عذر یا بیماری کا ہو یا سفر کا، یا مذکورہ بالا اعذار میں سے کوئی اور عذر۔ ہاں اگر کوئی شخص اس حالت میں انتقال کرے کہ اس کا عذر زائل ہو چکا تھا اور وہ قضا روزے رکھ سکتا تھا مگر اس نے قضا روزے نہیں رکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ایام کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائے جن میں مرض سے نجات پا کر صحت مند رہا تھا یا سفر پورا کر کے مقیم تھا اور یا جو بھی عذر رہا ہو وہ زائل ہو چکا تھا۔ اگر کوئی شیخ فانی سفر کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے ان ایام کے روزوں کا فدیہ دینا ضروری نہیں ہوگا۔ جن میں وہ مسافر رہا کیونکہ جس طرح اگر کوئی دوسرا شخص سفر کی حالت میں مرجائے تو اس کے لئے ایام سفر کے روزے معاف ہوتے ہیں اسی طرح اس کے لئے بھی ان ایام کے روزے معاف ہوں گے۔

جس شخص پر فدیہ لازم ہو اور وہ فدیہ دینے پر قادر نہ ہو تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ وہ اللہ رب العز سے استغفار کرے عجب نہیں کہ ارحم الراحمین اسے معاف کر دے۔ فدیہ کی مقدار ہر دن کے روزے کے بدلے فدیہ کی مقدار نصف صاع یعنی ایک

کلو ۲۳۳ گرام گیسوں یا اس کی مقدار ہے فدیہ اور کفارہ میں جس طرح تملیک جائز ہے اسی طرح اباحت طعام بھی جائز ہے یعنی چاہے تو ہر دن کے بدلے مذکورہ بالا مقدار کسی محتاج کو دے دی جائے اور چاہے ہر دن دونوں وقت بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ صدقہ فطر کے برخلاف کہ اس میں زکوٰۃ کی طرح تملیک ہی ضروری ہے اس بارہ میں یہ اصول سمجھ لیجئے کہ بصدقہ لفظ اطعام یا طعام (کھلانے) کے ساتھ شروع ہے اس میں تملیک اور اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ لفظ "ایتا یا ادا" کے ساتھ شروع ہے اس میں تملیک شرط اور ضروری ہے اباحت قطعاً جائز نہیں ہے۔

قضاء روزے قضاء روزے پے در پے رکھنا شرط اور ضروری نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے تاکہ واجب ذمہ سے جد اثر جائے اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ جس شخص کا عذر زائل ہو جائے وہ فوراً روزے شروع کر دے کیونکہ اس میں تاخیر مناسب نہیں ہے ویسے مسئلہ یہ ہے کہ قضاء روزوں کا معاذر زائل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں ہے اختیار ہے کہ جب چاہے رکھے۔ نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ہے قضا روزے رکھے بغیر ادا کے روزے رکھے جاسکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی جان لیجئے کہ شریعت میں تیرہ قسم کے روزے ہیں جن میں سے سات قسم کے روزے تو وہ ہیں جو علی الاطلاق یعنی پے در پے رکھے جاتے ہیں۔ (۱) رمضان کے مہینے کے روزے (۲) کفارہ ظہار کے روزے (۳) کفارہ قتل کے روزے۔ (۴) کفارہ یمین کے روزے (۵) رمضان میں قصداً توڑے ہوئے روزوں کے کفارہ کے روزے (۶) نذر معین کے روزے (۷) اعتکاف واجب کے روزے۔ اور چھ قسم کے روزے ایسے ہیں جن میں اختیار ہے چاہے تو پے در پے رکھے جائیں چاہے متفرق طور پر یعنی نانہ کے ساتھ۔ (۱) نفل روزے (۲) رمضان کے قضا روزے (۳) معہ کے روزے (۴) فدیہ حلق کے روزے (۵) جزاء عید کے روزے (۶) نذر مطلق کے روزے۔ صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر کسی عذر کے توڑ ڈالنا جائز نہیں ہاں اتنی بات ہے کہ نفل روزہ شروع ہو جانے کے بعد واجب ہو جاتا ہے لہذا وہ کسی بھی حالت میں توڑا جائے گا تو اس کی قضا ضروری ہوگی ہاں پانچ ایام ایسے ہیں جن میں اگر نفل روزہ بعد شروع کر چکے کے توڑ دیا جائے تو قضا واجب نہیں ہوتی، دو دن تو عید و بقر عید کے اور تین دن تشریق (ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ) کے، چونکہ ان ایام کے روزے رکھنے ممنوع ہیں لہذا ان ایام میں جب روزہ شروع ہی سے واجب نہیں ہوگا تو اس کے توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں ہوگی۔

اگر کوئی شخص ان پانچ ایام کے روزے کی نذر مانے یا پورے سال کے روزے کی نذر مانے تو ان دونوں صورتوں میں ان ایام میں روزے نہ رکھے جائیں بلکہ دوسرے دنوں میں ان کے بدلے قضا روزے رکھے جائیں۔

آخر میں ایک مسئلہ یہ بھی جان لیجئے کہ جب بچہ میں روزے رکھنے کی طاقت آ جائے تو اسے روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے اور جب وہ دس برس کا ہو جائے تو روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس پر سختی کی جائے اور اسے روزہ رکھنے پر مجبور کیا جائے جیسا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، معروف، کتاب صوم، بیروت)

کتاب الزکوٰۃ

یہ کتاب زکوٰۃ کے بیان میں ہے

زکوٰۃ کا لغوی و شرعی معنی کا بیان

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے۔ بڑھنا، زیادہ ہونا۔ جب کمیتی بڑھ جائے تو اسے ”زکا الزرع“ کہا جاتا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں زکوٰۃ اس کام کا نام ہے کہ جس کے ذریعے مالی حق کے واجب کو ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے وجوب کا اعتبار سال کے گزرنے اور نصاب کے پورا ہونے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ نصاب ہی کو وجوب کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔ اور نصاب صفات اعمال سے ہے جبکہ صفات اعیان سے نہیں ہے۔ اور اس کا اطلاق ادا کردہ مال پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وَاتُوا الزَّكَاةَ“۔ اس کا ادا کرنا صرف عین ہی صحیح ہے۔ (عیانہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ وہ مخصوص مال ہے۔ اور یہی اس کا سبب ہے۔ یعنی وہ مال نامی خواہ بطور حقیقت بڑھنے والا ہو یا حکمی طور پر بڑھنے والا ہو۔ اسی وجہ سے اس کی اضافت کرتے ہوئے اس کو زکوٰۃ کا مال کہا گیا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں نفس مال کے دینے کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی لغوی مناسبت یہی ہے کہ مزی کی اس کا سبب تب بنتا ہے جب مال بڑھ کر اس کو حاصل ہو جائے۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۴۶۱، بیروت)

علامہ علی بن محمد الزبیدی بخدادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کا لغوی معنی مال کا بڑھنا ہے۔ اور یہی بڑھنا ہی اس کا سبب ہے کیونکہ دنیا میں پیچھے رہ جانے والا مال بڑھ جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طہارت سے عبارت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى“ یعنی انسان کو گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ جبکہ اصطلاح شرع میں معلوم مال کی مخصوص مقدار کو ادا کرنا ہے۔ اور اہل اصول محققین کے نزدیک یہ مزی کے فعل سے عبارت ہے۔ مال مودی سے عبارت نہیں۔ (جوہرہ نیزہ، ج ۱، ص ۴۳۵، بیروت)

علامہ طبری شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں طہارت و برکت اور بڑھنا اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار متعین کے اس حصہ کو جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا زکوٰۃ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجیے کہ یہ فعل یعنی اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا ہے۔ اور مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عطا فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں اور دیگر بری

خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک و صاف کرتا ہے اس لیے اس فعل کو زکوۃ کہا جاتا ہے۔

زکوۃ کو صدقہ بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے دعویٰ ایمان کی صحت و صداقت پر دلیل ہوتا ہے۔ (شرح مفہوم کتاب الزکوۃ)

زکوۃ کی تعریف

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اصطلاح شرع میں آزاد، عاقل، بالغ، مسلم جب مالک نصاب تام ہو جائے جس پر ایک سال گزر جائے اس مال کو اللہ کی رضا کے لئے مصرف تک پہنچانا تا کہ اس سے فرض ساقط ہو جائے اور اس میں زکوۃ ادا کرنے والے کو فائدہ یعنی ثواب اور جس کو ادا کی اس کو فائدہ یعنی دنیاوی نفع حاصل ہو جائے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔ سال گزرنے والے نصابی مال کا فقیر کو دینا زکوۃ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجوب کو صفات فعل کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صاحب تنویر الابصار زکوۃ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: زکوۃ شارع کی مقرر کردہ حصہ کا فقط رضائے الہی کے لئے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا کہ ہر طرح سے مالک نے اس شے سے نفع حاصل نہ کرنا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا مولیٰ ہو۔ (در مختار، ج ۱، ص ۱۲۹، پنجابی دہلی)

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام ابو الحسن واحدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ زکوۃ مال کو پاک کرتی ہے اس کی اصداغ کرتی ہے اس کا فرق کرتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس کی اصل زیادتی ہے جس طرح کہا ہے اس نے زراعت کی تو اس میں زیادتی ہوتی ہے یعنی جس طرح زراعت میں ترقی ہوتی ہے اس کے دانے بڑھتے جاتے ہیں جو زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں زکوۃ سے مراد بھلائی میں زیادتی ہے۔ اور اسی لوگوں میں جو سب سے زیادہ نیک ہوتا ہے وہی مڑکی یعنی تذکیہ نفس والا ہے۔ (مجموع، ج ۵، ص ۲۸۸، بیروت)

فرضیت زکوۃ کی تاریخی حیثیت

صدقہ فطر ۲ ہجری میں واجب کیا گیا تھا زکوۃ کی فرضیت کے بارے میں اگرچہ علماء کے یہاں اختلافی اقوال ہیں مگر صحیح قول یہ ہے کہ زکوۃ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو گیا تھا مگر اس حکم کا نفاذ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا ہے گویا زکوۃ یکم رمضان ۲ ہجری میں فرض قرار دی گئی اور اس کا اعلان کیا گیا۔

اجتماعی طور پر یہ مسئلہ ہے کہ زکوۃ انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض و واجب نہیں ہے البتہ جس طرح سابقہ تمام امتوں پر نماز فرض تھی اسی طرح امت محمدی سے پہلے ہر امت پر زکوۃ فرض تھی ہاں زکوۃ کی مقدار اور مال کی تحدید میں اختلاف ضرور رہا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ زکوۃ کے بارے میں اسلامی شریعت کے احکام بہت آسان اور سہل ہیں جب کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں میں اتنی آسانی نہیں تھی۔

منکرین زکوٰۃ کے لئے وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب) کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے (یعنی تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے مگر انہیں آگ میں اس قدر گرم کیا جائے گا کہ گویا وہ آگ ہی کے تختے ہوں گے اسی لئے آپ نے آگے فرمایا کہ وہ تختے دوزخ کی آگ میں گرم کیے جائیں گے اور ان تختوں سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی پھر ان تختوں کو (اس بدن سے) جدا کیا جائے اور آگ میں گرم کر کے پھر لایا جائے گا (یعنی جب وہ تختے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو انہیں دوبارہ گرم کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جائے گا اور وہاں سے نکال کر اس شخص کے بدن کو داغا جائے گا) اور اس دن کی مقدار کہ جس میں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا پچاس ہزار سال کی مقدار ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عذاب تو نقدی یعنی سونے چاندی کے بارے میں ہوگا اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کیا حشر ہوگا؟

آپ نے فرمایا جو شخص اونٹ کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے، اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز انہیں پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوا جائے تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ہموار میدان میں منہ کے بل اونڈھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ گنتی اور موٹاپے میں پورے ہوں گے۔ مالک ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا یعنی اس شخص کے سب اونٹ وہاں موجود ہوں گے۔ حتیٰ کہ اونٹوں کے سب بچے بھی ان کے ساتھ ہوں گے پھر یہ کہ وہ اونٹ خوب فرہ اور موٹے تازے ہوں گے تاکہ اپنے مالک کو روندتے وقت خوب تکلیف پہنچائیں چنانچہ وہ اونٹ اس شخص کو اپنے پیروں سے کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے جب ان اونٹوں کی جماعت روند کچل کر چلی جائے تو دوسری جماعت آئے گی یعنی اونٹوں کی قطار روند کچل کر چلی جائے گی تو اس کے پیچھے دوسری قطار آئے گی اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جس دن یہ ہوگا اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کر دیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حل ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو شخص گائیوں اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ہموار میدان میں اونڈھے منہ ڈال دیا جائے گا اور اس کی گائیوں اور بکریوں کو وہاں لایا جائے گا جن میں سے کچھ کم نہیں ہوگا ان میں سے کسی گائے بکری کے سینگ نہ مڑے ہوں گے نہ ٹوٹے ہوں گے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ ہوں گی یعنی ان سب کے سروں پر سینگ ہوں گے جو ٹوٹے ہوئے نہ ہوں گے اور سالم ہوں گے۔ تاکہ وہ اپنے سینگوں سے خوب مار سکیں چنانچہ وہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی اور جب ایک قطار اسے مار کچل کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور اپنا کام شروع کر دے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور جس دن یہ ہوگا اس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

گھوڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے جنہیں اس کے مالک اظہارِ فخر و غرور اور مال دار اور ریاء کے لیے اور مسلمانوں سے دشمنی کے واسطے باندھے۔

چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں اس کے مالک نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لیے باندھا اور ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے پردہ ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا سبب و ذریعہ بنتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں ان کا مالک خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے مسلمانوں کے واسطے باندھے اور چراگاہ و سبزہ میں رکھے چنانچہ جب وہ گھوڑے چراگاہ و سبزہ سے کچھ کھاتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے کھایا یعنی گھاس وغیرہ کی تعداد کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ ان گھوڑوں کی لید اور ان کے پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں کیونکہ لید اور پیشاب بھی گھوڑے کی زندگی کا باعث ہیں اور گھوڑے رسی توڑ کر ایک یا دو میدان دوڑتے پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور ان کی لید جو وہ اس دوڑنے کی حالت میں کرتے ہیں کی تعداد کے برابر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے اور جب وہ شخص ان گھوڑوں کو نہر پر پانی پلانے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو، اللہ تعالیٰ گھوڑوں کے پانی پینے کے بقدر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اچھا گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن تمام نیکیوں اور اعمال کے بارے میں یہ آیت جامع ہے (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) (۹۱-۹۲ ابراہیم)۔ یعنی جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر برائی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا۔ (یعنی مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کو نیک کام کے لیے جانے کے واسطے پنا گدھ دے گا تو ثواب پائے گا اور اگر برے کام کے لیے دے گا تو گناہگار ہوگا) مسلم۔

قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر بتائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق کافروں کے ساتھ ہے یعنی قیامت کا دن کافروں کو پچاس ہزار سال کے بقدر دراز معلوم ہوگا بقیہ گناہگاروں کو ان کے گناہ کے بقدر دراز محسوس ہوگا اگر کسی کے گناہ کم اور ہلکے ہوں گے تو اسے وہ دن اسی اعتبار سے کم دراز محسوس ہوگا اور اگر کسی کے گناہ زیادہ اور شدید نوعیت کے ہوں گے تو اسے وہ دن بھی اس کے اعتبار سے دراز محسوس ہوگا یہاں تک کہ خدا کے نیک بندوں یعنی مومنین و کاملین کو وہ پورا دن صرف دو رکعت نماز کے بقدر معلوم ہوگا گویا جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے انہیں وہ دن صرف اتنے عرصہ کے بقدر محسوس ہوگا۔

فیری نسبیلہ اما الی الجنة الح اور وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس شخص کے نامہ اعمال میں اس ترکِ زکوٰۃ کے گناہ کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں ہوگا اور مذکورہ عذاب کہ جس میں اسے مبتلا کیا جائے گا اس کے اس گناہ کو دور کر دے گا تو اس کے بعد وہ جنت میں چلا جائے گا اور خدا نخواستہ اگر اس کا نامہ اعمال میں ترکِ زکوٰۃ کے علاوہ اور

گناہ بھی ہوں گے یا یہ کہ مذکورہ عذاب کے بعد بھی ترک زکوٰۃ کا گناہ اس سے دور نہیں ہوگا تو پھر وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

حتیٰ یقضى بین العباد میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں دوسری مخلوق خدا تو حساب کتاب میں مشغول ہوگی مگر وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ومن حقها حلبها يوم وردھا اونثوں کا ایک حق یہ بھی ہے الخ۔ اونٹ والوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اونٹوں کو تیسرے دن یا چوتھے دن پانی کی جگہ پانی پلانے لے جاتے ہیں چنانچہ عرب میں ایک یہ معمول بھی تھا کہ جس جگہ پانی پلانے کے لیے اونٹ لائے جاتے تھے وہاں لوگ جمع ہو جاتے تھے اونٹ والے اپنے اونٹوں کو وہاں پانی پلانے لاتے اور وہیں اونٹوں کا دودھ نکال کر وہاں جمع لوگوں کو پلا دیا کرتے چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ اگرچہ اونٹوں کا واجب حق تو صرف یہی ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے مگر ان کے اور دوسرے حقوق میں سے ایک مستحب حق یہ بھی ہے کہ جس دن اونٹ پانی پینے جائیں اس دن کا دودھ جو غرباء و مساکین کو پلایا جائے لہذا یہ فعل اگرچہ مستحب ہے لیکن از راہ مروت و ہمدردی اور برہنائے ادائے شکر حق گویا واجب کا حکم رکھتا ہے اسی لیے اس کے بارے میں اتنی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا چنانچہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حق کی عدم ادائیگی کی صورت میں عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

ولایسریٰ ان یسقیھا (اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو) مطلب یہ ہے کہ مالک گھوڑے کو پانی پلانے کا ارادہ نہ رکھے بلکہ اس کے ارادہ و قصد کے بغیر گھوڑا پانی پیے تو اس کے بارے میں مذکورہ ثواب بیان کیا گیا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر مالک خود ارادہ و قصد کر کے گھوڑے کو پانی پلائے گا تو اس کا کیا کچھ ثواب اسے ملے گا گھوڑوں کے بارے میں صحابہ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا اس کا اسلوب پہلے جوابات کے اسلوب سے مختلف ہے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کا جو اسلوب اختیار فرمایا ہے اسے جواب علی اسلوب الحکیم کہتے ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والے صحابہ سے فرمایا کہ گھوڑوں کا جو حق واجب ہے یعنی زکوٰۃ وغیرہ صرف اس کے بارے میں مت پوچھو کہ ان گھوڑوں کی وجہ سے ان کے پالنے والے سعادت و نیک بنی اور بھلائی کے کیسے کیسے مقام حاصل کرتے ہیں اور انہیں ان گھوڑوں سے کیا نفع پہنچتا ہے اسی طرح دوسرا پہلو بھی کہ ان پالنے والوں کو کیسے کیسے گناہ ملتے ہیں اور انہیں کیا نقصان پہنچتا ہے۔

اسی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس کی تشریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اظہارِ فخر اور ریاء کے لیے باندھ رکھا ہو یعنی گھوڑے رکھنے سے اس کی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ اس کی حشمت و ثروت دیکھیں اور جانیں کہ یہ مجاہد ہے حالانکہ واقعہ میں وہ مجاہد نہیں ہے نیز فخر یہی مراد ہے کہ وہ گھوڑا اس نیت سے پالے کہ میں اپنے سے کمتر لوگوں پر اپنی بڑائی جتاؤں اور ان کے سامنے فخر کا اظہار کروں (۲) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس کی وضاحت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اس لیے باندھا ہے تاکہ وہ خدا کی راہ میں کام آئیں یہاں خدا کی راہ سے مراد جہاد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ گھوڑوں کو رکھنے اور باندھنے کا مقصد اظہار فخر و غرور اور ریاء نہ ہو بلکہ انہیں اچھی و نیک نیت سے رکھے مثلاً گھوڑے اس مقصد کے لیے پالے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اچھے و نیک مقاصد کے لیے کام آئیں یا ان سے اپنی سواری مقصود ہو کہ اپنی مشروع و مباح ضرورتوں کے وقت ان پر سوار ہو سکے نیز یہ کہ اپنے فقر و احتیاج کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ روایت میں فرمایا گیا ہے کہ بطور ”تغنی و تعفف“ یعنی دوسروں سے مستغنی رہنے اور دوسروں کے آگے اپنی احتیاج و ضرورت کے اظہار سے بچنے کے لیے گھوڑا رکھنا چاہیے مثلاً تجارتی مقصد کے لیے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کے یہاں جانے کے لیے کھیت کھلیان میں آنے جانے کے واسطے یا اسی قسم کے دوسرے مقاصد کے وقت اگر گھوڑے کی ضرورت ہو تو کسی دوسرے کی طرف دیکھنا نہ پڑے بلکہ اپنا گھوڑا ہو تو وہ کام آئے اور غیروں کے آگے اظہار ضرورت کی شرمندگی سے بچائے۔ اسی لیے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو اپنے مالک کے لیے پردہ قرار دیا ہے کہ ایک طرف تو گھوڑا اپنے مالک کے فقر و احتیاج کے لیے پردہ پوش ہوتا ہے بائیں طور کہ گھوڑے کی وجہ سے دوسروں کی نظروں میں اس کے مالک کا وقار اور برہم قائم رہتا ہے اور اس کی عزت بنی رہتی ہے۔ دوسری طرف گھوڑی کا مالک اپنی ضرورت و حاجت کے وقت کسی دوسرے شخص کے آگے اظہار حاجت اور دست سوال دراز کرنے سے بچا رہتا ہے۔

اس موقع پر راہ خدا سے یہ مفہوم اس لیے مراد لیا گیا ہے تاکہ ایک ہی عبارت میں تکرار لازم نہ آئے کیونکہ تیسری قسم کے ضمن میں مذکورہ راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے۔

اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے مالک کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا۔

چنانچہ اس ارشاد گرامی میں پیٹھ کے بارے میں اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس گھوڑے پر اچھے اور نیک کاموں کی خاطر سوار ہوا اور اگر کسی نے اس سے اپنی سواری کے لیے یا گھوڑیوں پر چھوڑنے کے لیے اس کا گھوڑا مانگا تو اس نے اس کی ضرورت پوری کی۔ اسی طرح گردن کے بارے میں حق یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی۔ مگر حضرات شوافع کی طرف سے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مالک نے اپنے گھوڑے کی خبر گیری کی بایں طور کہ ان کے گھاس دانہ میں کوئی کمی نہیں کی انہیں ان کی پٹھ خوراک مہیا کی اور انہیں اگر کوئی مرض لاحق ہوا یا کوئی تکلیف ہوئی تو اسے فوراً دوز کیا۔

باب وجوب الزکاة

یہ باب زکوٰۃ کی فرضیت کے بیان میں ہے

2434 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَصِّلِيُّ عَنِ الْمُعَاذِيِّ عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ حَدَّثَنَا بَحْبُحِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَأَدْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُواكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ - يَغْنِي أَطَاعُواكَ بِذَلِكَ - فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَانِهِمْ فُتْرَدُ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُواكَ بِذَلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ -

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجے تو ان سے فرمایا: تم ان لوگوں کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اگر وہ اس بارے میں تمہاری اطاعت کریں تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ تمہاری اس بات میں بھی اطاعت کر لیتے ہیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ لازم کی ہے جو ان کے خوشحال لوگوں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں کو دی جائے گی اگر وہ اس بارے میں بھی تمہاری بات مان لیں تو تم مظلوم کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنا۔

2435 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بِهِزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا آتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدِيدٍ مِنْ - لَا صَابِعَ يَدَيْهِ - أَنْ لَا آتِيكَ وَلَا آتِي دِينِكَ وَإِنِّي كُنْتُ أَمْرًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَحْيِ اللَّهِ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا قَالَ بِالْإِسْلَامِ . قُلْتُ وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ قَالَ أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللَّهِ وَتَحْلِلْتَ وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ .

☆ ☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی خدمت میں اس وقت تک حاضر نہیں ہوا جب تک میں نے ان کی تعداد میں یہ حلف نہیں اٹھایا (انہوں نے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی) نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کے دین کو قبول کروں گا میں ایک ایسا شخص ہوں جسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی، ماسوائے اس کے جو اللہ اور اس کے رسول نے مجھے تعلیم دی ہے تو میں آپ

2434 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1395)، و باب لا تؤخذ كرائم أموال الناس في الصدقة (الحديث 1458)، و باب أخذ الصدقة من الأغنياء و ترد في الفقراء حيث كانوا (الحديث 1496)، وفي المغازي، باب يمت أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4347) و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم أمته إلى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7372) و أخرجه مسلم في الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين و شرائع الإسلام (الحديث 29 و 30 و 31) . و أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في زكاة النساة (الحديث 1584) و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية أخذ حيار المال في الصدقة (الحديث 625) . و أخرجه النسائي في الزكاة، أخرجه الزكاة من بلد إلى بلد (الحديث 2521) . و أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1783) . و الحديث عند البخاري في المظالم، باب الانتقاء و الحفر من دعوة المظلوم (الحديث 2448)، و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم أمته إلى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7371) . و الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في دعوة المظلوم (الحديث 2014) . تحفة الاشراف (6511) .

2435 - أخرجه النسائي، سياتي في الزكاة من مال بوجه الله عز و جل (الحديث 2567) و الحديث عند: النسائي في الزكاة، باب من يسأل ولا يعطى (الحديث 2565) . و ابن ماجه في الحدود باب المرتد عن دينه (الحديث 2536) . تحفة الاشراف [11388] .

سے اللہ تعالیٰ کی دُعا کے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کس چیز کے ہمراہ مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کے ہمراہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں (یعنی مخصوص احکام) کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ اعتراف کرو کہ میں اپنا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا رہا ہوں میں ہر چیز سے لائق ہو رہا ہوں تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

2436 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ شَابُورٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ .

☆☆ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ پڑھنا اور اللہ اکبر پڑھنا آسمان اور زمین میں موجود جگہ کو بھر دیتا ہے نماز نور ہے زکوٰۃ برہان ہے صبر روشنی ہے قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے۔

2437 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ أَنْبَأَنَا عَالِدٌ عَنْ أَبِيهِ هَلَالٍ عَنْ نَعِيمِ الْمُجَمِّرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولَانِ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَكَبَّ فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَنْبَغِي لَا تَذَرِي عَلَى مَاذَا خَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَبَيَّ وَجْهَهُ الْبَشَرِيَّ فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَاةَ الْخَمْسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكِبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَقِيلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے پھر آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنا سر جھکا لیا اور رونا شروع کر دیا ہمیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آپ نے کس بات پر قسم اٹھائی ہے پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے اور یہ صورتِ حال ہمارے نزدیک سرخ اونٹ ملنے سے زیادہ پسندیدہ تھی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے رمضان کے روزے رکھتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے سات کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس شخص کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیے جائیں گے اور اسے یہ کہا جائے گا: تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

2438 - أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ لَكَ وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ وَلَئِنْ أَرَجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ . يَعْنِي أَبُو بَكْرٍ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی بھی چیز کا ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جاتا ہے اے اللہ کے بندے! یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے جنت کے کئی دروازے ہیں جو لوگ نمازی ہیں ان کو نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو لوگ جہاد کرنے والے ہیں انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو لوگ صدقہ کرنے والے ہیں انہیں صدقہ کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو لوگ روزہ رکھنے والے ہیں انہیں باب ریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے تو کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے تم ان میں سے ایک ہو گے۔ (راوی کہتے ہیں: یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (ان میں سے ایک ہوں گے)۔

فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ہر آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ پر واجب ہے جبکہ وہ نصاب تام کا مالک ہو جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے اور اس کا وجوب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے ”وَأَتُوا الزَّكَاةَ“ اور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ تم اپنے اموال سے زکوٰۃ دو۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ (ترمذی، ابن حبان، مسند رک) اور واجب سے مراد فرض ہے کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور حریت کی شرط اس لئے ہے کہ ملکیت نصاب اسی کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ عقل اور بلوغ کی دلیل ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسلام کی شرط اس لئے ہے کہ زکوٰۃ عبادت ہے جو کسی کافر سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور ملکیت نصاب کی مقدار ضروری ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسی (نصاب) کو سبب قرار دیا ہے۔ اور سال کا گزرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا بڑھنا اتنی مدت میں متحقق ہوتا ہے۔ لہذا شریعت نے اس کو ایک سال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔ اور اس دلیل کی بناء پر بھی کہ بڑھنے کی طاقت (ایک سال) ہی دینے والا ہے۔ اس لئے کہ سال مختلف فصلوں کو شامل ہوتا ہے۔ اور عام طور پر ان فصلوں کی قیمتوں میں

فرق ہوتا ہے۔ لہذا حکم کا دار و مدار ہی (سال) ہوگا۔

پھر (فقہاء) نے فرمایا: اس کو فوری طور پر ادا کرنا واجب ہے۔ کیونکہ امر کے اطلاق کا تقاضہ یہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ تاخیر سے واجب ہے۔ کیونکہ ساری عمر اس کی ادائیگی کا وقت ہے۔ لہذا غفلت کی صورت میں نصاب ہلاک ہونے کے بعد وہ ضامن نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الزکوٰۃ، لاہور)

قرآن کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

(۱) وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (البقرہ، ۴۳) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(۲) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (مریم، ۵۵) اور اپنے گھر والوں کو (ف) نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

(۳) الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (ع، ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں۔ تو نماز بر قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ہے۔

(۴) وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (النور، ۵۶)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

(۵) الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (نمل، ۳)

وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و زردیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال و زر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باجھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَتَخَلَّوْنَ) (۳۔ آل عمران، ۱۸۱) وہ لوگ جو بجل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر الآیہ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

امام بخاری و مسلم علیہما رحمہما اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (امیر یا قاضی بنا کر) یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم

(یہود و نصاریٰ) کے پاس جا رہے ہو لہذا (پہلے تو تم) انہیں اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ دعوت کو قبول کر لیں تو پھر تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے مان جائیں تو پھر اس کے بعد انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے (یعنی ان لوگوں سے جو مالک نصاب ہوں) لی جائے گی اور ان کے فقراء کو دے دی جائے گی۔ اگر وہ اسے مان جائیں تم یہ یاد رکھنا کہ ان سے زکوٰۃ میں اچھا مال لینے سے پرہیز کرنا یعنی چھانٹ کر اچھا مال نہ لینا بلکہ ان کے مال کو تین حصوں میں تقسیم کرنا اچھا، برا، درمیانہ لہذا زکوٰۃ میں درمیانہ مال لینا نیز تم (زکوٰۃ لینے میں غیر قانونی سختی کر کے یا ان سے ایسی چیزوں کا مطالبہ کر کے جو ان پر واجب نہ ہوں اور یا انہیں زبان یا ہاتھ سے ایذا پہنچا کر) ان کی بددعا نہ لینا کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کی قبولیت کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا امانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں لڑنے والے کے برابر ہے۔ یہاں تک یہ لوٹ کر اپنے گھر آئے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور عرب کے کچھ لوگوں نے اسلام سے روگردانی کی تو (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ ان لوگوں سے کیونکر جنگ کرتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ یہ شہادت نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں جس نے یہ شہادت دے دی اس نے مجھ سے اپنے جان و مال کو بچالیا الا یہ کہ اسلام کا حق اس کا خون چاہتا ہو اور اس کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہوگا (یہ سن کر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کر دی، حالانکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر ان لوگوں نے مجھ سے اونٹ کی ایک رسی بھی جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکی تو میں ان سے جنگ کروں گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد جلد ہی مجھے محسوس ہوا کہ اللہ نے جنگ کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ وہ (اپنے فیصلہ میں) حق بجانب ہیں ابو داؤد کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ معمر الحبشی نے کہا ہے کہ عقاب ایک سال کا صدقہ ہے اور عقلاں دو سال کا صدقہ۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس کو رباح بن زید نے بطریق معمر، زہری سے اس کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں عقلاں دو سال کا صدقہ ہے اور اس کو ابن وہب نے یونس سے روایت کرتے ہوئے عنقا کہا ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ، معمر اور زبیدی نے زہری سے اس حدیث میں کہا ہے کہ اگر بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں گے (تب بھی میں ان سے جنگ کروں گا) اور عبیدہ نے بواسطہ یونس زہری سے اس حدیث میں لفظ عنقا کا ذکر کیا ہے۔

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قَبْلَ لَهُمْ كُفُّوا اَيْدِيَكُمْ وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا اٰخَرْتَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاِنْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (النساء، ۷۷)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ تو ان میں بعض لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد۔ اور بولے اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا تم فرما دو کہ دنیا کا برتا تھوڑا ہے۔ اور ڈرو والوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (کنز الایمان)

صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اُن کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔ فائدہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔ (خزان العرفان، ص ۷۷)

امام جصاص رحمہ اللہ ان تمام آیات و احادیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مال میں فرض کیا گیا حق زکوٰۃ ہی ہے۔ تمام مال خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔ اور یہ کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی۔

فرماتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف جیسے افراد بھی تھے جن پر فراخی ظاہر نظر آتی تھی اور وہ بڑے مال و دولت والے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کے حالات کا علم ہونے کے باوجود انہیں تمام مال نکالنے کا حکم نہ دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کا تمام سونا چاندی خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔ اس میں سے فرض صرف زکوٰۃ ہے۔ ہاں اگر ایسے حالات ہوں جن میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا اور صدقہ خیرات کرنا لازم ٹھہرے جیسا کہ مجبور، بھوکے، لاچار، بے لباس اور ایسی میت پر صدقہ کرنا جس کے پاس کفن دفن کے لئے کچھ نہ ہو۔ کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت قیس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت کی: لَيْسَ الْبِرُّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهُكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَرِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتٰى الزَّكَاةَ وَالْمُسُوْفُوْنَ بَعَثْتَنِيْمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاسِ وَالضَّرَّاءِ وَالْضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ ۱۷۷)۔ نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے

کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کا رزار کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔ (احکام القرآن، البقرہ، ۱۷۷)

امام ابو بکر جصاص حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑی جتنا سونا ہوتا اور تین دن گزرنے کے بعد بھی اس میں سے کچھ میرے پاس رہ جائے۔ الا یہ کہ مجھے صدقہ وصول کرنے والا ہی کوئی نہ ملے یا میں اسے اپنے قرض ادا کرنے تک رکھ لوں۔

اس حدیث کے بارے میں امام جصاص فرماتے ہیں: اس میں یہ ذکر ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنا اپنے لئے منتخب نہیں فرمایا بلکہ اسے خرچ کرنا پسند کیا۔ مگر خرچ نہ کرنے والوں پر کوئی وعید ذکر نہیں کی۔

پھر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوئے تو ان کے پاس سے ایک دینار نکلا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک داغ آگ کا۔

مذہب اربعہ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکانوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور اس کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ ”تم زکوٰۃ ادا کرو“ اور حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے تم اس وقت تک ان سے جہاد کر دو حتیٰ کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔ (المغنی، ج ۲، ص ۳۳۳، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے اراکین میں سے رکن اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اس کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ”تم نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کرو“ (البقرہ، ۲۳) اور حدیث سے ثبوت اس طرح ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ اس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور تو نماز قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ (الفتح، بخاری) اس حدیث میں زکوٰۃ کے لئے فرضیت کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے اور نماز کے عطف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہذا زکوٰۃ فرض ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (مجموع، ج ۵، ص ۲۸۹، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرانی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ فرض ہے اس کا معنی یہ ہے مال کو پاک کرنا ہے۔ اور اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ (التوبہ، ۱۰۳)

اے محبوب ﷺ! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (ذخیرہ، ج ۵، ص ۳، بیروت)

علامہ ابن محمود الباری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کتاب اللہ سے اور سنت رسول ﷺ سے فرض ہے۔ اور اس کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے اور نبی کریم ﷺ کے دور اقدس سے لے کر آج کے دن تک اس کا کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا۔ فقہاء بہت سے مقامات پر وجوب کا لفظ فرض کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ان احکام کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہوتا ہے۔ البتہ بعض احکام اخبار احاد سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا ان دونوں الفاظ کا یعنی فرض اور واجب کا ایک دوسرے کے مقام پر مجازی طور بولا جاتا ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

باب التغلیظ فی حبس الزکاۃ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی شدید مذمت میں ہے

2439 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ مُقْبِلًا قَالَ هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . فَقُلْتُ مَا لِي لَعَلِّي أَنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ فَذَكَرَ أَبِي وَائِمَى قَالَ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا حَتَّى بَيَّنَّ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ . ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَمُوتُ رَجُلٌ لَبَدْعٍ إِلَّا أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَذَّ زَكَاتُهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَمَنَهُ تَطَوُّهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنَطَّحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا نَفِذَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ .

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ نے مجھے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ سب سے زیادہ خسارے کا شکار ہیں میں نے سوچا میرا خیال ہے شاید میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہو گیا ہے میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال بکثرت ہوتا ہے البتہ وہ ان میں شامل نہیں ہوگا جو یہ کہتا ہے اتنا اور اتنا اور اتنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے آگے اپنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی (یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! جو شخص مرتے ہوئے ایسا ہو کہ وہ اونٹ یا گائے چھوڑ کر جائے جس کی زکوٰۃ اس نے ادا نہ کی ہو تو جب وہ (جانور) قیامت کے دن آئیں گے تو وہ اس سے بڑے ہوں گے جتنے دنیا میں تھے اور اس سے زیادہ موٹے تازے ہوں گے پھر وہ اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے اور اپنے سینک کے ذریعے اسے ماریں گے جب وہ آخری جانور گزر جائے

2439- أخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) مختصراً، وفي الإيمان والنور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) مختصراً، وأخرجه مسلم في الزكاة، تعليل عقوبة من لا يؤدي الزكاة (الحديث 30). وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617). وأخرجه السائي في الزكاة، باب مانع زكاة العلم (الحديث 2455) مختصراً، وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما جاء في منع الزكاة (الحديث 1785) مختصراً، تحفة الاشراف (11981).

کا تو پہلے والا دوبارہ آجائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

2440 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِي عُنُقِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعٌ وَهُوَ يَقْرَأُ مِنْهُ وَهُوَ يَتَّبِعُهُ . ثُمَّ قَرَأَ مُصَدَّقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ سَاءَ أَنْفُسٍ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) الْآيَةَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس شخص کے پاس مال موجود ہو اور وہ اس مال کا حق ادا نہیں کرتا تو (قیامت کے دن) ایک سفید سر والا سانپ طوق کے طور پر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ اور وہ سانپ اس کے پیچھے پیچھے جائے گا۔
(پھر نبی اکرم ﷺ نے یا شاہان اور راوی نے) اس کے مصداق کے طور پر قرآن کی یہ آیت تلاوت کی:
"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ذریعے مال عطا کیا ہے اور وہ اس مال کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں تم ان کے بارے میں یہ گمان نہ کر دو کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے بُرا ہے جو وہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن وہ چیز طوق کے طور پر انہیں پہنائی جائے گی۔"

2441 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عَصْرٍ وَالثَّغَنِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطَى حَقُّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ مَا نَجَدْتُهَا وَرَسُولُ اللَّهِ قَالَ فِي عُسْرِهَا وَبُسْرِهَا فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَدٍ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِ وَأَشْرَهُ يُطْحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرٍ فَتَنْطَوُّهُ بِأَخْفَافِهَا إِذَا جَانَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطَى حَقُّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ مَا نَجَدْتُهَا وَرَسُولُ اللَّهِ قَالَ فِي عُسْرِهَا وَبُسْرِهَا فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَدٍ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِ وَأَشْرَهُ يُطْحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرٍ فَتَنْطَوُّهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا وَتَنْطَوُّهُ كُلُّ ذَاتِ ظَلْفٍ بِظَلْفِهَا إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطَى حَقُّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ مَا نَجَدْتُهَا وَرَسُولُ اللَّهِ قَالَ فِي عُسْرِهَا وَبُسْرِهَا فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَدٍ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِ وَأَشْرَهُ يُطْحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرٍ فَتَنْطَوُّهُ كُلُّ ذَاتِ ظَلْفٍ بِظَلْفِهَا وَتَنْطَوُّهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا عَفْصَاءٌ وَلَا عَضْبَاءٌ إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ

2440- اخرجہ الترمذی فی تفسیر القرآن، باب (ومن سورة آل عمران) (الحديث 3012) مطبوعاً . واخرجہ النسائی فی التفسیر سورة آل عمران (مطبوعاً ما يخلوا به)، (الحديث 104) واخرجہ ابن ماجه فی الزكاة، باب لمصر الزكاة (الحديث 1784) . نسخة الاشراق (9237) .

2441- اخرجہ ابو داؤد فی الزكاة، باب في حقوق المال (الحديث 1660) بنحوه . نسخة الاشراق (15453) .

فیرى سبیلہ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کے بچہ اور رسل میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بچہ اور رسل سے رد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کی تنگی اور خوشحالی۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) تو جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا تو وہ جانور زیادہ طاقتور زیادہ موٹا تازہ اور تیز ہوگا اس شخص کو ان جانوروں کے سامنے ایک میدان میں ڈال دیا جائے گا اور وہ جانور اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے جب آخری جانور بھی ایسا کرے گا تو پہلا جانور پھر آ جائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا یہ ایک ایسے دن میں ہوگا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

جس شخص کے ساتھ گائے ہوں اور وہ تنگی اور خوشحالی میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) تو قیامت کے دن وہ گائے زیادہ موٹی تازی اور تیز ہو کر اس کے پاس آئیں گی اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا وہ اسے سینک ماریں گی سینک والی گائے سینک مارے گی اور پاؤں والی اسے پاؤں مارے گی جب آخری گائے بھی ایسا کر لے گی تو پہلی دوبارہ آ جائے گی جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے اس پورے دن میں اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

جس شخص کے پاس بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق تنگی اور خوشحالی کے دوران ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن وہ بکریاں زیادہ موٹی تازی اور بھاری بھر کم ہو کر اس کے سامنے آئیں گی پھر اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا تو پاؤں والی بکریاں اسے اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گی اور سینک والی بکریاں اسے اپنے سینک ماریں گی ان میں کوئی ایسی بکری نہیں ہوگی جس کا سینک مڑا ہوا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو جب ان میں سے آخری گزر جائے گی تو پہلے والی دوبارہ آ جائے گی ایسا اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

باب مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2442 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَقَّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ

وَاللّٰهُ لَوْ مَنَّ عَلَيْنَا عِقَالًا كَانُوا يُوَدُّونَهُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنِيَّهِ . قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَّايْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو کچھ عربوں نے کفر اختیار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو شخص یہ اعتراف کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ اپنے مال اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لیتا ہے البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے ہر شخص کے خلاف لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی ایسی رسی دینے سے انکار کرتے ہیں جو وہ اللہ کے نبی کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار پر بھی ان کے ساتھ لڑائی کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے اندازہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لڑائی کے لیے شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ ان کا موقف درست ہے۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ کا بیان

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول قرار پائے تو کچھ نئے فتنوں نے سر اُبھارنا چاہا۔ اس بارے میں ہم نے دسویں قسط میں تذکرہ صدیق کے تحت کچھ روشنی ڈالی تھی اور وہاں ان فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصیت سے فتنہ ارتداد کا ذکر کیا تھا جس کے متعلق بتایا تھا کہ اس عظیم فتنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی جرات اور تدبیر کے ساتھ ختم کیا اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی قسم کے ایک اور فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ قبائل مثلاً غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔

2442- أخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1399 و 1400)، وباب اخذ المال في الصدقة (الحديث 1456) مختصراً، وفي استتابة المرتدين والمعاندين وقاتلهم، باب قتل من أبي قبول الفرائض وما نسبوا إلى الردة (الحديث 2924 و 2925)، وفي الاعصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 8285). وأخرجه مسلم في الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ويلزموا الصلاة ويؤتوا الزكاة ويؤمنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وإن من فعل ذلك عصم نفسه وماله إلا بحقها، وقلت سريرته إلى الله تعالى وقاتل من منع الزكاة وغيرها من حقوق الإسلام، واهتمام الإمام بشعائر الإسلام (الحديث 32). وأخرجه أبو داود في الزكاة. (الحديث 1556 و 1557). وأخرجه الترمذي في الإيمان، باب ما جاء أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله (الحديث 2607). وأخرجه النسائي في الجهاد، باب وجوب الجهاد (3091 و 3092 و 3093)، وفي تحريم الدم، ١. (الحديث 3980 و 3981 و 3983 و 3985). تحفة الاشراف (10166).

ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوٰۃ کے بارے میں کفر حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ویسے اس لفظ کے بارے میں تفصیل یہ کی جاتی ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ "کفر" (وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوٰۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا لہذا ان کے اس سخت جرم پر بطریق تغلیظ و تشدید کفر کا اطلاق کیا گیا۔ بہر حال جو معنی بھی متعین کئے جائیں ان کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان لوگوں کے ظاہر احوال کے مطابق کہ وہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہی تھے ان کے کفر میں تاہل کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے پر اعتراض کیا مگر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حقیقت حال بتائی تو نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے ہموا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی اور ان کے تدبیر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنگ کرنے سے منع کیا اور کہا کہ عہد خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ و فساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملے میں ابھی توقف کرنا چاہئے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہایت جرات اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملے میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلے میں کوئی چپک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظت اور اسلام کے نظریات و اعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اصابت رائے، جرات اور شجاعت و بہادری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا، میں لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ تو حید یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کہہ لینا ہی معتبر نہیں ہے بلکہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ الاکھدہ (سوائے اسلام حق کے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر دیت لازم ہوگی یا اور کسی قسم کا کوئی حق اس کے ذمے ہوگا تو اس کی ادائیگی بہر صورت ضروری ہوگی انہی طرح قصاص وغیرہ میں اسے قتل کیا جاسکے گا۔ و حسابہ علی اللہ (اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ لے گا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے گا تو ہم اس کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں گے اور اس سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ہم اس کے باطن کی تحقیق و تفتیش کریں گے کہ آیا وہ اپنے ایمان و اسلام میں غلط و صادق ہے یا نہیں؟ بلکہ اس کے باطن کا حال اللہ کے سپرد کر دیں گے اگر وہ صرف ظاہر طور پر مسلمان ہوا ہوگا اور دل سے ایمان نہیں لایا ہوگا جیسا کہ منافقین کا حال ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ اس سے نمٹ لے گا۔ من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ (جو شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا) یعنی نماز کے

وجوب کا تو قائل ہو مگر زکوٰۃ کے وجوب کا منکر ہو یا نماز پڑھتا ہو مگر زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ عناق بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو ایک برس سے کم عمر کا ہو۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں بکری کا بچہ فرض اور واجب حق سے طلب کرنے کا سلسلہ میں بطور مبالغہ فرمایا ہے۔ یہاں یہ حقیقت پر محمول نہیں ہے کیونکہ نہ تو بکری کا وہ بچہ جو ایک سال سے کم ہو زکوٰۃ ہی میں لیا جاتا ہے اور نہ بکری کے ایسے بچوں میں زکوٰۃ ہی واجب ہوتی ہے زکوٰۃ میں لینے کے لئے ادنیٰ درجہ مسنہ ہے (یعنی وہ بچہ جو ایک سال کا ہو) اگر بچے بکریوں کے ساتھ ہوں گے تو پھر ان میں زکوٰۃ واجب ہوگا، لکن بہر صورت زکوٰۃ میں مسنہ ہی دیا جائے گا یہی حکم گائے اور اونٹوں کا ہے کہ زکوٰۃ کے طور پر بھی مسنہ ہی دیا جائے گا پھل قسط میں غالباً بتایا جا چکا ہے کہ بکریوں کا مسنہ تو وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو اور گائے کا مسنہ وہ ہے جس کی عمر دو سال ہو اور اونٹ کا مسنہ وہ ہے جو پانچ سال کا ہو۔

اب آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا، تو ابھی اوپر "کفر" کے بارے میں جو تفصیل بیان کی گئی تھی اسی طرح اس قول کے بارے میں بھی یہ تفصیل ہوگی کہ وہ وجوب زکوٰۃ کے منکر ہو گئے ہیں تو میں ان کے کفر اور ان کے ارتداد کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا اور اگر وہ منکر زکوٰۃ تو نہ ہوئے ہوں بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کر رہے ہوں تو پھر ان سے میری جنگ شعائر اسلام کی مخالفت اور اس فتنہ کے سد باب کے لئے ہو گی۔

منکر زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کرنے میں ائمہ فقہاء کے مذاہب

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس نے زکوٰۃ کا انکار کیا وہ اسی طرح جیسے اس نے قرآن و سنت کا انکار کیا ہے اور ان دونوں یعنی قرآن و سنت کا انکار کرنا کفر ہے۔

اور اگر کوئی اس کے وجوب کے انکار کا عقیدہ رکھتا ہے تب امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی زکوٰۃ مقرر کرے اور اس سے وصول کرے۔ البتہ زکوٰۃ سے زیادہ وصول نہ کرے۔ اور اکثر اہل علم یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے۔

حضرت اٹحق بن ربیعہ اور حضرت ابو بکر عبد العزیز علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ جب وہ اپنا مال چھپائے تاکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنی پڑے حتیٰ کہ امام پر ظاہر ہو جائے تو وہ ان سے زکوٰۃ وصول کرے گا۔ (المعنی، ج ۲، ص ۴۳۳، بیروت)

باب حُشْوَةُ مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا کے بیان میں ہے

2443 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي

2443- أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1575). وأخرجه النسائي في الزكاة، باب سقوط الزكاة عن الأبل إذا كانت رملًا لا هلهاء ولحمولهم (الحديث 2448). تحفة الأشراف (11384).

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةً لَبُونٌ لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حَسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُوتَجَرًّا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ أَبَى فَإِنَّا أَخَذُوهَا وَشَطَرًا إِيْلَهُ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا شَيْءٌ.

☆ ☆ بنہر بن حکیم بیان کرتے ہیں میرے والد نے میرے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

ہے والے اونٹوں میں سے چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون (کی ادائیگی زکوٰۃ کے طور پر) لازم ہوگی۔ حساب لگانے کے دوران اونٹوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جائے جو شخص اجر کے حصول کے لیے ادائیگی کرے گا اسے اجر ملے گا اور جو شخص ادائیگی سے انکار کرے گا تو ہم اس سے وصولی کر لیں گے یہ ہمارے پروردگار کا حکم ہے اور آل محمد کے لیے ان میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و زر دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال و زر گنچے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باجھیر پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ الَّذِينَ يَتَخَلَّوْنَ، آل عمران: 180) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر لا یہ (بخاری، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم: رقم الحدیث، 270)

گنچے سانپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے اور یہ گنچا پن سانپ کے بہت زیادہ زہریلا اور دردناک ہونے کی علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی کے بعد بطور استدلال آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر آگاہ فرمایا کہ خب اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی ارشاد فرماتا ہے۔

چنانچہ بارگاہِ نبویہ ہے (وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ الَّذِينَ يَتَخَلَّوْنَ بِمَا اتَّيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ سَوْ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا يَخْلُقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، آل عمران: 180) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ اپنے اس مال کے بارہ میں یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ مال تو ان کے حق میں سراسر وبال جان ہے اور یاد رکھو وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن وہ اس مال کا کہ جس میں بخل کرتے ہیں طوق پہنائے جائیں یعنی ان کا مال طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

بخل سے غوی مسنی و مفہوم کا بیان

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ لکھتے ہیں: بخل کرم کی ضد ہے۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: جس مال کو جمع کرنے کا حق نہ ہو اس کو خرچ نہ کرنا بخل ہے اس کا مقابل جو د ہے بخل اس شخص کو کہتے ہیں جو بہ کثرت بخل کرے بخل کی دو قسمیں ہیں اپنے مال میں بخل کرنا اور غیر کے مال میں بخل کرنا اور یہ زیادہ مذموم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) اللّٰدین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکنمون ما الہم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا مہینا . (النساء: ۳۷)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے: (المفردات ص ۳۸ مطبوعہ کتاب فروغی مکتبہ رضوی ۱۳۶۲ھ)

بخل کا شرعی معنی اور اس کی اقسام کا بیان
بخل کرم اور جود کی ضد ہے بغیر عوض کسی کو مال دینے سے منقبض اور تنگ ہونے کو بخل کہتے ہیں یا کوئی شخص اس وقت مال خرچ نہ کرے جب اس مال کو خرچ کرنے کی ضرورت اور اس کا موقع اور محل ہو عرب کہتے ہیں بخلت العین بالدموع آنکھوں نے آنسوؤں میں بخل کیا اور جب آنسو بہانے کا وقت تھا اس وقت آنسو نہیں بہائے۔

تحقیق یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا واجب ہو وہاں خرچ کرنا اسراف اور تہذیر ہے اور ان کے درمیان جو متوسط کیفیت ہے وہ محمود ہے اس کو جود اور سخا کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔
(آیت) ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتعند ملوما محسورا .

(النساء: ۲۹)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے پوری طرح کھول دے کہ ملامت زدہ تھا ہارا بیچارہ ہے۔

(آیت) والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یفتروا واکان بین ذلک قواما . (الفرقان: ۶۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو خرچ کرتے وقت فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا زیادتی

اور کمی کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔

خرچ کرنا شرعا واجب ہوتا ہے یا عرف اور عادت کے اعتبار سے زکوٰۃ صدقہ فطر قربانی حج جہاد اور اہل و عیال کی ضروریات پر خرچ کرنا شرعا واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ سب سے بڑا بخل ہے اور دوستوں رشتہ داروں اور ہمسایوں پر خرچ کرنا عرف اور عادت کے اعتبار سے واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ اس سے کم درجہ کا بخل ہے اور بخل کی ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں تو خرچ کرتا ہے لیکن نقلی صدقات عام فقراء اور مساکین اور سائلین اور رفاہی کاموں میں خرچ نہیں کرتا اور باوجود وسعت ہونے کے اپنا ہاتھ روک کر رکھتا ہے اور پیسے گن گن کر رکھتا ہے یہ بخل کی تیسری قسم ہے لیکن یہ پہلے دو درجوں سے کم درجہ کا بخل ہے۔

بخل کی مذمت کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا بیان

(آیت) واما بن بخل واستغنی، وکذب بالحسنی، فسنیسره للعسری، (البقرہ: ۸۰-۸۱)
اور جس نے بخل کیا اور (تقوی سے) بے پرواہ رہا اور اس نے نیکی کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اس کے لیے نیکی کا راستہ مہیا کر دیں گے۔

(آیت) فلما اتهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون۔ (التوبہ: ۷۶)
تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور انہوں نے پیٹھ پھیر لی درآن حالیکہ وہ اعراض کرنے والے تھے۔

(آیت) هانتم هولاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه واللہ الغنی انتم الفقراء۔ (محمد: ۳۸)
ہاں تم وہی لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ صرف اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ومن یقول فان اللہ هو الغنی الحمید۔ (الحدی: ۲۳)
جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جس نے اعراض کیا تو اللہ بے نیاز ہے ستائش کیا ہوا۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتبون ما اتهم اللہ من فضله واعتدنا للکفرین عذابا مہینا۔ (النساء: ۳۷)
جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(آیت) ویل لکل همزة لمزة، الذی جمع مالا وعدده، یحسب ان ماله اخلده، کلا لیبذن فی الحطمة، وما ادراک ما الحطمة، نار اللہ الموقدة، (الحمر: ۱-۶)
ہر طعنہ دینے والے اور چٹخوری کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے، جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا، ہرگز نہیں وہ چورا چورا کرنے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا، آپ کیا جانتے ہیں کہ چورا چورا کر دینے والی کیا چیز ہے؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

(آیت) والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم، یوم یحمری علیہا فی نار جہنم فتکون بہا جباہم وجنوبہم وظہورہم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ (التوبہ: ۳۴-۳۵)
اور جو لوگ زرہ و نقرہ کو بچھپاتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو عذاب الیم کی خبر دے دو، یوم یحمری علیہا فی نار جہنم کے دن ان کے سر، پیٹ اور پیٹھ ان کے لیے جہنم کی آگ کی طرح لالہ ہو جائے گی۔

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں کرتے ان سب کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن وہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی ٹانگوں کو داغا جائے گا یہ ہے وہ (مال) جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا سوا اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ چکھو۔

بخل کی مذمت کے متعلق احادیث اور آثار کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی قیامت کے دن وہ ہمال ایک موٹا اور گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر اس شخص کو وہ سانپ اپنے دو جبروں سے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: (آیت) وَلَا يَحْسَبِ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہر روز فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۱۴۴۲ مطبوعہ دارالبازکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہ کثرت مرتبہ یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! میں پریشانی غم عاجز ہونے سستی بخل بزدلی قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(صحیح البخاری ج ۳ ص ۳۰۵ رقم الحدیث ۲۸۹۴ مطبوعہ دارالبازکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی ایک مثال بیان فرمائی ان کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کی دو زر ہیں پہنی ہوئی ہیں جو انکی چھتوں سے ہنسیلوں اور ان کے ہاتھوں تک ہیں جب صدقہ کرنے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس سے ڈھیلی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور جب بخیل کسی چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ تنگ ہو جاتا ہے۔ (صحیح البخاری ج ۷ ص ۴۷ رقم الحدیث ۵۷۹۷ مطبوعہ دارالبازکہ مکرمہ ۱۴۱۲ھ)

تختی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے پوری زرہ پہنی اور وہ اس کے جسم پر پھیلتی رہی حتیٰ کہ اس نے پورے بدن کو چھپا لیا اور زرہ نے اس کو محفوظ کر لیا اور بخیل کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے دونوں ہاتھ طوق بنے ہوئے ہیں جو اس کے سینہ کے سامنے ابھرتے ہوئے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں اور اس زرہ کو بدن پھیلنے نہیں دیتے اور وہ اس کی گردن میں اکٹھی ہو کر اس کی ہنسیلوں سے چٹ جاتی ہے اور اس کے لیے وہاں جان اور بوجھ بن جاتی ہے اور اس کے بدن کی حفاظت نہیں کرتی خلاصہ یہ ہے کہ تختی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی موافقت کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ فراخ ہو جاتے ہیں اور بخیل جب کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ

تک ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ کوتاہ ہو جاتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صدقہ کرنے سے مال بڑھنے اور بخل سے مال کم ہونے کی مثال ہو اور اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نخی پر اللہ دنیا اور آخرت میں پردہ رکھتا ہے جس طرح یہ زرہ اس کے جسم کو چھپا لیتی ہے اور بخل کے عیوب دنیا اور آخرت میں کھل جاتے ہیں جس طرح یہ زرہ اس کے گلے میں سکر کر اکٹھی ہو جاتی ہے اور اس کا باقی جسم برہنہ ہو جاتا ہے۔

امام خرائطی متوفی ۳۲۷ھ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا عقی کی لغزش سے درگزر کرو کیونکہ وہ جب بھی لڑکھڑاتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔

(مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۰ مطبوعہ دارالکتب المصریہ مصر ۱۴۱۱ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر وہ اونٹ والا جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ بہت فریبہ ہو کر آئیں گے اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی ٹانگوں اور کھروں کے ساتھ روندتے ہوئے گزر جائیں گے اور جو گائے والا گائے کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں بہت فریبہ ہو کر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گزر جائیں گی اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ بکریاں بہت فریبہ ہو کر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور کھروں سے روندتی ہوئی گزر جائیں گی اس دن ان میں نہ کوئی بغیر سینگ کے ہوگی نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور جو خزانہ والا خزانہ میں سے اللہ کا حق ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ کھولے اس کے پیچھے دوڑے گا خزانہ کا مالک بھاگے گا تو ایک منادی آواز دے کر کہے گا اپنا خزانہ لے، ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا تو وہ اس سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور سانپ اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبائے گا راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اونٹنی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا پانی کے موقع پر اس کا دودھ دوہنا (تاکہ لوگ اس کو پیئیں) اور ڈول دینا اور زاونٹ کو جفتی کے لیے عاریہ دینا اور اونٹنی کو دودھ پینے کے لیے (ضرورت مندوں کو) دینا اور راہ خدا میں اس پر لوگوں کا مال لا دینا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۸۴ رقم الحدیث: ۹۸۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تنگ دلی کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ تنگ دلی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اس تنگ دلی نے انکو بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو قطع تعلق کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلق کیا اور اس نے ان کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔

ہم نے الشح کا ترجمہ تنگ دلی کیا ہے کیونکہ حافظ منذری متوفی ۶۵۶ھ نے لکھا ہے کہ شح منع کرنے میں بخل سے زیادہ بلند

ہے شیخ یہ منزل جنس ہے اور بخل یہ منزلہ نوع ہے شیخ انسان کی طبیعت اور جبلت کی طرف سے وصف لازم کی طرح ہے اور بعض نے کہا کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے اور شیخ مال اور نیکی دونوں میں ہوتا ہے۔ (مختصر سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس صرف وہی مال ہے جو تبریر نے اپنے گھر میں رکھا ہے کیا میں اس میں سے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا دیا کرو اور تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھو ورنہ تم بھی بندش کر دی جائے گی۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے مساکین یا صدقہ کو گھنٹے کا ذکر کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دیا کرو اور گناہ کرو ورنہ تم کو بھی گن کر دیا جائے گا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۷ رقم الحدیث: ۱۶۹۹۱، ۱۶۹۹۸، ۱۶۹۹۹ مطبوعہ دار البیہل بیروت ۱۴۱۳ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: انسان کا بدترین خلق گھبراہٹ پیدا کرنے والا بخل ہے (یعنی کسی کو دینے سے دل گھبراتا ہو) اور بے شرمی والی بزدلی ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲ رقم الحدیث: ۲۵۱۱ مطبوعہ دار البیہل بیروت ۱۴۱۳ھ)

ابو امیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ثعلبہ خثی سے پوچھا کہ تم علیکم النفسکم المائدہ: ۱۰۵ تم (صرف) اپنی جانوں کی فکر کرو کی کیا تفسیر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا: نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کر دینی کہ تم جب یہ دیکھو کہ بخل کی موافقت کی جا رہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ذرائع اپنی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد مبر کے ایام ہوں گے ان میں مبر کرنا انکاروں کو پکڑنے کی مثل ہے اور ان ایام میں (نیک) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے (نیک) عمل کا اجر ملے گا۔ (سنن ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۱ رقم الحدیث: ۲۳۳۱ مطبوعہ دار البیہل بیروت ۱۴۱۳ھ)

امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بد خلقی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم فرمایا دھوکا دینے والا احسان جتانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(المباح الصحیح ج ۳ ص ۳۲۳ رقم الحدیث: ۱۹۶۳، ۱۹۶۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تمہارے اچھے لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مال دار بنی ہوں اور تمہارے باہمی امور مشاورت سے ہوں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے زمین کے نیچے دفن ہونے سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مال دار بنی ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے نیچے دفن ہونا تمہارے لیے زمین کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔

(المباح الصحیح ج ۳ ص ۵۲۹ رقم الحدیث: ۲۴۶۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو عرض کیا کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا بخل کرنا (اور روایت میں سحر ہے) ناحق قتل کرنا سود کھانا یتیم کا مال کھانا جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا پاک دامن مومن بھولی بھالی عورتوں کو تہمت لگانا۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (قرب قیامت میں) احکام میں سختی زیادہ ہوگی اور دنیا میں صرف بد بختی زیادہ ہوگی اور لوگوں میں صرف بخل زیادہ ہوگا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴-۱۳۵ رقم الحدیث ۲۰۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کسی بندہ کے پیٹ میں اللہ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوگا اور کسی بندہ کے دل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کو پکڑنے لگے پھر آپ پیچھے بٹے اور لوگ بھی پیچھے بٹ گئے جب آپ نے نماز پڑھ لی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے نماز میں ایک کام کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا مجھ پر جنت پیش کی گئی اس میں چمک اور تروتازگی تھی۔ میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے انگوڑوں کا ایک گچھا پکڑا تو میرے اس کے درمیان ایک چیز حائل کر دی گئی اگر میں اس کو لے آتا تو اس کو آسمان اور زمین کے درمیان کھایا جاتا اور اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی پھر میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی جب میں نے اس کی پیش دیکھی تو میں اس سے پیچھے ہٹا اور میں نے دوزخ میں ان عورتوں کو دیکھا جن کو کوئی راز بتایا جاتا تو وہ اس کو انشاء کر دیتیں ان سے سوال کیا جاتا تو وہ بخل کرتیں اور جب وہ خود سوال کرتیں تو گڑبڑا کر کرتیں اگر ان کو کچھ دیا جاتا تو وہ اس کا شکر ادا نہ کرتیں۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۲-۳۵۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام ابو بکر محمد بن جعفر الخراطی المتوفی ۳۲۷ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو ضائع کر دے۔ (مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۶ مطبوعہ دار المکتب السمریہ مصر ۱۳۱۱ھ)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ۱۔ ابن آدم! اگر تو خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو بخل کرے تو یہ تیرے لیے بدتر ہے اور قدر ضروری پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے اہل و عیال سے ابتداء کر اور اوپر والا باتھ نیچے والے باتھ سے۔

ہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے: (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ شخص مومن (کامل) نہیں ہے جو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوک سے کروٹیں بدل رہا ہو۔ (مسندک ج ۳ ص ۱۶۸ مطبوعہ دارالبازکہ مکہ مکرمہ)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کا غلام اس کے پاس جائے اور اس سے کسی فالتو چیز کا سوال کرے اور وہ اس کو نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز جس سے اس نے منع کیا تھا ایک گنجا سانپ بن کر اس کو اپنے جڑوں سے چبائے گی۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۱۷۹)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام فرماتے تھے جب تم سیر ہو تو بھوکے کو یاد کرو اور جب تم غنی ہو تو فقراء کو یاد کرو۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۲۳۶-۲۳۷ مطبوعہ دارالبازکہ مکہ مکرمہ رقم الحدیث: ۳۲۹۳-۳۲۹۴-۳۲۹۵-۳۲۹۶-۳۲۹۷)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: حجر بن بیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اپنے کسی رشتہ دار کے پاس جا کر اس سے کسی فاضل چیز کا سوال کرے جو اس کو اللہ نے دی ہے اور وہ اس کو دینے سے بخل کرے تو وہ چیز قیامت کے دن آگ کا سانپ بن کر اس کے گلے میں طوق بن جائے گی اور اس کو اپنے جڑوں سے چبائے گی پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (آیت) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

(آل عمران ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک سانپ ان (بخلاء) میں سے کسی ایک کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا مال ایک سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا پھر اس کی گردن پر لپٹ جائے گا۔

ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اپنے قرابت داروں کو اس کا حق دینے سے منع کرے جو اللہ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے پھر اس مال کو سانپ بنا کر اس کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے گا وہ شخص کہے گا تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے وہ سانپ کہے گا میں تیرا مال ہوں۔

(جامع البیان ج ۳ ص ۱۲۸-۱۲۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں: محمد بن یوسف فریابی متوفی ۲۱۲ھ (یہ امام احمد اور امام بخاری کے اصحاب میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں میں اپنے اصحاب کے ساتھ ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے گیا جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا چلو ہم اپنے پڑوسی کی تعزیت کے لیے جائیں اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے بھائی پر زار و قطار رو رہا تھا ہم نے اس کو تسلی دی اور تعزیت کی لیکن اس کو قرار نہیں آیا ہم نے اس سے کہا تم کو معلوم ہے کہ موت سے کسی کو راستگاری نہیں ہے اس نے کہا یہ ٹھیک ہے میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو صبح دشام

عذاب ہوتا ہے ہم نے کہا کیا تم کو اللہ نے غیب پر مطلع کر دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! جب میں نے اس کو دفن کیا اور اس پر مٹی برابر کی اور لوگ چلے گئے تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے یہ آواز سنی آہ انہوں نے مجھے اکیلے بٹھا دیا ہے اور میں عذاب برداشت کر رہا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا اور روزے رکھتا تھا مجھے اس کے کلام نے رلا دیا میں نے قبر سے مٹی کھود کر ہٹائی تاکہ اس کا حال دیکھوں اس وقت اس کی قبر آگ سے بھڑک رہی تھی۔

اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا تھا بھائی کی محبت سے مجبور ہو کر میں نے اس کی گردن سے طوق نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا پھر اس نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا جو جل کر سیاہ ہو چکا تھا اس نے کہا میں نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور لوٹ آیا ہم نے پوچھا تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں تھا ہم نے کہا یہ آیت کی تصدیق ہے۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران: ۱۸۰) تمہارے بھائی کو قیامت کا عذاب قبر میں جلدی دے دیا گیا۔

(الکھاز ص ۳۰-۳۹ مطبوعہ دار الفلا العربی قاہرہ والرداء ج ۱ ص ۳۳۲-۳۳۱) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ

باب زَكَاةِ الْإِبِلِ

یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2444 - أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ح وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَوْبٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ دس سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2445 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ

2444- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب ما ادى زكاته فليس بكفر (الحديث 1405)، و باب زكاة الورق (الحديث 1447)، و اخرجہ مسلم فی الزکاة، (او 2 و 3 و 4 و 5)، و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1558)، و اخرجہ الترمذی فی الزکاة، باب ما جاء في صدقة الزرع و النمر و الحبوب (الحديث 626 و 527)، و اخرجہ النسائی فی الزکاة، باب زكاة الابل (الحديث 2445)، و باب زكاة الورق (2472 و 2474 و 2475)، و باب زكاة الحطة (الحديث و 2483)، و باب زكاة الحبوب (الحديث و 2484)، و القدر الذي يجب فيه الصدقة (الحديث 2486)، و اخرجہ ابن ماجه فی الزکاة، باب ما تجب فيه الزكاة من الاموال (الحديث 1793)، و الحديث عدد النسائي في الزكاة، زكاة النمر (الحديث 2482)، تحفة الاشراف (4402) .

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ دُرٍّ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی 'پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اتاج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

پانچ وسق و اوقیہ اتاج میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں اور پانچ راس سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 291)

ایک وسق آٹھ صاع کے برابر، ایک صاع آٹھ رطل کے برابر اور ایک رطل چونتیس تولہ ڈیڑھ ماشہ کے برابر ہوتا ہے حساب سے پانچ وسق انگریزی اسی طولی کے سیر کے حساب پچیس من ساڑھے بارہ سیر (نو کوئل چوالیس کلوگرام) کے برابر ہوتے ہیں گویا پچیس من 12, 1/2 سیر یا اس سے زائد کھجوروں میں دسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر نکالا جائے گا اس مقدار سے کم اگر کھجوریں پیدا ہوں تو اس حدیث کے بموجب اس میں زکوٰۃ کے طور پر دسواں حصہ واجب نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمین کی پیداوار میں کوئی نصاب مقرر نہیں ہے جس قدر بھی پیداوار ہو اس کا دسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالنا واجب ہے مثلاً اگر دس سیر پیداوار ہو تو اس میں سے ایک سیر زکوٰۃ کے طور پر نکالا جائے اور اگر دس ہی چھٹانک پیدا ہو تو اس سے بھی ایک چھٹانک نکالا جائے زمین کی دوسری پیداوار مثلاً گیہوں جو چنا وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ زمین کی پیداوار کے عشر کے بارے میں حنفیہ کا فتویٰ امام اعظم ہی کے قول پر ہے۔

یہ حدیث چونکہ امام اعظم رحمہم اللہ کے مسلک کے بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حدیث میں کھجور سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو تجارت کے لئے ہوں کیونکہ اس وقت عام طور پر کھجوروں کی خرید و فروخت وسق کے حساب سے ہوتی تھی اور ایک وسق کھجور کی قیمت چالیس درہم ہوتی تھی اس حساب سے پانچ وسق کی قیمت دو سو درہم ہوئے جو مال تجارت میں زکوٰۃ کے لئے متعین نصاب ہے۔ اواق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ (122)۔ 47 گرام) کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دو سو درہم یعنی 52, 1/2 تولہ تقریباً 210, 1/2 گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوٰۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دو سو درہم کا مالک ہو گا وہ بطور زکوٰۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکے کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے

سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ پھر بھی تفصیل سے چاندی کے نصاب کو یوں سمجھے کہ۔ ایک درہم تین تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کے برابر ہوتا ہے اس طرح دو سو میں چھ سو تیس ماشہ یعنی ساڑھے باون تولہ تولہ تقریباً ساڑھے دو سو سولہ گرام چاندی ہوئی۔ لہذا دو سو درہم کی زکوٰۃ کی چالیسویں حصہ کے مطابق پانچ درہم ہو۔ جو پندرہ ماشہ چھ رتی یعنی ایک تولہ میں ماشہ چھ رتی کے برابر ہوتے ہیں۔

اسی طرح درہم کے علاوہ چاندی کے زیورات یا برتن وغیرہ کی صورت میں ساڑھے باون تولہ یعنی ساڑھے دو سو سولہ گرام ہو تو اس کی زکوٰۃ کے طور پر چالیسواں حصہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی یعنی ساڑھے پندرہ گرام چاندی یا اتنی ہی چاندی کی قیمت زدہ کے طور پر ادا کی جائے گی اور اگر چاندی سکے کی شکل میں ہو اور ایک سکہ بارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کے ساڑھے باون روپے ہوئے لہذا ان کی زکوٰۃ کے طور پر اسی چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی بارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے واجب ہوں گے اور اگر سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت چون روپے بارہ آنے چھ صحیح چھ بناتیس پائی کے برابر ہوگی جس پر زکوٰۃ واجب ہوگی لہذا اس میں سے اس چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی ساڑھے گیارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے دس پائی اور تیس بناتیس پائی بطور زکوٰۃ نکالنا ہوگا۔

مذکورہ بالا تفصیل کو حسب ذیل جدول سے سمجھئے۔ تعداد درہم تعین زکوٰۃ وزن چاندی تعین زکوٰۃ سکہ بارہ ماشہ والا زکوٰۃ سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ والا زکوٰۃ ۲۰۰ درہم ۵ درہم ساڑھے ۵۲ تولہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی قیمتی۔ قابل اصلاح نصاب کا یہ سارا حساب سمجھنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر نصاب سے زیادہ روپے ہوں تو اس کا سیدھا حساب یہ ہے کہ ڈھائی روپیہ فی سیکڑا یعنی ہر سو روپیہ میں ڈھائی روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اگرچہ حدیث میں سونے کا نصاب ذکر نہیں کیا گیا لیکن اس کے بارے میں بھی جانتے چلئے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے ساتھ تولہ تقریباً ساڑھے ستائیس گرام ہے اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اگر اس مقدار میں یا اس سے زائد مقدار میں سونا ہو تو موجودہ مقدار کا چالیسواں حصہ یا اس حصہ کی قیمت زکوٰۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اگر سونا اور چاندی دونوں مجموعی اعتبار سے بقدر نصاب ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ لہذا کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی ہو اور اسی کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر سونا بھی ہو تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر تجارت کا مال ہو اور اسی کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر نقد روپیہ ہو تو وہ بھی صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونا اور چاندی کسی بھی شکل و صورت میں ہوں خواہ وہ گنی اور ڈلی کی صورت میں ہوں یا پترے ہوں خواہ زیورات کی شکل میں ہوں یا برتنوں کی صورت میں ہوں بہر صورت ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ گوشت کناری اور کنو اب وغیرہ میں جو چاندی ہوتی ہے اس کی مقدار کا بھی اندازہ کر لیا جائے اگر وہ مقدار نصاب کو پہنچے تو اس کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے موتی، موتگا، یا قوت اور دوسرے جو اہرات میں زکوٰۃ واجب نہیں

ہوتی خواہ لاکھوں روپیہ کی قیمت ہی کے کیوں نہ موجود ہوں ہاں اگر جواہرات تجارت کے مقصد سے ہوں گے تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

2446 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُظْفَرُ بْنُ مُذْرِكٍ أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخَذْتُ هَذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُمْ أَنَّ هَذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُلِّهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِ وَمَنْ سُلِّ فَوْقَ ذَلِكَ فَلَا يُعْطِ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ خُمُسٍ ذَوْ شَاةٍ فَإِذَا بَلَغَتْ خُمُسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خُمُسٍ وَثَلَاثِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنْ لَبُونٌ ذَكَرٌ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خُمُسٍ وَارْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَارْبَعِينَ فَفِيهَا حَقَّةٌ طَرَوْقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خُمُسٍ وَسِتِّينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسِتِّينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى سِتِّينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا حَقَّتَانِ طَرَوْقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خُمُسِينَ حَقَّةٌ فَإِذَا نَبَّأَنَّ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حَقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحَقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحَقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حَقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحَقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حَقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ

2446- أخرجه البخاري في الزكاة، باب العرض في الزكاة (الحديث 1448) مختصراً وباب من بلغت عنده صدقة هبت محاص وليست عنده (الحديث 1453)، و باب زكاة الغنم (الحديث 1454)، وأخرجه أبو داود في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1567) وأخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الغنم (الحديث 2454) وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب أخذ المصدق ما دون سن أو فوق سن (الحديث 1800). و الحديث عند البخاري في الزكاة، باب لا يجمع بين مفروق ولا يفرق بين مجتمع (الحديث 1450)، و باب ما كان من حليطين فإيهما يتراجعان بينهما بالسوية (الحديث 1451)، و باب لا تؤخذ في الصدقة هزمة ولا ذات عوار ولا تيس إلا ما شاء المصدق (1455)، و في الشركة، باب ما كان من حليطين فإيهما يتراجعان بينهما بالسوية في الصدقة (الحديث 2487)، و في فرض الخمس، باب ما ذكر من درج النبي صلى الله عليه وسلم وعصاه ومفيه وقدح وخاتمه وما استعمل الخلفاء بعده من ذلك مما لم يذكر قسمته ومن شعره وبعده وآبائه وترك أصحابه وغرهم بعد وفاته (الحديث 3106) وفي اللباس، باب هل يجعل نقش الحاتم ثلاثة أسطر (الحديث 5878 و 5879)، و في الحبل، باب في الزكاة وإن لا يفرق بين مجتمع ولا يجمع بين مفروق خشية الصدقة (الحديث 6955)، تحفة الاشراف (6582).

يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي مَائَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَبِهَا شَاةٌ إِلَى عَشْرِينَ وَمَاءٌ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَبِهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَبِهَا ثَلَاثٌ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يَفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوِّيَّةِ فَإِذَا كَانَتْ مِائَتُهُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً دَرَاهِمَ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا .

☆ ☆ حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں میں نے ثمامہ بن عبد اللہ کی تحریر سے یہ روایت حاصل کی ہے جو انہوں نے اپنے جد امجد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے (اس میں یہ تحریر ہے):

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کے احکام تحریر کیے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر لازم قرار دی تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا جس مسلمان سے اس کے مطابق وصولی کے لیے کہا جائے وہ ادا نیگی کر دے گا اور جس سے اس سے زیادہ وصولی کا تقاضا کیا جائے گا وہ ادا نیگی نہیں کرے گا 25 سے کم اونٹ ہونے کی صورت میں اونٹ کی شکل میں ادا نیگی نہیں ہوگی بلکہ پھر پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری ہوگی جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے گی تو 25 سے 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادا نیگی لازم ہوگی اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون مذکر کی ادا نیگی لازم ہوگی 36 سے 45 تک میں بنت لبون کی ادا نیگی لازم ہوگی 46 سے 60 تک میں حصہ کی ادا نیگی لازم ہوگی جس کو جفتی کے لیے دیا جاسکے 61 سے 75 تک میں جذعہ کا ادا نیگی لازم ہوگی 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادا نیگی لازم ہوگی 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادا نیگی لازم ہوگی جو جفتی کے قابل ہوں 120 سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی اور ہر پچاس میں ایک حقہ کی ادا نیگی لازم ہوگی۔ زکوٰۃ کی مقدار میں اونٹوں کی عمر مختلف ہوگی تو جس پر جذعہ لازم ہوگا اور اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا اگر وہ ایسا کر سکتا ہو تو اس سے دو بکریاں بھی وصول کر لی جائیں گی یا 20 درہم وصول کیے جائیں جس شخص پر حقہ کی ادا نیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو لیکن جذعہ موجود ہو تو اس سے جذعہ ہی وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم اور دو بکریوں میں سے جو چیز بھی دستیاب ہوگی وہ ادا کر دے گا جس شخص پر حقہ کی ادا نیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو بلکہ بنت لبون ہو تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے گی اور اس کے ساتھ اس پر دو بکریوں کی ادا نیگی لازم ہوگی اگر یہ اس کے لیے آسان ہے ورنہ اس سے 20 درہم وصول کیے جائیں گے جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادا نیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو لیکن حقہ موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص زکوٰۃ دینے والے کو 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادا نیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے گی اور دو بکریوں یا 20 درہم میں سے جو وصول کیا جاسکتا ہو وہ وصول کر لیا جائے گا جس پر زکوٰۃ کے طور

پر ہشت مخاض کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس صرف ابن لیون مذکور ہو تو اس سے یہ وصول کیا جائے گا اور اس سے ساتھ دینی چیز لازم نہیں کی جائے گی۔

جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں گے ان سے کوئی زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی اگر اس کا مالک خود (کوئی بھیڑ بکری دینا چاہے) تو حکم مختلف ہوگا۔

جس نے والی بھیڑ بکریوں میں جب ان کی تعداد 40 ہو جائے تو چالیس سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے تو دو سو تک میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر دو سو سے زیادہ ہو جائے تو تین سو تک میں تین بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی پھر اس کے بعد ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی چلی جائے گی۔

زکوٰۃ میں زیادہ عمر کا عیب دار یا ز (یعنی بکرے) کو وصول نہیں کیا جائے گا البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا شخص خود ہر ادا کر دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے الگ الگ جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا جب جانور دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں تو دونوں پر برابر کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس جس نے والے جانور 40 سے ایک بھی کم ہوں تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے (تو صدقے کے طور پر خود کوئی ادائیگی کر سکتا ہے)۔

چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی اگر چاندی (کے درہم) کی تعداد 190 درہم ہو تو اس میں کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر اس کا مالک چاہے تو (صدقے کے طور پر) ادائیگی کر سکتا ہے۔

شرح

حضرت انس کے بارے میں مروی ہے کہ جب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق نے انیس بحرین جو بصرہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے بھیجا تو انہیں یہ ہدایت نامہ تحریر فرمایا۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن و رحیم ہے یہ اس صدقہ فرض (زکوٰۃ) کے بارے میں ہدایت نامہ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں پر فرض کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے نافرمانی کرنے کے بارے میں اپنے رسول کو حکم فرمایا۔ لہذا جس شخص سے قاعدہ کے مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ادائیگی کرے اور جس شخص سے شرعی مقدار سے زیادہ مطالبہ کیا جائے وہ زائد مطالبہ کی ادائیگی نہ کرے زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ چوبیس اور چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوٰۃ میں بکری ہے اس طرح کہ ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے یعنی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ سے نو تک ایک بکری دس سے چودہ تک دو بکری پندرہ سے انیس تک تین بکری اور بیس سے چوبیس تک چار بکری واجب ہوگی۔ پچیس سے پینتیس تک میں ایک ایسی اونٹنی جو ایک سال کی ہو چھتیس سے پینتالیس تک ایک اونٹنی جو دو سال کی ہو۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں ایک ایسی اونٹنی جو چار سال کی ہو اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہو، اکٹھ سے چھتر تک میں ایک اونٹنی

جو اپنی عمر کے چار سال ختم کر کے پانچویں سال میں داخل ہوگئی اور چھتر سے نوے تک میں دو ایسی اونٹیاں جو دو سال کی ہوں اکیانوے سے ایک سو بیس تک میں دو ایسی اونٹیاں جو تین تین سال کی ہوں اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہوں اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو تو اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ان زائد اونٹیوں میں ہر چالیس کی زیادت پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادت پر پورے تین برس کی اونٹنی واجب ہوگی اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہاں اگر وہ شخص چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے دے جب پانچ اونٹ ہوں گے تو اس پر زکوٰۃ کے طور پر ایک بکری واجب ہو جائے گی اور جس شخص کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان میں زکوٰۃ کے طور پر ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہو جو چار برس پورے کر کے پانچویں سال میں لگ گئی ہو یعنی اکٹھ سے چھتر تک کی تعداد میں اور اس کے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو کہ جسے وہ زکوٰۃ کے طور پر دے سکے بلکہ تین برس کی اونٹنی موجود ہوں تو اس سے تین ہی برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں قبول کی جاسکتی ہے مگر زکوٰۃ دینے والا اس تین برس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ اگر اس کے پاس موجود ہوں تو دو بکریاں ورنہ بصورت دیگر تیس درہم ادا کرے اور کسی شخص کے پاس اونٹوں کی ایسی تعداد ہو جس میں تین برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو یعنی چھیالیس سے ساٹھ تک کی تعداد اور اس کے پاس تین برس کی کوئی اونٹنی زکوٰۃ میں دینے کے لئے نہ ہو بلکہ چار برس کی اونٹنی ہو تو اس سے چار برس والی اونٹنی ہی لے لی جائے البتہ زکوٰۃ دینے والا دو بکریاں یا بیس درہم بھی اس کے ساتھ دیدے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے چھتیس سے پینتالیس تک کی تعداد اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی کے بجائے تین برس کی اونٹنی ہو تو اس سے تین برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے مگر زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کر دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ ایک برس کی اونٹنی ہو تو اس سے ایک برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے اور وہ زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں بھی دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں ایک برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے بیس سے پچیس تک کی تعداد اور ایک برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کی اونٹنی اس کے پاس ہو تو اس سے وہی دو برس والی اونٹنی لے لی جائے مگر زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم واپس کر دے اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایک برس کی اونٹنی نہ ہو اور نہ دو برس کی اونٹنی ہو بلکہ دو برس کا اونٹ ہو تو وہ اونٹ ہی لے لیا جائے مگر اس صورت میں کوئی اور چیز واجب نہیں نہ تو زکوٰۃ لینے والا کچھ واپس کرے گا اور نہ زکوٰۃ دینے والا کچھ اجر دے گا۔

اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ جب بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک سو بیس تک ہو تو ایک واجب ہوتی ہے اور ایک سو بیس سے زائد ہوں تو دو سو تک کی تعداد پر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب دو سو سے زائد ہوں تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب تین سو سے زائد ہو جائیں تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکریوں میں ایک بکری واجب لگی جس شخص کے پاس چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں گی تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر بکریوں کا

چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے سکتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ زکوٰۃ میں خواہ اونٹ ہو یا گائے اور بکری بڑھیا اور عیب دار نہ جائے اور نہ بوک (بکرا) دیا جائے ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والا کسی مصلحت کے تحت بوک لینا چاہے تو درست ہے اور متفرق جانوروں کو یکجا نہ کیا جائے اور نہ زکوٰۃ کے خوف سے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے نیز جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر تقسیم کر لیں اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر دینا فرض ہے اگر کسی کے پاس صرف ایک سونوے درہم ہوں (یعنی نصاب شرعی کا مالک نہ ہو) تو اس پر کچھ فرض نہیں ہے ہاں اگر وہ صدقہ نفل کے طور پر کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 293)

گزشتہ صفحات میں ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرو اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ظلم ہی کا معاملہ کیوں نہ کریں۔ اسی طرح ایک حدیث اور گزر چکی ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے زیادتی کرتے ہیں مثنیٰ مقدار واجب سے زیادہ مال لیتے ہیں تو کیا ہم ان کی طرف سے زیادہ طلب کے جانے والے مال کو چھپا دیں یعنی وہ انہیں نہ دیں تو اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔ لیکن یہاں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص سے زیادہ مطالبہ کی جائے وہ ادائیگی نہ کرے۔

لہذا بظاہر ان روایتوں میں تعارض اور اختلاف معلوم ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت زکوٰۃ وصول کرنے والے صحابہ تھے ظاہر ہے نہ تو وہ ظالم تھے اور شرعی مقدار سے زیادہ کا مطالبہ کرتے تھے اور نہ صحابہ کے بارے میں ایسا تصور کیا جاسکتا تھا لوگ اپنے گمان اور خیال کے مطابق یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے ساتھ ظلم و زیادت کا معاملہ ہوتا ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ انہیں بہر صورت خوش کیا جائے اور وہ جو کچھ مانگیں اسے دینے میں تامل نہ کیا جائے اور یہاں حضرت ابو بکر کے ارشاد میں زکوٰۃ وصول کرنے والوں سے صحابہ مراد نہیں ہیں بلکہ دوسرے لوگ مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ایسی باتوں کا صدور ممکن تھا اس لئے حضرت ابو بکر نے یہ تحریر فرمایا کہ زائد مطالبہ کی ادائیگی نہ کی جائے۔ اس وضاحت سے احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آ رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔

فاذا زادت علی عشرين دماة الخ (اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو الخ) قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عدد مذکور سے متجاوز ہونے کی صورت میں استقرار اور حساب پر دلالت کرتی ہے یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے زائد ہوں تو ان کی زکوٰۃ کا حساب از سر نو شروع نہ کیا جائے بلکہ ایسی صورت میں ہر چالیس کی زیادتی پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادتی پر تین برس کی اونٹنی کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جانی چاہئے۔

چنانچہ اکثر ائمہ کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ از سر نو حساب شرع کیا جائے گا چنانچہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز ہو جائے تو اس وقت دو حقے یعنی تین برس کی دو اونٹنیاں اور ایک بکری واجب ہوگی اور اسی طرح چوبیس کی تعداد تک ہر پانچ پر ایک بکری واجب ہوتی چلی جائے گی پھر پچیس اور پچیس کے بعد ہشت مخاض ایک سال کی اونٹنی

واجب ہو جائے گی اس طرح ۷ خرگوش کی پہلی ترتیب کے مطابق حساب کیا جائے گا امام بخاری اور امام ثوری کا یہی قول ہے ان حضرات کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو سے زائد ہو جائے تو اس کا حساب از سر نو شروع کیا جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس طرح منقول ہے۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ ان کی زکوٰۃ کے طور پر مادہ یعنی اونٹنی یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے جب کہ گائے اور بکری کی زکوٰۃ میں زراور مادہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ ان کی زکوٰۃ کے طور پر نیز یا اس کی قیمت اور مادہ یا اس کی قیمت دونوں ہی دیئے جاسکتے ہیں۔ مالم یکن عندہ بنت مخاض علی وجہا (اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایب برس کی اونٹنی نہ ہو) ابن اعلک نے اس کی وضاحت کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔

(۱) اس کے پاس سرے سے ایک برس کی اونٹنی موجود ہی نہ (۲) ایک برس کی اونٹنی موجود تو ہو مگر تندرست نہ ہو جگہ بیمار ہو اس صورت میں بھی گویا وہ نہ ہونے ہی کے درجہ میں ہوگی۔ (۳) ایک برس کی اونٹنی تو موجود ہو مگر اوسط درجہ کی نہ ہو بلکہ نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجے کی ہو ملاحظہ رہے کہ زکوٰۃ میں اوسط درجہ کا مال دینے کا حکم ہے۔ بہر کیف ان میں سے کوئی صورت ہو اس کا حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں ابن لبون یعنی دو برس کا اونٹ زکوٰۃ کے طور پر دیا جائے گا پھر اس کی وضاحت بھی فرمادی کہ ابن لبون کے ساتھ مزید کچھ لینا دینا واجب نہیں ہے جیسا کہ اونٹیوں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ کے طور پر دینے کے لئے دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی موجود نہ ہو بلکہ تین برس کی اونٹنی ہو تو زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے وہی تین برس کی اونٹنی لے گا مگر وہ زکوٰۃ دینے والے کو دو بکریاں ہیں درہم واپس کرے گا تاکہ زکوٰۃ دینے والے کو دو برس کی اونٹنی کی بجائے تین برس کی اونٹنی دینے کی صورت میں نقصان گھانا نہ ہو جیسے اس کے برعکس صورت بھی بیان کی گئی ہے کہ اگر زکوٰۃ دینے والا تین برس کی اونٹنی کی بجائے جو اس پر واجب ہے مگر موجود نہیں ہے دو برس کی اونٹنی دے تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا ہیں درہم مزید دے تاکہ زکوٰۃ کے مال میں نقصان نہ رہ جائے بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت تانیٹ عمر کی زیادتی کا بدل ہو جاتی ہے۔

اگرچہ "چنے والی" کی قید صرف بکری کے نصاب میں زکوٰۃ میں لگائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق ہر جانور سے ہے یعنی خواہ بکری ہو یا اونٹ اور یا گائے ان میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب کہ وہ سال کے اکثر حصے یعنی نصف سال سے زیادہ جنگ میں چریں اگر ان میں سے کوئی بھی جانور ایسا ہو جسے سال کے اکثر حصے میں گھر سے چارہ کھلایا جاتا ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ بکریوں کا نصاب چالیس بیان کیا گیا ہے یعنی اگر چالیس سے کم بکریاں ہوں گی تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب چالیس بکریاں ہوں گی تو ایک بکری زکوٰۃ کے طور پر واجب ہو جائے گی۔

اور اگر چالیس سے بھی زائد ہوں تو ایک سو میں تک ایک ہی بکری واجب رہے گی اسی طرح تین سو تک کی تعداد کے نصاب زکوٰۃ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جب تعداد تین سو سے تجاوز ہو جائے تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکری پر ایک بکری واجب ہوگی یعنی تین سو تک تو تین بکریاں ہوں گی تین سو کے بعد چار سو بکریاں اس وقت واجب ہوں گی جب کہ تعداد

پورے چار سال ہو جائے۔

چنانچہ اکثر ائمہ و علماء کا یہی مسلک ہے لیکن حسن بن صالح کا قول اس بارے میں یہ ہے کہ تمین کے بعد اگر ایک بکری بھی زائد ہوگی تو چار بکریاں واجب ہو جائیں گی۔ ولا ذات عوار (اور عیب دار نہ دی جائے) زکوٰۃ میں عیب دار مال نہ لینے کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ پورا مال یا کچھ مال ایسا ہو جس میں کوئی عیب و خرابی نہ ہو اگر پورا ہی مال عیب دار ہو تو پھر اس میں سے اوسط درجے کا دیکھ کر دیا جائے گا۔ زکوٰۃ میں بوک (بکرا) لینے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ بکریوں کے ساتھ بوک افزائش نسل کے لئے رکھا جاتا ہے اگر بوک لے لیا جائے گا تو بکریوں کے مالک کو نقصان ہوگا یا وہ اس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا یا پھر بوک لینے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس کا گوشت بد مزہ اور بد بودار ہوتا ہے۔

ولا تجمع بین متفرق الخ (اور متفرق جانوروں کو یکجا نہ کیا جائے الخ) اس جملے کا مطلب سمجھنے سے پہلے مسئلہ کی حقیقت جان لیجئے تاکہ مفہوم پوری طرح ذہن نشین ہو جائے مسئلہ یہ ہے کہ آیا زکوٰۃ گلہ یعنی مجموعہ پر ہے یا اشخاص یعنی مال کے مالک کا اعتبار ہوتا ہے؟ حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ گلہ کے اعتبار سے دینی ہوتی ہے ان کے ہاں مالک کا اعتبار نہیں ہوتا جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے ہاں گلہ کا اعتبار نہیں ہوتا مالک کا اعتبار ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک شخص کے پاس اسی بکریاں ہیں مگر وہ بکریاں ایک جگہ یعنی ایک گلہ ریوڑ میں نہیں ہیں بلکہ الگ الگ دو گلوں میں ہیں تو چونکہ امام شافعی کے نزدیک زکوٰۃ گلہ پر واجب ہوتی ہے اس لئے ان کے مسلک کے مطابق ان دونوں گلوں میں سے دو بکریاں وصول کی جائیں گی لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق دونوں گلوں سے ایک ہی بکری وصول کی جائے گی کیونکہ اگرچہ وہ اسی بکریاں دو گلوں میں تقسیم ہیں مگر ملکیت میں چونکہ ایک شخص کی ہیں اس لئے اس حساب کے مطابق کہ چالیس سے ایک سو بیس تک کی تعداد میں ایک ہی بکری واجب ہوتی ہے اس شخص سے بھی ایک ہی بکری وصول کی جائے گی۔

دوسری مثال یہ ہے کہ دو اشخاص کی اسی بکریاں ہیں جو ایک ہی گلہ میں ہیں تو امام شافعی کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے ایک ہی بکری لی جائے گی اور امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے دو بکریاں لی جائیں گی کیونکہ وہ اسی بکریاں اگرچہ ایک ہی گلہ میں ہیں لیکن مالک اس کے دو الگ الگ اشخاص ہیں اور وہ دونوں اتنی اتنی بکریوں (یعنی چالیس چالیس) کے مالک ہیں کہ ان کی الگ الگ تعداد پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر اب سمجھئے کہ حدیث کے اس جملے ولا تجمع بین متفرق الخ کا مطلب امام شافعی کے ہاں تو یہ ہے کہ اس ممانعت کا تعلق مالک سے ہے کہ اگر مثال کے طور پر چالیس بکریاں اس کی ہوں اور چالیس بکریاں کسی دوسرے کی ہوں اور یہ دونوں تعداد الگ الگ ہوں تو ان بکریوں کو جو الگ الگ اور متفرق ہیں زکوٰۃ کم کرنے کے لئے یکجا نہ کیا جائے یعنی مالک یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں الگ الگ دو گلوں میں ہوں گی تو ان میں سے دو بکریاں دینی ہوں گی۔

اور اگر ان دونوں گلوں کو ملا کر ایک گلہ کر دیا جائے تو پھر ایک ہی بکری دینی ہوگی ان کو یکجا نہ کرے۔ اسی طرح ولا یفرق

ہیں مجتمع اور نہ جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے میں اس ممانعت کا تعلق بھی مالک سے ہے کہ مثلاً اگر اس کے پاس میں بکریاں ہوں جو کسی دوسرے شخص کی بکریوں کے گلے میں ملی ہوئی ہوں تو مالک اپنی ان بکریوں کو اس گلے سے الگ نہ کرے یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں اس گلے میں رہیں گی تو زکوٰۃ دینی ہوگی اور اگر ان بکریوں کو اس گلے سے الگ کر دیا جائے تو زکوٰۃ سے بچ جائیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس ممانعت کا تعلق سائی یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے سے ہے کہ وہ زکوٰۃ لینے کے لئے متفق بکریوں کو یکجا نہ کرے مثلاً دو الگ الگ اشخاص کے پاس اتنی اتنی بکریاں ہوں کہ جو علیحدہ علیحدہ تو حد نصاب نہ پہنچتی ہوں اور ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی ہو جیسے دونوں کے پاس میں میں بکریاں ہوں مگر جب دونوں کی بکریاں یکجا ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو جائے لہذا زکوٰۃ وصول کرنے والے کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ لینے کی وجہ سے ان بکریوں کو یکجا کر دے اسی طرح دوسری ممانعت کا تعلق بھی زکوٰۃ وصول کرنے والے ہی سے ہے کہ زکوٰۃ لینے کے لئے علیحدہ علیحدہ جانوروں کو یکجا نہ کرے مثلاً اگر کسی شخص کے پاس اسی بکریاں اس طرح ہوں کہ چالیس تو ایک جگہ ہیں۔

اور چالیس دوسری جگہ ہیں تو زکوٰۃ وصول کرنے والا ان دونوں جگہوں کی بکریوں کو دو الگ الگ نصاب قرار دے کر اس شخص سے دو بکریاں وصول نہ کرے بلکہ دونوں جگہوں کی بکریوں کو ایک ہی نصاب قرار دے اور قاعدہ کے مطابق ایک ہی بکری وصول کرے کیونکہ بکریاں اگر چہ الگ الگ ہیں لیکن ملکیت میں ایک ہی شخص کے ہیں لہذا دونوں جگہ کی مجموعہ بکریوں پر کہ جن کی تعدد اسی ہے ایک ہی بکری واجب ہوگی۔ واما کان من خلیطین (جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں) اس جملے کی وضاحت بھی ایک مسئلہ سمجھ لینے پر موقوف ہے مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً دو سو بکریاں ہیں جس میں دو آدمی شریک ہیں اس حساب سے کہ ایک آدمی کی توان میں سے چالیس بکریاں ہیں اور دوسرا آدمی ایک سو ساٹھ بکریوں کا مالک ہے اب سوال یہ ہے کہ ان بکریوں پر زکوٰۃ کے طور پر تو بکریاں واجب ہوں مگر وہ دو بکریاں ان دونوں سے وصول کس حساب سے ہوں گی۔

ظاہر ہے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پہلے شخص پر تو اس کے حصے کے پیش نظر ایک بکری کا دو خمس واجب ہو اور باقی دوسرے شخص پر واجب ہو بلکہ یہ ہوگا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا تو قاعدہ کے مطابق دونوں شخصوں سے ایک ایک بکری وصول کرتے گا مگر اس صورت میں پہلے شخص کو نقصان ہوگا کیونکہ ان مشترک بکریوں میں اس کا حصہ صرف چالیس بکریاں ہیں اسے بھی ایک ہی بکری دینی پڑی اور دوسرے شخص نے بھی ایک بکری دی جس کا حصہ ایک سو ساٹھ بکریاں ہیں (اسی کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا تو دونوں سے ایک ایک بکری وصول کرے گا لیکن پھر بعد میں دونوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے حصے کے مطابق حساب کر لیں یعنی پہلا شخص کہ جس کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے شخص کہ جس کی ایک سو ساٹھ بکریاں اپنی دی ہوئی بکری کے تین خمس وصول کرے اس حساب سے چالیس بکریوں کے مالک پر اس کے حصہ کے مطابق دو خمس پڑیں گے اور باقی ایک سو ساٹھ بکریوں کے مالک پر اس کے حصے کے مطابق پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد گرامی فانہما یتزاجعا بالسویۃ، (انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر برابر تقسیم کر لیں) کے یہ معنی ہیں۔

باب مانع زکاة الابل

یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2447 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِي الْإِبِلُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطَ فِيهَا حَقُّهَا تَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُعْطَ فِيهَا حَقُّهَا تَطْوُهُ بِأَخْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا - قَالَ - وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ إِلَّا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَغْتُ . إِلَّا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَغْتُ - قَالَ - وَبِكَوْنُ كَنْزٍ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُجَاعًا أَقْرَعَ يَقْرَأُ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ أَنَا كَنْزُكَ فَلَا يَزَالُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أَضْبَعَةً .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

(قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر صورت میں آئے گا جب وہ دنیا میں تھا یہ اس وقت ہو گا جب تک اس شخص نے اونٹ کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہوگی وہ اونٹ اپنے پاؤں کے ذریعے اس مالک کو روندے گا بکریاں اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر (یعنی موٹی تازی) شکل میں آئیں گی جب مالک نے (دنیا میں) ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہوگی وہ بکریاں اپنے پاؤں کے ذریعے اسے کچلیں گی اور اپنے سینوں کے ذریعے اس کو ماریں گی۔
ان کا حق یہ ہے جب انہیں پانی پلانے کے لیے لایا جائے تو ان کا دودھ دودھ لیا جائے۔

یاد رکھنا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اپنے اونٹ کے ساتھ اس طرح نہ آئے کہ اس نے اس اونٹ کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہو اور وہ اونٹ آوازیں نکال رہا ہو وہ شخص کہے گا: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے!) تو میں اسے جواب دوں گا: میں اب تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تبلیغ کر دی تھی اور کوئی شخص قیامت کے دن اس حالت میں نہ آئے کہ اس نے اپنی بکری کو اپنی گردن پر اٹھایا ہوا ہو اور وہ منمنار ہی ہو وہ شخص کہے گا: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے!) تو میں جواب دوں گا: میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تبلیغ کر دی تھی۔

کسی شخص کا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں ہوگا وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں اور اس کے ساتھ ایسا وقت تک ہوتا رہے گا جب تک وہ سانپ اس شخص کی انگلیاں بھی نہیں نکلے گا۔

بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِسْلًا لِأَهْلِهَا وَلِحُمُولِهِمْ

- یہ باب ہے کہ ذاتی استعمال کے لیے دودھ دہنے یا سواری کے لیے (مخصوص اونٹوں) پر زکوٰۃ لازم نہ ہونا۔
- 2448 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةً لَبُونٌ لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حَسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُوْتَجِرًا لَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا أَخَذُوهَا وَشَطَرُ إِبِلِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِأَلٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا شَيْءٌ.

☆ ☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

چرنے والے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی اونٹوں کو اس کے حساب سے الگ الگ نہیں کیا جائے گا جو نقص اجر حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ ادا کرے گا اسے اجر مل جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرے گا تو ہم اس سے وصول کر لیں گے اور اس کے اونٹوں کا ایک حصہ وصول کر لیں گے یہ ہمارے پروردگار کا حق ہے (یعنی یہ اس کی طرف سے لازم حکم ہے) البتہ محمد کی آل کے لیے اس میں سے (یعنی زکوٰۃ میں سے) کوئی چیز حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

عَوَالٍ وَحَوَالٍ فِي زَكَاةٍ فِي مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ

- جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل بل جوتے یا کنویں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

عَوَالٍ فِي زَكَاةٍ فِي مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ

غلامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عوالہ جانور میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور یہی فقہاء احناف کا مذہب ہے۔ اور اسی طرح حضرت عطاء، حسن، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، سعید بن جبیر، لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، ابو ثور، ابو عبیدہ، ابن منذر علیہم الرحمہ کا قول ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے اور قتادہ، یحیٰی اور امام مالک علیہم الرحمہ نے کہا ہے کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ان کی دلیل نص کا ظاہری حکم یعنی "ان کے اموال سے صدقہ پکڑیں" ہے۔

☆ ہم احناف اور ہمارے مؤید فقہاء کی دلیل سنن ابوداؤد کی حدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ عوال، عوال اور بل

چلانے والے نسل میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (الہدایہ شرح البدایہ ۳، ص ۶۸، حقایق مدان)

باب زکاة البقر

یہ باب گائے کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2449 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ - وَهُوَ ابْنُ مُهَلَّبٍ - عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُعَاذٍ . أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِذْلَهُ مَعَاظِرَ وَمِنْ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مِيسَنَةً .

☆ ☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے انہیں یمن بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر بالغ شخص سے ایک دینار یا اس (کی قیمت) کے برابر یعنی چار درہم وصول کریں تین گائے میں سے ایک تہیج یا تبیعہ اور چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں (تبیعہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ایک سال کا ہو چکا ہو اور مسنہ وہ جانور ہے جو دو سال کا ہو چکا ہو)۔

2450 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ

عَنْ مَسْرُوقٍ وَالْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ مُعَاذٌ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَخُذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ بَقْرَةً تَبِيعَةً وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِذْلَهُ مَعَاظِرَ .

☆ ☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ہر چالیس گائے میں سے ایک تہیج (یعنی دو سال کی گائے) اور ہر تیس میں سے ایک تہیج (یعنی ایک سال کی گائے) وصول کروں اور ہر بالغ (ذی سے) ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر کوئی کپڑا وصول کروں۔

2451 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُعَاذٍ

قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مِيسَنَةً وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِذْلَهُ مَعَاظِرَ .

☆ ☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب انہیں یمن بھیجا تو انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ہر تیس گائے میں سے ایک تہیج یا تبیعہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں ہر بالغ شخص سے ایک دینار وصول کریں یا اس کی قیمت کے برابر یعنی کپڑا لے لیں۔

2452 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ

2449- اخرجہ ابوداؤد فی الزکاة، باب فی زکاة السائمة (الحديث 1577 و 1578) و اخرجہ الترمذی فی الزکاة، باب ما جاء فی زکاة البقر (الحديث 623) . و اخرجہ النسائی فی الزکاة، باب زکاة البقر (2450 و 2451) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الزکاة، باب صدقہ البقر (الحديث 1803) . تحفة الاشراف (11363) .

2450- تقدم فی الزکاة، باب زکاة البقر (الحديث 2449) .

2451- تقدم فی الزکاة، باب زکاة البقر (الحديث 2449) .

حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْنَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَا أَخْذَ مِنْ الْبَقَرِ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ فَبِهَا عَجَلٌ تَابِعْ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَبِهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ.

☆ ☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں گائے میں سے زکوٰۃ کی وصولی اس وقت کروں جب ان کی تعداد میں ہو چکی ہو جب ان کی تعداد میں ہو جائے تو ان میں ایک ساں کا ایک زریہ، دو جانور لازم ہوگا یہاں تک کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو ان چالیس میں سے ایک مسنہ (یعنی دو ساں کی گائے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

گائے اور اس کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

تین گاؤں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ لہذا جب وہ تیس ہو جائیں اور وہ سائے ہوں اور ان پر ایک سال گزر گیا تو ان میں ایک تمیع (پھنچڑا) یا تمیعہ (پھنچڑی) واجب ہے۔ اور تمیع یا تمیعہ وہ بچہ ہے جو عمر کے دوسرے سال میں ہو۔ اور چالیس میں ایک مسنہ یا مسنہ واجب ہے۔ اور مسنہ یا مسنہ وہ بچہ ہے جو عمر کے تیسرے سال میں ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسی طرح حکم دیا تھا۔ (سنن و ترمذی)

جب وہ چالیس سے زیادہ ہو جائیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ساٹھ تک یہی مقدار واجب ہے۔ لہذا ایک زائد میں ایک مسنہ کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔ اور دو زیادہ ہو جائیں تو مسنہ کا بیسواں حصہ واجب ہے۔ اور جب تین زیادہ ہو جائیں تو چالیسویں کے تین حصے واجب ہیں۔

در یہ روایت امام محمد علیہ الرحمہ کی اصل سے ہے اس لئے کہ معانی نص سے خلاف قیاس ثابت ہوئی ہے کیونکہ یہاں کوئی نص نہیں ہے۔ اور امام حسن بن زیاد علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زائد میں کچھ واجب نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ بچہ تک پہنچ جائیں اور بچہ پر ایک مکمل مسنہ واجب ہوگا۔ اور مسنہ کی چوتھائی قیمت یا تمیع کی تہائی قیمت واجب ہوگی۔ کیونکہ نصاب کی ساس یہی ہے اور دونوں فتوہ کے درمیان معافی ہے۔ اور ہر عقد میں واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے۔ در حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اوقاص بقر (دودھائیوں کے درمیان گائے کی تعداد) سے کچھ زکوٰۃ نہ لینا۔ علماء نے بھی اوقاص کا معنی یہی بیان کیا ہے کہ جو تعداد چالیس، ساٹھ کے درمیان میں ہو۔ ہم احناف اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اوقاص سے مراد نہایت چھوٹے بچے ہیں۔ اور اس کے بعد ساٹھ میں دو تمیع یا دو تمیعہ ہیں۔ اور ستر میں ایک مسنہ اور ایک تمیع ہے اور اسی (۸۰) میں دو مسنہ ہیں اور نوے (۹۰) میں تین تمیعہ ہیں اور ایک مینہ (۱۲۰) میں دو تمیعہ اور ایک مسنہ ہے۔ اور اسی حساب کے مطابق قیاس

کرتے جائیں گے۔ لہذا ہر دہائی پر تہج سے منہ کی طرف اور منہ سے تہج کی طرف فرض تبدیل ہوتا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کے ہر تیس پر ایک تہج یا تبعہ ہے اور ہر چالیس پر من یا منہ ہے۔

بھینس اور گائے دونوں برابر ہیں کیونکہ بقر کے لفظ کا اطلاق دونوں کو شامل ہے اور بھینس بھی ایک قسم کی گائے ہے البتہ ہمارے شہروں میں چونکہ بھینس بہت کم تعداد میں ہوتی ہے اس لئے لوگوں کے خیالات بھینس کی طرف جلد جانے والے نہیں ہیں۔ اور اسی دلیل کے پیش نظر کہ جب کسی نے قسم کھائی ”وہ بقر کا گوشت نہیں کھائے گا“ تو وہ بھینس کا گوشت کھانے سے حائض نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

گائے اور بیل کی زکوٰۃ میں فقہی تصریحات

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں عامل بنا کر یمن بھیجا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ کے طور پر ہر تیس گائے میں سے ایک برس کا بیل یا ایک برس کی گائے لیں اور ہر چالیس گائے میں سے دو برس کی گائے یا دو برس کا بیل وصول کریں۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی)

گائے کے نصاب میں زکوٰۃ کے طور پر بیل دینے کے لیے فرمایا گیا ہے چنانچہ گائے کی زکوٰۃ کے طور پر نر اور مادہ دونوں برابر ہیں چاہے گائے دی جائے اور چاہے بیل دیدیا جائے جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے چنانچہ گائے اور بکری کی زکوٰۃ کے طور پر مادہ ہی دینا ضروری نہیں ہے اونٹوں کے برخلاف کہ ان میں مادہ ہی دینا افضل ہے لیکن گائے اور بکری میں اس کی کوئی قید اور تخصیص نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد ہوں تو اس زائد مقدار میں اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ ہو جائے گی تو ان میں دو تبعے یعنی ایک ایک برس کے دو بیل یا اتنی ہی عمر کی دو گائیں دینی ہوں گی پھر اس کے بعد ہر چالیس میں ایک منہ اور یعنی دو برس کی گائے یا بیل دینا ہوگا اور ہر تیس میں ایک ایک تبعہ واجب ہوگا مثلاً جب ستر ہو جائیں تو ایک منہ اور ایک تبعہ، اسی ہو جائیں تو دو منہ نوے ہو جائیں تو تین تبعے اور جب سو ہو جائیں تو دو تبعے اور ایک منہ واجب ہو جائے گا۔ اسی طرح ہر تیس میں ایک تبعہ اور ہر چالیس میں ایک منہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

علامہ ابن حجر کا قول ہے اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد مقدار میں ہوں تو اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے حنفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ چالیس سے جو تعداد بھی زائد ہوگی اس کا بھی حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی تاکہ تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے گی تو دو تبعے واجب ہو جائیں گے باقی حساب مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق ہوگا۔ لہذا اگر چالیس سے ایک بھی گائے یا بیل زائد ہوگا تو منہ کا چالیسواں حصہ یا ایک تبعہ کا تیسواں حصہ یعنی ان کی قیمت کا چالیسواں یا تیسواں حصہ دینا ضروری ہوگا اسی طرح جو مقدار بھی زائد ہوگی اس کا اسی کے مطابق حساب کی جائے گا حنفیہ میں صاحب ہدایہ اور ان کے متبعین

کی رائے میں حضرت امام صاحب کا یہی قول معتبر ہے۔

حدیث کے آخر جملے و لیس علی العوامل شتی (کام کاج کے جانوروں میں کچھ بھی واجب نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل جوتے یا کتوں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

انعام ثلاثہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ عبد الرحمن جزیری لکھتے ہیں: مالکی مذہب کے علاوہ دیگر تمام مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ سائے (چرنے والے جانور) اور نصاب کی شرط کے ساتھ تین قسم کے حیوانات میں زکات واجب ہے وہ یہ ہیں (اونٹ، گائے) بھینس بھی شامل ہے (پھیڑ) بکری بھی شامل ہے (مگر مالکی مذہب میں سائے (چرنے) کی شرط نہیں ہے، اس نظریہ کے مطابق زکات ان تین قسموں میں واجب ہے چاہے سائے ہوں یا غیر سائے۔

سبھی مذاہب اس بات پر متفق القول ہیں کہ گھوڑا، فخر اور گدھے میں زکات واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ مال التجارۃ (تجارت کے مال) کا جزو قرار پائیں۔ مگر حنفی مذہب گھوڑے اور گھوڑی میں دو شرط کے ساتھ زکات واجب جانتے ہیں شرط اول سائے ہو (پھرنے والے) شرط دوم نسل بڑھانے کے لئے گلہ کی دیکھ بھال کی جارہی ہو۔ (مذاہب اربعہ، ص ۱۶۱، بیروت)

گائے کے نصاب ساٹھ میں زکوٰۃ پر مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ فقہاء احناف کے نزدیک جب گائے کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے تو اس میں دو تین یا تینچہ ہیں۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ اور محیط برہانی میں بھی اسی طرح ہے اور جو مع الفقہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ص ۳۵، حنفیہ، مان)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ

یہ باب گائے کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2453 - أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ ابْنِ فَضِيلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ حَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا وَقَفَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَقَاعٌ فَرَقَرٍ تَطْزُوهُ ذَاتُ الْأَطْلَافِ بِأَطْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقُرُونِ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَانِ جَمَاءٌ وَلَا مَكْسُورَةٌ تُقَرَّنُ . قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَاذَا حَقَّقَهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحُلَيْهَا وَاعَارَةٌ دَلْوُهَا وَحَمْلُ

عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا صَاحِبَ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا يُخَيَّلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعٌ أَقْرَعٌ يَقْرُءُ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُتَّبَعُهُ يَقُولُ لَهُ هَذَا كَنْزُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخُلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اونٹوں، گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا، اسے قیامت کے دن ان جانوروں کے سامنے کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا اور کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں کے ذریعے روندیں گے اور سینگوں والے جانور اپنے سینگوں کے ذریعے اسے ماریں گے اس دن ایسا کوئی جانور نہ ہوگا جس کے سینگ نہ ہوں یا جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان کے حق سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں جنتی کے لیے دینا، پانی نکالنے کے لیے دینا اور جہاد کے لیے سواری فراہم کرنا، جو مال رکھنے والا شخص مال کے حق کو ادا نہیں کرے گا، تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنچے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا، وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ میں تمہارا وہ خزانہ ہوں جسے تم نے بخل کے طور پر (سنبھال کر رکھا ہوا تھا) جب آدمی دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں ہے، تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کرے گا، تو وہ سانپ اس کے ہاتھ کو یوں چبا لے گا، جس طرح اونٹ کوئی چیز چبا لیتا ہے۔

باب زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2454 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ أَنَّ هَذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُلِّمَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُلِّمَ قَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهَا فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي خَمْسٍ ذُو شَاةٍ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بَنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بَنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسَةِ وَسَبْعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى سَبْعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسَبْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ قَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ

عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحَقِّهِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحَقِّهِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ ابْنَةٌ لَبُونُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حَقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنٌ لَبُونُ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٌ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فِيهَا ثَلَاثٌ شَبَابٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فِيهَا كُلُّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا تُلْوَخَذُ بِبِئْرِ الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يَفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوْيَةِ وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) انہیں خط میں یہ بات تحریر کی کہ زکوٰۃ کے بارے میں یہ قوانین ہیں جنہیں اللہ کے رسول نے مسلمانوں پر لازم قرار دیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا مسلمانوں میں سے جس سے ان کے مطابق مطالبہ کیا جائے وہ ادائیگی کرے گا اور جس سے ان سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ (اضافی) ادائیگی نہیں کرے گا۔ پچیس سے کم اونٹوں میں (ہر پانچ اونٹوں میں سے) ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی ہے جب ان کی تعداد پچیس ہو جائے تو 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی اگر بنت مخاض موجود نہ ہو تو ایک ابن لبون مذکر کی ادائیگی لازم ہوگی پھر 36 سے 45 تک میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی پھر 40 سے 60 تک میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی جسے جفتی کے لیے دیا جاسکے پھر 61 سے 75 تک میں ایک جذعہ کی ادائیگی لازم ہوگی پھر 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی پھر 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے گی تو ہر چالیس میں سے ایک بنت لبون اور ہر 50 میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ جب زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اونٹوں کی عمروں میں فرق آجائے تو جس شخص کے ذمے جذعہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس جذعہ موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا اگر اس کے لیے آسان ہو تو وہ اس کے ساتھ دو بکریاں دیدے گا ورنہ 20 درہم دیدے گا جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس وہ نہ ہو بلکہ جزء ہو تو اس سے جزء وصول کیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ اس کے پاس

بنت لبون ہو تو اس سے بنت لبون قبول کی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں اگر اس کے لیے یہ ممکن ہو ورنہ 20 درہم دیدے گا جس شخص کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کرے گا جس وقت کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا جس شخص کے ذمے بنت مخاض کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو بلکہ ابن لبون مذکر ہو تو اس سے وہی وصول کیا جائے گا اور اس کے ہمراہ کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

جس شخص کے پاس صرف 4 اونٹ ہوں تو اس پر اس حوالے سے کوئی بھی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے تو (صدقے کے طور پر) کوئی ادائیگی کر سکتا ہے۔

چرنے والی بکریوں کے بارے میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے: جب ان کی تعداد 40 ہو تو 40 سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی جب 120 سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اور یہ حکم 200 تک ہے جب اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو 300 تک میں 3 بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی۔

زکوٰۃ کے طور پر عمر رسیدہ عیب دار یا زجانور نہیں لیا جائے گا البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا شخص چاہے تو اپنی پسند سے زجانور دے سکتا ہے۔

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے متفرق جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ نہیں کیا جائے گا۔ اگر بھیڑ بکریاں دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں تو زکوٰۃ ان دونوں پر برابر لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس چرنے والی بکریاں 40 سے کم ہوں تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے تو صدقے کے طور پر کوئی ادائیگی کر سکتا ہے چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس 190 درہم ہوں تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے تو (صدقے کے طور پر) کوئی چیز دے سکتا ہے۔

بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

چالیس سائتمہ بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب وہ چالیس چرنے والی ہو جائیں تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک ان پر ایک بکری ہے جبکہ ان پر ایک سال گزر جائے۔ جب ان پر ایک بکری زائد ہوئی تو دوسو (۲۰۰) تک دو بکریاں ہیں۔ جب دوسو سے ایک بکری زائد ہوئی تو چار سو (۴۰۰) تک تین بکریاں ہیں۔ اور جب چار سو ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں۔ (اس کے بعد) ہر سو پر ایک بکری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطوط میں یہی بیان ہوا ہے۔ اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہوا ہے۔ (بخاری، ترمذی)

ضآن اور معز دونوں برابر ہیں۔ اس لئے کہ لفظ غنم دونوں کو شامل ہے۔ اور نص لفظ غنم کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ اور اس کی زکوٰۃ میں ٹہنی کو لیا جائے گا۔ اور ضآن میں جذع نہیں لیا جائے گا مگر وہ روایت جو امام حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے۔ اور ٹہنی اس بچے کو کہتے ہیں جو ایک سال کا ہو اور جزع وہ بچہ جس پر سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہو۔ اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضآن کا جذع لیا جائے گا۔

اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ہمارا حق جذع اور ٹہنی ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ جذع سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ لہذا زکوٰۃ بھی جائز ہوئی اور اس کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موقوفہ اور مرفوعہ حدیث وارد ہوئی ہے۔ زکوٰۃ نہیں وصول کی جائے گی مگر ٹہنی میں یا اس سے زیادہ میں۔ کیونکہ واجب درمیانے درجے کا ہوتا ہے۔ اور جذع چھوٹوں میں شمار ہوتا ہے اور اسی وجہ سے معز کا جذع زکوٰۃ میں جائز نہیں۔ جبکہ جذع کی قربانی کا حکم نص سے ثابت ہوا ہے۔ اور روایت کردہ جذع سے مراد اونٹ کا جذع ہے۔ (ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل) اور بکری کی زکوٰۃ میں تراور مادہ کا (بطور زکوٰۃ) لینا جائز ہے۔ اس لئے کہ لفظ شاة دونوں کو شامل ہے۔ اور بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس بکریوں پر ایک بکری ہے۔ اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا میں ہے

2455 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا كُلَّمَا نَفَذَتْ أُخْرَاهَا أَعَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ .

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اونٹوں، گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن یہ جانور زیادہ بڑے اور زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے اور اسے اپنے سینگوں کے ذریعے ماریں گے اور اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گے جب ان میں سے آخری ایسا کر لے گا تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا اور ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا (یعنی قیامت کے پورے دن میں ایسا ہوتا رہے گا)۔

2455- أخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) وفي الإيمان النور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) وأخرجه مسلم في الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة (الحديث 30). وأخرجه ابن ماجه الزكاة، باب لم يصح الزكاة (الحديث 1785). والحديث عند البخاري في الإيمان النور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638). والترمذي في الزكاة، ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617). والنسائي في الزكاة، باب التغليظ في حبس الزكاة (الحديث 2439). تحفة الأشراف (11981).

باب الْجَمْعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفَرِّقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ

یہ باب ہے کہ (زکوٰۃ سے بچنے کے لیے) متفرق کو اکٹھے کرنا اور اکٹھے کو متفرق کر دینا

2456 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ

غَفْلَةَ قَالَ آتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآتَيْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا نَأْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ وَلَا نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا نَفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ . فَآتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ خُذْهَا . فَأَبَى

☆ ☆ حضرت سويد بن غفله جی شریف بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرتے والا شخص ہمارے

پاس آیا تو میں اس کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا . میں اس بات کا پابند ہوں کہ دودھ پلانے والا جانور وصول نہ کروں اور (زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یا زبردستی زکوٰۃ لینے کے لیے) متفرق کو اکٹھا نہ کر دوں اور اکٹھے کو متفرق نہ کر دوں (راوی کہتے ہیں:) ایک شخص اونچی کوہان والی اونٹنی لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تم اسے وصول کرو! تو اس نے (اسے وصول کرنے سے) انکار کر دیا۔

2457 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ يَزِيدَ - بَعْنَى ابْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَاعِيًا فَأَتَى رَجُلًا فَآتَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنَّ فَلَانًا أَعْطَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا اللَّهُمَّ لَا تَبَارِكْ فِيهِ وَلَا فِي إِيْلِهِ . فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسَنَاءَ فَقَالَ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَفِي إِيْلِهِ .

☆ ☆ حضرت وائل بن حجر جی شریف بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا وہ

ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا اور فلاں شخص نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا اے اللہ! تو اس شخص کے لیے اس میں برکت نہ رکھنا اور اس شخص کے اونٹوں میں بھی برکت نہ رکھنا جب اس شخص کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ ایک عمدہ اونٹنی لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! تو اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت دے۔

باب صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ حاکم کا زکوٰۃ دینے والے شخص کو دعا دینا

2456 - أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1579 و 1580) مطولاً . وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما ياحد

المصدق من الأهل (الحديث 1801) مطولاً . تحفة الأشراف (15593) .

2457 - أخرجه النسائي . تحفة الأشراف (11785) .

2458 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ . فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس جب لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر آتے تھے تو آپ یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! آل فلاں پر رحمت نازل کر!

میرے والد اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا کی:

اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل کر!

شرح

کسی شخص کے بارہ میں تھا اس کے لئے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا کرنا یعنی اس طرح کہنا کہ اللہم صل علی آل فلاں درست نہیں ہے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا صرف انبیاء کرام کے لئے مخصوص ہے ہاں اگر کسی شخص کو انبیاء کے ساتھ متعلق کر کے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا کی جائے تو درست ہے جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا تعلق ہے کہ آپ زکوٰۃ لانے والوں کے لئے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعائے رحمت کرتے تھے تو اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

باب إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کر جائے

2459 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ قَالَ جَرِيرٌ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَأْتِينَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِكَ يَظْلِمُونَ . قَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ . قَالُوا وَإِنْ ظَلَمَ قَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ . ثُمَّ قَالُوا وَإِنْ ظَلَمَ قَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ . قَالَ جَرِيرٌ لَمَّا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مِنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ .

2458- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة (الحديث 1497) وفي المعازي، باب عروة الحديثية (الحديث 4166)، وفي الدعوات، باب قول الله تبارك وتعالى (وصل عليهم) (الحديث 6332)، وباب هل يصلى على غير النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6359). و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب الدعاء لمن اتى بصدقته (الحديث 176). و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب دعاء المصدق لاهل الصدقة (الحديث 1590) و اخرجہ ابن ماجه فی الزکاة، باب ما يقال عند اخراج الزکاة (الحديث 1796). تحفة الاشراف (5176).

2459- اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب ارضاء السعاة (الحديث 29) مختصراً و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب رضا المصدق (الحديث 1589). تحفة الاشراف (3218).

☆ ☆ عبد الرحمن بن ہلال بیان کرتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: کچھ دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے شخص ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو انہوں نے عرض کی: اگرچہ وہ زیادتی کر رہا ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو انہوں نے پھر عرض کی: اگرچہ وہ زیادتی بھی کر رہا ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے اس کے بعد جب بھی کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا میرے پاس آتا ہے تو مجھ سے مطمئن ہو کر جاتا ہے۔

2460 - أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ عُثَيْبَةَ - قَالَ أَنْبَأَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ جَرِيرٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاكُمْ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْذُرْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ . ☆ ☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص تمہارے پاس آئے تو وہ تم سے مطمئن ہو کر واپس جائے۔

باب إعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق

یہ باب ہے کہ (زکوٰۃ دینے والے) مالک کا اپنا مال دینا اگرچہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے اختیار نہ کرے (یعنی اس سے مطمئن نہ ہو)

2461 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِينَةَ قَالَ اسْتَعْمَلَ ابْنُ عُلْقَمَةَ أَبِي عَلِيٍّ عِرَافَةَ قَوْمِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ فَبَعَثْنِي أَبِي إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لِأَتِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ سَعْرٌ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُؤَدِيَ صَدَقَةَ عَنَمِكَ . قَالَ ابْنُ أَخِي وَأَيُّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ قُلْتُ نَخْتَارُ حَتَّى إِنَّا لَنَشِيرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ . قَالَ ابْنُ أَخِي فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ أَنِّي كُنْتُ فِي شُعْبٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَابِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَنَمٍ لِي فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلَى بَعِيرٍ فَقَالَا إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكَ لِتُؤَدِيَ

2460 - أخرجه مسلم في الزكاة، باب إرضاء الساعي ما لم يطلب حراماً (الحديث 177) . و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في رضا المصدق (الحديث 647 و 648) . و أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما يأخذ المصدق من الابل (الحديث 1802) بحره . تحفة الاشراف (3215) .

2461 - أخرجه ابو داود في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1581 و 1582) . و أخرجه السائي في الزكاة، باب إعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2462) . تحفة الاشراف (15579) .

صَدَقَةٌ غَنِمَتْ . قَالَ قُلْتُ وَمَا عَلَيَّ لَيْسَ لَهَا قَالَا شَاءَ . فَأَعْمِدُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُتَلِئَةً مَحْضًا وَشَحْمًا
فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا فَقَالَ هَذِهِ الشَّافِعُ . وَالشَّافِعُ الْحَائِلُ وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَأْخُذَ
شَافِعًا قَالَ فَأَعْمِدُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالْمُعْتَاطُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وَلَدُهَا - فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا فَقَالَا
نَاوِلَانَا فَرَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرِهِمَا ثُمَّ انْطَلَقَا .

☆ ☆ مسلم بن حنفیہ بیان کرتے ہیں ابن علقمہ نے میرے والد کو ہمارے قبیلے کا نگران بنایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں میرے والد نے مجھے چند افراد کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے زکوٰۃ لے آؤں میں وہاں سے روانہ ہوا میں ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس آیا جس کا نام سحر تھا میں نے کہا: میرے والد نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ ادا کر دیں اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کس قسم کے جانور وصول کرو گے؟ میں نے جواب دیا: ہم تو اس بات کو پسند کریں گے کہ ہم بکریوں کے تھن بھی تاپ لیں تو ان صاحب نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں میں ایک گھائی میں رہا کرتا تھا میرا ریوڑ میرے پاس تھا دو آدمی اونٹ پہ سوار ہو کر میرے پاس آئے ان دونوں نے یہ بتایا کہ ہمیں اللہ کے رسول نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے ریوڑ کی زکوٰۃ ادا کر دیں میں نے دریافت کیا: اس ریوڑ میں مجھ پہ کیا چیز ادا کرنا لازم ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: ایک بکری! تو میں ایک ایسی بکری کی طرف بڑھا جس کے بارے میں مجھے اچھی طرح پتہ تھا کہ وہ موٹی تازی ہے اور زیادہ دودھ دینے والی ہے میں نے اسے نکالا اور انہیں دینے لگا تو انہوں نے کہا: یہ تو حاملہ ہے پھر انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حاملہ بکری وصول کرنے سے منع کیا ہے وہ بزرگ کہتے ہیں: میں نے پھر اس سے کتر حیثیت کی بکری دینے کا ارادہ کیا جو چربی زیادہ ہونے کی وجہ سے بچہ نہیں دیتی تھی میں نے وہ بکری ان کے سامنے کی تو انہوں نے کہا: تم ہمیں یہ دو! میں نے وہ بکری انہیں دے دی انہوں نے اس بکری کو اپنے اونٹ پر رکھا اور چلے گئے۔

2462 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ ثَيْفَةَ أَنَّ ابْنَ عُلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلَى صَدَقَةِ قَوْمِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ . ☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2463 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ بِمَا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ قَالَ وَقَالَ عُمَرُ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ قَيْلٍ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَطْلُمُونَ

2462- تقدم (الحديث 2461) .

2463- الفردية السانئ . وساني في الزكاة . باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2464) . تحفة الاشراف (10670) ر

خَالِدًا قَدْ اخْتَبَسَ اَذْرَاعَهُ وَاعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے بارے میں حکم دیا تو آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ ابن جمیل خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن جمیل کو تو صرف اس بات کا غصہ ہے کہ پہلے وہ غریب تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے خوشحال کر دیا خالد بن ولید کا جہاں تک تعلق ہے تو تم خالد کے زیادہ زیادتی کر رہے ہو کیونکہ اس نے پہلے ہی اپنا تمام تر ساز و سامان جہاد کے لیے وقف کر دیا ہوا ہے جہاں تک عباس بن عبدالمطلب کی بات ہے تو وہ اللہ کے رسول کے چچا ہیں تو ان پر اس زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازم ہے اور اس کی مانند مزید ادائیگی بھی لازم ہے۔

2464 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ مِثْلَهُ سَوَاءً .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2465 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَذْتُ أَقْتُلُ بَعْدَكَ فِي عَنَاقٍ أَوْ شَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ . فَقَالَ لَوْلَا أَنَّهُ تَغْطِي فَقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ مَا أَخَذْتُهَا .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن ہلال ثقفی بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: مجھے تو یہ لگتا ہے کہ آپ کے بعد مجھے زکوٰۃ کی کسی ایک بکری یا اونٹ کے کسی بچے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا (یعنی آپ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے شخص اس معاملے میں سختی سے کام لیتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ غریب مہاجرین کو نہیں دی جاتی تو میں اسے وصول نہ کرتا (یعنی اس صورت میں میں اسے زکوٰۃ دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیتا اور اس حوالے سے سختی کرنے کی ہدایت نہ کرتا)۔

مصدق کے درمیان مال لینے میں دلیل شرعی کا بیان

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مصدق بنا کر بھیجا میں ایک شخص کے پاس پہنچا جب اس نے اپنا مال اکٹھا کیا تو اس پر ایک بنت مخاض واجب ہوئی میں نے کہا لا ایک بنت مخاض دے تجھ پر زکوٰۃ میں یہی

واجب ہوا ہے وہ بولا بنت مخاض کس کام کی نہ وہ دودھ دیتی ہے اور نہ اس پر سواری کی جاسکتی ہے اس کے بجائے یہ خوب فرہ اور جوان اونٹنی لے لو میں نے کہا وہ چیز میں نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں ہوا البتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قریب ہی میں موجود ہیں ان سے جا کر عرض کر اگر وہ قبول فرمائیں تو میں لے لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا اس نے کہا اچھا میں چلتا ہوں اور وہ اسی اونٹنی کو میرے ساتھ ساتھ لے کر چلا جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ شخص بولا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے میرے پاس آیا بخدا اس سے قبل میرے مال کو نہ تو اللہ کے رسول نے ملاحظہ فرمایا اور نہ ہی ان کے قاصد نے دیکھا تو میں نے اپنے مال کو اکٹھا کیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بولا تجھ پر ایک بنت مخاض لازم ہے اور حال یہ کہ بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے اور نہ سواری کے لائق ہے اس لئے میں نے اس کو ایک جوان اور فرہ اونٹنی دیٹی چاہی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور وہ اونٹنی یہ ہے اب میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرمائیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے اوپر واجب تو یہی بنت مخاض ہوئی ہے لیکن اگر تو اپنی خوشی سے اس کو دے رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ہم قبول کر لیں گے وہ شخص بولا تو پھر یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لے لیجئے یہ وہی اونٹنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وہ اونٹنی لے لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ مصدق اعلیٰ مال وصول نہ کرے بلکہ جس قدر کوئی چیز زکوٰۃ میں واجب ہے وہی وصول کرے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی اونٹنی کو قبول اس کے اخلاص کی وجہ سے قبول فرمائی اور اس کے دینی جذبے کی قدر کرتے ہوئے قبول فرمایا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ شارع ہیں۔ آپ ﷺ کا اختیار حاصل ہے۔ اور تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ وجوب تو بنت مخاض ہے۔

نصاب میں کمی یا زیادتی کی صورت میں مصدق کے خیار کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مصنف کے اس قول سے کہ مصدق اعلیٰ مال پکڑے اور زائد کو واپس لوٹا دے۔ یا کتر کو لے کر اس میں زیادتی کرتے ہوئے وصول نصاب کو پورا کرے۔ اس سے مصدق کے لئے خیار ثابت ہو رہا ہے۔ اور اس کا یہ خیار رب الماں میں ثابت ہوگا۔ صاحب نہایہ نے خیار کا اطلاق اس طرح کیا ہے کہ مصدق کو خیار حاصل ہے کہ وہ ادنیٰ مال کی صورت میں جبر کرتے ہوئے اس میں مال کی زیادتی کا تقاضہ کرے اور اعلیٰ کی صورت میں زائد لوٹانے کے ساتھ وہ جبر نہیں کرے گا۔ (نخ القدیر، ج ۴، ۳۷، بیروت)

فقہاء احناف کے نزدیک مصدق کو اعلیٰ یا ادنیٰ وصول کرنے کی اجازت اس لئے بھی ہے کہ ان کے نزدیک قیمت سے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ لہذا جب کل میں انتقال وصول نصاب جائز ہو تو بعض میں بدرجہ ادنیٰ انتقال وصول نصاب جائز ہوا۔

باب زکاة الخیل

یہ باب گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2466 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا قَرِيبِهِ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2467 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حَرْبٍ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُخْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا قَرِيبِهِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2468 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي قَرِيبِهِ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ تک مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

2469 - أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مَعِيَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ خُثَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِي قَرِيبِهِ وَلَا فِي مَمْلُوكِهِ صَدَقَةٌ .

2466- أخرجه البخاري في الزكاة، باب ليس على المسلم في نفسه صدقة (الحديث 1463)، و باب ليس على المسلم في عبده صدقة (الحديث 1464). و أخرجه مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و نفسه (الحديث 8 و 9). و أخرجه ابو داود في الزكاة، باب صدقة الرقيق (الحديث 1594 و 1595) و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء ليس في الخيل و الرقيق صدقة (الحديث 628). و أخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الخيل (الحديث 2467 و 2468 و 2469)، و باب زكاة الرقيق (الحديث 2470 و 2471). و أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الخيل و الرقيق (الحديث 1812). و الحديث عند مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و نفسه (الحديث 10). تحفة الاشراف (14153).

2467- تقدم (الحديث 2466).

2468- تقدم (الحديث 2466).

2469- تقدم (الحديث 2466).

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی پر اس کے گھوڑے اور اس کے مملوک (غلام یا کنیر) کے حوالے سے زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان؟

در اصل اس عبارت کے مفہوم کے تعین میں یہ اختلاف اس لیے واقع ہوا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کر کے ہر دو سو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

حضرت امام شافعی اور صاحبین کے ہاں گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ ان حضرات کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمانوں پر ان کے گھوڑے اور غلام میں صدقہ واجب نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف سے دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ ہر گھوڑے پیچھے کہ جو جنگل میں چرے ایک دینار ہے۔

جہاں تک تعین قیمت پر زکوٰۃ کا تعلق ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمر فاروق سے منقول ہے حضرت شافعی بطور دلیل جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں حضرت امام اعظم کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق غازی و مجاہد کے گھوڑے سے ہے اسی طرح غلام سے مراد غلام ہے جو خدمت کے لیے رکھ چھوڑا ہو۔

وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے ثواب کا ذریعہ بنتے ہیں اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جسے اس کے مالک نے مسلمانوں کے لیے خدا کی راہ میں باندھا ہے یہاں راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے یعنی اس نے اس مقصد کے لیے گھوڑے پال رکھے ہیں تاکہ جب جہاد کا وقت آئے تو اس پر سوار ہو کر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہو یا بوقت ضرورت دوسرے مسلمانوں کو دے تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر جہاد کریں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ والے مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ اور صاحب "الاسراء" نے بھی اس کو راجع قرار دیا ہے۔ جبکہ شمس الائمہ اور صاحب تحفہ نے امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام صاحب گھوڑوں سے جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم نہیں دیتے۔ اور کتب مست میں یہ حدیث موجود ہے کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ امام مسلم نے یہ زیادہ کیا ہے۔ کہ سوائے فطرانے کے زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۲۵، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۳۶۳)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا

مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کر کے ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

اور امام نخعی سے روایت کیا گیا ہے کہ جو روضہ میں ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور شمس الامم سرخسی نے اس کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور انہوں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے اور امام طحاوی نے اسی اختیار کیا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ میں لوگوں کا اختلاف ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں: فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان سے صدقہ لیتے تھے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۴، ص ۲۵، حنفیہ طبع)

باب زکاة الرقیق

یہ باب غلام کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2470 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْعَارِثُ بْنُ سَيْكِنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي قَرِيبِهِ صَدَقَةٌ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2471 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي غُلَامِهِ وَلَا فِي قَرِيبِهِ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

خدمتگار باندی، غلام میں زکوٰۃ نہ ہونے کی دلیل کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے (دوسری سند) اور ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خثیم بن عراک بن مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر نہ اس کے غلام میں زکوٰۃ فرض ہے

اور نہ گھوڑے میں۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے، غلام اور باندیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر غلام اور باندی کی طرف سے صدقہ فطر دینا چاہیے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ ان ہی جنسوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ یعنی چوپایوں میں سے اونٹ گائے اور بیل بکریوں میں اور نقد مال سے سونے چاندی میں اور غلوں میں سے گیسوں اور جوار اور جو اور میووں میں سے کھجور اور سوکھی انگور میں بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ نہیں گو وہ تجارت اور سودا گری ہی کے لیے ہو اور ابن منذر نے جو اجماع اس کے خلاف پر نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جب ظاہر یہ اور الجحدیث اس مسئلہ میں مختلف ہیں تو اجماع کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور ابوداؤد کی حدیث اور دارقطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بیچنے کے لیے رکھیں اس میں آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا یا کپڑے میں زکوٰۃ ہے ضعیف ہے۔ حجت کے لیے لائق نہیں۔

اور آیت قرآن خذ من اموالہم صدقۃ میں اسوال سے وہی مال مراد ہیں جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے۔ یہ شوکانی (غیر مقلد) کی تحقیق ہے اس بنا پر جو ہر موتی مونکا یا قوت الناس اور دوسری صدہا اشیائے تجارتی میں جیسے گھوڑے، گاڑیاں، کتابیں، کاغذ میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جبکہ ائمہ اربعہ اور مبہور علماء اسوال تجارتی میں وجوب زکوٰۃ کی طرف گئے ہیں لہذا زکوٰۃ ان میں واجب ہے۔

باب زکاة الورق

یہ باب چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2472 - أَخْبَرَنَا بَخِيُّ بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَخِيُّ - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ بَخِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسِ دُرٍّ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق (سے کم) اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

شرح

دوسودراہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی) اور

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ لہذا جب دوسو ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم واجب ہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ ہر دوسو پر پانچ درہم وصول کریں۔ (سنن دارقطنی) اور ہر بیس مثقال سونے میں نصف مثقال وصول کریں۔ (بدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، ۱۱۱۰)

دوسو درہم کے نصاب زکوٰۃ ہونے کا بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ معاف رکھی ہے یعنی اگر غلام تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان میں نہیں ہے اور گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا جو اختلاف ہے اسے بیان کیا جا چکا ہے تم چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم کے حساب سے ادا کرو جب کہ چاندی بقدر نصاب دوسو درہم ہو کیونکہ ایک سونے درہم یعنی دوسو درہم سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب دوسو درہم چاندی ہو تو اس میں سے پانچ درہم زکوٰۃ کے طور پر دینا واجب ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد) ابوداؤد نے حارث اعور سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ زہیر نے جو حارث سے روایت نقل کرتے ہیں کہا کہ میرا گمان ہے کہ حارث نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم ہر سال ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم یعنی چالیسواں حصہ ادا کرو اور تم پر اس وقت تک کچھ واجب نہیں جب تک کہ تمہارے پاس دوسو درہم پورے نہ ہوں جب دوسو درہم پورے ہوں تو ان میں بطور زکوٰۃ پانچ درہم واجب ہوں گے اور جب دوسو درہم سے زائد ہوں گے تو ان میں اسی حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اداق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ [122.47 گرام] کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دوسو درہم یعنی ساڑھے با دن تولہ تقریباً 216.1/2 گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوٰۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دوسو درہم کا مالک ہو گا وہ بطور زکوٰۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکے کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

کرنسی نوٹ پر حکم زکوٰۃ کا بیان

نوٹ پر حکم زکوٰۃ میں نصاب سونے کا ہو گا یا چاندی کا نصاب ہو گا۔ اگر چاندی کا نصاب بنایا جائے تو اس میں فقراء کا زیادہ نفع ہے۔ کیونکہ چاندی کی صورت میں نہایت تھوڑے نصاب کی صورت میں صاحب نصاب ہونا پایا جاتا ہے۔ اور اگر سونے کا نصاب بنایا جائے تو یہ نصاب اتنا زیادہ ہے کہ چاندی کی بہ نسبت بہت کم لوگ اس نصاب کے مطابق صاحب نصاب بن سکیں گے۔

اس میں بین الاقوامی زر کی صورت میں دیکھا جائے تو سونا ہی ہے جس کی ضمانت پر لین دین ہوتا ہے اور نصاب ہونے میں اصل اعتبار بھی اسی کا کیا جائے گا۔

موجودہ کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں غیر مقلدین کا نظریہ

رفیق طاہر لکھتا ہے۔ کرنسی جو آجکل رائج ہے یہ اپنی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ آپ کے پاس پانچ ہزار کا نوٹ بھی ہو کل کلاں حکومت اعلان کر دے کہ ہم نے یہ نوٹ منسوخ کر دیا ہے اسکی جگہ نیا نوٹ رائج کر دیا گیا ہے آپ کے پانچ ہزار کے نوٹ کی حیثیت ردی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں! شریعت ایسی کرنسی کو مانتی ہے جو ڈی ویلیو نہیں ہو سکتی، جو اپنی حیثیت اپنے اندر رکھتی ہے، کوئی خارجی امر اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے شرع نے سونے اور چاندی کے سکوں یعنی درہم و دینار کو معیار بنایا ہے۔ اور سونے چاندی کے سوا دنیا کی تمام تر کرنسیاں خواہ وہ پیپر کرنسی ہو، چپ کرنسی ہو، یا الیکٹرانک کرنسی، سب اسی پر رکھی جائیں گی۔ یعنی جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت موجود ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

2473 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَتَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْسَقٌ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ ذَوْدٌ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

پانچ دین سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2474 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَدَقَةٌ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْسَقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمُسٍ ذَوْدٌ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ دین سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2475 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ - وَكَانَا ثَلَاثَةً -

2473- أخرجه البحاري في الزكاة، باب ليس فيما دون خمس دراهم صدقة (الحدث 1459)، و باب ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة (الحدث 1484)، نقطة الاشتراك (4106).

2474- تقدم (الحدث 2444).

2475- تقدم (الحدث 2444).

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَّارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنِ وَعَبَّادِ بْنِ تَعِيمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2476 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِضَى اللَّهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ قَادُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خُمْسَةً .

☆ ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے تو تم اپنے اموال کی زکوٰۃ میں ہر دوسو میں سے پانچ (یعنی چالیسواں حصہ) ادا کر دیا کرو۔

2477 - أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِضَى اللَّهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ .

☆ ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے اور دوسو (درہم) سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی ہے۔

سونے اور چاندی میں کھوٹ ملی ہوئی ہو حکم زکوٰۃ

اگر سونا اور چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اور سونے میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور سونا غالب ہو تو سونے کے حکم میں ہے اور اگر ان دونوں میں ملا ہوا کھوٹ غالب ہو تو یہ دونوں اسباب تجارت کی مانند ہیں پس اگر ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر تجارت کی نیت نہ کی ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ درہموں اور روپیوں میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اگر چاندی غالب ہے تو وہ خالص درہموں اور روپیوں یعنی چاندی کے حکم میں ہیں، اور اگر کھوٹ اور چاندی برابر ہوں تب بھی مختار یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر کھوٹ غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں نہیں ہے پس اگر وہ سکہ رائج الوقت ہیں یا سکہ تو اب نہ رہے لیکن ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو ان کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ دی جائے گی، اور اگر ان درہموں کا رواج نہیں رہا ہو تو ان میں

2476- احمر - ابو داؤد فی الزکاة، باب فی زکاة السائمة (الحديث 1574) بحروہ و أخرجه الترمذی فی الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الذهب و الورق (الحديث 625) بنحوہ . و أخرجه النسائی فی الزکاة، باب زکاة الورق (الحديث 2477) . تحفة الاشراف (10136) .
2477- تقدم (الحديث 2476) .

زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر بہت ہوں اور ملاوٹ سے چاندی الگ ہو سکتی ہو اور ان میں اتنی چاندی ہو کہ دوسو درہم کی مقدار ہو جائے یا کسی دوسرے مال، چاندی سونا یا اسباب تجارت کے ساتھ مل کر نصاب ہو جائے تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر چاندی اس سے جدا نہ ہو سکتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کھوٹے درہموں میں جو اس وقت سکہ رائج ہوں ہر حال میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ ان میں چاندی مغلوب ہی ہو اور الگ نہ ہو سکتی ہو اور خواہ ان میں تجارت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو کیونکہ ان میں نیت تجارت کا ہونا شرط نہیں ہے ملاوٹ کے سونے کا بھی وہی حکم ہے جو ملاوٹ کی چاندی کا بیان ہوا ہے۔

اور اگر سونا اور چاندی آپس میں ملے ہوئے ہوں تو اگر چاندی مغلوب ہو اور سونا غالب ہو خواہ وزن کے اعتبار سے غالب ہو یا قیمت کے اعتبار سے تو وہ سونے کے حکم میں ہے اور اگر چاندی غالب ہو لیکن سونا اپنے نصاب کو پہنچ جائے تب بھی وہ کل سونے کے حکم میں ہے اور اس کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سونا نصاب کو نہ پہنچے لیکن چاندی نصاب کو پہنچ جائے تو کل میں چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مخلوط سونا قیمت میں چاندی سے کم ہو ورنہ کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی جاننا چاہئے کہ سونا اور چاندی کے مخلوط ہونے کی بارہ صورتیں مرتب ہوئیں یعنی سونا غالب ہو اور سونا اور چاندی بقدر نصاب ہوں، یا سونا غالب ہو اور فقط سونا بقدر نصاب ہو، یا چاندی غالب ہو اور فقط سونا بقدر نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور ہر ایک بقدر نصاب ہو، یا دونوں برابر ہوں اور فقط سونا بقدر نصاب ہو (ان چھ صورتوں میں حکم سونے کا ہوگا اور سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی) یا چاندی غالب ہو اور فقط چاندی بقدر نصاب ہو (ان صورت میں حکم چاندی کا ہوگا اور چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی)، یا سونا غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہ ہو، یا چاندی غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہ ہو، یا دونوں برابر ہوں اور بقدر نصاب نصاب نہ ہو (ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی یا سونا غالب ہو اور فقط چاندی بقدر نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور فقط چاندی بقدر نصاب ہو) یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ سونا بہت قیمتی چیز ہے) ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سونا یا چاندی سے الگ الگ نصاب پورا نہیں ہوتا لیکن دونوں کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس کا حکم جیسا کہ آگے آتا ہے یہ ہے کہ سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (زبدۃ الفقہ)

کھوٹ ملے ہوئے سونے چاندی کا حکم

اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ شامل ہو سونا چاندی خالص نہ ہو مثلاً سونے میں تانبا یا ہتیل ملا ہوا ہو اور چاندی میں ایلو مینیم ملا ہوا ہو تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) سونا اور چاندی زیادہ ہے اور کھوٹ کم ہے۔ (۲) سونا، چاندی اور کھوٹ برابر برابر ہیں۔ (۳) سونا اور چاندی کم ہے اور کھوٹ زیادہ ہے۔

ان صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں جبکہ سونا چاندی کھوٹ سے زیادہ ہوں یا کھوٹ کے برابر ہو تو یہ کھوٹ بھی سونا چاندی کے حکم میں ہوگی۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت میں سونے چاندی کے نصاب کو دیکھا جائے گا۔

مال تجارت (عروض) میں زکوٰۃ

سونے، چاندی اور مویشیوں کے علاوہ جو مال ہو وہ سامان تجارت میں شامل ہے۔

مال تجارت سے کیا مراد ہے

مال تجارت (عروض) سے مراد ہر وہ مال ہے جو اس نیت سے خریدا ہو کہ اسے تجارت میں لگائیں گے یا آگے فروخت کریں گے۔ اور یہ نیت ابھی تک برقرار ہو۔

لہذا وہ مال جو آگے بیچنے کے ارادے سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا ہے، (جیسے پہننے کے لیے کپڑا، گھر میں پکانے کے لیے چاولوں کا ٹرک، یا رہائشی مکان تعمیر کرنے کے لیے پلاٹ خریدا) تو یہ مال مال تجارت نہیں کہلائے گا۔

ایسا مال جو آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا تھا بعد میں اسے بیچنے کا ارادہ کر لیا تب بھی وہ مال مال تجارت نہیں بنے گا۔ اس لیے کہ جب اسے خریدا تھا اس وقت بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ایسا مال محض بیچنے کے ارادے سے تو مال تجارت نہیں بنتا لیکن اگر کوئی شخص (بالفعل) تجارت شروع کر دے یعنی ارادے کے بعد کسی سے سودا وغیرہ بنے کر لے اور اسے بیچ دے تو یہ مال مال تجارت (عروض) بن جائے گا۔ چنانچہ حاصل ہونے والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اس کے برعکس جو مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا اور اسی نیت کی وجہ سے مال تجارت (عروض) بن چکا تھا، لیکن اب اسے آگے بیچنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مثلاً کوئی پلاٹ یا فلیٹ آگے بیچنے کی نیت سے خریدا تھا مگر اب اسے اپنی رہائش میں استعمال کرنے کا ارادہ کر لیا تو وہ مال بھی مال تجارت نہیں رہے گا۔ صرف ارادے سے ہی اس کی مال تجارت ہونے کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

مال تجارت میں نصاب زکوٰۃ

مال تجارت (عروض) خواہ کسی قسم کا ہو (کپڑا ہو یا اناج، جنرل اسٹور کا سامان ہو یا اسٹیشنری کا سامان، مشینری ہو یا بجلی کا سامان) اگر سونے کے نصاب (ساڑھے سات تولہ) یا چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) میں سے کسی ایک کی بازاری قیمت کے برابر ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔

پھر حولان حول (سال گزرنے) کی شرط کے ساتھ اس کا ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ نیت اور تملیک پائی جائے تو ادائیگی صحیح ہو جاتی ہے۔

مال تجارت کے نصاب پر سال پورا ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل مال تجارت کی بازاری قیمت نکالی جائے اور اس کل قیمت کا ڈھائی فیصد (چالیسواں حصہ) رقم زکوٰۃ کے مستحق کو دے دی جائے یا کل رقم کے اڑھائی فیصد کے برابر وہی مال تجارت مستحق کو دیدیا جائے۔

ضروری وضاحت مال تجارت میں خود دکان کی قیمت اور اس میں موجود فرنیچر کی قیمت، اسی طرح کارخانے میں مشینری کی قیمت کو شمار نہیں کیا جائے گا۔

وجہ صاف ظاہر ہے کہ خود دکان اور اس میں فرنیچر اور فیکٹری کی مشین چونکہ آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدی لہذا وہ مال

تجارت میں شامل نہیں ہوگی۔

بلکہ اس نظر سے دیکھا جائے کہ یہ دکان فرنیچر اور مشینری وغیرہ روزگار کا آلہ اور ذریعہ ہیں تو یہ حاجتِ اصلیہ میں شامل ہونگے اور زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے مال کا حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی نے فرنیچر کی دکان بنائی یا ایسی دکان جس میں کارخانے کی مشینری فروخت ہوتی ہو تو اب یہ چیزیں مالِ تجارت میں شامل ہونگی۔ کیونکہ ایسی دکانوں میں فرنیچر یا مشینری بیچنے کے ارادے سے خرید کر رکھی جاتی ہے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں مذاہبِ اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ابن منذر نے کہا ہے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اور اس کی روایت حضرت عمر بن خطاب، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے۔

فقہاءِ سبعہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور وہ حضرت سعید بن مسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، ابو بکر بن عبد الرحمن بن حرب، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، سلمان بن یسار، طاؤس، حسن بصری، اور ابراہیم نخعی، اوزاعی، ثوری، حضرت امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ تمام کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے۔

حضرت امام مالک اور ربیعہ نے کہا ہے کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (البتایہ شرح الہدایہ، ص ۳۲، ۱۰۲، حنفیہ ملتان)

کمپنی اور مشترک کاروبار کے حصہ داروں کی زکوٰۃ

مشترک تجارت اور کمپنی فیکٹری وغیرہ کے حصہ داروں کی زکوٰۃ مجموعہ رقم اور مال پر واجب نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ہر حصہ دار کی زکوٰۃ اس کے حصہ کے حساب سے ادا کرنا واجب ہوگا؛ لہذا جس کا حصہ نصاب کو پہنچے گا؛ اس پر اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور جس کا حصہ نصاب کو نہیں پہنچتا ہے۔

اور اسکے پاس اس کے علاوہ اتنا مال نہیں ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہو سکتا ہے تو ایسے حصہ دار پر زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے اور جس کے پاس شرکت کے حصہ کے علاوہ اتنا مال ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہو جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے؛ لیکن وہ اپنے حصہ کی زکوٰۃ اپنے طور پر نکالا کریگا۔ (ایضاح النوادر، ناشر، مکتبہ الاصلاح، مراد آباد)

شیرز کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی دلائل

بیلوں اور کمپنیوں کے شیرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ بشرطیکہ شیرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال مل کر شیر ہولڈر مالکِ نصاب بن جاتا ہو؛ البتہ کمپنیوں کے شیرز کی قیمت میں؛ چونکہ مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگ بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے، اُس کو اپنے حصے کے مطابق شیرز کی قیمت میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ سال کے ختم پر جب زکوٰۃ دینے لگے اس وقت جو شیرز کی قیمت ہوگی وہی لگے گی۔ (درمختار و شامی)

پراویڈنٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ لیکن ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا، اس وقت اس روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ یہ رقم بقدر نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جائے ہو وصولیابی سے قبل کی زکوٰۃ پراویڈنٹ کی رقم پر واجب نہیں، یعنی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔
صاحب نصاب اگر کسی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے تو یہ بھی جائز ہے؛ البتہ آخر ہند میں سال پورا ہونے کے اندر مال بڑھ گیا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ علیحدہ دینا ہوگی۔ (درمختار دمشقی)

شیرز کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں عام طور پر یہ بحث کی جاتی تھی کہ شیرز کی نوعیت صنعتی ہے یا تجارتی؟ اگر اس کی نوعیت صنعتی ہو یعنی اس کے ذریعہ مشینریز اور آلات خرید کئے جاتے ہوں اور پھر ان سے مال تیار کیا جاتا ہو تو اصولی طور پر مشینریز کی صورت میں جو سرمایہ محفوظ ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہونی چاہیے؛ البتہ جو حصص تجارت میں مشغول کئے جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل حصص بہائے خود ایک تجارت بن گئے ہیں اور بڑے پیمانے پر اس کی خرید و فروخت عمل میں آتی ہے؛ اسی لیے منبر حاضر کے محقق علماء نے شیرز کو مطلقاً ایک تجارت تسلیم کیا ہے۔

اور یہی موجودہ ماہرین اقتصادیات کی رائے ہے؛ لہذا شیرز بچائے خود سامان تجارت ہے اور ان میں زکوٰۃ واجب ہے، جن لوگوں نے اس نیت سے حصص خریدے ہوں کہ حصص کو باقی رکھتے ہوئے کمپنی جو نفع دے، اس سے استفادہ کرنا ہے، ان کو تو زکوٰۃ حصص کی اصل قیمت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوگی، جو خود کمپنی کو تسلیم ہو اور جن لوگوں نے حصص اس مقصد کے لیے خریدے ہو کہ قیمت بڑھنے کے بعد اسے فروخت کر دیں گے ان لوگوں کو موجودہ مارٹ کی قیمت کے لحاظ سے حصص کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، مثلاً کمپنی کے نزدیک اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور بازار میں اس وقت یہ حصص ڈھائی سو روپے کے حساب سے فروخت کئے جا رہے ہیں تو پہلی صورت میں پچیس روپے کے حساب سے اور دوسری صورت میں ڈھائی سو روپے کے حساب سے قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل)

باب زَكَاةِ الْحُلِيِّ

یہ باب زیورات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2478 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَنَانِ غَلِظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اتَّوَدَّيْنِ زَكَاةَ هَذَا. قَالَتْ لَا. قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارِينَ مِنْ نَارٍ. قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

2478- أخرجه أبو داود في الزكاة، باب الكنز ما هو زكاة الحلبي (الحديث 1563). وأخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الحلبي (الحديث

2479) مرسلًا. تحفة الأشراف (8682).

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے بنے ہوئے دو زنی کنگن تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی وجہ سے آگ کے بنے ہوئے دو کنگن پہنائے۔
راوی کہتے ہیں: اس لڑکی نے ان دونوں کو اتار دیا اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اس نے عرض کی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

2479 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا بِنْتُ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ خَالِدٌ اثْبَتَ مِنَ الْمُعْتَمِرِ .
☆☆ عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں: ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے)
امام نسائی بیان کرتے ہیں: خالد نامی راوی معتمر نامی راوی سے زیادہ ثبت ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت، تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اگرچہ وہ زیور ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ قیامت کے دن تم میں اکثریت دوزخیوں کی ہوگی۔ (ترمذی)
حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن دو عورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو! ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کڑے پہنائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس سونے کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اکثریت دوزخیوں کی ہوگی کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی اکثریت چونکہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت میں گرفتار ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی بلکہ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کا ان میں جذبہ بھی نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کی اکثریت دوزخی فرمایا گیا ہے چنانچہ عورتوں کو آگاہ فرمایا گیا کہ اگر تم دوزخ کی ہولناکیوں سے بچنا چاہتی ہو تو دنیا کی محبت اور دنیاوی عیش و عشرت کی طمع و حرص سے باز آؤ۔ خدا نے تمہیں جس قدر مال دیا ہے اس پر قناعت کرو اور اس میں

سے زکوٰۃ و صدقہ نکالتی رہتا کہ قیامت کے دن خدا کی رحمت تمہارے ساتھ ہو اور تم دوزخ میں جانے سے بچ جاؤ۔
عورتوں کے زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا تو مسلک یہ ہے کہ مطلقاً زیور میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ حد نصاب کو پہنچتا ہو حضرت امام شافعی کا پہلا قول بھی یہی ہے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ عورتوں کے ان زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جن کا استعمال مباح ہے لہذا جن زیورات کا استعمال حرام ہے ان حضرات کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حضرت امام شافعی کا آخری قول بھی یہی ہے حضرت امام اعظم کے مسلک کی دلیل بھی یہی حدیث ہے جس سے مطلقاً زیورات میں زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔

کون سے زیورات مباح ہیں اور کون سے زیورات غیر مباح و حرام ہیں؟ اس کی تفصیل جاننے کے لیے محرر اور شافعی مسلک کی دوسری کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں سونے کا وضع جو ایک زیور کا نام ہے پہنا کرتی تھی ایک دن میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کا شمار بھی جمع کرنے میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز اتنی مقدار میں ہو کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے یعنی حد نصاب کو پہنچتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کا شمار جمع کرنے میں نہیں ہوتا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ قرآن کریم نے مال جمع کرنے کے بارے میں یہ جو وعید بیان فرمائی ہے کہ آیت (والذین یکنزون الذهب والفضة الآیہ)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب سے آگاہ کر دیجئے۔ تو کیا سونے کا میرا یہ زیور بھی اس وعید میں داخل ہے اس کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ جو مال بقدر نصاب ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو وہ مال اس وعید میں داخل نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم تو دردناک عذاب کی خبر اس مال کے مالک کے بارے میں دے رہا ہے جسے بغیر زکوٰۃ دیئے جمع کیا جائے۔

استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کا فقہی بیان

سونا اور چاندی از روئے شریعت خلقی طور پر مال ہیں، لہذا یہ کسی بھی بیعت میں ہوں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً برتن، مالیاتی سکے سونے یا چاندی کی ڈلی، استعمال کے زیورات وغیرہ۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ومعہا ابنة لها، وفي يد ابنتها مسکتان غلیظتان من ذهب، فقال لہا: اتعطین زکاة هذا؟ قالت: لا، قال: ایسرک ان یسورک اللہ بہما یوم القیمة سوارین من نار؟ قال: فخلعتہما فالقتہما الی السبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالت: ہما للہ ولرسولہ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور

بھاری کنگن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم اس بات پر خوش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (زکوٰۃ نہ دینے کی بناء پر) ان کنگنوں کے عوض قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ (وعید عذاب) سنتے ہی اس نے وہ کنگن اتار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں (یعنی یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ ہیں)۔

(سنن ابی داؤد، جلد 2، رقم الحدیث: 1558، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت)

عن ام سلمة قالت: كنت البس وصاحا من ذهب، فقلت: يا رسول الله، اكز هو؟ فقال: ما بلغ ان يؤذى زكاته فزكته فليس بكنز. ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے اوضاع (ایک خاص زیور کا نام ہے) پہنتی تھی، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ بھی اس کنز میں شامل ہے (یعنی جس پر سورۃ توبہ آیت: 34-35 میں عذاب جہنم کی وعید آئی ہے)؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سونے کے زیورات اتنی مقدار کو پہنچ جائیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور پھر ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو ان پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، رقم الحدیث: 1558، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت، مؤطا امام مالک)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ دونوں خواتین نے سونے کے زیورات پہن رکھے تھے۔

اگر سونا یا چاندی مخلوط (Mixed) ہو اور کسی اور چیز کی ملاوٹ اس میں ہو تو غالب جز کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر شے مخلوط میں غالب مقدار سونا ہے تو اسے سونا قرار دے کر ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ورنہ نہیں اور موجود بازاری قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا، قیمت خرید کا نہیں۔ سونے کے زیورات کو وزن کرتے وقت نگینوں کا وزن منہا ہو جائے گا، البتہ ہیرے (Diamond) اور دوسرے قیمتی پتھر مثلاً زمرد، عقیق، یا توپ وغیرہ اگر تجارت کے لیے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہے، ذاتی استعمال میں ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاد کو، مک بنادیا ہے اور زیورات مقدار نصاب سے کم ہیں اور بیٹا یا بیٹی صاحب نصاب نہیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

فقہ شافعی و حنبلی کے مطابق زیورات والی عورت کا زکوٰۃ لینا

جب کوئی عورت زیور کی، لکھ ہو تو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ اس سے غنی اور مالدار نہیں بن جاتی، چاہے یہ زیور سونے یا چاندی کا ہو اور زکوٰۃ کے نصاب کو بھی پہنچتا ہو، بلکہ یہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور اس وصف کی بناء پر وہ زکوٰۃ لینے کی مستحق ہے، شافعیہ اور حنبلیہ نے اسی کو بیان کیا اور صراحت کی ہے۔

شافعی فقہ الرملی کا کہنا ہے کہ:

عورت کا وہ زیور جو اس کے لائق ہے اور عادات زینائش کے لیے جس کی وہ محتاج اور ضرور تمند ہوتی ہے وہ اس کے فقر میں

مانع نہیں" (بجایۃ المحتاج للرمی (6 / 150)

یعنی وہ فقیر ہی رہے گی اور فقر کے وصف کی بنا پر زکوٰۃ لینے کی مستحق ٹھہرے گی۔

اور فقہ حنبلی کی کتاب "کشاف القناع" میں ہے: یا اس کے پاس استعمال کے لیے زیور ہو جس کی وہ ضرورت مند ہے تو یہ اس

کے زکوٰۃ لینے میں مانع نہیں (کشاف القناع (1 / 587)

یعنی وہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور باوجود اس کے کہ اس کی زیورات کی ضرورت کے لیے اس کے پاس زیور ہے وہ زکوٰۃ لینے کی مستحق ہے، اور اس طرح اس سے فقر کا وصف زائل نہیں ہوتا۔

زیورات کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام مالک، امام احمد بن حنبل، اور ایک قول کے مطابق حضرت امام شافعی علیہم الرحمہ کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام شافعی کے رائج قول کے مطابق زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔

جن کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے ان کی موافقت میں حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام میں سے حضرت سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، عطاء، مجاہد، عبداللہ بن شداد، جابت بن زید، ابن سیرین، میمون بن مہران، زہری، ثوری، اور اصحاب رائے کا نظریہ یہی ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(المغنی ۲، ص ۲۳۳، بیروت)

علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے عورتوں کے زیورات میں زکوٰۃ کے مسئلہ پر استخارہ کیا تو انہوں نے وجوب زکوٰۃ کا حکم سمجھا ہے۔ لہذا ان کا موقف احادیث کے موافق ہے کہ زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (المہذب ج ۶، ص ۳۳، بیروت)

باب مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ

یہ باب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2480 - أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الَّذِي لَا يَزِدِّي زَكَاةَ مَالِهِ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ رَبِيبَتَانِ - قَالَ - فَيَلْتَزِمُهُ أَوْ يُطَوِّقُهُ - قَالَ - يَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ أَنَا كَنْزُكَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بے شک جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کا وہ مال ایک گنجه سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا جس کے سر پر دو داغ ہوں گے وہ اس مالک کے ساتھ لیٹ جائے گا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے اس مالک کی گردن میں طوق کے طور پر ڈال دیا جائے گا وہ یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں میں تمہارا خزانہ ہوں۔

2481 - أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشِيبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ غَزًّا وَجَلَّ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مِثْلَ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيَّتَانِ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ . ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ (وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَتَّخِلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الْآيَةَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجه سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا جس کے سر پر دو نقطے ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اپنے منہ کے ذریعے اس شخص کو پکڑ لے گا۔ اور یہ کہے گا: میں تمہارا مال ہوں میں تمہارا خزانہ ہوں۔

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (یا شاید نبی اکرم ﷺ) نے یہ آیت تلاوت کی:

”اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ عطا کیا ہے اور وہ اس کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں۔“

باب زَكَاةِ التَّمْرِ

یہ باب کھجور کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2482 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْ سَاقٍ مِنْ حَبٍّ أَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ وسق سے کم دانوں یا کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

غلہ و کھجور کی زکوٰۃ کا حکم شرعی

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ اور کھجور میں اس وقت تک

2481- أخرجه البحاري في الزكاة، باب أتم مانع الزكاة (الحديث 1403)، وفي التفسير، باب (ولا يحسبن الذين يتحللون بما آتاهم الله من

نصفه) (الحديث 4565)، تحفة الأشراف (12820) .

2482- تقدم (الحديث 2444) .

زکوٰۃ واجب نہیں جب تک کہ ان کی مقدار پانچ وسق (پچیس من ساڑھے بارہ سیر) نہ ہو۔ (سنن نسائی) ۱

باب زَكَاةِ الْحِنْطَةِ

یہ باب گندم کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2483 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِي الْهَبْرَ وَالْتَمْرَ زَكَاةً حَتَّى تَبْلُغَ خُمُسَهُ أَوْسُقٍ وَلَا يَحِلُّ لِي الْوَرِقَ زَكَاةً حَتَّى تَبْلُغَ خُمُسَهُ أَوْاقٍ وَلَا يَحِلُّ لِي إِبِلَ زَكَاةً حَتَّى تَبْلُغَ خُمُسَ ذَوْدٍ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

گندم اور کھجور میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ وسق تک نہیں پہنچ جاتے چاندی میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ اوقیہ نہیں ہو جاتی اونٹوں میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ کی تعداد تک نہیں پہنچ جاتے۔

باب زَكَاةِ الْحُبُّوبِ

یہ باب دانوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2484 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِي حَبٌّ وَلَا تَمْرٌ صَدَقَةً حَتَّى يَبْلُغَ خُمُسَهُ أَوْسُقٍ وَلَا فَيْمًا ذَوْنُ خُمُسٍ ذَوْدٌ وَلَا فَيْمًا ذَوْنُ خُمُسٍ أَوْاقٍ صَدَقَةً .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

دانے اور کھجور میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ وسق نہ ہو جائیں پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب الْقَدْرِ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ

یہ باب ہے کہ اس مقدار کا تذکرہ جس میں زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے

2485 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرُو

بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2486 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَوْدٌ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْسُقٌ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی، پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ

یہ باب ہے کہ کون سی چیز عشر کو لازم کر دیتی ہے اور کون سی چیز نصف عشر کو لازم کر دیتی ہے؟

2487 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ وَمَا سَقَى بِالسَّوَابِي وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

آسمان، نہر اور چشموں (یعنی قدرتی ذرائع) یا سیم والی زمین میں (پیداوار میں) عشر (یعنی دسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہوگی اور جس زمین کو اونٹنی یا کنویں کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے اس میں نصف عشر (یعنی بیسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2485 - أخرجه أبو داود في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1559) بنحوه . والحديث عند ابن ماجه في الزكاة، باب الوسق ستون صاعاً (الحديث 1832) . تحفة الاشراف (4042) .

2486 - تقدم (الحديث 2444) .

2487 - أخرجه البحاري في الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء و بالماء الجاري (الحديث 1483) . وأخرجه أبو داود في الزكاة، باب صدقة الررع (الحديث 1596) وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة فيما يسقى بالانهار وغيره (الحديث 640) . وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الزروع و الثمار (الحديث 1817) . تحفة الاشراف (6977) .

کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکڑی بانس اور گھاس کے علاوہ جو کچھ بھی زمین کی پیداوار ہو وہ کم ہو یا زیادہ اور اس بات کا بھی کوئی لحاظ نہیں کہ اسے نہری پانی سیراب کرتا ہے یا بارش کا پانی سیراب کرتا ہے۔ اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) واجب ہوگا۔

اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عشر واجب ہی نہیں ہوتا۔ مگر صرف ایسی چیزوں (یعنی زمین یا درختوں) میں ہی واجب ہوتا ہے جن کا پھل باقی رہتا ہے تو جب وہ پھل پانچ دس (۲۸ سیر کا وزن ہے) ہو جائے اور دس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاع کے مطابق (یعنی اس سے انداز لگانے کے ساتھ) ساٹھ صاع کا بنتا ہو۔ اور (صاع ایک پیانے کا نام ہے جو دوسو چوتیس تولے وزن کا ہوتا ہے) اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبزیوں میں عشر نہیں ہے۔ اور (وہ کھیت) جو کسی بڑے ڈول بیلوں یا اونٹنی پر پانی لا کر کے سیراب کئے جاتے ہیں۔

ان میں دونوں قولوں کے مطاب نصف عشر واجب ہوتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اشیاء جو دس (پیانے) کے ساتھ نہیں بیچی جاتیں مثال کے طور پر جیسے زعفران اور ردی وغیرہ تو ان میں عشر واجب ہوگا جب ان کی قیمت ادنیٰ درجہ کے پانچ دس کی قیمت جو چیز دس کے تحت داخل ہوتی ہے۔ (یعنی اس سے ناپی جاتی ہے) اسے پہنچ جائے تو اس میں عشر واجب ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب پیداوار پانچ عدد انغلی (یعنی اعلیٰ قسم کی پیداوار پانچ دس) سے اس مقدار تک پہنچ جائے جس کے ساتھ اس قسم کی چیزوں کا حساب لگایا جاتا ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا۔ اب ردیٰ میں پانچ بوجھوں (یعنی گولوں یا گٹھڑیوں) کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور زعفران میں پانچ سیر کا اعتبار کیا جائے گا۔ وہ شہد جو عشر والی زمین سے حاصل کیا گیا ہو وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں بھی عشر واجب ہوگا جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شہد میں اس وقت عشر واجب ہوگا جب وہ دس مشکیزوں (منکوں) جتنا ہو جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ فرق شہد ہو جانے کی صورت میں عشر ہوگا۔ اور فرق ایک وزن کا نام ہے جو چھتیس عراقی رطلوں کا بنتا ہے اور خراجی زمین (جس پر ٹیکس لگایا گیا ہو اس) کی پیداوار میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ (قدوری، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھیتی بارش کے پانی یا چشموں کے پانی سے سیراب کی جائے اس کا دسواں حصہ اور جسے جانوروں سے پانی دیا جائے اس کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی اس باب میں انس بن مالک ابن عمر اور جابر سے بھی روایت ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث بکیر بن عبد اللہ بن اشجہ سیمان بن سیار اور بسر بن سعید بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں اس باب میں ابن عمر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث صحیح ہے اور اسی پر اکثر فقہاء کا عمل ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 622)

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک عشر کا حکم شرعی

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ سے اختلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک علی الاطلاق عشر واجب ہے اور آپ کا استدلال اس آیت مبارکہ سے ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْنِصُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ (البقرہ، ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو۔ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے نہ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت امام ابوحنیفہ کے ہاں ہر اس چیز میں عشر یعنی دسواں حصہ نکالنا واجب ہے جو زمین سے پیدا ہو خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ ہو لیکن بانس، لکڑی اور گھاس میں عشر واجب نہیں ہے اس بارے میں حضرت امام صاحب کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ مَا أَخْرَجَتْهُ الْأَرْضُ فَفِيهِ الْعَشْرُ۔ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں دسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔

زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہونے کے لیے کسی مقدار معین کی شرط نہیں ہے اسی طرح سال گزرنے کی بھی قید نہیں بلکہ جس قدر اور واجب بھی پیداوار ہوگی۔ اسی وقت دسواں حصہ نکالنا واجب ہو جائے گا دوسرے مالوں کے برخلاف کہ ان میں زکوۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ وہ بقدر نصاب ہوں اور ان پر ایک سال پورا گزر جائے۔

زمین کی پیداوار پر عشر دینے میں فقہی بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو آسمان نے یا چشموں نے سیراب کیا ہو یا خود زمین سرسبز و شاداب ہو تو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جس زمین کو بیلوں یا اونٹوں کے ذریعے کوئیں سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو زمین بارش سے سیراب کی جاتی ہو یا چشموں، نہروں اور ندی نالوں کے ذریعے اس میں پانی آتا ہو تو ایسی زمین سے جو بھی غلہ وغیرہ پیدا ہوگا اس میں سے دسواں حصہ بطور زکوۃ دینا واجب ہوگا۔

عشری اس زمین کو کہتے ہیں جسے عاثر سیراب کیا جائے اور عاثر اس گڑھے کو کہتے ہیں جو زمین پر بطور تالاب کھودا جاتا ہے اس میں سے کھیتوں وغیرہ میں پانی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ عشری اس زمین کو کہتے ہیں جو پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رہتی ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے انہیں ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو۔ یا وہ خود بخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ

زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے۔

ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ حدیث یعنی عبد اللہ بن عمر کی حدیث کہ جس کھیتی میں آسمان کا پانی دیا جائے دسواں حصہ ہے پہلی حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث کی تفسیر ہے۔ اس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار مذکور نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے۔ اور زیادتی قبول کی جاتی ہے۔ اور گول مول حدیث کا حکم صاف صاف حدیث کے موافق لیا جاتا ہے۔ جب اس کا راوی ثقہ ہو۔ جیسے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آپ نے نماز (کعبہ میں) پڑھی تھی۔ اس موقع پر بھی بلال رضی اللہ عنہ کی بات قبول کی گئی اور فضل رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا گیا۔

اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ثقہ اور ضابطہ شخص کی زیادتی مقبول ہے۔ اسی بنا پر ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ زکوٰۃ میں مال کا کون سا حصہ لیا جائے گا یعنی دسواں حصہ یا بیسواں حصہ اس حدیث یعنی ابن عمر کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب المقبول ہوگی۔

بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لیے جانے کا اس میں ذکر ہے۔ خواہ پانچ وسق ہو یا اس سے کم ہو۔ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تو یہ زیادتی ہے۔ اور زیادتی ثقہ اور معتبر راوی کی مقبول ہے۔

زمینی پیداوار میں قید وسق میں مذاہب اربعہ

غلہ اور پھلوں کے نصاب عشر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک پانچ وسق کو نصاب قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت امام اعظم کے نزدیک وسق کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ زمینی پیداوار میں جس بھی پھل اور ہزیاں ہیں ان کی مقدار کے مطابق ان میں عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے۔ (المغنی، ج ۲، ص ۲۹۰، بیروت)

غلات اربعہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

غلات اربعہ (جو، گہیوں، گنش اور خرما) پر زکات کے وجوب میں اہل سنت کے تمام مذاہب متفق ہیں ان سبھوں کا نظریہ یہ ہے کہ اگر بارش کے پانی سے کھیتی ہوئی ہے تو عشر اور اگر سچائی سے ہوئی ہے تو فیصد یعنی نصف عشر زکات واجب ہے۔

حنفی مذہب کے علاوہ اہل سنت کے سارے مذاہب غلات اربعہ میں حد نصاب کو معتبر جاتے ہیں، حد نصاب ۵ وسق ہے اور ہر وسق ۳۰ صاع ہے، جو مجموعہ ۹۱۰ کلوگرام کے لگ بھگ ہوتا ہے اس سے کم میں زکات واجب نہیں ہے مگر حنفی مذہب میں اس مقدار سے کم ہو یا زیادہ زکات واجب ہے۔ غلوں اور زراعت کی نوعیت میں ہر مذہب میں اختلاف ہے حنفی کہتے ہیں، ہزری، زکٹ اور لٹری کے علاوہ زمین سے نکلنے والی تمام چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

مالگی اور شافعی کہتے ہیں زکات ان تمام چیزوں میں واجب ہے جنہیں انسان سال بھر کے خرچہ کے لئے ذخیرہ کرتا ہے جیسے گیہوں، جوخر ماور کشمش، حبلی کہتے ہیں: ہر وہ چیز جو تولی اور وزن کی جائے اس میں زکات واجب ہے۔

2488

أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو وَاحْمَدُ بْنُ عَمْرِو وَالتَّحَارِثُ بْنُ مُسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ التَّحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ وَفِيمَا سَقَى بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جوزمین آسمان نہریا چشمے کے ذریعے سیراب ہوتی ہے اس میں عشر کی ادائیگی لازم ہوگی اور جو ادنیٰ کے ذریعے سیراب کی جاتی ہے اس میں نصف عشر کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2489

أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مُعَاذِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ وَفِيمَا سَقَى بِالذَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا آپ نے مجھے ہدایت کی کہ جوزمین آسمان (یعنی قدرتی ذرائع سے) سیراب ہوتی ہے اس میں عشر وصول کروں اور جوزمین ذول کے ذریعے (یعنی مصنوعی ذریعے سے) سیراب ہوتی ہے اس میں نصف عشر وصول کروں۔

عاشر و عشر کے بارے میں فقہی تصریحات کا بیان

۱. عاشر اس کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر اس لئے مقرر کیا ہو کہ جو تاجر لوگ مال لے کر گزریں ان سے صدقات وصول کرے اور وہ اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے عوض میں تاجروں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے بچائے اور امن دے پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کی حفاظت پر قادر ہو ان لئے بادشاہ ان سے جو مال لیتا ہے وہ ان اموال کی حفاظت کے لئے لیتا ہے۔

۲. عاشر کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ آزاد، مسلمان اور غیر ہاشمی ہو پس عاشر کا غلام اور کافر ہونا درست نہیں ہے، اور ہاشمی کے لئے اگر بادشاہ بیت المال سے کچھ مقرر کر دے یا ہاشمی تبرع کے طور پر اس خدمت کو انجام دے اور اس کا معاوضہ عشر و زکوٰۃ سے نہ لے تو اس کو مقرر کرنا جائز ہے۔

۳. مال دو قسم کا ہوتا ہے اول ظاہر اور وہ مویشی ہیں اور وہ مال ہے جس کو تاجر لے کر عاشر کے پاس سے گزرے دوم اموال

2488-احمرجه مسلم في الزكاة، باب ما فيه العشر او نصف العشر (الحديث 7) و احمرجه ابو داود في الزكاة، باب صدقة الررع (الحديث

1597). تحفة الاشراف (2895).

2489-انفرده الساسي، تحفة الاشراف (11313).

باطن ہیں وہ سونا چاندی اور تجارت کا وہ مال ہے جو آبادی میں اپنی جگہوں میں ہو عاشر اموال ظاہر کا صدقہ لیتا اور ان اموال باطن کا صدقہ بھی لیتا ہے جو تاجر کو ساتھ ہوں۔

۴۔ صدقہ وصول کرنے کی ولایت کے لئے کچھ شرطیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ اسلام کی طرف سے چوروں اور ڈاکوؤں سے حفاظت پائی جائے، دوم یہ کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو، سوم مال کا ظاہر ہونا اور مالک کا موجود ہونا پس اگر مالک موجود ہے اور مال گھر میں ہے تو عاشر اس سے زکوٰۃ نہیں لے گا۔

۵۔ شرع میں عاشر کا مقرر کرنا جائز و درست ہے حدیث شریف میں جو عاشر کی مذمت آئی ہے وہ اس عاشر کے متعلق ہے جو لوگوں کے مال ظلم سے لیتا ہے۔

۶۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کے مال کو سال پورا نہیں ہوا، یا یہ کہیکہ اس کے ذمہ قرضہ ہے یا یہ کہے کہ میں نے زکوٰۃ دیدی ہے، یا یہ کہے کہ میں نے دوسرے عاشر کو دیدی ہے اور جس کو وہ دینا بتاتا ہے وہ واقعی عاشر ہے، اگر وہ ان تمام صورتوں میں اپنے بیان پر حلف اٹھائے تو اس کا قول مان لیا جائے گا اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دوسرے عاشر کی رسید دکھائے، اگر سائہ جانوروں کے متعلق بیان کرے کہ ان کی زکوٰۃ اس نے اپنے شہر کے فقیروں کو دیدی ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا بلکہ اس سے دوبارہ وصول کی جائیگی خواہ بادشاہ اسلام کو اس کی ادائیگی کا علم بھی ہو کیونکہ یہ اموال ظاہرہ میں سے ہے جس کی زکوٰۃ لینے کا حق بادشاہ ہی کو ہے اس کو خود تقسیم کر دینے کا اختیار نہیں ہے اگر صاحب مال یہ کہے کہ یہ مال تجارت کا نہیں ہو تو اس کا قول مانا جائے گا۔

۷۔ جن امور میں مسلمانوں کا قول مانا جاتا ہے ذی کفر کا قول بھی مانا جائیگا کیونکہ اس کے مال میں بھی وہ تمام شرطیں پائی جانی ضروری ہیں جو زکوٰۃ میں ہیں اور اس سے زکوٰۃ کا ہی دو چند لیا جاتا ہے لیکن ذی کفر اگر یہ کہے کہ میں نے فقرا کو دیدیا ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا اس لئے کہ اہل ذمہ کے فقرا اس کا مصرف نہیں ہیں اور مسلمانوں میں صرف کرنے کا اس کو اختیار نہیں ہے۔

۸۔ کافر حربی کا قول کسی بات میں نہیں مانا جائے گا اور اس سے عشر لیا جائے گا لیکن اگر وہ باندیوں کو ام ولد اور غلاموں کو اپنی اولاد بتائے تو اس کا قول مانا جائے گا کیونکہ نسب جس طرح دارالسلام میں ثابت ہوتا ہے دارالحرب میں بھی ثابت ہوتا ہے اور بیٹے کی ماں ہونا نسب کے تابع ہے اس صورت میں باندی اور غلام مال نہ رہیں گے

۹۔ عاشر مسلمانوں سے مال کا چالیسواں حصہ لیگا اور ذی کفروں سے مسلمانوں کی نسبت دو گنا حصہ یعنی بیسواں حصہ لے گا اور حربی کافروں سے دسواں حصہ لیگا بشرطیکہ ان تینوں میں سے ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہو اور کافر بھی مسلمانوں سے خراج لیتے ہیں ذی حربی کافروں سے جو کچھ لیا جائے گا وہ جزیہ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا، اگر حربی کافر ہمارے تاجروں سے کم و بیش لیتے ہوں تو ان سے بھی اس قدر لیا جائے اور اگر وہ کچھ نہ لیتے ہوں تو ہم بھی کچھ نہ لیں گے، اگر مسلمانوں کا سارا مال لیتے ہوں تو ان کا بھی سارا مال لیا جائے گا لیکن اس قدر چھوڑ دیا جائے گا کہ جس سے وہ اپنے ملک میں واپس پہنچ جائیں، اور اگر

وہ ان کا لینا یا نہ لینا معلوم نہ ہو تو ان سے عشر نکور یعنی دسواں حصہ ہی لیا جائے گا
 ۱۰۔ اگر کوئی شخص باغیوں کے عاشر کے پاس سے گزرا اور اس نے عشر لے لیا پھر وہ شخص بادشاہ کے عاشر کے پاس سے گزرا
 تو اس سے دوبارہ عشر لیا جائے گا کیونکہ باغیوں کے عاشر کے پاس جانا اس کا قصور ہے لیکن بادشاہ کے باغی لوگ کسی شہر پر غالب
 ہو جائیں اور وہاں کے لوگوں سے چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ لیں یا مال والا شخص ان کے پاس سے گزرنے پر مجبور ہو اور
 وہ اس سے عشر وصول کر لیں تو اب اس شخص یا ان لوگوں پر کچھ واجب نہیں ہوگا کیونکہ بادشاہ نے ان کی حفاظت نہیں کی اور بادشاہ
 جو مال لیتا ہے ان کی حفاظت کی وجہ سے لیتا ہے پس قصور اس کا ہے نہ کہ مال والوں کا اہل حرب کے غالب آنے کی صورت میں
 بھی یہی حکم ہے جو باغیوں کا بیان ہوا ہے۔

۱۱۔ امانت کے مال میں سے عشر نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح مال مضاربت میں بھی عشر نہیں لیا جائے گا، ماذون
 غلام کی کمائی میں بھی یہی حکم ہے کہ عشر نہیں لیا جائے گا لیکن ماذون غلام کا آقا اس کے ساتھ ہو تو اس سے عشر لیا جائے
 گا۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص عاشر کے پاس سے ایسی چیز لے کر گزرا جو بہت جلد خراب ہو جاتی ہے مثلاً سبزیاں، دودھ، کھجوریں، تازہ
 پھل وغیرہ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے عشر نہیں لیں گے اور صاحبین کے نزدیک عشر لیں گے، لیکن اگر عامل کے ساتھ فقراء
 ہوں یا اپنے عملہ کے لئے لے لیا تو امام صاحب کے نزدیک یہ بھی جائز ہے اور اگر مالک عشر میں قیمت دیدے تو بھی بالاتفاق
 لے لینا جائز ہے۔

باب کَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ

یہ باب ہے کہ اندازہ لگانے والا شخص کتنا حصہ چھوڑ دے گا؟

2490 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
 سَمِعْتُ حُبَيْبَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَسْعُودٍ بْنِ نِيَّارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشَمَةَ قَالَ أَتَانَا
 وَلَحْنُ فِي السُّوقِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَادْعُوا الثَّلَاثَ فَإِنْ لَمْ
 تَأْخُذُوا أَوْ تَدْعُوا الثَّلَاثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَادْعُوا الرَّبْعَ .

☆☆ عبد الرحمن بن مسعود حضرت سہل بن ابوشمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں وہ ہمارے پاس
 تشریف لائے ہم اس وقت بازار میں موجود تھے انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
 جب تم اندازہ لگا لو تو اسے وصول کر لو اور اس کا ایک تہائی حصہ چھوڑ دو اگر تم ایک تہائی حصہ نہیں چھوڑتے ہو تو چوتھائی حصہ
 چھوڑ دو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں شعبہ نامی راوی کو شک ہے)۔

2490- أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في الخوص (الحديث 1605). وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الخوص (الحديث

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ

یہ باب ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور تم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے کم تر کا قصد نہ کرو“

2491 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ الْيَحْصَبِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيفٍ فِي الْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ) قَالَ هُوَ الْجُعْرُورُ وَلَوْ أَنَّ حَبِيبِي فَتَّهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ الرَّذَالَةُ .

☆ ☆ حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

”تم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے گھٹیا کا قصد نہ کرو۔“

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس سے مراد جعور اور لون جہیق ہے (یہ غیر معیاری کجیور کی دو قسمیں ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کر دیا تھا کہ زکوٰۃ میں گھٹیا قسم کی کجیوریں وصول کی جائیں۔

2492 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنبَأَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ

أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهِ عَصَا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنًى حَشَفٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُ فِي ذَلِكَ الْقِنًى فَقَالَ لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبِ مِنْ هَذَا إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشَفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

☆ ☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے آپ کے دست مبارک میں عصا بھی تھا ایک شخص نے گھٹیا کجیوروں کا ایک خوشہ لٹکایا ہوا تھا نبی اکرم ﷺ نے اپنا وہ عصا اس خوشے پر مارا اور فرمایا: یہ زکوٰۃ دینے والا شخص اگر چاہتا تو اس سے اچھی کجیوریں بھی دے سکتا تھا یہ زکوٰۃ دینے والا شخص قیامت کے دن گھٹیا کجیوریں کھائے گا۔

باب الْمَعْدِنِ

یہ باب معدنیات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2493 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْتَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ فِي طَرِيقِ مَاتِي أَوْ فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ

2491- انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (139) .

2492- اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة (الحديث 1608) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب الهی ان

يجوز في الصدقة شر ما له (الحديث 1821) . تحفة الاشراف (10914) .

2493- اخرجه ابو داؤد في اللقطة، باب التعريف باللقطة (الحديث 1712) . والحديث عند النسائی في قطع السارق، الثمر المعلق بسرق

(الحديث 4972) . تحفة الاشراف (8755) .

فَعَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ وَمَا لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقِ مَاتِي وَلَا فِي قَرْيَةٍ غَامِرَةٍ فِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو چیز عام گزرگاہ میں یا کسی آبادی میں پائی جائے تو تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو گے اگر اس کا مالک آ جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمہاری ہوگی اور جو عام گزرگاہ سے ہٹ کر کسی گزرگاہ میں ہو یا کسی غیر آبادی میں پائی جائے تو اس میں اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2494 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجَمَاءُ جَرَحُهَا جُبَارٌ وَالْبُشُرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تادان نہیں ہوگا، کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تادان نہیں ہوگا، معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی تادان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2495 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2496 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَرَحُ الْعَجَمَاءِ جُبَارٌ وَالْبُشُرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے مارنے کا کوئی تادان نہیں ہوگا، کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تادان نہیں ہوگا، معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی

2494- اخرجہ مسلم فی الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البشر جبار (الحديث 45م) . و اخرجہ ابو داؤد فی الخراج والامارة و المعنى باب ما جاء في الركا و ما فيه (الحديث 3085) مختصراً و في الديات، باب العجماء و المعدن و البشر جبار (الحديث 4593) . و اخرجہ الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العجماء جرحها جبار (الحديث 1377) . و اخرجہ ابن ماجه في اللقطة، باب ما اصاب ركازاً (الحديث 2509) مختصراً . و الحديث عند ابن ماجه في الديات، باب الجبار (الحديث 2673) . تحفة الاشراف (13128 و 13310) .

2495- اخرجہ مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البشر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13351) .

2496- اخرجہ البخاري في الركعة، باب في الركا الخمس (الحديث 1499) . و اخرجہ مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البشر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13236) .

تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2497 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنبَاَنَا مَنْصُورٌ وَهَشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبُرُجُبَارُ وَالْعَجَمَاءُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا، جانور کے مارنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا، معدنیات میں مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

سونے چاندی کے دھنوں میں خمس کا بیان

سونے یا چاندی، لوہے، برنگ یا پتیل کی وہ کان جو خراجی یا عشری زمین میں پائی گئی تو اس میں ہمارے نزدیک خمس ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک مباح چیز ہے جو پہلی مرتبہ اسے ملی ہے جس طرح شکار ہے ہاں البتہ جب کان نکالی گئی چیز سونا یا چاندی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اور ایک قول کے مطابق سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ مال تو سارے کا سارا نموی ہے اور سال گزرنے کی شرط نمو کی وجہ سے تھی۔ جبکہ ہماری دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ رکاز میں خمس ہے (ائمہ ستہ) اور رکاز، رکز سے مشتق ہے لہذا معدن پر بھی اس کا اطلاق ہوا۔ کیونکہ یہ کانیں کفار کے قبضہ میں تھیں۔ اور جب ہمارا غلبہ ان پر ہو گیا تو یہ کانیں غنیمت میں آگئیں اور غنائم میں خمس ہوتا ہے یہ خلاف شکار کے کیونکہ شکار کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتا۔ البتہ غازیوں کا قبضہ بطور حکم قبضہ تھا جو اس کے ظاہری ثبوت کی وجہ سے تھا۔ اور حقیقت میں قبضہ اس شخص کا ہوا جس نے اسے پایا ہے لہذا ہم نے خمس کے حق میں حکم قبضے کا اعتبار کیا ہے۔ اور چار خمس کے حق میں قبضہ حقیقی کا اعتبار کیا ہے حتیٰ کہ جب وہ اس کو پانے والا ہو۔

(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، ۱، ۱۰۷)

حدیث میں مذکور رکاز سے کیا مراد ہے؟

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جس رکاز کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کان (معدن) مراد ہے لیکن اہل حجاز رکاز سے زمانہ جاہلیت کے دھننے (زمین دوز کیے ہوئے خزانے) مراد لیتے ہیں جہاں تک حدیث کا ظاہر مفہوم اور اس کا سیاق و سباق ہے اس کے پیش نظر وہی معنی زیادہ مناسب اور بہتر معلوم ہوتے ہیں جو حضرت امام اعظم نے مراد لیے ہیں پھر یہ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی بھی رکاز کے اسی معنی کی وضاحت کرتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا کہ رکاز وہ سونا اور چاندی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس کی تخلیق کے وقت ہی پیدا فرمایا ہے۔

کان میں سے نکلنے والی چیزوں کی قسمیں

اس موقع پر یہ بھی جان لیجئے کہ جو چیزیں کان سے برآمد ہوتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ چیزیں جو منجمد ہوں اور آگ میں ڈالنے سے نرم ہو جائیں نیز متشکک کئے جانے کے قابل ہوں یعنی جو سکے وغیرہ ڈھالنے کے کام آسکتی ہوں جیسے سونا، چاندی، لوہا اور رانگا وغیرہ۔ (۲) وہ چیزیں جو منجمد نہیں ہوتیں جیسے پانی، تیل، رال اور گندھک وغیرہ۔

(۳) وہ چیزیں جو آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہوں اور نہ سکے وغیرہ کے لیے ڈھالی جاسکتی ہوں جیسے پتھر، چونا، ہڑتا اور یاقوت وغیرہ، چنانچہ ان تینوں اقسام میں سے صرف پہلی قسم میں زکوٰۃ کے طور پر خمس یعنی پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے اور اس کے لیے ایک سال زنا شرط نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک معدنیات میں سے صرف سونے چاندی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے دوسری معدنیات مثلاً لوہے، رانگ وغیرہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

سونے چاندی کے معادن میں خمس وربع عشر ہونے میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

علامہ علاء الدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں عشر کا چوتھائی ہے۔ جس طرح زکوٰۃ میں ہوتا ہے البتہ نصاب کی شرط کا ہونا ضروری ہے۔ اور دوسرا ہم سے کم میں نہیں ہے۔ جبکہ بعض اصحاب نے تکمیل حول کی شرط بھی بیان کی ہے۔

جبکہ ہمارے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں خمس واجب ہے اور یہ اسی طرح واجب ہوگا جس طرح دوسری غنائم میں ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث کے قبیلے سے ربع عشر وصول کرنا ختم کیا اور وہ معدنیات والا قبیلہ تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ وہ زمین نمو والی تھی لہذا اس کے لئے مناسب یہی تھا کہ اس میں عشر واجب کیا جائے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب کنز معادن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس میں خمس ہے۔ اس حدیث میں ”قال فیہ وفی الوثکاز الخمس“ رکاز کا عطف کنز پر ڈالا گیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کسی چیز کا عطف اس کی ذات پر نہیں ڈالا جاتا ہے۔ (بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۹، بیروت)

اپنے گھر میں پائے گئے دینے کا بیان

اور اگر اس نے اپنے گھر میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں بھی خمس واجب ہے اس حدیث کے مطلق ہونے کی وجہ سے جسے ہم نے روایت کیا ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ معدن زمین کے اجزاء سے زمین کے اندر مرکب ہے۔ جبکہ زمین کے اجزاء میں کوئی مؤنت اور بار (پھل) نہیں ہے لہذا اس جز کے اندر بھی کسی بار کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس دلیل کی وجہ سے جز اپنے کل

سے مخالف نہیں ہوا کرتا۔ یہ خلاف کنز کے کیونکہ زمین میں مرکب نہیں ہوتا۔ اور اگر اس نے اپنی مملوکہ زمین میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس بارے میں دو روایات ہیں اور فرق کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک روایت جو جامع صغیر میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ گھر اس طرح مملوک ہوا ہے کہ وہ تمام مشکلات و اخراجات سے خالی ہے جبکہ زمین ایسی نہیں ہوتی اسی وجہ سے عشر اور خراج زمین میں واجب ہے جبکہ گھر میں واجب نہیں ہے۔ کیونکہ محض خرچ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، ص ۱۰۰)

کان اور دقینہ کا بیان

۱۔ کان (مادن) اور دقینہ میں خمس لیا جائے گا۔

۲۔ کان سے جو چیزیں نکلتی ہیں تیس قسم کی ہیں: اول جو آگ میں پکھل جاتی ہیں، دوم مانعات یعنی پہنے والی چیزیں، سوم جو نہ پکھلتی ہیں اور نہ پہنے والی ہیں پہلی قسم کی چیزوں میں خمس یعنی پانچوں حصہ واجب ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا اور کانسی وغیرہ پارہ میں بھی خمس واجب ہے یہی صحیح ہے دوسری اور تیسری قسم کی چیزوں میں خمس واجب نہیں ہے، پہنے والی چیزوں کی مثال پانی اور تیل وغیرہ ہیں اور وہ چیزیں جو نہ پکھلتی ہیں نہ بہتی ہیں ان کی مثال چونا، گچ، جواہرات مثلاً یا قوت، زمرہ، فیروزہ، موتی، سرمہ اور پھٹکڑی وغیرہ ہیں پس ان دونوں قسموں میں کوئی خمس نہیں لیا جائے گا۔

۳۔ کان یا دقینہ عشری زمین میں نکلے یا خراجی زمین میں ہر حال میں اس میں خمس واجب ہوگا۔

۴۔ اگر کسی کے گھر یا اس کی دکان میں کان نکل آئی تو خمس واجب ہونے میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں خمس واجب نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک خمس واجب ہے اور باقی چار حصہ بالاتفاق مالک مکان کا ہوگا مملوکہ زمین کی کان میں امام ابوحنیفہ سے دو روایتیں ہیں کتاب الاصل کی روایت میں مملوکہ زمین اور گھر میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی امام صاحب کے نزدیک ان میں کچھ واجب نہیں ہے سب مالک کا ہے اور دوسری روایت میں جو جامع الصغیر کی ہے اس کے مطابق دونوں میں فرق ہے یعنی گھر (مکان و دکان) میں کچھ لازم نہیں ہے اور مملوکہ زمین میں خمس واجب ہے بعض کے نزدیک اصل کی روایت کو ترجیح ہے اور بعض کے نزدیک جامع الصغیر کی روایت کو ترجیح ہے اور قیاس بھی اسی کا مقتضی ہے۔

کنز کی زکوٰۃ کے وجوب کا بیان

اور جس نے کنز (دفن شدہ مال) پایا۔ تو احتاف ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس میں خمس واجب ہوگا۔ اسی حدیث کی بناء پر جس کو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور رکاز کا اطلاق کنز پر ہوتا ہے۔ کیونکہ رکز کا معنی اثبات ہے۔ پھر اگر یہ دفن شدہ مال اہل اسلام کی قسم میں سے ہے جس طرح اس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوتا ہے۔ تو یہ لفظ کے حکم میں ہوگا۔ اور لفظ کا حکم اس کے مقام پر پہچان لیا گیا ہے۔ اور اگر دفن شدہ مال اہل جاہلیت کے طرز پر ہے جیسا کہ اس پر بت کی تصویر ہو تو اس میں ہر حال میں خمس واجب ہے۔ اسی دلیل کی بنیاد پر جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر اس نے زمین مباح میں پایا تو چار خمس پانے والے کی طرح ہے۔ کیونکہ اپنی حفاظت میں لینا اسی کی جانب ہے۔ کیونکہ غازیوں کو تو اس کا علم بھی نہ تھا۔ لہذا یہی آدمی اس کے ساتھ خاص ہو گیا۔ اور اگر اس نے مملوکہ زمین میں پایا تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ حکم ہے۔ کیونکہ یہ حقدار اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کو

اپنی حفاظت میں لایا ہے۔ اور یہ اسی آدمی سے پایا گیا ہے۔

اور شیخین کے نزدیک یہ غلط نہ (جس کے لئے خط کھینچا گیا ہو) کا ہے۔ اور غلط نہ وہ شخص ہے جس کو امام نے فتح سے پہلے زمین کا مالک بنا دیا ہو۔ کیونکہ غلط نہ کا ہاتھ اسی جانب بڑھ چکا ہے۔ اور یہ خاص قبضہ ہے لہذا اس قبضہ خاص کی وجہ سے اس چیز کا مالک ہوتا ہے اور جو زمین میں ہے اس کا بھی مالک یہی ہوگا۔ اگرچہ اس کا قبضہ ظاہر پر ہے جس طرح کسی نے مچھلی کا شکار کیا جس کے پیٹ میں موتی ہے پھر فروخت کرنے کی وجہ سے یہ دفتینہ اس کی ملکیت سے خارج نہ ہوگا۔ کیونکہ زمین کے ودیعت کیا ہوتا ہے۔ بہ خلاف کان کے کیونکہ وہ زمین اجزاء میں سے ہے لہذا معدن مشتری کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور اگر غلط نہ معلوم نہ ہو تو دفتینہ آخری مالک کی طرف پھیرا جائے گا۔ جو اسلام میں پہنچانا جاتا ہے۔ متاخرین مشائخ کا قول بھی یہی ہے اور اگر ٹھیکہ مشتبہ ہو جائے تو ظاہری مذہب کے مطابق اس کو کفر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس میں اصل یہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلامی قرار دیا جائے گا۔

کنز کی تعریف و پہچان کرنے کا بیان

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں سونے کے اوضاع (ایک قسم کا زیور) پہنا کرتی تھی میں نے پوچھا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بھی کنز کی تعریف میں آتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال اتنی مقدار کو پہنچ جائے جس پر زکوٰۃ دینا لازم ہو جاتا ہے اور پھر اس کی زکوٰۃ دی جائے تو وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

کنز اصطلاح شرع میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔ حضرت ابن عمر سے یہی مروی ہے بلکہ فرماتے ہیں جس مال کی زکوٰۃ دے دی جاتی ہو وہ اگر ساتویں زمین تلے بھی ہو تو وہ کنز نہیں اور جس کی زکوٰۃ نہ دی جاتی ہو وہ گوزمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو تو کنز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی موقوفہ اور مرفوعہ یہی مروی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب بھی یہی فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں بغیر زکوٰۃ کے مال سے اس مالدار کو داغا جائے گا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ یہ زکوٰۃ کے اترنے سے پہلے تھا زکوٰۃ کا حکم نازل فرما کر اللہ نے اسے مال کی طہارت بنا دیا۔ خیفہ برحق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عراق بن مالک نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اسے قول ربانی (آیت خذ من اموالہم الخ) نے منسوخ کر دیا ہے۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ تلواردوں کا زیور بھی کنز یعنی خزانہ ہے۔ یاد رکھو میں تمہیں وہی سناتا ہوں جو میں نے جناب پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار ہزار اور اس سے کم تو نفقہ ہے اور اس سے زیادہ کنز ہے۔ لیکن یہ قول غریب ہے۔ مال کی کثرت کی مذمت اور کمی کی مدحت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں بطور نمونے کے ہم بھی یہاں ان میں سے چند نقل کرتے ہیں۔

مسند عبدالرزاق میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہے تین مرتبہ آپ کا یہی فرمان سن کر صحابہ پر شاق گذرا اور انہوں نے سوال کیا کہ پھر ہم کس قسم کا مال رکھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت بیان کر کے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور دین کے کاموں میں مدد دینے والی بیوی۔

مسند احمد میں ہے کہ سونے چاندی کی مذمت کی یہ آیت جب اتری اور صحابہ نے آپس میں جہ چا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر آتا ہوں اپنی سواری تیز کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور عنہ نے روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا پھر ہم اپنی اولادوں کے لئے کیا چھوڑ جائیں؟ اس میں ہے کہ حضرت عمر کے پیچھے ہی روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے مقرر فرمائی ہے کہ پیچھے حضرت ثوبان بھی تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کے مقرر کرنے کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا لو اور سنو میں تمہیں بہترین خزانہ بتاؤں نیک عورت جب اس کا خاوند اس کی طرف نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے فوراً بجالائے اور جب وہ موجود نہ ہو تو اس کی ناموس کی حفاظت کرے۔ حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے ایک منزل میں اترے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ چھری لاؤ کھیلیں مجھے برا معلوم ہو آپ نے افسوس ظاہر کیا اور فرمایا میں نے تو اسلام کے بعد سے اب تک ایسی بے احتیاطی کی بات کبھی نہیں کی تھی اب تم اسے بھول جاؤ اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھو لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تم ان کلمات کو بکثرت کہا کرو۔

اللهم انی اسئلك الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسئلك شکر نعمتک واسئلك حسن عبادتک واسئلك قلبا سلیمًا واسئلك لسانا صادقًا واسئلك من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب .

یا اللہ میں تجھ سے کام کی ثابت قدمی اور بھلائیوں کی پختگی اور تیری نعمتوں کا شکر اور تیری عبادتوں کی اچھائی اور سلامتی والا دل اور سچی زبان اور تیرے علم میں جو بھلائی ہے وہ اور تیرے علم میں جو برائی ہے اس کی پناہ اور جن برائیوں کو تو جانتا ہے ان سے استغفار طلب کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ تو تمام غیب جاننے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

آیت میں بیان ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ نہ کرنے والے اور اسے بچا بچا کر رکھنے والے دردناک عذاب دیئے جائیں گے۔ قیامت کے دن اسی مال کو خوب تپا کر گرم آگ جیسا کر کے اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور کمر داغی جائے گی اور بطور زبرد تو بیخ کے ان سے فرمایا جائے گا کہ لو اپنی جمع جتھا کا مزہ چکھو۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ گرم پانی کا تریڑ دوزخیوں کے سروں پر بہاؤ اور ان سے کہو کہ عذاب کا لطف اٹھاؤ تم بڑے ذی عزت اور بزرگ سمجھے جاتے رہے ہو بدلہ اس کا یہ ہے۔ ثابت ہوا کہ جو شخص جس چیز کو محبوب بنا کر اللہ کی اطاعت سے اسے مقدم رکھے گا اسی کے ساتھ اسے عذاب ہو

گا۔ ان مالداروں نے مال کی محبت میں اللہ کے فرمان کو بھلا دیا تھا آج اسی مال سے انہیں سزا دی جا رہی ہے جیسے کہ ابولہب کھلم کھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کرتا تھا اور اس کی بیوی اس کی مدد کرتی تھی قیامت کے دن آگ کے اور بھڑکانے کے لئے وہ اپنے گلے میں رسی ڈال کر لکڑیاں لالا کر اسے سلکائے گی اور وہ اس میں جلا رہے گا۔

یہ مال جو یہاں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں یہی مال قیامت کے دن سب سے زیادہ مضرت ثابت ہوں گے۔ اسی کو گرم کر کے اس سے داغ دیئے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے مالداروں کے جسم اتنے لمبے چوڑے کر دیئے جائیں گے کہ ایک ایک دینار و درہم اس پر آ جائے پھر کل مال آگ جیسا بنا کر علیحدہ علیحدہ کر کے سارے جسم پر پھیلا دیا جائے گا یہ نہیں ایک کے بعد ایک داغ لگے۔ بلکہ ایک ساتھ سب کے سب۔ مرفوعاً بھی یہ روایت آئی ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ توبہ، ۳۲، بیروت)

باب زکاة النحل

یہ باب شہد کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2498 - أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ هِلَالٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ وَسَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ لَهُ وَادِيًا يَقَالَ لَهُ سَلْبَةٌ فَحَمَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ الْوَادِيَ فَلَمَّا وَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ عُمَرُ أَنْ أَدَى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدَّى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُشْرِ نَحْلِهِ فَأَحْمِ لَهُ سَلْبَةً ذَلِكَ وَإِلَّا فَلَنَمَّا هُوَ ذَبَابٌ غَيْثٌ يَأْكُلُهُ مَنْ شَاءَ .

☆ ☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہلال اپنے شہد کا عشر لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: سلبہ نامی جگہ اسے جاگیر کے طور پر دے دی جائے تو نبی اکرم ﷺ نے وہ وادی اسے دے دی جب حضرت عمر بن خطاب خلیفہ بنے تو سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں تحریر کیا: اگر وہ مجھے وہی زکوٰۃ ادا کیا کرے جو نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتا تھا یعنی اپنے شہد کا عشر ادا کرتا رہے تو وہ وادی اس کے لیے رہے گی ورنہ پھر اس کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو شخص چاہے گا وہ اسے کھالے گا۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ ہر دس مشک

میں ایک مشک بطور زکوٰۃ واجب ہے (ترمذی اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے نیز اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر احادیث جو نقل کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شہد میں زکوٰۃ واجب ہے خواہ کم مقدار میں ہو یا زیادہ مقدار میں ہو بشرطیکہ عشری زمین میں نکلا ہو۔ ان کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ شہد کا دسواں حصہ لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور انہوں نے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل کہ جس کا نام سہہ تھا وہ میرے واسطے مقرر فرمادیں (تاکہ کوئی دوسرا شخص وہاں سے شہد کا حصہ نہ توڑ سکے) چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جنگل ان کے واسطے متعین فرمادیا جس وقت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سفیان بن وصب نے ان کو تحریر فرمایا اور بذریعہ تحریر دریافت فرمایا کہ وہ جنگل بلال رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یا نہ رہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا اگر وہ تجھ کو شہد کا دسواں حصہ ادا کرتے رہیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حصہ ادا کرتے تھے اگر تم کو بھی بلال اسی قدر حصہ ادا کرتے زمین وہ جنگل بلال کے پاس ہی رہنے دو اور اگر وہ اس قدر حصہ ادا نہ کریں تو بارش کی کھیاں شہد دیتی ہیں جس شخص کا دل چاہے وہ اس کو کھائے۔ (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، لاہور)

شہد کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حنفی اور حنبلی مذاہب میں شہد میں فیصد زکات واجب ہے، مالکی اور شافعی مذاہب شہد میں زکات کے قائل نہیں ہیں۔ قرضاوی تمام مذاہب کے نظریوں کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں شہد مال ہے اور اس کے ذریعہ تجارت کی جاتی ہے لہذا اس میں زکات واجب ہے۔ (عبدالرحمن جزیری، ابن رشد، محمد جواد مغنیہ، الفقہ علی المذاہب الخمسہ)

باب فَرَضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ .

یہ باب ہے کہ رمضان کی زکوٰۃ کا لازم ہونا (یعنی صدقہ فطر کا لازم ہونا)

2499 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَقَدَّلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ .

2499- أخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك (الحديث 1511) مطولاً، وأخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير (الحديث 14) . وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 675) وأخرجه النسائي في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان على المملوك (الحديث 2500) والحديث عند أبي داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1515) تحفة الاشراف (7510) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) ہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث پر جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع مقرر کیا ہے، لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دیا ہے۔

شرح

صدقہ فطر گندم، آٹے، ستویا کشتش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشتش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نقل پر محمول کی گئی ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

صدقہ فطر کے وجوب کی دلیل کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے گلی کوچوں میں یہ منادی کرائی کہ سن لو! صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد یا غلام اور چھوٹا ہو یا بڑا (اور اس کی مقدار) گیہوں یا اس کی مانند چیزوں (مثلاً خشک انگور وغیرہ) میں سے دو مد اور (گیہوں کے علاوہ) دوسرے غلوں میں سے ایک صاع۔ (ترمذی)

دو مد سے مراد آدھا صاع ہے کیونکہ ایک مد غلہ کا وزن چودہ چھٹا تک کے قریب ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے لہذا صدقہ فطر کے طور پر گیہوں پونے دو سیر یعنی ایک کلو 336 گرام دینا چاہئے چونکہ گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو بھی گیہوں ہی کے مثل ہے اس لیے یہ دونوں چیزیں بھی اسی مقدار میں دینی چاہئیں۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا حضرت ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر واجب ہے گیہوں میں سے ایک صاع دو آدمیوں کی طرف سے (کہ ہر ایک کی طرف سے نصف نصف صاع ہوگا) خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت، غنی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (صدقہ فطر دینے کی وجہ سے) اسے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا۔ (ابوداؤد)

مشکوٰۃ کے نسخوں میں حدیث کے راوی کا نام اگرچہ اسی طرح لکھا ہوا ہے لیکن صحیح اس طرح عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر یا بن ابی صعیر عن ابیہ الخ۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جن سے ان کے صاحبزادے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ غنی بھی صدقہ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ فطر دے۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی کو تو اس کے صدقہ فطر دینے کی وجہ سے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا ہے، یہ بشارت اگر چہ غنی کے لیے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بھی اس سے کہیں زیادہ برکت عطا فرماتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے مگر اس بشارت کو فقیر کے ساتھ اس لیے مخصوص کیا تاکہ اس کی ہمت افزائی ہو اور وہ صدقہ فطر دینے میں پیچھے نہ رہے۔

فطرانے میں منصوص اشیاء کا بیان

صدقہ فطر چار چیزوں گہیوں، جو، کھجور اور کشمش میں سے ادا کرنا واجب ہے، یعنی وزن مقررہ کے حساب سے دینے کے لئے یہ چار چیزیں ہی منصوص علیہ ہیں فطرہ کی مقدار گہیوں میں نصف صاع اور جو و کھجور میں ایک صاع ہے کشمش میں اختلاف ہے صحیح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ ایک صاع دی جائے گہیوں و جو کے آٹے اور ستوں کا وہی حکم ہے جو خود اُن کا ہے گہیوں میں جو وغیرہ ملے ہوئے ہوں تو غلبہ کا اعتبار ہوگا پس اگر گہیوں غالب ہوگی تو نصف صاع دیا جائے گا۔

مذکورہ چار منصوص چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری جنس سے صدقہ فطر ادا کیا جائے مثلاً چاول، جوار، باجر وغیرہ دیا جائے تو اشیائے منصوصہ مذکورہ میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر ہونا چاہئے مثلاً چاول وغیرہ دے تو جس قدر قیمت میں نصف صاع گہیوں آتے ہوں یا ایک صاع جو آتے ہوں اتنی قیمت کے چاول وغیرہ دے سکتا ہے، اور اگر وہاں گندم و جو و کھجور اور کشمش نہ ہوتے ہوں تو وہاں سے زیادہ قریبی جگہ میں جہاں ہوتے ہوں وہاں کی قیمت معتبر ہوگی گہیوں یا جو کی روٹی صدقہ فطر میں وزن سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کے اعتبار سے دے گا تو جائز ہوگا یہی اصح ہے۔

اگر منصوص علیہ یعنی چاروں مذکورہ اجناس میں سے کسی ایک کی قیمت ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے بلکہ عین اس چیز کے دینے سے اس کی قیمت کا دینا افضل ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ اگر بڑی سیر کے وزن سے جو کہ اسی تولہ ہوتا ہے اور ہندو پاکستان میں رائج ہے ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا اور نصف صاع پونے دو سیر کا ہوتا ہے یہی فتویٰ ہے بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً گہیوں دو سیر اور جو چار سیر دیدئے جائیں۔

صدقہ فطر کے مصارف عامل کے سوا وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، ذمی کا فطر کو صدقہ فطر دینے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز و مکروہ ہے اور مسلمان فقیر کو دینا اولیٰ ہے ایک شخص کا صدقہ فطر بعض کے نزدیک ایک ہی شخص کو دینا واجب ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ متعدد شخصوں کو ایک ایک شخص کا فطرہ دینا جائز ہے یہی مذہب ہے، متعدد شخصوں کا فطرہ کسی ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے جب کوئی ایسا شخص جس کے ذمہ زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا صدقہ نذر ہو بلا وصیت کے فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ میں سے ادا نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا۔

اور وہ وصیت اس کے تہائی مال میں جاری ہوگی خواہ وہ پورے زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ کو کفایت کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر زیادہ وہ خوشی سے دے دیں لے لیا جائیگا اگر وصیت نہیں کی اور اس کے

وارث تبرعاً اس کی طرف سے ادا کر دیں تو جائز ہے اور اگر وہ ادا نہ کریں یا ان میں سے کوئی اپنے حصہ میں سے نہ دیتے تو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

صدقہ فطر وصول کرنے کے لئے کسی عامل کو مقرر کر کے قبائل میں نہ بھیجا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے لیکن کسی شخص کو اس طرح مقرر کر دینا کہ لوگ خود آ کر اس کو دے جایا کریں تو جائز و ثابت ہے۔

باب فَرَضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ

یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی غلام پر بھی لازم ہوتی ہے

2500 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ . قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَيَّ يَصِفُ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر مذکر اور مؤنث آزاد اور غلام شخص پر کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مقرر کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (یاراوی) بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دے دیا ہے۔

مکاتب کی زکوٰۃ کا بیان

اور وہ اپنے مکاتب (غلام) کی طرف سے فطرانہ نہیں نکالے گا۔ کیونکہ ولایت معدوم ہے۔ اور فقر کی وجہ سے مکاتب بھی اپنی طرف سے زکوٰۃ نہ نکالے گا۔ اور مدبر اور ام ولد میں آقا کی ولایت ثابت ہے لہذا ان دونوں کی طرف سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

مکاتب غلام کا فقہی مفہوم و حکم

غلام کو آزادی حاصل کرنے کے لیے اسلام نے ایک طریقہ مکاتبت کا تجویز کیا ہے، یعنی ایک معاہدہ کے تحت غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا، اس کے عوض مجھے آزاد کر دیا جائے، یا اس کی آزادی کے بارے میں ایسی ہی بات آقا اپنے غلام سے کہے، اگر بات طے پا جاتی ہے اور غلام متعینہ رقم ادا کر دیتا ہے تو غلام آزاد ہو جائے گا، رقم کی ادائیگی میں زیادہ سختی بھی نہ ہونی چاہیے، اسی طرح غلام کی بات کو بھی آقا ماننے سے انکار نہیں کر سکتا، غلام طے شدہ رقم اپنے قوت بازو سے حاصل کرے یا اس کے لیے کسی کا تعاون حاصل کرے، اس سے مالک کو کوئی مطلب نہیں، قرآن کریم میں غلام کے اس حق کو بڑے ہی واضح انداز میں تسلیم کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَابِتُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ

الَّذِي آتَاكُمْ (اللہ)

اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کی درخواست کریں، ان سے مکاتبت کر لو، اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

مکاتبت کے بارے میں فقہائے اسلام کا اختلاف ہے کہ آقا کا مکاتبت پر راضی ہونا واجب ہے یا مستحب، فقہاء کے ایک طبقہ نے آیت کے الفاظ کتابوہم سے دلیل اخذ کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس لیے یہ واجب ہے۔ دوسرے فقہاء کہتے ہیں آیت میں فکتابوہم ان علمتم فیہم خیرا کہا گیا ہے، یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے، جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، جو استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ چوں کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی پر مختلف پیرائے سے زور دیا ہے، اس لیے اسے واجب کے درجے میں رکھنا درست معلوم ہوتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے اور اسلام نے حکومت پر بھی یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ جب تم کسی غلام کے اندر بھلائی دیکھو اور اس کی آزادی پر اطمینان ہو اور غلام اس لائق نہ ہو کہ وہ بدلہ کتابت ادا کر سکے تو ضروری ہے کہ اس کی الگ سے مدد کی جائے اور زکوٰۃ و صدقات کی رقم بھی اسے دی جائے؛ تاکہ وہ مکاتبت کی رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر سکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ. (النہج)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافروں کی آزادی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے۔

وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ.

(ابن ماجہ)

اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔

تجارتی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں

اور وہ زکوٰۃ نہیں دے گا ان غلاموں کی طرف سے جو تجارت کی غرض سے ہیں۔ جبکہ اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ پس ان کے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب غلام پر ہے جبکہ زکوٰۃ کا آقا پر ہے۔ کیونکہ کوئی منافی نہیں ہے۔ اور ہمارے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب اپنے سبب کی وجہ سے آقا پر ہے جس طرح زکوٰۃ کا حکم ہے۔ لہذا یہ تکرار کا سبب بنے گا۔

تجارتی غلاموں کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک تجارتی غلاموں کا فطرانہ مالک پر واجب نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ان کا فطرانہ بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ و فطرانہ یہ دونوں مختلف حق ہیں۔ (فقہاء حنابلہ سے اس بارے میں کوئی روایت تصریح کے ساتھ ذکر نہیں ہوئی)۔

مشترکہ غلام کے فطرانے کا بیان

اور وہ غلام جس کی ملکیت میں دو آقا شریک ہوں اس کا فطرانہ ان دونوں میں سے کسی پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ولایت اور مؤنت ان دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں نامکمل ہے۔ اور اسی طرح اگر چند غلام دو آقاؤں کے درمیان مشترک ہوں۔ یہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف ہے جبکہ صاحبین نے کہا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ جو رأس المال میں سے اس کے لئے خاص ہو۔ جبکہ حصوں میں سے یہ اختلاف اس دلیل یہ مبنی ہے۔ کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بانٹنے اور تقسیم کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ صاحبین جائز کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بالا جماع یہی حکم ہے۔ اس لئے تقسیم سے پہلے حصے جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا ہر شرکت والے کے لئے اس کی رقبہ (ملکیت) مکمل نہ ہوگی۔

مشترکہ غلام کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک مشترکہ غلام کا فطرانہ ان دونوں میں سے ایک پر بھی واجب نہیں ہے۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ نے کہا ہے ان دونوں میں ہر ایک پر حصے کے مطابق فطرانہ واجب ہے۔

(البنائے شرح الہدایہ، ص ۴، ۲۲۵، حقانیہ ملان)

کافر غلام کے فطرانے کا بیان

اور مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف فطرانہ ادا کرے۔ اس روایت کے مطلق ہونے کی وجہ سے جس روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آزاد، یہودی غلام، نصرانی یا مجوسی غلام کی طرف صدقہ (فطر) ادا کرو۔ کیونکہ اس کا سبب ثابت ہے۔ اور آقا اس کا اہل ہے۔ اور اس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ ان کے وجوب غلام پر ہے۔ اور وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو لہذا بالاتفاق وجوب نہ رہا۔

ہر جاندار کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بہترین صدقہ یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کا جو بھوکا ہو پیٹ بھرا جائے۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ کوئی جاندار، خواہ مسلمان ہو، یا کافر اور خواہ جانور ہو اگر بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلانا ایک بہترین صدقہ ہے ہاں اس حکم سے موذی جانور مستثنیٰ ہیں جن کو مار ڈالنے ہی کا حکم دیا گیا ہے یعنی سانپ وغیرہ کو کھلانا پلانا اچھا اور مناسب نہیں ہے۔

کافر غلام کی طرف سے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے فطرانہ ادا کرنے مالک پر ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آزاد اور ہر غلام کی طرف سے ادا کرو۔ جبکہ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک کافر غلام کا فطرانہ مالک واجب نہیں ہے۔ کیونکہ غلام اس کے اہل میں سے نہیں ہے۔ (البنائے شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۲۲۷، حقانیہ ملتان)

خریدے ہوئے غلام کے فطرانے کا بیان

فرمایا: اور جس نے غلام فروخت کیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو یہ اختیار ہے تو اس کا فطرانہ اس پر واجب ہوگا۔ چر کا وہ غلام ہو جائے گا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فطرانے کا دن گزرا اور اختیار باقی ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے اختیار ہے۔ کیونکہ ولایت اسی کو حاصل ہے۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے ملکیت ہے۔ کیونکہ فطرانے کا وجوب ملکیت کے اسباب میں سے ہے۔ جس طرح نفقہ ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ملکیت موقوف ہے کیونکہ اگر بیع رد کردی گئی تو وہ بائع کی لوٹ جائے گی اور اگر اجازت جاری ہوئی تو خریدار کی ملکیت عقد کے وقت ثابت ہو جائے گی۔ لہذا کو چیز ملکیت پر مبنی ہے وہ بھی موقوف رہے گی۔ برخلاف نفقہ کے کیونکہ نفقہ میں ضرورت جلدی ہوتی ہے۔ پس وہ موقوف کو قبول نہیں کرتا اور تجارتی زکوٰۃ کا اختلاف بھی اسی (جزی) پر منطبق ہوتا ہے) طرح ہے۔

حق خیام کی وجہ سے ملکیت موقوفہ کا فقہی بیان و اختلاف

علامہ ابن محمود الباری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام حمید الدین ضریر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اطلاق الکمل بہ ارادہ البعض مراد ہے۔ کیونکہ جب اس پر فطر کا پورا دن گزرنا شرط نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جسے خیام حاصل ہے۔ اسی کے لئے حکم ہے کیونکہ صدقے کا سبب ولایت کا بلکہ ہے اور ولایت اس شخص کو حاصل ہے جس کے لئے خیام ثابت ہے کیونکہ وہ چاہے تو اس خیام کو نافذ کرے اور چاہے تو اسے ختم کر دے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: فطرانہ اس پر ہوگا جس کو ملکیت حاصل ہے اور مشتری کو حاصل ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ خیام شرط مشتری کی ملکیت کو باطل کرنے والا نہیں ہے جس طرح خیام عیب میں ہوتا ہے۔ یہاں صدقہ فطر بمعنی تصدق ہے کہ تصدق کا حکم ملکیت سے ہے۔ یعنی مالک کے پاس ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ تو فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہاں ملکیت جو پائی جا رہی ہے وہ موقوف ہے۔ کیونکہ اگر بیع رد ہوئی تو قدیم بائع کی طرف لوٹنے والی ہے اور اس کا حکم نافذ ہو گیا تو ملکیت غیر موقوفہ وقت عقد نافذ ہوگی۔ لہذا یہ قاعدہ گہبیہ ہے کہ جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

قاعدہ فقہیہ

جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

باب فَرَضِ زَكَاةٍ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ .

یہ باب ہے کہ نابالغ بچے پر بھی صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہے

2501 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَعَبْدٍ وَذَكَرٍ وَأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ .
☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ آزاد اور غلام مذکر مؤنث پر لازم کی ہے جو کھجور کا ایک صاع ہو گا یا جو کا ایک صاع ہو گا۔

صدقہ فطر کے وجوب میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ غلام ہو یا آزاد یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر کے طور پر دے، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر زکوۃ کی طرح کا ایک فرض ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب اور امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

(ابوداؤد)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے ہاں سنت مؤکدہ ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک میں واجب ہے حدیث میں مذکور لفظ فرض حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کے نزدیک اپنے ظاہری معنی ہی پر محمول ہے، حضرت امام مالک فرض کے معنی بیان کرتے ہیں مقرر کیا حنفی حضرات فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر چونکہ دلیل قطعی کے ذریعے ثابت نہیں ہے اس لیے صدقہ فطر عمل کے لحاظ سے تو فرض ہی کے برابر ہے لیکن اعتقادی طور پر اسے فرض نہیں کہا جاسکتا جس کا مطلب یہ ہے کہ واجب ہے فرض نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی کے مسلک میں ہر اس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے جو اپنے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ جن کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کے ذمہ ایک دن کا سامان خوراک رکھتا ہو اور وہ بقدر صدقہ فطر اس کی ضرورت سے زائد بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مسلک کے مطابق صدقہ فطر اسی شخص پر واجب ہو گا جو غنی ہو یعنی وہ اپنی ضرورت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر اسباب وغیرہ کا مالک ہو یا اس کے بقدر سونا چاندی اپنی ملکیت میں رکھتا ہو اور فرض سے محفوظ ہو۔

2501 - اسردہ السانی . و الحدیث عدد: البحاری فی الزکاة، باب صدقة الفطر علی العبد و غیرہ من المسلمین (الحدیث 1604) . و مسلم فی الزکاة، باب زکاة الفطر علی المسلمین من التمر و الشعیر (الحدیث 12) . و ابی داؤد فی الزکاة، باب کم یودی فی صدقہ الفطر (الحدیث 1611) . و الرمذی فی الزکاة، باب ما جاء فی صدقة الفطر (الحدیث 676) . و النسائی فی الزکاة، باب فرض زکاة رمضان علی المسلمین دون الماہدین (الحدیث 2502) . و ابن ماجہ فی الزکاة، باب صدقة الفطر (الحدیث 1826) . تحفة الاشراف (8321) .

صدقہ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے کے وقت ہوتا ہے لہذا جو شخص طلوع فجر سے پہلے مر جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور اسی طرح جو شخص طلوع فجر کے بعد اسلام لائے اور مال پائے یا جو بچہ طلوع فجر کے بعد پیدا ہو اس پر بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔

ایک صاع ساڑھے تین سیر یعنی چودہ اوزان کے مطابق تین کلو گرام ہوتا ہے۔ جو غلام خدمت کے لیے ہو اس کی طرف سے اس کے مالک پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں جو غلام تجارت کے لیے ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اسی طرح جو غلام بھاگ جائے اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں جب وہ واپس آ جائے تو اس وقت دینا واجب ہوگا۔

اولاد اگر چھوٹی ہو اور والد نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کے باپ پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں اگر چھوٹی اولاد والد پر ہو تو پھر اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کے مال میں دیا جائے گا۔

بڑی اولاد جس پر دیوانگی طاری ہو اس کا حکم بھی چھوٹی اولاد کی طرح ہے، اسی طرح بڑی اولاد کی طرف سے باپ پر اور بیوی کی طرف سے خاوند پر ان کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں اگر کوئی باپ اپنی ہوشیار اولاد کی طرف سے یا کوئی خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ان کا صدقہ ان کی اجازت سے ازراہ احسان و مروت ادا کر دے تو جائز ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ من المسلمین لفظ عبد اور اس کے بعد کے الفاظ کا حال واقع ہو رہا ہے لہذا کسی مسلمان پر اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا۔ مگر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ غلام کافر کا صدقہ فطر بھی اس کے مسلمان مالک پر واجب ہوتا ہے، انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے جسے ہدایہ یا مرقات میں دیکھا جاسکتا ہے، حنفیہ کے یہاں صاحب ہدایہ ہی کے قول کے مطابق فتویٰ ہے۔ (علم الفقہ)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دینا مستحب ہے اگر کوئی شخص اس سے بھی پہلے خواہ ایک مہینے یا ایک مہینے سے بھی زیادہ پہلے دے دے تو جائز ہے۔ نماز عید کے بعد یا زیادہ تاخیر سے صدقہ فطر صرف نقصان دہ ہوتا ہے۔

چھوٹے بچوں کی طرف صدقے کا ادا ہونا

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: چھوٹے بچوں کی طرف سے جو ادا کیا وہ ادا ہو جائے گا کیونکہ وہ واجب ہی والد پر تھا۔ اور جو بیوی اور بڑی اولاد کی طرف سے ادا کیا اگر ان کا اذن تھا تو بھی ادا ہو جائیگا اور اگر اذن نہ تھا تو صدقہ دانہ ہوگا۔

اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کر دی پھر دوسرے تک خبر پہنچی اور اس نے اسے جائز بھی رکھا تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ اس کا نفاذ صدقہ کرنے والے پر ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ اس کی ملکیت ہے اور غیر سے نائب بن نہیں سکتا کہ اس کی اجازت کا نفاذ ہو، ہاں اگر اجازت سے زکوٰۃ ادا کی ہو تو پھر جائز ہوگا۔ (رد مختار، ج ۲، ص ۱۲۱، مصر)

نابالغ اولاد وغیرہ کے فطرانے کا بیان

صدقہ فطر واجب ہونے کا سبب خود اس کی ذات اور وہ لوگ ہیں جن کا تعلق اس کے ذمہ واجب ہے اور وہ ان پر کامل ولایت رکھتا ہے پس صدقہ فطر اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے کسی عذر سے یا بلا عذر روزے نہ رکھے ہوں تب بھی اس پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

اور اس کے نابالغ بچوں اور بچیوں کی طرف سے بھی اس پر واجب ہے لیکن اگر نابالغ بچہ خود مالدار ہو تو اس کے مال میں سے صدقہ فطر واجب ہو گا کم عقل، دیوانہ اور مجنون کا بھی وہی حکم ہے جو نابالغ بچے کا ہے یعنی اسکی طرف سے باپ صدقہ فطر ادا کرے۔

باب فَرَضَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ .

یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی صرف مسلمانوں پر لازم ہے ذمیوں پر لازم نہیں ہے

2502 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ سَيْبٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی لوگوں پر لازم قرار دی ہے جو کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع ہو گا یہ ہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث مسلمان پر لازم ہے۔

2503 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُلْذَى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ایک صاع یا جو کے ایک صاع کی صدقہ فطر کے طور پر ادائیگی ہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث نابالغ اور بالغ مسلمان پر لازم قرار دی ہے آپ نے یہ ہدایت کی ہے کہ نماز عید ادا کرنے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

2502 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين (الحديث 1504) . وأخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر (الحديث 1611) . وأخرجه أبو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1611) . وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 676) . وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1826) . والحديث عند النسائي في الزكاة، فرض زكاة رمضان على الصغير (الحديث 2501) . تحفة الاشراف (8321) .

2503 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب فرض صدقة الفطر (الحديث 1503) . وأخرجه أبو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1612) . تحفة الاشراف (8244) .

شرح

صاحب قدوری نے فرمایا کہ فطرانے کا وجوب عید الفطر کی طلوع فجر سے متعلق ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے غروب آفتاب سے متعلق ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو شخص عید الفطر کی رات اسلام لایا یا اس میں پیدا ہوا تو اس سے نزدیک اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر فطرانہ واجب نہ ہوگا۔ اور اسی کے برعکس جب کسی شخص کے غلاموں میں سے کوئی اسی رات کو فوت ہو گیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ دیکھ لیں یہ ہے کہ فطرانے کا وجوب فطر کے ساتھ خاص ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اضافت بیشک اختصاص کے لئے ہی ہے لیکن شرط اختصاص دن۔ کے ساتھ ہے رات کے ساتھ نہیں۔

اور مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن لوگ عید کی طرف جانے سے پہلے فطرانہ ادا کریں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فطرانہ عید الفطر کی طرف جانے سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور اغناء کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ فقیر کہیں سوال فطرانہ کی وجہ سے نماز سے غافل نہ ہو جائے۔ اور اس کا حاصل صدقہ پہلے ادا کرنے سے ہے۔ اور اگر صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔ کیونکہ اثبات سبب کے بعد ادا کیا ہے۔ لہذا یہ پہلے ادا کی گئی زکوٰۃ کے مشابہ ہو گیا البتہ ایک مدت یا دوسری مدت کی کوئی تفصیل نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔

اور اگر صدقہ فطر و عید الفطر کے دن سے مؤخر کیا تو ددان سے ساقط نہ ہوگا۔ لہذا ان پر صدقہ دینا واجب نہیں ہے گا۔ کیونکہ اس میں قربت کی دلیل معقول ہے لہذا اس میں وقت ادا مقدر نہ ہوگا بخلاف قربانی کے۔ (براہین امین، کتاب زکوٰۃ، ۱۰۰، ہور)

وجوب فطرانے کے وقت میں مذاہب اربعہ

فطرانے کے وجوب کا وقت رمضان المبارک کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے وقت ہے، اس لیے جب رمضان المبارک کے آخری دن کا سورج غروب ہو تو فطرانہ واجب ہوگا۔

لہذا جس نے بھی سورج غروب ہونے سے قبل شادی کی یا پھر اس کے ہاں ولادت ہوئی ہو یا پھر اسلام قبول کر لے تو اس کا بھی فطرانہ ہوگا، لیکن اگر غروب شمس کے بعد ہو تو پھر فطرانہ لازم نہیں ہوگا۔ جو شخص چاند رات فوت ہو جائے اور اس پر فطرانہ ہو تو امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے کہ اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔ (المغنی جلد دوم فصل وقت وجوب زکاۃ الفطر)

فطرانہ ہر مسلمان پر واجب ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جوہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث اور چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر فرض کیا تھا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1407)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ: نافع والی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف مسلمانوں پر ہی فرض کیا ہے، اور یہ کتاب اللہ کے بھی موافق ہے، اس لیے کہ زکاۃ مسلمانوں کے لیے پاکی اور صفائی کا باعث ہے اور پھر پاکی اور صفائی مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتی۔

(کتاب الام للشافعی جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

فطرانہ صاحب استطاعت پر فرض ہے: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ جس پر بھی شوال کا مہینہ شروع ہوا اور اس کے پاس ایک دن کی اپنی اور اپنے اہل و عیال اور فطرانہ ادا کرنے کی خوراک ہو تو اسے بھی فطرانہ ادا کرنا ہوگا، لیکن اگر اس کے پاس سب کا فطرانہ ادا کرنے کے لیے خوراک نہیں بلکہ صرف کچھ کا ادا کر سکتا ہو تو اسے ان بعض کا ہی ادا کرنا ہوگا۔

لیکن اگر اس کے پاس صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال کے لیے ہی خوراک ہو تو اس پر اور نہ ہی اس کے ماتحت عیال پر فطرانہ فرض ہوگا۔ (کتاب الام بجلد دوم باب زکاۃ الفطر)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: تنگ دست پر بلا خلاف فطرانہ فرض نہیں۔ اور خوشحال اور تنگ دست کا اعتبار تو وہ جو وہ وقت ہوگا، لہذا جس کے پاس اپنی اور اپنے اہل و عیال کی عید کی رات کی خوراک سے زیادہ ہو اس پر فطرانہ فرض ہوگا اور یہ خوشحال ہوگا، اور اگر کچھ بھی زائد نہ ہو تو اسے تنگ دست شمار کیا جائے گا اور اس حالت میں اس پر کچھ بھی فرض نہیں۔

(المجموع جلد (6) شریعہ واجب صدقۃ الفطر)

فطرانہ مسلمان اپنی اور اپنے عیال اور بیویوں اور ان رشتہ داروں کی جانب سے اکر وہ ادا نہیں کر سکتے تو وہ فقط اپنے اکرے۔ گا اور اگر وہ فطرانہ ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنا فطرانہ خود ہی ادا کریں کیونکہ اصل میں تو وہ خود ہی مخاطب ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد اور مذکر و مؤنث اور چھوٹے بڑے اور بچے فطرانہ فرض کیا، اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کیلئے جانے سے قبل ادا کریں۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1407))

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: بے عقل اور بچے کی جانب سے اس کا ولی فطرانہ ادا کرے گا اور اسی طرح جو لوگ اس کی عیالت میں ہوں ان کا بھی وہی اس طرح فطرانہ ادا کرے گا جس طرح ایک صحیح اپنی جانب سیادا کرتا ہے، اور اگر اس کی عیالت میں کوئی کافر ہو تو اس کا فطرانہ اس پر لازم نہیں کیونکہ اسے زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ پاک نہیں کیا جائے گا۔

(کتاب الام بجلد دوم باب زکاۃ الفطر)

اور صاحب مہذب کا کہنا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ اور جس پر فطرانہ واجب ہو اس پر اپنے ماتحت اور عیالت میں پٹنے والوں کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوں اور اس کے پاس نفقہ سے زیادہ خوراک ہو، لہذا ماں باپ اور ان دونوں کے ماں باپ اور اس سے بھی اوپر والوں ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، اسی طرح بیٹے اور پوتے چاہے اس سے بھی نیچے نسل ہو ان پر ماں باپ اور ان کے ماں باپ کا فطرانہ ادا کرنا فرض ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ جب ان کا نفقہ اس پر واجب ہو (المجموع جلد نمبر (6))

انسان اپنا اور بیوی چاہے بیوی کے پاس اپنا مال بھی ہو اور اس کی فقیر اولاد اور والدین کا فطرانہ ادا کرے، اور وہ بچی جس کے خاوند نے ابھی اس کے ساتھ دخول نہیں کیا، اس پر اس کا فطرانہ ادا کرنا واجب نہیں، اور طلاق

رجعی والی عورت کا خاوند بھی اس کا فطرانہ ادا کرے گا لیکن جو عورت نافرمان ہو اور یا پھر طلاق بائن والی ہو اس کا خاوند ان کا فطرانہ ادا نہیں کرے گا۔ اور بیٹے کو اپنے فقیر والد کی بیوی کا فطرانہ ادا کرنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس پر والد کی بیوی کا خرچہ واجب نہیں۔

اسے فطرانہ ادا کرنے میں سب سے قریبی سے شروع کرنا ہوگا مثلاً سب سے پہلے اپنے آپ پھر بیوی اور اولاد پھر اس کے بعد قریبی رشتہ دار جیسا کہ وراثت میں خیال رکھا گیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور فطرانہ کس پر واجب ہوتا ہے۔ جب رمضان کے آخری دن کوئی پیدا ہو یا کسی بھی ملکیت میں ہو یا اس کی عیالت میں آجائے اور اسی حالت میں چاند رات شروع ہو تو اس پر ان کا فطرانہ واجب ہوگا۔

(کتاب الام باب زکاۃ الفطر)

لیکن جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اس کا فطرانہ واجب نہیں لیکن اگر کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص فطرانہ واجب ہونے کے بعد اسے ادا کرنے سے قبل ہی فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے فطرانہ ادا کیا جائے گا، اور اگر اس کی عیالت میں سے کوئی فطرانہ واجب ہونے کے بعد فوت ہو جائے تو اس کی وجہ سے فطرانہ ساقط نہیں ہوگا۔

(المفنی لابن تہامہ المقدمی جلد نمبر ۲)

اور خادم اور جس کی یومیہ یا ماہانہ تنخواہ مقرر ہو اس کی جانب سے فطرانہ ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازم کی طرح ہے اور ملازم یعنی اجرت لینے والے پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ (الموسمۃ الختمیہ: (33923))

یتیم کا فطرانہ ادا کرنے کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یتیم کا وہی یتیموں کے مال سے فطرانہ ادا کرے گا اگرچہ وہ چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر عید الفطر کے دن کافر اسلام قبول کر لے تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جو شخص عید الفطر والے دن طلوع فجر سے قبل اسلام قبول کر لے اس کے لیے فطرانہ ادا کرنا مستحب ہے۔ (الموسمۃ جلد ۱، باب فطرانہ)

باب گم فیرض

یہ باب ہے کہ کتنا (صدقہ فطر) لازم قرار دیا گیا ہے

2504 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ تَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ، مذکر اور

مؤنث آزاد اور غلام پر لازم قرار دی ہے جو کھجور کا ایک صاع ہو یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

شرح

صدقہ فطر گندم، آٹے، ستویا کشتش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشتش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نفل پر محمول کی گئی ہے۔

باب فَرَضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نَزُولِ الزَّكَاةِ .

یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کے لازم ہونے کا حکم زکوٰۃ کے نزول سے پہلے تھا

2505 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَخِيْمَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ كُنَّا نَصُومُ عَاشُورَاءَ وَنُؤَدِي زَكَاةَ الْفِطْرِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنَّ عَنْهُ وَكُنَّا نَفْعَلُهُ .

☆☆ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے پھر جب رمضان کا حکم نازل ہو گیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نازل ہو گیا تو پھر ہمیں اس کی ہدایت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس سے منع کیا گیا البتہ ہم اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔

2506 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَخِيْمَرَةَ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيبُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَمْرُو بْنُ شَرْحِبِيلٍ يُكْنَى أَبَا مَيْسَرَةَ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِي إِسْنَادِهِ وَالْحَكَمُ أَثَبْتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ .

☆☆ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں صدقہ فطر ادا کرنے کی ہدایت کی تھی جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہو گیا تو آپ نے ہمیں (صدقہ فطر دینے کی) نہ تو ہدایت کی اور نہ ہی اس سے منع کیا لیکن ہم ایسا کرتے رہے ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوعمار نامی راوی کا نام عریب بن حمید ہے اور عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابو میسرہ ہے اس

حدیث کی سند میں سلمہ بن کہیل نے حکم سے مختلف سند نقل کی ہے اور حکم سلمہ بن کہیل کے مقابلے میں زیادہ مستند ہیں۔

باب مِکِیْلَةِ زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقہ فطر کے پیمانے کے بیان میں ہے

2507 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ فِي آخِرِ الشَّهْرِ أَخْرَجُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ . فَطَرَّ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَوْمًا فَعَلِمُوا إِخْوَانَكُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ هَذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَأُنْثَى حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ يَنْصَفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ . فَقَامُوا . خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ .

☆ ☆ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ کے گورنر تھے اس وقت انہوں نے (رمضان کے) مہینے کے آخر میں ارشاد فرمایا: تم لوگ صدقہ فطر ادا کرو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ انھیں اور اپنے بھائیوں کو اس بات کی تعلیم دیں کیونکہ ان لوگوں کو اس بارے میں علم نہیں ہے یہ وہ ادائیگی ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مذکر اور مؤنث آزاد اور غلام پر مقرر کیا ہے یہ جو کا ایک صاع ہوگا یا کھجور کا ایک صاع ہوگا یا گندم کا نصف صاع ہوگا تو لوگ کھڑے ہوئے (اور انہوں نے دوسروں کو اس بارے میں بتایا)۔

2508 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مَخْلَدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ فِي صَلَافَةِ الْفِطْرِ قَالَ صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے صدقہ فطر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات کہی: یہ گندم کا ایک صاع ہوگا، کھجور کا ایک صاع ہوگا، جو کا ایک صاع ہوگا یا سلت کا ایک صاع ہوگا۔

2509 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلَى مِبرِ كُمْ - يَعْنِي مِبرَ الْبَصْرَةِ - يَقُولُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا اثْبُتُ الثَّلَاثَةِ .

☆ ☆ ابورجاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے (یعنی بصرہ)

کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے) یہ کہتے ہوئے سنا ہے: صدقہ فطرا تاج کا ایک صاع ہوگا۔
امام نسائی بے شک بیان کرتے ہیں: یہ روایت تینوں کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

باب التَّمْرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقہ فطر میں کھجوریں ادا کرنے کے بیان میں ہے

2510 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُخْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ .
☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع صدقہ فطر کے طور پر ادا کرنا لازم قرار دیا ہے۔

باب الزَّيْبِ .

یہ باب کشمش سے فطرانہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

2511 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَيْبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ .
☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے ہم اس وقت صدقہ

2510 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعاً من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508) . و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) بنحوه . و أخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و أخرجه ابو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و أخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (2511 و 2512) و الدقيق (الحديث 2513) . و الشعير (الحديث 2516) . و الإقط (الحديث 2517) . و أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . تحفة الاشراف (4269) .

2511 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعاً من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508) . و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) . و أخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و أخرجه ابو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و أخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (الحديث 2512) و الدقيق (الحديث 2513) . و الشعير (الحديث 2516 و 2517) . و أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . و سلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 19 و 2000) . و النسائي في الزكاة، باب الشعر في زكاة الفطر (الحديث 2510) . و الإقط (الحديث 2517) . تحفة الاشراف (4269) .

فطر میں اناج کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا پیڑ کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔
2512 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكَيْعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَبِيَسٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

كُنَّا نَخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ فَلَمْ تَزَلْ تَنْزِلُ كَذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَ النَّاسَ أَنَّهُ قَالَ مَا أَرَى مُدَّيْنٍ مِنَ سَمَرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هَذَا . قَالَ فَاتَّخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اناج کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا پیڑ کا ایک صاع صدقہ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے یہ معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو جس بات کی تعلیم دی اس میں انہوں نے یہ بات کہی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد یہاں کے ایک صاع کے برابر ہوتے ہیں تو لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا۔

باب الدَّقِيقِ .

یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر میں آٹا) ادا کرنا

2513 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِيَّاضَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمْ نَخْرِجْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ . ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ . فَقَالَ دَقِيقٍ أَوْ سُلْتٍ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کھجور کا صاع جو کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا آٹے کا ایک صاع یا پیڑ کا ایک صاع یا سلت کا ایک صاع (صدقہ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے)۔

یہاں سفیان نامی راوی کو شک ہے روایت میں لفظ (دقیق یعنی آٹا) لفظ استعمال ہوتا ہے یا لفظ سلت استعمال ہوا ہے (جو جو کی ایک قسم ہے)۔

2512- تقدم في الزكاة، الزبيب (الحديث 2510 و 2511) .

2513- تقدم 2510 و 2511 و 2512 اخرج ابو داود في الزكاة، بات كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1618) و الحديث عند البخاري

في الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من طعام (الحديث 1505)، و باب صدقة الفطر صاعا من طعام (الحديث 1506)، و باب صاع من زبيب

(الحديث 1508)، و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510)، و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث

17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و ابى داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1166 و 1117) . و الترمذي في الزكاة، باب ما

جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و النسائي في الزكاة، باب التمر في زكاة الفطر (الحديث 2510) . و الزبيب (الحديث 2511 و

2512) و الشعير (الحديث 2516)، و ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . تحفة الاشراف (4269) .

باب الحنطة .

یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر میں) گندم (ادا کرنا)

2514 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ أَذُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ . فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَاهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى نِصْفَ صَاعٍ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ . قَالَ الْحَسَنُ فَقَالَ عَلِيُّ أَمَّا إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ فَأَوْسِعُوا أَعْطُوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ غَيْرِهِ .

☆ ☆ حسن بصری بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: تم لوگ اپنے روزوں کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) ادا کرو لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے جو لوگ موجود ہیں وہ اپنے بھائیوں کے پاس جائیں اور انہیں اس بات کی تعلیم دیں کیونکہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے ہر بالغ نابالغ آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث پر گندم کے نصف صاع یا کھجور یا جو کے ایک صاع کی بطور صدقہ فطر ادائیگی لازم قرار دی ہے۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ کشاہکی عطا کرے تو تم لوگ بھی کشاہکی کا اظہار کرو اور گندم یا کسی بھی چیز کا ایک صاع دو (یعنی جس میں نصف صاع کی ادائیگی لازم ہے تم اس میں ایک صاع دے دو)۔

باب السلت .

یہ باب ہے کہ (صدقہ فطر کے طور پر) سلت (ادا کرنا)

2515 - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں لوگ صدقہ فطر کے طور پر جو یا کھجور یا سلت یا کشمش کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔

2514-تقدم (الحديث 1579) .

2515-أخرجه أبو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1614) . تحفة الاشراف (7760) .

☆ ☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک صاع آج کے زمانے کے تمہارے یک مد اور ایک تہائی مد کے برابر ہوتا تھا جس میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: زیاد بن ایوب نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

2519 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ماپنے کے پیانے میں مدینہ کے ماپنے کے پیانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔

صاع کی مقدار کے فقہی مفہوم کا بیان

ہمارے نزدیک معتبر عراقی (صاع) ہے اور وہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے، ایک رطل میں ۱۰ استار اور استار ساڑھے چار مثقال، مثقال میں ۱۰ قیراط ایک حبہ اور چہارٹس حبہ ہے۔ حبہ جسے فارسی میں 'مُرخ' کہتے ہیں ماشہ کا آٹھواں حصہ ہوتا ہے، پس مثقال ساڑھے چار ماشہ ہوا۔ (کشف الغطاء، فصل در احکام دعا و صدقہ و نحو ان از اعمال خیر برائے میت مطبع احمدی، دہلی)

عراقی صاع آٹھ رطل اور حجازی پانچ رطل اور ثلث رطل ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صاع حجازی واجب ہے اور ہمارے نزدیک صاع عراقی، جو دو من کا ہوتا ہے، اور من چار استار، اور استار ساڑھے چار مثقال ہے، لہذا من ایک سو اسی مثقال ہوا جیسا کہ شارح وقایہ نے کہا، اور دوسری کتب سے بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے، جب ہم اس کا حساب اپنے شہروں کے وزن کے اعتبار سے کرتے ہیں تو نصف صاع اکبری سیروں کے مطابق ۱۰ ساڑھے دو سیر استار ہوگا اور جہانگیری (اللہ تعالیٰ اس کے ملک و سلطنت کی حفاظت کرے) سیروں کے مطابق سوا دو سیر اور ایک استار کم بن جاتا ہے یہ اس حساب سے کہ صاع ۱۰ مثقال ہو اور اگر صاع من، اور من ۱۰ استار اور استار ۱۰ مثقال ہو تو ہر من ۱۰ مثقال ہوگا، جب استار ۱۰ مثقال ہے تو لازم آیا کہ نصف صاع ۸۰ استار، اور ۸۰ استار ۱۰ ساڑھے دو سیر اور ۵ استار قدیم وزن ہوا، اور ساڑھے چار سیر ایک استار کم موجودہ وزن ہوا۔

(شرح سفر سعادت، فصل در زکوٰۃ فطر، مکتبہ نور یہ رضویہ سکھر)

طرفین کے نزدیک صاع عراقی کا بیان

طرفین کے عراقی صاع آٹھ ارطال کا ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ پانچ ارطال اور ایک رطل کا ثلث ہو۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی ایک قول یہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ہمارا صاع چھوٹے صاعوں میں سے ہے۔ جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو رطلوں والے مد کے ساتھ وضو فرمایا اور آٹھ رطلوں والے صاع کے ساتھ غسل فرمایا۔ اور اسی طرح کا صاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھا جو اہل ہاشم کے صاعوں سے چھوٹا تھا اور

2519 - أخرجه أبو داود في البيوع والإحارات، باب في قول النبي صلى الله عليه وسلم (المكيال مكيال المدينة) (الحديث 3340) وأخرجه

النسائي في البيوع، المرجحان في الوزن (الحديث 4608). نسخة الإشراف (7102).

ہاشمی بھی اس کو استعمال کرتے تھے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب الْوَقْتِ الَّذِي يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدَّى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں صدقہ فطر کی ادائیگی مستحب ہے

2520 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى ح قَالَ وَأَبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ . قَالَ ابْنُ بَزِيعٍ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کے بارے میں یہ ہدایت کی تھی کہ جب لوگ عید کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلیں اس سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔
ابن بزیع نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

باب إِخْرَاجِ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ .

یہ باب ہے کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا

2521 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ "إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَنُوضَعُ فِي فَقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ" . ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا آپ

نے فرمایا: تم ان لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اموال میں زکوٰۃ

2520 - أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الزَّكَاةِ، بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيدِ (الْحَدِيثُ 1509) . وَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي الزَّكَاةِ، بَابُ الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (بَحْثُ 22) . وَ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الزَّكَاةِ، بَابُ مَتَى تُؤَدَّى (الْحَدِيثُ 1610) . وَ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الزَّكَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ (الْحَدِيثُ 677) . تَحْفَةُ الْأَشْرَافِ (8452) .

2521 - تَقْدِيمُ (الْحَدِيثُ 2434) .

لازم کی ہے جو ان کے خوشحال لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں پر خرچ کر دی جائے گی اگر وہ اس بارے میں تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے بہترین مال حاصل کرنے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے۔

زکوۃ کو دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنے کی کراہت کا بیان

زکوۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا مکروہ ہے۔ اور یقیناً ہر گروہ کا صدقہ انہی میں تقسیم کیا جائے۔ اسی روایت کی وجہ سے جس کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ اور اسی میں ہمسائیوں کی رعایت ہے۔ ہاں البتہ اگر انسان زکوۃ اپنے قریبی رشتہ داروں کی طرف منتقل کرے یا ایسی قوم کی طرف منتقل کرے جو اس شہر والوں سے زیادہ محتاج ہوں۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور ضرورت دور کرنے میں اضافہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے علاوہ کسی اور طرف منتقل کی تو بھی کافی ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ زکوۃ کا مصرف نص قرآنی میں علی الاطلاق فقراء ہیں۔ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوۃ، ص ۱۰۷)

زکوۃ دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک زکوۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام شافعی اور بعض فقہاء مالکیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک دوسرے شہر میں زکوۃ منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ سروجی نے کہا ہے کہ امام شافعی کا مذہب اس مسئلہ میں مضطرب ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ نقل کرنا حرام ہے۔ اور حنبلی فقیہ ابن قدامہ نے شوافع سے اختلاف کیا ہے اور جائز کہا ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ص ۱۲، ۱۳، حنفیہ ملتان)

باب إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ -

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زکوۃ کسی خوشحال شخص کو دیدے اور اسے اس بات کا پتہ بھی نہ چل سکے

2522 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "قَالَ رَجُلٌ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيِّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى سَارِقٍ وَعَلَى غَنِيٍّ فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ أَمَا صَدَقْتُكَ فَقَدْ تَقَبَّلْتُ أَمَا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ بِهِ مِنْ زَنَاهَا وَلَعَلَّ السَّارِقَ أَنْ

يَسْتَعْفِفُ بِهِ عَنْ سِرِّقَتِهِ وَلَعَلَّ الْغَنَى أَنْ يَتَعَبَّرَ فَيَنْفِقَ مِمَّا آغَظَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے یہ قصد کیا کہ میں ضرور صدقہ دوں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (تو اندھیرے میں یا لاعلمی کی وجہ سے) اس نے ایک چور کے ہاتھ میں اسے دے دیا اگلے دن لوگ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے (کہ گزشتہ رات) کسی چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ (جب اس شخص کو اس بات کا پتہ چلا) تو کہا: اے اللہ! اگرچہ صدقہ چور کے پاس چلا گیا لیکن ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے میں اب دوبارہ صدقہ کروں گا پھر وہ شخص صدقہ لے کر نکلا اور اسے زنا کرنے والی ایک عورت کے ہاتھ پر رکھ آیا اگلے دن لوگ یہ بات کر رہے تھے کہ گزشتہ رات ایک زنا کرنے والی عورت کو کسی نے صدقہ دیا ہے تو وہ شخص بولا: اگرچہ وہ صدقہ زانیہ کو مل گیا ہے لیکن اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے میں اب پھر صدقہ کروں گا تو وہ شخص اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اندھیرے (یا لاعلمی کی وجہ سے) وہ کسی خوشحال شخص کے ہاتھ میں رکھ آیا اگلے دن لوگ یہ بات چیت کر رہے تھے کہ ایک خوشحال شخص کو صدقہ دیا گیا ہے تو وہ شخص بولا: اگرچہ یہ صدقہ ایک زانی عورت کو ملا ہے یا چور کو ملا ہے یا خوشحال شخص کو ملا ہے پھر بھی اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے (یعنی میں اس بات پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے صدقہ کرنے کی توفیق دی ہے)۔

پھر اس شخص کے خواب میں کوئی شخص آیا تو اس نے اس سے کہا: جہاں تک تمہارے صدقے کا تعلق ہے تو وہ قبول کر لیا گیا ہے زانی عورت کو دیا جانے والا صدقہ اس لیے قبول ہوا کہ شاید وہ اس مال کی وجہ سے زنا کرنے سے بچ جائے چور والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس کی وجہ سے چوری کرنے سے بچ جائے اور خوشحال شخص والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو مال اس کو دیا ہے وہ اس کو خرچ کرنا شروع کر دے۔

مالداروں کو زکوٰۃ دینے میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف

علامہ ابن محمود الباہرٹی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مالداروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان (امراء) سے زکوٰۃ وصول کرو اور ان کے فقراء میں اس کو تقسیم کرو۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غنی کے لئے صرف پانچ صورتوں میں صدقہ جائز ہے۔ اور ان پانچ میں سے غازیوں کا بھی ذکر ہے۔ (حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے مگر پانچ طرح کے لوگوں کے لیے (یعنی ان کے باوجود غنی ہونے کے صدقہ لینا جائز ہے) ایک راہ خدا میں جہاد کرنے والا، دوسرے زکوٰۃ کی وصول یابی پر مامور شخص، تیسرے مقروض، چوتھا وہ شخص جو اپنے صدقہ کو مال کے ذریعے سے خریدے، پانچواں وہ شخص جس کا ہمسایہ مسکین ہو اور اس نے مسکین کو صدقہ دیا اور اس مسکین نے وہ مال کسی فتنی کو بدیہ میں دے دیا۔)

(سنن ابوداؤد، کتاب زکوٰۃ)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ مضبوط فی البدن ہے۔ اور وہ قوت بدنی کے باوجود کمانے سے بے پرواہ ہے۔ البتہ اس کے لئے زکوٰۃ طلب کرنا جائز نہیں ہے مگر جب وہ غازی ہو۔ کیونکہ وہ کمانے کی بجائے جہاد میں مصروف ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ وہ فقیر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک دوسری چیز کا اضافہ ہوا ہے جو فقیر ہے۔ کیونکہ جہاد میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اللہ کی عبادت کی طرف جدا ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح حج میں بھی ہوتا ہے۔ لہذا اس شخص کا فقیر ہونا مطلق فقیر ہونے کے متغایر ہے۔ اور یہ اصول یہ ہے کہ مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے۔ لہذا مغایرت کے اثر سے دوسرے حکم کا اثر ظاہر ہو گیا۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۱۹۹، بیروت)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غنی کے لیے زکوٰۃ کا مال حلال نہیں ہاں پانچ صورتوں میں غنی کے لیے بھی زکوٰۃ کا مال حلال ہوتا ہے (۱) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے غنی کے لیے جب کہ اس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔ (۲) زکوٰۃ وصول کرنے والے غنی کے لیے (۳) تاوان بھرنے والے غنی کے لیے (۴) زکوٰۃ کا مال اپنے مال کے بدلے میں خریدنے والے غنی کے لیے یعنی کسی شخص نے ایک مفلس کو زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور غنی اس مفلس سے زکوٰۃ کے مال کو خریدے اور اسے اس کا بدل دے دے تو اس صورت میں غنی کے لیے وہ مال جائز و حلال ہو گا۔ (۵) اور اس غنی کے لیے کہ جس کے پڑوس میں کوئی مفلس رہتا ہو اور کسی شخص نے اسے زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور وہ مفلس اپنے پڑوسی مال دار غنی کو اس میں سے کچھ حصہ تحفہ کے طور پر بھیجے تو وہ غنی کے لیے جائز و حلال ہو گا۔ (مالک، ابوداؤد،) اور ابوداؤد کی ایک روایت جو ابوسعید سے منقول ہے لفظ او ابن السبیل (یعنی اس غنی کے لیے بھی کہ جو مسافر ہو زکوٰۃ کا مال حلال ہے مذکور ہے۔

تاوان بھرنے والے غنی سے وہ مال دار اور غنی مراد ہے جسے کسی تاوان و جرمانے کے طور پر ایک بڑی رقم یا کسی مال ایک بڑا حصہ ادا کرنا ہے اگرچہ وہ مالدار ہے مگر اس کے ذمہ تاوان اور جرمانے کی جو رقم یا جو مال ہے وہ اس کے موجودہ مال و رقم سے بھی زیادہ ہے تو اس کے لیے جائز اور حلال ہے کہ وہ زکوٰۃ لے کر اس سے وہ تاوان پورا کرے اب وہ تاوان خواہ دیت کی صورت میں یا یہ شکل ہو کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضدار تھا اس نے طرفین کو لڑائی جھگڑے سے بچانے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اس شخص کا قرض اپنے ذمہ لے لیا کہ اس کی طرف سے اس کا قرض میں ادا کروں گا اس کی وجہ سے وہ قرض دار ہو گیا یا پھر یہ شکل بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ خود کسی کا قرض دار ہو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے اسے رقم و مال کی ضرورت ہو امام شافعی کے مسک کے مطابق وہ غازی جہاد کرنے والا جو غنی اور مالدار ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اسے زکوٰۃ یعنی درست ہے۔ لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اسے زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے کیونکہ دوسری احادیث میں مطلقاً غنی کو زکوٰۃ دینے سے منع فرمایا گیا ہے کہ غنی کے لیے صدقات کا مال حلال نہیں ہے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جو حکم تحریر فرمایا تھا اس میں آپ نے مطلقاً یہی ارشاد فرمایا تھا کہ (جس قوم میں تم گئے ہو) اس قوم کے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کرو اسے ان کے فقراء و مسکین پر صرف کرو، چنانچہ وہ حدیث کہ جس میں حضرت معاذ کے بارے میں مذکورہ حکم منقول ہے یہاں ذکر کی گئی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث میں جو ذکر کی گئی ہیں وہ سب صورتیں متفقہ طور پر تمام ائمہ کے نزدیک درست ہیں کیونکہ زکوٰۃ وصول

کرنے والے کو تو زکوٰۃ کا مال لینا اس لیے درست ہے کہ وہ اپنی محنت اور اپنے عمل کی اجرت لیتا ہے اس صورت میں اس کا فقر و غنا دونوں برابر ہیں۔ تاوان بھرنے والا اگر چہ غنی ہے لیکن اس پر جو قرض کا مطالبہ ہے وہ اس کے موجودہ مال سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا مال نہ ہونے کے برابر ہے اسی طرح باقی دونوں صورتوں کا معاملہ بھی ظاہر ہی ہے کہ زکوٰۃ جب مستحق زکوٰۃ کو مل گئی تو گویا وہ اپنے محل اور اپنے مصرف میں پہنچ گئی اور وہ مستحق زکوٰۃ اس مال کا مالک ہو گیا اب چاہے وہ اسے فروخت کر دے چاہے کسی کو تحفہ کے طور پر دے دے۔

قاعدہ فقہیہ، مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے

مقید ہمیشہ مطلق کا متغایر ہوتا ہے۔ (عنایہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی حکم شرعی کا دیکھیں کہ اس کا مطلق حکم کیا ہے اور پھر اسی حکم کو تنقید کو دیکھیں تو ان دونوں میں متغایریت ہوگی۔ جس طرح نماز کا حکم ہے۔ کہ مکمل نماز پڑھنا اس کا حکم مطلق ہے۔ اور سفر شرعی کی صورت میں اس کا حکم مقید ہے اور حکم مطلق میں فرض چار رکعتوں کو پڑھنے والا حکم مقید کی حالت میں دو رکعتیں پڑھتا ہے جو ایک دوسرے کا متغایر ہیں۔ اسی طرح مطلق و مقید کے تمام احکام اس قاعدے کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں اور ان باہمی فرق کی وجہ سے احکام کے سمجھنے میں آسانی بھی فراہم ہوتی ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

لام عاقبت ہونے میں فقہی دلائل کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے اصلی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کے کچھ حصہ کا کسی مسلمان محتاج کو، جو ہاشمی یا کسی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو، ادائیگی زکوٰۃ کی نیت کے ساتھ اس طرح مالک بنا دے کہ خود اپنی کوئی غرض اس ادا کردہ مال کے ساتھ وابستہ نہ رکھے۔ ایک معترض اس پر یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رکن کی حیثیت رکھتی ہے محض ایک خالی خولی دعویٰ ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں جو نقلی دلیلیں وارد ہیں، ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جس سے اس دعویٰ کا ثبوت مہیا ہوتا ہو۔ لے دے کہ اس باب میں جو چیز دلیل کی حیثیت رکھتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ "إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ"، لیکن اس کا حال بھی یہ ہے کہ تم (یعنی حنفیہ) "لِلْفُقَرَاءِ" کے "لام" کو "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہو، تملیک کے معنی میں نہیں لیتے۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ لام کو جو ہم "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مقبوضہ مال آخر کار ان کی ملک بن جائے گا۔ پس اپنی ابتدائی حیثیت میں تو یہاں فقرا اور مساکین کا ذکر مصارف زکوٰۃ بیان کرنے کے پہلو سے ہوا ہے، مستحقین کی حیثیت سے نہیں ہوا ہے، لیکن لام اس بات پر دلیل ہے کہ بالآخر ان کو ملکیت حاصل ہو جائے گی۔ پس تملیک کا دعویٰ محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں رہا۔" (فتح القدیر، ج ۲، ص ۲۰، بیروت)

علامہ علاؤ الدین کا سانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم "وَأَتُوا الزَّكَاةَ" کے ذریعہ سے مالکین نصاب کو زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور "إِتَاء" تملیک ہی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نام صدقہ رکھا ہے۔ ارشاد ہے: "إِنَّمَا الصَّدَقَتُ"

لِلْفُقَرَاءِ" اور تصدیق وہی تملیک ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

واما رکنه فهو التملیک لقوله تعالى واتوا حقه يوم حصاده والایفاء هو التملیک.

(بدائع الصنائع ۶۴/۲، ۶۵)

رہا زکوۃ کا رکن تو وہ تملیک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَاتُوا حَقَّهُ، يَوْمَ حَصَادِهِ" (اور اس کی کٹائی کے وقت اس کا حق دو) یہاں "ایفاء" سے مقصود ہی تملیک ہے۔ تملیک کی تائید میں جن نصوص کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ یہ ہیں۔

اما النص فقوله تعالى انما الصدقات للفقراء وقوله عز وجل في اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم والاضافه بحرف اللام تقتضي الاختصاص بجهة الملك اذا كان المضاف اليه من اهل الملك.

(بدائع الصنائع ۴۲/۲)

رہا تملیک کے ثبوت میں نص تو اللہ تعالیٰ کا قول "انما الصدقات للفقراء" (خیرات کا مال تو بس غریبوں کے لیے ہے) اور دوسری آیت ہے: "لِئَلَّا يَأْتِيَ بِالْحَقِّ مَعْلُومٌ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ" (اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کے لیے ایک متعین حق ہے) حرف لام کے ذریعہ سے جب اضافت ہو تو وہ ملکیت کے پہلو سے اختصاص کو چاہتی ہے بشرطیکہ مضاف ایہ اہل ملک میں سے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ تو غنی کے لئے زکوۃ کا مال بیٹا حلال ہے اور نہ تندرست و توانا کے لئے جو محنت مزدوری کرنے کے قابل ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور احمد، نسائی وابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ الصنائع، جلد دوم، رقم الحدیث، 328)

غنی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول تو وہ شخص جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے گویا وہ شخص نصاب نامی کا مالک ہو اور اس کے نصاب پر ایک سال گزر گیا ہو دوم وہ شخص جو مستحق زکوۃ نہیں ہوتا اور اس پر صدقہ فطر قربانی کرنا واجب ہوتا ہے گویا وہ شخص کہ جس کے پاس ضرورت اصلیہ کے علاوہ بقدر نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر مال ہو، سوم وہ شخص جس کے صدقہ کا مال تو حلال ہو لیکن اسے دست سوال دراز کرنا حرام ہو، گویا وہ شخص جو ایک دن کے کھانے اور بقدر ستر پوشی کپڑے کا مالک ہو۔

تندرست و توانا" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح غنی کے لئے زکوۃ کا مال حلال نہیں ہے اسی طرح اس شخص کے لئے زکوۃ حلال و جائز نہیں ہے جو تندرست و توانا ہو یعنی اس کے اعضاء صحیح و سالم اور قوی ہوں نیز وہ اتنا کمانے پر قادر ہو کہ اس کے ذریعے اپنا اور اہل و عیال کا پیٹ پال سکے چنانچہ حضرت امام شافعی کا مسلک اسی حدیث کے مطابق ہے کہ ان کے نزدیک کسی ایسے شخص کے لئے زکوۃ کا مال لینا حلال نہیں ہے جو کمانے کے قابل ہو لیکن حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر اس شخص کو زکوۃ لینا حلال ہے جو نصاب مذکورہ کا مالک نہ وہ اگرچہ وہ تندرست و توانا اور کمانے کے قابل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ضرورت مند صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقات و زکوۃ کا مال دیتے تھے۔

جو توانا و تندرست بھی تھے اور کمانے قابل بھی تھے اور آخر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول رہا لہذا اس حدیث سے بارے میں کہا جائے گا یا تو یہ منسوخ ہے یا پھر یہ کہ اس حدیث کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ جو شخص تندرست و توانا ہو اور محنت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اس باب معیشت فراہم کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہو اس کے لئے یہ بہتر اور مناسب نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ و صدقات کا مال لے کر اس ذلت و کمتری پر مطمئن و راضی ہو اور معاشرے کا ایک ناکارہ شخص بن جائے جو اس کے لئے تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بازوؤں کے سہارے خود کمائے محنت کرے اور اس طرح سماج و سوسائٹی میں باوقار زندگی بسر کرے۔

باب الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ

یہ باب حرام مال میں سے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2523 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - قَالَ عَنْ أَبِي سَمَاعِيلَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِیَشْرٍ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهْرٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ"

☆ ☆ ابو یح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال میں سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

حلال مال سے صدقہ قبول ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں) حلال کمائی میں خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے واسطے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لئے اسی طرح پاتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص ہاتھ پکھڑا پاتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم، الحدیث، 387)

کسب کے معنی ہیں جمع کرنا یہاں "کسب طیب" سے مراد وہ مال ہے جسے حلال ذریعوں سے جمع کیا جائے یعنی شرعی اصولوں کے تحت ہونے والی تجارت و صنعت و زراعت و ملازمت اور وراثت یا حصہ میں حاصل ہونے والا مال۔ "وَمَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ" (اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ الوہیت میں صرف وہی صدقہ قبول ہوتا ہے جو حلال مال کا ہو، غیر حلال مال قبول نہیں ہوتا نیز اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوا کہ حلال مال اچھی اور نیک جگہ ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے واسطے ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا حلال مال بارگاہ الوہیت میں کمال قبول کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ حلال مال خرچ کرنے والے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اسی مفہوم کو یہاں "داہنے سے لینے" سے اس لئے محاورہ اور عرفاً تعبیر کیا گیا ہے کہ پسندیدہ اور محبوب چیز داہنے ہاتھ ہی سے لی جاتی ہے۔ "پالتا" ہے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کے ثواب کو بڑھاتا جاتا ہے تاکہ وہ قیامت کے روز میزان عمل میں گراں ثابت ہو۔

صدقہ کی پرورش ہونے کا بیان

2524 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرَبُّوْ فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلَوْهُ أَوْ فَصِيلَةٌ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص بھی حلال مال میں سے صدقہ کرتا ہے ویسے اللہ تعالیٰ صرف حلال مال کو ہی قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دست قدرت میں لے لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو پھر وہ پروردگار کے دست قدرت میں پھلتی پھولتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے زیادہ بڑی ہو جاتی ہے یہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے (اور اسے بڑا کر دیتا ہے)۔

باب جَهْدُ الْمُقِلِّ

یہ باب تنگ دست شخص کا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2525 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكِيمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ الْأَزْدِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْشٍ الْخَثْعَمِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيْ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ "إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ وَحَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ". قِيلَ فَأَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ "طَوَّلُ الْقُنُوتِ". قِيلَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ "جَهْدُ الْمُقِلِّ". قِيلَ فَأَيُّ الْهَجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ "مَنْ هَجَرَ مَا

2524 - حرجہ البعاري في الزكاة، باب الصدقاتين كسب طيب (الحديث 1410) تعليقاً، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى (تدع مخرج الملائكة والروح اليه) وقوله جل ذكره (اليه يصعد الكلم الطيب) (الحديث 7430) تعليقاً. و أخرجه مسلم في الزكاة، باب قول الصدقة من الكب الطيب و تربيتها (لحديث 63). و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في فضل الصلاة (الحديث 661) و أخرجه النسائي في المسير سورة التوبة، قوله التوبة، قوله تعالى (اولم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده) (الحديث 247) و أخرجه ابن ماجة في الزكاة، باب فضل الصدقة (الحديث 1842). تحفة الاشراف (13379).

2525 - أخرجه ابو داود في الصلاة، باب طول القيام (الحديث 1449) و الحديث عند النسائي في الايمان و شراعه، ذكر افضل الاعمال

الحديث 5001. تحفة الاشراف (5241).

حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "لَيْلَ لَقَائِ الْجِهَادِ الْفَضْلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ" . لَيْلَ لَقَائِ الْفَضْلِ قَالَ "مَنْ أَهْرِيقَ دَمَهُ وَغَقِرَ جَوَادُهُ" .

۱۱۱۱ حضرت عبداللہ بن حبشیؓ کی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں (مال غنیمت میں) خیانت نہ ہو اور مہر و رنج۔ غرض کی گئی کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس میں طویل قیام کیا جائے عرض کی گئی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو تک دست شخص کرتا ہے عرض کی گئی: کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص ہر اس چیز سے لاتعلق ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے عرض کی گئی: کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا جہاد جو اپنے مال اور جان کے ہمراہ مشرکین کے ساتھ لڑائی کرتا ہے عرض کی گئی: کون سا نفل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کا خون بہا دیا گیا ہو اور گھوڑے کو دفن کر دیا گیا ہو (یعنی جو بھرپور جنگ میں حصہ لینے کے بعد قتل ہو)۔

کم مال رکھنے والے کے صدقہ کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ ثواب کا باعث ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی و کوشش اور صدقہ کا مال پہلے اس شخص کو دو جس کی ضروریات زندگی تمہاری ذات سے وابستہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 437)

کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی و کوشش کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا صدقہ زیادہ افضل ہے جو اگرچہ بہت کم مال کا مالک ہے لیکن صدقہ دینے کے معاملے میں اپنی پوری سعی و کوشش اور مشقت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے بس میں ہوتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو حالت غنا میں دیا جائے جب کہ یہ حدیث اس صدقہ کو افضل قرار دے رہی ہے جو مال کی کمی کی حالت میں دیا جائے لہذا ان دونوں روایتوں کی تطبیق یہ ہوگی کہ صدقہ کی فضیلت کا تعلق اشخاص و حالات اور قوت توکل و ضعف یقین کے تفاوت سے ہے پہلی حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو توکل کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں اور یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہیں کامل توقع و یقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں حدیث میں مقل یعنی کم مال والے سے غنی القلب یعنی وہ شخص مراد ہے جس کا دل غنی رہے پرواہ ہو اس صورت میں یہ حدیث پہلی حدیث کے الفاظ خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کے موافق ہو جائے گی۔ اس طرح حاصل یہ نکلے گا کہ اس شخص کا تھوڑا سا صدقہ بھی کہ جو کم مال دار مگر غنی دل ہو مالدار کے صدقہ سے افضل ہے خواہ اس کا صدقہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

صدقے والے درہم کی اہمیت کا بیان

2526 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ وَالْمَعْمَرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفٍ دِرْهَمٍ" . قَالُوا وَكَيْفَ قَالَ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عَرَضٍ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفٍ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ایک درہم ایک ہزار درہم پر سبقت لے جاتا ہے لوگوں نے دریافت کیا: وہ کس طرح؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم کو صدقہ کر دے جبکہ دوسرا شخص اپنے مال میں جاتا ہے اور اس میں سے ایک ہزار درہم جو اس کے مال کا کچھ حصہ بنتا ہے لیتا ہے اور اسے صدقہ کر دیتا ہے۔

2527 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفٍ" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ قَالَ "رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ فَأَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهِ وَرَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ فَأَخَذَ مِنْ عَرَضٍ مَالَهُ مِائَةَ أَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوتے ہیں وہ ان میں سے ایک کو لے کر اسے صدقہ کر دیتا ہے جبکہ دوسرے شخص کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے وہ اپنے مال سے کچھ مال جو ایک لاکھ درہم ہے اسے لیتا ہے اور صدقہ کر دیتا ہے۔

2528 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَبَانَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَمَا يَجِدُ أَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهِ حَتَّى يَسْطَلِقَ إِلَى السُّوقِ فَيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَجِيءَ بِأَلْمَدِ فَيُعْطِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهُ مِائَةُ أَلْفٍ مَا كَانَ لَهُ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ .

2526- انفرادہ السنائی . تحفة الاشراف (13057) :-

2527- انفرادہ السنائی . تحفة الاشراف (12328) .

2528- اخرجہ ابیحاری فی الزکاة، باب انقوا الار و لوبشق تمر و القلیل من الصدقة (الحديث 1415) بنحوہ و (الحديث 1416)، و فی الاحرة، باب من اجر بھہ لیحمل علی ظھرہ ثم تصدق بہ و اجر الحمال (الحديث 2273)، و فی التفسیر، باب (الذين یلمرون المطوعین من المومنین فی الصدقات) (الحديث 4668 و 4669) . و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب الحمل اجرة تصدق بہا، و الہی الشدید عن تنقیص المتصدق بمیل (الحديث 72) بنحوہ . و اخرجہ السنائی فی الزکاة، جہد المقل (الحديث 2529) بنحوہ، و فی التفسیر سورة التوبة، قوله تعالى (الذين یلمرون المطوعین من المومنین) (الحديث 243) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الزہد، باب معیشتہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الحديث 4155) . تحفة الاشراف (9991) .

2529 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُذْرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ يَنْصِفُ صَاعٍ وَجَاءَ الْإِنْسَانُ بِشَيْءٍ الْكَثْرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا إِلَّا رِبَاءً فَتَزَلَّتِ (الَّذِينَ يُلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ).

”جو لوگ خوشی سے صدقہ کرنے والے مؤمنین پر صدقہ کرنے کے حوالے سے ریا کاری کا الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر الزام لگاتے ہیں جو صرف محنت مزدوری کر کے ہی (کچھ کما کر صدقہ کر سکتے ہیں)۔“

رضائے الہی کے حصول کے لیے صحابہ کرام کا اپنی محبوب چیزوں کو صدقہ کرنا

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں کھجوروں کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاکا باغ تھا یہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا رسول اللہ باغ میں داخل ہوتے اور اس کا بیٹھا پانی پیتے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو تب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک اللہ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور بے شک میرا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحہ ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کے نزدیک اس کی نیکی اور آخرت میں اس کے اجر کی توقع رکھتا ہوں یا رسول اللہ! آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو رکھیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چھوڑو یہ نفع بخش مال ہے یہ نفع بخش ماں ہے اور میں نے سن لیا جو تم نے کہا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے رشتہ داروں کو دے دو حضرت ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!

اللہ علیہ وسلم) میں ایسا ہی کروں گا پھر حضرت ابو طلحہ نے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۷ مطبوعہ نور محمد ریح الطالیع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوئے:

(۱) زمینوں اور باغات کو اپنی ملکیت میں رکھنا جائز ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو زمینوں کی شخصی ملکیت کو ناجائز کہتے ہیں اور اس میں اس روایت کا بھی رد ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ زمینوں کو نہ رکھو ورنہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(ب) دوست کے باغ سے پانی پینا اور پھل کھانا جائز ہے اسی طرح اس کے مکان سے کھانا کھانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کا دوست اس سے خوش ہوتا ہو نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کا باغات میں جانا جائز ہے۔

(ج) علماء اور صالحین سے مشورہ لینا جائز ہے خواہ مشورہ صدقہ و خیرات سے متعلق ہو یا کسی اور نفلی عبادت سے یا دنیا کا کوئی معاملہ ہو اور اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنے کے متعلق بھی مشورہ کرنا جائز ہے۔

(د) اگر کسی مال کو مطلق وقف کیا جائے اور اس کے خرچ کرنے کی مدد کو متعین نہ کیا جائے پھر بھی وقف کرنا صحیح ہے اور جب تک قبول نہ کیا جائے وکالت صحیح نہیں ہے۔

(ه) اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے دیگر غریبوں پر نفلی صدقہ کرنا دوسرے لوگوں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تمہارے لیے دو اجر ہیں رشتہ داروں سے حسن سلوک کا اور صدقہ کا۔ نیز صحیح بخاری (کتاب الصدقہ) میں ہے کہ جب حضرت میمون (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ایک کنیز کو آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا اگر تم یہ اپنے ماموؤں کو دے دیتے تو تمہیں زیادہ اجر ہوتا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: ایوب بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی خدمت میں اپنے محبوب گھوڑے کو لے کر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ اللہ کی راہ میں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ گھوڑا (ان کے بیٹے) حضرت اسماءہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس پر رنجیدہ ہوئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کیفیت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا سنو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس صدقہ کو قبول کر لیا ہے۔

(جامع البیان ج ۳ ص ۲۷۷ مطبوعہ دار العرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ آیت یاد آئی (آیت) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں غور کیا کہ کون سی نعمت مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو میں نے دیکھا کہ ایک رومی کنیز تھی جو مجھے زیادہ محبوب تھی میں نے کہا یہ اللہ کے لیے آزاد ہے سواب اگر میں اس کی طرف لوٹتا تو اس سے نکاح کر لیتا۔

(تفسیر القرآن ج ۲ ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں: امام ابن جریر اور امام ابن المندرنے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ وہ ان کے لیے قیدیوں میں سے ایک کنیز خرید لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کنیز کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ پھر آپ نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔

امام عبد بن حمید ثابت بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تجھے علم ہے کہ مجھے اپنے مال میں سے اس گھوڑے کے سوا اور کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا مسکینوں پر خرچ کر دیا پھر حضرت زید نے دیکھا کہ وہ لوگ اس گھوڑے کو فروخت کر رہے تھے انہوں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس گھوڑے کو خریدنے کے متعلق سوال کیا آپ نے ان کو خریدنے سے منع فرمایا:

امام احمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (پکی ہوئی) گوہ لائی گئی آپ نے اس کو خود کھایا نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا ہم یہ مسکینوں کو کھلا دیں؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس چیز کو تم خود نہیں کھاتے وہ دوسروں کو بھی نہ کھلاؤ۔ امام ابن المندرنافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کر دیتے ہم نے مشورہ دیا اگ آپ اس شکر کے بدلہ طعام خرید لیں تو ان سے ان کو بہت فائدہ ہوگا! حضرت ابن عمر نے فرمایا میں جانتا ہوں تم جو کچھ کہہ رہے ہو لیکن میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔

(الدر الثورج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

پسندیدہ اور محبوب مال کے معیار کا بیان

مال محبوب میں محبت سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نفس کا میلان ہو اور اس چیز میں اس کا دل انکار ہے اسی وجہ سے اس چیز کو خرچ کرنا نفس پر بہت شاق اور دشوار ہوتا ہے اور اسی بناء پر ان مسلمانوں کی مدح کی گئی ہے جو اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا . انما نطعمکم لوجه اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا . (الذہر ۹۰-۸)

ترجمہ: اور وہ طعام سے محبت کے باوجود مسکین یتیم اور قید کو کھلا دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی صلہ چاہتے ہیں نہ سپاس۔

بعض علماء نے کہا مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ انسان کو خود اس مال کی ضرورت ہو کیونکہ جو لوگ اپنی ضروریات کے باوجود مال کو دوسروں پر خرچ کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔

(آیت) ویولثرون علی الفسهم ولو کان بهم خصاصه ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون . . (الحشر: ۹)

ترجمہ: اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں (خود) شدید حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہو ردی خبیث اور ناقابل استعمال نہ ہو جیسے گلے سزے پھل خراب ہو جانے کے بعد بدبودار کھانا بہت زیادہ بوسیدہ اور پھٹے ہوئے کپڑے ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

(آیت) یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم وما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ . (البقرہ: ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اپنی کمائی سے عمدہ چیزوں کو خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اور جو ردی اور ناکارہ چیز ہو اس کو دینے کا ارادہ (بھی) نہ کرو کہ (راہ خدا میں) اسی میں سے خرچ کرنے لگو حالانکہ تم خود بھی اس کو لینے والے نہیں ہو سو اس کے کہ تم چشم پوشی کرو۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کا بھی یہی محمل ہے کہ انسان اپنے لیے ردی اور ناقابل استعمال چیز پسند نہیں کرتا سو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس کو پسند نہ کرے۔

بعض دفعہ ایک چیز کسی کے مزاج کے موافق اور دوسرے شخص کی طبیعت کے مخالف ہوتی ہے مثلاً ذیابیطس کے مریض کے لیے میٹھی چیز اور بلند نشہ دم (ہائی بلڈ پریشر) کے مریض کے لیے نمکین چیز اور گلوکسرول اور یرقان کے مریض کے لیے چکنائی اور گوشت منع ہیں۔ گردہ میں پتھری کے مریض کے لیے چاول اور کیشیم پر مشتمل دوسری اجناس منع ہیں جب کہ دوسرے تندرست شخص کے لیے ان چیزوں کا کھانا منع نہیں ہے اس لیے اس آیت اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شوگر کا مریض کسی صحت مند شخص کو میٹھی اور نشاستہ والی چیز نہ دے بلکہ وہ کسی شوگر کے مریض کو کھانے کے لیے ایسی چیز نہ دے جس کو وہ خود اس بیماری میں نقصان دہ سمجھتا ہے۔ البتہ صحت مند لوگوں کو ان چیزوں کا دینا اس آیت اور اس حدیث کے تحت داخل نہیں ہے۔

اسی طرح اہل ثروت بعض چیزوں کے استعمال کو اپنے معیار کے اعتبار سے لائق استعمال نہیں سمجھتے جب کہ ان کے نوکروں اور دوسرے غریبوں کے لیے وہ چیزوں بہر حال نعمت ہوتی ہیں مثلاً قابل استعمال پرانے کپڑے پرانے بستر اور دوسری کارآمد چیزیں ہاں وہ اہل ثروت اپنے ہم مرتبہ دوسرے اہل ثروت کو ایسی چیزیں نہ دیں جن کو وہ اپنے معیار سے کم تر خیال کرتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور اس کے رتبہ کے لحاظ سے سلوک کرو۔

(مقدمہ صحیح مسلم ج ۳ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

مثلاً اگر کسی شخص کے ہاں امیر تاجر مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کے رتبہ کے لحاظ سے کی جائے گی۔ ورنہ اگر کوئی غریب یا مزدور مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کی حیثیت کے لحاظ سے کی جائے گی اسی طرح رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی حسب سلوک کیا جائے گا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں صدقہ سے مراد آیا صدقہ واجبہ ہے یا صدقہ نفلیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے صدقہ واجبہ مثلاً ذکوۃ مراد ہے اور حضرت حسن بھری سے مروی ہے کہ اس سے مراد عام صدقات ہیں خواہ صدقات واجبہ ہوں یا صدقہ نفلیہ یعنی مسلمان جس چیز کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ ایسی چیز ہو جس کو وہ خود بھی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور وہ چیز ردی ناکارہ اور ناقابل استعمال نہ ہو اور اگر وہ چیز اس کی پسندیدہ اور محبوب ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے خلاصہ یہ ہے کہ ناقابل استعمال چیز کا تو دینا جائز نہیں ہے اور پسندیدہ نفیس اور محبوب چیز کا دینا فضیلت اور رضائے الہی کا موجب ہے۔

اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمہاری پسندیدہ ہیں اس آیت میں من کا لفظ ہے اگر یہ من بمعنی پسند ہو تو معنی ہوگا تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اللہ کی راہ میں اپنی بعض پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو اور اس صورت میں پسندیدہ چیزوں سے محبوب اور نفیس چیزیں مراد ہوں گی اور اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کسی شخص نے زندگی میں دو چار بار بھی اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دی ہیں تو اس کا ابرار اور نیکوں میں شمار ہوگا اور اگر یہ من بیانیہ ہو تو اس کا معنی ہوگا: تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہوں اور اب یہ ضروری ہوگا کہ کسی نا پسندیدہ چیز کو خرچ نہ کیا جائے اور اس صورت میں پسندیدہ کا معنی ہوگا جو چیزیں فی نفسہ صحیح اور بائق استعمال ہوں اور اللہ کی راہ میں کوئی ردی ناکارہ چیز نہ دی جائے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اس آیت میں من بمعنی پسند اور من بیانیہ دونوں درست ہیں اور من بمعنی پسند ہو تو پسندیدہ سے مراد محبوب چیزیں اور من بیانیہ ہو تو اس سے مراد قابل استعمال چیزیں ہیں بعض علماء اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکے اور انہوں نے یہاں پر من کو مطلقاً بمعنی پسند پر محمول کیا اور بعض نے من کو مطلقاً بمعنی پسند پر محمول کیا۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس آیت میں بر سے کیا مراد ہے بعض علماء نے کہا اس سے مراد اعمال مقبولہ ہیں بعض علماء نے کہا اس سے مراد ثواب اور جنت ہے اور بعض علماء نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کا احسان ہے۔ چنانچہ جب تک اللہ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو نہ خرچ کرو اس وقت تک تمہارے اعمال مقبول نہیں ہو سکتے یا تم کو جنت نہیں ملے گی یا تم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اکرام اور احسان کو نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جس چیز کو بھی خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔
اس آیت کا معنی ہے تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزا دے گا خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور اس کو علم ہے کہ تم نے کس وجہ سے خرچ کیا ہے اور اس خرچ کا باعث اور محرک کیا چیز ہے۔ آیاتم شخص اخلاص سے اس کی رضا جوئی کے لیے خرچ کر رہے ہو یا نام و نمود کے لیے خرچ کر رہے ہو اور اللہ کی راہ میں عمدہ اور نفیس چیز خرچ کر رہے ہو یا ردی اور ناکارہ چیز خرچ کر رہے ہو سو اللہ تمہارے خرچ کرنے کے اعتبار سے تم کو جزا دے گا۔ (تفسیر بیان القرآن، لاہور)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (آل عمران ۹۲)

(۱) مالک و احمد و عبدی بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں زیادہ کھجوروں والے تھے (یعنی ان کے کھجوروں کے باغ تھے) اور ان کے مالوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ مال ان کے نزدیک بیرحاء تھا اور یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں داخل ہو کر پانی پیتے تھے جس میں خوشبو تھی جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ نازل ہوئی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَفْظَ آيَتٍ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ اور میرے مالوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے میں امید کرتا ہوں اس کی نیکی کا اور اس کے ذخیرے کا اللہ کے نزدیک یا رسول اللہ جہاں آپ پسند فرمائیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا واہ واہ یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے تحقیق میں نے سن لیا جو کچھ تو نے کہا میرا خیال ہے کہ تو اس کو اپنے (غریب) رشتہ داروں میں بانٹ دے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کرتا ہوں ایسا یا رسول اللہ! پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم فرما دیا۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ صدقہ کرنا

(۲) عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ نازل ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ہمارے مالوں کا سوال کیا ہے آپ گواہ بن جائیے کہ میں نے اپنی زمین جو بیرحاء میں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے (صدقہ) کر دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس زمین کو اپنے (غریب) رشتہ داروں کو دے دو چنانچہ انہوں نے یہ زمین حسان بن ثابت اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

(۳) احمد، عبد بن حمید، ترمذی نے (اس کو صحیح کہا) ابن جریر و ابن مردویہ نے لَفْظَ آيَتٍ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ اور مَنْ ذَا الَّذِي يَقْرُضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا نَّزَلَ هُوَ تُوَابُ طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے اگر میں اس کی طاقت رکھتا کہ اس کو چھپالوں تو میں یہ بات ظاہر نہ کرتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

اپنے خاندان کے (غریب) لوگوں کو دے دو۔

(۴) عبد بن حمید اور ابیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مجھے اس آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا میں نے اپنی لونڈی مرجانہ رومی کے ہوا تحبوں نے حاضر کیا میں نے ان چیزوں کا ذکر کیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔ میں نے اپنی لونڈی مرجانہ رومی کے ہوا اپنے نزدیک کسی چیز کو زیادہ محبوب نہیں پایا پھر میں نے کہا کہ یہ لونڈی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس میں اللہ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو پھر میں لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

(۵) عبد بن حمید و ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے لیے ایک باندی جلولا کے قیدیوں میں سے خرید کر ان کی طرف بھیج دیں انہوں نے باندی خرید کر حضرت عمر کے پاس بھیج دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا معا تحبون پھر آپ نے (باندی) کو آزاد کر دیا۔

(۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا معا تحبون نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جس کو شہد کہا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ مال سب سے زیادہ محبوب تھا عرض کیا یہ گھوڑا صدقہ ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبول فرمایا اور ان ہی کے بیٹے اسامہ کو دے دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کو قبول فرمالیا ہے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا صدقہ کرنا

(۷) عبد الرزاق و ابن جریر معمر کے طریق سے ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے روایتوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا معا تحبون نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جو ان کو محبوب تھا اور عرض کیا یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے راستہ میں (صدقہ) ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار فرما دیا زید رضی اللہ عنہ نے گویا اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا ہے۔

(۸) عبد بن حمید نے ثابت بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا معا تحبون تو زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ آپ جانتے کہ میرے پاس کوئی مال نہیں جو مجھے زیادہ محبوب ہو میرے اس گھوڑے سے (لہذا) میں اس کو مسکینوں پر صدقہ کرتا ہوں اور وہ اسے لگا تار بیچتے رہے اور یہ ان کو بہت پسند تھا تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دوبارہ خریدنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے خریدنے سے منع فرما دیا۔

(۹) ابن جریر نے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ابوذر سے سوال کیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں؟ انہوں نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کا ستون ہے (یعنی سب سے بلند ہے) اور صدقہ عجیب چیز ہے اس آدمی نے کہا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تو نے ایک ایسی چیز کو چھوڑ دیا جو میرے دل میں یہ بڑا معتبر عمل ہے میں نے آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا روزہ تو انہوں نے فرمایا (یہ عمل بھی) عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وصیت کا بیان

(۱۰) عبد بن حمید نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ریوڑ تھا اور ان کا ایک کمزور چرانے والا تھا میں نے عرض کیا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا میں آپ کا ساتھ نہ بن جاؤں میں آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور میں آپ سے بعض وہ چیز حاصل کروں گا جو آپ کے پاس ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعہ نفع دے ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے اگر تو میری اطاعت کرنے والا ہوگا تو میرا ساتھ ہوگا ورنہ نہیں میں نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے کہ جس میں آپ مجھ سے اطاعت کا سوال کرتے ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرمایا میں (یعنی جیسے کہوں وہ افضل اور عمدہ مال لائے) پھر راوی نے کہا میں ان کے پاس ٹھہرا رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان سے پانی کی حاجت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاس ایک اونٹ اونٹوں میں سے لے آ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا پھر مجھے ان کی حاجت اس اونٹ کی طرف یاد آ گئی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں نے ایک اونٹنی کو پکڑا اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی میں اس کو لے آیا انہوں نے اس سے نظر پھیر لی اور فرمایا اے بنو سلیم کے بھائی تو نے میری خیانت کی جب میں نے ان کی بات سمجھ لی اس بارے میں تو میں نے اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیا اور میں اونٹ کی طرف واپس آیا میں نے پھر اسی اونٹ کو پکڑا اور اس کو لے آیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا دو آدمی اپنے عمل کا ثواب کمانا چاہتے ہیں دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ پھر اس کو رسی سے باندھ دو پھر اس کو ذبح کرو پھر آبادی کے گھر شمار کرو اور اس اونٹ کے گوشت کو ان کی تعداد کے مطابق بانٹ دو اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو میری وصیت کی حفاظت کرے گا تو اس پر غالب رہا یا تو بھول گیا تو میں تجھ کو معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت کو نہیں بھلا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کئے تو میں نے اسی اونٹ کو پایا جو ان میں افضل تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں نے تمہاری حاجت کو یاد کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا تو نے اس کو نہیں چھوڑا تھا مگر میری حاجت کے لیے؟ بلاشبہ میری حاجت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا سو یہ دن میری حاجت کا ہوگا بلاشبہ مال میں تین شریک ہیں تقدیر اس بات کا انتظار نہیں کرتی اچھائی یا برائی کو لے جانے کا اور وارث انتظار کرتا ہے کہ تو کب مرے پورا پورا لیتا ہے اور تو مذمت کیا ہوا ہوتا ہے اور تیسرا تو خود اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو پس تو ہرگز ایسا نہ ہو جا (کہ اللہ کے راستہ میں) بالکل ہی

مال خرچ نہ کرے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ اور بے شک یہ مال ان مالوں میں سے ہے جو مجھ کو زیادہ محبوب ہیں پس میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں اس کو اپنے لیے آگے بھیج دوں۔

(۱۱) احمد نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک گودھالی تھی آپ نے اس کو نہیں کھایا اور نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کو مسکینوں کو کھلا دیں؟ آپ نے فرمایا ان کو مت کھاؤ ان چیزوں میں سے جن کو تم نہیں کھاتے ہو۔

(۱۲) ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ نازل ہوئی تو انہوں نے ایک لونڈی کو بلایا اور اس کو آزاد کر دیا۔

(۱۳) احمد نے الزہد میں ابن المنذر ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی حالت میں قرآن پڑھتا (جب) اس آیت پر پہنچے لَفْظُ آیت لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ تو اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا نماز میں اشارہ کرتے ہوئے۔

(۱۴) ابن المنذر نے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کر دیتے تھے ہم نے آپ سے عرض کیا اگر آپ اس قیمت سے غلہ خرید لیتے تو ان کے لیے یہ زیادہ نفع مند ہوتا تو انہوں نے فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم لوگ کہتے ہو لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لَفْظُ آیت لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ اور ابن عمر خود شکر پسند فرماتے تھے (اس لیے اپنی پسندیدہ چیز شکر کو صدقہ فرماتے تھے)۔

(۱۵) ابن المنذر ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لَفْظُ آیت لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ جنت مراد ہے۔

(۱۶) عبد بن حمید ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ہرگز تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم چاہتے ہو لَفْظُ آیت وَمَا تَنْفَقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (یعنی جو کچھ تم کسی چیز میں سے خرچ کرتے ہو گھٹیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں) وہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) محفوظ ہے اس کا بدل عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور اس کی قدر دانی کرنے والے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ آل عمران، ۹۲، بیروت)

باب الْيَدِ الْعُلْيَا .

یہ باب اوپر والے ہاتھ کی فضیلت میں ہے

2530 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ "إِنَّ هَذَا الْمَالَ حِصْمَةٌ حُلُوءَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطَيْبِ نَفْسٍ بَوْرَكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا، آپ نے عطا کر دیا، میں نے پھر مانگا، آپ نے عطا کر دیا، میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر عطا کر دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے، جو شخص اسے نفس کی رضامندی کے ساتھ حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اس شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

باب اَيْتَهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ کون سا ہاتھ اوپر والا شمار ہوتا ہے؟

2531 -

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَسْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ بِنِ أَبِي الْجَعْفَرِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ طَارِقِ الْمَحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُولُ "يَدُ الْمُعْطَى الْعُلْيَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأَخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَذْنَاكَ أَذْنَاكَ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ منورہ آئے، نبی اکرم ﷺ اس وقت منبر پر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: دینے والا ہاتھ اوپر والا ہوتا ہے اور تم اس شخص پر خرچ کرنے سے آغاز کرو جو تمہارے زیر کفالت ہے، تمہاری والدہ، تمہارا والد، تمہاری بہن، تمہارا بھائی، پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ قریبی عزیز ہیں۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔)

پوشیدہ صدقہ دینے کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین پر کھڑا کیا۔ چنانچہ زمین ٹھہر گئی فرشتوں کو پہاڑ کی تختی سے بڑا تعجب ہوا، وہ کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں، لوہا ہے۔

2530 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة (الحديث 1472) مطولاً، وفي الوصايا، باب تأويل قوله تعالى (من بعد وصية يوصي بها أو دين) (الحديث 2750) مطولاً، وفي فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المولمة قلوبهم وغيره من الخمس، ونحوه (الحديث 3143) مطولاً، وفي الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (هذا المال خصرة خلة) (الحديث 6441) . و أخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى وأن السلفى هي الأحدة (الحديث 96) . و أخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب 29 . (الحديث 2463) مطولاً و أخرجه النسائي في الزكاة، مسألة الرجل في امر لا بد له منه (الحديث 2601 و 2602) . تحفة الاشراف (3426) .

2531 - الفردية السائي . تحفة الاشراف (4988) .

(کہ وہ پتھر کو بھی توڑ ڈالتا ہے) انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں آگ ہے (کہ وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟

پروردگار نے فرمایا ہاں پانی ہے (کہ وہ آگ کو بھی بجھا دیتا ہے) پھر انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں ہوا ہے (کہ وہ پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں اور وہ ابن آدم کا صدقہ دینا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح مال خرچ کرتا ہے کہ اسے بائیں ہاتھ سے بھی چھپنا ہے امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 422)

ابن آدم کا صدقہ دینا اس فعل کو اس لئے سب سے زیادہ سخت فرمایا ہے کہ انتہائی پوشیدگی سے کسی کو صدقہ دینے میں شرم امارہ کی مخالفت، طبیعت و مزاج پر جبر اور شیطان ملعون کی مدافعت لازم آتی ہے جب کہ اس کے علاوہ مذکورہ بالا چیزوں یعنی پراز، لوہا اور آگ وغیرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ چھپا کر صدقہ دینے میں نفس کی مخالفت اور شیطان کی مدافعت بائیں طور لازم آتی ہے کہ فطری طور پر نفس یہ چاہتا ہے کہ جب میں کسی کو مال دوں تو لوگ دیکھیں اور میری تعریف کریں تاکہ مجھے دوسرے لوگوں پر فخر و امتیاز حاصل ہو لہذا جب اس نے عام نظروں سے چھپا کر اپنا مال کسی کو دیا تو اس نے گویا نفس امارہ کی مخالفت کی اور شیطان کو اپنے سے دور کیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ سخت اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے رضاء مولیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رضاء مولیٰ سب سے بڑی چیز ہے۔

باب الْيَدِ السُّفْلَى .

یہ باب ہے کہ نیچے والے ہاتھ سے مراد کیا ہے؟

2532 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالْتِعَافَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ "الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُتَفَقَّةُ وَالْيَدُ السُّفْلَى السَّائِلَةُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

2532- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غنى (الحديث 1429) . و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب بیان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المتفقة و ان السفلى هي الالحة (الحديث 94) . و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب فی الاستعانة (الحديث 1648) . تحفة الاشراف (8337) .

خفیہ صدقہ دینے کا بیان

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے چنانچہ وہ اشخاص کہ جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے کہ جس نے ایسے شخص کو صدقہ دیا جو ایک جماعت کے پاس آیا اور اس سے اللہ کی قسم دے کر کچھ مانگا یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اتنا مال یا اتنی چیز دو اس نے جماعت سے حق قرابت کی وجہ سے دیا جو اس کے اور جماعت کے درمیان تھا۔ مگر جماعت والوں نے اسے کچھ بھی نہیں دیا، چنانچہ ایک شخص نے جماعت کو پس پشت ڈالا اور آگے بڑھ کر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا، سوائے اللہ کے اور اس شخص کے کہ جسے اس نے دیا اور کسی نے اس کے عطیہ کو نہیں جانا اور دوسرا وہ شخص ہے جو جماعت کے ساتھ تمام رات چلا یہاں تک کہ جب ان کے لئے نیند ان تمام چیزوں سے زیادہ جو نیند کے برابر ہیں پیاری ہوئی تو جماعت کے تمام فرد سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہوا (اللہ فرماتا ہے کہ) اور میرے سامنے گڑ گڑانے لگا اور میری آیتیں (یعنی قرآن کریم) پڑھنے لگا۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جو لشکر میں شامل تھا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس کے لشکر کو شکست ہو گئی مگر وہ شخص دشمن کے مقابلے پر سینہ سپر ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح یا ہار اور وہ تین شخص جو اللہ کے نزدیک مہفوظ ہیں ان میں سے ایک شخص تو وہ ہے جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، دوسرا شخص تکبر کرنے والا فقیر ہے اور تیسرا شخص دولت مند ظلم کرنے والا ہے (یعنی وہ شخص دولت مند ہوتے ہوئے قرض دینے والے کو قرض کی ادائیگی نہ کرے یا دوسروں کے ساتھ اور کسی ظلم کا معاملہ کرے) (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 421)

حدیث کی ابتدا جس اسلوب سے ہوئی اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مگر بعد کے اسلوب یعنی حدیث کے الفاظ یتبلیقینی۔ اور میرے سامنے گڑ گڑانے لگا۔ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ارشاد نبوی نہیں ہے بلکہ کلام الہی یعنی حدیث قدسی ہے اسلوب کے اس اختلاف کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ یہ حدیث حقیقت میں تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے نبی سے وہ کیفیت بیان کی جو اس کے اور اس کے بندے کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اس اصل کیفیت کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا بعینہ قول نقل فرما دیا۔ الشیخ الزانی، جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، میں لفظ شیخ سے یا تو اس کے اصل معنی یعنی بوڑھا ہی مراد ہے یا پھر کہا جائے کہ یہاں شیخ سے بکر (کنوارے) کی ضد مخصن (شادی شدہ) مراد ہے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان، جیسا کہ اس آیت منسوخ میں ہے۔ الشیخ والشیخۃ اذا زنيا فارجمواھا البتۃ نکال من اللہ واللہ عزیز حکیم، شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت جب دونوں زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا ضروری ہے اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا۔ تکبر کرنے والے فقیر کو بھی اللہ کے نزدیک مہفوظ قرار دیا گیا ہے لیکن فقیر کا وہ تکبر مستثنیٰ ہے جو کسی متکبر کے ساتھ ہو بلکہ ایسے تکبر کو تو صدقہ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی فقیر کسی متکبر کے ساتھ تکبر کرے تو وہ اللہ کے نزدیک مہفوظ نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔

چنانچہ حضرت بشیر بن حارث کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ و خواب میں دیکھا تو ان سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے کوئی نصیحت فرمائیے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: مالداروں کو ثواب الہی کے حصول کی خاطر فقیروں سے مہربانی کا معاملہ کرنا بہت ہی بہتر ہے اور فقیروں کو اللہ پر توکل اور اعتماد کے جذبہ سے مالداروں سے تکبر کا معاملہ کرنا بہت بہتر ہے۔ جن بری خصلتوں کا ذکر کیا گیا اگرچہ وہ سب ہی کے حق میں بری ہیں لیکن ان تینوں کے حق میں چونکہ بہت ہی زیادہ بری ہیں جس کا سبب ظاہر ہے اس لئے یہ اللہ کے دشمن قرار دیئے گئے ہیں۔

باب الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى .

یہ باب ہے کہ ایسا صدقہ جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو

2533 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْغُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ".
☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جس کو کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت سے آغاز کرو (یعنی سب سے پہلے اسے صدقہ دو)۔

باب تَفْسِيرِ ذَلِكَ .

یہ باب اس کی وضاحت میں ہے

2534 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوا". فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي دِينَارٌ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ". قَالَ عِنْدِي آخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى زَوْجَتِكَ". قَالَ عِنْدِي آخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى وَلَدِكَ". قَالَ عِنْدِي آخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى خَادِمِكَ". قَالَ عِنْدِي آخَرُ . قَالَ "أَنْتَ أَبْصَرُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ صدقہ کرو ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تم اپنے اوپر خرچ کر لو اس نے عرض کی میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا: وہ تم اپنی بیوی پر خرچ کر لو اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے بچوں پر خرچ کر لو اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے خادم پر خرچ کر لو اس نے

2533- مفردہ السنائی . تحفة الاشراف (1414) .

2534- احسنہ ابو داؤد فی الکاف، باب فی صلة الرحم (الحديث 1691) . واخرجه السنائی فی عشرة النساء، ابحاث بقة المراء و كسر

(الحديث 299) . تحفة الاشراف (13041) .

عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا: پھر تم زیادہ سمجھدار ہو۔

باب إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے اور وہ خود اس کا ضرورت مند ہوتا ہے تو کیا وہ چیز اسے واپس کی جاسکتی ہے؟

2535 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ عِيَّاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّي رَكَعَتَيْنِ". ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّي رَكَعَتَيْنِ". ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "صَلِّي رَكَعَتَيْنِ". ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوا". فَتَصَدَّقُوا فَأَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوا". فَطَرَحَ أَحَدُ ثَوْبَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَمْ تَرَوْا إِلَى هَذَا إِنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَهْبِئُهُ بَذَّةً فَرَجَوْتُ أَنْ تَفْطَنُوا لَهُ فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَلَمْ تَفْعَلُوا فَقُلْتُ تَصَدَّقُوا". فَتَصَدَّقْتُمْ فَأَعْطَيْتُهُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ تَصَدَّقُوا. فَطَرَحَ أَحَدُ ثَوْبَيْهِ خَذَ ثَوْبَكَ". وَانْتَهَرَهُ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا: تم دو رکعات ادا کر لو پھر وہ دوسرے جمعہ آیا تو نبی اکرم ﷺ اس وقت بھی خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کر لو پھر جب وہ تیسرے جمعہ آیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کر لو پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو تو لوگوں نے صدقہ کیا نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو دو کپڑے دیئے پھر نبی اکرم نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو تو اس شخص نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے اس شخص کا جائزہ لیا ہے یہ شخص انتہائی خستہ حالت میں مسجد میں آیا تھا مجھے یہ اُمید تھی کہ تم اس کی حالت کو سمجھ جاؤ گے اور اسے کوئی چیز صدقہ کرو گے لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا پھر میں نے کہا: تم لوگ صدقہ کرو تو تم لوگوں نے صدقہ کر دیا اس میں سے میں نے اسے دو کپڑے دیئے پھر میں نے یہ کہا کہ تم لوگ صدقہ کرو تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا پیش کر دیا (پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: تم اپنا کپڑا لو اور نبی اکرم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

باب صَدَقَةِ الْعَبْدِ .

یہ باب غلام کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2536 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أَبِي السَّخَمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أَلِدَ لَحْمًا لِحَمَاءِ مَسْكِينٍ فَأَطَعْتُهُ مِنْهُ لَعَلَّمَهُ بِذَلِكَ مَوْلَايَ لَفَضَرَتْنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَعَاهُ فَقَالَ "لَمْ ضَرَبْتَهُ" فَقَالَ يُطْعِمُ طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ أُمِرَ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى بِغَيْرِ أَمْرٍ قَالَ "الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا".

☆ ☆ حضرت آبی لحم کے غلام عمیر بیان کرتے ہیں: میرے آقا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے گوشت کاٹ دوں پھر ایک غریب شخص آگیا تو میں نے اس میں سے کچھ گوشت اسے کھانے کے لیے دے دیا جب میرے آقا کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے میری پٹائی کی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اس نے میری اجازت کے بغیر میرے اناج میں سے کھانا کھلا دیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔

شرح

علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابواللحم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام و ملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام و ملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری و بھلائی ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواللحم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو نصیبت جائیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابواللحم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

2537 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" . قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْهَا قَالَ "يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْقَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ" . قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ" . قِيلَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ "يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ" . قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ" .

☆ ☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

2536- اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب ما اتفق العبد من مال مولاه (الحديث 82) بمعناه، و (83) . و اخرجہ ابن ماجہ فی السخارات، باب "للعبد ان يعطي و يتصدق" (الحديث 2297) بمعناه . تحفة الاشراف (10899) .
2537- اخرجہ البخاری فی الزکاة، صدقة العبد (الحديث 1445)، و فی الادب، باب كل معروف صدقة (الحديث 6022) . و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف (الحديث 55) . تحفة الاشراف (9087) .

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے، عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر کسی کو صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملتی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص اپنے ہاتھ کے ذریعے کام کرے اور اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے، عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص ایسا نہ کر سکے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ کسی ضرورت مند شخص کی مدد کر دے، عرض کی گئی: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ بھلائی کا حکم دے، عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ برائی کرنے سے بچ جائے، یہ بھی صدقہ ہوگا۔

شرح

اپنے آقا و مالک کے مال میں سے صدقہ و خیرات دینے والے ملازم کے لئے اس حدیث میں چار شرطیں مذکور ہوئی ہیں۔
(۱) صدقہ و خیرات کے لئے مالک کا حکم ہونا (۲) مالک نے جتنا مال صدقہ میں دینے کا حکم دیا ہو وہ بغیر کسی کمی کے پورا دینا (۳) خوش دلی کے ساتھ دینا۔ اس شرط کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ مالک جو مال صدقہ میں دینے کا حکم دیتا ہے بعض ملازم اسے خوش دلی کے ساتھ نہیں دیتے (۴) مالک نے جس شخص کو مال دینے کا حکم دیا ہے اسی کو دینا اس کے علاوہ کسی دوسرے فقیر و مسکین کو نہ دینا۔ لفظ مصدقین (صدقہ دینے والے دو اشخاص) تشبیہ کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے یعنی ایک تو مالک کہ جس کا مال صدقہ میں دیا گیا اور دوسرا ملازم جس کے ذریعے صدقہ دیا گیا اس طرح ملازم ان دونوں میں ایک ہوا۔ مشکوٰۃ کے ایک اور صحیح نسخہ میں مصدقین جمع کے صیغے کے ساتھ منقول ہے اس طرح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ملازم بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ جو ملازم مسلمان اور امانت دار ہو کہ اس کا مالک صدقہ میں جو کچھ دینے کا حکم کرتا ہو وہ پورا پورا اور خوش دلی کے ساتھ دیتا ہو، نیز صدقہ کا مال اسی شخص کو دیتا ہو جس کو دینے کے لئے مالک نے حکم دیا ہو تو اس ملازم کو بھی اس کے مالک کے ثواب کی مانند ثواب ملتا ہے۔

باب صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں سے کوئی چیز صدقہ کرنا

2538 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا أَجْرٌ وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذَلِكَ وَلِلنَّكَاحِ مِثْلُ ذَلِكَ وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مَهُمَا مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز صدقہ کرتی ہے تو اس عورت کو اجر ملتا ہے اور اس کی مانند اس کے شوہر کو بھی اجر ملتا ہے، خزانچی کا بھی یہی حکم ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے اجر میں اپنے ساتھی کے اجر کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوتی

ہے شوہر کو کمانے کا اجر ملتا ہے اور عورت کو خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔

باب عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز عطیہ دینا

2539 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عُمَرُو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اس خطبہ کے دوران آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: کسی بھی عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔ (امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔)

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس پارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کر دی گئی ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

2540 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ آيَتَا بَيْتِكَ أَسْرَعُ لِحُوقًا فَقَالَ "أَطْوَلُكُمْ يَدًا" . فَأَخَذَنَ قَصَبَةً فَجَعَلَنَ يَذُرُ عَنْهَا فَكَانَتْ سَوْدَةً أَسْرَعَهُنَّ بِهِ لِحُوقًا فَكَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ كَثَرَةِ الصَّدَقَةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج آپ کی خدمت میں اکٹھی ہوئیں تو انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے آن ملے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کا ہاتھ سب سے

2539- اخرجہ ابو داؤد فی البیوع والایارات، باب فی عطیۃ المرأۃ بغير اذن زوجها (الحديث 3547) و اخرجہ السانی فی المعری، عطیۃ المرأۃ بغير اذن زوجها (الحديث 3766) . تحفة الاشراف (8683) .

2540- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب (الحديث 1420) . تحفة الاشراف (17619) .

زیادہ لمبا ہے تو ان ازواج نے لکڑی کے ایک ٹکڑے کے ذریعے اپنے ہاتھوں کی پیمائش شروع کی تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ اندازہ ہوا کہ وہ سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے جا ملیں گی کیونکہ ان کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا۔ (راوی کہتے ہیں: حالانکہ نبی اکرم ﷺ کی مراد) بکثرت صدقہ کرنا تھی۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پیاز کے برابر بھی سونا ہوتا تو مجھے یہ گوارا نہ ہوتا کہ تین راتیں گزر جائیں اور وہ تمام سونا یا اس کا کچھ حصہ علاوہ بقدر ادائے قرض کے میرے پاس موجود رہتا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 357)

مطلب یہ ہے کہ اگر میرے پاس احد پیاز کے برابر بھی سونا ہوتا تو میرے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہوتی کہ میں تمام سونا تین رات کے اندر اندر ہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا، اس میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتا ہاں اتنا سونا ضرور بچا لیتا جس سے میں اپنا قرض ادا کر سکتا کیونکہ قرض ادا کرنا صدقہ سے مقدم ہے۔ اس ارشاد گرامی سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخاوت نیا ضی کا وصف سامنے آتا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے مال و زر کی خیرات نکالتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی آسائش و راحت کے ذرائع مہیا کرتے ہیں۔ مثلاً عالیشان بلڈنگیں بناتے ہیں کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں یا اسی قسم کی دوسرا آسائش زندگی کے لئے بے تحاشا مال خرچ کرتے ہیں مگر ان کے اوپر دوسرے لوگوں کے حقوق ہوتے ہیں وہ ان کے حقوق کی ادائیگی تو کیا کرتے ان کی طرف ان کا دھیان بھی کبھی نہیں جاتا تو یہ کوئی اچھی اور پسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر انتہائی غلط ہے۔ شریعت و اخلاق ہی نہیں بلکہ محض عقل و دانش اور انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے بھی کیا یہ بات گوارا کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص تو دولت و حرص و ہوس کا پتلا بن کر اپنی تجوریاں بھرے بیٹھا ہوا بے مصرف مال و زر کے انبار لگائے ہوئے ہو۔

اور سونے چاندی کے خزانے جمع کئے مگر ایک دوسرا شخص اس کے آنکھوں کے سامنے نان جوئی کے لئے بھی محتاج ہو اور اس کی تجوری کا منہ نہ کھلے، ایک غریب بھوک و انلاش کے مارے دم توڑ رہا ہو مگر اس کے اندر اتنی بھی ہمدردی نہ ہو کہ اس غریب کو کھانا کھلا کر اس کی زندگی کے چراغ کو بجھنے سے بچائے؟ جی ہاں! آج کے اس دور میں بھی جب کہ سوشلزم، مساوات اور انسانی بھائی چارگی و ہمدردی کے نعرے ہمہ وقت فضا میں گونجتے رہتے ہیں کون نہیں دیکھتا کہ مال و زر کے بندے اپنی ادنیٰ سی خواہش کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔

اپنی دنیاوی آسائش و راحت کی خاطر مال و زر کے تختے بچھا دیتے ہیں مگر جب بھوک و پیاس سے بلکتا کوئی انہیں جیسا ان کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ان کی جبین پر بل پڑ جاتے ہیں اور ان کے منہ سے نفرت و حقارت کے الفاظ اگلنے لگتے ہیں وہ شقی القلب یہ نہیں سوچتے کہ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو ان کے جذبات و احساسات کیا ہوتے؟ لہذا جنگ زرگری کے موجودہ دور میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانی برادری کے لئے یہ ارشاد گرامی ایک دعوت عمل اور مینارہ نور ہے۔

باب آئی الصدقة الفضل

یہ باب ہے کہ کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

2541 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ آتَى الصَّدَقَةَ أَفْضَلَ قَالَ "أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبُ شَيْئٍ تَأْمَلُ الْغَيْشَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست بھی ہو اور تمہیں مال کا لالچ بھی ہو اور تمہیں زندگی کی امید بھی ہو اور تمہیں غریب ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو۔

2542 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامٍ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنَى وَالْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ".

☆ ☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے سے آغاز کرو۔

2543 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ ابْنِ وَهَبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنَى وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے سے آغاز کرو۔

2541 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح (الحديث 1419)، وفي الوصايا، باب الصدقة عند الموت، الحديث (2748). وأخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الشحيح الصحيح (الحديث 92 و 93). وأخرجه في الوصايا، باب جاء في كراهية الإصرار في الرعية (الحديث 2865) وأخرجه النسائي في الوصايا، كراهية في تأخير الرعية (الحديث 3613) مع الإشراف (14900).

2542 - أخرجه مسلم في الزكاة، باب ما بين أن اليد العليا خير من اليد السفلى وأن اليد العليا هي المسقة وأن السفلى هي لاحدود رحمتها (95). تحفة الإشراف (3435).

2543 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى (الحديث 1426). تحفة الإشراف (13340).

2544 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ قَابِطٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا انْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَخْتَصِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً".

☆ ☆ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے ذریعے ثواب کی امید رکھتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے صدقہ شمار ہو

گی۔

2545 - أَخْبَرَنَا فَتْيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ ذُبُرٍ فَلَبَّغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَلَا تَقَالُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي" . فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُدَوِيُّ بِشَمَائِمَانِيَّةٍ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "أَبَدًا بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلَا هِلَكَ فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِيذِي قَرَاتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَاتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا يَقُولُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ".

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو عذرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو بدر کے طور پر آزاد کر دیا، نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس غلام کو کون مجھ سے خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبد اللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اس غلام کو خرید لیا، وہ ان درہم کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے (یا نبی اکرم ﷺ نے) وہ درہم اس شخص کو دے دیئے، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: تم اپنی ذات پر خرچ کرنے کا آغاز کرو اس پر صدقہ کرو اگر کچھ بچ جاتا ہے تو اپنی بیوی پر خرچ کرو اگر بیوی پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو اگر قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے تو پھر اس طرح کرو اور اس طرح کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سامنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا (یعنی پھر اسے دوسرے لوگوں کو صدقہ دو)۔

2544- اخرجہ البخاری فی الإیمان باب ما جاء ان الأعمال بالنية والحبة و لكل امرئ ما نوى (الحديث 55)، و فی المعاري، باب 12 . (الحديث 4006) بحره، و فی الصدقات، باب فضل الفقة على الاهل (الحديث 5351) . و اخرجہ مسلم فی الزكاة، باب فصل الصدقة و الصدقة على الاربعين و الروح و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 48) . و اخرجہ الترمذي فی البر و الصلة، باب ما جاء فی الفقة فی الاهل (الحديث 1965) . و اخرجہ النسائي فی عشرة النساء من الكرى، ثواب الفقة على المربة (الحديث 323) . تحفة الاشراف (9996) .

2545- اخرجہ مسلم فی الزكاة، باب الابتداء فی الفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة (الحديث 41)، و فی الإیمان، باب حوازي بيع المدير (الحديث 259) محصرأ . و اخرجہ الساني فی البيوع، بيع المدير (الحديث 4666) . تحفة الاشراف (2922) .

باب صدقۃ البخیل .

یہ باب بخیل شخص کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2546 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ مَثَلَ الْمُتَّقِي الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ أَوْ جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَيْنَ لَدُنْ نُدْبِهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَّقِي أَنْ يُنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدَّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تُجَنَّ بَنَانُهُ وَتَغْفُو آثارُهُ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَّتِهِ أَوْ بِرَقِيَّتِهِ" . يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ . قَالَ طَاوُسٌ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوسِعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

خرچ کرنے والے صدقہ کرنے والے کی مثال اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر دو جتے ہوتے ہیں یا لوہے کی دو زر ہیں ہوتی ہیں جو ان کے سینے سے لے کر سینے کے اوپر موجود ہڈی تک ہوتی ہیں جب خرچ کرنے والا شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کشادہ ہو جاتی ہے یا وہ پھیل جاتی (اور لٹک کر) اس کے پاؤں تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا کوئی نشان بھی نہیں پڑتا، لیکن جب کنجوس شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زرہ اس کے سینے کی اوپر والی ہڈی کو یا اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ (اشارہ کے ذریعے یہ کر کے دکھا رہے تھے) کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

طاووس کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے دکھایا کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتی نہیں ہے۔

2547 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ

2546- أخرجه البخاري في اللباس، باب جيب القميص من عند الصدوق وغيره (الحدیث 5797) . و أخرجه مسلم في الزكاة، باب من

المثقل و البخیل (75)، تحفة الاشراف (13517 و 13684) .

2547- أخرجه البخاري في الزكاة، باب مثل المتصدق و البخیل (الحدیث 1443)، و في الجهاد، باب ما قيل في ذرع النبي صلى الله عليه

وسلم و القميص في الحرب (الحدیث 2917) . و أخرجه مسلم في الزكاة، باب مثل المتفق و البخیل (الحدیث 77) . تحفة الاشراف (13520) .

مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ اَيْدِيَهُمَا اِلَى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعْفَى اَثَرُهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلَى صَاحِبِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلَى تَرَاقِيهِ . وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا تَسِيْعُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بخل کرنے والے شخص اور صدقہ کرنے والے شخص کی مثال دو ایسے آدمیوں کی طرح ہے جن کے جسم پر لوہے کی دو زریں ہوتی ہیں ان کے ہاتھ ان کے سینے کی اوپر والی ہڈی تک جکڑے ہوتے ہیں جب صدقہ کرنے والا شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ کھلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا نشان بھی (جسم پر) نظر نہیں آتا ہے اور جب بخل شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے صقے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور وہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ اس کی ہنسی کی ہڈی تک پہنچ جاتے ہیں۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: وہ بخل شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

باب الإِخْصَاءِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب گنتی کر کے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2548 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ أُمِّةَ بْنِ هِنْدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا وَنَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَنَا رَجُلًا إِلَى عَائِشَةَ لِيَسْتَأْذِنَ فَدْخَلْنَا عَلَيْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَا تُرِيدِينَ أَنْ لَا يَدْخُلَ بَيْتَكَ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ إِلَّا بِعِلْمِكَ" . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ "مَهْلًا يَا عَائِشَةُ لَا تُخْصِي فَيُخْصِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ" .

☆☆ حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ مہاجرین تھے کچھ انصار تھے ہم نے ایک شخص کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ ان سے (ہمارے اُن کے ہاں جانے کی) اجازت مانگے (اجازت مل گئی) تو ہم اُن کے ہاں گئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے ہاں کوئی مانگنے والا شخص آیا نبی اکرم ﷺ اُس وقت میرے ہاں موجود تھے میں نے اُسے کچھ دینے کے لیے (خادمہ کو) کہا پھر میں نے وہ چیز منگوائی اور اُس کا جائزہ لیا (کہ خادمہ زیادہ قیمتی چیز تو نہیں دے رہی ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہ رہی تھی کہ تمہارے گھر میں کوئی چیز تمہارے علم میں آئے بغیر داخل نہ ہو اور گھر سے باہر نہ جائے میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: اے عائشہ! تم گنتی کر کے (صدقہ نہ دینا) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گنتی کر کے تمہیں (اجر و ثواب) دے گا۔

2549 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "لَا تُحْصِي لِيُحْصِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ".

☆ ☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا:

تم گنتی نہ کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے حوالے سے گنتی کرے گا۔

2550 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فِي أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ "أَرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتَ وَلَا تُؤْكِي فَيُؤْكِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ".

☆ ☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے پاس صرف وہی چیز ہوتی ہے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجھے لا کر دیتے ہیں اگر میں اس چیز میں سے صدقہ کر دوں تو مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ہو سکتا ہے صدقہ کیا کرو اور تم بندش نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر بندش کرے گا۔

باب الْقَلِيلِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب تھوڑا سا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2551 - أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْمُحَلِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِ نَمْرَةٍ".

☆ ☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور کے ایک حصے (یا نصف کھجور) کے ذریعے کرو۔

2549- أخرجه البخاري في الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشفاعة فيها (الحديث 1433)، وفي الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها عنقها إذا كان لها زوج (الحديث 2590) بنحوه . وأخرجه مسلم في الزكاة، باب لحد في الانفاق، و كراهية الاحصاء (الحديث 88، ر أخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ابوب و ابن جريج على ابن أبي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 312) . تحفة الاشراف (15748) .

2550- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع (الحديث 1434) و أخرجه مسلم في الزكاة، باب الحد في الانفاق و كراهية الاحصاء (الحديث 89) . وأخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ابوب و ابن جريج عن ابن أبي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 311) . تحفة الاشراف (15714) .

2551- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1413) مطولاً، وفي المساقب، باب علامات البوقة في الاسلام (الحديث 3595) مطولاً . تحفة الاشراف (9874) .

2552 - أَنبَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ذَكَرَ شُعْبَةُ أَنَّهُ فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِ التَّمْرَةِ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" .

☆ ☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کر لیا آپ ﷺ نے اُس سے پناہ مانگی۔

شعبہ ثانی راوی نے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ایسا کیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے (ایسا کرو یعنی اُسے صدقہ کر دو) اور اگر وہ بھی نہیں ملتی تو ابھی بات (کہہ کر جہنم سے بچنے کی کوشش کرو)۔

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی ترغیب دینے میں ہے

2553 - أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَذَكَرَ عَمْرُو بْنُ أَبِي جَحْشَفَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلٍ صَدِرَ النَّهَارِ فَجَاءَ قَوْمٌ عُرَاةٌ خُفَاةٌ مُتَقَلِّدِي الشُّبُوفِ عَامَتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَادْنُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا" وَ (اتَّقُوا اللَّهَ وَلِتَنْظُرَ نَفْسٌ مِمَّا قَلَّمَتْ لِفَيْدٍ) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهِمِهِ مِنْ تَوْبِهِ مِنْ صَاعٍ بَرٍّ مِنْ صَاعٍ تَمَرِهِ - حَتَّى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِ تَمْرَةٍ . فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرْفَةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تُعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ مَنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وَزُرُّهَا وَزُرُّ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ

2552 - أخرجه البخاري في الأدب، باب طيب الكلام (الحديث 6023)، وفي الرقاق، باب من نولش الحساب عذاب (الحديث 6540)، و باب صفة الحجة والبار (الحديث 6563)، وأخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمر أو كلمة طيبة وأنها حجاب من البار (الحديث 68)، نسخة الإشراف (9853) .

2553 - أخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمر أو كلمة طيبة وأنها حجاب من البار (الحديث 69 و 70)، وفي العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة (الحديث 15م) مختصراً . والحديث عند ابن ماجه في المقدمة، باب من سن سنة حسنة أو سيئة (الحديث 203)، نسخة الإشراف (3232) .

أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا“

☆ ☆ منذر بن جریر اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے یہ دن کے ابتدائی حصے کی بات ہے اسی دوران کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے جسموں پر مناسب لباس نہیں تھا (اُن میں سے بہت سے لوگ) برہنہ پاتھے انہوں نے گلے میں تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں اُن میں سے زیادہ تر کا قصص مسخر قبیلے سے تھا بلکہ اُن سب کا تعلق مسخر قبیلے سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اُن کا فائدہ دیکھا تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے پھر آپ باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے اذان دی پھر نماز کے لیے اقامت کہی پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی پھر آپ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اُس جان کے ذریعے اُس نے اُس کو جوڑا پیدا کیا ہے پھر اُن دونوں کے ذریعے مردوں اور خواتین کو پھیلا دیا اُس اللہ سے ڈرو جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور صلہ رحمی (کی خلاف ورزی سے بھی بچو) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص اُس چیز کا جائزہ لے جو اُس نے اپنے کل کے لیے آگے بھیجی ہے۔

(یہ قرآن کے الفاظ ہیں جس کا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ صدقہ و خیرات کرو)

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) ہر شخص اپنا دینار اپنا درہم اپنا کپڑا گندم کا ایک صاع یا کھجوروں کا ایک صاع صدقہ کرے۔ (راوی کہتے ہیں:) یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی کھجور (صدقہ کر سکتا ہے) تو وہ یہ ہی کر دے۔ ایک انصار ایک تھیلی لے کر آیا وہ اسے اٹھا نہیں پارہا تھا پھر اُس کے بعد یکے بعد دیگرے لوگ مختلف چیزیں مانے لے یہاں تک کہ میں نے وہاں اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھ لیے یہاں تک کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کو (خوف کی وجہ سے) سونے کی طرح چمکتے ہوئے دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسلام میں ایچھے طریقے کا آغاز کرے گا اُسے اس کا اجر ملے گا اور جو شخص اُس طریقے پر عمل کرے گا اُس کا اجر بھی اُسے ملے گا حالانکہ (اُن عمل کرنے والوں کے) اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص اسلام میں کسی غلط طریقے کا آغاز کرے گا تو اُس کا گناہ اُس شخص پر ہوگا جو شخص بھی اُس غلط طریقے پر عمل کرے گا اُس کا گناہ بھی اُس شخص پر ہوگا حالانکہ (اُس غلط طریقے پر عمل کرنے والے لوگوں کے) گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

2554 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ حَالِدٍ عَنْ خَارِثَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ

2554- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1411)، وباب الصدقة باليمين (الحديث 1424)، وفي تفسيره 25 (ال-ديث 7120)، وأخرجه مسلم في الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن لا يوجد من يقبلها (الحديث 58)، تحفة الأئمة (3286).

فَيَقُولُ الَّذِي يُعْطَاهَا لَوْ جِئْتُ بِهَا بِالْأَمْسِ قَبْلَتْهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا» .

☆ ☆ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تم لوگ صدقہ کیا کرو کیونکہ عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب کوئی شخص اپنے صدقے کی چیز لے کر جائے اور (جسے وہ چیز دینے کی کوشش کرے گا) وہ یہ کہے گا کہ اگر تم گزشتہ رات آتے تو میں تم سے وصول کر لیتا لیکن آج مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

باب الشَّفَاعَةِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے میں سفارش کے بیان میں ہے

2555 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوا تُشَفَّعُوا وَيَقْضَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ" .

☆ ☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تم لوگ سفارش کیا کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانی جو چاہے فیصلہ بیان کر دیتا

ہے۔

2556 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي مُنَيْبٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي

سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعُهُ حَتَّى تَشْفَعُوا فِيهِ لَتُجْرُوا" . وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوا تُجْرُوا" .

☆ ☆ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بعض اوقات کوئی شخص مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں اُسے وہ نہیں دیتا یہاں تک کہ تم اُس کی سفارش کر دیتے ہو تو تمہیں بھی اجر ملتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

تم سفارش کیا کرو تمہیں اجر حاصل ہوگا۔

2555- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب التحریض علی الصدقة و الشفاعة لہا (الحديث 1432)، و فی الادب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً (الحديث 6027)، و باب قول الله تعالى (من يشفع شفاعه حسنة یکن له نصیب منها و من یشفع شفاعه سیئة یکن له کفیل منها، و کان الله علی کل شیء مقیتاً) (الحديث 6028)، و باب فی المشیئة و الارادة (الحديث 7476) . و اخرجہ مسلم فی البر و الصلة و الادب، باب استحباب الشفاعة لیما لیس بحرام (الحديث 145) . و اخرجہ ابو داؤد فی الادب، باب فی الشفاعة (الحديث 5131) . و اخرجہ الترمذی فی العلم، باب ما جاء الدال علی الخیر کفاعله (الحديث 2672) . تحفة الاشراف (9036) .

2556- اخرجہ ابو داؤد فی الادب، باب فی الشفاعة (الحديث 5132) . تحفة الاشراف (11447) .

باب الاختیال فی الصدقة .

یہ باب ہے کہ صدقہ کرنے میں بڑائی کا اظہار کرنا .

2557 -

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ تَيْخِيِّ بْنِ أَنَسٍ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الْخِيَلِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّبَةِ وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِبَةٍ وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اِخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخِيَلُ فِي الْبَاطِلِ" .

☆ ابن جابر اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں :

غیرت کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے بڑائی کے اظہار کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جہاں تک اُس غیرت کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے تو وہ غیرت ایسی چیز کے بارے میں ہے جس میں شک نہ ہو جہاں تک بڑائی کی اُس قسم کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے تو اس سے مراد وہ بڑائی کا اظہار ہے جو انسان اپنی ذات کے حوالے سے جنگ کے وقت کرتا ہے یا صدقہ کرنے کے وقت کرتا ہے جہاں تک اُس بڑائی کے اظہار کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے تو اس سے مراد باطل کاموں میں بڑائی کا اظہار ہے۔

ریا کاری کے لئے صدقہ کرنے والے پر وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن پہلا آدمی جس پر (خلوص نیت کو ترک کر دینے کا) حکم لگایا جائے گا وہ ہوگا جسے (دنیا میں) شہید کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ (میدانِ حشر میں) اور پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی (دی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا؟ یعنی اللہ اسے اپنی نعمتیں جتا کر الزام فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانہ میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے کیونکہ تو اس لئے زینہ کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھے (بہادر کہا گیا) اور تیرا اصل مقصد مخلوق سے حاصل ہوا اب مجھ سے کیا چاہتا ہے، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے، یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا، پھر (دوسرا) وہ آدمی ہوگا جس نے غم حاصل کیا، دوسروں کو تعلیم دی اور قرآن کو پڑھا چنانچہ اسے بھی (اللہ کے حضور میں) لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی

ہوئی) نعمتیں یاد دلانے کا جو اسے یاد آ جائیں گی۔

پھر اللہ پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو علم محض اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے علم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تاکہ تجھے لوگ قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم و قاری) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسینا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر (تیسرا) وہ آدمی ہوگا جس کو اللہ نے (معیشت میں) وسعت دی اور ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اس کو بھی اللہ کے حضور میں لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلانے کا جو سے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا ہو اور تیری خوشنودی کے لئے میں اس میں خرچ نہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے خرچ اس لئے کیا تاکہ تجھے (بخشنے) کہا جائے اور تجھے (بخشنے) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسینا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، مکتوبہ الصالح، جلد اول، رقم الحدیث، 200)

عمال میں نیت کا کیا درجہ ہے؟ اور خلوص کی کتنی ضرورت ہے؟ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے ہندہ کتنا بڑے سے بڑا عمل خیر کرے، بڑی سے بڑی نیکی کر ڈالے لیکن اگر اس کی نیت بخیر نہیں ہے تو اس کا وہ عمل اور نیکی کسی کام نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی نیت ہو اور جذبہ اطاعت خلوص سے بھر پور ہو، ورنہ جو بھی عمل بغیر خلاص اور بغیر نیت خیر کیا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو بارگاہ الوہیت سے ٹھکرا دیا جائے گا اور اس پر کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوگا بلکہ ان اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

2558 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَابْسُؤُوا فِي غَيْرِ اسْرَافٍ وَلَا فَرِحَلَةٍ".

☆ ☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم کھاؤ بھی صدقہ بھی کرو اور پہنو بھی لیکن اسراف نہ کرو اور بڑائی کا اظہار نہ کرو۔

باب أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ

یہ باب ہے کہ جب کوئی خزانچی اپنے آقا کی اجازت سے کوئی چیز صدقہ کرے تو اس کا اجر

2559 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ عُمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمُؤْمِنُ لِمُؤْمِنٍ

كَالْبَنَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا“ . وَقَالَ ”الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطَى مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ آخِذُ الْمُتَصَدِّقِينَ“ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے اُس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے:

امانت دار خزانچی جب اُس چیز کو ادا کرتا ہے جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے اور وہ اپنی خوشی سے ایسا کرتا ہے تو وہ بھی صدقہ

کرنے والوں میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔

باب الْمُسِرِّ بِالْصَّدَقَةِ .

یہ باب خفیہ طور پر صدقہ دینے میں ہے

2560 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ

خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ عُقَبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالْصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالْصَّدَقَةِ“ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا اعلانیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے اور پست آواز میں قرآن کی

تلاوت کرنے والا خفیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔

باب الْمَنَانِ بِمَا أُعْطِيَ .

یہ باب کچھ دے کر احسان جتانے والے کے بیان میں ہے

2561 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

يَسَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقِلُ لَوَالِدَيْهِ وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالذَّيُّوتُ وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ الْعَاقِلُ لَوَالِدَيْهِ وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَانُ بِمَا أُعْطِيَ“ .

2559- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد (الحديث 1438)، و فی الاجارة، باب استئجار الرجل

الصالح (الحديث 2260)، و فی الوكالة، باب وكالة الامين في الخزنة ونحوها (الحديث 2319) . و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب اجر

العارن الامين و المرأة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه الصريح او العرفي (الحديث 79) . و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب اجر

العارن (الحديث 1684) . تحفة الاشراف (9038) .

2560- تقدم (الحديث 1662) .

2561- افرده النسائي . تحفة الاشراف (6767) .

☆☆ سالم بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا: والدین کا نافرمان شخص، مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور دیوث۔

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2562 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدْرِكِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ خُرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ". فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا وَخَسِرُوا. قَالَ "الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنْفِقُ بِلُحْفِهِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَانُ عَطَانَهُ".

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین (قسم کے) لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا، اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی آیت تلاوت کی تو اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے، یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے۔

(نبی اکرم ﷺ نے وضاحت کی اور فرمایا:) اپنے تہبند (کوٹھنوں سے نیچے) لٹکانے والا، جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2563 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خُرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ الْمَنَانُ بِمَا أُعْطِيَ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنْفِقُ بِلُحْفِهِ الْكَاذِبِ".

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2562- اخرجہ مسلم فی الایمان، باب بیان غلط تحریم اسبال الازار و المن بالعطیة و تغریق السلعة بالحلف و بیان الثلاثة الذین لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ و لا ینظر الیہم و لا یزکیہم و لہم عذاب الیم (الحديث 171)۔ و اخرجہ ابو داؤد فی اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار (الحديث 4087 و 4088)۔ و اخرجہ الترمذی فی البیوع، باب ما جاء فیمن حلف علی سلعة کاذباً (الحديث 1211)۔ و اخرجہ النسائی فی الرکاة، المنان بما اعطی (الحديث 2563)، و فی البیوع، المنفق السلعة بالحلف الکاذب و (الحديث 4470 و 4471)، فی الزیة، اسبال الازار (الحديث 5363)، و فی التفسیر: قوله تعالیٰ (ان الذین یشترکون بعهد الله و ایمانہم ثمنا قلیلاً) (الحديث 33)۔ و اخرجہ ابن ماجہ فی النجارات، باب ما جاء فی کراهیة الایمان فی الشراء و البیع (الحديث 2208)۔ تحفة الاشراف (11909)۔

2563- تقدم (الحديث 2562)۔

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا: اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا، اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا (وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں): کچھ دے کر احسان جتانے والا، اپنے تہمند کو (مُخْنُوں سے) نیچے لٹکانے والا اور معمولی قسم اٹھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

شرح

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (البقرہ، ۲۶۳)

اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور زیادہ دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برس اس پر زور کر مینہ تو کر چھوڑ اس کو بالکل صاف کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو،

(۱) المذہب نے نہجاک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا جو شخص (کچھ) خرچ کرتا ہے پھر اس کے ساتھ احسان جتنا ہے یا اس شخص کو تکلیف پہنچاتا ہے جس کو اس نے مال دیا تھا تو اس کا اجر ضائع ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے مثال ایک پتھر کی ہے کہ جس پر مٹی ہو اور اس کو زور دار بارش پہنچ جائے تو اس پر مٹی کا ذرا بھی ہائی نہی رہے گا اس طرح اللہ تعالیٰ اس شخص کے اجر کو ختم فرمادیتے ہیں جو صدقہ دے کر بھی احسان جتنا ہے جیسا کہ بارش اس مٹی کو ختم کر دیتی ہے۔

(۲) ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتانے سے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کر دو ورنہ تمہارے صدقات باطل ہو جائیں گے جیسے ریا کاری والا صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ شخص جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، ریا کاری اس کے صدقہ کو لے جاتی ہے، جیسا کہ یہ بارش اس پتھر سے مٹی کو لے جاتی ہے۔

(۳) احمد نے زہد میں عبد اللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی اپنے عمل میں سے کسی چیز کے ساتھ ریا کاری کرتا ہے تو اس سے پہلے والا (عمل) بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(۴) ابن ابی شیبہ، احمد، ابن المذہب، بیہقی نے شعب میں ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں احسان جتانے والا، عاق کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، جادو پر ایمان لانے والا (یعنی اس کو سچ جاننے والا)، اور کابن (غیب کی خبریں بتانے والا) ہے۔

تین آدمی نظر رحمت سے محروم

(۵) ابوہریرہ اور حاکم نے (اس کو صحیح کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، اور احسان جتانے والا اور تین آدمی ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، دیوث اور وہ عورت جو مردوں کی شکل بنائے۔

(۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جنت میں احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا مجھ پر یہ بات بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں نے اللہ کی کتاب میں احسان جتانے والے کے بارے میں پایا لفظ آیت لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی۔

احسان جتا کر صدقہ باطل مت کرو

(۷) ابن جریر اور ابن المنذر نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی جہاد کرتا ہے، چوری نہیں کرتا، زنا نہیں کرتا، مال غنیمت میں خیانت نہیں کرتا، پھر بھی اس روزی کے ساتھ واپس نہیں لوٹتا جو کافی ہو جائے اس سے پوچھا گیا یہ کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا ایک آدمی اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے جب اس کو اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جس کا اس پر فیصلہ ہوتا ہے تو وہ لعنت بھیجتا ہے اپنے امام کو گالیاں دیتا ہے اور جہاد کے وقت پر لعنت کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس کے ساتھ غزوہ میں کبھی بھی نہ لوٹوں گا۔ یہ اس پر گناہ ہے اور اس کے لیے (کوئی ثواب) نہیں ہے مثال اس فقہ کی جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے پھر احسان جتانے یا تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمائی لفظ آیت یا ایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی آیت کے ختم تک۔

(۸) ابن جریر نے، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ صفوان سے مراد پتھر ہے (اور) لفظ آیت فتر کہ صلدا سے مراد ہے کہ اس کو اس طرح کر دیا کہ اس پر کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

(۹) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کمثل صفوان میں صفوان سے مراد چٹان ہے لفظ آیت کمثل صفوان یعنی اس کو اس طرح صاف کر دیا کہ کوئی چیز اس پر باقی نہ رہی، اسی طرح قیامت کے دن منافق کا حال ہوگا کہ اپنے (نیک اعمال) میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد بارش ہے۔

(۱۱) عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد شدید بارش ہے اور یہ وہ مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کفار کے اعمال کے لیے بیان فرمائی۔ اور فرمایا لفظ آیت لا یقدر وں علی شیء مما کسبوا یعنی یہ کفار اعمال سے صاف ہوں گے جیسے اس بارش نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا جیسے وہ (پہلے) تھا۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت فتر کہ صلدا سے مراد ہے بارش نے

اس کو خشک بنا دیا جس پر کچھ بھی نہیں آتا۔

(۱۳) الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے نافع بن ازرق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے صفوان کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد صاف چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں فرمایا ہاں! کیا تو نے اوس بن حجر کا مقولہ نہیں سنا:

على ظهر صفوان كان متونه عللن بدهن يزلق المتزلا

ترجمہ: زمین پر میں سردار ہوں اور سردار کا بیٹا ہوں جس کے آباء کے لیے پتھر کی طرح مضبوطی کی بزرگی ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا مجھے لفظ آیت صلدا کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا اس سے مراد بھی چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں! کیا تو نے ابوطالب کا مقولہ نہیں سنا:

وانى لقوم وابن قوم لها شمل لا باء صدق مجدهم معقل صلد

ترجمہ: اور بلاشبہ میں قبیلہ کا سردار ہوں اور ہاشمی قبیلہ کا بیٹا ہوں ان کے آباؤ اجداد سچے تھے (اور) ان کی بزرگی بلند پہاڑ کے پتھر کی طرح بلند تھی۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

احسان اور ریاکاری کرنے والے کے صدقے کا بیان

ریا کار کی چونکہ نیت ہی درست نہیں ہوتی اور نیت ہی اصل بیج ہے۔ لہذا ایسا بیج بار آور نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی۔ جیسے ایک صاف چکنا سا پتھر ہو جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو، اس میں وہ اپنا بیج ڈالتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو پانی مٹی کو بھی بہا لے جاتا ہے اور بیج بھی اس مٹی کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔ لہذا اب پیداوار کیا ہو سکتی ہے؟ ریا کار کا دراصل اللہ پر اور روز آخرت پر پوری طرح ایمان ہی نہیں ہوتا وہ تو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب پانے کی اس کی نیت ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن پہلا آدمی جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "تو پھر تم نے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: میں تیری راہ میں لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔ "تم تو اس لیے لڑتے رہے کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور وہ دنیا میں کہلو اچکے۔" پھر اللہ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا جائے گا جس نے دین کا علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے نبیؐ کو سکھایا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔ تم نے تو علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں اور تجھے دنیا میں عام اور قاری کہا جا چکا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا

جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم کے اموال سے نوازا تھا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ اس سے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے ہر اس راہ میں مال خرچ کیا جس میں تو پسند کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جھوٹ کہتے ہو تم تو اس لیے خرچ کرتے تھے کہ لوگ تمہیں بخشنے اور وہ تم کو دنیا میں کہا جا چکا پھر فرشتوں کو حکم ہو گا جو اسے گھسیٹے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

باب رَدِّ السَّائِلِ .

یہ باب مانگنے والے کو لوٹا دینے کے بیان میں ہے

2564 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَآبَتَانَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظُلْفٍ". فِي حَدِيثِ هَارُونٍ مُخَرَّقٍ .

☆ ☆ ابن بجید انصاری اپنی داری □ کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مانگنے والے کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ خواہ ایک گھر ہی ہو۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جلا ہوا (گھر ہی ہو)۔

شرح

حضرت ام مجید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی سائل میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کے ساتھ میں دے دو؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دو خواہ وہ جلا ہوا گھر ہی کیوں نہ ہو۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 377)

اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ و خیرات کے بارے میں یہ حکم گویا بطور مبالغہ ارشاد فرمایا کہ سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنے سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے خواہ وہ کتنی فقیر اور کم تر چیز کیوں نہ ہو۔

اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ اللہ کے نزدیک با اعتبار مرتبہ کے بدترین شخص کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ اس سوال کو پورا نہ کرے۔ (احمد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 379)

2564 - أخرجه أبو داود في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667). وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث 665).

665 - أخرجه النسائي في الزكاة، تفسير المكيين (الحديث 2573). تحفة الأشراف (18305).

مطلب یہ ہے کہ کوئی سائل کسی شخص سے اللہ کے واسطے سے یاں طور سوال کرے کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ عطا کرو اور اس کے باوجود وہ شخص سائل کو کچھ نہ دے تو وہ اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں باعتبار مرتبہ کے برا ہے ہاں اگر سائل مستحق نہ ہو یا سائل نے جس شخص سے سوال کیا اس کے پاس اس کی اپنی حاجت و ضرورت اور اس کے اہل و عیال کی ضرورت و حاجت سے زائد مال نہ ہو تو پھر اس سائل کا سوال پورا نہ کرنے کی صورت میں نہ تو وہ گنہگار ہوگا اور نہ وہ اس حدیث کے مطابق قابلِ مذمت اور گنہگار ہوگا جب کہ سائل اس کے مال کا مستحق ہو نیز یہ کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو۔

باب مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطَى .

یہ باب ہے کہ جس شخص سے کچھ مانگا جائے اور وہ نہ دے

2565 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلِ عِلْدِهِ فَيَسْتَعِذَّ بِآيَةِ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعٌ أَفْرَعُ يَعْلَمُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ".

★★ بھز بن حکیم اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنے آقا کے پاس آئے اور اس سے کوئی ایسی چیز مانگے جو اس کے پاس اضافی پڑی ہوئی ہو اور آقا سے وہ چیز نہ دے تو قیامت کے دن اس آقا کے لیے ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اپنی زبان اس چیز پر پھیرے گا جو اس شخص نے اپنے غلام کو نہیں دی تھی۔

باب مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے (اس کا حکم)

2566 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعْيَلُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ اسْتَجَارَ بِاللَّهِ فَاجِيرُوهُ وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِلُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنَّ قَدْ كَفَّاتُمُوهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص اللہ کے نام پر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو اور جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے تو اسے کچھ دو جو شخص اللہ کے نام پر حفاظت مانگے تم اسے حفاظت فراہم کرو جو شخص تمہارے ساتھ کوئی اچھائی کرے تو اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کے لیے کوئی

2565- تنفرہ النائی . والحدیث عند: النائی فی الزکاة، باب وجوب الزکاة (الحدیث 2435)، و ابن ماجہ فی الحدود، باب المرتد عن دہ (الحدیث 2536). تحفة الاشراف (11388).

2566- أخرجه أبو داود فی الزکاة، باب غطية من سال بالله (الحدیث 1672)، و فی الادب، باب فی الرجل يستعبد من الرجل (الحدیث 509). تحفة الاشراف (7391).

چیز نہ پاؤ تو تم اس کے لیے دعا کرو (اور اتنی دعا کرو) جس سے تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔

شرح

ایک سبق آموز واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ بازار گئے اور وہاں سے انہوں نے کچھ سامان خریدا جسے بنان جلال اٹھا کر احمد کے ساتھ ان کے گھر لائے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں روٹیاں ٹھنڈی ہونے کے لئے کھلی ہوئی رکھی تھیں، حضرت امام نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ ایک روٹی بنان کو دے دیں، صاحبزادے نے جب بنان کو روٹی دی تو انہوں نے انکار کر دیا بنان جب گھر سے باہر نکل گئے اور واپس چل دیئے تو امام احمد نے صاحبزادے سے کہا کہ اب ان کے پاس جاؤ اور انہیں روٹی دے دو صاحبزادے نے باہر جا کر بنان کو روٹی دی تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔

انہیں بڑا تعجب ہوا کہ پہلے تو روٹی لینے سے صاف انکار کر دیا اور اب فوراً قبول کر لیا آخر یہ ماجرا کیا ہے! انہوں نے حضرت امام احمد سے اس کا سبب پوچھا تو امام صاحب نے فرمایا کہ بنان جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کھانے کی ایک عمدہ چیز دیکھی بتھا ضائے طبیعت بشری انہیں اس کی خواہش ہوئی اور دل میں اس کی طمع پیدا ہو گئی اس لئے جب تم نے انہیں روٹی دی تو انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنی طمع و خواہش کے تابع بن جائیں انہوں نے روٹی لینے سے انکار کر دیا مگر جب وہ باہر چلے گئے اور روٹی سے قطع نظر کر کے اپنا راستہ پکڑا اور پھر تم نے جا کر وہ روٹی دی تو اب چونکہ وہ روٹی انہیں بغیر طمع و خواہش اور غیر متوقع طریق پر حاصل ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا۔

باب مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے جو شخص اللہ کی ذات کے واسطے سے کچھ مانگے

2567 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بِهِزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا آتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدِيدِهِمْ - لَا صَاحِبَ يَدِيهِ - إِلَّا آتَيْتُكَ وَلَا آتَيْتُكَ وَإِنِّي كُنْتُ أَمْرًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا قَالَ "بِالْإِسْلَامِ" . قَالَ قُلْتُ وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ قَالَ "أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَخْلُصْتَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُزَيِّتَ الزَّكَاةَ كُلَّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ أَخَوَانِ نَصِيرَانِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا أَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ" .

☆ ☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک میں نے ان کی تعداد سے زیادہ مرتبہ یہ قسم نہیں اٹھائی (انہوں نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا) کہ میں نہ تو آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کا دیا قبول کروں گا میں پہلے ایک ایسا آدمی تھا جسے کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی ماسوائے اس چیز کے جو اللہ اور اس کے رسول نے مجھے علم عطا کیا ہے اب میں

آپ سے اللہ کی ذات کے واسطے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کن چیزوں کے ہمراہ ہماری طرف بھیجا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے ہمراہ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں کیا ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ پڑھو:

”میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا اور صرف اُسی (کی بندگی کے لیے) مخصوص ہو گیا، تم نماز قائم کرو، تم زکوٰۃ ادا کرو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے، وہ دُشمنوں بھائی بھائی ہیں، ایک دوسرے کے مددگار ہیں، جب کوئی مشرک اسلام قبول کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی بھی عمل اُس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہیں آ جاتا۔“

باب مَنْ يُسَالُّ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطَى بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے

2568 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْبٍ قَالَ أَلْبَانَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا". قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ "رَجُلٌ اخْتَلَى بِرَأْسِ قَرِيبِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ وَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَكْبَهُ". قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ "رَجُلٌ مُتَعَتِّلٌ فِي حِسْبِ يَقِيمِ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ". قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ "الَّذِي يُسَالُّ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطَى بِهِ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے جاتے ہوئے) اپنے گھوڑے کا سر پکڑتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے، کب میں تمہیں اُس کے بعد والے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہتا ہے وہاں نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے الگ رہتا ہے، کیا میں تمہیں سب سے بُرے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے۔

باب ثَوَابِ مَنْ يُعْطَى .

یہ باب ہے کہ جو شخص کچھ دیتا ہے اُس کا اجر و ثواب

2569 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ رِيعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَبِيَّانٍ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْأَلَهُمْ بِقَرَابَةِ بَيْنِهِ وَبَيْنَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدِلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَسْأَلُونِي وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهَزِمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يَقْتُلَ أَوْ يَفْتَحَ اللَّهُ لَهُ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّيْخُ النَّزَائِيُّ وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ".

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے تو ایک وہ شخص ہے جو اپنی قوم کے پاس آتا ہے اور اُن سے اللہ کے نام پر کچھ مانگتا ہے وہ اپنی اور اُن لوگوں کی رشتہ داری کے نام پر کچھ نہیں مانگتا ہے لیکن وہ لوگ اُسے کچھ نہیں دیتے ہیں اُن لوگوں میں سے ایک شخص اُلٹے قدموں واپس آتا ہے اور خفیہ طور پر اُسے کچھ دے دیتا ہے تو اُس کے اس عطیے کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسے اُس نے وہ عطیہ دیا ہے۔

(دوسرا شخص وہ ہے) کہ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوں یہاں تک کہ جب اُن کے نزدیک نیند سب سے زیادہ پیاری ہو اور اُس وقت وہ پڑاؤ کر لیں اپنا سر رکھیں اور سو جائیں اس وقت ایک شخص اُٹھ کر میری بارگاہ میں گریہ و زاری کرتا ہے اور پھر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ (تیسرا وہ شخص ہے) جو کسی جنگ میں شریک ہوتا ہے وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے باقی لوگ پسپا ہو جاتے ہیں لیکن وہ سینہ تان کر دشمن کے سامنے لڑتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ اُسے فتح نصیب کر دیتا ہے۔

تین وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اُن میں ایک بوڑھا زانی ہے دوسرا غریب متکبر شخص ہے اور تیسرا ظلم کرنے والا خوشحال شخص ہے۔

باب تَفْسِيرُ الْمُسْكِينِ -

یہ باب مسکین کی وضاحت میں ہے

2570 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَبَانَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

2569-تقدم (الحديث 1614) .

2570-أخرجہ البحاری فی التفسیر، باب ولا یسألون الناس إلحافاً (الحديث 4539) . وأخرجہ مسلم فی الزکاة، باب المسکین الذی لا

یحسد غی ولا یفطن له فیتصدق علیه (الحديث 102) . وأخرجہ النسائی فی التفسیر: سورة البقرة، قوله تعالی (لا یسألون الناس إلحافاً)

(الحديث 73) . تحفة الاشراف (14221) .

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ
إِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ (لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْحَافًا)" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یادو بھجوریں لے کر ایک یادو لقمے لے کر واپس چلا جائے، مسکین وہ شخص ہوتا ہے جو مانگنے سے بچتا ہے۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر لو:

"وہ لوگوں سے لپٹ کر مانتے نہیں ہیں۔"

شرح

قرآن کریم میں جس طرح زکوٰۃ و صدقات کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مصارف اور زکوٰۃ کے مستحقین کو بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔ آیت (إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، التوبہ: 60)۔ صدقہ کے مال صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور عمال کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیفِ قلب کی جائے اور غلاموں کی آزادی خرچ کرنے کے لئے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اور مسافر کے لئے۔ اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان کئے گئے ہیں جو صدقات واجبہ مثلاً زکوٰۃ وغیرہ کا مال لینے کے مستحق ہیں ان کے سوا کسی دوسرے کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے، ان میں سے بھی حنفیہ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہو گیا ہے اس لئے ان کے ہاں مستحقین زکوٰۃ کی سات قسمیں باقی رہ گئیں ہیں۔

بہر حال حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں جن مسکینوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے وہ مسکین مراد نہیں ہیں جو عرف عام میں مسکین کہلاتے ہیں اور جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ مانگنے کے لئے ہر در پر مارے مارے پھرتے ہیں جس دروازے پر پہنچ جاتے ہیں روٹی کا ایک آدھ ٹکڑا یا آنے کی ایک آدھ چٹکی اپنی جھولی میں ڈلو کر رخصت کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ حقیقی مسکین تو وہ لوگ ہیں جنہیں نان جوئی بھی میسر نہیں ہوتی مگر ان کی شرافت و خودداری کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی بغل میں رہنے والا ہمسایہ بھی ان کی اصل حقیقت نہیں جانتا وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اپنے احتیاج و ضرورت کی جھولی پھیلا کر گھر گھر نہیں پھرتے بلکہ وہ اپنے اللہ پر اعتماد و بھروسہ کئے ہوئے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔

مستحق صدقات کون ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مسلمان صحابہ اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا ناپسند کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا اور یہ آیت اتری اور انہیں رخصت دی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صدقہ صرف مسلمانوں کو دیا جائے، جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرما دیا ہر سائل کو دو، گو وہ کسی مذہب کا ہو (ابن ابی حاتم)

آیت (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا) 45- الجاثیہ: 15 اور اس جیسی اور آیتیں بھی بہت ہیں، حسن بصری فرماتے ہیں ایماندار کا ہر خرچ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے گو وہ خود کھائے پئے، عطا خراسان اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جب تم نے اپنی مرضی سے مولا اور رضائے رب کے لئے دیا تو لینے والا خواہ کوئی بھی ہو اور کیسے ہی اعمال کا کرنے والا ہو، یہ مطلب بھی بہت اچھا ہے، حاصل یہ ہے کہ نیک نیتی سے دینے والے کا اجر تو اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا ہے۔ اب خواہ وہ مال کسی نیک کے ہاتھ لگے یا بد کے یا غیر مستحق کے، اسے اپنے قصد اور اپنی نیک نیتی کا ثواب مل گیا۔ جبکہ اس نے دیکھ بھال کر لی پھر غلطی ہوئی تو ثواب ضائع نہیں جاتا اسی لئے آیت کے آخر میں بدلہ ملنے کی بشارت دی گئی۔

اور بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا کہ ایک شخص نے قصد کیا کہ آج رات میں صدقہ دوں گا، لے کر نکلا اور چپکے سے ایک عورت کو دے کر چلا آیا، صبح لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ آج رات کو کوئی شخص ایک بدکار عورت کو خیرات دے گیا، اس نے بھی سنا اور اللہ کا شکر ادا کیا، پھر اپنے جی میں کہا آج رات اور صدقہ دوں گا، لے کر چلا اور ایک شخص کی مٹھی میں رکھ کر چلا آیا، صبح سنا ہے کہ لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے کہ آج شب ایک مالدار کو کوئی صدقہ دے گیا، اس نے پھر اللہ کی حمد کی اور ارادہ کیا کہ آج رات کو تیسرا صدقہ دوں گا، دے آیا، دن کو پھر معلوم ہوا کہ وہ چور تھا تو کہنے لگا، اللہ تیری تعریف ہے زانیہ عورت کے دیئے جانے پر بھی، مالدار شخص کو دیئے جانے پر بھی اور چور کو دینے پر بھی، خواب میں دیکھتا ہے کہ فرشتہ آیا اور کہہ رہا ہے تیرے تینوں صدقے قبول ہو گئے۔ شاید بدکار عورت مال پا کر اپنی حرام کاری سے رُک جائے اور شاید مالدار کو عبرت اصل ہو اور وہ بھی صدقے کی عادت ڈال لے اور شاید چور مال پا کر چوری سے باز رہے۔ پھر فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرت کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضا مندی کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں ضرب فی الارض کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے آیت (إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ، السائدہ: 106) اور (يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ، المزمل: 20) میں ان کے حال سے جو لوگ نادانف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں، جیسے اور جگہ ہے آیت (بِسْمَاهُمْ فِیْ وَجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ الشُّجُوْدِ، الفتح: 29) ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ، محمد: 30) ان کے لب و لہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، سنو قرآن کا فرمان ہے آیت (إِنَّ فِیْ ذَٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ، الحجر: 75) بالیقین اس میں اہل بصیرت کے لئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھل نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے

پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خود داری برتن اور سوال سے بچیں، دیکھو قرآن کہتا ہے آیت (لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا)۔

البقرة (273) یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے سوال سے بچالے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بیپایا کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے وہ چٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔

ایک اونٹنی غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوسعید کا ہے اس میں ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یا قوتہ تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ چالیس درہم کے تقریباً دس روپے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم نہ ہوگا اس کا منہ نچا ہوا ہوگا، لوگوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا، یہ حدیث ضعیف ہے۔

شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر ضرورت مند ہیں تو تین سو گنیاں انہیں بھجوائیں، آپ خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں، میں نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چٹ کر سوال کرنے والا ہے اور ابوذر کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ پھر فرمایا تمہارے تمام صدقات کا اللہ کو علم ہے اور جبکہ تم پورے محتاج ہو گئے، اللہ پاک اس وقت تمہیں اس کا بدلہ دے گا، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

پھر ان لوگوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں جو ہر وقت اللہ کے فرمان کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں، انہیں اجر ملے گا اور ہر خوف سے امن پائیں گے، بال بچوں کے کھلانے پر بھی انہیں ثواب ملے گا، جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے سال جبکہ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو گئے تو فرمایا ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع والے سال فرمایا تو جو کچھ اللہ کی خوشی کے لئے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تیرے درجات بڑھائے گا، یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کو کھلائے پلائے اس کے بدلے بھی، مسند میں ہے کہ مسلمان طلب ثواب کی نیت سے اپنے بال بچوں پر بھی جو خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس آیت کا شان نزول مسلمان مجاہدین کا وہ خرچ ہے جو وہ اپنے گھوڑوں پر کرتے ہیں۔

ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے، حضرت جبر فرماتے ہیں حضرت علی کے پاس چار درہم تھے جن میں سے ایک راہ اللہ رات کو دیا، ایک دن کو ایک پوشیدہ ایک ظاہر تو یہ آیت اتری، یہ روایت ضعیف ہے۔ دوسری سند سے یہی مروی ہے، اطاعت الہی میں جو مال ان لوگوں نے خرچ کیا اس کا بدلہ قیامت کے دن اپنے پروردگار سے لیں گے، یہ لوگ نڈر اور بے غم ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

مسکین کی تعریف کا بیان

2571 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللَّقْمَةُ وَاللَّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ". قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ قَالَ "الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى بُعْيِهِ وَلَا يُفْطِنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو لوگوں کے ہاں چکر لگائے اور ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے لوگوں نے دریافت کیا: پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کے پاس اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے (خوراک نہ ہو) اور اس کا ضرورت مند ہونا ظاہر بھی نہ ہو کہ اسے صدقہ ہی دے دیا جائے اور وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگے بھی نہیں۔

2572 - أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأَكْلَةُ وَالْأَكْلَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ". قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى وَلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهُ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی ضروریات پوری نہ ہوں اور لوگوں کو اس کے ضرورت مند ہونے کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ اسے صدقہ ہی دے دیا جائے۔

2573 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مَعْيَدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ

2571- أخرجه البخاري في الزكاة، باب قول الله تعالى (لا يسألون الناس الحلق) (الحديث 1479). تحفة الاشراف (13829).

2572- أخرجه ابو داود في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحده الفنى (الحديث 1632). تحفة الاشراف (15277).

2573- أخرجه ابو داود في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667). و أخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث

665). و الحديث عند: السائل في الزكاة، باب رد السائل (الحديث 2564). تحفة الاشراف (18305).

بُجِيدٌ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَيَّ بِأَبِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنْ لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِيَنَّهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظُلْفًا مُخَرَّقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ".

☆ ☆ سیدہ ام حبیبہ جنہیں نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کوئی مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے میرے پاس اُسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اگر تمہارے پاس اُسے دینے کے لیے ایک جلا ہوا کھر ہو تو تم وہی اسے دے دیا کرو۔

سوال کرنے کی اجازت ہونے یا نہ ہونے کا بیان

علماء لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس ایک دن کے بقدر بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر کپڑا ہو تو اسے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت و حاجت مانگنا حرام ہے ہاں جس شخص کے پاس ایک دن کی بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر بھی کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے دست سوال دراز کرنا حلال ہے جو محتاج و فقیر ایک دن کی غذا کا مالک ہو اور وہ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ لینا تو حلال ہے مگر لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے جس مسکین و محتاج کو ایک دن کی غذا بھی میسر نہ ہو اور وہ کمانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر ضرورت و احتیاج لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے البتہ جو شخص کمانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں۔ چنانچہ زیادہ صحیح قول تو یہ ہے کہ ایسے شخص کہ جو کما کر اپنا گزارہ کر سکتا ہو لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے لیکن بعض حضرات مکروہ کہتے ہیں وہ بھی تین شرطوں کے ساتھ۔

اول یہ کہ دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ ہونے دے، دوم الحاح یعنی مانگنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، سوم یہ کہ جس شخص کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے اسے تکلیف و ایذا نہ پہنچائے اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہو تو پھر سوال کرنا بالاتفاق حرام ہوگا۔

ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جو سائل "لوجه اللہ" کہہ کر سوال کرے تو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اسے کچھ دیا جائے کیونکہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کمتر و حقیر ہیں، جب اس نے دنیا کی کسی چیز کے لئے لوجه اللہ کہہ کر سوال کیا تو گویا اس نے اس چیز (یعنی دنیا) کی تعظیم و توقیر کی جسے اللہ تعالیٰ نے کمتر و حقیر قرار دیا ہے لہذا ایسے شخص کو ازراہ زجر و تنبیہ کچھ نہ دیا جائے اور اگر کوئی شخص یہ کہہ کر سوال کرے کہ بحق اللہ یا بحق محمد دو، تو اسے کچھ دینا واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی کوئی غلط اور جھوٹی حاجت و ضرورت ظاہر کر کے کسی سے کوئی چیز لے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوتا (گویا وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے) اسی طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں سید ہوں اور مجھے فلاں چیز کی یا اتنے روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ شخص سائل کو سید

سمجھ کر اس کا سوال پورا کر دے مگر حقیقت میں وہ سید نہ ہو تو وہ بھی اس مانگی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی سائل کو نیک بخت صالح سمجھ کر کوئی چیز دے دے حالانکہ وہ سائل باطنی طور پر ایسا گنہگار ہے کہ اگر دینے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جاتا تو اسے وہ چیز نہ دیتا تو اس صورت میں سائل اس چیز کا مالک نہیں ہوتا وہ چیز اس کے لئے حرام ہے اور اس چیز کو اس کے مالک کو واپس کر دینا اس پر واجب ہوگا اگر کوئی شخص کسی کو اس کی بدزبانی یا اس کی چغل خوری کے مضرات سے بچنے کے لئے کوئی چیز دے تو وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔ اگر کوئی فقیر کسی شخص کے پاس مانگنے کے لئے آئے اور وہ اس کے ہاتھ پیر چومے تاکہ وہ اس کی وجہ سے اس کا سوال پورا کر دے تو یہ مکروہ ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ وہ فقیر کو ہاتھ پیر نہ چومنے دے۔ ان سائل اور فقیروں کو کچھ بھی نہ دینا چاہئے جو فقارہ، ڈھول یا ہار موہنم وغیرہ بجاتے ہوئے دروازوں پر مانگتے پھرتے ہیں اور مطرب یعنی ڈوم تو سب سے بدتر ہے۔

باب الْفَقِيرِ الْمُخْتَالِ -

یہ باب متکبر غریب کے بیان میں ہے

2574 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عُجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا: بوڑھا زانی، متکبر غریب اور جھوٹا حکمران۔

2575 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَرْبَعَةٌ يَبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْبَيَّاعُ الْخَلَّافُ وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالشَّيْخُ الزَّانِي وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

چار طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے: قسمیں اٹھا کر سامان فروخت کرنے والا شخص، متکبر غریب، بوڑھا زانی اور ظالم حکمران۔

شرح

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل و عدل، غضب و ناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور

جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کئے جائیں گے۔ جب اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکو کار بندوں کی تعریف و ستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف و ستائش سے خارج کر دیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے غنودہ گزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک و صاف نہیں کرے گا۔ لہم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض و خفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزاؤنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حیثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے اور جب یہ فعل جو ان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڑھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کہ کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مردی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل و شعور سے بیگانہ اور خوف الہی سے غافل کر دیتا ہے لہذا جو بڑھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی اور جھٹ طبیعت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشاہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح و مفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم و نسق پر اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے، لہذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا۔

اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور و تکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال و دولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگرچہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر و مفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال و دولت رکھتا ہے اور نہ جاہ و اقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا اور اس کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ جھٹ باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔ بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں

لیکن اس کے باوجود ازراہ تکبر صدقہ و زکوٰۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع و امداد کو ٹکراتے ہوں اور اسی طرح وہ اپنے اہل و عیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد اور غیرت و خودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم و حیا کرنا تو ایک الگ چیز ہے۔

لیکن سخت احتیاج و اضطرار کے باوجود کبر و نخوت اختیار کرنا اور ازراہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔ شیخ زان "کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محض شادی شدہ شخص بھی ہو سکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ والشیخہ اذازنیا۔۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعاً بھی اور عرفاً بھی بالکل ظاہر بات ہے اسی لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا تلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی و خستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال و زر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کر سکتا ہے لہذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔

عائل متکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء و مساکین کے ساتھ تکبر کرے فقراء و مسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مفرد کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب و کمائی اور محنت و مشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود ازراہ رعوت کوئی کسب و کمائی محنت و مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور بڑے لوگ کام کاج کرنے اور محنت و مزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں۔

اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعوت و نخوت بجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصاً ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں، جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست و بازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما کر ان کے کاندھوں کا بار رہنا ہے۔

تکبر کرنے پر وعید کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل و اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترمیم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف و خصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع و سبعون شعبۃ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہو سکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق و خصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الھیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک و صاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی و معافی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر و شرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک و صاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

تکبر کرنے والوں کے بدترین انجام کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم و جشہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت و خواری کو پوری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائیگی۔ اور دوزخیوں کا نیچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہو ان کو پلایا جائے گا۔ جس کا نام طینت النجاس ہے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1036)

چھوٹی چیونٹیوں کی طرح" کے اصل مفہوم کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ چیونٹیوں کی تشبیہ دراصل اس بات سے کنایہ ہے کہ تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن میدان حشر میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ حاضر ہوں گے اور گویا وہ لوگوں کے پاؤں کے نیچے اس طرح پامال ہوں گے جس طرح چیونٹیوں کو روندنا جاتا ہے ان حضرات کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قیامت کے دن مخلوق کا اٹھنا اور ان کے اجسام کا دوبارہ بننا ان ہی اجزاء اصل کے ساتھ ہوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے جیسا کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص میدان حشر میں اپنے اجزاء اعضاء کے ساتھ اٹھ کر آئے گا جن پر دنیا میں اس کا جسم پر مشتمل تھا اور ظاہر ہے کہ چیونٹی کی صورت اس کا جشہ اس جسم و بدن کے اجزاء اصلی کے حامل نہیں ہو سکتا اس لئے حدیث فی الصور مردوں کی صورت میں کے الفاظ بھی اس قول پر دلالت کرتے ہیں۔

ملا علی قاری نے بھی اس کے بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں اور پھر تورپشتی کی طرف منسوب کر کے یہ بیان کیا ہے کہ ہم اس حدیث کے ظاہری معنی اس لئے مراد لیتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ قیامت کے دن دوبارہ اٹھ کر میدان حشر میں آئیں تو ان کے جسم و بدن ان ہی اجزاء پر مشتمل ہوں گے جن پر دنیا میں ان کے جسم تھے۔ یہاں تک کہ ان کے عضو تناسل کی کھال کا وہ حصہ بھی لگا دیا جائے گا جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے گویا سارے لوگ غیر مختون انھیں گے لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان کے جسم کے سارے اجزاء یہاں تک کہ ناخن اور بال وغیرہ بھی ایک چیونٹی کے جشہ کے برابر ہو جمع ہو جائیں۔

ملا علی قاری نے تورپشتی کے مذکورہ قول کے مخالفین کے جواب بھی نقل کئے ہیں اور ان پر شک کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے تو اس وقت اللہ دوسرے لوگوں کی طرح تکبر کرنے والوں کے جسم کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اور وہ بھی اپنے تمام اجزاء معدومہ کے ساتھ اپنے پورے جسم میں اٹھ کر آئیں گے تاکہ ہر ایک کی دوبارہ جسمانی تخلیق کی قدرت پوری طرح ثابت ہو جائے لیکن پھر ان لوگوں کو میدان حشر میں مذکورہ جسم و صورت میں تبدیل کر دے گا یعنی ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی صورت مردوں کی سی رہے گی اور یہ تبدیلی جسم اس لئے ہوگی کہ تاکہ ان کی ذلت و ہانت پوری مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب

مذکورہ لوگ حساب و کتاب کی جگہ آئیں گے اور ان کے سامنے عذاب الہی کی نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت وہ ہیبت و دہشت کے سبب اس قدر گھٹ جائیں گے کہ ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح معلوم ہوں گے اور اہل دوزخ کا اپنی اپنی حالتوں اور گناہوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں جیسے کتے، سور، گدھے، وغیرہ کی شکلوں میں تبدیل ہو جانا مختلف منقولات سے ثابت ہے۔ لفظ بولس "باء کے زیر، واؤ کے جزم اور لام کے زیر کے ساتھ اور قاموس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ با کے پیش کے اور لام کے زیر کے ساتھ ہے جو بولس سے مشتق ہے اور جس کے معنی تحیر اور ناامیدی کے ہیں شیطان کا نام ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے۔ "آگوں کی آگ میں" کی طرف نسبت ایسی ہے جیسے آگ کی نسبت کسی ایسی چیز کی طرف کی جائے جس کو آگ جلا دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ آگ اس طرح کی ہوگی کہ وہ خود آگ کو لکڑی کی طرح جلائے گی۔

طیۃ الخیال میں لفظ خیال خاء کے زیر کے ساتھ ہے اور اس کے لغوی معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طیۃ الخیال، ان دوزخ کے عصا کا نام ہے اور عصا اس پیپ، خون اور کچھ لہو کو کہتے ہیں جو دوزخیوں کے زخموں سے بہے گا۔

باب فَضْلِ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورتوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرنے والے کی فضیلت

2576 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّبَلِيِّ عَنْ أَبِي الْقَبَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بیوہ اور غریب شخص کی ضروریات پورا کرنے والے کی مثال اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

بیوہ اور مسکین کی خدمت پر ثواب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو اللہ کی راہ میں سعی کرے یعنی وہ شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اس ثواب کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد اور حج کرنے والے کو ملتا ہے اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو نماز و

2576- أخرجه البخاري في النفقات، باب فضل النفقة على الأهل (الحديث 5353)، وفي الأدب، باب الساعي على الأرملة (الحديث 6006)، وباب الساعي على المسكين (الحديث 6007)، وأخرجه مسلم في الزهد والرفائق، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم (الحديث 41)، وأخرجه الترمذي في البر والصلوة، باب ما جاء في السعي على الأرملة واليتيم (الحديث 1969)، وأخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحث على المكاسب (الحديث 2140).

عبادت کے شب بیداری کرتا ہے اور اپنی شب بیداری میں نہ کوئی سستی کرتا ہے اور نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے اور اس شخص کے مانند ہے جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا کہ جس کو صائم الدھر کہا جاتا ہے۔

(بخاری مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 882)

فقیر و محتاج بھی مسکین کے حکم میں داخل ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کو مسکین پر ترجیح حاصل ہے۔ "اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان" ان الفاظ کی نسبت حضرت عبداللہ ابن سلمہ کی طرف کی جاتی ہے جو بخاری و مسلم کے شیخ اور اس حدیث کے بیان کرتے ہیں جس کو انہوں نے حضرت امام مالک سے روایت کیا ہے اس بات کی صراحت امام بخاری نے کی ہے بہر حال ان الفاظ کے ذریعہ عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ میرا گمان ہے کہ اس حدیث کے روای حضرت امام مالک نے یہ الفاظ کا لقا ئم لایقتر۔ نقل کئے ہیں لیکن اگر بخاری کی مذکورہ صراحت کے سامنے نہ ہو تو مصابیح اور مشکوٰۃ کے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ اور میرا گمان ہے کہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس جملہ کے ذریعہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کا لقا ئم لا۔۔ کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شک کو ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو کا الساعی فی سبیل اللہ کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا کا لقا ئم کے الفاظ چنانچہ اس کی تائید جامع صغیر کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس کو احمد، شیخین، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور جس کے الفاظ یوں ہیں کہ الساعی علی الارملة والمساکین کالمجاهدین فی سبیل اللہ والقائم اللیل الصائم النہار۔

باب الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ ۔

یہ باب مؤلفۃ القلوب کے بیان میں ہے

2577 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ الشَّرِيفِ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبِيَّةٍ بِتُرَيْثِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَغُلَقَمَةَ بْنَ غُلَاقَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ ابْنَيْ كِلَابٍ وَزَيْدَ الطَّائِنِيِّ ثُمَّ أَحَدِ ابْنَيْ نُبَهَانَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَقَالَ مَرْءٌ

2577- أخرجه البخاري في الانبياء، باب قول الله تعالى (والى عاد اخاهم هودا قال يا قوم اعبدوا الله) (الحديث 3344)، وفي التفسير، باب (والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب) (الحديث 4667) مختصراً، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى (تعرج الملائكة والروح اليه) (الحديث 7432) وأخرجه مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، وصفاتهم (الحديث 143)، وأخرجه ابو داود في السنن، باب في قتال الخوارج (الحديث 4764) وأخرجه السائي في تحريم الدم، من شهر سيفه لم وضعه في الناس (الحديث 4112)، وفي التفسير، سورة التوبة، قوله تعالى (والمؤلفة قلوبهم) (الحديث 241)، والحديث عند البخاري في المغازي باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام وحامد بن الوليد الى اليمن لئلا حجة الوداع (الحديث 4351) - و مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، وصفاتهم (الحديث 144 و 145 و 146)، تحفة الاشراف (4132)

أُخْرِى صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ فَقَالُوا تُعْطَى صَنَادِيْدُ نَجْدٍ وَتَدْعُنَا . قَالَ "إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ" . فَجَاءَ رَجُلٌ كَرُّهُ
الْبَلْحِيَّةِ مُشْرِفٌ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَابِءُ الْعَجَبِينَ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ أَتَى اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ . قَالَ "فَمَنْ يُطِيعُ
اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ عَصِيَّتَهُ أَيَّامُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي" . ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَاذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي
قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ مِنْ صُنُصٍ هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ
الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَذَرْتُكُمْ لَا قَتْلَ لَهُمْ لَا قَتْلَ لَهُمْ قَتْلَ عَادٍ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں ملا ہوا کچھ سونا نبی
اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا: اقرع بن حابس تمیمی، عیینہ بن بدر فزاری،
علقمہ بن علاشہ عامری، ان کا تعلق بنو کلاب سے تھا، اور زید طائی جن کا تعلق بنو بہان سے تھا۔ اس بات پر قریش ناراض ہو گئے۔
راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: قریش کے سردار ناراض ہو گئے، انہوں نے کہا: آپ نے نجد کے سرداروں کو عطا
کر دیا ہے اور ہمیں نہیں دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ اُن کی تالیفِ قلب کروں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی تھی، رخسار اُبھرے ہوئے تھے، دونوں آنکھیں اندر کی طرف
دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی اٹھی ہوئی تھی اور اُس نے سر منڈ دیا ہوا تھا، وہ بولا: اے حضرت محمد! آپ اللہ سے ڈریے! نبی
اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اُس کی اطاعت کون کرے گا! اللہ تعالیٰ نے تو اہل زمین کے لیے
مجھے امین قرار دیا ہے، لیکن تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ پھر وہ شخص چلا گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اُسے قتل کرنے
کی اجازت مانگی، وہ صاحب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی نسل میں سے ایسے لوگ
پیدا ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہ جاسکے گا، وہ اہل اسلام کے ساتھ جنگ کریں گے اور
بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے نشانے کے پار ہو جاتا ہے، اگر میں نے
اُن کا زمانہ پالیا تو میں انہیں اس طرح قتل کروں گا جس طرح قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن یحییٰ کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے
حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبد اللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی
آیات کا مذاق اڑایا اور مفاتیح کے رد و بدل سے یہ الفاظ کہے، قسم ہے آٹا پیسے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی
پکاتی ہیں پھر شریہ بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔ (مصنف
ابن ابی شیبہ، کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب افتاء)۔

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فیہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شامین دین و رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت ام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔ (المجم الصغیر للطبرانی، باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث 4077)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑادی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابو بکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلواریں کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث 9470)

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابو عصفک تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور ﷺ کو گالیاں بکھیں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بد کردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابو عصفک کے پاس گئے درواں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں کھوار زور سے کھبو دی۔ ابو عصفک چیخا اور آنجہانی ہو گیا۔ (کتاب المغازی، للواقفی، سریۃ قتل ابی عصفک، 163/11)

حوریت بن نقیذ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حوریت نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حوریت نے خود کو ایک

مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا ﷺ کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقفی، 281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک کچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کر دو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، 574/31)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورہ توبہ، 128/31)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا بن مینا کھینچا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی میاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہو گئی۔ اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قاتل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمن الجزیری فرماتے ہیں۔ "اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا؛ عقل توازن کے کھو جانے کا، اور غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (فتاویٰ علی المذاہب اربعہ، 199/5)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مذاہب میں یہی ہے۔ علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کو سب و شتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام اعظم امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔ اور یہ حکم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہوتا بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب الردۃ)

علامہ خیر الدین رملی حنفی فتاویٰ بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حد اقل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تاب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل سبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حد تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیدنا ابو بکر علیہ الرحمہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔

(محبیہ الولاء و احکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(فتاویٰ شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی اکو گالی دے، آپ کی اہانت کرے، آپ کے دینی معاملات یا آپ کی شخصیت یا آپ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہوا اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے تابع پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔ (خلاصہ الفتاویٰ)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزاز علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزاز علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ فرمایا، یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الثناء)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مضبوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں ہمارے وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الثناء، ج ۳، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہل مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم ﷺ کو سب و شتم کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ "اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔" علامہ ابن بھون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور یہ آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (الصار المسلول، ص ۵)

امام ابو عبیدہ القاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ جس نے نبی ﷺ کی ذات میں کیے گئے جھوٹے بیانات میں سے ایک سطر بھی

حفظ کی! اس انسان نے کفر کیا۔ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ: جو انسان نبی کریم ﷺ کی جھوٹی روایات نقل کرتا ہو اس سے حدیث لینا باجماع حرام ہے۔ (شفاء: امتاع الاسماع۔ احکام القرآن ۸۶/۲)

علامہ احمد بن درویر مالکی علیہ الرحمہ اقرب السالک کی شرح "الصغیر" میں لکھتے ہیں: من سب نبیا مجمعا علی نبوتہ، او عرض بسب نبی، بان قال عند ذکرہ، اما انا فلست بزان او سارق فقد کفر و کذا ان الحق بنی نقصا، ون بدنه کعرج، وشلل، او وفور علمہ، ذ کل نبی أعلم اهل زمانہ و یصلحہم اعلم الخلق۔

"جس نے کسی ایسے نبی کو گالی دی جس کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے، یا اس کام کیا جو گالی سے مشابہ ہے" (یعنی عیب نکالا) اس طرح کہ اس کے تذکرہ کے وقت کہا: اسے پر میں نہ ہی زانی ہوں "اور نہ ہی چور ہوں۔ اس سے وہ کافر ہو جائے گا"۔ اور ایسے ہی اگر اس نے کسی نبی پر کوئی نقص (کوٹاہی) لگایا: (مثلاً اس نے کہا بیشک اس کے بدن میں لنگڑاپن ہے یا شل ہے یا ان کے عم وافر ہونے پر نقص لگایا) (اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا) اس لیے کہ ہر نبی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ان کا سردار اور تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ (شرح "الصغیر" ۱۳۲/۳)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذمی کے قتل کے حکم پر قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگویاں کریں، تو ان کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ (البقرہ)

اس آیت قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکارِ دو عالم ا کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی سبب سے قتل کروایا تھا۔ اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی قبیلہ حکم نبویؐ میں قتل کیے گئے تھے۔ (الشفاء)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی رسول کریم اکو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ کی عادت میں نقص و عیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ اکو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت اور نقص و عیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک و شبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔ وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کرے یا آپ اکو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بدوعا کرے یا آپ کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ کی کسی چیز کے بارے میں رکیک، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے ان کی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء و روائے الفتویٰ کا عہد صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (الصارم المسؤل)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مردی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ

کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذا رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ عہاء نے فرمایا: ایسے شخص سے توبہ نہ لے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی کی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ علیہ الرحمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ کی بے عزتی کی ہے، آپ پر نقص دعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کر دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابو بکر قاری لکھتے ہیں: قاضی شوکانی نے آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابو بکر قاری نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً کتف و تہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الوطائر ۴/۱۱۳)

عافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص و تحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر و تنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۲/۴۳۷)

علامہ شربنی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں: "جو کسی رسول کی تکذیب کرے یا اسے گالی دے یا ان کی ذات میں یا نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہو جائے گا۔" (مغنی المحتاج ۴/۱۳۴)

باقی آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "مسائل اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید و نصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کو گالی دینا عہد و معاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کر دیتا ہے جس طرح ہم نے خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا، ۱۷۱)

علامہ ابو بکر قاری لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ و فقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں

سے ابو بکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف و تہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۴/۲۱۳)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحۃً منقول ہے کہ نبی کریم اکو گالی دینے سے عہد ثوث جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیرہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں شروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سخون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم اکو گالی دینے والا اور آپ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (در مختار، نسیم الریاض، شرح الشفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی اکو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابو بکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المغنی" میں کہا ہے۔ "چٹک جو کوئی نبی کریم ﷺ کی والدہ پر بہتان لگائے اسے قتل کیا جائے گا" اگرچہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے "خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ ﷺ پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ چٹک آپ ﷺ کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی ہے! اور آپ ﷺ کے نسب میں طعن ہے۔" (المغنی ۱۲/۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ "جو کوئی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔" (کافی ۱۵۹۳)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے

”جو ساقط نہیں ہوتا“۔ (لوامع النوار المجلد ۱ ص ۳۹۷)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ہر آدمی جو ایک حد کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تحقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہل مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی فرقہ جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابوطالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ﷺ کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم السلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو گالی دینے والے، آپ کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (قادی شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار اصول کتب تصنیف فرما کر اتمام حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حد اقل قرار دی گئی ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے، تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہ، رسول ﷺ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا، وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، اور مجھے بلالیا اور فرمایا: ”اگر میں نہیں اجازت دیتا تو تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور کرتا! آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم یہ حضرت محمد ﷺ کے عداوت اور کے لیے نہیں یعنی بدکلامی اور گستاخی کی سبب سے گردن اڑا دی جائے۔“ (الصارم السلول ۲۰۵۔ ابوداؤد ۲۵۲/۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ”بنی نضیم کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی جو کیا کرتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کون اس سے نجات دلائے گا، اس کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا: اس کام کے لیے میں ہوں! اللہ کے رسول ﷺ اور اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا۔“ (!مسند شہاب للقصاع ۲/۴۶۲)

علامہ واقدی نے اس واقع کی تفصیل لکھی ہے کہ یہ عورت عتسمہ بنت مروان، یزید بن ابی سلمیٰ کی بیوی تھی، بدر سے واپس پر آپ ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے جا کر اس عورت کو دیکھا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، انہوں نے بچے کو علیحدہ کر کے تلوار اس کے پیٹ سے پار کر دی۔ پھر فجر کے بعد انہوں نے رسول کریم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نفی مددی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔"

اور جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، اور کہا: اے عمیر! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، تم نے جو کرنا ہے کر لو، اور مجھے ڈھیل نہ دو! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی، تو میں تم سب پر اپنی تلوار سے وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کر دوں۔" اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا، قبل ازیں کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

(الصارم المسلول ۱۰۱)

اہم واقعات لکھتے ہیں کہ: بنو عمرو بن عوف میں ابو عوف نامی ایک یہودی بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ تھی، وہ مدینہ میں آ کر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا؛ جب رسول اللہ ﷺ بدر تشریف لے گئے؛ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح اور کامرانی سے نوازا تو وہ مدینہ لگا، اور بغاوت پر اتر آیا، اس نے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا، یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی، ابو عوف بنو عمرو کے محن میں سو رہا تھا، حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، اور تلوار ابو عوف کے جگر پر رکھ دی؛ دشمن چیخنے لگا؛ اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اس کے گھر میں لے گئے، اور پھر دفن کر دیا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ "اس واقعہ میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ معاہدہ یا ذی اگر اعلان نہ کرے تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے دھوکے سے قتل کیا جاسکتا ہے۔" (الصارم المسلول ۹۴)

باب الصَّدَقَةِ لِمَنْ تَحْمَلُ بِحِمَالَةٍ

یہ باب ہے کہ جو شخص (کسی دوسرے کی) کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے اُسے صدقہ دینا

2578 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كِسَانَةُ بِنْتُ نَعِيمٍ ح

2578- أخرجه مسلم في الزكاة، باب من تحمل له الصدقة (الحديث 109) مطولاً. وأخرجه أبو داود في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة (الحديث 1640) مطولاً. وأخرجه النسائي في الزكاة، الصدقة لمن تحمل بحمالة (الحديث 2579) مطولاً. وفصل من لا يسأل الناس شيئاً (الحديث 2590). تحفة الأشراف (11068).

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ هَارُونَ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نَعِيمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حِمَالَةَ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فِيهَا فَقَالَ "إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحْمَلُ بِحِمَالَةٍ بَيْنَ قَوْمٍ فَسَأَلَ فِيهَا حَتَّى يُؤَدِّيَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ".

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق جو بیاض بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مانگنا صرف تین لوگوں کے لیے جائز ہے ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے وہ اس ادائیگی کے لیے مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ وہ ادائیگی کر دے تو پھر مانگنے سے رک جائے۔

2579 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِقَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نَعِيمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حِمَالَةَ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ "أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ". قَالَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحْمَلُ حِمَالَةَ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَا حَتَّى مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ لِقَاةٌ حَتَّى يَشْهَدَ ثَلَاثَةً مِنْ ذَوِي الْحِجَابِ مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فَلَانًا فَاقَّةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا يَسُورِي هَذَا مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتَ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا".

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق جو بیاض بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے مدد کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ! تم یہیں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آئے گا تو ہم تمہارے لیے حکم دے دیں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے قبیصہ! صدقہ لینا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے جائز ہے ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی ضروریات پوری کر لے۔ (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

(دوسرا وہ شخص ہے) جس کے پھلوں وغیرہ کو کوئی آفت لاحق ہو جائے جس کے نتیجے میں اُس کا مال ضائع ہو جائے اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ مانگنے سے رک جائے۔

(تیسرا وہ شخص ہے) جس کو فاقہ لاحق ہو جائے اور اُس کی قوم کے تین سمجھدار لوگ یہ گواہی دے دیں کہ فلاں شخص کو فاقہ لاحق ہو گیا ہے تو ایسے شخص کے لیے مانگنا جائز ہے یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے سامان مل جائے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے قبیلہ! ان کے علاوہ مانگنا حرام ہے جو شخص (اس طرح سے مانگ کر کچھ کھاتا ہے) وہ

حرام کھاتا ہے۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جان لو کہ طمع محتاجی ہے اور آدمیوں سے ناامید ہونا تو نغمی و بے پروائی ہے، انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ (رزین، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 354)

طمع محتاجی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ طمع محتاجی کا ذریعہ ہے یعنی طمع کی وجہ سے انسان محتاج بنتا ہے بایں طور کہ اپنی طمع پوری کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ناامید ہونا تو نغمی و بے پروائی ہے۔ کہ مطلب یہ ہے کہ انسان سے ناامیدی مستغنی اور بے پرواہ بنا دیتی ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے کسی نے علم کیا جو صرف دو لفظوں میں منحصر ہو مطلب کیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ مخلوق اللہ سے صرف نظر کر دینی کسی انسان سے امیدیں قائم نہ کرو اور اللہ سے اس چیز کے بارے میں اپنی طمع منقطع کر لو جو تمہاری قسمت میں لکھی ہوئی چیزوں کے علاوہ ہے یعنی اللہ نے جو چیزیں تمہارے مقدر میں لکھ دی ہیں اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی امید نہ رکھو۔ طمع کے معنی ہیں اس چیز پر نظر رکھنا یعنی اسے حاصل کرنے کی خواہش کرنا کہ جس کے حاصل ہونے میں شک ہو یعنی کسی چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اس کا مالک دے گا یا نہیں ہاں اگر کسی ایسی چیز کی کسی ایسے شخص سے حصول کی خواہش ہو جس پر اس کا ہو اس شخص سے کمال تعلق اور محبت و مروت کی بنا پر یقین ہو کہ وہ چیز مل جائے گی تو اسے طمع نہیں کہیں گے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتِيمِ .

یہ باب یتیم کو صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2580 • أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ

أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ "إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ". وَذَكَرَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَهَا فَقَالَ رَجُلٌ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ

2580- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على اليتيم (الحديث 1465)، وفي الجهاد، باب فصل العفة في سبل الله (الحديث

2842)، وأخرجه مسلم في الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122 و 123)، والحديث عند البخاري في الجمعة،

باب يستقبل الإمام القوم واستقبال الناس الإمام إذا خطب (الحديث 921)، وفي الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والناس فيها (الحديث

6427)، ومسلم في الزكاة، باب تحريف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122)، تحفة الإشراف (4166) .

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ . قَالَ وَرَأَيْتَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَأَقَاقَ يَمْسَحُ الرَّحَضَاءُ وَقَالَ "أَشَاهِدُ السَّائِلَ أَنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنْ مِمَّا يُبْتِ الرِّبْعُ يَقْتُلُ أَوْ يَلْمُ إِلَّا أَكَلَةُ الْخَضِيرِ فَإِنَّهَا أَكَلْتُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلْتُ عَيْنَ الشَّمْسِ فَتَلَطَّتُ ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعْتُ وَإِنَّ هَذَا الْمَالُ حَضِرَةٌ حُلُوةٌ وَرَنَمٌ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ إِنْ أُعْطِيَ مِنْهُ الْيَتِيمَ وَالْمَسْكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ وَإِنَّ الَّذِي يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَتَبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تمہارے یہ دنیا کی آرائش و زیبائش کو کھول دیا جائے گا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور اس کی آرائش و زیبائش کا تذکرہ کیا تو ایک صاحب نے عرض کی: کیا یہ بھلائی کسی بُرائی کو لے کر آئی ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اُن صاحب سے کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ تم نے اللہ کے رسول کی خدمت میں گزارش کی ہے لیکن اللہ کے رسول نے تمہیں جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے غور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جب (وحی کے نزول کی کیفیت ختم ہوئی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ صاف کیا اور دریافت کیا: کیا سوال کرنے والا شخص اب بھی موجود ہے؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بتایا:) کوئی بھی اچھائی کسی بُرائی کو نہیں لاتی ہے موسم بہار میں جو چیزیں اُگتی ہیں اُن میں سے کچھ ماردیتی ہیں اور کچھ نقصان پہنچاتی ہیں البتہ سبز چارے کو کھانے والے کا حکم مختلف ہے وہ اُسے کھاتا ہے یہاں تک کہ مونا تازہ ہو جاتا ہے پھر وہ دھوپ میں آتا ہے پھر گوبر کرتا ہے پیشاب کرتا ہے پھر چرتا ہے (تو بہار کا یہ چارہ اُس کی صحت پر مثبت طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے)۔

یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے مسلمان کا وہ مال کتنا بہتر ہے اگر وہ اُس مال میں سے یتیم کو غریب شخص کو اور مسافر کو بھی کچھ دیتا ہے اور جو شخص ناحق طور پر مال لیتا ہے اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا۔ ہے اور وہ مال قیامت کے دن اُس شخص کے خلاف گواہ ہوگا۔

یتیم کی پرورش کرنے کا بیان

حضرت ہبل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا کہ وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا جنت میں اس طرح ہوں گے یہ کہہ کر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ (بخاری، مشکوٰۃ الصالحین، جلد چہارم، رقم الحدیث: 883)

وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا" کے ذریعہ اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ مطلق یتیم کی کفالت و پرورش کرنے کی فضیلت ہے وہ یتیم خواہ اس کا اپنا قریبی ہو جیسے پوتا اور بھتیجا وغیرہ یا کوئی غیر قریبی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کر کے واضح کیا کہ جنت میں میرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے درمیان اتنا قریبی علاقہ ہوگا کہ جتنا کہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان ہے نیز آپ نے ان دونوں انگلیوں کے ذریعہ اس طرح بھی اشارہ کیا کہ مرتبہ

نبوت جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس کے اور سخاوت و مروت کے مرتبہ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

یتیموں کی مالی معاونت کا بیان

وَأَنْتُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَيٰثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا (النساء: ۲)

اور یتیموں کا مال ان کو دے دو اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ یتیموں کے دایلوں کو حکم دیتا ہے کہ جب یتیم بلوغت اور سمجھداری کو پہنچ جائیں تو ان کے جو مال تمہارے پاس ہو انہیں سوئپ دو، پورے پورے بغیر کسی اور خیانت کے ان کے حوالے کرو، اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر گڈنڈ کر کے کھا جانے کی نیت نہ رکھو، حالانکہ جب اللہ رحیم تمہیں دے رہا ہے پھر خرام کی طرف کیوں منہ اٹھاؤ؟ تقدیر کی روزی مل کر ہی رہے گی اپنے حلال مال چھوڑ کر لوگوں کے مالوں کو جو تم پر حرام ہیں نہ لو، دبلا پتلا جانور دے کر موٹا تازہ نہ لو، بونی دے کر بکرے کی فکر نہ کرو، ردی دے کر اچھے کی اور کھوٹا دے کر کھرے کی نیت نہ رکھو، پہلے لوگ ایسا کر لیا کرتے تھے کہ یتیموں کی بکریوں کے ریوز میں سے عمدہ بکری لے لی اور اپنی دہلی پتلی بکری دے کر گنتی پوری کر دی، کھوٹا درہم اس کے مال میں ڈال کر کھرا نکال لیا اور پھر سمجھ لیا کہ ہم نے تو بکری کے بدلے بکری اور درہم کے بدلے درہم لیا ہے۔ ان کے مالوں میں اپنا مال خلط ملط کر کے پھر یہ حیلہ کر کے اب امتیاز کیا ہے؟ ان کے مال تلف نہ کرو، یہ بڑا گناہ ہے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقَارِبِ

یہ باب قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں ہے

2581 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثَالِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ الرَّاحِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ"

☆ ☆ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

غریب شخص کو صدقہ دینا صرف صدقہ دینا ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو پہلو ہیں: صدقہ دینا اور رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنا۔

2581- احسنہ الترمذی فی الزکوة، باب ما جاء فی الصدقة علی ذی القربیة (الحديث 658) مطولا و أخرجه ابن ماجة فی الزکاة، باب لصل الصدقة (الحديث 1844) . و الحديث عند ابی داؤد فی الصوم، باب ما یغفر علیہ (الحديث 2355) . و الترمذی فی الصوم، باب ما جاء یسحب علیہ الافطار (الحديث 695) . و ابن ماجة فی الصیام، باب ما جاء فی علی ما یسحب الفطر (الحديث 1699) . تحفة الاشراف (4486)

2582 -

أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عُمَرَو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ "تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ". قَالَتْ وَكَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ فَقَالَتْ لَهُ أَيْسَعِي أَنْ أَصْعَ صَدَقَتِي لِيكَ وَهِيَ بِنْتُ أَخِي يَسَامِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ سَلِي عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ فَاتَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقَالُ لَهَا زَيْنَبُ تَسَالُ عَمَّا أَسْأَلُ عَنْهُ فَحَرَجَ إِلَيْنَا يَلَالُ فَقُلْنَا لَهُ انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ وَلَا تُخَيِّرُهُ مَنْ نَحْنُ. فَانْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ هُمَا". قَالَ زَيْنَبُ. قَالَ "أَيُّ الزَّيْنَبِ". قَالَ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ وَزَيْنَبُ الْأَنْصَارِيَّةُ. قَالَ "نَعَمْ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خواتین سے فرمایا: تم صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنا زیور ہی صدقہ کرو۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنگ دست شخص تھے انہوں نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا: کیا میرے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو دے دیا کروں اور اپنے بچوں پر خرچ کر دوں؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرو وہ خاتون بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون بھی موجود تھی جس کا نام زینب تھا، اُس نے بھی نبی اکرم ﷺ سے وہی سوال کرنا تھا جو میں نے کرنا تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے اُن سے گزارش کی کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کریں، لیکن آپ ﷺ کو یہ بتائیں کہ ہم کون ہیں؟ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: زینب نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کون سی زینب؟ تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ کی اہلیہ زینب اور ایک انصاری زینب تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اُن دونوں کو اجر ملے گا، ایک رشتے داری کے حقوق کا فیہ رکھنے کا اجر اور ایک صدقہ کرنے کا اجر۔

شرح

قد انقیت علیہ المہابیہ، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہیبت و عظمت کا ایسا پیکر بنایا تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب ہوتے، ڈرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے ایسی وجہ سے کسی کو بھی جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

2582- اخرجہ البخاری فی الزکاة، باب الزکاة علی الزوج والایتام، فی الحجر (الحديث 1466). و اخرجہ مسلم فی الزکاة باب الصدقة والصدقة علی الاقربین والزوجة والاولاد والوالدین ولو كانوا مشرکین (الحديث 45 و 46). و اخرجہ ابن ماجہ فی الزکاة، باب الصدقة علی ذي القرابة (الحديث 1834) محصراً. و الحديث عند الترمذی فی الزکاة، باب ما جاء فی الزکاة الحلی (الحديث 636). تحفة الاشراف (15887).

علیہ وسلم کی یہ عظمت و ہیبت (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بدخلتی اور خشونت کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ یہ تو اللہ داد تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت و ہیبت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم کا سبب بنایا تھا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ ان کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بتائیں تو انہیں ان کی اس خواہش کا احترام کرنا چاہئے تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان سے ان عورتوں کا نام پوچھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بناء پر ان کے لئے یہ ہی ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان کا نام بتا دیں چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ حدیث کی وضاحت تھی اب اصل مسئلہ کی طرف آئیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا کوئی عورت اپنے خاوند یا کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوٰۃ کا مال دے سکتا ہے یا نہیں۔ لہذا اس بارے میں تو بالاتفاق تمام علماء کا یہ مسلک ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوٰۃ کا مال نہ دے مگر اس کے برعکس صورت میں امام ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو اپنی زکوٰۃ کا مال نہ دے کیونکہ مرد کے منافع اور مال میں عادتاً اکثر دونوں ہی شریک ہوتے ہیں اس طرح کوئی عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ کا مال دے گی تو اس مال سے خود بھی فائدہ حاصل کرے گی جو جائز نہیں ہوگا۔ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مرد کا اپنی بیوی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اسی طرح بیوی بھی اپنی زکوٰۃ کا مال اپنے خاوند کو دے سکتی ہے ائمہ کے اس اختلاف کی بنا پر کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس مذکور صدقہ سے صدقہ نفل مراد ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اس سے صدقہ نفل بھی مراد ہو سکتا ہے اور صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ کو بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

اواماد پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے میں میرے لئے ثواب ہے کہ نہیں در آنحالیکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان پر خرچ کرو جو چیز تم ان پر خرچ کر دو گی اس کا تمہیں ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 432)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے ان کے عقد میں تھیں، ابو سلمہ سے ان کے کئی بچے ہوئے عمر زینب اور درہ، جب ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ ابو سلمہ سے ان کے جو بچے تھے وہ ان کے اخراجات میں انہیں کچھ دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ان کو میں جو کچھ دیتی ہوں آیا اس کا ثواب بھی مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ لہذا اس صورت میں بیٹوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے مراد ہوں گے جو ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے تھے یا یہ بھی احتمال ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری بیوی کے کچھ بچے ہوں گے ام سلمہ نے ان پر مال خرچ کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس صورت میں بیٹوں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بیٹے مراد ہوں گے۔

باب الْمَسْأَلَةِ

یہ باب مانگنے کے بیان میں ہے

2583 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحْتَرِمُ أَحَدُكُمْ حُرْمَةَ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَسْأَلُ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

کوئی شخص اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھالا دکر پھر اُسے فروخت کرے تو اُس کے لیے یہ اُس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے مانگے اور وہ دوسرا شخص اُسے کچھ دے یا نہ دے۔

2584 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكِيمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مَرْعَةٌ مِنْ لَحْمٍ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

آدمی مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کے چہرے پر معمولی سا گوشت بھی نہیں ہوگا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے ایسی چیز کی موجودگی میں سوال کرے جو اسے مستغنی بنادینے والی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے منہ پر اس کا سوال بصورت خموش یا کدو یا کدوچ ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! مستغنی بنانے والی کیا چیز ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث: 345)

خموش جمع ہے خموش کی، خدو جمع ہے خدو کی اور کدو جمع ہے کدو کی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہیں بایں طور کہ ان سب کے معنی کا حاصل زخم ہے گویا حدیث میں لفظ اوراوی کا شک ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں میں سے کوئی ایک لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں الفاظ متباہن ہیں یعنی ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں خموش کے معنی ہیں لکڑی کے ذریعے کھال چھیلنا، خموش کے معنی ہیں ناخن کے ذریعے کھال چھیلنا اور

2583 - أخرجه البخاري في البيوع، باب كسب الرجل و عمله يده (الحديث 2074)، وفي المسافة، باب بيع الحطب و الكلا، الحديث

(2374) - و أخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسألة للناس (الحديث 107)، تحفة الاشراف (12930).

2584 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب من سأل الناس تكثراً (الحديث 1474) - و أخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسألة للناس

(الحديث 103 و 104)، تحفة الاشراف (6702).

کدھ کے معنی ہیں، انتوں کے ذریعے کھال اتارنا، گویا اس طرح قیامت کے روز سالکین کے تفاوت احوال کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص کم سوال کرے گا اس کے منہ پر ہلکا زخم ہوگا، جو شخص بہت زیادہ سوال کرے گا اس کے منہ پر بہت گہرا زخم ہوگا جو شخص سوال کرنے میں درمیانہ درجہ اختیار کرے گا اس کے منہ پر زخم بھی درمیانی درجے کا ہوگا۔

2585 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَسْطَكُمِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَلِيفَةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أَسْكُفَةِ الْبَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَنَى أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا".

☆☆ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کچھ مانگا، آپ ﷺ نے وہ چیز اسے عطا کر دی، جب اس شخص نے دروازے کی چوکت پر اپنا پاؤں رکھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ دوسرے سے مانگنے میں کتنی خرابی ہے تو کوئی بھی شخص کسی دوسرے سے کچھ مانگنے کے لیے اس کے پاس چل کر نہ جائے۔

باب سُؤَالِ الصَّالِحِينَ -

یہ باب نیک لوگوں سے مانگنے کے بیان میں ہے

2586 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِي عَنْ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ أَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "لَا وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاَسْأَلِ الصَّالِحِينَ".

☆☆ حضرت فراسی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے گزارش کی: یا رسول اللہ! میں کچھ مانگ لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! اگر تم نے ضرور کچھ مانگنا ہو تو نیک لوگوں سے مانگنا۔

باب الْإِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ -

یہ باب مانگنے سے بچنے کے بیان میں ہے

2587 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفَدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ "مَا

2585 - مفردہ نسائی - تحفة الاشراف (5060) -

2586 - أخرجه ابن دازد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1646) - تحفة الاشراف (15524) -

يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ لَنْ اَذْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعْفَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَلَّ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أَكْبَرُ
أَحَدَ عَطَاءٍ هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کچھ انصاریوں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا آپ نے انہیں عطا کر دیا انہوں نے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر عطا کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ بھی موجود تھا وہ ختم ہو گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو بھی بچا ہوا ہے
چیز موجود ہوگی میں تم لوگوں سے چھپا کر اسے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا جو شخص مانگنے سے بچنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے
مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ جو شخص میرے کام لے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کرے گا اور کسی بھی شخص کو ایسی کوئی بھی چیز نہیں دے
جو میرے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ وسیع ہو۔

2588 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْنٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى
ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ"

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص اپنی رشی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر باندھ
کر (اسے جا کر فروخت کر دے) یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
(مال وغیرہ) عطا کیا ہو اور وہ اُس شخص سے کچھ مانگے تو وہ دوسرا شخص اسے کچھ دے یا اسے نہ دے۔

باب فَضْلُ مَنْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو لوگوں سے کچھ مانگتا نہیں

2589 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُلَيْبٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَضْمَنْ لِي وَاجِبًا
وَلَهُ الْجَنَّةُ" قَالَ يَحْيَى هَذَا كَلِمَةٌ مَعْنَاهَا أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا

★★ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے اُسے جنت نصیب ہوگی۔

2587- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستغفار عن المسألة (الحديث 1469)، وفي الرقاق، باب الصبر عن محارم الله (الحديث 6470).

و أخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل التقف والصبر (الحديث 124). و أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في الاستغفار (الحديث 1644).

و أخرجه الترمذي في البر والصلة، باب ما جاء في الصبر (الحديث 2024). تحفة الاشراف (4152).

2588- أخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستغفار عن المسألة (الحديث 1470). تحفة الاشراف (13830).

2589- أخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب كراهية المسألة (الحديث 1837) بحواه، تحفة الاشراف (2098).

یہی نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں ایک کلمہ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص لوگوں سے کچھ مانگے گا نہیں۔

2590 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِلثَّلَاثَةِ رَجُلٍ أَصَابَتْ مَالَهُ جَائِعَةٌ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمِيسِكَ وَرَجُلٍ تَحْمَلُ حِمْلًا فَيَسْأَلُ حَتَّى يُؤَدَّى إِلَيْهِمْ حِمْلَتَهُمْ ثُمَّ يُمِيسِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَرَجُلٍ يُخْلِفُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ مِنْ قَرِبِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَابِ بِاللَّهِ لَقَدْ خَلَّتِ الْمَسْأَلَةُ لِثَلَاثٍ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمِيسِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَمَا يَوَىٰ ذَلِكَ سُخْتُ" .

☆ ☆ حضرت قبیسہ بن مخارق رضی اللہ عنہ مانگنا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے درست ہے ایک وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت لاحق ہو جائے (جس کے نتیجے میں اُس کا مال برباد ہو جائے) وہ شخص مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کے پاس اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال اکٹھا ہو جائے پھر وہ مانگنے سے رُک جائے گا۔
(دوسرا) وہ شخص ہے جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لیتا ہے تو اس بارے میں مانگے یہاں تک کہ اُس ادائیگی کو ادا کر دے تو پھر مانگنے سے رُک جائے گا۔

(تیسرا) وہ شخص جس کی قوم سے تعلق رکھنے والے تین تجربہ کار لوگ اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر یہ کہیں: اس شخص کے لیے مانگنا جائز ہو گیا ہے تو ایسا شخص مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال مل جائے تو پھر وہ شخص بھی مانگنے سے باز آ جائے گا اس کے علاوہ (مانگ کر کچھ لینا) حرام ہے۔

مانگنے کی یہ جائے خود کسب کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کسی چیز کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ صرف ایک سوئی سی کھلی ہے جس میں سے کچھ حصہ اوڑھتا ہوں اور کچھ حصہ بچھا لیتا ہوں اس کے علاوہ ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ ان چیزوں کو کون خریدتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدنے کے لئے تیار ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چیزوں کو ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو یا تین بار فرمایا ایک شخص نے کہا کہ میں ان چیزوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دیں اور اس سے دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور اس سے فرمایا کہ اس میں سے ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ وہ شخص

کلباڑی خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلباڑی میں اپنے دس مبارک سے ایک مضبوط لکڑی لگا دی اور پھر اس سے فرمایا کہ اسے لے کر جاؤ لکڑیاں کاٹ کر جمع کرو اور انہیں فروخت کرو، اب اس کے بعد میں تمہیں پندرہ دن تک یہاں نہ دیکھوں یعنی اب یہاں نہ رہو جا کر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور محنت کرو چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو کہیں وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا درہم اب وہ دس درہم کا مالک تھا، اس نے ان درہموں میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ خریدا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کی اس تبدیلی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ صورت حال تمہارے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ کل قیامت کے دن تم اس حالت میں آؤ کہ تمہارے سوال تمہارے منہ پر برے نشان یعنی زخم کی صورت میں ہو اور یہ یاد رکھو کہ صرف تین طرح کے لوگوں کو سوال کرنا مناسب ہے ایک تو اس محتاج کے لئے کہ جس کو مفلسی نے زمین پر گر ادیا ہو دوسرے اس قرض دار کے لئے جو بھاری اور عدم ادائیگی کی صورت میں ذلیل کرنے والے قرض کے بوجھ سے دبا ہو اور تیسرے صاحب خون کے لئے جو درد پہنچائے یعنی اس شخص کے لئے جس پر دیت واجب ہو خواہ اس نے خود کسی ناحق خون کیا ہو اور اس کا خون بہا اس کے ذمہ ہو یا کسی دوسرے شخص نے کوئی خون کر دیا ہو اور اس کی دیت اس نے اپنے ذمہ لی ہو مگر اس کی ادائیگی کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ اس خون بہا کے بقدر کسی سے مانگ کر ادائیگی کر دے۔ البوداؤد اور ابن ماجہ نے اس روایت کو یوم القيامة تک نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث 349)

باب حَدِّ الْغَنَى .

یہ باب خوشحال ہونے کی حد میں ہے

2591 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ

جَبْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَانَتْ خُمُوشًا أَوْ كُنْزًا وَخَافِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَاذَا يُغْنِيهِ أَوْ مَاذَا أَغْنَاهُ قَالَ "خُمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ حَسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ".

قَالَ يَحْيَى قَالَ سُفْيَانُ وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص کچھ مانگے حالانکہ اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اس کے لیے کفایت کرتا ہو تو جب قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کے چہرے میں خراشیں ہوں گی۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) زخم ہوں گے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کفایت

2591- أخرجه أبو داود في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الفتي (الحديث 1626). وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء من تحل له زكاة، الحديث 650 و 651. وأخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب من سأل عن ظهر غنى (الحديث 1840) نحة الاشراف (9387).

سے مراد کیا ہے؟ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ کیا چیز ہے جو اُسے کفایت کر جائے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پچاس درہم یا اُس کے حساب سے سونا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

باب الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ .

یہ باب مانگنے میں اصرار کرنے کے بیان میں ہے

2592 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ قَعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُلِحُّوا فِي الْمَسْأَلَةِ وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ فَيَبَارِكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ".

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مانگنے میں اصرار نہ کرو اور کوئی شخص مجھ سے کوئی ایسی چیز نہ مانگے جسے میں ناپسند کرتا ہوں کیونکہ میں اُسے جو کچھ دوں گا اُس میں اُس کے لیے برکت رکھ دوں گا۔

باب مَنِ الْمُلِحُّ

یہ باب ہے کہ اصرار کرنے والا شخص کون ہوگا؟

2593 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلِحُّ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے پاس چالیس درہم موجود ہوں اور پھر بھی وہ مانگے تو وہ اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔

2594 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَرَّحْتَنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ وَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ "مَنْ اسْتَعْنَى أَغْنَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اسْتَعْفَى أَغْفَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةٌ أَوْ قِيَّةٌ فَقَدْ آلَحَفَ". فَقُلْتُ نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ خَيْرٌ مِنْ أَوْقِيَّةٍ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ.

☆☆ عبدالرحمن بن ابوسعید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے میری والدہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

2592- اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب الہی عن المسألة (الحديث 99). تحفة الاشراف (11446).

2593- الفردية النسائي. تحفة الاشراف (8699).

2594- اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب من يعطى من الصدقة، وحده العمی (الحديث 1628) بنحو مختصراً. تحفة الاشراف (4121).

بھیجا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: جو شخص بے نیاز رہنے کا آرزو مند ہوگا اللہ تعالیٰ اُسے (مانگنے سے) بے نیاز رکھے گا جو شخص مانگنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اُسے مانگنے سے بچائے گا جو شخص کفایت کا طلبگار ہوگا اللہ تعالیٰ اُسے کفایت نصیب کرے گا جو شخص (دوسرے سے کچھ مانگے) حالانکہ اُس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت (کے برابر رقم یا کوئی چیز) موجود ہو تو وہ شخص اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔ میں نے سوچا کہ میری اونٹنی یا تو تیرے ایک اوقیہ سے زیادہ قیمتی ہے تو میں واپس آ گیا اور میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ نہیں مانگا۔

باب إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمٌ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کے پاس درہم موجود نہ ہوں لیکن اُس کے پاس اُن کے برابر (کوئی چیز ہو)

2595- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قَرَأَهُ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَيْعِ الْغُرَقَةِ فَقَالَتْ لِيْ أَهْلِيْ أَذْهَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُّهُ لَنَا شَيْئًا نَّأْكُلُهُ . فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ" .

قَوْلِي الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ لَعَنِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّهُ لَيُغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيهِ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أَوْقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ الْحَالِفُ" . قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لِلْفَحْصَةِ لَنَا خَيْرٌ مِّنْ أَوْقِيَّةٍ - وَالْأَوْقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا - فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ .

☆ ☆ عطاء بن یسار بنو اسد سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: میں اور میری بیوی بقیع غرقہ میں ٹھہرے میری بیوی نے مجھ سے کہا: آپ اللہ کے رسول کے پاس جائیں اور اُن سے کچھ مانگیں تاکہ ہم اُسے کھا سکیں۔ تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے جب وہ شخص آپ ﷺ کے پاس سے واپس گیا تو وہ بہت بے میں تھا اور کہہ رہا تھا: میری زندگی کی قسم! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شخص مجھ سے اس لیے ناراض ہے کیونکہ میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے جو شخص (کسی سے) کچھ مانگے حالانکہ اُس شخص کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر (قیمتی چیز موجود ہو) تو وہ شخص اصرار کرنے والے شمار ہوگا۔ وہ اسدی صحابی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سوچا میرے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو ایک اوقیہ سے زیادہ بہتر (یعنی زیادہ قیمتی) ہے۔

(ہاں!) کہتے ہیں: ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے۔

(وہ صحابی کہتے ہیں:) میں واپس آ گیا اور میں نے آپ ﷺ سے کچھ نہیں مانگا۔ اُس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت

میں کچھ ہو اور کچھ کشمش آئی تو وہ آپ نے ہم میں تقسیم کر دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوشحال کر دیا۔

خوشحال اور صحت مند طاقتور کا صدقہ لینا جائز نہ ہونے کا بیان

2596 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السُّرَيْي عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيِّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سِوَيَّ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

خوشحال شخص اور صحت مند طاقتور شخص (جو مزدوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو) کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

باب مَسْأَلَةِ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ .

یہ باب ہے کہ کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کا مانگنا

2597 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ بْنِ الْخَبَّارِ . أَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا اتَّيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلَانِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ فِيهِمَا الْبَصَرُ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَصَرُهُ - فَرَأَاهُمَا جُلْدَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنْ شِئْتُمَا وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيِّ وَلَا لِقَوِيِّ مُكْتَسِبٍ".

☆ ☆ عبید اللہ بن عدی بیان کرتے ہیں: دو صاحبان نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صدقہ کے مال میں سے کچھ مانگا تو نبی اکرم ﷺ نے اُن دونوں کا جائزہ لیا آپ نے اُن دونوں کو مضبوط دیکھا تو ارشاد فرمایا: اگر تم دونوں چاہو (تو میں تمہیں دے دیتا ہوں) تاہم اس میں کسی خوشحال شخص اور کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کے لیے کچھ نہیں ہے۔

باب مَسْأَلَةِ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ .

یہ باب حکمران سے کچھ مانگنے کے بیان میں ہے

2598 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَفْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَدَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بَدًّا".

☆ ☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2596- اخرجہ ابن ماجہ فی الزکاة، باب من سال عن ظہر غنی (الحديث 1839). تحفة الاشراف (12910).

2597- اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب من يعطى من الصدقة، وحده الغنى (الحديث 1633) بنحوه مختصراً. تحفة الاشراف (15635).

2598- اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1639). و اخرجہ الترمذی فی الزکاة. باب ما حاء فی الیہی عن

المسالة (الحديث 681). و اخرجہ النسائی فی الزکاة، مسألة الرجل في امر لا بد منه (الحديث 2599). تحفة الاشراف (4614).

مانگنا ایک خراش ہے جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے پر خراش ڈال لیتا ہے جو شخص چاہے وہ اپنے چہرے پر خراشیں ڈال لے اور جو چاہے وہ ایسا نہ کرے البتہ جب کوئی شخص کسی حکمران سے کچھ مانگتا ہے یا کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جس کی اسے انتہائی ضرورت ہو (تو اس کا حکم مختلف ہوتا ہے)۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے چند لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی دے دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا میں تم سے بچا کر اس کا ذخیرہ نہیں کروں گا اور یاد رکھو کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بری باتوں سے بچاتا ہے۔

اور اسے لوگوں کا محتاج نہیں کرتا اس طرح اس کی خودداری کو باقی رکھتا ہے، نیز جو شخص انتہائی معمولی چیز پر بھی قناعت کرتا ہے اور کسی سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قناعت آسان کر دیتا ہے اور جو شخص بے پردائی ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے پرواہ بنا دیتا ہے یعنی جو شخص دوسروں کے مال و زر سے بے پرواہ ہوتا ہے اور ہاتھ پھیلائے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا فرماتا ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صبر آسان کر دیتا ہے اور یاد رکھو کہ صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام عطا و بخشش میں صبر سب سے بہتر عطاء ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 341)

باب مَسْأَلَةِ الرَّجُلِ فِي أَمْرِ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ

یہ باب ہے کہ آدمی کا کوئی ایسی چیز مانگنا جس کی اسے انتہائی ضرورت ہو

2599 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمَسْأَلَةُ كَذَّةٌ يَكْذُ بِهَا الرَّجُلُ وَجَهَةٌ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ".

☆ ☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مانگنا ایک زخم ہے جس کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو خراب کر لیتا ہے البتہ اگر کوئی شخص حکمران سے مانگتا ہے اور کسی ایسی صورت حال میں مانگتا ہے جب اسے انتہائی ضرورت ہو تو (حکم مختلف ہوگا)۔

2600 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ

2599-تقدم (الحديث 2598) .

2600-أخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستغفار عن المسألة (الحديث 1472) مطولا . نسخة الاشراف (3431) .

حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَکِیْمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْرَةٌ حُلُوةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بَارَكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارَكَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى".

☆ ☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا آپ نے مجھے وہ عطا کر دیا میں نے آپ ﷺ سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا میں نے آپ سے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر عطا کر دیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ وصول کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2601 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْرَةٌ حُلُوةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بَارَكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ النَّفْسِ لَمْ يَبَارَكَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى".

☆ ☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا آپ نے مجھے عطا کر دیا میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے پھر عطا کر دیا میں نے آپ سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے اور جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اُس کی مثال اُس شخص کی مانند ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2602 - أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ حُلُوةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بَارَكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارَكَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي

يَا كُلُّ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى“ قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَعْتِكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَزَا أَحَدًا بَعْدَكَ حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا، آپ نے مجھے عطا کر دیا، پھر میں نے آپ سے مانگا، آپ ﷺ نے پھر عطا کر دیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال بیٹھا ہوتا ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے، اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس ایک شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! آپ کے بعد اب میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں (یعنی مرتے دم تک اب نہیں کروں گا)۔

باب مَنْ آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ .

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کو مانگے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی مال عطا کر دے

2603 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ

اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا فَأَذَيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَنِي بِعَمَالَةٍ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ . فَقَالَ خُذْ مَا أَعْطَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ" .

☆☆ بسر بن سعید ابن ساعدی مالکی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے زکوٰۃ کا عامل مقرر کیا، جب میں اُس سے فارغ ہوا اور میں نے ساری رقم اُن کو ادا کر دی تو انہوں نے مجھے معاوضہ دینے کی ہدایت کی، میں نے اُن سے گزارش کی کہ میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو تمہیں دے رہا ہوں، تم وصول کر لو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں میں نے بھی اسی طرح ایک کام کیا تھا اور میں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں وہی گزارش کی تھی جو تم نے کی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: جب کوئی

2603- اخرجہ البخاری فی الاحکام، باب رزق الحاكم و العاملين علیہا (الحديث 7163) بسحوه . و اخرجہ مسلم فی الزکاة، باب اباہ

الاحد لمن اعطى من غير مسألة ولا اشراف (الحديث 111 و 112) . و اخرجہ ابو داؤد فی الزکاة، باب فی الاستعفاف (الحديث 1647) و

اخرجہ النسائی فی الزکاة، من آتاه الله عز وجل مالا من غير مسألة (الحديث 2604 و 2605 و 2606) مطولا و الحديث عند ابي داؤد

الحراج و الامارة و الفی، باب فی اوراق العمال (الحديث 2944) . تحفة الاشراف (10487) :

چیز مانگے بغیر تمہیں دی گئی ہو تو تم (اُسے وصول کرلو) اُسے کھاؤ بھی اور صدقہ بھی کرو۔

2604 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَرِيذٍ عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَعْمَلُ عَلَى عَمَلٍ مِنَ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ فَتُعْطِي عَلَيْهِ عُمَالَةً فَلَا تُقْبَلُهَا قَالَ أَجَلُ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمَالَ قَاقُولَ أَعْطِيهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي وَهُوَ أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِيهِ مَنْ هُوَ أَخْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي . فَقَالَ "مَا أَتَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هَذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا لَا فَلَاتُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆ ☆ عبد اللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ شام سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم کوئی سرکاری فرائض سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے قبول نہیں کیا تو عبد اللہ نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں، میں بڑا خوشحال ہوں، میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے مال دیا تھا تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ آپ یہ اس شخص کو دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو ایک مرتبہ آپ نے مجھے کچھ عطا کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ یہ آپ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جو مال تمہیں مانگے بغیر اور لالچ کے بغیر عطا کر دیتا ہے اُسے لے لو اُسے اپنے استعمال میں لاؤ یا اُس کو صدقہ کر دو اور جو اس کے علاوہ ہو اُس کا لالچ نہ کرو۔

2605 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَرِيذٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدِّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ رَدَدْتَهَا فَقُلْتُ بَلَى . فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَا تُرِيدُ إِلَيَّ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِي أَفْرَاسٌ وَأَعْبُدٌ وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ . فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْعَطَاءَ قَاقُولَ أَعْطِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ مَا حَالَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَاتُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆ ☆ عبد اللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم

نے واپس کر دیا میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا مقصد کیا تھا؟ میں نے گزارش کی کہ میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں، میں خوشحال ہوں، میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی ادائیگی کی تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اُسے دے دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے لو اور اسے اپنے استعمال میں لاؤ یا اسے صدقہ کرو اس طرح کا جو مال تمہارے پاس آتا ہے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو یا تم نے اُسے مانگا نہ ہو تو اُسے وصول کر لو اور جو ایسا نہ ہو اُس کی طرف توجہ نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2606 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَاسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ حُوَيْطَبَ بْنَ عَبْدِ الْعَزَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَخْبَرَ أُمَّكَ تَلِيَّ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا قَالَ فَقُلْتُ بَلَى . قَالَ فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ فَقُلْتُ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيَنِ الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَانَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبد اللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے اُسے ناپسند کیا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کے ذریعے کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں، میں خوشحال ہوں، میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح کی کوئی بخشش عطا کی میں نے گزارش کی کہ آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے لو اسے استعمال کرو یا اسے صدقہ کرو تمہارے پاس اس طرح سے جو مال آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو جس کو تم نے مانگا نہ ہو تو اُسے وصول کر لو اور جو ایسا نہ ہو تم اپنی توجہ اُس کی طرف مبذول نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2607 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

2606-تقدم (الحديث 2603) .

2607-اخرجه البخاري في الزكاة، باب من اعطاه الله شيئاً من غير مسألة ولا اشراف نفس (الحديث 1473)، وفي الاحكام، باب رزق الحاكم والعاملين عليها (الحديث 7164) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحه الاخذ لمن اعطى من غير مسألة ولا اشراف (الحديث 110) . نسخة الاشراف (10520) .

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي .
فَقَالَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَانَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَاتُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ ہمیں جو بخشش دیتے تھے میں یہ گزارش کرتا تھا کہ آپ یہ اسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے کوئی مال دیا تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو یا صدقہ کر دو اس طرح سے جو مال تمہارے پاس آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو اور تم نے مانگا بھی نہ ہو تو اسے وصول کر لو اور جو اس طرح کا نہ ہو تم اس کے پیچھے نہ جاؤ (یا اس کا لالچ نہ کرو)۔

باب اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّدَقَةِ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آل کو صدقہ وصول کرنے کے کام پر مقرر کرنا

2608 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ سَوَادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو عَنِ ابْنِ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولَا لَهُ اسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ . فَأَتَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى يَلِكَ الْحَالِ فَقَالَ لَهُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَاذْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى آتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا "إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَةُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" .

☆ ☆ عبدالمطلب بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد ربیعہ بن حارث نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا تم دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ کی خدمت میں گزارش کرو: یا رسول اللہ! آپ ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کر دیں ابھی ہم وہیں پہنچے تھے اسی دوران حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں حضرات کو یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ تم میں سے کسی بھی شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر نہیں کریں گے۔ عبدالمطلب بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں اور فضل بن عباس ہم دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے

2608 - أخرجه مسلم في الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة (الحديث 167 و 168) مطولاً . وأخرجه أبو داود في المعراج ولامارة و الفقيه، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 2985) . تحفة الاشراف (9737) .

ارشاد فرمایا: یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل کے لیے اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

شرح

زکوٰۃ کو میل اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح انسان کا جسم میل اتارنے سے صاف ہو جاتا ہے اسی طرح زکوٰۃ نکالنے سے نہ صرف یہ کہ مال ہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ زکوٰۃ دینے والے کے قلب و روح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زکوٰۃ کا مال لینا حرام تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ لینے حرام ہے، خواہ وہ زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہوں یا محتاج و مفلس ہوں چنانچہ حنفیہ کا صحیح مسک بھی ہے۔

صدقہ اور ہدیہ میں فرق ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کی کوئی چیز لائی جاتی تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ اگر بتایا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بنی ہاشم کے علاوہ) اپنے دوسرے صحابہ سے فرماتے کہ کھا لو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ کھاتے اور اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ اسے تناول فرماتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 322)

صدقہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی محتاج و ضرورت مند کو از راہ مہربانی دیا جاتا ہے اور اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب ملے چونکہ صدقہ کا مال لینے والے کی ایک طرح سے ذلت اور کمتری محسوس ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطلقاً صدقہ لینا حرام تھا۔ ہدیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بڑے اور عظیم المرتبت شخص کی خدمت میں کوئی چیز از راہ تعظیم و تکریم پیش کرے۔ ہدیہ کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ دنیاوی طور پر اس کا تعلق طرفین سے ہوتا ہے بایں طور کہ جو شخص کسی کو کوئی چیز ہدیہ کرتا ہے تو وہ دنیا ہی میں اس کا اس طرح بدلہ بھی پاتا ہے کہ جسے اس نے ہدیہ دیا ہے وہ کسی وقت اسے بھی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر دیتا ہے جب کہ صدقہ میں اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آل رسول ﷺ کے لئے صدقہ و زکوٰۃ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی رکھی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نکالو! نکالو! (اور اس طرح فرمایا تاکہ) وہ اسے (منہ سے نکال کر) پھینک دیں پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ ہم بنی ہاشم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 320)

اما شعرت (کیا تم نہیں جانتے) اس جملے کا استعمال ایسے مواقع پر کیا جاتا ہے جب کہ نخی طب کسی واضح اور ظاہر امر کے برخلاف کوئی بات کہہ دیا کر رہا ہو خواہ مخاطب اس واضح امر سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو گویا اس جملے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ امر اتنا

واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود تم پر پوشیدہ کیسے ہے اور تم اس سے لاعلم کیسے ہو۔ بہر حال ظاہر ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو اس وقت بالکل ہی کسن تھے، انہیں ان سب باتوں کی کیا خبر تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود انہیں اس انداز سے اس لئے خطاب کیا تاکہ دوسرے لوگ اس کے بارے میں مطلع ہو جائیں اور انہیں بنی ہاشم کے حق میں صدقہ زکوٰۃ کے مال کی حرمت کا علم ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ نکتہ بھی ہاتھ لگا کہ والدین اور مربی پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو خلاف شرع باتوں اور غلط حرکتوں سے روکیں اسی وجہ سے حنفی علماء فرماتے ہیں کہ والدین کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو ریشم کے کپڑے (جو مردوں کے لئے ناجائز ہیں) اور سونے چاندی کا زیور پہنائیں۔

آل کی تعریف و تحقیق کا بیان

اہل و عیال کو کہتے ہیں اس کے معنی "تابعدار" بھی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ "اہل آل محمد" میں آل کے تعین کے سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "اہل محمد" سے مراد صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ آل سے مراد تابعدار مراد ہیں بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر مومن آل محمد میں سے ہے کسی نے کہا کہ ہر متقی مومن آل محمد میں شامل ہے یہ سب علماء کے اقوال ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعدار ہیں۔ گو بعض علماء نے "آل" کی تفسیر "اہل بیت" سے کی ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک "آل محمد" سے اہل بیت یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور "جنہیں بنی ہاشم" کہا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ "اہل بیت" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد شامل ہیں اور چونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ربط بھی ان سب سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بہت زیادہ تھا اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ "کما صلیت علی ابراہیم" میں صرف حضرت ابراہیم کی تخصیص کی گئی ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں، نیز یہ کہ اصول دین میں شریعت محمدی ان کے تابع ہے۔ "اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر" کا مطلب یہ ہے کہ "رب قدوس! تو نے ہمارے سرکار و سردار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف و فضیلت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بزرگی و بڑائی دی ہے اس کو ہمیشہ اور باقی رکھ! روایت کے آخری الفاظ الا ان مسلما لم یذکر الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم نے جو روایت نقل کی ہے اس کے پہلے اور دوسرے دونوں ہی درود میں "علی ابراہیم" کے الفاظ نہیں ہیں یعنی اس کے الفاظ اس طرح ہیں "کما صلیت علی آل ابراہیم" اور "کما بارکت علی آل ابراہیم"

باب ابنِ اُختِ القومِ منہم۔

یہ باب ہے کہ بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

قُرَّةَ أَسْمَعْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ". قَالَ نَعَمْ.

☆☆ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عیاش سے دریافت کیا: کیا آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2610 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

باب مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

2611 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَأَرَادَ أَبُو رَافِعٍ أَنْ يَتَّبِعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنْ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ".

☆☆ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کیا، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بھی اُس کے پیچھے جائیں (یعنی اُس سے زکوٰۃ لینے کا ارادہ کیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے اور قوم کا غلام بھی اُن کا ایک فرد ہوتا ہے (یعنی تمہارے لیے بھی اسے لینا مناسب نہیں ہے)۔

2609 - انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (1598) .

2610 - اخرجہ البحاري في المصاب، باب ابن اخت القوم منهم و مولى القوم منهم (الحديث 3528)، و في الغرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6762) . و اخرجہ مسلم في الزكاة، باب اعطاء المولدة لقرهم على الاسلام و نصير من قوي ايمانه (الحديث 133) مطرلاً و اخرجہ الترمذي في المصاب، باب في فضل الانتصار و قریش (الحديث 3901) مطرلاً . و الحديث عند البحاري في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المولدة لقرهم و غيرهم من الخمس و نحوه (الحديث 3146)، و في مآتب الانتصار، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (الحديث 4334)، و في الغرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6761) . تحفة الاشراف (1244) .

2611 - اخرجہ ابو داؤد في الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم (الحديث 1650) . و اخرجہ الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم و اهل بيته و مواليه (الحديث 657) . تحفة الاشراف (12018) .

باب الصَّدَقَةِ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے زکوٰۃ لینا حلال نہیں ہے

2612 - أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ "أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ" . فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ بَسَطَ يَدَهُ .

☆ ☆ بنہر بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کی جاتی تھی تو آپ اُس کے بارے میں دریافت کرتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا تحفہ ہے؟ اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اُسے نہیں کھاتے تھے اور اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ تحفہ ہے تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتے تھے۔

باب إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ .

یہ باب ہے کہ جب صدقے کی حیثیت تبدیل ہو جائے (تو حکم مختلف ہوگا)

2613 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَتَغْنَقَهَا وَأَنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلَا تَهَا فَلَكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِبَهَا وَأَغْنَقَهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" . وَخَبِرْتُ حِينَ أُغْنِقْتُ وَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هَذَا مِمَّا تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَكَانَ رُؤُوسُهَا حُرًّا .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اُس کے مالکان نے اُس کی دماء کی شرط رکھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اُسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ جب بریرہ آزاد ہو گئی تو اُسے اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں رہنا چاہتی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو یہ گزارش کی گئی کہ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اُس کے لیے صدقہ ہے اور تمہارے لیے

2612- احرجه الترمذي في الزكاة، الصدقة لا تحل للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 656) . تحفة الاشراف (11386) .

2613- احرجه البحاري في الزكاة، باب الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1493) ، وفي الطلاق، باب 17 . (الحديث 5284) ، وفي الفرائض، باب الولاء لمن اعتق وميراث اللقيط (الحديث 6751) بنحوه . واخرجه النسائي في الطلاق، باب حيار الامة لعن روجها حر (الحديث 3450) . والحديث عند البحاري في كفارات الايمان، باب اذا اعتق في الكفارة لمن يكون ولاؤه (الحديث 6717) . تحفة الاشراف (15930) .

ہدیہ ہے۔ (راوی کہتے ہیں: اُس خاتون کا شوہر آزاد شخص تھا)

مسئلہ تملیک کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کے متعلق تین احکام سامنے آئے پہلا حکم تو یہ کہ جب وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا (دوسرا حکم یہ کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میراث کا حق اس شخص کے لئے ہے جس نے آزاد کیا (تیسرا حکم یہ کہ ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو گوشت کی بانڈی پک رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے وہ بانڈی نہیں دیکھی جس میں گوشت ہے؟ یعنی جب گوشت پک رہا ہے تو وہ مجھے کیوں نہیں دیا گیا؟ عرض کیا گیا کہ بے شک بانڈی میں گوشت پک رہا ہے لیکن وہ گوشت بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 323)

حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ بریرہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اس کے سبب تین شرعی احکام نافذ ہوئے پہلا حکم تو یہ کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تو اسے اختیار دے دیا گیا کہ چاہے تو وہ اپنے خاوند کے جس کام میں غیث تھا کے نکاح میں رہے یا اس سے جدائی اور علیحدگی اختیار کر لے۔ یہ علماء کے یہاں "خیار عتق" کہلاتا ہے یعنی جو لونڈی کسی کے نکاح میں ہو تو آزاد ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ چاہے تو خاوند کے نکاح میں رہے چاہے اس سے جدائی اختیار کر لے لیکن حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لونڈی کو یہ اختیار اس وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کا خاوند غلام ہو حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کا خاوند خواہ غلام ہو خواہ آزاد ہو وہ دونوں صورتوں میں مختار ہوگی۔

بریرہ کا خاوند غلام تھا جب بریرہ نے آزاد ہونے کے بعد اس سے جدائی اختیار کر لی گویا اسے قبول نہیں کیا تو غیث بڑا ہی پریشان ہوا یہاں تک کہ وہ بریرہ کے عشق و فراق میں روتا اور فریاد کرتا پھر تاربا گھر بریرہ نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا اور اس سے علیحدہ ہی رہی۔ بریرہ کے سبب سے دوسرا حکم یہ نافذ ہوا کہ ولاء یعنی لونڈی کی میراث اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بریرہ ایک یہودی کی لونڈی تھی جس نے اسے مکاتب کر دیا تھا یعنی یہودی نے اسے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تو اتنے درہم دے دے گی تو آزاد ہو جائے گی جب بریرہ مطلوبہ تعداد میں درہم فراہم کرنے سے عاجز ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ اگر وہ کچھ دے دیں تو اپنے مالک کو دے کر آزادی کا خلعت زیب تن کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اپنے مالک سے پوچھ اگر وہ تجھے بیچے تو میں خریدے لیتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش بیان کی وہ فروخت کرنے پر تیار ہو گیا مگر اس نے یہ بھی کہا کہ میں اس شرط پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ولاء یعنی بریرہ کی میراث کے ہم حقدار ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہودی اس طرح کہتے ہیں اور ان کی یہ شرط ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی غلط کہتے ہیں اور بکو اس کرتے ہیں میراث کا حق اسی کو ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا تم اس سے خریدو

آزاد کر دو اس کی میراث تمہارے لئے ہوگی، یہودیوں کی یہ شرط باطل ہے۔

تیسرا حکم جو بریرہ کے سبب سے نافذ ہوا اس کا ذکر حدیث کے آخر میں کیا گیا ہے اس کا حاصل اور مطلب یہ ہے کہ اگر مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کا مال دیا جائے اور مستحق زکوٰۃ وہ مال لے کر ایسے شخص کو دے دے جو زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے تو اس کے لئے یہ مال حلال و جائز ہوگا کیونکہ زکوٰۃ دینے والے نے تو ایک صحیح شخص اور مستحق کو مال دے دیا اور وہ مال اس مستحق زکوٰۃ کی ملکیت ہوگا اب وہ جس شخص کو بھی اپنا مال دے گا جائز اور درست ہوگا اصطلاح میں اسے "تملیک" کہا جاتا ہے جو جائز اور حلال ہے۔

باب شراء الصدقة

یہ باب صدقے کو خرید لینے کے بیان میں ہے

2614 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ سَيْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ وَارْدَتْ أَنْ أَبْتَاغَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَانِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَانِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَفُودُ فِي قَيْبِهِ".

☆ ☆ زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا، جس شخص کو وہ گھوڑا دیا تھا اُس نے اُس کو ضائع کیا تو میں نے اُس سے اُس گھوڑے کو خریدنے کا ارادہ کیا، میرا یہ خیال تھا کہ اُسے فروخت کرنے والا کم قیمت میں اُسے دیدے گا، میں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اُسے نہ خریدو اگرچہ وہ ایک درہم کے عوض میں تمہیں یہ دے رہا ہو، کیونکہ صدقے کو واپس لینے والا شخص اُس کتے کی مانند ہے جو اپنی تے کو چاٹ لیتا ہے۔

صدقہ واپس لینے والے کی مثال کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بہنو کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ تحفہ دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی تے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری مثال سے تشبیہ دیئے جائیں۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 233)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عز و شرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلیٰ اصول اور شرافت و تہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت و قوم کے کسی بھی فرد کے

2614- أخرجه البخاري في الزكاة، هل يشتري صدقته (الحديث 1490)، وفي الهبة، باب لا يحل لأحد أن يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2623)، و باب إذا حمل رجل على فرس فهو كالعمرى و الصدقة (الحديث 2636) مختصراً، باب الجعائل و الحملان في السبل (الحديث 2970) مختصراً، و في الجهاد، باب إذا حمل على فرس فرأها تباع (الحديث 3003). و أخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة شراء الاسان ما تصدق به ممن تصدق عليه (الحديث 1 و 2). و أخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الرجوع في الصدقة (الحديث 2390) مختصراً. نعمة لاشرايف (10385).

لئے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔ اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وقفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتابی تے چالٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہدیہ کرے اور پھر اسے واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونے والا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔ یہاں مذکور یہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز دے کر واپس لے لینا بے مروتی اور غیر پسندیدہ بات ہے۔

لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنیوالی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔

صدقہ والی چیز کو خریدنے کی ممانعت کا بیان

2615 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَاهَا تُبَاعُ فَأَرَادَ شِرَائَهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعْرِضْ فِي صَدَقَتِكَ".

☆ ☆ سالم بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا، پھر انہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت ہوتے دیکھا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا، نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اپنے دیئے ہوئے صدقے کی طرف توجہ نہ دو۔

2616 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنْبَأَنَا حُجَّيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

2615- أخرجه سمرقانی في الزكاة، باب ما جاء في كراهية المرد في الصدقة (الحديث 668). تحفة الاشراف (10526).

2616- أخرجه البخاري في الزكاة، باب هل يشتري صدقته (الحديث 1489). تحفة الاشراف (6882).

فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعْدُ فِي صَدَقَتِكَ".

☆ ☆ سالم بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا پھر انہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت کرتے ہوئے پایا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صدقے کو واپس نہ لو۔

2617 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرٌ وَبَزِيدٌ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عَتَابَ بْنَ أَبِيهِ أَنْ يَخْرِصَ الْعِنَبَ فَتَوَدَّى زَكَاةُ زَيْبًا كَمَا تَوَدَّى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

☆ ☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ انگوروں کا اندازہ لگائیں اور ان کی زکوٰۃ کشمش کی شکل میں ادا کر دی جائے جس طرح کھجور کے درخت کی زکوٰۃ کھجوروں کی شکل میں ادا کر دی جاتی ہے۔



کتاب مناسک الحج

یہ کتاب مناسک حج کے بیان میں ہے

حج کے لغوی و شرعی معنی کا بیان

لغوی رو سے حج کا معنی قصد کرنا، زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ اصطلاح شریعت میں مخصوص اوقات میں خاص طریقوں سے ضروری عبادات اور مناسک کی بجا آوری کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، کعبہ اللہ کا طواف کرنا اور میدان عرفات میں ٹھہرنا حج کہلاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے حج کے معنی ہیں کسی با عظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں قیام انہیں خاص طریقوں سے جو شارع نے بتائے ہیں اور اسی خاص زمانے میں جو شریعت سے منقول ہے، حج کہلاتا ہے۔ حج دین کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک عظیم القدر ستون ہے جن پر اسلام کے عقائد و اعمال کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرض کہا جاتا ہے) قرآن مجید سے اسی طرح صراحت کے ساتھ ثابت ہے جس طرح زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے، جس کے لفظی معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔

(ابن منظور افریقی، سان العرب، 3: 52)

حج کے مقررہ دنوں کے علاوہ بھی کسی وقت مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عمرہ سے مراد شرائط مخصوصہ اور افعال خاصہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔

(الجزیری، الفقہ علی المذاهب الاربعہ، 1: 1121)

حج کی وجہ تسمیہ کا بیان

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں۔ عرب کے ہاں حج معلوم و مشہور تھا، اور جب اسام آیا تو انہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا۔

(تفسیر القرطبی (2/92) احکام القرآن لابن العربی، ج 1 ص 181)

ملا علی قاضی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کے اصل معنی ارادے کے ہیں، کسی چیز کا ارادہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے "حججت الشنی"۔ شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی ازراہ تعظیم مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرنے کا نام حج ہے۔

حج "ح" کے زیر اور "ح" کے زیر دونوں طرح یہ لفظ نقل کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں بھی دونوں طریقوں پر قرات جائز ہے۔ (عمدة القاری، ج ۱۳، ص ۱۷۲، بیروت)

حج کی اہمیت و فضیلت کا بیان

(۱)۔ حج اسلامی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔ (۲)۔ حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم)
 (۳)۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ) (۴)۔ حج محتاجی کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھیٹی لوہے کے میل کو
 (ترمذی)۔ (۵) حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی) (۶)۔ حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار
 کرے اس کی بھی (طبرانی) (۷)۔ حاجی اپنے گھروالوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ (بخاری) (۸)۔ حاجی اللہ کے وفد
 ہیں، اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا اللہ نے انہیں دیا۔ (بخاری) (۹)۔ حاجی کے لیے دنیا میں عافیت ہے اور
 آخرت میں مغفرت۔ (طبرانی) (۱۰)۔ جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے
 گا، اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بلا حساب جنت میں جائے گا۔ (دارقطنی)
 (۱۱)۔ جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو
 واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔ (طبرانی)

(۱۲)۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطہ دین کو مضبوط
 کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لیے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکام
 اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افراد مختلفہ کو ملت واحدہ بنا کر کلمہ توحید پر جمع کر دیا جائے۔

(۱۳)۔ حج میں سب کے لیے وہ سادہ بغیر سلا لباس جو ابو البشر سید آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی
 رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیئت اور ایک ہی سطح پر نظر
 آئیں اور چشم ظاہر بین کو بھی اتحاد و معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۱۴)۔ حج سے مقصود شہرت کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بحری، بری اور اب فضائی سفروں سے جو فوائد سمندروں،
 میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

(۱۵)۔ بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے۔ کانفرنس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے اجتماع سے

(۱۶) اور ایوان تجارت کا جو مقصود عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے وہ سب حج کے اندر ملحوظ ہیں۔

(۱۷)۔ آثار قدیمہ اور طبقات الارض کے ماہرین کو تاریخ عالم کے محققین کو، جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش

وطلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں۔

(۱۸)۔ حج کے مقامات عموماً پیغمبرانہ شان اور ربانی نشان کی جلوہ گاہ ہیں جہاں پہنچ کر اور جنہیں دیکھ کر ان مقدس روایات

کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آ جاتے ہیں۔ جو ان سے وابستہ ہیں الغرض محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جس شریعت کا صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بری خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام و عبادات کے دنیاوی و اخروی فوائد و اغراض خود بخود چشم حق بین کے سامنے آ جاتے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لیے حج کیا اور اس میں ہوس نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیوں شامل ہوتی ہیں، تو حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا بلند منارہ ہے۔

حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

عام مسلمان جو دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملتے، ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکبازی اور امن و سلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یہاں تک کہ بدن یا کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ اس وقت ہمہ تن صلح و آشتی اور مجسم امن و امان ہوتا ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے ”فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج“

یعنی حالت احرام میں نہ عورتوں کے سامنے شہوانی تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔

کیسا صریح حکم ہے کہ زمانہ حج میں حالت احرام میں اشارۃً یا کنایۃً بھی شہوانی خیالات زبان پر نہ مائے جائیں پھر حالت احرام میں جب متعدد جائز مشغلے مثلاً شکار ناجائز ہو جاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی معصیت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے، یونہی اس زمانہ میں مار پیٹ، ہاتھ پائی الگ ربی زبانی حجت و تکرار جو اکثر ایسے موقعوں پر ہو جایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔

اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے اپنوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

باب وجوب الحج

یہ باب وجوب حج کے بیان میں ہے

حج کی فرضیت کا بیان

2618 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ". فَقَالَ رَجُلٌ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتَّى أَعَادَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُضِيَ بِهَا فَرَوْنِي مَا تَرَكَتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے ایک شخص نے دریافت کیا: کیا ہر سال میں؟ تو نبی اکرم ﷺ خاموش رہے اُس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا اور اگر یہ لازم ہو جاتا تو تم اسے ادا نہیں کر پاتے جو چیز میں بیان نہیں کرتا ہوں تم مجھے اُس کے بارے میں ایسے ہی رہنے دیا کرو کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت (غیر ضروری) سوالات کرنے کی وجہ سے اور اُن نے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے جب میں تمہیں کسی چیز کے بارے میں حکم دوں تو تم اسے حاصل کر لو جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے (اُس پر عمل کرو) اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو تم اُس سے اجتناب کرو۔

2619 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَنَا مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَنَانٍ الدَّؤَلِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَالَ "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ". فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ كُلُّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْجَبَتْ ثُمَّ إِذَا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا تُطِيعُونَ وَلَكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے تو اقربع بن حابس تمہیں جنت میں لے جانے کی عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو نبی اکرم ﷺ خاموش رہے

2618 - أخرجه مسلم في الحج، باب فرض الحج مرة في العمر (الحديث 412). تحفة الاشراف (14367).

2619 - أخرجه ابو داود في الماسك، باب فرض الحج (الحديث 1721) بنحوه مختصراً وأخرجه ابن ماجه في الماسك، باب فرض التطوع (الحديث 2886) بنحوه مختصراً. تحفة الاشراف (6556).

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا پھر تم نے اس حکم کی فرمانبرداری نہیں کرنی تھی لیکن حج ایک ہی مرتبہ (فرض ہے)۔

حج کی فرضیت میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع سے محکم ہے۔ قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے جو اس کی اس راہ کی طاقت رکھتا ہو۔ اس آیت میں کلمہ ”علی“ جو ایجاب کے لئے آیا ہے۔ لہذا حج فرض ہے۔ جبکہ احادیث میں اس کی فرضیت میں کثیر احادیث موجود ہیں۔ جس طرح یہ حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات پر کہ اللہ کو ایک مانا جائے، نماز کے اہتمام پر، زکوٰۃ کی ادائیگی پر، رمضان کے روزوں پر اور حج پر۔ ایک آدمی نے پوچھا: حج اور رمضان کے روزے؟ انھوں نے کہا: نہیں، رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم ۱۶۰) (شرح الوکایہ، ج ۱، ص ۴۵۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس طرح ثابت ہے کہ ”لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے“ حدیث کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جن میں حج کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح کثیر احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

(المفنی، ج ۳، ص ۱۶۶، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج ارکان اسلام میں سے رکن ہے اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اور اس آیت ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا“ میں واو ترتیب کا تقاضہ نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے اس سے حج کے رکن ہونے کا استدلال کیا ہے۔ اور احادیث سے جو استدلال ہے اس کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ حج فرض ہے۔

(الجموع، ج ۴، ص ۷، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرانی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا“ اس آیت میں حکم کا وصفیت کے طریقے پر بیان ہونا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا حج فرض ہے۔ اور باقی دلائل اسی طرح ہیں جس طرح پہلے فقہاء مذاہب ثلاثہ کے ہیں۔ (ذخیرہ، ج ۲، ص ۱۶۷، بیروت)

قرآن کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ (البقرہ) اور تم اللہ کے لئے حج و عمرہ مکمل کرو۔

(۲) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (مل عمران، ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا

ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی زاد یعنی تو شہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا اس بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

(۳) وَ أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (الحج، ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دلی ادنیٰ پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں

(۴) فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ احْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا . فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (البقرہ، ۱۵۸)

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

(۵) وَ أَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ عَصِيتُمْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ الْيَوْمَ يَكْفُرُونَ بِالَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابِ آيِهِ . (التوبہ، ۳)

اور سنائی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو۔ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو۔ تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھا سکو گے۔ اور کافروں کو خوشخبری سناؤ در دناک عذاب کی۔ (کنز الایمان)

ان آیات میں حج کا بیان ہے اور ان میں جو آیت کا استدلال صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے وہ اور دیگر کئی آیات سے حج کی فرضیت ثابت ہے۔ لہذا اس کے ثبوت قطعیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس لئے حج فرض ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

احادیث کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ آیت قرآنی لانے کے بعد وہ حدیث لائے جس میں صاف صاف ”ان فريضة الله على عباده في الحج ادرکت ابی الخ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ اگرچہ یہ ایک قبیلہ شعم کی مسلمان عورت کے الفاظ ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ اس لحاظ سے یہ حدیث تقریری ہوگئی اور اس سے فرضیت حج کا واضح لفظوں میں ثبوت ہوا۔

(۲) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك زاداً وراحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهودياً او نصرانياً۔ امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

(۳) مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔

(۴) صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور نماز پڑھنا، اور زکوٰۃ دینا، اور بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۵) امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرچ اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میسر ہو (اور وہ تندرست بھی ہو) پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی شریف باب ما جاء من التعليق في ترك الحج)

یہ بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک بچے مرد مسلمان کے لیے ہو سکتی ہے۔ پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیروسیاحت میں ہزار ہا روپیہ برباد کر دیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان و اسلام کی خیر مانگی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتی الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ اور ریت و غل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔ لقد هممت ان ابعث رجالا الى هذه الامصار فيظروا كل من كان له جدة ولا يحج فيضربوا عليهم الجزية ما هم بمسلمين ما هم بمسلمين (نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۵۵) میری ولی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کے لیے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کر دیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول و بیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ بد نصیبی کیا ہوگی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بابا آدم علیہ السلام سینکڑوں مرتبہ پیدل سفر کر کے گئے۔

(۶) اخرج ابن خزيمة و ابو الشيخ في العظمة و الديلمني عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه

وسلم قال ان ادم اتى هذا البيت الف الية لم يركب قط فيهن من الهند على رجليه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا ملک ہند سے ایک ہزار مرتبہ پیدل چل کر حج کیا۔ ان تجوں میں آپ کبھی سواری پر سوار ہو کر نہیں گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ نم آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جہاں سے پیارا و بہتر گھر ہے اور یہ شہر بھی اللہ کے نزدیک احب البلاد ہے۔ اگر کفار قریش مجھ کو ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترمذی)

(۷) جب آپ مکہ شریف سے باہر نکلے تو پھر آپ نے اپنی سواری کا منہ مکہ شریف کی طرف کر کے فرمایا: واللہ انک لبحر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا اخرجت منک ما اخرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)
قسم اللہ کی! اے شہر مکہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شہر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔

(۸) امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه (ابن ماجہ ص 213)

جس نے پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔
(۹) حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کتر داتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ (ترغیب و ترہیب ص 1224)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص مکہ معظمہ سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔

(۱۱) امام بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج و عمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فقر کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔

(۱۲) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان پر حج فرض ہو جائے اس کو ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے۔ نہ معلوم کل کیا پیش آئے اے زفر صفت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش۔ میدان عرفات میں جب حاجی صاحبان اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر فرشتوں میں ان کی تعریف فرماتا ہے۔ (مسند احمد)

ابو یعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حاجی راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت حج کا بیان

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (الحج، ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دہلی اذنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

(۱) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں نا نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھینچے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

اور ہر شب جمعہ کو اربع اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا (مدارک و خازن واحمدی)

(۲) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اور یہ حکم ملا کہ اس گھر کے حج کی طرف تمام انسانوں کو بلا۔ مذکور ہے کہ آپ نے اس وقت عرض کی کہ باری تعالیٰ میری آواز ان تک کیسے پہنچے گی؟ جواب ملا کہ آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔ آپ نے مقام ابراہیم پر صفا پہاڑی پر ابو قیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو۔ پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی۔ یہاں تک کہ باپ کی پیٹھ میں اور ماں کے پیٹ میں جو تھے انہیں بھی سنائی دی۔ ہر پتھر درخت اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا با آواز لبیک پکارا۔ بہت سے سلف سے یہ منقول ہے، پھر فرمایا پیدل لوگ بھی آئیں گے اور سوار یوں پر سوار بھی آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲)

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جسے طاقت ہو اس کے لئے پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ پہلے پیدل والوں کا ذکر ہے پھر سواروں کا۔ تو ان کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور ان کی ہمت کی قدر دانی کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری یہ تمنا رہ گئی کہ کاش کہ میں پیدل حج کرتا۔ اس لئے کہ فرمان الہی میں پیدل دامن کا ذکر ہے۔ لیکن اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ سواری پر افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کمال قدرت و قوت کے پیادہ حج نہیں کیا تو سواری پر حج کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اقتدا ہے پھر فرمایا دور دراز سے حج کے لئے آئیں گے

خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا بھی یہی تھی کہ آیت (فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم) لوگوں کے دلوں کو اے اللہ تو ان کی طرف متوجہ کر دے۔ آج دیکھ لو وہ کونسا مسلمان ہے جس کا دل کعبے کی زیارت کا مشتاق نہ ہو؟ اور جس کے دل میں طواف کی تمنائیں تڑپ نہ رہی ہوں۔

اجماع امت سے فرضیت حج کا بیان

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف بدائع الصنائع میں حج کی فرضیت پر اجماع کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

”واما الإجماع: فلأن الأمة أجمعت على فرضيته“ یعنی تمام امت نے حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔

حج کے فرض ہونے کی شرائط کی وضاحت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاد راہ اور سواری۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سوال کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ حج واجب ہونے کی شرط کیا ہے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز تو زاد راہ بتایا جس کی مراد یہ ہے کہ اتنا مال و زر جو سفر حج میں جانے اور آنے کے اخراجات اور تاواپسی اہل و عیال کی ضروریات کے لئے کافی ہو اور دوسری چیز سواری بتائی جس پر سوار ہو کر بیت اللہ تک پہنچا جاسکے اگرچہ حج کے واجب ہونے کی شرطیں اور بھی ہیں مگر یہاں بطور خاص ان ہی دونوں چیزوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اصل میں یہی دو شرائط ایسی ہیں جو حج کے لئے بنیادی اور ضروری اسباب کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی تردید کرتی ہے ان کے ہاں اس شخص پر بھی حج واجب ہوتا ہے جو پیادہ چلنے پر قادر ہو اور تجارت یا محنت مزدوری کے ذریعہ سفر حج کے اخراجات کے بقدر روپے پیسے حاصل کر سکتا ہو۔

حج ان شرائط کے پائے جانے کے بعد فرض ہوتا ہے۔ (۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج فرض نہیں ہے (۲) آزاد ہونا، لونڈی غلام پر حج فرض نہیں ہے۔ (۳) عاقل ہونا، مجنون، مست اور بے ہوش پر حج فرض نہیں۔ (۴) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔ (۵) صحت مند و تندرست ہونا، بیمار، اندھے، لنگڑے، اپاہج پر حج فرض نہیں (۶) قادر ہونا یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ اور قرض سے زائد ہو اور اس کے زاد راہ اور سواری کے کرایہ و خرچ کے لئے کافی ہو جائے نیز جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے لئے بھی اس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کی واپسی تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔ (۷) راستے میں امن ہونا، اس بارے میں اکثر کا اعتبار ہے یعنی اگر اکثر لوگ امن و امان سے پہنچ جاتے ہوں تو حج فرض ہوگا، مثلاً اگر اکثر لوگ راستے میں ڈاکہ زنی وغیرہ سے لٹ جاتے ہوں یا کوئی ایسا دریا اور سمندر حائل ہو جس میں بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں اور اکثر ہلاک ہو جاتے ہوں یا راستے میں اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں حج فرض نہیں ہوگا، ہاں اگر یہ حادثات کبھی کبھی اتفاقی طور پر ہو جاتے ہیں تو پھر حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوگی (۸) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور

محرم کا موجود ہونا جب کہ اس کے یہاں سے مکہ کی دوڑی بقدر مسافت سفر یعنی تین دن کی ہو۔ اگر شوہر یا محرم ہمراہی میں نہ ہوں۔ تو پھر عورت کے لئے سفر حج اختیار کرنا جائز نہیں ہے اور محرم کا عاقل بالغ ہونا اور مجوسی و فاسق نہ ہونا بھی شرط ہے۔ محرم کا نفقہ اس عورت پر ہوگا جو اپنے اپنے ساتھ حج میں لے جائے گی۔ نیز جس عورت پر حج فرض ہو وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی محرم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے۔

اگر کوئی نابالغ لڑکا یا غلام احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو جائے یا آزاد ہو جائے اور پھر وہ حج پورا کرے تو اس صورت میں فرض ادا نہیں ہوگا! ہاں اگر لڑکا فرض حج کے لئے از سر نو احرام باندھے گا تو صحیح ہو جائے گا۔ لیکن غلام کا احرام فرض حج کے لئے اس صورت میں بھی درست نہیں ہوگا۔

باب وجوب العمرة

یہ باب وجوب عمرہ کے بیان میں ہے

2620 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّنَّ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ" .

☆☆ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں وہ حج کے لیے یا عمرے کے لیے جانے یا سواری پر سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لو اور عمرہ بھی کر لو۔

عمرہ کے لغوی معنی کا بیان

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں: عمرہ کا لغوی معنی ہے: زیارت اور اس کا شرعی معنی ہے: بیت اللہ کی زیارت کرنا عمرہ کرنا سنت ہے۔ اس میں میقات سے احرام باندھنا کعبہ کا طواف کرنا صفا اور مروہ میں سعی کرنا اور حلق یا قصر کرنا واجب ہے اور احرام باندھنا شرط ہے اور طواف کا اکثر حصہ فرض ہے۔ (مرآۃ الفلاح ص ۴۴۵ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البالی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ)

عمرہ کی شرعی حیثیت کا بیان

امام ابو الحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں عمرہ سنت ہے جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ فرض ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرہ فرض ہے۔ جس طرح حج فرض ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج فرض ہے جبکہ عمرہ تطوع (نفل) ہے۔ لہذا عمرے کو کسی وقت کے مقید نہیں کیا گیا۔ اور وہ غیر کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے جس طرح

2620 - أخرجه أبو داود في المناسك، باب الرجل يحج مع غيره (الحديث 1810) . وأخرجه الترمذي في الحج، باب من (الحديث 930) . أخرجه النسائي في مناسك الحج، العمرة عن الرجل الذي لا يستطيع (الحديث 2636) . وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج عن أبي إذا لم يستطيع (الحديث 2906) . تحفة الاشراف (11173) .

نات الحج میں ہے اور یہ نفل کی علامت ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کی تاویل یہ ہے کہ عمرہ اعمال کے ساتھ اسی طرح مقرر ہے جس طرح حج مقرر ہے۔ لہذا تعارض آثار کے ساتھ فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ اور فرمایا: عمرہ صرف طواف و سعی ہے اور اسے ہم نے باب التمتع میں ذکر کر دیا ہے اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہوا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ میں اس حج کے (ہر سال فرض ہونے کے سوال) کے بارے میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال حج کرنا) واجب (یعنی فرض) ہو جاتا تو یہ تم اس حکم پر عمل کر پاتے اور نہ تم اس کی استطاعت ہی رکھتے، حج پوری زندگی میں بشرط قدرت ایک ہی مرتبہ فرض ہے ہاں جو شخص ایک بار سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا (جس پر اسے بہت زیادہ ثواب ملے گا)۔ (احمد، نسائی، دارمی)

عمرہ واجب نہیں ہے بلکہ عمر بھر میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے عمرہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں ہے، جیسا کہ حج کے لئے ہے بلکہ جس وقت چاہے کر سکتا ہے اسی طرح ایک سال میں کئی مرتبہ بھی عمرہ کیا جاسکتا ہے، البتہ غیر قادرین کو ایام حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے ایام حج کا اطلاق یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق پر ہوتا ہے۔ عمرہ کا رکن طواف ہے اور اس میں دو چیزیں واجب ہیں ایک تو صفا و مروہ کے درمیان سعی اور دوسرے سر منڈوانے یا بال کتر وانا۔ جو شرائط اور سنن و آداب حج کے ہیں وہی عمرہ کے بھی ہیں۔

عمرے وجوب یا عدم وجوب میں فقہی مذاہب کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس بندے پر حج فرض ہے دونوں میں روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر عمرہ بھی واجب ہے۔ اور یہ ایک روایت حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، سعید بن مسیب، طاؤس، ثوری، اسحاق، مجاہد، حسن، ابن سیرین، شعبی رضی اللہ عنہم اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت امام مالک، ابو ثور اور اصحاب رائے نے اسی طرح کہا ہے۔ اور یہ حدیث پیش کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔ اس کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ کیونکہ عمرہ غیر موقت نسک ہے لہذا یہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سال میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے نزدیک (فقہاء مالکیہ) عمرہ واجب ہے کیونکہ دلیل یہ ہے "وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" (البقرہ، ۱۹۷) یہاں

عمرے کا عطف حج پر ڈالا گیا ہے۔ اور امر وجوب کا تقاضہ کرتا ہے اور معطوف علیہ اور معطوف حکم میں برابری کا تقاضہ کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمرہ قرینہ کتاب اللہ میں قرینہ حج میں سے ہے۔ حضرت رزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد گرامی بوڑھے ہیں جو حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بہر حال امام ترمذی کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اور اس قسم کی حدیث سے عمرے کا نفل ثابت نہیں ہوتا۔ علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس کی اسانید صحیح نہیں ہے۔ (المصنف، ج ۳، ص ۱۶۸، بیروت)

عمرے کے عدم وجوب میں فقہ حنفی کے دلائل کا بیان

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک اونٹ تھا مگر ابو معقل نے اس کو راہ خدا میں دے دیا تھا ہم بیمار ہوئے اور ابو معقل اسی بیماری میں فوت ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام معقل تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہ گئیں میں نے عرض کیا میں نے تیاری کر لی تھی لیکن ابو معقل انتقال کر گئے نیز ہمارے صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم حج کرتے مگر ابو معقل نے (مرتے وقت) وصیت کر دی کہ اس اونٹ کو راہ خدا میں دے دیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو اسی اونٹ پر حج کے لیے کیوں نہ نکلی کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ ہے خیر اب تو ہمارے ساتھ تیرا حج جاتا رہا پس تو رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب میں) حج کے برابر ہے ام معقل کہا کرتی تھیں کہ حج پھر حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں یہ فرمایا تھا (کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے) پتہ نہیں یہ حکم میرے لیے ہی خاص تھا یا عام تھا۔ (سنن ابوداؤد)

تخصیص اوقات سے فضیلت عمرہ سے عدم وجوب کا بیان

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔

حضرت عبداللہ بن ادنیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کیا ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی طواف کیا آپ نے نماز ادا کی تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی اور ہم (آڑ بن کر) آپ ﷺ کو اہل مکہ سے پوشیدہ رکھتے تھے کہ کوئی آپ کو ایذا نہ پہنچا سکے۔

حضرت دہب بن خہش فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ حضرت ہرم بن خہش بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

حضرت ابو معقل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ذی قعدہ میں عمرہ کیا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الحج)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر عمرہ فرض یا واجب ہوتا تو اس کی فضیلت تخصیص رمضان کے ساتھ حج کی طرح ثواب میں نہ ہوتی۔ ان احادیث سے تخصیص اوقات کی بناء پر اس کے ثواب کو حج کی طرح دیا جانا خود امر کی دلیل ہے کہ عمرہ فرض نہیں ہے اور اس کی فرضیت نہ تو علی الاطلاق ہے اور نہ ہی حج کی طرح فرضیت ہے۔ لہذا ہم فقہ حنفی کی پاسبانی کرتے ہیں یہ ضرور کہیں گے۔ دیگر فقہی مذاہب سے فقہ حنفی دلائل قوی ہیں اور شریعت اسلامیہ کے فقہی مسائل میں زیادہ قریب الی الشرع ترجہالی کرنے والے مسائل اسی فقہی مذہب میں ہے۔

عدم توقیت عدم فرضیت کی دلیل

فقہاء احناف کی یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ اگر عمرے کا شریعت میں حکم وجوبی ہوتا تو اس میں توقیت کی شرط ضرور ہوتی جبکہ عمرہ تمام سال میں جائز ہے۔ اور اس کے لئے توقیت کا نہ پایا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حرم شریف میں فرض ہونے والے حج اور اس عمرے میں ضرور افتراق ہے۔ اور یہی افتراق ہی اس کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔

تعارض آثار سقوط فرضیت کی دلیل

ہم فقہاء احناف کی یہ دلیل بھی قرائن فقہیہ کے سب سے زیادہ قریب ہے کہ دیگر مذاہب نے جس قدر عمرے کی فرضیت یا وجوب میں آثار ذکر کیے ہیں ان میں کثیر تعارض ہے جو عمرے کی فضیلت کو بیان کرنے والا ہے اس کے وجوب کو ثابت کرنے والا نہیں ہے۔ لہذا عمرہ فرض نہیں ہے بلکہ عمرہ سنت ہے۔

اہل مکہ پر عدم وجوب عدم فرضیت کی دلیل

ولیس علی اہل مکة عمرة نص عليه أحمد وقال : كان ابن عباس يرى العمرة واجبة ويقول : يا أہل مکة لیس علیکم عمرة إنما عمرتکم طوافکم بالبيت بهذا قال عطاء وطاوس : قال عطاء : لیس أحد من خلق الله إلا علیه حج وعمرة واجبان لا بد منهما لمن استطاع إليهما سبيلا إلا أہل مکة فإن علیهم حجة وليس علیهم عمرة من أجل طوافهم بالبيت ووجه ذلك أن ركن العمرة ومعظمها الطواف بالبيت وهم يفعلونه فاجزأ عنهم وحمل القاضي كلام أحمد على أنه لا عمرة علیهم مع الحجة لأنه يتقدم منهم فعلها في غير وقت الحج والأمر على ما قلناه .

عمرہ فرض نہیں لہذا وہ قرض بھی نہیں

جو علت میت کی طرف سے حج کے جائز ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ علت عمرہ میں نہیں پائی جائے۔ لہذا فوت شدہ کی طرف سے عمرہ کو فوت شدہ کی طرف سے حج پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق یا قیاس باطل یا غلط ہے! البتہ حج بدل کی طرح عمرہ بدل کیا جاسکتا ہے اس پر نص موجود ہے۔

اس پر حج فرض ہو گیا ہو لیکن وہ زندگی بھر حج نہ کر سکے تو اسکے اولیاء اسکے ترکہ میں سے جس طرح باقی قرض ادا کریں گے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا قرض حج بھی ادا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت کو قرض سے تشبیہ ادا کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي لَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَةً أَقْضُوا اللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ (صحيح بخاری بحباب الحج باب الحج والندور عن الميت)

عمرہ متعدد بار کرنے میں شوافع و حنابلہ کے دلائل

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عمرہ کے تکرار میں کوئی حرج نہیں، اور نبی ﷺ نے ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے پر ابھارا اور ان دونوں عمروں کے مابین وقت کی کوئی تحدید نہیں کی۔

ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں: سال میں کئی ایک بار عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، علی ابن عمر، ابن عباس، انس، اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور عکرمہ، امام شافعی، بے یہ روایت کیا گیا ہے، اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے عمر سے ایک ماہ میں دو بار عمرہ کیا اور اس لئے بھی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔ (متفق علیہ)

فقہاء شوافع حنابلہ کے اس موقف پر یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ اگر عمرہ فرض یا واجب نہیں ہے تو پھر اس کے تعدد کی اہمیت کی دلیل کیا ہے۔ اور اگر وہ حج پر قیاس کریں تو پھر حج و عمرے کا فرق کیا رہ جائے گا۔ لہذا عمرہ وہ عبادت ہوئی جس کے وقت میں کوئی تعین نہ ہوا۔ تعداد میں کوئی تعین نہ ہوا۔ وجوب میں کس طرح تعین کیا جاسکتا ہے۔ لہذا فقہاء احناف کے مطابق یہ سنت ہی ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کے عمروں کا بیان

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا۔ صرف وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے اس کے علاوہ باقی سب عمرے ذی القعدہ میں تھے۔

ایک عمرہ تو حدیبیہ سے، یا حدیبیہ کے زمانے میں ذی القعدہ کے مہینہ میں، اور ایک عمرہ آئندہ برس ذی القعدہ میں

ایک عمرہ جہرانہ سے یہ بھی ذی القعدہ میں تھا جب کہ آپ نے مال غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث، الحج (1654) صحیح مسلم رقم الحدیث، (حج 1253)

حافظ ابن قیم کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے کیے جو سب کے سب ذی القعدہ کے مہینہ میں تھے۔ پہلا: عمرہ حدیبیہ: یہ سب سے پہلا عمرہ ہے جو کہ چھ ہجری میں کیا تو مشرکین مکہ میں انہیں روک دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے اونٹ وہیں ذبح کر دیے اور خود اور صحابہ کرام نے اپنے سر منڈوا کر اپنے احرام سے حلال ہو گئے اور اس سال مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ دوسرا: عمرہ قضاء: حدیبیہ کے بعد والے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں تین دن قیام فرمایا اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد وہاں سے واپس تشریف لائے۔ تیسرا: وہ عمرہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا تھا۔ چوتھا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی جانب نکلے اور مکہ واپسی پر جہرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئے۔۔۔ جا۔ ابن قیم کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے چار سے زائد نہیں ہیں۔ زاد المعاد (2/93-90)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: علماء کرام کا کہنا ہے کہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمرے ذی القعدہ کی فضیلت اور دور جاہلیت کی مخالفت کی بنا پر اس مہینہ میں کیے، اس لیے کہ اہل جاہلیت کا یہ خیال تھا کہ ذی القعدہ میں عمرہ کرنا بہت بڑے فجور کا کام ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کبار اس لیے کیا تا کہ لوگوں کے لیے اچھی طرح بیان ہو جائے کہ اس مہینہ میں عمرہ کرنا جائز ہے، اور جو کچھ اہل جاہلیت کرتے تھے وہ باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ شرح مسلم (8/235)

باب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ -

یہ باب مبرور حج کی فضیلت کے بیان میں ہے

2621 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

2622 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ" .

2621- اخرجہ مسلم فی الحج، باب فی فضل الحج، والعمرة و يوم عرفة (الحديث 437) و اخرجہ النسائي فی مناسك الحج، فصل الحج المبرور (الحديث 2622). حجة الاشراف (12561).
2622- تقدم (الحديث 2621).

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مبرور حج کا ثواب صرف جنت ہے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ عمرہ ان دونوں کے درمیان (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الْحَجِّ

یہ باب حج کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

2623 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ "الْإِيمَانُ بِاللَّهِ". قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ". قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُورُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا، اُس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اُس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مبرور حج ہے۔

تین قسم کے لوگ اللہ کے مہمان ہیں

2624 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِسْرَاهِيمَ بْنِ مَرْوَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقَدْ أَلَّهِ ثَلَاثَةُ الْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین لوگ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں: نمازی حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا۔

2625 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عمر رسیدہ شخص، نابالغ بچے، کمزور شخص اور عورت کا جہاد حج کرنا اور عمرہ کرنا ہے۔

2623- أخرجه مسلم في الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى الفضل الأعمال (الحديث 135). و أخرجه النسائي في الجهاد، ما بعد الجهاد في سبيل الله عز وجل (الحديث 3130). تحفة الاشراف (13280).

2624- انفرد به النسائي. و سياتي (الحديث 3121). تحفة الاشراف (12594).

2625- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (15002).

فرضیت حج کے لئے شرط بلوغت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں آزادی و بلوغ کی شرط اس وجہ سے لگائی گئی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی غلام نے دس حج کیے پھر وہ آزاد ہو گیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔ اور جس بچے نے دس حج کیے پھر وہ بالغ ہو گیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔ کیونکہ حج ایک عبادت ہے۔ اور بچوں سے تمام عبادات کو اٹھالیا گیا ہے۔ اور صحت مکلف کے لئے عقل شرط ہے۔ اور اسی طرح اعضاء کو تندرست ہونا شرط ہے کیونکہ اعضاء کی سلامتی کے بغیر عجز لازم آئے گا۔

اور نابینا جب ایسے بندے کو پائے جو اس کی سفری مشقت کو دور کرنے والا ہو اور زاد راہ اور سواری بھی پائے تب بھی امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر حج فرض نہیں ہے۔ جبکہ صاحبین نے اختلاف کیا ہے جو کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے۔ مفلوج الرجل کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس پر واجب ہے کیونکہ وہ دوسرے کے ساتھ استطاعت رکھتا ہے۔ لہذا وہ راحلہ کے ساتھ استطاعت رکھنے والے کی طرح ہو گیا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مفلوج الرجل پر حج فرض نہیں ہے کیونکہ وہ خود بہ خود اس پر قادر نہیں ہے یہ خلافت نابینا کے کیونکہ اگر اس کی کوئی مدد کرنے والا ہو تو وہ بالذات خود ادا کرنے والا ہے لہذا وہ مقام حج سے بھٹکنے والے کے مشابہ ہو گیا۔

اور زاد راہ اور سواری پر قہر ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنا مال ہو جس سے سواری ایک شق یا ایک راس زاملہ کرائے پر لے سکے۔ اور آنے جانے کے نفقہ پر قدرت رکھنے والا ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے راہ حج سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زاد راہ اور سواری ہے۔ (حاکم) اور اگر عقبہ (باری) کرائے پر حاصل کرنے کی طاقت ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اشخاص جب باری سے سواری کرتے ہیں تو تمام سفر میں راحلہ نہ پایا گیا۔ (ہدایہ، کتاب الحج)

حج کے لئے تندرستی کے لزوم کا بیان

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حج ہر مسلم آزاد بالغ صحت مند پر لازم ہے (یعنی ہر اس آفت سے محفوظ ہو جس کے باوجود سفر نہیں کیا جاسکتا، پس لو لے، قانج زدہ اور ایسے بڑے بوڑھے پر حج فرض نہیں جو سواری پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نابینا پر بھی فرض نہیں اگرچہ کوئی اس کا معاون ہو، امام صاحب کے ظاہر مذہب کے مطابق نہ ان کی ذوات پر لازم اور نہ ان پر نائب بنانا لازم ہے، اور ایک روایت صاحبین سے یہی ہے۔ ظاہر الروایۃ صاحبین سے یہ ہے کہ ان پر حج بدل کروانا لازم ہے، تحفہ سے ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کا قول مختار ہے،

علامہ اسبجابی میں اسی طرح ہے فتح میں اس کو قوی کہا۔ اللباب میں صحیح اقوال میں اختلاف منقول ہے، اسی کی شرح میں ہے کہ نہ یہ میں پہلے توں کو لیا گیا ہے، بحر العمیق میں ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے، قاضی خان نے شرح الجامع میں دوسرے قول کو صحیح کہا ہے، اور اسے کثیر المشائخ نے اختیار کیا۔ (در مختار، ج ۱، ص ۱۰۰، کتاب الحج، مطبع مجبائی دہلی)

سواری اور زادہ راہ کی شرط کا بیان

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایسے زادہ راہ اور سواری پر قادر ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو، ان میں اس کی رہائش اور اس کی مرمت بھی ہے، اگر اس کے پاس مال ہے کہ وہ رہائش اور خادم خریدتا ہے اور باقی اتنا مال نہیں بچتا جو حج کے لیے کافی ہو اس پر حج فرض نہیں ہوگا، خلاصہ۔ اور نھر میں ہے اگر وہ کسی کاروبار کا محتاج ہے تو اس کے لیے سرمایہ کا باقی رہنا بھی شرط ہے اور اگر محتاج نہیں تو پھر یہ شرط نہ ہوگی، مختلف لوگوں کے اعتبار سے سرمایہ مختلف ہو سکتا ہے، بحر۔ اور کاروبار سے مراد اتنا ہے جس سے اپنی اور اپنے عیال کے لیے بقدر کفایت روزی حاصل ہو سکے۔ (رد المحتار، ج ۲، ص ۱۵۶، مطبع مجبائی دہلی)

نابالغ کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے جبکہ بعد بلوغت حج فرض ساقط نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج کے دوران روحاء میں جو مدینہ سے ۳۶ کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام تھا ایک قافلے سے ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو؟ قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ سن کر ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھ میں لے کر کجادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پکڑ کر بلند کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے حج کا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اور تمہارے لئے بھی ثواب ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نقلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کرو گی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنو گی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔ نابالغ سے فرض حج اس لئے بھی ساقط نہ ہوگا کیونکہ وہ فرض کی نیت کا اہل نہیں ہے۔ اور یہی دلیل غلام وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

حج کرنے والے کے گناہوں کی بخشش کا بیان

2626 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَّاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَجَّ هَذَا التَّبَّاتِ لَمْ

يَرْفُكُ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور اس دوران کوئی بے ہودگی اور گناہ نہ کرے تو جب وہ واپس آتا ہے تو یوں ہوتا ہے جیسے اُس کی ماں نے اُسے (ابھی) جنم دیا ہے۔

شرح

جو شخص اللہ کے لئے حج کرے "کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور صرف اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے حج کرے، دکھانے، سنانے کا جذبہ یا غرض و مقصد پیش نظر نہ ہو۔ اس سلسلے میں اتنی بات ضرور جان لینی چاہئے کہ جو شخص حج اور تجارت یا مال وغیرہ لانے، دونوں کے قصد سے حج کے لئے جائے گا تو اسے ثواب کم ملے گا بہ نسبت اس شخص کے جو صرف حج کے لئے جائے گا کہ اسے ثواب زیادہ ملے گا۔ "رفٹ" کے معنی ہیں جماع کرنا، فحش گوئی میں مبتلا ہونا اور عورتوں کے ساتھ ایسی باتیں کرنا جو جماع کا داعیہ اور اس کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ "اور نہ فسق میں مبتلا ہو" کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دوران گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ یہ ذہن میں رہے کہ گناہوں سے تو بہ نہ کرنا بھی کبیرہ گناہوں ہی میں شمار ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی سے واضح ہوتا ہے آیت (وَمَنْ لَّمْ يَتَبَفَّضْ فَارْجِعْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ)۔ اور جس نے تو بہ نہیں کی تو یہی وہ ہیں جو اپنے حق میں ظالم ہیں۔ حاصل یہ کہ جو شخص خالصۃً اللہ حج کرے اور اس حج کے دوران جماع اور فحش گوئی میں مبتلا نہ ہو اور نہ گناہ کی دوسری چیزوں کو اختیار کرے تو گناہ سے ایسا ہی پاک و صاف ہو کر حج سے واپس آتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک و صاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

2627 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ أَخْبَرْتَنِي أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَإِنِّي لَا أَرَى عَمَلًا فِي الْقُرْآنِ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ . قَالَ "لَا وَلَكِنْ أَحْسَنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ حَجُّ الْبَيْتِ حَجَّ مَبْرُورٌ".

☆ ☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم (خواتین) بھی آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت نہ ہوا کریں؟ کیونکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ قرآن میں سب سے زیادہ فضیلت جہاد کی ذکر کی گئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! (خواتین کے لیے) سب سے بہترین اور سب سے عمدہ جہاد بیت اللہ کا مبرور حج ہے۔

2626 - أخرجه البخاري في المحصر، باب قول الله تعالى (ولا فسوق ولا جدال في الحج) (الحديث 1819)، و باب قول الله عز وجل (ولا فسوق ولا جدال في الحج) (الحديث 1820) وأخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (الحديث 438). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج والعمرة (الحديث 811) وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج والعمرة (الحديث 2889). تحفة الاشراف (13431).

2627 - أخرجه البخاري في الحج، باب فضل الحج المبرور (الحديث 1520)، وفي جزاء الصيد، باب حج النساء (الحديث 1861)، وفي الجهاد، باب فصل الجهاد والسير (الحديث 2784)، و باب جهاد النساء (الحديث 2876) بمعناه مختصراً. وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج جهاد النساء (الحديث 2901) بمعناه. تحفة الاشراف (17871).

باب فضل العُمرة -

یہ باب عمرہ کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

2628 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَلِهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے۔

باب فضل المتابعة بين الحج والعمرة -

یہ باب حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرنے کی فضیلت میں ہے

2629 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَتَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِبَرُ حَبَثَ الْحَدِيدِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح بھٹی لوہے کے رنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

2630 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَبَسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِبَرُ حَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُورِ ثَوَابٌ دُونَ الْجَنَّةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے اور مبرور حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

2628- أخرجه البخاري في العمرة، باب العمرة، وجرب العمرة و فصلها (الحديث 1773). و أخرجه مسلم في الحج باب في فضل الحج و العمرة و يرم عرفة (الحديث 437). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج و العمرة (الحديث 2888). تحفة الاشراف (12573).

2629- انقروبه النسائي - تحفة الاشراف (6308).

2630- أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج و العمرة (الحديث 810). تحفة الاشراف (9274).

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ .

یہ باب ہے کہ ایسے مرحوم شخص کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کرنے کی نذر مانی ہو

2631 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ فَأَتَى أَخُوَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَخِيكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاقْضُوا اللَّهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حج کرنے کی نذر مانی، اُس کا انتقال ہو گیا، اُس خاتون کا بھائی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی ادا کر دو کیونکہ وہ پورا ہونے کا زیادہ حقدار ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ .

باب جس مرحوم نے حج نہ کیا ہو اُس کی طرف سے حج کرنا

2632 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ الْهَدَلِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرْتُ امْرَأَةً سَنَانَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُهَنِيَّ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ أَلْيَجْزُءُ عَنْ أُمِّهَا أَنْ تَحُجَّ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّهَا دَيْنٌ فَقَضْتُهُ عَنْهَا أَلَمْ يَكُنْ يُجْزِءُ عَنْهَا فَلْتَحُجَّ عَنْ أُمِّهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حضرت سنان بن سلمہ جہنی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کریں کہ اُس خاتون کی والدہ فوت ہو چکی ہیں، انہوں نے حج نہیں کیا تھا تو اگر وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج کر لیتی ہیں تو کیا یہ درست ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر اُس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا، اور وہ اُس کو اُس کی طرف سے ادا کر دیتی تو کیا یہ اُس (والدہ) کی طرف سے ادا نہ ہو جاتا تو وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کر لے۔

2631 - جرحہ البخاری فی جراء الصید، باب الحج و النذور عن المیت (الحديث 1852) بنحوہ، و فی الایمان و النذور، باب من مات و علیہ نذر (الحديث 6699)، و فی الاعتصام بالکتاب و السنة، باب من شہ اصلاً معلوماً باصل مبین و قد بین السی علی اللہ علیہ وسلم حکمہما لیعمہما المسائل (الحديث 7315) . تحفة الاشراف (5457) .

2632 - انوردہ السانی . تحفة الاشراف (6505) .

2633- أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الرُّوَاسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ "حُجِّي عَنْ أَبِيكَ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے والد کے بارے میں دریافت کیا جس کا انتقال ہو چکا تھا اور اس نے حج نہیں کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرلو۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصال ثواب کا بیان

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس باب میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح کے دو مینڈھوں کی قربانی کی کہ ان سیاہی میں کچھ سفیدی ملی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جبکہ دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے تھا جنہوں نے اللہ وحدانیت کا اقرار کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ لہذا آپ ﷺ نے دو بکریوں میں ایک بکری کی قربانی اپنی امت کی طرف سے کی۔ (ہدایہ، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۰۰)

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں نعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی نبی کریم ﷺ فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ "اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ نہایت بوڑھا ہے۔ اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ قصہ حج ووداع کا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۳)

اگر کسی صاحب پر حج فرض تھا حج کی ادائیگی سے پہلے اُن کا انتقال ہو جائے اور انہوں نے حج کے متعلق وصیت نہیں کی تو ایسے صاحب کی جانب سے اگر ان کے ورثہ میں سے کوئی ان کی جانب سے حج کریں تو اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حج کو فرض حج کے قائم مقام کر دے اور مرحوم کی جانب سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے

2633- أخرجه البخاري في الحج، باب وجوب الحج وفضله (الحديث 1513)، وفي جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع البتة على الرحلة (الحديث 1854)، وباب حج المرأة عن الرجل (الحديث 1855)، وفي المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399) بمعناه مطوّلًا، وفي الاستئذان، باب قول الله تعالى (يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتًا غير بيوتكم حتى تستأذوا) (الحديث 6228) بمعناه مطوّلًا، وأخرجه مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوها أو للموت (الحديث 407) بمعناه مطوّلًا، وأخرجه أبو داود في المناسك، باب الرجل يحج مع غيره (الحديث 1809) بمعناه مطوّلًا، وأخرجه الساجي في مناسك الحج، الحج عن الحي الذي لا يمسك على الرجل (الحديث 2634) بمعناه وتثنية قضاء الحج بقضاء الدين (الحديث 2639)، وحج المرأة عن الرجل (و الحديث 2640) و 2641) بمعناه مطوّلًا، وفي آداب القضاء، الحكم بالنشيد والتعجيل وذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس (الحديث 5405 و 5406 و 5407)، وذكر الاختلاف على يحيى بن أبي إسحاق فيه (الحديث 5408). تحفة الاشراف (5670)

ہاں ورثہ کے علاوہ غیر وارث کوئی شخص حج کرے تو نفل حج ہوگا فریضہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔

اگر آپ کے والد پر حج فرض تھا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ سفر حج کی تیاری ہو چکی تھی ان کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی وصیت نہیں کی تھی ایسی صورت میں ورثہ میں کوئی حج بدل کر لیں تو ان کی جانب سے ان شاء اللہ تعالیٰ فرض حج ادا ہو جائے گا والد یا والدہ کی جانب سے حج کرنا اولاد کے لئے بڑی سعادت و خوش بختی عظیم فضیلت و ثواب کا باعث ہے۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن ابیه او امه فقد قضی عنه حجته و کان له فضل عشر حجج .

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی جانب سے حج کیا یقیناً اس نے ان کی جانب حج ادا کر لیا اور اسے دس حج کی ادائیگی کی فضیلت حاصل ہے۔ (سنن الدارقطنی کتاب الحج رقم الحدیث: 2841)

امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن والدیه او قضی عنہما مغرمًا بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الابرار .

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کی جانب سے قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیکو کاروں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔ (معجم اوسط طبرانی رقم الحدیث: 7800) رد المحتار کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں ہے

الذی تحصل لنا من مجموع ما قررناه ان من اهل بحجة عن شخصین ، فان امراه بالحج وقع حجه عن نفسه البتہ ، وإن عین احدهما بعد ذلك . وله بعد الفراغ جعل ثوابه لهما او لاحدهما ، وإن لم یامراه فکذلك إلا إذا کان وارثا وکان علی المیت حج الفرض ولم یوص به فیقع عن المیت عن حجة الإسلام للامر دلالة والنص ، بخلاف ما إذا وصی به لان غرضه ثواب الإنفاق من ماله ، فلا یصح تبرع الوارث عنه

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ جبینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا تو کیا میں ان کی طرف

سے حج کر سکتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے توجہ کر۔ کیا تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب المعمرہ)

دارقطنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روز قیامت ابرار کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔" (دارقطنی، ۲۵۸۵)

جابر رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو ان کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔" (دارقطنی، ۲۵۸۳)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو مقبول ہوگا اور ان کی رُو میں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکو کار تھا جائیگا۔" (دارقطنی، ۲۵۸۷)

ابو حفص کبیر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور ان کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں، آیا یہ ان کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمہارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔" (مسلم، ۱۷۷۱)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔" (مسلم، ۱۷۷۱)

ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔"

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کے دوران) ایک شخص کو سنا کہ وہ شہرمہ کی طرف سے لبیک کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شہرمہ کون ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا کہ میرا قریبی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اپنی طرف سے حج کر چکے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شہرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ (شافعی، بوراؤر، ۱/۱۷۷)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے اپنا فرض حج نہ کر چکا ہو اس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے چاہے خود اپنا فریضہ حج ادا نہ کر پایا ہو۔ لیکن ان حضرات کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ پہلے اپنا حج کرے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے حج کرے چنانچہ ان کے مسلک کے مطابق اس حدیث میں پہلے اپنا حج کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے و جب کے طور پر نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا یہ کہ منسوخ ہے اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ .

باب: ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو

2634 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خُثَمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَذَرَكْتُ أَبِي شَبِيحًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خُثَم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے مزدلفہ کی صبح نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے والد پر بھی فرض ہو گیا ہے لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! 2635 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهُ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

اگر ایک آدمی کو دو اشخاص نے اپنا نائب بنالیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اسکو حکم دیا کہ وہ میری طرف سے حج کرے۔ لہذا اس نے دونوں کی طرف سے ایک ہی حج کا تلبیہ کہا تو یہ حج نائب حج کرنے کی طرف سے ہو جائے گا۔ اور نفقہ کا ضامن وہی ہوگا۔ کیونکہ حج کا وقوع تو حکم دینے والے کی طرف ہوتا ہے حتیٰ کہ حج کرنے والا فریضہ حج سے فارغ ہو جائے۔ اور جب ان دونوں میں سے ہر ایک نے حکم دیا تھا۔ تو حج دوسرے کی شمولیت کے بغیر اسی کے لئے خاص ہو گیا۔ کیونکہ اولویت کے پیش نظر ان دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی وقوع ممکن نہیں ہے۔ لہذا وہ مأمور کی طرف ادا ہوگا اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ نائب اس کے بعد اس کو کسی ایک جانب پھیر دے بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا تو اسے اختیار ہے والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے کرے۔ کیونکہ وہ اپنا ثواب کسی ایک طرف ہی دینے کا مجاز ہے یا دونوں

کو ہدیہ کر دے۔ لہذا وقوع حج کے بعد اس کو اختیار ہے کیونکہ نائب حکم دینے والے کے مطابق کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں نائب نے دونوں موکلوں کے حکم کی مخالفت کی لہذا یہ حج نائب کی طرف سے واقع ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

دو شخصوں کی طرف سے حج کرنے والے کے لئے اختیار و عدم اختیار کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب دو شخصوں نے ایک ہی کو حج بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی طرف سے لیک کہا مگر یہ معین نہ کیا کہ کسی کی طرف سے تو اگر یونہی مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا۔

اور اگر بعد میں یعنی افعال حج ادا کرنے سے پہلے معین کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معین نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔ اور اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہوگا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حج نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہوگا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یونہی ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔ (رد مختار، کتاب الحج، بیروت)

باب الْعُمْرَةِ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اُس کی طرف سے عمرہ کرنا

2636 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا وَكِيعَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَرْوَسٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعَقِيلِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالطَّنَّ قَالَ "حَجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمَرَ".

☆ ☆ حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ ہیں وہ حج یا عمرہ کرنے، سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لو اور عمرہ بھی۔

ابہام تو کلیت میں موکلین کی مخالف کا بیان

جب وہ دونوں موکلوں کے مال سے خرچ کرے تو وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے موکلوں کا مال اپنے ذاتی حج کے لئے خرچ کیا ہے۔ اگر وکیل نے احرام کو مبہم رکھا یا اس نے دونوں میں کسی ایک طرف سے تعیین نہیں کی اور نہ تعیین کی نیت کی۔ اور

ابہام والی نیت کے گزر گیا اس صورت میں بھی اولویت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے موکلان کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اور اگر اس نے مناسک حج سے پہلے ان دونوں میں سے ایک کا تعین کر لیا۔ تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ وکیل کو معین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ ابہام رکھنا اس کی مخالفت ہے لہذا یہ حج خود اسی جانب سے ہو جائے گا بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے حج و عمرہ کو متعین نہیں کیا تو اسے اختیار ہے کہ جس کے لئے پسند کرے متعین کر لے۔ کیونکہ جو چیز اس نے اپنے اوپر لازم کی ہے مجہول ہے۔ اور یہاں وہ بندہ مجہول ہے جس کا حق ہے۔ اور استحسان کی دلیل یہ ہے کہ احرام مناسک حج ادا کرنے کے واسطے سے شروع ہوا ہے جبکہ وہ خود مقصود نہیں ہے۔ اور ابہام والا احرام تعین کے لئے وسیلہ بن سکتا ہے۔ لہذا شرط کے اعتبار سے ابہام والے احرام پر اکتفاء کیا جائے گا۔ بہ خلاف اس صورت کے جب ابہام کی حالت پر مناسک حج ادا کر لئے ہیں۔ کیونکہ احتمال کا تعین نہ رکھنے والی چیز ادا ہو گئی ہے۔ لہذا وہ مخالف ہو گیا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

ایک کی طرف سے حج اور دوسرے کی طرف سے عمرہ کرنے کا بیان

فتاویٰ ہند یہ میں فقہائے احناف نے لکھا ہے۔ صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اسی کی طرف سے کیے یا ایک اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔ حج کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اس کی مخالفت ہوئی لہذا تاوان دے۔ حج کے لیے کہا تھا اس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو اس میں مخالفت نہ ہوئی اس کا حج یا عمرہ ادا ہو گیا۔ مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں اور اگر اولاً کیا یعنی جو اس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہو گئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔

ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کر لینا تو جائز ہو گیا۔ افضل یہ ہے کہ جسے حج بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔ حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، ان دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل رہنے کا ارادہ کر لیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔ (عالمگیری، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو گیا اور حج فوت ہو گیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سال آئندہ اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہو گیا اور اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی حکم ہے اور اسے اپنے مال سے سال آئندہ حج و عمرہ کرنا ہو گا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہو گیا اور اس پر اپنے مال سے دم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت میں مبتلا ہو گیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ

کرے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالا جماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کہہ جائے اگر چہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آ دی بھیجا جائے، ورنہ بیرون میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جاسکے۔ یوہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معین کردی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے حج جاسکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معین بیرون میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔ (رد المحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغير)

باب تَشْبِيهِ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدِّينِ -

یہ باب ہے کہ حج کی ادائیگی کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دینا

2637 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَنَعَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الرُّكُوبَ وَأَذْرَكَتُهُ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ فَهَلْ يُجْزِئُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ "أَنْتَ اكْبُرُ وَلَدُهُ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَكُنْتُ تَقْضِيهِ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَحُجَّ عَنْهُ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خنعم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے عرض کی: میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں وہ (سواری پر) سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے، اُن پر حج بھی فرض ہو گیا ہے اگر میں اُن کی طرف سے حج کر لوں تو کیا یہ جائز ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اُس کی سب سے بڑی اولاد ہو؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُس کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اُس کی طرف سے حج بھی کر لو۔

2638 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَهُ". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ".

2637- انفرد به النسائي - والحديث عند: النسائي منسلك الحج، ما يستحب ان يحج عن الرجل اكبر ولده (الحديث 2643) بحه

الاشراف (5292).

2638- انفرد به النسائي - تحفة الاشراف (6041).

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ حج نہیں کر سکے کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کا قرض (ادا کیے جانے کا) زیادہ حق دار ہے۔

2639 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسحاق عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبِي أَذْرَكَهُ الْحَجَّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلَى رَأْسِهِ فَإِنْ شَدَّدْتَهُ خَشِيتُ أَنْ يَمُوتَ فَأَحْجَّ عَنْهُ قَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ ذَيْنِ فَقَضَيْتَهُ أَكَانَ مُجْرِيًا". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَحَجَّ عَنْ أَبِيكَ".

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میرے والد پر حج لازم ہو گیا ہے لیکن وہ عمر رسیدہ شخص ہیں اور سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں اگر میں انہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ اُن کا انتقال ہو جائے گا کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُن کے ذمے قرض ہوتا اور تم اُسے ادا کر دیتے تو کیا یہ ادا ہو جاتا؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرو۔

باب حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ .

یہ باب ہے کہ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

2640 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَنَعَمَ تَسْتَفْتِيهِ وَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِ الْأَخْرَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ

2639 - انفرادیہ نسائی، رسانی فی آداب لقضاء، ذکر الاختلاف علی یحیی بن ابی اسحق فیہ (الحديث 5408) و الحديث عند البحري في الحج، باب وجوب الحج و فصله (الحديث 1513)، و في جزاء الصيد، باب الحج عن من لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1854)، و باب حج المرأة عن الرجل (الحديث 1855)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399)، و في الاستئذان باب قول الله تعالى (يا ايها الذين آمنوا لا تدخروا بيوتكم حتى تستنكسوا وتسلموا على اهلهاء...) (الحديث 6228) و مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز برمانة، و هرم و لحوه او مملوت (الحديث 407). و ابی ذؤاد في المناسك، باب الرجل يعرج مع غيره (الحديث 1809). و النسائي في مسند الحج، الحج عن الميت الذي لم يعرج (الحديث 2633)، و الحج عن الحي الذي لا يستمسك على الرجل (الحديث 2634)، و حج المرأة عن الرجل (2640 و 2641)، و في آداب لقضاء، الحكم بالنسيئة و التحليل، و ذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس (الحديث 2009 و 25480). - نعمة، الاشراف (5670).
2640 - تقدم (الحديث 2633).

فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَثِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَاحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ".
وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ختم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اُس نے نبی اکرم ﷺ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا، حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور خاتون نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف موڑ دیا، اُس خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر بھی لازم ہو گیا ہے جو سواری پر بیٹھنے کی استطاعت نہیں رکھتے، کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! (راوی کہتے ہیں: یہ حجہ لودار کے موقع کی بات ہے۔

شرح

اس عورت کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے۔ بایں سبب کہ وہ بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے یا یہ کہ اب بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہے مگر وہ اتنا ضعیف اور کمزور ہے کہ ارکان و افعال حج کی ادائیگی تو الگ ہے وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے نیابتہ حج کر لوں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں۔ اس کی طرف سے تم حج کر لو۔ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص پر اگر حج فرض ہو اور وہ بذات خود حج کرنے سے معذور ہو نیز یہ کہ اس کی دا معذوری ایسی ہو جو موت تک زائل نہ ہونے والی ہو۔ جیسے بڑھاپے کا ضعف، نابینا ہونا، یا پیروں کا کٹا ہونا وغیرہ تو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ معذور اپنی طرف سے حج کرنے والے کو حج کے اخراجات بھی دے اور اسے اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم بھی دے۔ نیز اس کی موت کے بعد بھی اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ اس کی وصیت کر کے مرا ہو۔

لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اولاد اگر اپنے والدین کی طرف سے فرض حج کرے تو اس صورت میں حکم اور وصیت شرط نہیں ہے یعنی والدین کی طرف سے حج کرنا۔ بغیر حکم اور بغیر وصیت کے بھی جائز ہے، یہ تو فرض حج کی بات تھی نفل حج کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے سے نفل حج کرائے۔ تو معذوری شرط نہیں ہے۔ یعنی اگر بذات خود اسے حج کرنے کی قدرت و طاقت حاصل ہے تو اس کے باوجود وہ کسی دوسرے سے اپنا نفل حج کرا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر حدیث کی طرف آئیے۔ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہی ہے۔ لیکن وہ چونکہ وضاحت نہیں کر رہی ہے اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے باپ نے نہ تو اس کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ اسے اخراجات دیئے ہیں۔

2641 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَتَمِ امْتَفَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَرِيبَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحْجَّ عَنْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ". فَأَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً حَسَنَاءَ وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخِرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ختم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، اُس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُس خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے عمر رسیدہ بوڑھے والد پر بھی لازم ہو گیا ہے جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں تو اگر میں اُن کی طرف حج کر لیتی ہوں تو کیا یہ ادا ہو جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے اُس خاتون سے فرمایا: جی ہاں! حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کیا وہ بڑی خوبصورت خاتون تھی تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے سر کو نبی اکرم ﷺ نے دوسری طرف موڑ دیا۔

باب حَجِّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرَأَةِ .

یہ باب ہے کہ مرد کا خاتون کی طرف سے حج کرنا

2642 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ أَبَانَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يَسْعَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَجَانَّتِهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ وَإِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمِيسْكَ وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ ذَيْنَ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ". قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فُحِّجْ عَنْ أُمِّكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ عمر رسیدہ خاتون ہیں اگر میں انہیں سواری پر سوار کرتا ہوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں انہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے

2641- تقدم (الحديث 2633) .

2642- مسنده السانی، و سہانی فی آداب القضاة، ذکر الاختلاف علی یحیی بن ابی اسحاق فیہ (الحديث 5409) و الحديث عدد: السانی

فی آداب القضاة، ذکر الاختلاف علی یحیی بن ابی اسحاق فیہ (الحديث و 5410) . تحفة الاشراف (11044) .

عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کر لو۔

باب مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ اكْبَرُ وَلَدِهِ .

یہ باب اپنی مستحب ہے کہ آدمی کی سب سے بڑی اولاد اُس کی طرف سے حج کرے

2643 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "أَنْتَ اكْبَرُ وَلَدِ أَبِيكَ لَعَجٌ عَنْهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: تم اپنے باپ کی سب سے بڑی اولاد ہو تم اُس کی طرف سے حج کر لو۔

باب الْحَجِّ بِالصَّغِيرِ .

یہ باب چھوٹے بچے کے ساتھ حج کرنے کے بیان میں ہے

2644 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْهَذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے چھوٹے بچے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اس کا حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2645 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا مِنْ هَوْدَجٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْهَذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے اپنے بچے کو بلند کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2646 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ

2643-تقدم (الحديث 2637) .

2644- أخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي، وأجر من حج به (الحديث 410 و 411 م) . وأخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث 2645) . تحفة الاشراف (6360) .

2645- تقدم (الحديث 2644) .

2646- أخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي وأجر من حج به (الحديث 409 و 411) . وأخرجه ابو داود في المناسك، باب في الصبي يحج (الحديث 1736) . وأخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث 2647 و 2648) . تحفة الاشراف (6336) .

کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا فَقَالَتْ اِلْهَذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنے بچے کو اوپر کیا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2647 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَدَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ بِالرُّوحَاءِ لَفِيَ قَوْمًا فَقَالَ "مَنْ أَنْتُمْ؟" قَالُوا الْمُسْلِمُونَ قَالُوا مَنْ أَنْتُمْ قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ - قَالَ فَأَخْرَجَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا مِنَ الْمِحْفَةِ فَقَالَتْ اِلْهَذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے آپ ﷺ روحاء کے مقام پر پہنچے تو آپ کی ملاقات کچھ لوگوں سے ہوئی آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: مسلمان ہیں پھر انہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اُس وقت ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے ایک بچے کو باہر نکالا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2648 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادٍ بْنُ سَعْدٍ ابْنُ أَخِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ أَبُو الرَّبِيعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي حِذْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ فَقَالَتْ اِلْهَذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے وہ اُس وقت اپنے پردے (یا ہودج) میں تھیں اُس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا اُس خاتون نے دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

شرح

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "ہاں" کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نقلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کرو گی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنو گی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

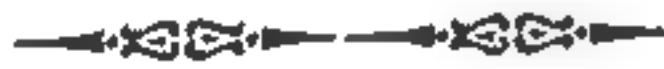
مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

16 - باب الوقت الذي خرج فيه النبي صلى الله عليه وسلم من المدينة للحج

باب: اس وقت کا بیان جس میں نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے تھے

2649 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ بَقِيعٍ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَحِلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تو ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارا مقصد صرف حج کرنا تھا جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لے تو احرام کھول دے۔



2649- أخرجه البخاري في الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن (الحديث 1709) بحرفه، و باب ما ياكل من البهائم وما يتصدق (الحديث 1720)، وفي الجهاد، باب الخروج آخر الشهر (الحديث 2952) مطرولا . وأخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، و انه يجوز الفراد الحج والتمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه (الحديث 125). و الحديث عدد: السائل في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2803). تحفة الاشراف (17933).

کتاب المواقیت

یہ کتاب مواقیت کے بیان میں ہے

باب میقات اهل المدينة .

یہ باب اہل مدینہ کے میقات کے بیان میں ہے

میقات کے معنی و مفہوم کا بیان

مواقیت میقات کی جمع ہے۔ میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ میں جانے والے احرام باندھتے ہیں اور مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا منع ہے۔ ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے جنوب میں تقریباً ۱۱۵ میل ۸۸ کلومیٹر کے فاصلے پر اور رابغ سے چند میل جنوب میں واقع ہے یہ قریش کی تجارتی شاہراہ کا ایک اسٹیشن رہ چکا ہے اب غیر آباد ہے، یہ مقام شام و مصر کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔ نجد اصل میں تو "بلند زمین" کو کہتے ہیں مگر اصطلاحی طور پر جزیرۃ العرب کے ایک علاقے کا نام ہے جو مملکت سعودی عرب کا ایک حصہ ہے۔ اس علاقے کو نجد غالباً اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سطح سمندر سے یہ علاقہ اچھا خاصا بلند ہے اس وقت جزیرۃ العرب کا سارا وسطی علاقہ جسے نجد کہا جاتا ہے۔ شمال میں بادیۃ الشام کے جنوبی سرے سے شروع ہو کر جنوب میں وادی الاودس یا الربع الخالی تک اور عرضاً احساء سے حجاز تک پھیلا ہوا ہے، حکومت سعودی عرب کا دارالسلطنت "ریاض" نجد ہی کے علاقے میں ہے۔

نجد یوں کے لئے قرن کے میقات ہونے کا بیان

2650 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ". قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَبَلَّغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيَهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمٍ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہل شام جھ سے، اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

2650- أخرجه البخاري في الحج، باب ميقات أهل المدينة (الحدث 1525). وأخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج والعمرة

(الحدث 13). وأخرجه أبو داود في المصالح، باب في المواقيت (الحدث 1737). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب مواقيت أهل

اللاقي (الحدث 2914). تحفة الاشراف (8326).

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے: اہل یمن یملم سے احرام باندھیں گے۔

باب میقاتِ اہل الشام

یہ باب اہل شام کے میقات کے بیان میں ہے

اہل مدینہ کے میقات کا بیان

2651 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ لِيِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نِهْلَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيَهْلُ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيَهْلُ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ". قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيَهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ". وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ أَفْقَهُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں ہم کہاں سے احرام باندھیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہل شام جھ سے، اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: اہل یمن یملم سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے خود یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی نہیں سنی ہے۔

شرح

اور دوسرا راستہ جھ ہے "کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی دوسری جگہ جھ ہے اگر وہ مکہ کے لئے مدینہ سے وہ راہ اختیار کریں جس میں جھ ملتا ہے تو وہ پھر جھ ہی سے احرام باندھیں، ذوالحلیفہ جانے کی ضرورت نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ پہلے مدینہ سے مکہ آنے کے لئے دو راستے تھے ایک راستے میں تو ذوالحلیفہ ملتا تھا اور دوسرے راستے میں جھ۔ اسی لئے یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں ذوالحلیفہ ملتا ہے تو احرام ذوالحلیفہ سے باندھا جائے اور اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں جھ ملتا ہے تو پھر جھ سے احرام باندھا جائے، لیکن اب ایک ہی راستہ ہو گیا ہے جس میں پہلے تو ذوالحلیفہ آتا ہے اور پھر جھ، اسی طرح اہل مدینہ کے لئے دو میقات ہو گئی ہیں۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اب اہل مدینہ احرام کہاں سے باندھیں؟ تو علماء لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے باندھنا اولیٰ ہے جو مکہ سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے یعنی

ذوالحلیفہ اور اگر کوئی شخص جھ سے احرام باندھے تو یہ بھی جائز ہے۔

باب میقاتِ اہلِ مصر

یہ باب اہل مصر کے میقات کے بیان میں ہے

2652 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بِهْرَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لَأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَأَهْلَ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلَأَهْلَ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَلَأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام اور اہل مصر کے لیے جھ کو اہل عراق کے لیے ذات عرق کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

باب میقاتِ اہلِ الیمین

یہ باب اہل یمن کے میقات کے بیان میں ہے

2653 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَارُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لَأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَأَهْلَ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلَأَهْلَ نَجْدٍ قَرْنًا وَلَأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ وَقَالَ "هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ ابْنِ آتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ لَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْسِئُ حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جھ، کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

یہ ان لوگوں کے لیے اور ان (مواقیف) کے دوسری طرف سے آنے والے تمام افراد کے لیے میقات ہیں جو شخص ان علاقوں کے اندر کی طرف (یعنی مکہ کی سمت) والی جگہ پر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھے گا یہاں تک کہ اہل مکہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

2652- انفرادہ السانی . و سبائی فی مناسک الحج، میقات اہل العراق (الحديث 2655) و الحديث عدد: ابی داؤد فی المناسک، باب فی المواقیف (الحديث 1739) . تحفة الاشراف (17438) .

2653- اخرجہ البخاری فی الحج، باب مهل اهل مكة للحج و العمرة (الحديث 1524)، باب مهل اهل اليمن (الحديث 1530) . و فی جلاء لصید، باب دخول الحرم و مكة بهر احرام (الحديث 1845) . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب مواقیف الحج و العمرة (الحديث 12) . و اخرجہ السانی فی مناسک الحج، من كان اهله دون الميقات (الحديث 2656) . تحفة الاشراف (5711) .

باب میقاتِ اہل نجد

یہ باب اہل نجد کے میقات کے بیان میں ہے

2654 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ" . وَذِكْرِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ قَالَ "وَيَهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ" .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہل شام جھ کے اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) میرے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے ویسے میں نے خود (نبی اکرم ﷺ کی زبانی) یہ بات نہیں سنی ہے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

باب میقاتِ اہل العراق

یہ باب اہل عراق کے میقات کے بیان میں ہے

2655 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَصِّلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافَى عَنِ الْفَلَحِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَأَهْلِ الشَّامِ وَمَصْرَ الْجُحْفَةَ وَلَأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرقٍ وَلَأَهْلَ نَجْدٍ قَرْنًا وَلَأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو، اہل شام اور اہل مصر کے لیے جھ کو، اہل عراق کے لیے ذات عرق کو، اہل نجد کے لیے قرن کو، اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔

باب مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ

یہ باب ہے کہ جو شخص میقات کے اندر کی طرف رہتا ہو

2656 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ

2654- أخرجه البخاري في الحج، باب مهل أهل نجد (الحديث 1527). وأخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج والعمرة (الحديث

17). تحفة الأشراف (6824).

2655- تقدم (الحديث 2652).

2656- تقدم (2653).

اللہ بن طاووس عن ابیہ عن ابن عباس قال وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاهل المَدینة ذَا الحلیفۃ و لاهل الشام الجحفة و لاهل نجد قرنًا و لاهل الیمین یلملم قال "مَنْ لَہُمْ وَلَیْمَنَ اَتٰی عَلَیْہِمْ مِمَّنْ سِوَاہُمْ لَیْمَنَ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ مِنْ حَیْثُ بَدَا حَتّٰی یَبْلُغَ ذَلِكَ اَهْلَ مَكَّةَ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحہ کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمین کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اُن لوگوں کے لیے ہے اور جو ان (مواقیف) سے دوسری طرف کے علاقوں سے حج یا عمرہ کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن جو لوگ اس کے اندر کی طرف رہتے ہیں تو وہ جہاں سے (سفر کا) آغاز کریں گے یعنی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے یہاں تک کہ یہ حکم اہل مکہ پر بھی لازم ہوگا (یعنی وہ بھی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے)۔

شرح

قرن المنازل یہ ایک پہاڑی ہے جو مکہ سے تقریباً تیس میل (۲۸ کلومیٹر) جنوب میں تھامہ کی ایک پہاڑی ہے یہ پہاڑی یمین سے مکہ آنے والے راستے پر واقع ہے اس پہاڑی سے متصل سعدیہ بائی ایک بستی ہے یہ یمین کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ ہندوستان سے جانے والے اس پہاڑی کے سامنے سے گزرتے ہیں اس لئے ہندوستان والوں کے لئے بھی یہی میقات ہے۔ امن مواقیف کے علاوہ ایک میقات "ذات عرق" یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ساٹھ میل (۹۷ کلومیٹر) کے فاصلے پر شمال مشرقی جانب عراق جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اور عراق کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔

حدیث کے الفاظ لمن کان پرید الحج والعمرة (اور یہ احرام کی جگہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو حج و عمرہ کا ارادہ کریں) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص (یعنی غیر مکہ کی) حج و عمرہ کے ارادے کے بغیر میقات سے گزرے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے احرام باندھے۔ جیسا کہ امام شافعی کا مسلک ہے، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ خواہ حج و عمرہ کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ یعنی اگر کوئی غیر مکہ کی شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے خواہ وہ حج کے لئے جاتا ہو یا کسی اور غرض سے تو اس پر واجب ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھ کر جائے احرام کے بغیر وہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حنفی مسلک کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ لا یجاوز حد المیقات الا محرماً۔ کوئی شخص (مکہ میں داخل ہونے کے لئے) میقات کے آگے بغیر احرام کے نہ بڑھے۔

یہ حدیث اس بارے میں مطلق ہے کہ اس میں حج و عمرہ کے ارادے کی قید نہیں ہے، پھر یہ کہ احرام اس مقدس و محترم مکان یعنی کعبہ مکرمہ کی تعظیم و احترام کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ حج و عمرہ کیا جائے یا نہ کیا جائے لہذا اس حکم کا تعلق جس طرح حج و عمرہ کرنے والے سے ہے اسی طرح یہ حکم تاجر و سیاح وغیرہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہاں جو لوگ میقات کے اندر ہیں ان کو اپنی حاجت کے لئے بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ ان کو بارہا مکہ مکرمہ میں آنا جانا پڑتا ہے۔

اس واسطے ان کے لئے ہر بار احرام کا واجب ہونا وقت و تکلیف سے خالی نہیں ہوگا، لہذا اس معاملے میں وہ اہل مکہ کے حکم

میں داخل ہیں کہ جس طرح ان کے لئے جائز ہے کہ اگر وہ کسی کام سے مکہ مکرمہ سے باہر نکلیں اور پھر مکہ میں داخل ہوں تو بغیر احرام چلے آئیں اسی طرح میقات کے اندر والوں کو بھی احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ فسن کان دونہن (اور جو شخص ان مقامات کے اندر رہتا ہے) کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میقات کے اندر مگر حدود حرم سے باہر رہتے ہوں تو ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر سے تا حد حرم ہے ان کو احرام باندھنے کے لئے۔ پر جانا ضروری نہیں ہے اگرچہ وہ میقات کے قریب ہی کیوں نہ ہوں۔

جو لوگ خاص میقات میں ہی رہتے ہوں ان کے بارے میں اس حدیث میں کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی وہی ہے جو میقات کے اندر رہنے والوں کا ہے۔ وکذاک وکذاک (اور اسی طرح اور اسی طرح) اس کا تعلق پہلے ہی جملے سے ہے کہ حل (حدود حرم سے باہر سے موقت تک جو زمین ہے) اس میں جو جہاں رہتا ہے وہیں سے احرام باندھے یعنی میقات اور حد حرم کے درمیان جو لوگ رہنے والے ہیں وہ اپنے اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے چاہے وہ میقات کے بالکل قریب ہوں اور چاہے میقات سے کتنے ہی دور اور حد حرم کے کتنے ہی قریب ہوں۔ حتی اہل مکہ یہلون منها کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ یعنی اہل حرم مکہ سے احرام باندھیں جو لوگ خاص مکہ شہر میں رہتے ہیں وہ تو خاص مکہ ہی سے احرام باندھیں گے اور جو لوگ خاص مکہ شہر میں نہیں بلکہ شہر سے باہر مگر حدود حرم میں رہتے ہیں وہ حرم مکہ سے احرام باندھیں گے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مکہ کے لئے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے خواہ احرام حج کے لئے خواہ عمرہ کے لئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا حل کی طرف جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر پھر حرم میں داخل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تعیم جائیں جو حل میں ہے لہذا یہی کہا جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق صرف حج کے ساتھ ہے یعنی یہ حکم اہل مکہ کے لئے ہے کہ وہ جب حج کرنے کا ارادہ کریں تو احرام مکہ ہی سے باندھیں اور اگر عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر حل میں آ کر احرام باندھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

2657 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ جَدُّنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ وَأَهْلَ نَجْدٍ قَرْنًا فَهِنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِيهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى أَنْ أَهْلَ مَكَّةَ يَهْلُونَ مِنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحہ کو اہل یمن کے لیے یلملم کو اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا ہے یہ اُن کے لیے ہے اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو

2657- أخرجه البخاري في الحج، باب مهل أهل الشام (الحديث 1526)، وباب مهل من كان دور المواث (الحديث 1529). وأخرجه مسلم في الحج، باب مواث الحج والعمرة (الحديث 11). وأخرجه أبو داود في الحج، باب في المواث (الحديث 1738) بمعناه. الاشراف (5738).

ان علاقوں سے دوسری طرف سے آتے ہیں اور حج اور عمرہ کرنا چاہتے ہیں لیکن جو لوگ ان کے اندر کی طرف کے علاقے میں رہتے ہیں وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھیں گے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں گے۔

باب التعرّیس بذي الحليفة .

یہ باب ہے کہ ذوالحلیفہ میں رات بسر کرنا

2658 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَرْوَدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بَيْدَاءَ وَصَلَّى لَيْلِي مَسْجِدًا .

☆ ☆ عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں کھلے میدان میں رات بسر کی آپ ﷺ نے اُس کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔

2659 - أَخْبَرَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُؤَيْدٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مَسْلَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ وَهُوَ فِي الْمَعْرَسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أُتِيَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِطَحَاءَ مُبَارَكَةٍ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی آپ ﷺ کو خواب میں یہ بات کہی گئی کہ آپ ﷺ ایک مبارک وادی میں ہیں۔

2660 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَصَلَّى بِهَا .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں موجود میدان میں اپنی سواری کو اٹھایا اور وہاں نماز ادا کی۔

2658- أخرجه مسلم في الحج، باب الصلاة في مسجد ذي الحليفة (الحديث 30). تحفة الاشراف (7308).

2659- أخرجه البخاري في الحج، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (العقيق واد مبارك) (الحديث 1535) مطولاً، وفي الحرث والمرارة، باب 16. (الحديث 2336) مطولاً، وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وحضر على اتفاق أهل العلم، وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم والمهاجرين والانصار ومصلى النبي صلى الله عليه وسلم وسمير والقبر (الحديث 7345). وأخرجه مسلم في الحج، باب التعرّيس بذي الحليفة والصلاة بها إذا صدر من الحج أو العمرة (الحديث 433 و 434). تحفة الاشراف (7025).

2660- أخرجه البخاري في الحج، باب 14. (الحديث 1532). وأخرجه مسلم في الحج، باب التعرّيس بذي الحليفة والصلاة بها إذا صدر من الحج أو العمرة (الحديث 430). وأخرجه أبو داود في المناسك، باب زيارة القبور (الحديث 2044). تحفة الاشراف (8338).

باب الْبَيِّدَاءِ .

یہ باب تذکرہ بیداء کے بیان میں ہے

2661 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيِّدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيِّدَاءِ لِأَهْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ .

☆ ☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ سوار ہو گئے پھر آپ بیداء کے پہاڑ پر چڑھے تو آپ ﷺ نے حج اور عمرے کے لیے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد احرام باندھا (یعنی تکبیر پڑھنا شروع کیا)۔

باب الْغُسْلِ لِلْإِهْلَالِ .

یہ باب احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2662 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِالْبَيِّدَاءِ فَلَدَّكَ أَبُو بَكْرٍ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرَّهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لْتَهَلْ" .

☆ ☆ عبد الرحمن بن قاسم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بیداء کے مقام پر جنم دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُس سے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

2663 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُلَيْمَانُ بْنُ يِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَّةَ الْوَدَاعِ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ فَلَمَّا كَانُوا بِإِدَى الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَاتَى أَبُو بَكْرٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَضَعَّ مَا يَضَعُ

2661- أخرجه أبو داود في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) مختصراً . وأخرجه النسائي في مسند الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2754)، وكيف يفعل من اهل بالحج، والعمرة ولم يسق الهدي (الحديث و 2931) مطولاً . تحفة الاشراف (524) .

2662- انفرده النسائي . تحفة الاشراف (15761) .

2663- أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب النساء والعاهل تهل بالحج (الحديث 2912) . تحفة الاشراف (6617) .

النَّاسُ إِلَّا أَنَّهُ لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ

☆☆ قاسم بن محمد اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجتہ الوداع کے موقع پر حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے اُن کے ساتھ اُن کی اہلیہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو یہ ہدایت کریں کہ وہ خاتون غسل کر لے اور پھر حج کا احرام باندھ لے اور پھر وہ ان سب اعمال کو انجام دے جو لوگ انجام دیتے ہیں البتہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

باب غُسلِ الْمُحْرِمِ

یہ باب محرم شخص کے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2664 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَعْرَمَةَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ . وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ . فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قُرْنَيْ الْبُخَيْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ لَطَاطَاةً حَتَّى بَدَا رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَضُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .

☆☆ ابراہیم بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ابواء کے مقام پر اس بارے میں اختلاف ہو گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا تھا کہ محرم شخص اپنے سر کو دھوسکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ نہیں دھوسکتا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں اُن سے اس بارے میں دریافت کروں تو میں نے انہیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا انہوں نے کپڑے کے ذریعے پردہ کر رکھا تھا میں نے سلام کیا میں نے گزارش کی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احرام کے دوران اپنے سر کو کس طرح دھویا کرتے تھے؟ تو حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اُسے ذرا سائیچے کیا

2664- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم (الحديث 1840) . و أخرجه مسلم في الحج، باب جواز غسل المحرم يده

وراه (الحديث 91 و 92) و أخرجه ابو داود في المناسك باب المحرم يغسل (الحديث 1840) . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب

المحرم يغسل راسه (الحديث 2934) . تحفة الاشراف (3463) .

جس کے نتیجے میں ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ ان کے سر پر پانی بہائے پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر میں حرکت دی انہیں آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے اور پھر فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

احرام باندھتے وقت غسل یا وضو کی فضیلت کا بیان

امام ابو الحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب وہ احرام باندھنے کا قصد کرے تو وہ غسل کرے یا وضو کرے البتہ غسل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کے لئے کیا ہے۔ (ترمذی، طبرانی، دارقطنی) لیکن یہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ حائض کو حکم دیا جائے گا چاہے اس سے فرض واقع نہ ہو۔ لہذا وضو اس غسل کے قائم مقام ہو جائے گا جس طرح جمعہ میں ہوتا ہے۔ لیکن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ صحیح معنوں میں پاکیزگی کا مفہوم غسل میں ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ، اولین، کتاب الحج، لاہور)

جمہور فقہاء کے نزدیک غسل احرام کے استحباب کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام طبرانی نے اپنی معجم میں اور امام دارقطنی نے اپنی سنن میں حدیث نقل فرمائی ہے اور ان دونوں روایات میں یہ لفظ ہے کہ احرام کے لئے غسل کیا جائے گا۔ اور مسئلہ میں تمام احادیث قوی ہیں فعلی کوئی حدیث نہیں ہے لہذا ان احادیث کی مطابقت صاحب ہدایہ والی روایت کے ساتھ نہیں ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق ہے اور اس میں یہ ہے کہ غسل صفائی کو زیادہ کرتا ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ غسل واجب نہیں ہے جبکہ داؤد و ظاہری نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک واجب ہے۔

امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر وہ یہ غسل بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے وہ کرے۔ اور بعض اہل مدینہ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس کے ترک پر دم واجب ہے۔ جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے لئے مستحب ہے۔

(الہدایہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۳۵، حناپہ ملان)

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسلمہ، مالک، زید بن اسلم، ابراہیم بن عبداللہ بن حسنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (محرم کے سر دھونے کے متعلق) مقام ابواء میں عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ کے درمیان اختلاف ہوا ابن عباس کا کہنا تھا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور کہتے ہیں کہ محرم سر نہیں دھو سکتا پس مسئلہ دریافت کرنے کے لیے عبداللہ نے عبداللہ بن حسنین کو حضرت ایوب انصاری کے پاس بھیجا عبداللہ بن حسنین نے ابو ایوب انصاری کو کونویں پر لگی ہوئی دو لکڑیوں کے بیچ میں ایک کپڑے کی آڑ میں غسل کرتے ہوئے پایا عبداللہ بن حسنین کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حسنین ہیں مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ (یہ سن کر) ابو ایوب نے کپڑے پھینک دیے

ہاتھ رکھا اور سر اٹھایا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے اسی شخص سے جو ان پر پانی ڈال رہا تھا کہا تو پانی ڈال پس اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا اور انہوں نے اپنے سر کو ہاتھوں سے ملا اور ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف اور پیچھے سے آگے کی طرف لائے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ (جامع الترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء فی الاغتسال عند الاحرام، الحدیث ۸۴۱۰)

باب النہی عن الثیاب المصبوغة بالورس والزعفران فی الاحرام

یہ باب ہے کہ احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کو پہننے کی ممانعت

2665 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مُسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ يَوْزٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ محرم زعفران یا ورس میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

2666 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ "لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا اَلْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا خُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا اسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قمیص، ٹوپی، پاجامہ اور عمامہ نہیں پہنے گا اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا پہنے گا جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو اور نہ ہی موزے پہنے گا البتہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں اس کا حکم مختلف ہے اس کے پاس جوتے نہیں ہیں تو وہ ان موزوں کو کاٹ دے گا یہاں تک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

محرم کے لئے ممنوعہ اشیاء کا بیان

قمیص، کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص و

2665 - أخرجه البخاري في اللباس، باب النعال السنية وغيرها (الحدیث 5852) و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم من معصاة عمره وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحدیث 3) . و الحديث عند ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الحفين للمحرم اذا لم يجد ازاراً او نعلين (الحدیث 2932) . تحفة الاشراف (7226) .

2666 - أخرجه البخاري في اللباس، باب العمامة (الحدیث 5806) . و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم من معصاة عمره و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحدیث 2) . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب ما يلبس المحرم (الحدیث 1823) . تحفة الاشراف (6817)

کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح پہننا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

”برنس“ اس لمبی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عرب میں اوڑھی جاتی تھی اور برنس وہ لباس بھی ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دیتا ہے جیسے برساتی وغیرہ۔ چنانچہ نہ برنس اوڑھو، سے مراد یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہ اوڑھو جو سر کو ڈھانپ لے خواہ وہ ٹوپی ہو یا برساتی اور خواہ کوئی اور چیز۔ ہاں جو چیز ایسی ہو جس پر عرف عام میں پہننے یا اوڑھنے کا اطلاق نہ ہوتا ہو مثلاً سر پر کوٹھایا گھڑا وغیرہ رکھ لیتا یا سر پر گھڑاٹھا لیتا تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وہ سوزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے ”میں یہاں ٹخنے سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں ہوتی ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں وہی متعارف ٹخنہ مراد ہے جس کو وضو میں دھونا فرض ہے۔ اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں اور وہ سوزے پہن لے تو آیا اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے۔ جس طرح یہ مسئلہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں کسی کو سر منڈانے کی احتیاج و ضرورت لاحق ہو جائے تو وہ سر منڈالے اور فدیہ ادا کرے۔ ”ورس“ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو زرد رنگت کی اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس گھاس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے۔ زعفران اور اس کے رنگ آلود کپڑوں کو پہننے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ ان میں خوشبو ہوتی ہے۔

محرم کے لئے منہ ڈھانپنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

محرم عورت نقاب نہ ڈالے ”کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے منہ کو برقع اور نقاب سے نہ ڈھانکے ہاں اگر وہ پردہ کی خاطر کسی ایسی چیز سے اپنے منہ کو چھپائے جو منہ سے الگ رہے تو جائز ہے، اسی طرح حنفیہ کے ہاں مرد کو بھی عورت کی طرح احرام کی حالت میں منہ ڈھانکنا حرام ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی ایک روایت کے مطابق یہی ہے جب کہ امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ہودج میں بیٹھنا ممنوع ہے بشرطیکہ سر ہودج میں لگتا ہو، اگر سر ہودج میں نہ لگتا ہو تو پھر اس میں بیٹھنا ممنوع نہیں ہے، اسی طرح اگر کعبہ کا پردہ یا خیمہ سر میں لگتا ہو تو ان کے نیچے کھڑا ہونا ممنوع ہے اور اگر سر میں نہ لگتا ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

باب الْجُبَّةِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام (کی حالت میں) جبہ پہننے کا حکم

2667 - أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ لَبِينَا نَحْنُ بِالْجِعْرَانَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَمَّا تَأْتَاهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنَّ تَعَالَيَ لَمَّا دَخَلَتْ رَأْسِي الْقُبَّةَ لَمَّا تَأْتَاهُ رَجُلٌ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمَرَةَ مُنْصَبِحٍ بِطَبِّبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ إِذَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْطِي لِذَلِكَ فَسُرِّي عَنْهُ فَقَالَ "أَيُّنَ الرَّجُلِ الَّذِي سَأَلَنِي إِنِّمَا". فَأَنَّى بِالرَّجُلِ فَقَالَ "أَمَّا الْجُبَّةُ فَاخْلَعَهَا وَأَمَّا الطَّبِّبُ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ أَخِذْ إِحْرَامًا". قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ "كُلُّ أَحَدٍ إِحْرَامًا". مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَهُ غَيْرُ نُوحِ بْنِ حَبِيبٍ وَلَا أَحَبِّهُ مَحْفُوظًا وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ .

☆ ☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے کہا: کاش! میں نبی اکرم ﷺ کو اُس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو ایک مرتبہ ہم ہجرانہ میں موجود تھے نبی اکرم ﷺ اُس وقت ایک خیمے میں تشریف فرما تھے آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آگے آ جاؤ میں نے اُس خیمے میں اپنا سر داخل کیا (اصل واقعہ یہ ہوا تھا) ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے احرام باندھ لیا تھا اور جبہ پہنا ہوا تھا اُس نے عمرؓ کے احرام باندھا تھا اُس نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو جبہ پہن کر احرام باندھ لے (تو اس مسئلے کے جواب میں) نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ خراٹے لینے لگے جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے سوال کیا تھا؟ جب اُس شخص کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک خیمے کا تعلق ہے تو تم اُسے اتار دو اور جہاں تک خوشبو کا تعلق ہے تو تم اسے دھو لو اور پھر نئے سرے سے احرام باندھو۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ پھر نئے سرے سے احرام باندھو ہمارے علم کے مطابق یہ الفاظ صرف

2667- اخرجہ البخاری فی الحج، باب غسل المعلق ثلاث مرات من الثياب (الحديث 1536) تعلیقا، و باب یفعل بالعمرة، ما یفعل بالحج (الحديث 1789)، و فی المماز، باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان (الحديث 4329)، و فی فضائل القرآن، باب یزل القرآن بلسان فریش و العرب (الحديث 4985) و اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما یباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا یباح و بیان تحریم الطیب علیہ (الحديث 6 و 7 و 8 و 9 و 10) . و اخرجہ ابو داؤد فی الحج، باب الرجل یحرم فی ثیابه (الحديث 1819 و 1820 و 1821 و 1822) . و اخرجہ الترمذی فی الحج، باب ما جاء فی الذی یحرم و علیہ قمیص اوجبة (الحديث 836) مختصراً . و اخرجہ النسائی فی مساک الحج، فی المعلق للمحرم (الحديث 2709) و الحديث عند: البخاری فی جزاء الصید، باب اذا احرم جاهلاً و علیہ قمیص (الحديث 1847) . و النسائی فی مساک الحج، فی المعلق للمحرم (الحديث 2708) . تحفة الاشراف (11836) .

نوح بن حبیب نامی راوی نے نقل کیے ہیں اور میں انہیں محفوظ شمار نہیں کرتا ہوں باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب النہی عن لبس القميص للمحرم .

یہ باب ہے کہ محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت

2668 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمِصَّ وَلَا الْقَمَانَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرَائِسَ وَلَا الْخِصْفَاتِ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقُطَعْهُمَا اسْفَلَ مِنَ الْكُمَيْيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا حَيْثَا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْدُ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: محرم شخص کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی، موزے نہ پہنو، البتہ اگر کسی شخص کو جو تے نہیں ملے تو وہ موزے پہن سکتا ہے، لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا لباس نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہو۔

محرم کے ممنوع لباس میں فقہی مذاہب اربعہ کی تصریحات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کپڑوں میں سے کیا چیزیں پہن سکتا ہے اور کیا چیزیں نہیں پہن سکتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو قمیص و کرتہ پہنو، نہ عمامہ باندھو، نہ پاجامہ پہنو، نہ برنس اوڑھو اور نہ موزے پہنو، ہاں جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن سکتا ہے مگر اس طرح کہ موزے دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے، نیز کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگی ہو۔ (بخاری و مسلم)

- امام بخاری نے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ محرم عورت نقاب نہ ڈالے اور اور نہ دستا نہ پہنے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام پہننے والے کو ورس (رنگ کی ایک قسم) اور زعفران میں رنگی ہوئی چادریں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تہہ بند چادر اور جوتوں میں احرام باندھنا چاہئے اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لو لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لو۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔ قمیص و کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے لیبل، کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح

2668 - أخرجه البخاري في الحج، باب ما لا يلبس المحرم، من الثياب (الحديث 1542)، وفي اللباس، باب البرانس (الحديث 5803).
أخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة وما لا يباح وبين تحريم الطيب عليه (1). وأخرجه أبو داود في الحج، باب ما يلبس المحرم (الحديث 1824). وأخرجه النسائي في مناسك الحج، النهي عن لبس البرانس في الاحرام (الحديث 2673). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يلبس المحرم من الثياب (الحديث 2929)، الحديث عند ابن ماجه في المناسك، باب السراويل والخف للمحرم والجداز أو نعلين (الحديث 2932). تحفة الاشراف (8325).

پہنا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر محرم کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے اور جس محرم کے پاس تہہ بند نہ ہو تو وہ پاجامہ پہن سکتا ہے۔ (بخاری مسلم)

موزوں کے استعمال کے بارے میں تو گزشتہ حدیث میں بتایا جا چکا ہے کہ جوتے میسر نہ ہوں تو محرم موزے پہن سکتا ہے۔ اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت امام اعظم کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ اگر تہہ بند نہ ہو تو پاجامہ کو پھاڑ کر اسے تہہ بند کی صورت میں باندھ لیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے پھاڑ کر استعمال نہ کرے بلکہ پاجامہ ہی پہن لے تو اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔

سلا ہوا کپڑا کسی قسم کا ہو اس کے پہننے میں ممانعت کا بیان

علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں۔ حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے درج ذیل اشیاء بھی اس کے معنی میں آئیں گی مثلاً قمیص اور سلوار اور پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ بھی سارے ہوئے لباس میں شامل ہوں گی، اس لیے سب اہل علم کے ہاں احرام کی حالت میں یہ اشیاء پہننا جائز نہیں ہوں گی۔ (المصنف: ۱۵/۱۱۰۴)

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مسلمان اس پر متفق اور جمع ہیں کہ اس حدیث میں احرام کی حالت میں محرم شخص کے لیے جن اشیاء کی ممانعت کا ذکر ہے اس میں قمیص اور پاجامہ سے ہر سارے ہوئے لباس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اور پگڑی اور برائڈی کہہ کر سر چھپانے والی ہر سارے ہوئی چیز اور موزے کہہ کر ہر ستر چھپانے والی چیز شمار کی گئی ہے "اتہی اور ابن رقیق العید نے دوسرا اجماع اہل قیاس کے ساتھ مخصوص کیا ہے، جو کہ واضح ہے۔ سارے ہوئے لباس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز جو کسی جسم کے مخصوص حصہ کے لیے بنایا گیا ہو، چاہے بدن کے کسی ایک حصہ کے لیے ہو "اتہی دیکھیں:

فتح الباری (۳/۱۴۰۲)

لنگوٹ کے جواز کے قائلین حضرات نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بار برداری کا کام کرنے والوں کو لنگوٹ پہننے کی اجازت دی تھی۔ اور اس سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی لنگوٹ پہننا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں بیان کرتے کہ: باب ہے احرام کے وقت خوشبو لگانے اور احرام باندھنے کا ارادہ کرتے وقت کیا پہننے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج کو اٹھانے والوں کے لیے لنگوٹ پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ (صحیح بخاری، ۲/۵۵۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر سعید بن منصور نے عبد الرحمن بن قاسم عن ابیہ کے طریق سے عائشہ رضی اللہ عنہا تک موصول بیان کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تو ان کے ساتھ ان کے دو

غلام بھی تھے، جب وہ ان کا کبادہ اٹھاتے تو ان کا کچھ ستر کھل جاتا، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں لنگوٹ پہننے کا حکم دیا تو وہ احرام کی حالت میں لنگوٹ پہنا کرتے تھے۔

اس میں ابن تین کے قول: "اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ عورتیں ہیں" کا رد پایا جاتا ہے، کیونکہ عورتیں تو سلاہوا لباس زیب تن کرتی ہیں، لیکن مرد حالت احرام میں ایسا نہیں کر سکتے، لگتا ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے جو انہوں نے اختیار کی تھی، وگرنہ اکثر فقہاء اور علماء تو حالت احرام میں لنگوٹ اور سلوار و پاجامہ پہننے کی ممانعت میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

(فتح الباری (3/397))

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا اثر: ابن ابی شیبہ نے حبیب بن ابی ثابت سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو میدان عرفات میں لنگوٹ پہنے ہوئے دیکھا، (مصنف ابن ابی شیبہ (6/134))

یہ بھی ضرورت پر محمول کیا جائیگا، کیونکہ اخبار المدینہ (3/1100) میں ابن ابی شیبہ کی روایت ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایام میں زخمی ہوئے تھے جس کی بنا پر ان کا پیشاب پر کنٹرول نہیں تھا کیونکہ اس اثر میں "فلا یستمسک بولی" کے الفاظ ہیں کہ میرا پیشاب نہیں رکھتا تھا۔

اور النہایہ غریب الاثر (2/126) میں درج ہے: عبد خیر کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے انڈر ویئر پہنا ہوا تھا، اور انہوں نے فرمایا: مجھے مثانہ تکلیف ہے "الذی قرارة انڈر ویئر یا پھر لنگوٹ کو کہا جاتا ہے جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہو۔

اور الممثنون: مثانہ کی بیماری کے شکار شخص کو کہا جاتا ہے۔ اور لسان العرب میں درج ہے۔ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے لنگوٹ پہن کر نماز ادا کی اور فرمایا: مجھے مثانہ کی تکلیف ہے۔ (لسان العرب (13/171))

اگر بالفرض یہ آثار ثابت نہ بھی ہوں تو بھی دلالت کرتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ محرم شخص کو لنگوٹ پہننے سے روکا جائیگا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت کو ضرورت پر محمول کیا جائیگا، اور اس میں لنگوٹ پہننے سے فدیہ دینے کی نفی نہیں پائی جاتی۔ اور اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ کے اثر کو بھی مثانہ کی تکلیف کی بنا پر لنگوٹ پہننے کو ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔

عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور انہیں میں نے فدیہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: یہ خاص کے لیے نازل ہوا تھا لیکن تمہارے لیے یہ عام ہے، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا کہ میرے چہرے پر جوئیں گر رہی تھیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے کیا تیرے پاس بکری ہے تو میں نے عرض کیا: نہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تین روزے رکھو یا پھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسکین کو نصف صاع دو۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1721) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1201))

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لیے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا منوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحله قبل ان يطوف بالبيت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رنٹ (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رنٹ بھی جائز ہو جاتا ہے۔

لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب النہی عن لبس السراويل فی الاحرام۔

یہ باب ہے کہ احرام میں شلوار پہننے کی ممانعت

2669 - أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ". وَقَالَ عُمَرُ مَرَّةً أُخْرَى

"الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْخُفَيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ لِأَحَدِكُمْ نَعْلَانِ فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرَمَسَ وَلَا زَعْفَرَانًا".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں تو ہم کس طرح کا لباس پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قمیص نہ پہنو۔ (عروائی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں) تم قمیص، عمامے، شلواریں اور موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر درس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

بھول کر خوشبو لگانے پر فدیہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

زعفران کا استعمال چونکہ مردوں کے لئے حرام ہے اور خلوق زعفران ہی سے تیار ہوتی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اسے دھو ڈالے نیز تین مرتبہ دھونے کا حکم صرف اس لئے دیا تا کہ وہ خوب اچھی طرح چھوٹ جائے ورنہ اصل مقصد تو یہ تھا کہ خلوق کو بالکل صاف کر دو خواہ وہ کسی طرح اور کتنی ہی مرتبہ میں صاف ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں حج کے احرام کی حالت میں ممنوع ہیں وہی عمرہ کے احرام کی حالت میں بھی ممنوع ہیں اس لئے تم عمرہ کے احرام کی حالت میں ان تمام چیزوں سے پرہیز کرو جن سے حج کے احرام کی حالت میں پرہیز کیا جاتا ہے۔ مسئلہ احرام کی حالت میں بغیر خوشبو سرمہ لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے زیب و زینت مقصود نہ ہو۔

اگر کوئی شخص زیب و زینت کے بغیر خوشبو کا بھی سرمہ لگائے تو مکروہ ہوگا۔ اس موقع پر ایک خاص بات یہ جان لینی چاہئے کہ جو چیزیں احرام کی حالت میں حرام ہو جاتی ہیں ان کا ارتکاب اگر قصداً ہوگا تو متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک اس کی وجہ سے مرتکب پر فدیہ لازم ہوگا۔ ہاں بھول چوک سے ارتکاب کرنے والے پر فدیہ واجب نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت امام شافعی، ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے البتہ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک اس صورت میں بھی فدیہ واجب ہوگا۔

باب الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو تہبند نہیں ملتا اُس کے لیے شلوار پہننے کی اجازت

2670 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَنَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

2670- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد العلبين (الحديث 1841) بنحوه، و باب إذا لم يجد الإزار فلبس السراويل (الحديث 1843)، و في اللباس، باب السراويل (الحديث 5804) بنحوه، و باب الحال السببة و غيرها (الحديث 5853) بنحوه أخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم يجمع أو عمرة و ما لا يباح (بيان تحريم الطيب عليه) (الحديث 4) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في لبس السراويل و الخفين للمحرم إذا لم يجد الإزار و العلبين (الحديث 834) بنحوه و أخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الإزار (الحديث 2671) بنحوه، و الرخصة في لبس الخفين في الاحرام لمن لا يجد علبين (الحديث 2678)، بنحوه، و في الزينة، لبس السراويل (الحديث 5340) بنحوه . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم إذا لم يجد إزاراً أو علبين (الحديث 2931) بنحوه . تحفة الاشراف (5375) .

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ "السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَا يَجِدُ النُّعْلَيْنِ" لِلْمُخْرِمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا وہ شلوار پہن لے گا اور جس شخص کو جوتے نہیں ملتے وہ موزے پہن لے گا۔
یہ حکم محرم شخص کے لیے ہے۔

2671 - أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلًا وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا وہ شلوار پہن لے گا اور جس کو جوتے نہیں ملتے وہ موزے پہن لے گا۔

باب النَّهْيُ عَنْ أَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْأَةُ الْحَرَامَ .

یہ باب ہے کہ احرام والی عورت کے لیے نقاب کرنے کی ممانعت

2672 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْأَحْرَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِصْفَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدُكُمُ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الرِّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرُسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسِ الْقَفَّازَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں کہ ہم احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قمیص، شلوار، عمامہ، ٹوپی یا موزہ نہ پہناؤ ابستہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے مگر وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا ہو اور حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے اور دستانے نہ پہنے۔

2671- تقدم في مسلك الحج، الرحمة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار (الحديث 2670) .

2672- اخرج البخاري في حراء الصيد، باب ما يهي من الطيب للمحرم والمحرمة (الحديث 1838) . و اخرج ابو داود في المسالك، باب

ما لبس المحرم (الحديث 1825) . و اخرج الترمذي في الحج، باب ما جاء فيما لا يجوز للمحرم لبسه (الحديث 833) . تحفة الاشراف

(8275)

حالت احرام میں پردے کی تخفیف میں مذاہب اربعہ کا بیان

شریعت نے عورت کے لئے پردہ ہر حال میں لازم کیا ہے البتہ اس کے لئے احرام میں پردے میں تخفیف کر دی ہے کہ عورت چہرے پر نقاب وغیرہ نہ ڈالے بلکہ چہرہ کھلا رکھے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن عمر عن النبی ا قال: المحرمة لا تنقب ولا تلبس القفازین . (بخاری)

البتہ کسی نامحرم کے سامنے آنے پر وہ اپنے چہرے کو چھپالے تاکہ اس جگہ بد نگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ چنانچہ صحابیات کا بھی یہی عمل رہا حضرت عائشہ کی روایت ہے:

کان الركبان یمرّون بنا ونحن محرمات مع رسول الله ا فاذا جاوزوا بنا سدلنا ا حداانا جلبابها

فاذا جاوزونا كشفناه . (ابوداؤد، ۱۵۶، ۱)

چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عورت اپنے سر پر اس طرح کپڑا ڈال سکتی ہے کہ وہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ کتاب السبوط میں ہے:

قال (ولا یماس بأن تسدل الخمار علی وجهها من فوق رأسها علی وجه لا یصیب وجهها) وقد

بینا ذلك عن عائشة رضی الله عنها لأن تغطية الوجه إنما یحصل بما یماس وجهها دون ما لا

یماسه وبكره لها أن تلبس البرقع لأن ذلك یماس وجهها .

(کتاب السبوط للسرخسی، ج ۲، ۱۶۱، دار الکتب العلمیہ)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(وتغطي رأسها) أي لا وجهها الا أنها إن غطت وجهها بشيء متجاف جاز وفي النهاية: ان سدل

الشيء علی وجهها واجب علیها ودلت المسئلة علی ان المرأة منهية عن اظهار وجهها للأجانب

بلا ضرورة وكذا فی المحيط: وفي الفتح قالوا: والاستحب أن تسدل علی وجهها شيئاً

وتجافیه . (کتاب الناسک ملا علی قاری)

الفقه الحنفی وأدلتہ میں ہے: وفي رواية له ولا تنقب المرأة المحرمة ولا تلبس القفازین وقوله:

لا یلبس خبر بدعنی النهی وعند وجود الأجانب فالأرجاء واجب علیها وعند عدمه یجب علی

الأجانب غرض البصر فقول الحنفية اعمال الحديث من جهة وصرف الفتنة من جهة أخرى

(الفقه الحنفی وأدلتہ ربط دار الکتب العلمیہ)

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ حکم صرف احناف کے ہاں ہی نہیں بلکہ چاروں ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں۔ اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے کہ وہ اس سے اپنے سر کو ڈھانپنے اور اپنی بالوں کو

چھپائے اور اوپر کی جانب اپنے برے پر سدل ثوب کرے اور سر پر آہستہ کپڑا ڈالے تاکہ اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے بچائے۔ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا کرتی تھیں۔ (بداية المجتهد، ج ۲، ص ۲۷۸، دار الکتب العلمیہ)

الفقه المالکی المیسر میں ہے: وایاح المالکیہ لہا سترو جہہا عند الفتنة بلاغرز للساتر بابرۃ ونحوہا وبلا ربط لہ براسہا بل المطلوب سدلہ علی راسہا ووجہہا او تجعلہ کاللتام وتلقى طرفہ علی راسہا بلاغرز ولا ربط۔ (الفقه المالکی المیسر للزحیلی، ۱، ۲۹۵، دار الکتب العلمیہ)

فقہ شافعی کی کتاب ”الحاوی الکبیر“ میں ہے۔

ان حرم المرأة فی وجہہا فلا تغطیہ کما کان حرم الرجل فی رأسہ فلا یغطیہ لروایۃ موسیٰ ابن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر: ان رسول اللہ انہی ان تنقب المرأة وہی محرمۃ وتلبس القفازین۔

(الحاوی الکبیر للماوردی، ۶، ۶۳، دار الکتب العلمیہ)

فقہ حنبلی کی کتاب ”المیسر للزحیلی“ میں ہے:

ومن المحظورات فی الاحرام: تعمد تغطية الوجه من الأنثیٰ لكن تسدل علی وجہہا لحاجة لقوله ۱: لا تنقب المرأة المحرمۃ ولا تلبس القفازین قال الشرح: فیحرم تغطية لانعلم فیہ خلافا ولا یضر لمس السدل وجہہا خلافاً للقاضی ابی یعلیٰ قال فی الاقناع: ان غطتہ لغير حاجة فدت وعلیٰ هذا احرام المرأة فی وجہہا فتحرم تغطیہ بحو برقع ونقاب وتسدل لحاجة کمزور رجال بہا الخ۔ (الفقه الحنبلی المیسر، ۷، ۷۵، دار الفکر دمشق)

فقہاء کرام کے مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے چہرے پر نقاب ڈالنا بغیر کسی حائل کے ممنوع ہے بلکہ اسے چاہئے کہ اجانب کی غیر موجودگی میں چہرے کو کھلا رکھے اور ان کی موجودگی میں چہرے کپڑے سے کسی حائل اور فاصلہ رکھنے والی چیز یا نقاب (جیسے ہیٹ والے مروجہ نقاب یا اس جیسی کوئی اور چیز) سے ڈھانپ لے تاکہ بد نگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ ہاں اگر کپڑا ہوا کی وجہ سے بار بار چہرے پر پڑ جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی دم وغیرہ لازم آئے گا۔

واحرام المرأة فی وجہہا واجاز الشافعیۃ والحنفیۃ ذلك بوجود حاجز عن الوجه فقالوا: للمرأة ان تسدل علی وجہہا ثوباً متجافياً عنه بخشبة ونحوہا سواء فعلتہ لحاجة من حر او برد او خوف فتنة ونحوہا او لغير حاجة فان وقعت الخشبة فاصاب الثوب وجہہا بغير اختیارہا ورفعتہ فی الحال فلا فدیۃ۔ (الفقه الاسلامی وادلہ، ۲۸۶۳، دار الفکر، بیروت)

باب النهی عن لبس البرانس فی الاحرام .

یہ باب احرام کے دوران ٹوپی پہننے کی ممانعت میں ہے

2673 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخُفَافَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الرَّغْفَرَانُ وَلَا الْوَرَسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: محرم کس طرح کا لباس پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی یا موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کو جوتے نہیں ملے تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

2674 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخُفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرَسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں تو ہم کس طرح کے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قمیص، شلوار، عمامہ، ٹوپی یا موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے لیکن وہ ٹخنوں کے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

باب النهی عن لبس العمامة فی الاحرام .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران عمامہ پہننے کی ممانعت

2675 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النُّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ" .

2673- تقدم (الحديث 2668) .

2674- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8245) .

2675- انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القميص (الحديث 5794) . تحفة الاشراف (7535) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کیا، اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھ لیں تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی، موزے نہ پہنو! البتہ اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں تو حکم مختلف ہوگا، اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں تو تم ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو۔

2676 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْعِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْخُفَّاتِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ نِعَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ نِعَالٌ فَخُفَّيْنِ دُونَ الْكُعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرَسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ أَوْ مَسَّهَ وَرَسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کیا، اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھتے ہیں تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قیص، عمامہ، ٹوپی، شلوار، موزے نہ پہنو! البتہ اگر جوتے نہ ہوں تو حکم مختلف ہوگا، اگر جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو اور ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران کے ذریعے رنگا گیا ہو۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

باب النَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران موزے پہننے کی ممانعت

2677 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ أُنْبِئْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا تَلْبَسُوا فِي الْإِحْرَامِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخُفَّاتِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: احرام کے دوران قیص، شلوار، عمامہ، ٹوپی اور موزے نہ پہنو۔

باب الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو جوتے نہیں ملتے، اُس کے لیے احرام کے دوران موزے پہننے کی اجازت

2678 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ أُنْبِئْنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ".

2676- انفرادہ السانی . والحديث عند: السانی فی مناسک الحج، قطعهما أسفل من الكعبين (الحديث 2679) . تحفة الاشراف (7749) .

2677- انفرادہ السانی . تحفة الاشراف (8136) .

2678- تقدم (الحديث 2670) .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کو تہبند نہیں ملتا تو وہ شلوار پہن لے اور جب کسی کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب قَطْعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ .

یہ باب ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لیں۔

2679 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب محرم شخص کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہنے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب النَّهْيُ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُقَارِيزَ .

یہ باب ہے کہ محرمہ عورت کے لیے دستان پہننے کی ممانعت

2680 - أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْأَحْرَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يَلْبَسِ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرُسُ وَلَا تَتَّقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامَ وَلَا تَلْبَسِ الْقُقَارِيزَ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا ہدایت کرتے ہیں کہ ہم احرام کے دوران کون سا لباس پہنیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قمیص، شلوار اور موزے نہ پہناؤ البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے لیکن وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی شخص ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر زعفران یا درس لگا ہو اور احرام کی حالت میں کوئی عورت نقاب نہ کرے اور دستان نہ پہنے۔

باب التَّلْبِيدِ عِنْدَ الْأَحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت تلبید کرنا

2681 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "إِنِّي لَبَذْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَذِي فَلَا أُحِلُّ حَتَّى أُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے احرام کھول لیا ہے اور آپ نے عمرہ کرنے کے بعد احرام نہیں کھولا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے سر کی تنعید کر لی ہے (یعنی بالوں کو جمالیا ہے) اور میں نے اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈال لیا ہے اس لیے میں اُس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک میں حج کرنے کے بعد احرام نہیں کھولتا (یعنی حج کے بعد احرام کھولنے کا وقت نہیں آ جاتا)۔

2682 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلُّ مُلَبِّدًا.

☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے تلبد کی ہوئی تھی اور آپ تلبد پڑھ رہے تھے۔

41 - بَابُ إِبَاحَةِ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ .

باب: احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے

2683 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ وَعِنْدَ إِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ يُحِلَّ بِيَدَيَّ .

2681 - أخرجه البخاري في الحج، باب التمتع والقرآن والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1566)، و باب لعل الفلاند ليدن و البحر (الحديث 1697)، و باب من ليد راسه عند الإحرام و حلق (الحديث 1725)، و في المعاري، باب حجة الوداع (الحديث 4398) بحرو، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5916). و أخرجه مسلم في الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد (الحديث 176 و 177 و 178 و 179). و أخرجه أبو داود في المناسك، باب في الافران (الحديث 1806). و أخرجه السائي في مسلك الحج، تفلید الهدي (الحديث 2780). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من ليد راسه (الحديث 3046). تحفة الاشراف (15800).

2682 - أخرجه البخاري في الحج، باب من اهل ملبدًا (الحديث 1540)، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) مطرلاً، و أخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) مطرلاً و أخرجه أبو داود في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من ليد راسه (الحديث 3047). و الحديث عند: السائي في مناسك الحج، كيف التلبية (الحديث 2746). تحفة الاشراف (6976).

2683 - المفرد به السائي. تحفة الاشراف (16091).

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تھا اور اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام کھولنے کا ارادہ کیا تھا تاہم ابھی آپ نے احرام کھولا نہیں تھا اور میں نے اپنے ان دو ہاتھوں کے ذریعے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2684 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَبَّخْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُطُوفَ بِالْبَيْتِ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے اور بیت اللہ طواف کرنے سے پہلے آپ کے احرام کھولنے سے پہلے بھی خوشبو لگائی تھی۔

2685 - أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنصُورٍ بْنُ جَعْفَرٍ النَّسَابُورِيُّ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَبَّخْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ کے احرام کھولنے سے پہلے میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔

2686 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَبَّخْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحْرَامِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ بَعْدَ مَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ أَنْ يُطُوفَ بِالْبَيْتِ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا تو اُس وقت آپ کے احرام کے لیے اور جب آپ نے احرام کھول دیا تھا یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے (آپ نے احرام کھولا تھا اُس وقت) میں نے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2687 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عُمَيْرٍ عَنْ ضَمْرَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَبَّخْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحْرَامِهِ طَبْخًا لَا يُشْبِهُ طَبْخَكُمْ هَذَا تَعْنِي لَبَسَ لَهُ بَقَاءً .

2684 - أخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام وما يلي إذا أراد أن يحرم و يترجل بعده (الحديث 1539) . و أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 33) . و أخرجه أبو داود في المسالك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1745) . تحفة الاشراف (17518) .

2685 - أخرجه البخاري في اللباس، باب تطيب المرأة (زوجها يديها) (الحديث 5922) بحواه . و أخرجه الساني في مسلك الحج، احرام الطيب عند الاحرام، (الحديث 2690) . تحفة الاشراف (17529) .

2686 - أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 31) . تحفة الاشراف (16446) .

2687 - أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (16523) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام کھولنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی میں نے آپ کے احرام باندھنے کے وقت بھی آپ کو خوشبو لگائی تھی وہ تمہاری خوشبو کی مانند نہیں تھی۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی ایسی خوشبو لگائی تھی جو باقی نہیں رہتی ہے۔

2688 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ بَأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ عِنْدَ حُرْمِهِ وَجِلْدِهِ .

☆☆ عثمان بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو خوشبو میں کیا چیز لگائی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کے احرام باندھنے اور احرام کھولنے کے وقت سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2689 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَاءِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2690 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ لِحُرْمِهِ وَلِجِلْدِهِ وَحِينَ يُرِيدُ أَنْ يَزُورَ الْبَيْتَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے کے وقت اور آپ ﷺ کے احرام کھولنے کے وقت اور اُس وقت جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے کے لیے جانے لگے تھے اُس وقت اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2691 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قُلْتُ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ .

2688- أخرجه البخاري في اللباس، باب ما يستحب من الطيب (الحديث 5928) وأخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام (الحديث 36 و 37). وأخرجه النسائي في مسند الحج، إباحة الطيب عند الإحرام (الحديث 2689). تحفة الأشراف (16365).

2688- تقدم (الحديث 2688)

2690- تقدم (الحديث 2685).

2691- أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام (الحديث 46) وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطيب عند

لا حول ليل الزيارة (الحديث 917). تحفة الأشراف (17526).

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے لیے آپ کے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگائی تھی جس میں مشک ملی ہوئی تھی۔

2692 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ أُنَبِّئُكَ اللَّهُ بْنُ الْوَلِيدِ - يَعْنِي الْعَدَنِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ ح وَأَبْنَاءِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ أُنَبِّئُكَ إِسْحَاقُ - يَعْنِي الْأَزْرَقَ - قَالَ أُنَبِّئُكَ سُفْيَانُ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُثَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاتِبِي أَنْظُرْ إِلَيَّ وَبِصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ فِي حَدِيثِهِ وَبِصِ طِيبِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ اُس وقت محرم تھے۔

احمد بن حنبل نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:
نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک (کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے)۔

2693 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّزَاقِيُّ قَالَ أُنَبِّئُكَ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ كَانَ يُرَى وَبِصُ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دکھائی دے رہی تھی حالانکہ اُس وقت آپ محرم تھے۔

42 - باب مَوْضِعِ الطِّيبِ .

باب: خوشبو لگانے کی جگہ

2694 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاتِبِي أَنْظُرْ إِلَيَّ وَبِصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سر میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں

2692 - أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 45) . و أخرجه أبو داود في المسك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1746) . تحفة الاشراف (15925) .

2693 - أخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام وما يلي إذا اراد ان يحرم و يترجل و يدهش (الحديث 1538) . و أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 39) . و أخرجه النسائي في مسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2694 و 2695) . تحفة الاشراف (15988) .

2694 - تقدم (الحديث 2693) .

ہے آپ ﷺ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

2695 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي أَصُولِ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اس وقت محرم تھے۔

2696 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفْرِقِ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اس وقت محرم تھے۔

2697 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِصَ الطَّيِّبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر میں خوشبو کی چمک دیکھی آپ ﷺ اس وقت محرم تھے۔

2698 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَهْلُ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اس وقت تلبیہ پڑھ رہے تھے (یا احرام باندھے ہوئے تھے)۔

2699 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

2695-تقدم (الحديث 2693).

2696-أخرجه البخاري في العمل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي الرطوب (الحديث 271)، وفي اللباس، باب الفرق (الحديث 5918).

أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 42). تحفة الاشراف (15928).

2697-أخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 40، 41). وأخرجه النسائي في مسائل الحج، موضع الطيب

الحديث 2698. تحفة الاشراف (15954).

2698-تقدم (الحديث 2697).

2699-أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (15035).

قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ
أَذْهَنَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ حَتَّى أَرَى وَبَيْضَهُ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ . تَابَعَهُ إِسْرَاطِيلُ عَلَى هَذَا الْكَلَامِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے
اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو تیل کے طور پر لگائی آپ کے سر اور داڑھی میں اس کی چمک کا منظر آج بھی میری یاد
میں ہے۔

(ایک اور راوی نے بھی اس کی متابعت کی ہے)

2700 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ إِسْرَاطِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا كُنْتُ
أَجِدُ مِنَ الطِّيبِ حَتَّى أَرَى وَبَيْضَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو
لگائی تھی یہاں تک کہ آپ کے سر اور داڑھی میں خوشبو کی چمک (کا منظر) آج بھی میری نگاہ میں ہے (میں نے یہ خوشبو
آپ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی)۔

2701 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ وَبَيْضَ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں
خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2702 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ
أَرَى وَبَيْضَ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں
خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2703 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بَشَرَ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

2700-احرجہ البخاری فی اللباس، باب الطیب فی الرأس واللحية (الحديث 5923)، و اخرجہ مسلم فی الحج، باب الطیب للمحرم

الاحرام (الحديث 43 و 44) . تحفة الاشراف (16010) .

2701-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15975) .

2702-احرجہ ابن ماجہ فی المناسک، باب الطیب عن الاحرام (الحديث 2928) . تحفة الاشراف (16026) .

2703-تقدم (الحديث 415) .

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعَلِيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَقَالَ لَأَنْ أَطْلِيَ بِالْقَيْطَرَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ . فَبَدَأْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَقَدْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْضَحُ طَبِيًّا .

☆ ☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانے کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں خود کو تارکول میں لت پت کر لوں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے (کہ میں احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگاؤں)۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) بعد میں میں نے اس بات کا تذکرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) پر رحم کرے! میں نے نبی اکرم ﷺ کو خوشبو لگائی تھی پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے پھر اگلے دن صبح (جب آپ نے احرام باندھا تھا) تو وہ خوشبو آپ سے پھوٹ رہی تھی۔

2704 - أَخْبَرَنَا هَذَا بَنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَشَفِيَّانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ لَأَنْ أَصْبِحَ مُطْلِيًّا بِقَيْطَرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصْبِحَ مُخْرِمًا أَنْضَحُ طَبِيًّا . لَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَبِيبٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُخْرِمًا .

☆ ☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں تارکول میں لت پت ہو کر صبح کروں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں احرام کی حالت میں صبح کروں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے بارے میں بتایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو خوشبو لگائی تھی پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے پھر آپ نے احرام باندھ لیا تھا۔

43 - بَابُ الزَّعْفَرَانِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم کا زعفران استعمال کرنا

2705 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

2704- تقدم (الحديث 415) .

2705- أخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهى الرجل عن الزعفران (الحديث 77م) . وأخرجه أبو داود في الرجل، باب في الحلوق للرجال (الحديث 4179) . وأخرجه الترمذي في الأدب، باب ما جاء في كراهية الزعفران، والخلو للرجال (الحديث 2815م) . وأخرجه النسائي في مسالك الحج، الزعفران للمحرم (الحديث 2706)، وفي الزينة، الزعفران (الحديث 5271) . بحفة الإشراف (992) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2706 - أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَقِيَّةَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَدُوُّ

الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ .

☆ ☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2707 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ . قَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي لِلرِّجَالِ .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔

44 - باب فِي الْخَلْقِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم شخص کا خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگانا

2708 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرُو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِي

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ مَقْطَعَاتٌ وَهُوَ مُتَضَيِّعٌ بِخَلْقٍ فَقَالَ أَهْلُكَ

بِعُمْرَةٍ فَمَا أَصْنَعُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ" . قَالَ كُنْتُ أَتَقِي هَذَا

وَأَغْسِلُهُ . فَقَالَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ" .

☆ ☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے

عمرے کا احرام باندھ لیا تھا، اُس نے سلعے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُس سے خوشبو میں پھوٹ رہی تھیں، اُس نے گڑبڑ

کی کہ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے، تو اب میں کیا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم وہی کرو جو حج میں کرتے ہو، اُس نے

عرض کی: (حج میں تو میں اس خوشبو سے) بچتا ہوں اور اسے دھو لیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے حج میں جو کرتے ہو

عمرے میں بھی وہی کرو۔

2709 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ

2706 - تقدم (الحديث 2705) .

2707 - أخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهى الرجل عن التزعفر (الحديث 77) . و أخرجه أبو داود في الرجل، باب في الخلوق حرمه

(الحديث 4179) . و أخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر، و الخلوق للرجال (الحديث 2815) تحفة الانوار

(1011) .

2708 - تقدم (الحديث 2667) .

2709 - تقدم (الحديث 2667) .

قَيْسَ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لَحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَخْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ "انزع عنك الجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ فَأَضَعَهُ فِي عُمْرَتِكَ".

☆ ☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اُس وقت جعرانہ کے مقام پر موجود تھے اُس شخص نے جبہ پہنا ہوا تھا اور اُس نے اپنی داڑھی (اور سر کے بالوں پر) زرد رنگ (یعنی زعفران) لگایا ہوا تھا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری یہ حالت ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا جبہ اتار دو اور اپنے اوپر سے زرد رنگ کو دھو دو اور جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرے میں کرو (یعنی عمرے کا بھی وہی احرام ہوتا ہے جو حج کا ہوتا ہے)۔

باب الْكُحْلِ لِلْمُحْرِمِ

باب: محرم کا سرمہ لگانا

2710 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مَوْسَى عَنْ نُسَيْبِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَانَ بْنِ عُمَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُحْرِمِ "إِذَا اشْتَكَى رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ أَنْ يَضُمَّهُمَا بِصِيرٍ".

☆ ☆ ابان بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو محرم شخص کے بارے میں ہے:

جب اُسے اپنے سر یا آنکھوں میں کوئی شکایت ہو تو وہ اُن پر ایلو لگالے۔

باب الْكَرَاهِيَةِ فِي الثِّيَابِ الْمُضَبَّغَةِ لِلْمُحْرِمِ

باب: محرم شخص کے لیے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے

2711 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعْيَدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْنَا جَابِرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَشُقِ الْهَذَى وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذَى فَلْيُحِلِّ وَلْيُجْعَلْهَا

2710- أخرجه مسلم في الحج، باب جواز مداواة المحرم عينه (الحديث 89 و 90) - وأخرجه أبو داود في المناسك، باب يكحل المحرم (الحديث 1838 و 1839) وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم يشتكي عينه فيضمدها بالصير (الحديث 952) . تحفة الاشراف (9777) .

2711- أخرجه مسلم في الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 147 و 148) مطولاً - وأخرجه أبو داود في المناسك، باب حصة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1905 و 1909) مطولاً - وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3074) مطولاً - والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، ترك التسمية عند الإهلال (الحديث 2739)، و الحج بغير نية يقصده للمعمر (الحديث 2743) . تحفة الاشراف (2593) .

عُمْرَةَ۔ وَقَدِمَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَذِي وَمَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ هَذَا
وَإِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبَسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَانْتَحَلَتْ۔ قَالَ فَأَنْطَلَقْتُ مُحَرِّشًا أَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَاطِمَةَ لَبَسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَانْتَحَلَتْ وَقَالَتْ أَمَرَنِي بِهِ أَبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔ قَالَ "صَدَقَتْ صَدَقَتْ صَدَقَتْ أَنَا أَمَرْتُهَا"۔

☆☆ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور ہم نے اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بات بتائی:
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے بعد میں جس بات کا خیال آیا تھا اگر پہلے آ جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اسے
عمرے میں تبدیل کر لیتا جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے اور اُسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ (راوی
کہتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر
آئے تھے (جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے) تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے رنگے ہوئے کپڑے پہنے
ہیں اور سرمہ بھی لگایا ہوا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں ناراضگی کے عالم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ
دریافت کرنے چلا گیا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فاطمہ نے سلعے ہوئے کپڑے پہن لیے ہیں اور سرمہ بھی لگایا ہے اور اس
نے یہ بات بیان کی ہے کہ میرے والد نے اس کی اجازت دی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس نے ٹھیک کہا ہے اُس نے ٹھیک
کہا ہے اُس نے ٹھیک کہا ہے میں نے اُسے یہ ہدایت کی ہے۔

باب تَخْمِيرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ۔

باب: محرم شخص کا اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ دینا

2712 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَشِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَنْ رَأْسِهِ فَاقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَيَكْفِنُ فِي ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًا"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنی سواری سے گر گیا اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی
(اور وہ فوت ہو گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دینا
اس کا سر اور چہرہ کھلا رکھنا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

2713 - أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَرَ

2712- أخرجه البخاري في الجناز، باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1267)، وفي جزاء الصيد، باب مة المحرم إذا مات (الحديث 1851). وأخرجه مسلم في الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات (الحديث 99 و 100)، وأخرجه النسائي في مناسك الحج، غسل المحرم بالسدر إذا مات (الحديث 2853)، وفي كم يكفن المحرم إذا مات (الحديث 2854)، والنهي عن أن يحمر وجه المحرم ورأسه إذا مات (الحديث 2857). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحرم يموت (الحديث 3084). تحفة الاشراف (5453).

بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثِيَابِهِ وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبًّا" ☆ ☆

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا احرام باندھے ہوئے انتقال ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے اس کے انہیں کپڑوں (یعنی احرام کے کپڑوں میں) کفن دو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنا نہیں کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

باب إِفْرَادِ الْحَجِّ

یہ باب حج افراد کرنے کے بیان میں ہے

2714 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَاسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ. ☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حج افراد کیا تھا۔

2715 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ. ☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا (یا حج کا احرام باندھا تھا)۔

2716 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِقِينَ لِهَلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَاءَ أَنْ يَهْلَ بِحَجٍّ فَلْيَهْلْ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلْ بِعُمْرَةٍ". ☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم ذوالحج کا پہلی کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ

2713- تقدم (الحديث 1903) .

2714- أخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، وانه يجوز الراد الحج والتمتع والقرآن وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه (الحديث 122) . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب في الراد الحج (الحديث 1777) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الراد الحج (الحديث 820) . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2964) . تحفة الاشراف (17517) . 2715- أخرجه البحاري في الحج، باب التمتع والقرآن والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1562) مطولاً، وفي المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4408) مطولاً، و أخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز الراد الحج والتمتع والقرآن وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه (الحديث 118) مطولاً . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب في الراد للحج (الحديث 1779 و 1780) مطولاً . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2965) . تحفة الاشراف (16389) .

2716- أخرجه ابو داود في المناسك، باب في الراد الحج (الحديث 1778) مطولاً . تحفة الاشراف (16863) .

روانہ ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حج کا احرام باندھنا ہے وہ اس کا احرام باندھے (یا جس نے حج کا تلبیہ پڑھنا ہے وہ اس کا تلبیہ پڑھے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھنا ہے وہ عمرے کا احرام باندھے (یعنی جس نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا ہے وہ عمرے کا تلبیہ پڑھے)۔

2717 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبْرَانِيُّ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَسَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسَلِيمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔

باب الْقِرَانِ .

یہ باب حج قران کے بیان میں ہے

2718 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَإِلٍ قَالَ قَالَ الضُّبِّيُّ بْنُ مَعْبُدٍ كُنْتُ أَغْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَاسْلَمْتُ فَكُنْتُ حَرَبِيًّا عَلَى الْجِهَادِ فَرَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَاتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ هَذِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ اجْمَعُهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا آتَيْتُ الْعُدَيْبَ لَقِينِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أَهْلُ بِهِمَا فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هَذَا بِأَلْفَةٍ مِنْ بَعِيرٍ . فَاتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي اسْلَمْتُ وَأَنَا حَرَبِيٌّ عَلَى الْجِهَادِ وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَاتَيْتُ هَذِيمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ يَا هَذَا إِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ . فَقَالَ اجْمَعُهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا آتَيْتُ الْعُدَيْبَ لَقِينِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هَذَا بِأَلْفَةٍ مِنْ بَعِيرٍ . فَقَالَ عُمَرُ هَدَيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ ☆ صہبی بن معبد بیان کرتے ہیں: میں ایک عیسائی دیہاتی تھا جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری یہ شدید خواہش

2717- أخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الأفراد بالحج و فسخ لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولاً، و باب إذا حاصت المرأة بعد ما لاخت (الحديث 1762) مطولاً . و أخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الأحرام و أنه يجوزفراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 128 و 129) مطولاً . و أخرجه أبو داود في المناسك، باب في الراد الحج (الحديث 1783) مطولاً . و أخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2802) مطولاً . تحفة الاشراف (15957 و 15984) .

2718- أخرجه أبو داود في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1798) مختصراً، و (الحديث 1799) . و أخرجه النسائي في المناسك، باب في الاقران (الحديث 2719 و 2720) و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قرن الحج و العمرة (الحديث 2970) . تحفة الاشراف (10466) .

تھی کہ میں جہاد میں حصہ لوں ایک مرتبہ مجھے حج اور عمرہ کے لیے جانے کا موقع ملا یہ دونوں مجھ پر لازم ہو چکے تھے میں اپنے قبیلے کے ایک شخص کے پاس آیا جس کا نام ہذیم بن عبد اللہ تھا میں نے اُس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اُس نے کہا: تم ان دونوں کو اکٹھا کر لو پھر تمہیں جو بھی قربانی میسر ہوگی اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا جب میں عذیب کے مقام پر پہنچا تو میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی میں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا اُن دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو (دینی معاملات کی) اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ بوجھ نہیں ہے (یعنی یہ دینی معاملات میں بالکل ہی کورا ہے)۔

میں بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے میری جہاد کرنے کی شدید خواہش تھی لیکن مجھے حج اور عمرے کے بارے میں یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مجھ پر لازم ہو چکے ہیں تو میں ہذیم بن عبد اللہ کے پاس آیا میں نے انہیں کہا: جناب! مجھ پر حج اور عمرہ دونوں لازم ہو چکے ہیں تو انہوں نے فرمایا: تم اُن دونوں کو ایک ساتھ کر لو اور پھر بعد میں جو قربانی تمہیں نصیب ہوگی اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا پھر میں عذیب کے مقام پر آیا تو وہاں میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی تو اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا: یہ شخص اپنے اونٹ سے زیادہ علم نہیں رکھتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

2719 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا مُصْعَبَ بْنَ الْمِقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ أَتَيْنَا الصَّبِيَّ فَلَمْ نَكْرَمْهُ قَالَ فَاتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ إِلَّا قَوْلَهُ يَا هَئِهِ .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

2720 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَتَيْنَا شُعَيْبَ - يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ - قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ جُرَيْجٍ ح وَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ أَبُو وَائِلٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي تَغْلِبَ يُقَالُ لَهُ الصَّبِيُّ بْنُ مَعْبِدٍ وَكَانَ نَصْرَانِيًّا فَاسْلَمَ فَأَقْبَلَ فِي أَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبَّى بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ جَمِيعًا فَهُوَ كَذَلِكَ يَلْبِي بِهِمَا جَمِيعًا لَمَّا عَلَى مَلَمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لَأَنْتَ أَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هَذَا . فَقَالَ الصَّبِيُّ فَلَمْ يَزَلْ فِي نَفْسِي حَتَّى لَفَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَلَمْ تَكُنْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ هَدَيْتَ لِسْنَةَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ شَقِيقٌ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ إِلَى الصَّبِيِّ بْنِ مَعْبِدٍ نَسْتَذْكُرُهُ فَلَقَدْ اخْتَلَفْنَا إِلَيْهِ مِرَارًا أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ .

☆ ☆ ابو وائل شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں: بنو تغلب سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کا نام صبی بن معبد تھا وہ

پہلے عیسائی تھے انہوں نے اسلام قبول کر لیا وہ پہلی مرتبہ حج کرنے کے لیے آئے تو انہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احترام ایک ساتھ باندھ لیا وہ اسی طرح ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے رہے اُن کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے ہوا تو اُن دونوں میں سے ایک نے کہا: تم اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہو (یعنی تمہیں دینی معاملات میں کوئی علم نہیں ہے) تو صبی نے کہا: مجھے اس بارے میں الجھن رہی یہاں تک کہ میری ملاقات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اُن کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا: تمہاری تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

شعین بیان کرتے ہیں: میں اور مسروق بن اجدع کئی بار صبی بن معبد کے پاس گئے اور اُن سے اس روایت کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے ہم کئی مرتبہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

2121 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُكَلِّمُ بِعُمْرَةٍ وَحُجَّةٍ فَقَالَ أَلَمْ تَكُنْ تَنْهَى عَنْ هَذَا قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ بِهِمَا جَمِيعًا فَلَمْ أَدْعُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِكَ .

☆ ☆ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: کیا ہمیں اس چیز سے منع نہیں کیا گیا (کہ حاکم دقت کی مخالفت کی جائے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے اس لیے میں آپ کے قول کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے قول کو ترک نہیں کروں گا۔

2122 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ أَنَّ عُثْمَانَ نَهَى عَنِ الْمُتَعَةِ وَأَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيُّ لَبَّيْكَ بِحُجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا . فَقَالَ عُثْمَانُ أَفَفَعَلَهَا وَأَنَا أَلْهَى عَنْهَا فَقَالَ عَلِيُّ لَمْ أَكُنْ لَأَدْعُ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَخِي مِنَ النَّاسِ .

☆ ☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مروان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے متعہ کرنے اور حج اور عمرے کو ایک ساتھ کرنے سے منع کیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حج اور عمرے کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوں تو حضرت عثمان نے کہا: کیا آپ ایسا کریں گے جبکہ میں نے اس سے منع کر دیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کے رسول کی سنت کو کسی شخص کے کہنے پر ترک نہیں کروں گا۔

2123 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ .

2121- أخرجه البخاري في الحج، باب التمتع والقرآن والفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1563) وحرره

النسائي في مناسك الحج، القرآن (الحديث 2722 و 2723) . تحفة الاشراف (10274) .

2722- تقدم (الحديث 2721) .

2723- تقدم (الحديث 2721) .

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2724 - أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ أَكْرَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ صَنَعْتَ". قُلْتُ أَهْلَلْتُ بِأَهْلَاكَ. قَالَ "فَاتَيْتُ سُفْتَ الْهَدْيِ وَقَرَنْتُ". قَالَ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ "لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ وَلَكِنِّي سُفْتُ الْهَدْيِ وَقَرَنْتُ".

☆ ☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اُس وقت حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کہا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے نیت کی ہے جو آپ نے احرام کی نیت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قرآن کی نیت کی ہے۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: مجھے اس بارے میں بعد میں جو خیال آیا اگر پہلے آ جاتا تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے لیکن میں قربانی کا جانور ساتھ لایا تھا اور میں نے حج قرآن کی نیت کر لی تھی۔

2725 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصُّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يَقُولُ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ تَوَلَّى قَبْلَ أَنْ يَنْهَى عَنْهَا وَقَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَخْرِيمِهِ.

☆ ☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا تھا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے منع کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا اور قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے)۔

2726 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهِمَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

☆ ☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا تھا پھر اس بارے میں

2724 - أخرجه أبو داود في المناسك، باب في الاقرا (الحديث 1797). و أخرجه النعاني في مناسك الحج، الحج بغير نية بقصد المحرم (الحديث 2744). تحفة الاشراف (10026).

2725 - أخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 167) مطولاً. تحفة الاشراف (10846).

2726 - أخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 168) مطولاً، و (الحديث 169). تحفة الاشراف (10851).

کتاب کا حکم بھی نازل نہیں ہوا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس سے منع نہیں کیا اب اس بارے میں جو شخص اپنی رائے کے مطابق جو مرضی کہنا چاہے وہ کہہ دے۔

2727 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ تَمَتُّعًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ هَذَا أَخَذَهُمْ لَا بَأْسَ بِهِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَرْوَى عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ لَا بَأْسَ بِهِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَرْوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اسماعیل بن مسلم نامی راوی تین ہیں ان میں سے ایک یہ ہیں (جن سے یہ روایت منقول ہے) اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے دوسرے اسماعیل بن مسلم ایک عمر رسیدہ شخص ہیں جو ابو طفیل کے حوالے سے احادیث روایت کرتے ہیں ان میں بھی کوئی حرج نہیں ہے تیسرے اسماعیل بن مسلم جنہی حسن بصری کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں وہ متروک الحدیث ہیں۔

2728 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيَى وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدِ الطَّوِيلِ ح وَابْنِ عَبَّادٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ ابْنَانَا هُشَيْمٌ قَالَ ابْنَانَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدُ الطَّوِيلُ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي اسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ سَمِعُوهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔

2729 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي اسْحَاقَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي بِهِمَا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان دونوں یعنی (حج اور عمرے کا ایک ساتھ) تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

2730 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ قَالَ ابْنَانَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ جَمِيعًا

2727- أخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 171). وأخرجه النسائي في مناسك الحج، التمتع (الحديث 2738) تحفة الاشراف (10853).

2728- أخرجه مسلم في الحج، باب اهلل النبي صلى الله عليه وسلم وهدية (الحديث 214). وأخرجه ابن داود في المناسك، باب في الاقربان (الحديث 1795). تحفة الاشراف (781).

2729- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (1712).

لَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبَّى بِالْحَجِّ وَخَدَهُ . فَلَقِيتُ آنَسًا فَحَدَّثَنِي يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ آنَسٌ مَا تَعْدُونَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا مَعًا" .

☆ ☆ بکر بن عبد اللہ مزی بن بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے اور حج کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے متعلق بتایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ہمیں صرف بچہ ہی سمجھتے ہو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں عمرہ اور حج ایک ساتھ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

حج قرآن کی تعریف و طریقہ

قرآن کی لغوی و اصطلاحی تعریف: قرآن کے لغوی معنی: دو چیزوں کو جمع کرنا، قرآن کے اصطلاحی معنی: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا ہمارے یہاں قرآن تمتع سے افضل ہے، اور تمتع افراد سے افضل ہے۔ قارن کو اس طرح کے الفاظ کہنا مسنون ہے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي" اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اور دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور ان دونوں کو مجھ سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔

جب قارن مکہ آئے تو عمرہ کے طواف مع سات چکروں سے شروعات کرے صرف پہلے تین چکروں میں رمل کرے، پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھے، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور میلین اخضرین کے درمیان حیزی سے چلے اور سات چکر پورے کرے، یہ عمرہ کے افعال ہیں، پھر اعمال حج کی شروعات کرے، حج کے لئے طواف قدم کرے، پھر حج کے اعمال پورے کرے جس طرح اس کی تفصیل گزر چکی۔

حج قرآن یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے یا پھر پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں عمرہ کا طواف کرنے سے قبل اس پر حج کو بھی داخل کر دے (وہ اس طرح کہ وہ اپنے طواف اور سعی کو حج اور عمرہ کی سعی کرنے کی نیت کرے)۔ حج قرآن اور حج افراد کرنے والے شخص کے اعمال حج ایک جیسے ہی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ حج قرآن کرنے والے پر قربانی ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں۔

ان تینوں اقسام میں افضل قسم حج تمتع ہے اور یہی وہ قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس کا حکم دیا اور اس پر انہیں ابھارا، حتیٰ کہ اگر کوئی انسان حج قرآن یا حج افراد کا احرام باندھے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے تاکہ وہ حج تمتع کر سکے اگرچہ وہ طواف قدم اور سعی کے بعد ہی

کیوں نہ ہو۔

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال جب طواف اور سعی کر لی اور آپ کیساتھ صحابہ کرام بھی تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ بھی قربانی نہ تھی اسے حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کیا حرام میں بدل لے اور بال چھوٹے کر دیا کہ حلال ہو جائے اور فرمایا: اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی وہی کام کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔
حج مفرد، قرآن و تمتع میں سے افضل ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: تمام ائمہ و فقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حج افراد، تمتع اور قرآن کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں فضیلت کس کو حاصل ہے اس میں اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، سفیان ثور، اسحاق بن روہیہ، عزی مابن منذر اور ابو اسحاق مروزی علیہم الرحمہ کے نزدیک حج قرآن افضل ہے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک اور داؤد بن علی اصفہانی (مکر تھلید) کے نزدیک حج افراد افضل ہے۔ جبکہ حضرت امام ابو بن حنبل کے نزدیک تمتع افضل ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک تمتع اور قرآن یہ دونوں حج مفرد سے افضل ہیں۔

(شرح مہذب، ج ۷، ص ۱۵۰، بیروت)
حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سواری پر حضرت ابوظکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور اکثر صحابہ دونوں چیزوں یعنی حج و عمرہ کے لئے چلاتے تھے۔ (یعنی ہاواز بلند کہتے تھے) (بخاری)

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن افضل ہے چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث کو مستدل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنا کب گوارا کر سکتے تھے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا ہو گا اس لئے اکثر صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں قرآن کیا۔

باب التَّمَتُّعِ

یہ باب حج تمتع کے بیان میں ہے

2731 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَّيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ يَذِي الْحُلُقَةَ وَنَذَى

2731 - أخرجه البخاري في الحج، باب من ساق الهدى معه (الحدیث 1691) . وأخرجه مسلم في الحج، باب وجوب الدم على التمتع

عده لرمه صوم ثلاثة ايام في الحج وسبعة اذا رجع الى اهله (الحدیث 174) . وأخرجه ابو داؤد في الحج، باب في الافران (الحدیث 805)

تحفة الاشراف (6878) .

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلٌ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْدَى فَلْيَطْفِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصِرْ وَلْيَحِلِّ ثُمَّ لِيَهْلُ بِالْحَجِّ ثُمَّ لِيُهْدِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ مَذْبَحًا فَلْيَضْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ". فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ عَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ فَصَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ وَكَعَّتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَانْصَرَفَ فَلَاتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَنَحَرَ هَذِيهَ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَقَاضَ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو حج کے ساتھ شامل کر لیا تھا آپ قربانی کا جانور ساتھ لے کر گئے تھے آپ نے ذوالحلیہ سے قربانی کا جانور ساتھ لیا تھا بعد میں نبی اکرم ﷺ کو یہ خیال آیا کہ آپ پہلے عمرے کا احرام باندھتے پھر حج کا احرام باندھتے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو ساتھ ملا لیا تھا کچھ لوگ قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے تھے اور کچھ لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ اُس وقت تک اُن چیزوں سے حلال نہیں ہوگا جو اُس کے لیے حرام ہیں (یعنی وہ اُس وقت تک احرام نہیں کھولے گا) جب تک وہ اپنا حج مکمل نہیں کر لیتا اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے اور بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دے پھر وہ حج کا احرام (نئے سرے سے) باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور جسے قربانی کا جانور نہیں ملا وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور باقی سات روزے گھر واپس جا کر رکھ لے نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے طواف کیا آپ نے حجر اسود کا استلام کیا پھر آپ طواف کے تین چکروں میں تیز رفتاری سے چلے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے جب آپ نے طواف مکمل کر لیا تو آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی جب آپ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے تو صفا تشریف لے آئے آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے ساتھ چکر لگائے پھر آپ ایسی کسی چیز کے لیے حلال نہیں ہوئے جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ ﷺ نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا) جب تک آپ ﷺ نے اپنا حج مکمل کر لیا اور اپنے قربانی کے جانور کو قربانی کے دن ذبح نہیں کر لیا اور طواف افاضہ نہیں کر لیا پھر آپ ہر اُس چیز سے حلال ہو گئے جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ ﷺ نے احرام کھول دیا) جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آیا تھا اُس نے بھی ویسا ہی کیا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا۔

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ حَجَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ نَهَى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ فَقَالَ عُمَرُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَدْ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوا . فَلَبَّى عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمُ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ أُحْزَنْكُمْ تَنْهَى عَنِ التَّمَتُّعِ قَالَ بَلَى . قَالَ لَهُ عَلِيٌّ أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ قَالَ بَلَى .

☆ ☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج کے لیے گئے راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کرنے سے منع کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے تو تم لوگ حج روا نہ ہو جانا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے انہیں منع نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ حج تمتع سے منع کرتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو حج تمتع (کا تلبیہ) پڑھتے ہوئے نہیں سنا تو حضرت عثمان نے جواب دیا: جی ہاں!

2733 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَبِيصٍ - عَامَ حَجِّ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكَ لَا يَصْنَعُ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى .

لَقَالَ سَعْدٌ بِسْمَا قُلْتُ يَا ابْنَ أَخِي . قَالَ الضَّحَّاكَ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهَى عَنْ ذَلِكَ . قَالَ سَعْدٌ لَمْ يَصْنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعَهَا مَعَهُ .

☆ ☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں بحث کی تو ضحاک نے کہا: یہ وہی شخص کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم نے بہت غلط بات کہی ہے تو ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔

2734 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ يُفْتَى بِالْمُتَمَتِّعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رَوَيْدَكَ بِبَعْضِ قُنْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَحَدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّسْكِ بَعْدُ . حَتَّى لَقِيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ غَبُرَ

2732- أخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الاراد بالحج و فسك الحج لمن لم يكن معه هدي، (الحديث 1569) بمسنداً مختصراً . و أخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 159) بنحوه . تحفة الاشراف (10114) .

2733- أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في التمتع (الحديث 823) . تحفة الاشراف (3928)

2734- أخرجه مسلم في الحج، باب في نسح التحلل من الا . و الامر بالتمام (الحديث 157) . و أخرجه ابن ماجه في المسند، باب

التمتع بالعمرة الى الحج (الحديث 2979) . تحفة الاشراف (10584) .

قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظْلُمُوا مُعَرِّسِينَ بِهِنَ فِي الْأَزَالِ ثُمَّ يَرَوْحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوسُهُمْ .

☆☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ حج تمتع کے بارے میں فتویٰ دیا کرتے تھے تو ایک شخص نے اُن سے کہا: آپ اپنے بعض فتوے دینے سے باز آ جائیں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے کہ امیر المؤمنین نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں: پھر میری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے اُن سے دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پتہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا ہے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ لوگ پیلو کے درخت کے سائے کے نیچے اپنی بیویوں کے ساتھ رات بسر کریں اور پھر وہ حج کے لیے روانہ ہوں تو اُن کے سرور سے پانی ٹپک رہا ہے۔

2735 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ أَتَانَا أَبِي قَالَ أَتَانَا أَبُو حَمْرَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَنْهَاكُمُ عَنِ الْمُنْعَةِ وَأَنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں تمہیں حج تمتع سے منع کرتا ہوں بے شک اللہ کی کتاب میں اس کا تذکرہ ہے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی یہ کیا ہے یعنی نبی اکرم ﷺ نے عمرے کو حج کے ساتھ کیا ہے۔

2736 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَّيرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ لِبْنِ عَبَّاسٍ أَعْلِمْتُ أَنَّي قَصَرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ لَا . يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْمُنْعَةِ وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ طاووس بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ میں نے مردہ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک سے بال چھوٹے کیے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں!

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابن عباس یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ لوگوں کو حج تمتع کرنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے حج تمتع کیا ہے۔

2737 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ وَهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ

2735- انفرادیہ الحدیث - بحقیقۃ الاشراف (10502) .

2736- اخذ حد البخاری فی الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال (الحلیث 1730) مختصراً . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب التقصیر فی العمرة، (الحديث 209 و 210) مختصراً . و اخرجہ ابو داؤد فی المسکن، باب فی الاقراں (الحديث 1802 و 1803) مختصراً . نسخة الاشراف (5762 و 11423) .

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ "بِمَا أَهَلَّكَ". قُلْتُ أَهَلَّكَ يَا هَلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ "هَلْ سَفَتْ مِنْ هَدْيٍ". قُلْتُ لَا. قَالَ "لَقُطِفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي فَكُنْتُ أَتَى النَّاسَ بِذَلِكَ فِي إِعَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ وَإِنِّي لَقَانِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَذَرُنِي مَا أَخَذْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ. قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَذَرْنَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاتَّبِعُوا بِهِ فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هَذَا الَّذِي أَخَذْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ قَالَ إِنَّ نَاخِذَ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (وَاتَّبِعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ) وَإِنْ نَاخِذَ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَعُزَّ الْهَدْيَ.

☆ ☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت بطحاء میں تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کون سا احرام باندھا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مردہ کی سعی کر کے احرام کھول دو میں نے بیت اللہ اور صفا و مردہ کا طواف کیا پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا جو میری قوم سے تعلق رکھتی تھی اس نے میرے سر میں کنگھی کی میرے سر کو دھو دیا تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں اس کے مطابق فتویٰ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بھی ایسا ہی کیا ایک مرتبہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں) میں حج کے موقع پر کھڑا ہوا (یہی مسئلہ بیان کر رہا تھا) اسی دوران ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ امیر المؤمنین نے حج کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو میں نے کہا: اے لوگو! میں نے اس سے پہلے جو بھی حکم دیا تھا تم اس بارے میں جلدی نہ کرو کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لارہے ہیں تو تم ان سے اس کو مکمل کروالینا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تم نے اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فتویٰ دینا ہو تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”تم حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو۔“

2737- أخرجه البخاري في الحج، باب من اهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1559)، و باب التمتع والقران والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1565) مختصراً، و باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1724)، مختصراً، و باب متى يحل المعتمر (الحديث 1795) مختصراً، و في المغازي، باب بحث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4346) مختصراً، باب حجة الوداع (الحديث 4397) مختصراً، و أخرجه مسلم في الحج، باب في سح التحلل من الاحرام الامر بالتمام (الحديث 154 و 155 و 156)، و أخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بغير نية بقصده المحرم (الحديث 2741)، و أخرجه الاشراف (9008).

اور اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا چاہیں تو نبی اکرم ﷺ نے احرام اُس وقت تک نہیں کھولا تھا جب تک آپ نے قربانی کا جانور قربان نہیں کر دیا تھا۔

2738 - أَخْبَرَنِي إِسْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ قَالَ فِيهَا قَائِلٌ بِرَأْيِهِ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے حج تمتع کیا ہے آپ کے ساتھ ہم نے بھی حج تمتع کیا ہے۔

اس بارے میں ایک صاحب نے اپنی رائے بیان کر دی ہے۔

حج تمتع کی تعریف و طریقہ

حج تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے (شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ حج کے مہینے ہیں۔ لہذا جب حاجی مکہ پہنچے اور عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر منڈالے یا پھر بال چھوٹے کر دالے تو وہ احرام کھول دے اور جب یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ والے دن صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے سب اعمال مکمل کرے گا، یعنی حج تمتع کرنے والا عمرہ بھی مکمل کرے گا اور اسی طرح حج بھی۔

حج تمتع کی تفصیل کا بیان

بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین انصار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے احرام باندھا اور ہم نے تلبیہ کہا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنا لو مگر یہ کہ جنہوں نے ہدی کو قلاوہ پہنایا ہے اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے کپڑے پہنے اور فرمایا جس نے ہدی کو قلاوہ پہنایا ہو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہدی کا جانور اپنے مقام پر پہنچ جائے پھر ہم کو آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں۔ جب ہم (حج کے) احکام سے فارغ ہو گئے۔ ہم آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے اپنے لباس پہن لئے پس ہمارا حج مکمل ہو گیا اور ہم پر ہدی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَفْظُ آيَةِ فَمَا اسْتَسْرَ مِنْ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ یعنی اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ تو (سات روزے رکھو) اور بکری کافی ہو جائے گی۔ پس ایک سال میں لوگوں نے دونسک (یعنی حج اور عمرہ) کو جمع کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں یہ حکم فرمایا اور تمام لوگوں کے لئے حج عمرہ اکٹھے کرنے کی اجازت فرمائی سوائے اہل مکہ کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَفْظُ آيَةِ

ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور حج کے مہینے جن کا ہم نے ذکر کیا یہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے تو اس پر لازم ہے خون بہانا یا روزہ رکھنا۔ اور فحش کا معنی ہے جماع کرنا اور فسوق سے مراد گناہ ہیں۔ اور جدال کا معنی ہے لڑائی کرنا۔

امام مالک، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ میں تو اس پر ہدی کا جانور لازم ہے یا روزے رکھنے ہیں اگر ہدی کا جانور نہ پائے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے شوال میں یا ذی القعدہ میں عمرہ ادا کیا پھر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج کر لیا تو وہ تمتع ہے اور اس پر قربانی کا جانور لازم ہے جو میسر ہو جائے جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے تو اس پر تین دن کے روزے ہیں (حج کے دوران) اور سات روزے ہیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔ اور جس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا۔ پھر لوٹ آیا وہ تمتع والا نہیں ہے یہ حکم اس کے لئے ہے جو شخص وہیں ٹھہر جائے اور گھر لوٹ کر نہ آئے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرتے تھے تو اس سال حج نہ کرتے تھے اور یہ ہدی دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ تمتع ہے اگر وہ (عمرہ کرنے کے بعد) لوٹ آئے تو وہ تمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ تمتع ہے اگر وہ لوٹ آئے تو وہ تمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے پھر اسی سال حج کرے تو وہ تمتع نہیں ہے تمتع وہ ہے جو وہیں ٹھہر جائے اور (اپنے شہر) نہ لوٹے۔

حاکم رحمہ اللہ علیہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ (اس آیت کو) یوں پڑھا کرتے تھے لفظ آیت فطہام ثلاثہ ایام منشأعات۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتہ سے مراد ہے یعنی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتہ سے مراد ہے کہ جب تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ۔

عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتہ سے مراد ہے کہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ جہاں بھی ہو۔

وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتہ سے

رخصت مراد ہے اگر چاہے تو راستے میں روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو اپنے گھر کی طرف لوٹنے کے بعد روزے رکھ لے لیکن ان میں تفریق نہ کرے (یعنی مسلسل روزے رکھے)۔

عبد بن حمید نے عطاء رحمہ اللہ علیہ اور حسن رحمہ اللہ دونوں نے اس آیت لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم کے بارے میں روایت کیا کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر چاہے تو راستے میں رکھ لے اور حضرت حسن رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے (تو پھر روزے رکھے راستے میں نہ رکھے)

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اگر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہاں بھی روزے رکھ لے اگر چاہے۔

عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ جب تم اپنے حج کو پورا کر چکو اور جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آؤ تو یہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے (کہ تم اب سات روزے رکھو)۔

امام وکیع اور ابن شیبہ نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ اگر تو چاہے تو یہ روزے متفرق رکھے۔

ابن جریر نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت تلك عشرة كاملة کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ دس روزے) ہدی کا کاملہ بدل ہیں۔

بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج تمتع ادا فرمایا تھا اور ہدی بھی دی تھی اور قربانی کا جانور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا لوگوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا بعض لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور بعض ساتھ لے کر نہیں آئے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا تم میں سے ہدی لے کر آیا ہے وہ حلال نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے حج کو پورا کر لے۔ اور جو ہدی کا جانور نہیں لائے وہ بیت اللہ کا طواف کریں صفا مروہ کی سعی کریں اور قصر کرالیں حلال ہو جائیں پھر حج کا احرام باندھ لیں اور جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے اس کو چاہئے کہ حج (کے دنوں) میں تین دن کے روزے رکھ لے اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

ابن ابی شیبہ، بخاری و مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تمتع حج کی آیت اللہ کی کتاب میں نازل ہوئی اور ہم نے اس (حج) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کیا۔ پھر کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس نے حج تمتع کی آیت کو منسوخ کر دیا ہو اور اس سے آپ نے منع بھی نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہر آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کیا۔

امام مسلم نے ابو نصرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم فرماتے تھے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے یہ بات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث تو

میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ حج تمتع کیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے جو کچھ چاہتا ہے ان کے لئے حلال فرماتا ہے اور بلاشبہ قرآن اپنی منزلوں میں نازل ہوا۔ سو تم پورا حج اور عمرہ کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم فرمایا ہے اور تم جدا کر لو اپنے حج کو اپنے عمرہ سے کیونکہ اس طرح تمہارا حج بھی مکمل ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی مکمل ہوگا۔

حج تمتع کی فضیلت کا بیان

بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ بطناء میں تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا تو نے کون سا احرام باندھا ہے میں نے عرض کیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا احرام باندھا ہے۔ (پھر) آپ نے فرمایا کیا تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا میں نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا مروہ کی سعی کی پھر میں اپنی قوم میں سے ایک عورت کے پاس آیا اس نے مجھے کنگھی کی اور میرے سر کو دھویا تو میں لوگوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کے ساتھ فتویٰ دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں موسم (حج) میں ٹھہرا ہوا تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا تو نہیں جانتا کہ امیر المؤمنین نے حج کے احکام کے بارے میں کیا بات فرمائی ہے میں نے کہا اے لوگو! جن کو ہم نے فتویٰ دیا ہے تو اسے اس کی تائید کرنی چاہئے یہ امیر المؤمنین تمہارے پاس آنے والے ہیں تم ان کی اقتداء کرو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! وہ کون سی بات ہے آپ نے حج کے احکام کے بارے میں فرمائی ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لفظ آیت واتموا الحج والعمرة لله اور اگر کوئی ہم اپنے نبی کے طریقے کو لیں تو کوئی شخص حلال نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہدی کا جانور ذبح کرے۔

اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں اور احمد نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حج تمتع سے روک دیں۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور (ان سے) فرمایا یہ بات آپ کے لئے جائز نہیں ہے کتاب اللہ میں یہ حکم نازل ہو چکا ہے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ عمرہ کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حج تمتع کے روکنے سے) دست بردار ہو گئے۔

مسلم نے عبد اللہ بن شفیق رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم فرماتے تھے حضرت عثمان نے حضرت علی سے اس سلسلہ میں بات کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا ہاں لیکن ہم (اس وقت) ڈرنے والوں میں سے تھے۔

اسحاق بن راہویہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمارے لئے جائز تھا مگر تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حج تمتع اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔

مسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دونوں متعے ہمارے ساتھ خاص تھے مگر خاص کر ہمارے لئے درست تھے یعنی حید النساء اور حید الحج۔ (تفسیر منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب ترک التسمیۃ عند الإہلال۔

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت (یا تلبیہ پڑھنے کے وقت حج یا عمرے) کا نام نہ لینا

2739 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَتَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ حَجَجٍ ثُمَّ أُذِنَ فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجٍ هَذَا الْعَامَ فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ بَشَرًا كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ يَهْبِئِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ جَابِرٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهَرِنَا عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا فَخَرَجْنَا لَا نَتَوَى إِلَّا الْحَجَّ .

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد (نوبرس تک مدینہ منورہ میں رہے) (یعنی آپ نے اس دوران حج نہیں کیا) پھر لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کریں گے تو بہت سے لوگ مدینہ منورہ آگئے وہ سب اس بات کے خواہش مند تھے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں پیروی کریں اور وہی عمل کریں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا آپ اس کے مفہوم سے بخوبی واقف تھے آپ نے جن چیزوں پر عمل کیا ہم نے بھی ان پر عمل کیا ہم جب روانہ ہوئے تھے تو ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی۔

2740 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَتَوَى إِلَّا الْحَجَّ

فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ حِضْتُ فَدْخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ "أَحِضْتِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "إِنَّ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوئے ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا، نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دریافت کیا کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کا نصیب کر دی ہے تم وہ تمام افعال سرانجام دو جو محرم شخص سرانجام دیتا ہے البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔
شرح

جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقرہ کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی کیونکہ اس نے ایسی قربانی کی ہے جو اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اس میں مرد کے لئے بھی اسی طرح حکم ہے۔

اور عورت جب احرام کے وقت حائض ہوگئی تو وہ غسل کر کے احرام باندھے جس طرح حج کرنے والے کریں وہ بھی ویسے ہی کرے۔ ہاں وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے۔ اس کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ کہ جب مقام سرف پر ان پر ایام حیض آ گئے۔ اور اس دلیل کے پیش نظر کہ اس کا طواف مسجد میں ہوتا ہے اور وقوف جمل میں ہوتا ہے اور اس کا پہ غسل کرنا احرام کے لئے ہے نماز کے لئے نہیں ہے لہذا اس کے لئے مفید نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۰۰)

باب الْحَجِّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْضِيهِ الْمُحْرِمُ .

یہ باب ہے کہ کسی نیت کے بغیر حج کرنا جس کا محرم شخص قصد کرتا ہے

2741 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ

قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبِيعٌ بِالْبَطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ "أَحْجَجْتِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "كَيْفَ قُلْتَ". قَالَ قُلْتُ لَيْلِكَ يَاهْلَالٍ كَاهْلَالٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قَطَفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاحِلًا". فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً فَقُلْتُ رَأَيْتُ لَجَعَلْتُ أَتَيْتُ النَّاسَ بِذَلِكَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى رَوَيْدَكَ بَعْضَ فُتَيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي التُّسْلُكِ بَعْدَكَ. قَالَ أَبُو مُوسَى يَأْتِيهَا النَّاسُ مِنْ كُنَّا أَفْتِنَاهُ فَلْيَتَذَرُ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاتَّبِعُوا بِهِ. وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاخِذَ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَاخِذَ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

☆☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں یمن سے آیا نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت بطحاء میں اپنی اونٹنی

کو بٹھایا ہوا تھا یہ اُس موقع کی بات ہے کہ جب آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے حج کی نیت کر لی ہے میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں: میں نے عرض کی (میں نے یہ کہا ہے)۔ ”میں اُس حج کے لیے حاضر ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بیت اللہ کا صفا اور مروہ کا طواف کر لو اور احرام کھول دو تو میں نے ایسا ہی کیا پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اُس نے میرے سر میں سے جوئیں نکالیں۔

بعد میں اس کے مطابق لوگوں کو فتویٰ دیتا رہا یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو ایک شخص نے حضرت ابو موسیٰ سے کہا: اے ابو موسیٰ! آپ اپنے بعض فتاویٰ بیان نہ کریں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ حج کے احکام کے بارے میں آپ کے بعد امیر المؤمنین نے کون سا حکم جاری کیا ہے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں جو فتویٰ دیتا رہا ہوں اُس سے رک جاؤ کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لا رہے ہیں تو تم ان کی پیروی کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہم اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا تھا جب تک قربانی اپنی مخصوص جگہ تک نہیں پہنچ گئی تھی۔

2742 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْتَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَذِي وَسَاقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ هَذِي قَالَ لِعَلِيٍّ "بِمَا أَهْلَلْتُ". قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَهْلٌ بِمَا أَهَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ الْهَذِي. قَالَ "فَلَا حِجْلَ".

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بات بتائی حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کا جانور ساتھ لے کر یمن سے تشریف لائے تھے جبکہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر گئے تھے نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ کہا ہے کہ اے اللہ! میں وہی احرام باندھتا ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے اور میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم احرام نہ کھولنا۔

2743 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ

2742- تقدم (الحديث 2711).

2743- أخرجه البخاري في المغازي، باب بحث علي بن أبي طالب عليه السلام و خالده بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث

4352). و الحديث عند البخاري في الحج، باب من أهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث

1557). نسخة الاشراف (2457).

سَمَاعِيهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِمَا أَهْلَكْتَ يَا عَلِيُّ" . قَالَ بِمَا أَهَّلْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "فَاهِدِ وَأَمْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ" . قَالَ وَأَهْدِي عَلِيُّ لَه هَدِيًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی منجی ذمے داریوں سے تشریف لے گئے تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے دریافت کیا: اے علی! تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: میں نے اُس کے مطابق کی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے نیت کی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قربانی کا جانور ساتھ رکھو اور احرام کی حالت میں رہنا جس طرح تم ہو۔

راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے۔

2744 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوْاقِي فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيُّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيُّ وَجَدْتُ فَاطِمَةً قَدْ نَضَحَتْ الْبَيْتَ بِنُضُوحٍ قَالَ فَتَخَطَّبَتْهُ فَقَالَتْ لِي مَا لَكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَخْلَوْا قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَهْلَكْتُ بِأَهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي "كَيْفَ صَنَعْتَ" . قُلْتُ إِنِّي أَهْلَكْتُ بِمَا أَهْلَكْتُ . قَالَ "فَاتَيْتُ قَدْ سَفَّتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ" .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا میں نے اُن کے ساتھ چند اوقیہ (چاندی) کمائی تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی حالت میں پایا کہ اُس نے اپنی رہائش گاہ کو خوشبو سے مہکا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اُس کے اس طرز عمل کو غلط قرار دیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے اُن لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے احرام کے مطابق احرام باندھ رہا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے جو آپ نے باندھا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قرآن کرنا ہے۔

باب إِذَا أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے تو کیا وہ اُس کے ساتھ حج کو شامل کر سکتا ہے

2745 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ يَصُلُّوكَ . قَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذَا أَصْنَعَ

كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً . ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَرَّ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي .
وَأَهْدِي هَذِيَا اشْتَرَاهُ بِقَدِيدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يَهْلُ بِهِمَا جَمِيعًا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ لَطَافَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَخْلُقْ وَلَمْ يَقْصُرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ فَخَرَّ
وَحَلَقَ فَرَأَى أَنَّ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر پر حملہ کرنے کے لیے آیا تو اس سال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا تو ان سے کہا گیا: ابھی جنگ ہونے والی ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو وہاں تک نہیں پہنچنے دیں گے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگوں کے لیے نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کار میں بہترین نمونہ ہے میں اس صورت میں ویسا ہی کروں گا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے پھر وہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچے تو وہ بولے: حج اور عمرے کا طریقہ ایک ہی جیسا ہے میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کر لیا ہے پھر وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے جو انہوں نے قدید کے مقام سے خریدا تھا پھر وہ ان دونوں کا تلبیہ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ آ گئے پھر انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی اور مزید کچھ نہیں کیا انہوں نے قربانی نہیں کی سر نہیں منڈوایا بال چھوئے نہیں کروائے اور ایسی کسی چیز سے حلال نہیں ہوئے جو ان کے لیے حرام تھی یہاں تک کہ جب قربانی کا دن آیا تو انہوں نے قربانی کی اور سر منڈوایا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ حج اور عمرے کا طواف پہلے طواف کی شکل میں ہی ادا کر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

باب كَيْفَ التَّلْبِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کس طرح پڑھا جائے گا؟

2746 - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ إِنْ

سَأَلِمَا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلُ يَقُولُ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا

2745 - أخرجه البخاري في الحج، باب طواف القارن (الحديث 1640). و أخرجه مسلم في الحج، باب بيان جواز الحلل بالا حصار و جوار

الفران (الحديث 182). - تحفة الاشراف (8279) .

2746 - أخرجه البخاري في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) . و أخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) . و

الحديث عند البخاري في الحج، باب من اهل ملهنا (الحديث 1540) . و ابى داود في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747) . و السائي في

الحج، التلبيد عند الاحرام (الحديث 2682) . و ابن ماجه في المناسك، باب من لهد و اسه (الحديث 3047) . - تحفة الاشراف (6976) .

مَشْرِئَكَ لَكَ لَبِّكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ“ . وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَانِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهْلًا بِهَوَلاءِ الْكَلِمَاتِ .

☆ ☆ سالم بیان کرتے ہیں: اُن کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان الفاظ میں تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے:

”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں ہے! میں حاضر ہوں! حمد و نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی! تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات نماز ادا کی تھی، پھر جب آپ ﷺ کی اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سیدھی کھڑی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے ان کلمات کے ذریعے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2747 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا وَأَبَا بَكْرٍ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ "لَبِّكَ اللَّهُمَّ لَبِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِّكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ“ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ان الفاظ میں تلبیہ پڑھا کرتے تھے:

”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں ہے! میں حاضر ہوں! بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی! تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“

2748 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَلَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبِّكَ اللَّهُمَّ لَبِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِّكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ“ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا تلبیہ یہ تھا:

”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں ہے! میں حاضر ہوں! بے شک حمد و نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی! تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“

2749 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنبَأَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ تَلْبِيَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ" - وَزَادَ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

☆ ☆ عبید اللہ بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

"میں حاضر ہوں! اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں ہے! میں حاضر ہوں! بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں! اور بادشاہی بھی! تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔"

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں:

"میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! سعادت مندی اور بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے! اجر و ثواب کی امید اور عمل (کے اجر و ثواب) کی تجھ سے ہی امید کی جاسکتی ہے۔"

2750 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ".

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

"میں حاضر ہوں! اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں ہے! میں حاضر ہوں! بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں! اور بادشاہی بھی! تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔"

2751 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ". قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هَذَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ إِلَّا عَبْدَ الْعَزِيزِ رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے:

"اے حقیقی معبود! میں حاضر ہوں۔"

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق عبد اللہ بن فضل کے حوالے سے اس روایت کو صرف عبد العزیز نے نقل کیا ہے اور اسماعیل بن امیہ نے اس روایت کو ان سے مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

باب رفع الصوت بالاهلال .

یہ باب ہے کہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا

2752 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ خَلَادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَائِئِي جُرَيْلُ فَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ مَرَّ أَصْحَابُكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ".

☆ ☆ خلاصہ: سائب بن سائب اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جریر بن عبد اللہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا: اے حضرت محمد! آپ اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کیجئے کہ وہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں۔

باب العمل في الإهلال .

یہ باب تلبیہ پڑھنے کے طریقے کے بیان میں ہے

2753 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ خُصْبَفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔

2754 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّضْرَ قَالَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ وَأَهَلَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ سوار ہوئے پھر آپ بیداء پہاڑ پر چڑھے تو ظہر کی نماز ادا کر لینے کے بعد آپ نے حج اور عمرے کا تلبیہ پڑھا۔

2755 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَتَانَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتَّى أَتَى الْبَيْدَاءَ.

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت امام باقر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے

2752 - أخرجه أبو داود في المناسك، باب كيف التلبية (الحديث 1814). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رفع الصوت بالتلبية

(الحديث 829). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية (الحديث 2922). تحفة الاشراف (3788).

2753 - أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء من أحرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 819). تحفة الاشراف (5502).

2754 - تقدم (الحديث 2661).

2755 - أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (2619).

حج کے بارے میں یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نماز ادا کی آپ اس وقت تک خاموش رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ بیدار تشریف لائے تو پھر آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

2756 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ بَيِّنَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكِيدُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ .

☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ جو تمہارے والا بیدار ہے اس کے بارے میں تم لوگ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں غلط بات منسوب کرتے ہو نبی اکرم ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2757 - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَهْلُ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔

2757 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَبَانَا شُعَيْبٌ قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ ح وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی سواری جب کھڑی ہو گئی تھی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2759 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَبَانَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ وَمَالِكٍ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتَكَ تَهْلُ إِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ . قَالَ إِنَّ

2756- أخرجه البخاري في الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 1541). وأخرجه مسلم في الحج باب التلبية وصحتها ورفقتها (الحديث 20) بمعناه، وباب أمر أهل المدينة بالأحرام، من عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 23 و 24). وأخرجه أبو داود في المسامك، باب في وقت الأحرام (الحديث 1771). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء من أي موضع أحرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 818). تحفة الأشراف (7020).

2757- أخرجه البخاري في الحج، باب قول الله تعالى (ياتوك رجالا و على كل ضامر يأتين من كل فج عميق ليشهدوا ما فاع لهم) (الحديث 1514). وأخرجه مسلم في الحج، باب الإهلال من حيث تسمت الراحلة (الحديث 29). تحفة الأشراف (6980).

2758- أخرجه البخاري في الحج، باب من أهل حين استوت به راحلته قائما (الحديث 1552). وأخرجه مسلم في الحج، باب الإهلال من حيث تسمت الراحلة (الحديث 28). تحفة الأشراف (7680).

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْلُ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَابْعَثَتْ .

☆ ☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ کی اونٹنی کھڑی ہوتی ہے تو آپ اس وقت تلبیہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں تو انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے بھی تلبیہ پڑھنا اس وقت شروع کیا تھا جب آپ ﷺ کی اونٹنی کھڑی ہوئی تھی اور چلنے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔

باب إِهْلَالِ النَّفْسَاءِ .

یہ باب ہے کہ نفاس والی عورت کا تلبیہ پڑھنا

2760 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي النَّثِثِ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَ يَسْبِينَ لَمْ يَحْجْ لَمْ أَكُنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَتَّقِ أَحَدٌ يَقْدِرُ أَنْ يَأْتِيَ رَاكِبًا أَوْ رَاجِلًا إِلَّا قَدِمَ لَتَدَارِكَ النَّاسُ لِيَخْرُجُوا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ ذَا الْخُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْتَسِلِي وَاسْتِغْثِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهْلِي" . فَفَعَلْتُ مُخْتَصِرًا .

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نو برس تک (مدینہ منورہ میں) مقیم رہے آپ نے اس دوران حج نہیں کیا پھر آپ نے لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کروادیا پھر کوئی شخص ایسا باقی نہیں بچا جو سوار ہو کر آنے یا پیدل آنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ نہ آیا ہو لوگ اکٹھے ہو گئے تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوں نبی اکرم ﷺ ذوالخلیفہ تشریف لائے تو سیدہ اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا نے عمر بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو پیغام بھجوایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم غسل کرنے کے بعد کپڑے کو مضبوط سے باندھ لو اور پھر تلبیہ پڑھنا شروع کر دو تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔)

2761 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَانَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَفْسِ أَسْمَاءَ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

2759- أخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في التعلين، ولا يمسح على التعلين (الحديث 166) مطولاً، وفي اللباس، باب التعلين السنية، وغيرها - الحديث (5851) مطولاً . وأخرجه مسلم في الحج، باب الإهلال من حيث تنبث الرحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً . أخرجه أبو داود في المناسك، باب في وقت الإحرام (الحديث 1772) مطولاً و الحديث عهد: الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) . والنسائي في الطهارة باب الوضوء في التعل (الحديث 117)، وفي مناسك الحج ترك استلام الركبتين الآخرين (2950)، وفي الزينة، تصبير اللحية (الحديث 5258) . وابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) . نحة الاشراف (7316) .

2760- تقدم في الطهارة، باب الاغتسال من النفاس (الحديث 214) .

2761- تقدم (الحديث 214) .

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَفْرِ بِتَوْبِهَا وَتَهْلَ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اب اُن کو کیا کرنا چاہیے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہدایت کی کہ وہ غسل کر لیں اور کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں۔

باب فِي الْمَهَلَةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ جب عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والی عورت کو حیض آ جائے اور اُسے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو (تو وہ کیا کرے گی؟)

2762 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرِدٍ وَأَقْبَلْتُ عَائِشَةُ مُهَلَّةٌ بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفٍ عَرَّكَتُ حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي قَالَ فَقُلْنَا يَحِلُّ مَاذَا قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ" . فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّروِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ "مَا شَأْنُكِ" . فَقَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أُحِلِّ وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ . فَقَالَ "إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَغْتَسِلِي ثُمَّ أَهْلِي بِالْحَجِّ" . فَقَعَلْتُ . وَوَقَفْتُ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَّرْتُ طَأَفْتُ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ "قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجَّتِكَ وَعُمْرَتِكَ جَمِيعًا" . فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَجَّجْتُ . قَالَ "فَاذْهَبِي بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعِمِّرْهَا مِنَ التَّعْبِ" . وَذَلِكَ لَيْلَةُ الْحَضِيَّةِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حج افراد کا احرام باندھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا جب ہم لوگ مکہ آ گئے تو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم میں سے جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دیں ہم نے دریافت کیا: کس حد تک ہم حلال ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مکمل طور پر حلال ہو جاؤ گے۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے خواتین کے ساتھ صحبت کی خوشبو لگائی اور سلعے ہوئے کپڑے پہن

2762- احرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز المراد الحج والتمتع والقران وجواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل

القارون من نسكه (الحديث 136) . و اخرج ابو داود في الحج، باب في افراد الحج (الحديث 1785) . تحفة الاشراف (2908) .

لئے اُس وقت ہمارے اور وقوف عرفات کے درمیان صرف چار دن رہ گئے تھے ہم نے تردیہ کے دن احرام باندھا پھر نبی اکرم ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے حیض آ گیا ہے لوگوں نے احرام کھول دیا ہے مگر میں نے احرام نہیں کھولا میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا اور اب آپ لوگ حج کے لیے جانے لگے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لازم کر دی ہے تم غسل کر لو اور پھر حج کا احرام باندھ لو تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا انہوں نے موافق میں وقوف کیا یہاں تک کہ جب وہ پاک ہو گئیں تو انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا صفا و مردہ کی سعی کی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم حج اور عمرے دونوں کا احرام ایک ساتھ کھول دو تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایک الجھن ہے کہ میں بیت اللہ کا طواف اُس وقت تک نہیں کر سکی جب تک میں نے حج نہیں کر لیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمن! تم اس کے ساتھ جاؤ اور اسے عقیقہ سے عمرہ کروادو۔

(راوی کہتے ہیں: یہ وادی محصب میں پڑاؤ کی رات کی بات ہے۔)

2763 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرُّبَيْعِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي فَلْيَهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا". فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَّوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْقِضِي رَأْسَكَ وَأَمْسِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ". فَقَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّيْعِيمِ فَأَعْتَمَرْتُ قَالَ "هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكَ". فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنَى لِحَجَّتِهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو وہ عمرے کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ پڑھے اور پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک اُن دونوں کا احرام ایک ساتھ نہیں کھولتا۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں مکہ آئی تو مجھے حیض آ چکا تھا میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا اور صفا و مردہ کی سعی بھی نہیں کی میں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بال کھول کر اُن میں کنگھی کر لو اور پھر حج کا احرام باندھ لو اور عمرے کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا جب میں نے حج مکمل کر لیا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعم بھیجا تو میں نے عمرہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے عمرے کی جگہ پر ہے، جن لوگوں نے عمرہ کرنے کے بعد (یعنی بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دیا تھا)۔

انہوں نے منی سے واپس جانے کے بعد ایک مرتبہ پھر طواف کیا تھا جو ان کے حج کے لیے تھا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرے کو جمع کیا تھا، انہوں نے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض و نفاس والی عورتیں جب میقات پر آئیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام ارکان ادا کریں سوائے طواف کعبہ کے۔ ابو معمر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے حتیٰ تطہروا یعنی یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائیں اور ابن عسّی نے عمرہ اور مجاہد کو فہم نہیں کیا بلکہ یوں کہا عن عطاء بن ابن عباس، نیز ابن عسّی نے لفظ کلبھا بھی ذکر نہیں کیا۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن محمود الباری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اور جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقر کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس پر تمتع کا دم واجب ہے۔ قربانی اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس پر قربانی واجب ہو اور اس نے جانور قربانی کی نیت سے خریدا تو اس پر ایک دوسری بھی واجب ہوگی۔ کیونکہ وہ تمتع کی وجہ سے واجب ہوگی۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک دم اس پر تمتع کا ہے اور دوسرا دم اس لئے ہے کہ وہ وقت سے پہلے حلال ہوئی ہے۔ (عناہ شرح الہدایہ، ص ۴، ۶۹، بیروت)

عورت جب وقوف و طواف زیارت کے بعد حائض ہوئی

اگر عورت وقوف اور طواف زیارت کے بعد حائض ہوئی تو وہ مکہ سے چلی جائے اور طواف صدور کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حائض عورتوں کو طواف صدر ترک کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اور جس بندے نے مکہ کو جائے سکونت بنا لیا اس پر طواف صدر نہیں ہے کیونکہ طواف صدر اس پر ہے جو مکہ سے اپنے وطن کو واپس جائے۔ ہاں البتہ جب اس نے پہلے نفر کے وقت آ جانے کے بعد مکہ کو گھر بنایا۔ اسی روایت کے مطابق جو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے اور بعض نے اس کو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے۔ اس لئے طواف صدور اس پر واجب ہو گیا ہے کیونکہ جب اس کا وقت آ جائے۔ لہذا اس کے بعد وہ اقامت کی نیت ساقط نہ ہوگا۔

حائض کے طواف وسعی نہ کرنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لہیک کہتے وقت صرف حج کا ذکر کرتے تھے بعض حضرات نے یہ معنی لکھے ہیں کہ ہم صرف حج کا قصد کرتے تھے یعنی مقصود اصلی حج تھا عمرہ نہیں تھا، لہذا عمرہ کا ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمرہ نیت میں بھی نہیں تھا۔ پھر جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میرے ایام شروع ہو گئے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں اس خیال سے رو رہی تھی کہ حیض کی وجہ سے میں

کتاب الحج

حج نہ کر پاؤں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھ کر فرمایا کہ شاید تمہارے ایام شروع ہو گئے ہیں؟ عرض کیا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمایا ہے اس کی وجہ سے رونے اور مضطرب ہونے کی کیا ضرورت ہے تم بھی وہی افعال کرو جو حاجی کرتے ہیں۔ ہاں جب تک پاکستان جاؤ (یعنی ایام ختم نہ ہو جائیں اور اس کے بعد نہا نہ لو۔ اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نہ سعی کرنا کیونکہ سنی طواف بعد ہی صحیح ہوتی ہے۔) (بخاری و مسلم)

سرف ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل اور مقام معجم سے جانب شمال تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس جگہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی انہی ہوا، شب زفاف بھی یہیں گزری اور انتقال بھی یہیں ہوا۔

اس حدیث کے پیش نظر ایک خلجان پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ لانا لکرا لاہم (ہم صرف حج کا ذکر کرتے تھے) خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی اس روایت کے بالکل متضاد ہیں جو گزشتہ باب میں گزر چکی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں یہ بتایا تھا کہ ولسم اہلل الا بعمرہ (یعنی میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا) لہذا اس ظاہر تضاد کو دفع کرنے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا الفاظ لانا لکرا لاہم کی مراد یہ ہے کہ اس سفر سے ہمارا اصل مقصد حج تھا اور چونکہ حج کی تین قسمیں ہیں یعنی افران، فراق، قرآن، اس لئے ہم میں سے بعض تو مفرد تھے اور بعض متمتع اور بعض قارن۔ میں نے متمتع کا قصد کیا تھا، چنانچہ میں نے ہجرت سے عمرہ کا احرام باندھا مگر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی میرے ایام شروع ہو گئے جس کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن وقف عرفات کا وقت آ گیا اور اس طرح عمرہ کا وقت گزر کر ایام حج شروع ہو گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے دیا کہ میں عمرہ کا احرام تو کھول دوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور پھر طواف اور سعی کے علاوہ دیگر افعال حج کروں۔

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور ان میں سے کسی کے پاس قربانی نہ تھی سوائے نبی ﷺ اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور انہی ہمراہ قربانی تھی پس انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اسی چیز کا احرام باندھا ہے جس کا نبی ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اصحاب کو یہ حکم دیا: اس احرام کو عمرہ کا احرام کر دو اور طواف کر کے بال کتر وادیں اور احرام سے باہر ہو جائیں سوائے شخص کے کہ جس کے ہمراہ قربانی ہو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منیٰ کیوں کر جائیں؟ حالانکہ ہمارے عضو مخصوص ٹپک رہی ہوگی۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کاش! اگر میں پہلے سے اس بات کو جان لیتا جس کو میں نے جانا ہے تو میں اپنے ہمراہ قربانی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی ہوتی تو میں احرام سے باہر ہو جاتا۔ (بخاری)

دوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف زیارت؟

عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طواف زیارت یا طواف عمرہ کے زمانہ میں حیض آ جائے گا اور ایام حیض گزر جائے تک اس کا

بھی بہت مشکل ہے تو ایسی صورت میں پہلے سے مانع حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے اور اسی حالت میں طواف زیارت یا طواف عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہو جائے گا؛ اس پر کوئی جرمانہ بھی نہ ہوگا؛ بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو؛ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا استعمال نہ کرے، اس لیے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (انوار مناسک)

دوران حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا؟

اگر دوران حیض دوا کے ذریعہ سے حیض روک لیا ہے اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے حالت حیض میں طواف کیا ہے؛ لہذا جرمانہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہو جائے گی؛ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کر لے گی تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا اور مناسک ملا علی قاری میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے، اس لیے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہو جائے گا اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہو جائے گا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ (انوار مناسک، ۲۸۷)

باب الإِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ

یہ باب ہے کہ حج میں شرط عائد کرنا

2764 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرَمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضَبَاعَةَ أَرَادَتْ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ شرط عائد کر لیں تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت انہوں نے ایسا ہی کیا۔

باب كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ

یہ باب ہے کہ شرط عائد کرتے وقت آدمی کیا کہے؟

2765 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ الْأَخْوَلُ قَالَ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ خَبَّابٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ بِشَرْطٍ قَالَ الشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ فَحَدَّثَنِي حَدِيثُهُ -

2764 - أخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المعمر التحلل بغير المرض ونحوه (الحديث 107). تحفة الاشراف (5595).

2765 - أخرجه أبو داود في المناسك، باب الاشتراط في الحج (الحديث 1776). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الاشتراط في

الحج (الحديث 941). تحفة الاشراف (6232).

يَعْنِي عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضَبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ أَقُولُ قَالَ "قُولِي لَيْلِكَ اللَّهُمَّ لَيْلِكَ وَمَجْلِي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ تَخِيْسُنِي فَإِنَّ لَكَ عَلَى رَبِّكَ مَا اسْتَشَيْتَ".

☆☆ ہلال بن خیاب بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حج کرتے ہوئے اُس میں شرط عائد کر لیتا ہے تو انہوں نے فرمایا: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی یعنی وہ حدیث جو عکرمہ کے حوالے سے منقول ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حج کرنا چاہتی ہوں تو میں کیا کہوں (یعنی میں کیا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو:

"میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں اور میں راستے میں اسی جگہ احرام کھول دوں گی جہاں سے تو مجھے روک دے گا۔"

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) تم جو استثناء کر لو گی اُس حوالے سے تمہیں اپنے پروردگار پر حق حاصل ہوگا۔

2766 - أَخْبَرَنِي هَمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَتَانَا شُعَيْبٌ قَالَ أَتَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَتَانَا أَبُو الزُّبَيْرِ اللَّهُ سَمِعَ طَارِسًا وَعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ ضَبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَمْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَهْلًا قَالَ "أَهْلِي وَاشْتَرِطِي إِنْ مَجَلِّي حَيْثُ حَبَسْتِنِي".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بھاری بھر کم عورت ہوں (یا بیمار عورت ہوں) اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں کہ میں کس طرح احرام باندھوں (یا کس طرح تلبیہ پڑھوں یا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم احرام باندھ لو (یعنی نیت کر لو) اور شرط عائد کر لو کہ جہاں میں اُس کے جانے کے قابل نہ رہی وہاں احرام کھول دوں گی۔

2767 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَتَانَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَبَاعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي شَاكِيَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ . فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُجِّي وَاشْتَرِطِي إِنْ

2766- أخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه (الحديث 106). و أخرجه ابن ماجة في المسالك، باب الشرط في الحج (الحديث 2938). تحفة الاشراف (5754).

2767- أخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه (الحديث 105). تحفة الاشراف (16644).

مَجْلَى حَيْثُ تَحْبِسُنِي". قَالَ إِسْحَاقُ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ هِشَامَ وَالزُّهْرِي قَالَ نَعَمْ .
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسَنَدَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ مَعْمَرٍ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
أَعْلَمُ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سیدہ خبابہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے
عرض کی: یا رسول اللہ! میں بیمار ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: تم حج کرو (یعنی اس کی نیت
کرو) اور یہ شرط عائد کرو کہ جس جگہ تو نے مجھے آگے جانے کے قابل نہ رکھا تو میں احرام کھول دوں گی۔

اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے امام عبدالرزاق سے دریافت کیا: یہ دونوں صاحبان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس
ردایت کو نقل کرتے ہیں یعنی ہشام اور زہری؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق معمر کے علاوہ کسی اور راوی نے اس کی سند میں زہری کا تذکرہ نہیں
کیا باقی اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ حَبَسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنْ اشْتَرَطَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کے لیے آگے جانے کے قابل نہ رہے وہ کیا کرے گا جبکہ اُس نے شرط عائد نہ کی ہو

2768 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ أَلَيْسَ
حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ حَبَسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَبْحَجَ عَامًا قَابِلًا وَيُهْدِي وَيَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا .

☆ ☆ سالم بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے وہ یہ فرماتے تھے: کیا
تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے اگر کسی شخص کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور
صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے یہاں تک کہ اگلے سال وہ پھر حج کرے قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور
اگر اُس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے تو وہ روزے رکھ لے۔

2769 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الْإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ مَا حَسْبُكُمْ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ فَإِنْ
حَبَسَ أَحَدُكُمْ حَابِسَ فَلْيَاتِ الْبَيْتَ فَلْيَطْفِ بِهِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لِيُحْلِقْ أَوْ يَقْصِرْ ثُمَّ لِيُحِلِّمْ وَعَلَيْهِ

2768 - أخرجه البخاري في المحصر، باب الإحصار في الحج (الحديث 1810) . تحفة الاشراف (6997) .

2769 - أخرجه البخاري في المحصر، باب الإحصار في الحج (الحديث 1810م) و الحديث عند الترمذي في الحج، باب منه (الحديث

التَّحْجُّ مِنْ قَابِلٍ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے: تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے تو کوئی شرط نہیں عائد کی تھی اگر کوئی شخص تمہیں وہاں تک نہیں جانے دیتا (یا حج تک وہاں نہیں رہنے دیتا) تو وہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے گا پھر مغاوار مردہ کی سعی کرے گا پھر سر منڈوالے گا یا بال چھوٹے کر والے گا اور پھر احرام کھول دے گا اور اگلے سال اُس پر حج کرنا لازم ہوگا۔

باب اشعار الہدی .

یہ باب ہدی پر نشان لگانے کے بیان میں ہے

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی۔)

حضرت امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا و دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ گائے اور اونٹ کے ساتھ حصے ہوتے ہیں لہذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہو جائیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضیاع)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا

گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”جو شخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو شخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو شخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو شخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جو شخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے اٹھارے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری رقم الحدیث، (881) صحیح مسلم رقم الحدیث، (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے ہدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی، اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے۔ (المفنی ابن قدامہ (13/ 1386))

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: ”جو شخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا۔“

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں متماثل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلا شک و شبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولیٰ اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی و اطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

2770 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُوَيْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَعْرَمَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِجَابًا يَغُفُّونَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَعْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُلَيْمَةِ لِيُضَعَ عَشْرَةٌ مِائَةً

مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِإِذَى الْخُلَيْفَةِ قُلْتُ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ . مُخْتَصَرٌ .

☆ ☆ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حدیبیہ کے موقع پر جب تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار سے زیادہ اصحاب تھے جب یہ ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنا اس کو نشان لگایا آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا۔
(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2771 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَانَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْعَرَ بَذَنَهُ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں پر نشان لگایا تھا۔

اشعار اور تقلید کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر حج میں) ذوالحلیفہ پہنچ کر ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اپنی اونٹنی کو (جو قربانی کے لئے تھی) طلب فرمایا اور اس کی کوہان کے داسے پہلو کو زخمی کیا اور اس کے خون کو پونچھ کر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اور اس کے بعد اپنی (سواری کی) اونٹنی پر (کہ جس کا نام قصواء تھا) سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی۔

(مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1174)

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اشعار اور تقلید کسے کہتے ہیں؟ حج میں ہدی کا جو جانور ساتھ لے جایا جاتا ہے اس کے پہلو کو زخم آلود کر دیتے ہیں جسے اشعار کہا جاتا ہے نیز اس جانور کے گلے میں جوتے یا ہڈی وغیرہ کا ہار ڈال دیتے ہیں جسے تقلید کہا جاتا ہے اور ان دونوں کا مقصد اس امر کی علامت کر دینا ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے چلے رہے تھے تو ذوالحلیفہ کو جو اہل مدینہ کا میقات ہے پہنچے تو نماز پڑھنے کے بعد اس اونٹنی کو طلب فرمایا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور ہدی اپنے ساتھ لے چلے تھے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوہان کے داسے پہلو میں نیزہ مارا جب اس سے خون بہنے لگا تو اسے

2770 - أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْحَجِّ، بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَ قُلْتُ بِذِي الْخُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ (الْحَدِيثُ 1694 وَ 1695)، وَ فِي الشُّرُوطِ، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَ الْمَصَالِحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَ كِتَابُ الشُّرُوطِ (الْحَدِيثُ 2731 وَ 2732) مَطْرُوفًا، وَ فِي الْمَعَارِ، بَابُ غُرُوةِ الْحَدَبِيَّةِ (الْحَدِيثُ 4157 وَ 4158 وَ 4178 وَ 4179) وَ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَنَاسِكِ، بَابُ فِي الْأَشْعَارِ (الْحَدِيثُ 1754)، وَ فِي الْجِهَادِ، بَابُ فِي صَحِّحِ الْعِلْوِ (الْحَدِيثُ 2765) مَطْرُوفًا . وَ الْحَدِيثُ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ فِي الْمَحْصَرِ، بَابُ النُّحْرِ قَبْلَ الْخُلُقِ فِي الْحَصْرِ (الْحَدِيثُ 1811) . وَ ابْنُ دَاوُدَ فِي الْمَنَاسِكِ، بَابُ فِي الْحُلَفَاءِ (الْحَدِيثُ 4655) . لَحْفَةُ الْأَشْرَافِ (11250 وَ 11270) .

2771 - أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْحَجِّ، بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَ قُلْتُ بِذِي الْخُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ (الْحَدِيثُ 1696) بِحَرَوِّهِ مَطْرُوفًا، وَ بَابُ أَشْعَارِ الْبِلَدِ (الْحَدِيثُ 1699) بِحَرَوِّهِ مَطْرُوفًا . وَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي الْحَجِّ، بَابُ نَحْرِ الْبِلَدِ قِيَامًا مُقَدِّمَةً (الْحَدِيثُ 362) بِحَرَوِّهِ مَطْرُوفًا وَ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَنَاسِكِ، بَابُ مَنْ يَهْدِيهِ وَ الْأَمِّ (الْحَدِيثُ 1757) بِحَرَوِّهِ مَطْرُوفًا وَ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ، تَقْلِيدُ الْأَبْلِ (الْحَدِيثُ 2782) بِحَرَوِّهِ مَطْرُوفًا . أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي الْمَنَاسِكِ، بَابُ أَشْعَارِ الْبِلَدِ (الْحَدِيثُ 3098) مَطْرُوفًا . تَحْفَةُ الْأَشْرَافِ (17433) .

پونچھ دیا اور پھر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت مقرر فرمادی کہ یہ ہدی کا جانور ہے تاکہ لوگ جب اس نشانی و علامت کے ذریعہ یہ جانیں کہ یہ ہدی ہے تو اس سے کوئی تعارض نہ کریں اور قزاق وغیرہ اسے غائب نہ کریں۔

اور اگر یہ جانور راستہ بھٹک جائے تو لوگ اسے اس کی جگہ پہنچادیں۔ ایام جاہلیت میں لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ جس جانور پر ایسی کوئی علامت نہ دیکھتے اسے ہڑپ کر جاتے تھے اور جس جانور پر یہ علامت ہوتی تھی اسے چھوڑ دیتے تھے، چنانچہ شارع اسلام نے بھی اس طریقہ کو مذکورہ بالا مقصد کے تحت جائز رکھا۔ اب اس فقہی مسئلہ کی طرف آئیے، جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اشعار یعنی جانور کو اس طرح زخمی کرنا سنت ہے لیکن جہم یعنی بکری، دنبہ اور بھیڑ میں اشعار کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ جانور بہت کمزور ہوتے ہیں ان جانوروں کے لئے صرف تقلید یعنی گلے میں ہار ڈال دینا کافی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک تقلید تو مستحب ہے لیکن اشعار مطلقاً مکروہ ہے خواہ بکری و چھترہ ہو یا اونٹ وغیرہ علماء حضرت امام اعظم کی اس بات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم مطلق طور پر اشعار کی کراہت کے قائل نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے لئے اشعار کو مکروہ قرار دیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ اس مقصد کے لئے ہدی کو بہت زیادہ زخمی کر دیتے تھے جس سے زخم کے سرایت کر جانے کا خوف ہوتا تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ کی مسجد میں پڑھی جب کہ باب صلوٰۃ السفر کی پہلی حدیث میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے، بات واضح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھ لی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

لہذا ان دونوں روایتوں کے تضاد کو یوں دور کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھی تھی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چونکہ مدینہ میں ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں پڑھی ہوگی اس لئے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اسی لئے انہوں نے یہاں یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ اہل بائع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے لبیک کہی) سے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ صرف حج ہی کے لئے لبیک کہی بلکہ یہ مفہوم مراد لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہی۔

کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کے لئے لبیک کہتے سنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر راوی نے یا تو عمرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اصل چونکہ حج ہی ہے اس لئے صرف اسی کے ذکر پر اکتفاء کیا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دونوں کے لئے لبیک کہی تو راوی نے صرف حج کو سنا عمرہ کا ذکر نہیں سنا۔

باب ائی الشَّقِیقِیْنِ یُشْعِرُ .

یہ باب ہے کہ کون سے پہلو پر نشان لگایا جائے گا؟

2772 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُثَيْمٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْعَرَ بَدَنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَسَلَّتِ الدَّمَ عَنْهَا وَأَشْعَرَهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں کے دائیں طرف نشان لگایا تھا آپ نے اُن کا خون پونچھ لیا تھا اور نشان لگادیا تھا۔

باب سَلَّتِ الدَّمَ عَنِ الْبَدَنِ .

یہ باب ہے قربانی کے اونٹوں سے خون صاف کرنا

2773 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ بِبَيْدَى الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِبَدَنِهِ فَأَشْعَرَ لِيْ سَنَامِيهَا مِنَ الشِّقِّ الْأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَّتْ عَنْهَا وَلَلَدَهَا نَعْلَيْنِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ کے علم کے تحت آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کی کوہان کے دائیں طرف اشعار کیا گیا پھر اُن کے خون کو پونچھ دیا گیا اور اُسے دو جوتے ہار کے طرز پر پہنائے گئے جب بیداء میں آپ ﷺ کی سواری کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھا۔

باب قَتْلِ الْقَلَائِدِ .

یہ باب گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2774 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ قَائِلُ قَلَائِدَ هَدِيَهُ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا

2772 - أخرجه مسلم في الصحيح، باب تقليد الهدي، و اشعاره عبد الاحرام (الحديث 205) مطولاً . و أخرجه ابو داود في المسالك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) مطولاً . و أخرجه الترمذي في الصحيح، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) و أخرجه النسائي في مسالك الصحيح، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) مطولاً، و تقليد الهدي (الحديث 2781) مطولاً، و تقليد الهدي بطين (الحديث 2790) و أخرجه ابن ماجه في المسالك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . نسخة الاشراف (6459) .

2773 - تقدم (الحديث 2772) .

2774 - أخرجه البخاري في الصحيح، باب قتل القلائد للبدن و البقر (الحديث 1698) و أخرجه مسلم في الصحيح، باب استحباب بحث الهدي الى الحرم لمن لا يرهق المنعاب بنفسه، و استحباب تقليده و قتل القلائد و ان باعته لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 359) و أخرجه ابو داود في المسالك، باب من بحث بهديه و اقام (الحديث 1758) . و أخرجه ابن ماجه في المسالك، باب تقليد البدن (الحديث 3094) . نسخة الاشراف (16582 و 17923) .

يَجْتَنِبُ الْمُحْرَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور روانہ کیے تھے میں نے آپ ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار بنائے تھے پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2775 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّغَفَرَانِيُّ قَالَ أَتَيْنَا يَزِيدَ قَالَ أَتَيْنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقِيلُ قَلْبَةً هَذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبِيعُ بِهَا ثُمَّ يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالَ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ الْهَدْيَ مَحَلَّهُ .

☆☆ عبد الرحمن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے ہار تیار کیے تھے نبی اکرم ﷺ نے ان جانوروں کو بھجوا دیا تھا پھر آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر والا شخص سرانجام دیتا ہے یعنی اس قربانی کے اس کی مخصوص جگہ تک پہنچنے سے پہلے (آپ ﷺ ایسا کرتے رہے)۔

2776 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مُسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَا أَقِيلُ قَلْبَةً هَذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقِيمَ وَلَا يُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے پھر آپ مقیم رہے تھے (یعنی خود حج یا عمرے کے لیے تشریف نہیں لے گئے تھے) اور آپ ﷺ نے احرام کی حالت اختیار نہیں کی تھی۔

2777 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقِيلُ الْقَلْبَةَ لِهُذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَقِلْتُ هَذِي ثُمَّ يَبِيعُ بِهَا ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے نبی اکرم ﷺ نے وہ ہار اپنے جانوروں کی گردن میں ڈالے تھے اور پھر آپ نے انہیں بھجوا دیا تھا پھر آپ ﷺ مقیم رہے

2775- الفردبہ النسائی . تحفة الاشراف (17530) .

2776- أخرجه البخاري في الحج، باب تقليد النعم (الحديث 1704) بنحوه . وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بيع الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه، واستحباب تقليده وقل القلائد، وإن باعته لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 370) بنحوه . تحفة الاشراف (17616) .

2777- أخرجه البخاري في الحج، باب تقليد النعم (الحديث 1702) بنحوه . وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بيع الهدي إلى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه واستحباب تقليده وقل القلائد وإن باعته لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 366) . وأخرجه ابن ماجه في المساك، باب تقليد البدن (الحديث 3095) . تحفة الاشراف (15947) .

تھے (یعنی خود تشریف نہیں لے گئے تھے) لیکن آپ ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2778 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّغْفَرَانِيُّ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ قَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقْبِلُ فَلَا تَدْرِي لِمَ لَهْدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَمُكُّ حَلَاةً.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم ﷺ حالت احرام کے بغیر رہے تھے (یعنی آپ ﷺ نے اپنے اوپر احرام والی پابندیاں عائد نہیں کی تھیں)۔

بدنہ کو اشعار کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف کا بیان

امام قدوری نے کہا ہے کہ صاحبین کے نزدیک وہ بدنہ کو اشعار کرے گا جبکہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک بدنہ کو اشعار کرنا مکروہ ہے۔ اشعار کا لغوی معنی یہ ہے کہ زخم لگا کر خون نکالنا ہے۔ اور اشعار کا طریقہ یہ ہے کہ بدنہ کی کوہان کو پھاڑے اس طرح کہ اس کے پیچھے والی جانب پر نیزہ مارے۔

متاخرین فقہاء نے کہا ہے زیادہ مشابہہ بائیں کوہان ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بطور ارادہ بائیں جانب نیزہ مارا تھا۔ اور دائیں جانب اتفاقی طور پر نیزہ مارا تھا۔ اور اس کو کوہان کے خون سے آلودہ کرے تاکہ ہڈی کے جانور کی خبر ہو جائے۔ ایسا عمل امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اچھا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس طرح کرنا سنت ہے۔ کیونکہ اشعار کی روایت نبی کریم ﷺ سے اور خلفاء راشدین سے بیان کی گئی ہے۔

صاحبین نے دلیل یہ دی ہے کہ تقلید کا مقصد یہ ہے کہ جب ہڈی کا جانور پانی یا گھاس پر جائے تو اس کو ہٹایا نہ جائے یا جس وقت وہ گم ہو جائے تو اسے واپس کر دیا جائے۔ اور معنی اشعار سے مکمل ہوتا ہے لہذا وہ لازم کر دیا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے سنت ہو گیا مگر جب یہ مسئلہ ہونے کی طرف سے معارض ہو گیا تو پھر ہم اس کے مستحسن ہونے کے قائل ہو گئے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ مسئلہ ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب تعارض واقع ہو تو حرام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا اشعار ہڈی کی حفاظت کے لئے تھا۔ کیونکہ مشرکین سوائے اشعار کے ہڈی سے معارضہ کرنے سے نہیں رکنے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے دور کے لئے اشعار کو مکروہ کہا ہے کیونکہ وہ لوگ اشعار میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔ اور اس سے سرایت کا خوف تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشعار کو تقلید پر ترجیح دینا مکروہ ہے۔

(بدنہ و لین، کتاب الحج، لاہور)

2778 - أخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1703) بنحوه. وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه واستحباب تقليده و قتل الفلاد وان باعنه لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 365). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الغنم (الحديث 905) بنحوه. وأخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2784) 2788. واهل يوجب تقليد الهدي إحراماً (الحديث 2796). لجنة الاشراف (15985).

باب مَا يُقْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ .

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے ہار بنائے جائیں گے؟

2779 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ - يَعْنِي ابْنَ حَسَنِ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عَهْدِي كَانَ عِنْدَنَا ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا فَيَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ .

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے پاس موجود اون کے ذریعے وہ ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس موجود رہے اور آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر شخص اپنی بیوی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے اور جو آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

باب تَقْلِيدِ الْهَدْيِ

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2780 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَتَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَلَقَدْ تَهَذَّبْتُ هَذَبِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَتَحَرَّ" .

☆ ☆ سیدہ خصفہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تو عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ نے احرام نہیں کھولا حالانکہ آپ نے بھی عمرہ کر لیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بالوں کی تلبد کی ہے اور میں نے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈال دیئے ہیں اس لیے میں جب تک قربانی نہیں کرتا اس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا۔

2781 - أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي جَانِبِ السَّنَامِ الْيَمَنِ ثُمَّ

2779- اخرجہ البخاری فی الحج، باب القلائد من المهن (الحديث 1705) مختصراً . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و قتل القلائد و ان باعته لا يصير محرماً و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 364) . و اخرجہ ابو داؤد فی الماسك، باب من بعث بهديه و الام (الحديث 1759) . تحفة الاشراف (17466) .

2780- تقدم (الحديث 2681) .

2781- اخرجہ مسلم فی الحج، باب تقليد الهدى و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) و اخرجہ ابو داؤد فی الماسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) و اخرجہ الترمذی فی الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) . و اخرجہ النسائي فی ماسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) ، تقليد الهدى لعين (الحديث 2790) . و اخرجہ ابن ماجه فی الماسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . و الحديث عند : النسائي فی ماسك الحج، اي الشقين يشعر (الحديث 2772) . تحفة الاشراف (6459) .

أَمَّا عَنْهُ الدَّمُ وَقَلْدُهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ لَبَّى وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهْلًا بِالْحَجِّ.
 ☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے قربانی کے جانور کی کوہان کے دائیں طرف نشان لگایا پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھ دیا اور اُس کی گردن میں دو جوتے (ہار کے طور پر) ڈال دیئے پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ کی اونٹنی بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا نبی اکرم ﷺ نے ظہر کے وقت تلبیہ پڑھنے کا آغاز کیا تھا اور آپ نے حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔

باب تَقْلِيدِ الْإِبِلِ .

یہ باب اونٹوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2722 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَلْخُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَتَلْتُ قَلْبَةً بُذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْدَتِي ثُمَّ قَلْدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَوَجَّهْتُهَا إِلَى الْبَيْتِ وَبَعْتُ بِهَا وَأَقَامَ لَهَا حَرَمٌ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حَلَالًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے بے اپنے ہاتھوں کے ذریعے ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے وہ ہار انہیں پہنائے تھے اُن پر نشان لگایا تھا اور اُن کا رخ بیت اللہ کی طرف کیا تھا اور انہیں وہاں بھجوا دیا تھا پھر نبی اکرم ﷺ (مدینہ منورہ) میں مقیم رہے اور آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ کے لیے حلال تھی (یعنی آپ ﷺ پر حالت احرام کے احکام لاگو نہیں ہوئے)۔

2783 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَتَلْتُ قَلْبَةً بُذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ يُحْرَمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے کپڑوں میں سے کوئی چیز ترک نہیں کی تھی (یعنی بے ہوئے کپڑے پہنے تھے)۔

2782- أخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1696)، و باب اشعار البدن (الحديث 1699) ۱
 أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بههه و استحباب تقليده و قتل قلالته و ان ياتيه
 لا يصير محرما و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 362) . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب من بعث يهديه و اقام (الحديث 1757) ۲
 أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3098) و الحديث عند الساني في مناسك الحج، اشعار الهدي (الحديث
 2771) تحفة الاشراف (17433) .

2783- أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الهدي للمقيم (الحديث 908) تحفة الاشراف (17513) .

باب تَقْلِيدِ الْغَنَمِ .

یہ باب بکریوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2784 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْبِلُ فَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے

تھے۔

2785 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْدِي الْغَنَمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بکریوں کو قربانی کے لیے بھیجا تھا۔

2786 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى مَرَّةً غَنَمًا وَقَلْدَهَا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے لیے بکریوں کو بھجوا دیا تھا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے تھے۔

2787 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْبِلُ فَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا لَمْ لَا يُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں یعنی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے تھے پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

2788 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْبِلُ فَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا لَمْ لَا يُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے لیے ہار بنائے تھے

2784-تقدم (الحديث 2778) .

2785-أخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1701) . وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بيع الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه واستحباب تقليده وقتل الفلاند وإن باعته لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 367) . وأخرجه أبو داود في المساك، باب في الأشعار (الحديث 1755) . وأخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2786 و 2787) . وأخرجه ابن ماجه في المساك، باب تقليد الغنم (الحديث 3096) . تحفة الأشراف (15944) .

2786-تقدم (الحديث 2785) .

2787-تقدم (الحديث 2785) .

2788-تقدم (الحديث 2778) .

پھر نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں شارب نہیں ہوئے تھے۔

2789 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى - ثِقَّةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ ح وَآبَتَانَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاهِدَ فَيُرْسِلُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا لَمْ يُحْرَمِ مِنْ شَيْءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ بھیڑ بکریوں کے لیے ہار بنایا کرتے تھے پھر نبی اکرم ﷺ انہیں (مکہ مکرمہ) بھجوا دیتے تھے لیکن آپ حالت احرام کے بغیر رہتے تھے آپ ﷺ کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیتے تھے (یعنی آپ پر حالت احرام کا کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا تھا)۔

باب تَقْلِيدِ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ .

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالنے میں ہے

2790 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَالِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهْلٌ بِالْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے (قربانی کے جانور کے) کوہان کی دائیں طرف نشان لگایا پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھا اُس کی گردن میں دو جوتوں کا ہار ڈال دیا پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ کی سواری بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے حج کا احرام باندھا آپ ﷺ نے ظہر کے وقت احرام باندھا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

باب هَلْ يُحْرَمُ إِذَا قَلَّدَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ہار ڈال دیتا ہے تو کیا وہ محرم ہو جائے گا؟

2791 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانُوا حَاصِرِينَ مَعَ

2789- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب رمي الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه واستحباب تقليده، وقيل القلائد أربع لا يصير محرماً ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 368). تحفة الاشراف (1593).

2790- أخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي وأشعار عند الإحرام (الحديث 205) وأخرجه أبو داود في المسالك، باب في الأشعر (الحديث 1752 و 1753) وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في أشعار البدن (الحديث 906). وأخرجه النسائي في مسالك الحج، باب سلت الدم عن بدن راسنيت (2773). وتقليد الهدي (الحديث 2781). وأخرجه ابن مساحه في المسالك، باب أشعار البدن (الحديث 3097). والحديث عند: النسائي في مسالك الحج، باب الشقين يشعر (الحديث 2772). تحفة الاشراف (6459).

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَاءَ أَحْرَمَ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ .
 ☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے تو نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور بھجوائے تھے تو جس شخص نے چاہا وہ حالت احرام میں آ گیا اور جس شخص نے چاہا اس نے ترک کر دیا۔

باب هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا .

یہ باب ہے کہ کیا قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے سے احرام لازم ہو جاتا ہے

2792 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْتُلُ فَلَانَةً هَدَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيَّ ثُمَّ يَقْلِدُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَانَةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا أَحَلَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتَّى يَسْحَرَ الْهَدْيَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے وہ ہار ان جانوروں کو پہنا دیے اور پھر ان جانوروں کو میرے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مکہ مکرمہ بھجوا دیا تو اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کسی ایسی چیز کو ترک نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دی تھی یہاں تک کہ وہ قربانی کے جانور ذبح ہو گئے۔

2793 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْتُلُ فَلَانَةً هَدَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2794 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَقْتُلُ فَلَانَةً هَدَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا وَلَا نَعْلَمُ الْحَجَّ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ .

2791- انفرادہ نسائی . تحفة الاشراف (2928) .

2792- اخرجہ البخاری فی الحج، باب من قلد الفلاند بیده (الحديث 1700) بنحوه، و فی الرکالة، باب الرکالة فی البدن و تعاهدها (الحديث 2317) . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب بعث الهدی الی الحرم لمن لا یرید الذهاب بنفسه و استحباب تقلیده و قتل الفلاند و ان یاعنه لا یبصر محرماً ولا یحرم علیه شیء بذلک (الحديث 369) . تحفة الاشراف (17899) .

2793- اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب بعث الهدی الی الحرم لمن لا یرید الذهاب بنفسه و استحباب تقلیده و قتل الفلاند و ان یاعنه لا یبصر محرماً ولا یحرم علیه شیء بذلک (الحديث 360) . تحفة الاشراف (16447) .

2794- اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب بعث الهدی الی الحرم لمن لا یرید الذهاب بنفسه و استحباب تقلیده و قتل الفلاند و ان یاعنه لا یبصر محرماً ولا یحرم علیه شیء بذلک (الحديث 361) . تحفة الاشراف (17487) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے تھے آپ نے کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا (جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے) ہمارے علم کے مطابق بیت اللہ طواف کرنے کے بعد ہی آدمی حج کا احرام ختم کر سکتا ہے۔

2795 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَا أَفِيْلُ فَلَا تَدْرِي هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْرِجُ بِالْهَدْيِ مُقَلَّدًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے نبی اکرم ﷺ نے ان جانوروں کو بھجوا دیا حالانکہ ان کی گردن میں ہار پڑے ہوئے تھے پھر نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور آپ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔

2796 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفِيْلُ فَلَا تَدْرِي هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبِيعُ بِهَا ثُمَّ يَقِيمُ لِنَا حَلَالًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں بھجوا دیا تھا اور آپ ہمارے درمیان حالت احرام کے بغیر مقیم رہے تھے۔

باب سَوْقِ الْهَدْيِ .

یہ باب قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر جانے میں ہے

2797 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاقَ هَدْيًا فِي حَجَّهِ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ حج کے موقع پر قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر گئے تھے۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ .

یہ باب قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں ہے

2795- انفرادیہ النسائی . نفع الاشراف (16036) .

2796- تقدم (الحديث 2778) .

2797- انفرادیہ النسائی . نفع الاشراف (2620) .

2798 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ "ارْكَبْهَا". قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ". فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ، پھر آپ ﷺ نے دوسری یا شاید تیسری مرتبہ یہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو!

2799 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ "ارْكَبْهَا". قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ "ارْكَبْهَا". قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جا رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے چوتھی مرتبہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو چلنے میں دشواری پیش آرہی ہو اُس کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

2800 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً وَقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ قَالَ "ارْكَبْهَا". قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ "ارْكَبْهَا وَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو چلا کر لے جا رہا تھا، حالانکہ اُسے خود پیدل چلنے میں دشواری پیش آرہی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سوار ہو جاؤ اگرچہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

2798 - أخرجه البخاري في الحج، باب ركوب البدن (الحديث 1689)، وفي الوصايا، باب هل ينزع الواقف بوقته (الحديث 2755)، وفي الأدب، باب ما جاء في قول الرجل (ويهلك) (الحديث 6160). - وأخرجه مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها (الحديث 371). - وأخرجه أبو داود في المناسك، باب في ركوب البدن (الحديث 1760). - تحفة الأشراف (13801).

2799 - أخرجه السائي - تحفة الأشراف (1219).

2800 - أخرجه السائي - والحديث عند مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها (الحديث 373). - تحفة الأشراف (396).

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ .

یہ باب ہے کہ قربانی کے اونٹ پر مناسب طریقے سے سوار ہونا

2801 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا الْجِبْتِ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا" .

☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم مناسب طور پر اس پر سوار ہو جاؤ اس وقت جب یہ تمہاری مجبوری ہو یہاں تک کہ جب تمہیں دوسری سواری مل جائے (پھر تم اس پر سوار نہ ہونا بلکہ دوسری سواری پر سوار ہو جانا)۔

پیدل حج کرنے والے کے لئے جب مشقت ہو تو اباحت سواری

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کعبہ کو پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو تکلیف میں ڈالیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرة)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے سوار ہونے کا حکم دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میری بہن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک وہ پیدل جائیں گی، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھ لو چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پیدل چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرة)

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جنہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ننگے سر ننگے پاؤں پیدل حج کا سفر کریں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ حکم کرو کہ وہ اپنا سر ڈھانپیں اور سوار ہوں اور تین روزے رکھ لیں۔

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے کی ممانعت شروع کی تو فرمایا نذر ماننے سے (تقدیر کی) کوئی چیز بدلی نہیں جاسکتی ہاں یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس بہانے بخیل کا مال صرف ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر کرے تو اس کو چاہئے

کہ اطاعت کرے اور جو شخص گناہ کی نذر مانے تو وہ گناہ نہ کرے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے احمد بن شیبہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے فرمایا اس حدیث میں یعنی ابوسلمہ والی حدیث میں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ابوسلمہ نے زہری سے نہیں سنا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس حدیث کو ہمارے سامنے کر دیا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے نزدیک اس حدیث کا خراب ہو جانا صحیح ہے؟ اور کہا کہ ابن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا۔ ہاں ایوب بن سلیمان بن بلال نے اسے روایت کیا ہے۔

باب إِبَاحَةِ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا اُس کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے

2802 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طَفْنَا بِالْبَيْتِ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقِ الْهَدْيِ أَنْ يَحِلَّ فَعَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقِ الْهَدْيِ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسْقُنْ لَأَحِلَّنَّ . قَالَتْ عَائِشَةُ لِيَحْضُبُ فَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَضِيَّةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ . قَالَ "أَوْ مَا كُنْتَ طَفْتِ لِيَالِي قَدِمْنَا مَكَّةَ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّعِيمِ فَأَهْلِي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكَ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا جب ہم مکہ آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دے تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اُس نے احرام کھول دیا اور اُن خواتین نے بھی احرام کھول دیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی جب صبح کی رات آئی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! لوگ ایک عمرہ اور ایک حج کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے واپس جا رہی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ہم مکہ آ رہے تھے تو تم نے اُن دنوں میں طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی نہیں!

2802 - أخرجه البخاري في الحج، باب التمتع والقارن والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولاً، وباب اذا حاضت المرأة بعدما طافت (الحديث 1762) مطولاً . وأخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز الفراد الحج والتمتع والقارن وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه (الحديث 128) . وأخرجه ابو داود في الماسك، باب في الفراد الحج (الحديث 1783) مختصراً . تحفة الاشراف (15984) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ساتھ معیم جاؤ اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لو پھر تمہارے ساتھ فلاں جگہ پر ملاقات ہوگی۔

2803 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي أَنْ يَقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي أَنْ يَحِلَّ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہے وہ احرام کی حالت میں برقرار رہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دے۔

2804 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَهَلُّنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَخَدَهُ لَقْدِمَنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَحِلُّوْا وَاجْعَلُوْهَا عُمْرَةً". فَلَبَّغَهُ عَنَّا أَنَّا لَقَوْلُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَبَسَ أَمْرًا أَنْ نَحِلَّ فَنَرُوحَ إِلَى مِنًى وَمَذَا كَبِيرُنَا تَقَطَّرُ مِنَ الْمَنِيِّ لَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنَا فَقَالَ "قَدْ بَلَغَنِي الَّذِي قُلْتُمْ وَإِنِّي لَا بَرُّكُمْ وَاتَّقَاكُمْ وَلَوْ لَا الْهَذِي لَحَلَلْتُ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ". قَالَ وَقَدِمَ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ "بِمَا أَهَلَّكَ". قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ "فَاهْدِ وَأَمُكْثِ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ". قَالَ وَقَالَ مُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بِنِ جُعْشَمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هَذِهِ لِعَامِنَا هَذَا أَوْ لِلْأَبَدِ قَالَ "مِنِي لِلْأَبَدِ".

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ نہیں تھا صرف اسی کا ارادہ تھا چار ذوالحج کی صبح ہم مکہ آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ احرام کھول دو اور اُسے عمرے میں تبدیل کر دو پھر آپ کو ہمارے بارے میں یہ بات پتہ چلی کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں اب نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ ہم احرام کھول دیں تو جب ہم منی جائیں گے تو ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے (یعنی ہم نے منی جانے سے کچھ دن پہلے صحبت کی ہوگی) تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے ہمیں خطبہ دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے جو بات کہی ہے وہ مجھ تک پہنچ گئی ہے میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں

لیے ہے۔

2808 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَبَّاسِ الْعَامِرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةٌ .

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ (صرف) ہمارے لیے اجازت تھی۔

2809 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ لَبَسْتُ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِي شَيْءٍ إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: یہ تمہارے لیے نہیں ہے اور تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے یہ ہمارے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے اجازت تھی۔

2810 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَبَانَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَتْ الْمُتْعَةُ رُخْصَةً لَنَا .

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حج تمتع کی رخصت ہمارے لیے تھی۔

2811 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلَّبٍ عَنْ بَيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الشَّعَثَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ فَقُلْتُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ . فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَوْ كَانَ أَبُوكَ لَمْ يَهْمُ بِذَلِكَ . قَالَ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّمَا كَانَتْ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً .

☆ ☆ عبد الرحمن بن ابوشعثاء بیان کرتے ہیں: میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا میں نے کہا: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں حج اور عمرہ اس سال اکٹھا کر لیتا ہوں تو ابراہیم نے فرمایا: اگر تمہارے والد ہوتے تو وہ یہ ارادہ نہ کرتے۔ پھر ابراہیم تیمی نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا: حج تمتع کرنے کی اجازت بطور خاص ہمارے لیے تھی۔

2812 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ وَهَبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ

2808- أخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 160 و 161 و 162 و 163). و أخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى (الحديث 2809 و 2810 و 2811). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة (الحديث 2985). تحفة الاشراف (11995).

2809- تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى (الحديث 2808).

2810- تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدى (الحديث 2808).

2811- تقدم (الحديث 2808).

لَبِىُّ الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحْرَمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الذَّبَرُ وَعَقَا الْوَبَرُ وَأَنْسَلَخَ صَفَرٌ - أَوْ قَالَ دَخَلَ صَفَرٌ - فَقَدْ خَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اغْتَمَرَ لِقَدِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةِ مِهْلَيْنِ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً لَتَعَاظِمَ ذَلِكَ عَنْهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے زمانے میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کا سب سے بڑا گناہ ہے اُن لوگوں نے محرم کو صفر بنا دیا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ جب زخم ٹھیک ہو جائیں اور اون زیادہ ہو جائے اور صفر گزر جائے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) صفر آ جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب حج کا احرام باندھ کر (یا حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے) چار ذوالحجہ کو (مکہ تشریف لائے) نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کو عمرہ بنالیں لوگوں کو یہ مشکل محسوس ہوا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کس طرح سے احرام کھولیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مکمل احرام کھول دو۔

2813 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرَيْشِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَهْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ وَأَهْلُ أَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ أَنْ يَحِلَّ وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا پھر آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا آپ نے اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول کرے جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اُن لوگوں میں سے ایک حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور ایک اور صاحب تھے تو ان دونوں نے بھی احرام کھول دیا۔

2814 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

یہ وہ عمرہ ہے جس کے ذریعے ہم نے نفع حاصل کیا ہے جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ مکمل طور پر احرام کھول

2812- اخرجہ البخاری فی الحج، باب التمتع والقرآن والافراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1564)، وفي مناقب الانصار، باب أيام الجاهلية (الحديث 3832). و اخرجہ مسلم فی الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 198). تحفة الاشراف (5714).

2813- اخرجہ مسلم فی الحج، باب في متعة الحج (الحديث 196 و 197). والحديث عند: ابی داؤد فی المسالك، باب في الافراد (الحديث 1804). تحفة الاشراف (6462).

2814- اخرجہ مسلم فی الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 203) و اخرجہ ابو داؤد فی المسالك، باب في افراد الحج (الحديث 1790). تحفة الاشراف (6387).

دے (کیونکہ) عروج میں داخل ہو گیا ہے۔

باب مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے شکار (کا گوشت) کھانا جائز ہے

2815 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْضُ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ وَرَأَى حِمَارًا وَخَيْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى قَرْبِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَازِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمَحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ لِقَتْلِهِ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَأَذَرَ كُورًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ "إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمْتُكُمْوَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ".

☆ ☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ جا رہے تھے راستے میں کسی جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے وہ لوگ حالت احرام میں تھے جبکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ محرم نہیں تھے انہوں نے ایک نیل گائے دیکھی تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ ان کا کوزا انہیں پکڑا دیں ساتھیوں نے یہ بات نہیں مانی انہوں نے اپنا نیزہ مانگا ان کے ساتھیوں نے یہ بات بھی نہیں مانی پھر انہوں نے خود ہی وہ نیزہ پکڑا اور نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب نے اُس کا گوشت کھالیا جبکہ بعض نے نہیں کھایا جب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ تک پہنچے اور آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ خوراک تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کے لیے فراہم کر دی۔

2816 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَأَهْدَيْ لَهٗ طَيْرٌ وَهُوَ رَافِدٌ فَأَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقِظَ طَلْحَةُ فَرَفَّقَ مِنْ أَكْلِهِ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆ ☆ معاذ بن عبد الرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم لوگ اُس وقت محرم تھے اُن کی خدمت میں ایک پرندہ پیش کیا گیا وہ اُس وقت سوئے ہوئے تھے ہم میں سے بعض نے اُسے کھالیا اور بعض نے احتیاط کے طور پر نہیں کھایا جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اُن لوگوں کا ساتھ دیا جنہوں نے

2815- أخرجه البخاري في جلاء الصيد، باب لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد (الحديث 1823)، وفي الجهاد، باب ما قيل في الرماح (الحديث 2914)، وفي الذبائح و الصيد، باب ما جاء في الصيد (الحديث 5491)، وباب الصيد على الجبال (الحديث 5492)، وأخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 56 و 57)، وأخرجه أبو داود في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1852)، وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في أكل الصيد للمحرم (الحديث 847)، تحفة الاشراف (12131).

2816- أخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 65)، تحفة الاشراف (5002).

اُسے کھایا تھا اور انہوں نے یہ بات بیان کی کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ اسے (یعنی شکار کیے ہوئے پرندے کو احرام کی حالت میں) کھایا تھا۔

2817 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيسَى بْنِ كَلْحَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمِرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالرُّوحَاءِ إِذَا حِمَارٌ وَخَشِيَ عَقِيرٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ". فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَانِكُمْ بِهَذَا الْحِمَارِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرَّفَاقِ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأَثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْبِئَةِ وَالْعَرَجِ إِذَا ظَنِّي خَافِقٌ فِي ظِلِّ وَفِيهِ نَهْمٌ فَرَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيئُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

☆☆ حضرت بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے آپ ہمیں وقت محرم تھے جب آپ روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی نیل گائے موجود تھی اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے رہنے دو ہو سکتا ہے کہ اس کا مالک یہاں تک آ جائے (یا اسے زخمی کرنے والا شخص آ جائے) پھر حضرت بہزی آئے یہ وہی صاحب تھے جنہوں نے اُسے زخمی کیا تھا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اس نیل گائے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا: انہوں نے وہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دی پھر نبی اکرم ﷺ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جب آپ روہہ اور عرج کے دوران اثابہ نامی جگہ پر پہنچے تو وہاں ایک ہرن ایک درخت کے سائے میں سویا ہوا تھا اور اُس کے جسم میں ایک تیر لگا ہوا تھا راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ اُس ہرن کے پاس رہے تاکہ لوگوں میں سے کوئی بھی اُسے پریشان نہ کر سکے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانے والے لوگ اُس سے آگے گزر جائیں۔

محرم شکار یا اس کی طرف دلالت بھی نہ کرے

اور وہ شکار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور شکار کی طرف ودلالت بھی نہ کرے۔ کیونکہ حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر احرام کی حالت میں گورخر کا شکار کیا اور ان کے ساتھی حالت حرام میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کھالو۔ کیونکہ شکار سے مراد امن کو دور کرنا ہے کیونکہ شکار اپنی وحشت اور نظروں سے دور ہونے کی وجہ سے امن میں ہوتا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

حالت احرام ممانعت شکار میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ محرم شکار نہ کرے نہ اس کی طرف دلالت کرے۔ نہ کسی حلال یا حرام کی طرف دلالت کرے۔ اور محرم کے لئے شکار کی ممانعت کا حکم تمام ائمہ کے اجماع سے ہے کیونکہ اس کی ممانعت کے بارے میں نص وارد نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور اسی طرح یہ نص ہے کہ تم پر حرم میں خشکی کا شکار حرام ہے لہذا جب تک احرام میں ہو اس نص میں اس کی طرف میادت و دلالت کی ممانعت موجود ہے۔ اسی طرح حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے استدلال بھی اسی طرح ہے۔ (المغنی، ج ۳، ص ۲۷۵، بیروت)

امام ابن جریر کے نزدیک بھی قول مختار یہی ہے کہ مراد طعام سے وہ آبی جانور ہیں جو پانی میں ہی مرجائیں، فرماتے ہیں اس بارے میں ایک روایت مروی ہے گو بعض نے اسے موقوف روایت کہا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آپ نے آیت (احل لکم صید البحر و طعامہ مناعا لکم) پڑھ کر فرمایا اس کا طعام وہ ہے جسے وہ پھینک دے اور وہ مرا ہوا ہو۔ بعض لوگوں نے اسے بقول ابو ہریرہ موقوف روایت کیا ہے، پھر فرماتا ہے یہ منفعہ ہے تمہارے لئے اور راہِ روسا فروں کے لئے، یعنی جو سمندر کے کنارے رہتے ہوں اور جو وہاں وارد ہوئے ہوں، پس کنارے رہنے والے تو تازہ شکار خود کھیتے ہیں پانی جسے دھکے دے کر باہر پھینک دے اور مرجائے اسے کھا لیتے ہیں اور نمکین ہو کر دور دراز والوں کو سوکھا ہوا پہنچتا ہے۔

الغرض جمہور علماء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ پانی کا جانور خواہ مردہ ہی ہو حلال ہے اس کی دلیل علاوہ اس آیت کے امام مالک کی روایت کردہ وہ حدیث بھی ہے کہ حضور نے سمندر کے کنارے پر ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کا سردار حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا، یہ لوگ کوئی تین سو تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں بھی ان میں سے تھا ہم ابھی راستے میں ہی تھے جو ہمارے توٹے تھے ختم ہو گئے، امیر لشکر کو جب یہ علم ہوا تو حکم دیا کہ جو کچھ جس کسی کے پاس ہو میرے پاس لاؤ چنانچہ سب جمع کر لیا اب حصہ رسدی کے طور پر ایک مقررہ مقدار ہر ایک کو بانٹ دیتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ہمیں ہر دن ایک ایک کھجور ملنے لگی آخر میں یہ بھی ختم ہو گئی۔ اب سمندر کے کنارے پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ کنارے پر ایک بڑی مچھلی ایک ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی ہے، سارے لشکر نے اٹھ راتوں تک اسے کھایا، وہ اتنی بڑی تھی کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں تو اس کے نیچے سے ایک شتر سوار نکل گیا اور اس کا سراں پسلی کی ہڈی تک نہ پہنچا، یہ حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا نام غبر تھا ایک روایت میں ہے کہ یہ مردہ ملی تھی اور صحابہ نے آپس میں کہا تھا کہ ہم رسول اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس وقت سخت دقت اور تکلیف میں ہیں اسے کھا لو ہم تین سو آدمی ایک مہینے تک وہیں رہے اور اسی کو کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم موٹے تازے اور تیار ہو گئے اس کی آنکھ کے سوراخ میں سے ہم چربی ہاتھوں میں بھر کر نکالتے تھے تیرہ شخص اس کی آنکھ کی گہرائی میں بیٹھ گئے تھے، اس کی پسلی کی ہڈی کے درمیان سے سائڈنی سوار گزر جاتا تھا، ہم نے اس کے گوشت اور چربی سے مٹکے بھر لئے جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ جل مجدہ نے تمہیں دی کیا اس کا

گوشت اب بھی تمہارے پاس ہے؟ اگر ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ، ہمارے پاس تو تھا ہی ہم نے حضور کی خدمت میں پیش کیا اور خود آپ نے بھی کھایا،

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ میں خود پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے اس وجہ سے بعض محدثین کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دو واقع ہوں اور بعض کہتے ہیں واقعہ تو ایک ہی ہے، شروع میں اللہ نے نبی بھی ان کے ساتھ تھے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم سمندر کے سفر کو جاتے ہیں ہمارے ساتھ پانی بہت کم ہوتا ہے اگر اسی سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہمیں سمندر کے پانی سے وضو کر لینے کی اجازت ہے؟ حضور نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے، امام شافعی، امام احمد اور سنن اربعہ والوں نے اسے بروایت کیا ہے۔

امام بخاری امام ترمذی امام ابن خزیمہ امام ابن حبان وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحابہ کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے، ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج یا عمرے میں تھے اتفاق سے ٹڈیوں کا دل کا دل آ پہنچا ہم نے انہیں مارنا اور پکڑنا شروع کیا لیکن پھر خیال آیا کہ ہم تو احرام کی حالت میں ہیں انہیں کیا کریں گے؟ چنانچہ ہم نے جا کر حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دریائی جانوروں کے شکار میں کوئی حرج نہیں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ جب ٹڈیاں نکل آئیں اور نقصان پہنچائیں تو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے اللہ ان سب کو خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہلاک کر ان کے انڈے تباہ کر ان کا سلسلہ کاٹ دے اور ہماری معاش سے ان کے منہ بند کر دیے یا اللہ ہمیں روزیاں دے یقیناً تو دعاؤں کا سننے والا ہے، حضرت خالد نے کہا یا رسول اللہ آپ ان کے سلسلہ کے کٹ جانے کی دعا کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی ایک قسم کی مخلوق ہے آپ نے فرمایا ان کی پیدائش کی اصل مچھلی سے ہے، حضرت زیاد کا قول ہے کہ جس نے انہیں مچھلی سے ظاہر ہوتے دیکھا تھا خود اسی نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے حرم میں ٹڈی کے شکار سے بھی منع کیا ہے جن فقہا کرام کا یہ مذہب ہے کہ سمندر میں جو کچھ ہے سب حلال ہے ان کا استدلال اسی آیت سے ہے وہ کسی آبی جانور کو حرام نہیں کہتے حضرت ابوبکر صدیق کا وہ قول بیان ہو چکا ہے کہ طعام سے مراد پانی میں رہنے والی ہر ایک چیز ہے، بعض حضرات نے صرف مینڈک کو اس حکم سے الگ کر لیا ہے اور مینڈک کے سوا پانی کے تمام جانوروں کو وہ مباح کہتے ہیں کیونکہ مسند وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کے مارنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی آواز اللہ کی تسبیح ہے، بعض اور کہتے ہیں سمندر کے شکار سے مچھلی کھائی جائے گی اور مینڈک نہیں کھایا جائے گا اور باقی کی چیزوں میں اختلاف ہے کچھ تو کہتے ہیں کہ باقی سب حلال ہے اور کچھ کہتے ہیں باقی سب نہ کھایا جائے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ خشکی کے جو جانور حلال ہیں ان جیسے جو جانور پانی کے ہوں وہ بھی حلال ہیں اور خشکی کے جو جانور حرام ہیں ان کی مشابہت کے جو جانور تری کے ہوں وہ بھی حرام۔

یہ سب وجوہ مذہب شافعی میں ہیں حنفی مذہب یہ ہے کہ سمندر میں مر جائے اس کا کھانا حلال نہیں جیسے کہ خشکی میں از خود

مرے ہوئے جانور کا کھانا حلال نہیں کیونکہ قرآن نے اپنی موت آپ مرے ہوئے جانور کو آیت (حرمت علیکم المیتہ) میں حرام کر دیا ہے اور یہ عام ہے، ابن مردویہ میں حدیث ہے کہ جو تم شکار کر لو اور وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو اسے کھاؤ اور جسے پانی آپ ہی پھینک دے اور وہ مرا ہوا الٹا پڑا ہوا ہو اسے نہ کھاؤ، لیکن یہ حدیث مسند کی رو سے منکر ہے صحیح نہیں، مائیکوں شافعیوں اور حنبلیوں کی دلیل ایک تو ہی عمرو بن ابی حمزہ کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ مسند کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال کئے گئے ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کھجی اور تلی، یہ حدیث مسند احمد ابن ماجہ دارقطنی اور بیہقی میں بھی ہے اور اس کے سوا ہر بھی ہیں اور یہی روایت موقوفاً بھی مروی ہے، واللہ اعلم،

پھر فرماتا ہے کہ تم پر احرام کی حالت میں شکار کھیلنا حرام ہے، پس اگر کسی احرام والے نے شکار کر لیا اور اگر قصداً کیا ہے تو اسے کفارہ بھی دینا پڑے گا اور گنہگار بھی ہوگا اور اگر خطا اور غلطی سے شکار کر لیا ہے تو اسے کفارہ دینا پڑے گا اور اس کا کھانا اس پر حرام ہے خواہ وہ احرام والے ہوں یا نہ ہوں۔ عطاء قاسم سالم ابو یوسف محمد بن حسن وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں، پھر اگر اسے کھالیا تو عطا وغیرہ کا قول ہے کہ اس پر دو کفارے لازم ہیں۔

لیکن امام مالک وغیرہ فرماتے ہیں کہ کھانے میں کوئی کفارہ نہیں، جمہور بھی امام صاحب کے ساتھ ہیں، ابو عمر نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح زانی کے کئی زنا پر حد ایک ہی ہوتی ہے،

حضرت ابو حنیفہ کا قول ہے کہ شکار کر کے کھانے والے کو اس کی قیمت بھی دینی پڑے گی، ابو ثور کہتے ہیں کہ محرم نے جب کوئی شکار مارا تو اس پر جزا ہے، ہاں اس شکار کا کھانا بن کے لئے حلال ہے لیکن میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ فرمان رسول ہے کہ خشکی کے شکار کو کھانا تمہارے لئے حلال ہے جب تک کہ تم آپ شکار نہ کرو اور جب تک کہ خاص تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے، اس حدیث کا تفصیلی بیان آگے آ رہا ہے، ان کا یہ قول غریب ہے، ہاں شکاری کے سوا اور لوگ بھی اسے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، بعض تو منع کرتے ہیں جیسے پہلے گزر چکا اور بعض جائز بتاتے ہیں ان کی دلیل وہی حدیث ہے جو اوپر ابو ثور کے قول کے بیان میں گزری، واللہ اعلم، اگر کسی ایسے شخص نے شکار کیا جو احرام باندھے ہوئے نہیں پھر اس نے کسی احرام والے کو وہ جانور ہدیئے میں دیا تو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ مطلقاً حلال ہے خواہ اسی کی نیت سے شکار کیا ہو خواہ اس کے لئے شکار نہ کیا ہو،

حضرت عمر حضرت ابو ہریرہ حضرت زبیر حضرت کعب احبار حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت سعید بن جبیر اور کوفیوں کا یہی خیال ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ غیر محرم کے شکار کو محرم کھا سکتا ہے؟ تو آپ نے جواز کا فتویٰ دیا، جب حضرت عمر کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا اگر تو اس کے خلاف فتویٰ دیتا تو میں تیری سزا کرتا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی محرم کو اس کا کھانا درست نہیں، ان کی دلیل اس آیت کے کا عموم ہے حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے بھی یہی مروی ہے اور بھی صحابہ تابعین، درائے دین اس طرف گئے ہیں۔

تیسری جماعت نے اس کی تفصیل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی غیر محرم نے کسی محرم کے ارادے سے شکار کیا ہے تو اس محرم

کو اس کا کھانا جائز نہیں، ورنہ جائز ہے ان کی دلیل حضرت صعب بن جثامہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوا کے میدان میں یا ودان کے میدان میں ایک گور خر شکار کردہ بطور ہدیئے کے دیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا جس سے صحابی رنجیدہ ہوئے، آثار رنج ان کے چہرے پر دیکھ کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا اور کچھ خیال نہ کرو ہم نے بوجہ احرام میں ہونے کے ہی اسے واپس کیا ہے، یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے، تو یہ لوٹنا آپ کا اسی وجہ سے تھا کہ آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اس نے یہ شکار خاص میرے لئے ہی کیا ہے اور جب شکار محرم کے لئے ہی نہ ہو تو پھر اسے قبول کرنے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابو قتادہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے بھی جبکہ وہ احرام کی حالت میں نہ تھے ایک گور خر شکار کیا صحابہ جو احرام میں تھے انہوں نے اس کے کھانے میں توقف کیا اور حضور سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے اشارہ کیا تھا؟ یا اسے کوئی مدد دی تھی؟ سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا پھر کھا لو اور خود آپ نے بھی کھایا یہ واقعہ بھی بخاری و مسلم میں موجود ہے،

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگلی شکار کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اس حالت میں بھی کہ تم احرام میں ہو جب تک کہ خود تم نے شکار نہ کیا ہو اور جب تک کہ خود تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو، ابوداؤد ترمذی نسائی میں بھی یہ حدیث موجود ہے،

امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس کے راوی مطلب کا جابر سے سنا ثابت نہیں، ربیعہ فرماتے ہی کہ عرج میں جناب خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ احرام کی حالت میں تھے جاڑوں کے دن تھے ایک چادر سے آپ منہ ڈھکے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے شکار کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم کھا لو انہوں نے کہا اور آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا مجھ میں تم میں فرق ہے یہ شکار میرے ہی لئے کیا گیا ہے اس لئے میں نہیں کھاؤں گا تمہارے لئے نہیں گیا اس لئے تم کھا سکتے ہو۔ (ابن کثیر، مائدہ، ۹۶)

باب مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے کون سا شکار کھانا جائز نہیں ہے؟

2818 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِهِ

2818- اخرجہ البخاری فی جزاء الصيد، باب اذا اهدى للمحرم حماراً وحشياً لم يقبل (الحديث 1825)، و فی الہبة، باب قبول الہدیۃ

(الحديث 2573)، و باب من لم يقبل الهدی لعلہ (الحديث 2596) . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 50 و

51 و 52) . و اخرجہ الترمذی فی الحج، باب ما جاء فی کراهیۃ لحم الصيد للمحرم (الحديث 849) و اخرجہ النسائی فی ماسک الحج، ملا

بحوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2819) . و اخرجہ ابن ماجہ فی المناسک، باب ما ينهى عنه المحرم من الصيد (الحديث 3090) .

تحفة الاشراف (4940) .

قَالَ "أَمَّا إِنَّهُ لَمْ نَزِدْهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا، نبی اکرم ﷺ اُس وقت ابواء یا ودان کے مقام پر موجود تھے، نبی اکرم ﷺ نے وہ انہیں واپس کر دیا، جب نبی اکرم ﷺ نے میرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو آپ نے فرمایا: ہم نے اسے تمہیں اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔

2819 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِوَدَّانَ رَأَى حِمَارًا وَخَيْسَ فَرَدَّاهُ عَلَيْهِ وَقَالَ "إِنَّا حُرْمٌ لَا نَأْكُلُ الصَّيْدَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تشریف لے جا رہے تھے جب آپ ودان پہنچے تو وہاں آپ نے ایک نیل گائے دیکھی (یعنی اُس کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے وہ واپس کر دیا اور فرمایا: ہم محرم ہیں، ہم شکار نہیں کھا سکتے۔

2820 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَلْبَانَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى لَهُ عُضْوً صَبِيذًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ قَالَ نَعَمْ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شکار کا ایک عضو تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا، نبی اکرم ﷺ اُس وقت محرم تھے تو آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا تھا، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں!

2821 - أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَبِيذٍ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ نَعَمْ أَهْدَى لَهُ رَجُلٌ عُضْوًا مِنْ لَحْمِ صَبِيذٍ فَرَدَّاهُ وَقَالَ "إِنَّا لَا نَأْكُلُ إِنَّا حُرْمٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: وہ انہیں کوئی بات یاد دلا رہے تھے، آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیا بتایا تھا کہ جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اُس وقت تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا جب آپ ﷺ محرم تھے تو حضرت

2819- تہ - فی مسک الحج، ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2818).

2820- اخرجه ابو داود في المتاسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1850). تحفة الاشراف (3677).

2821- اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 55). تحفة الاشراف (3663).

زیدؓ نے جواب دیا: جی ہاں! ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شکار کے گوشت کا ایک عضو تجھے کے طور پر پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم یہ نہیں کھائیں گے کیونکہ ہم محرم ہیں۔

2822 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَ حِمَارٍ وَخَشٍ تَقَطَّرَ دَمًا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يَقْدِيدُ قَرَدَهَا عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کی ٹانگ (یاران) پیش کی جس میں سے خون ٹپک رہا تھا نبی اکرم ﷺ اُس وقت محرم تھے آپ اُس وقت قدید کے مقام پر موجود تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا۔

2823 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَابٍ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَهُوَ مُحْرِمٌ لَرَدَّهَا عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا نبی اکرم ﷺ اُس وقت محرم تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا۔

جب احرام والا شکار کرے یا اسکی طرف دلالت کرے تو حکم شرعی

حضرت امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ جب کسی محرم نے شکار والے جانور کو قتل کر دیا یا اس نے ایسے بندے کو اس طرف رہنمائی کی جس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر جزاء واجب ہے۔ البتہ قتل کرنے کے حکم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم شکار کے جانور کو قتل نہ کرو۔ جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور تم میں سے جس نے بطور ارادہ قتل کر دیا تو قتل شدہ جانور کی مثل جزاء ہے۔ جزاء کے وجوب میں نص صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ البتہ دلالت میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے جزاء قتل کے معلق ہے دلالت کے ساتھ معلق نہیں ہے۔ لہذا یہ حلال کو حلال کی طرف دلالت کرنے کے مشابہ ہو جائے گا۔

حضرت ابوقتاہدہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہماری دلیل ہے جسے ہم نے روایت کر دیا ہے۔ حضرت عطاء علیہ الرحمہ نے کہا ہے لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ دلالت کرنے والے پر جزاء ہے۔ کیونکہ دلالت کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے۔ کیونکہ دلالت کرنے کی وجہ سے شکار کا امن ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ شکار اپنے وحشی ہونے اور چھپ جانے کی وجہ سے امن

2822 - احرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 54) - واخرجه النسائي في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من

الصيد (الحديث 2823) - تحفة الاشراف (5499) .

2823 - تقدم في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد (2822) .

میں ہوتا ہے۔ لہذا یہ اس کو تلف کرنے کی مثل ہو جائے گا۔ اور اس دلیل کی وجہ سے محرم نے احرام کی حالت میں شکار سے باز رہنے کے لئے اپنے آپ کو پابند کیا ہے۔ لہذا اس نے جو پابندی کی تھی اس کو چھوڑنے کی وجہ سے اس پر ضمان (جرمانہ) لازم آئے گا۔ جس طرح وہ بندہ ہے جس کے پاس ودیعت رکھی جائے بہ خلاف حلال کے کیونکہ اس کی جانب سے کوئی پابندی لازم نہیں کی گئی۔ البتہ حلال کی دلالت پر جزاء ہے جس طرح حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور جو دلالت جزاء کو واجب کرنے والی ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ جسے دلالت کی گئی ہے وہ شکار والی جگہ جانتا ہو اور وہ مدلول کی دلالت کی تصدیق کرنے والا بھی ہو۔ یہاں تک کہ اگر اس نے اس کو جھٹلایا اور کسی دوسرے آدمی کی تصدیق کر لی تو جھٹلائے گئے شخص پر کوئی ضمان واجب نہیں ہے۔ اور اگر دلالت کرنے والا حرم میں حلال ہو گیا تو اس پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی اسی دلیل کی بنیاد پر جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ وجوب ضمان میں ارادے سے کرنے والا اور بھولنے والا دونوں برابر ہیں۔ اس لئے کہ جزاء ایک ایسی ضمان ہے جس کا وجوب نقصان کو پورا کرتا ہے۔ لہذا مالوں کے جرمانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور اس میں ابتداء کرنے والا اور لوٹانے والا دونوں برابر ہیں اس لئے کہ ان کو موجب مختلف نہیں ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ سے حج کے لئے نکلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اور راہ لی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو فرمایا تم ساحل سمندر کی راہ لو حتیٰ کہ مجھ سے آلو۔ انہی میں حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔ پھر جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے احرام باندھ لئے سوائے حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے احرام نہیں باندھا تھا وہ چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے راستہ میں وحشی گدھوں کو دیکھا۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ دیں چنانچہ سب نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اس کا گوشت کھایا پھر انہوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم نے گوشت کھایا حالانکہ ہم محرم تھے۔

اس کا باقی گوشت ساتھ لے لیا۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے احرام باندھ لیا تھا لیکن حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ ہم نے پڑاؤ ڈالا اور سب نے اس کا گوشت کھایا۔ پھر ہم نے کہا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں اور اس کا باقی گوشت ہم لے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے تم میں سے اس کا اسے حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا جو گوشت باقی ہے وہ بھی کھا لو۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت صعب رضی اللہ عنہ بن جثامہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حمار وحشی (گورخر) بطور ہدی کے بھیجا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء یا ودان میں کہ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے ان کے چہرہ پر غم و

افسوس کے آثار محسوس کئے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارا ہدیہ اس لئے واپس کر دیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)
 بظاہر یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو مطلق شکار کا گوشت کھانے کو محرم کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور چونکہ حنفیہ کا مسلک جو باب کی ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق ہے اس لئے حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ زندہ گورخر بطور شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور چونکہ شکار قبول کرنا محرم کے لئے درست نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ لیکن پھر ایک اشکال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ گورخر کا گوشت بھیجا گیا تھا، ایک روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ گورخر کی ران بھیجی گئی تھی، اسی طرح ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا بھیجا گیا تھا۔

لہذا ان روایتوں کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندہ گورخر نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ یہاں حدیث میں بھی گورخر سے اس کا گوشت ہی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زندہ گورخر ہی بھیجا گیا ہوگا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا، پھر بعد میں دوسرے گورخر کی ران بھیجی گئی اسی کو کسی نے تو گوشت سے تعبیر کیا اور کسی نے اسے اس کا ٹکڑا کہا۔

اس بارے میں حنفیہ کی بڑی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر پیش کیا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرف میں تشریف فرما تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے رنقاء میں تقسیم کر دو۔ مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر کو اس گمان کی بناء پر واپس کر دیا کہ بطور خاص میرے لئے شکار کیا گیا ہے۔

امام مالک و امام شافعی کی مشدل حدیث اور اس کا مطلب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے احرام کی حالت میں شکار کا گوشت حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو تم نے خود کیا اور نہ تمہارے لئے کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)
 حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ اگر حالت احرام میں تم خود شکار کرو گے یا کوئی دوسرا تمہارے لئے شکار کرے گا، اگرچہ وہ شکاری حالت احرام میں نہ ہو تو اس شکار کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست نہیں ہوگا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اس حدیث کو اپنے اس مسلک کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانا حرام ہے جسے کسی غیر محرم نے اس کے لئے شکار کیا ہو۔

لیکن حنفیہ اس حدیث کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اگر حالت احرام میں زندہ شکار تمہارے لئے بطور تحفہ بھیجا جائے تو اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے حرام ہوگا۔ ہاں اگر اس شکار کا گوشت تحفہ کے طور پر تمہارے پاس بھیجا جائے اس کا کھانا حرام نہیں ہوگا۔ گویا اس صورت میں حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر تمہارے حکم کی بناء پر کوئی شکار کیا جائے گا تو اس کا کھانا تمہارے لئے

درست نہیں ہوگا لہذا اس شکار کا گوشت محرم کے لئے حرام نہیں ہے جسے کوئی غیر محرم اس کے لئے ذبح کرے بشرطیکہ اس شکار میں محرم کے حکم یا اس کی اعانت اور اشارت و دلالت کا کوئی دخل نہ ہو۔

احناف کی متدل حدیث پر اشکال کا جواب

حضرت ابوقنادہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ واقعہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جو عمرہ کے لئے احرام باندھے ہوئے تھے لیکن خود ابوقنادہ حالت احرام میں نہیں تھے! چنانچہ راستہ میں ایک جگہ ان کے ساتھیوں نے گور خر دیکھا مگر ابوقنادہ کی نظر اس پر نہیں پڑی، ان کے ساتھیوں نے اس گور خر کو دیکھ کر صرف نظر کر لیا، آخر کار ابوقنادہ نے بھی اس گور خر کو دیکھ لیا اور اس کو شکار کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے اپنا چابک مانگا مگر انہوں نے اس وجہ سے کہ اس شکار میں ہماری اعانت کسی درجہ میں بھی شامل نہ ہو چابک دینے سے انکار کر دیا ابوقنادہ نے گھوڑے سے اتر کر خود چابک اٹھایا اور گور خر پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اسے مار لیا، پھر اس کے گوشت کو تیار کر کے خود انہوں نے بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھایا، مگر ان کے ساتھی اس کا گوشت کھا کر پشیمان ہوئے کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ محرم کے لئے مطلق شکار کا گوشت کھانا درست نہیں ہے۔ چنانچہ جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا کہ آیا اس گور خر کا گوشت کھانا ہمارے لئے درست تھا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا پاؤں باقی رہ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پاؤں لیا اور اس کو تیار کر کر کھایا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا کہ اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست تھا (بخاری و مسلم)

بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقنادہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ گور خر پر حملہ آور ہوں یا تم میں سے کسی نے گور خر کی طرف اشارہ کر کے اس کے شکار پر متوجہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کے گوشت میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے کھا لو۔

اس حدیث کے بارے میں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں تو بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گور خر میں سے بچا ہوا پاؤں تیار کر کر کھایا جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا نہیں؟ لہذا اس اشکال کو دور کرنے کے لئے علماء ان دونوں روایتوں میں یہ مطابقت پیدا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود حالت احرام میں تھے اس لئے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ اس گور خر کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کو دخل رہا ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے سے انکار کر دیا ہوگا مگر جب صحیح صورت حال سامنے آ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کا کوئی دخل نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا۔

محرم کے لئے جس طرح یہ ممنوع ہے کہ وہ شکار کے لئے کسی کو حکم دے اسی طرح دلالت اور اشارت بھی ممنوع ہے دلالت اور اشارت میں فرق یہ ہے کہ دلالت کا تعلق زبان سے ہوتا ہے مثلاً محرم کو کسی ہاتھ کے اشارہ سے شکار کی طرف متوجہ کرے! بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دلالت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے نہ ہو اور اشارت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے ہو۔

اس موقع پر یہ بات جان لیجئے کہ محرم کے لئے تو دلالت حدود حرم میں بھی حرام اور حدود حرم سے باہر بھی لیکن غیر محرم کے لئے حدود حرم میں تو حرام ہے اور حدود حرم سے باہر نہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو خود اس نے کیا ہو اور نہ اس شکار میں اس کی دلالت اشارت اور اعانت کا قطعاً دخل ہو، چنانچہ یہ حدیث حنفیہ کے اس مسلک کی دلیل ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تردید کرتی ہے جو محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔

باب إِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ أَيْ كَلَّهُ أَمْ لَا

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص ہنس پڑے جس سے حالت احرام کے بغیر شخص کو شکار کے بارے میں پتہ چل جائے اور پھر وہ اُسے قتل کر دے تو کیا محرم شخص اُسے کھا سکتا ہے یا نہیں کھا سکتا؟

2824 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمُوا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي ضَحِكًا بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارٌ وَخَيْلٌ فَطَعْنَتْهُ فَاسْتَعْنَتْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نَقْطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْقَعَ لَرَيْسِي شَاوَاً وَأَسِيرُ شَاوَاً فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْيَا . فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَأُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَانَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ يَقْطَعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرْتُهُمْ . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حِمَارًا وَخَيْلًا وَعِيدِي مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ "كُلُوا" . وَهُمْ مُحْرِمُونَ .

☆ ☆ عبد اللہ بن ابی قتادہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے یہ حدیبیہ کے سال کی بات

2824- أخرجه البخاري في جلاء الصيد، باب إذا صاد الحلال فاهدى للمحرم الصيد أكله (الحديث 1821)، و باب إذا رأى المحرمون صيداً لصحروا فطن الحلال (الحديث 1822) . وأخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 59) . و الحديث عند البخاري في المعاري، باب غزوة الحديبية (الحديث 4149) . و مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 62) . و النسائي في مسالك الحج، إذا صعدت المحرم فطن الحلال للصيد فقتله أيا كله أم لا (الحديث 2825) . و ابن ماجه في المسالك، باب الرخصة في ذلك إذا لم يصد له (الحديث 3093) . تحفة الأشراف (12109) .

ہے ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا ہوا تھا، لیکن انہوں نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا، وہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا، ایک شخص دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑا، میں نے توجہ دی تو وہاں ایک نیل گائے تھی، میں نے اُس پر حملہ کر دیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد مانگی، انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا، پھر ہم نے (اُسے شکار کرنے کے بعد) اُس کا گوشت کھا لیا، پھر ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ دشمن ہمیں نقصان نہ پہنچائے تو میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچنے کے لیے اپنے گھوڑے کو تیز رفتاری سے چلاتا رہا، نصف رات کے وقت میری ملاقات غفار قبیلے کے ایک شخص سے ہوئی، میں نے دریافت کیا: تم نے نبی اکرم ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں چھوڑا تھا، جب آپ سقیا کے مقام پر قیلول کر رہے تھے، حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھیجی ہیں، اُن لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں آپ کے پیچھے رہتے ہوئے وہ آپ سے منقطع نہ ہو جائیں (یا اُن پر دشمن حملہ نہ کر دے) تو آپ ﷺ اُن کا انتظار کیجئے۔ تو نبی اکرم ﷺ اُن کا انتظار کرنے لگے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایک نیل گائے شکار کی تھی، میرے پاس اُس کا کچھ گوشت بھی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے حاضرین سے فرمایا: تم لوگ اسے کھا لو۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ اُس وقت محرم تھے۔

2825 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ أَتَانَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ - عَنْ بَعْثَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ - قَالَ - فَاهْلُوا بِعُمَرَةَ غَيْرِي فَاصْطَلَدْتُ حِمَارًا وَخَشِشَ فَاطْعَمْتُ أَصْحَابِي مِنْهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاصِلَةٌ فَقَالَ "كُلُوهُ" - وَهُمْ مُحْرِمُونَ -

☆☆ حضرت ابوقنادہ کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد نے انہیں یہ بات بتائی ہے کہ ایک مرتبہ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے، حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے علاوہ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا، میں نے ایک نیل گائے کا شکار کیا، میں نے اُس میں سے کچھ گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلایا، حالانکہ وہ لوگ محرم تھے، پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو بتایا کہ ہمارے پاس اُس کا کچھ اضافی گوشت موجود ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے (اپنے آس پاس موجود لوگوں سے) فرمایا: تم لوگ اسے کھاؤ، وہ لوگ بھی اُس وقت محرم تھے۔

باب إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص شکار کی طرف اشارہ کر دے اور غیر محرم شخص اُسے قتل کر دے

(تو اُس کے کھانے کا کیا حکم ہوگا؟)

2826 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَبَانَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَيْسِرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحَرَّمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحَرَّمٍ - قَالَ - لَرَأَيْتُ حِمَارًا وَخَيْشَ فَبَرَكَيْتُ فَرَيْسِي وَأَخَذْتُ الرُّمَحَ فَاسْتَعْتَنَهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَخْتَلَسْتُ سَوِطًا مِنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَأَصَبْتُهُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَأَشْفَقُوا - قَالَ - فُسِيلَ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلْ أَشْرُتُمْ أَوْ أَعْتَمْتُمْ" قَالُوا لَا - قَالَ "فَكُلُوا" .

☆ ☆ عبد اللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ لوگ سر کر رہے تھے اُن میں سے بعض لوگ محرم تھے اور بعض لوگ محرم نہیں تھے حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک نیل گائے دیکھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا میں نے اپنا نیزہ پکڑا میں نے اُن سے مدد مانگی تو انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا میں نے اُن میں سے کسی ایک کا کوزا اچک لیا پھر میں نے اُس نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا لوگوں نے اُس کا گوشت کھا لیا پھر وہ خوفزدہ ہو گئے (کہ کہیں اُن سے غلط کام تو نہیں ہو گیا) نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اشارہ کیا تھا یا تم نے مدد کی تھی؟ انہوں نے کہا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے کھا سکتے ہو۔

2827 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ لَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ . جَابِرٌ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِلُوا لَهُ أَوْ يُصَادَ لَكُمْ" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ لَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ . ☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تمہارے لیے خشکی کے شکار کو حلال قرار دیا گیا ہے جب تم اسے خود شکار نہیں کرتے یا اسے بطور خاص تمہارے لیے شکار نہیں کیا جاتا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عمرو بن ابوعمر و نامی راوی علم حدیث میں زیادہ مستند نہیں ہیں اگرچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے کا بیان

حضرت عبدالرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہم سب احرام کی حالت میں تھے کہ ان کے پاس بطور ہدیہ ایک پرندہ کا پکا ہوا گوشت آیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت سور

2826- اخرج البخاري في جزاء الصيد، باب لا يشر المحرم الى الصيد الكي يصطاده الحلال (الحديث 1824) مطولا . و اخرج مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 60 و 61) مطولا . تحفة الاشراف (12102) .

2827- اخرج ابو داود في الماسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1851) و اخرج الترمذي في الحج، باب ما جاء في اكل الصيد للمحرم (الحديث 846) . تحفة الاشراف (3098) .

ہے تھے چنانچہ ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھالیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کو کوئی دخل نہ ہو اور بعض نے اس سے پرہیز کیا کیونکہ ان کا گمان تھا کہ محرم کو یہ گوشت کھانا درست نہیں ہے، پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے وہ گوشت کھایا تھا، نیز انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسی طرح یعنی حالت احرام میں شکار کا گوشت کھایا تھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1254)

گوشت کھانے والوں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کا تعلق قول سے بھی ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی، یعنی یا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے زبانی یہ کہا ہوگا کہ تم نے گوشت کھالیا، اچھا کیا، اس میں کوئی حرج نہیں یہ قولی موافقت ہے، یا پھر یہ کہ خود انہوں نے بھی باقی بچا ہوا گوشت کھایا ہوگا یہ فعلی موافقت ہے۔ بہر کیف یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے اس مسلک کی تائید کرتی ہے کہ اگر محرم خود شکار نہ کرے اور نہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کا دخل ہو تو وہ اس کا گوشت کھا سکتا ہے۔ "ایک پرندہ" سے مراد یا تو جنس ہے کہ کئی پرندوں کا گوشت آیا تھا، یا پھر وہ ایک ہی پرندہ تھا جو اتنا بڑا تھا کہ اس کا گوشت تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔

باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُورِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے یا گل کتے کو مارنے کا حکم

2828 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ

لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحُ الْفَرَابِ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ چیزوں کو مارنے پر محرم کو کوئی گناہ نہیں ہوگا: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ .

یہ باب سانپ کو مارنے کے بیان میں ہے

2829 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاقِبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةُ وَالْفَارَةُ وَالْحِدَاةُ

2828 - أخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم (الحديث 76) و الحديث عبد الحارثي في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1826) . تحفة الاشراف (8365) .

2829 - أخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم (الحديث 67) . و أخرجه السائي في مسلك الحج، قتل لحية في الحرم (الحديث 2882) . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يقتل المحرم (الحديث 3087) . تحفة الاشراف (16122) .

وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں محرم قتل کر سکتا ہے: سانپ، چوہا، چیل، کوا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْفَارَةِ .

یہ باب چوہے کو مارنے کے بیان میں ہے

2830 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَمَرَ فِي قَتْلِ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرِمِ الْغُرَابَ وَالْحِدَاةَ وَالْفَارَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْعَقْرَبَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محرم شخص کو پانچ چیزوں کو مارنے کی اجازت دی ہے: کوا، چیل، چوہا، پاگل کتا اور بچھو۔

باب قَتْلِ الْوَرَعِ

یہ باب گرگٹ کو مارنے کے بیان میں ہے

2831 - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَرُورَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ

قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَا هَذَا فَقَالَتْ لِهَذَا الْوَرَعِ لَأَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا "أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِئُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا هَذِهِ الدَّابَّةُ". فَأَمَرْنَا بِقَتْلِهَا وَنَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَانِ إِلَّا ذَا الطُّفَيْيْنِ وَالْأَبْتَرِ فَإِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ .

☆ ☆ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک عصا تھا، اس عورت نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: یہ چھکلی کو مارنے کے لیے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ہر چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہی تھی، صرف یہ جانور ایسا نہیں کر رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے گھر میں نکل آنے والے سانپ کو مارنے سے منع کیا ہے، البتہ وہ سانپ جو دودھاری ہوتا ہے اور جس کی دُم کٹی ہوئی ہو (اُسے مارنے کا حکم دیا ہے) کیونکہ یہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ میں جو موجود ہوتا ہے (یعنی حاملہ عورت کے حمل کو) ضائع کر دیتے ہیں۔

باب قتل العُقْرَبِ -

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2832 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قَدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ - أَوْ فِي قَتْلِهِنَّ - وَهُوَ حَرَامُ الْحِدَاةِ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعُقْرَبُ وَالْغُرَابُ" -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص انہیں قتل کرتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) انہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اُس وقت جب آدمی محرم ہو (وہ جانور یہ ہیں:) چیل، چوہا، پاگل کتا، بچھو اور کوا۔

باب قتل الحِدَاةِ -

یہ باب چیل کو مار دینے کے بیان میں ہے

2833 - أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي يُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ أَنبَأَنَا أَبُو نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَا تَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ "خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْحِدَاةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعُقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ" -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم احرام کی حالت میں ہوں تو ہم کون سے جانوروں کو مار سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا 'چیل'، 'کوا'، 'چوہا'، 'بچھو' اور 'پاگل کتا'۔

باب قتل الغُرَابِ -

یہ باب کوا کو مار دینے کے بیان میں ہے

2834 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ "يَقْتُلُ الْعُقْرَبَ وَالْفُؤَيْسِقَةَ وَالْحِدَاةَ وَالْغُرَابَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ" -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کس کو مار سکتا ہے؟

2832- الفردیہ النسائی . تحفة الاشراف (8217) .

2833- اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب فی الحل والحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (7543)

2834- اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب فی الحل والحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (8523)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ بچھو چوہے چیل کوے اور پاگل کتے کو مار سکتا ہے۔

2835 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْأَحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ".

☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جنہیں حرم کی حدود کے اندر یا احرام کی حالت میں مارنے والے کو انہیں مارنے کا کوئی گناہ نہیں ہوگا: چوہا، چیل، کوا، بچھو اور پاگل کتا۔

باب مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحَرَّمُ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کس کو مار نہیں سکتا

2836 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَارٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّبْعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا . قُلْتُ أَصِيدُ هِيَ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ أَسْمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

☆ ☆ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بچو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اُسے کھانے کی ہدایت کی میں نے دریافت کیا: کیا یہ شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب الرُّخَصَةِ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحَرَّمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کو نکاح کرنے کی اجازت

2837 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرِو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ .

2835- أخرجه مسلم في الحج، باب ما يدب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم (الحديث 72) . وأخرجه أبو داود في الماسك، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1846) . تحفة الاشراف (6825) .

2836- أخرجه أبو داود في الاطعمة، باب في اكل الصبع (الحديث 3801) بنحوه وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصبع بصيها المحرم (الحديث 851) ، وفي الاطعمة، باب ما جاء في اكل الصبع (الحديث 1791) . وأخرجه النسائي في الصيد والذبائح، الصبع (الحديث 4334) . وأخرجه ابن ماجه في الماسك، باب جزاء الصيد بصيها المحرم (الحديث 3085) بنحوه مختصراً، وفي الصيد، باب الصبع (الحديث 3236) . تحفة الاشراف (2381) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2838 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ حَرَامًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔

2839 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی اُس وقت وہ دونوں محرم تھے۔

2840 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاعَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2841 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ إِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْحَمَّصِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْمُفَيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو اُس وقت آپ ﷺ محرم تھے۔

قاعدہ فقہیہ

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اسکی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ

2837 - أخرجه البخاري في النكاح، باب لنكاح المحرم (الحديث 5114) وأخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته (الحديث 46 و 47). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة في ذلك (الحديث 844). وأخرجه النسائي في مسند الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2838)، وفي النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3272). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1965). تحفة الاشراف (5376).

2838 - تقدم في مسند الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2837).

2839 - انظر دبه السائي. تحفة الاشراف (6391).

2840 - انظر دبه السائي. تحفة الاشراف (6045).

2841 - أخرجه البخاري في جلاء الصيد، باب تزويج المحرم (الحديث 1837). تحفة الاشراف (5903).

راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں یزید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ (صحیح مسلم ج ۱، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

باب النہی عن ذلک

یہ باب اس کی ممانعت میں ہے

2842 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ثُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ".

☆ ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

محرم شخص نہ تو نکاح کر سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کروا سکتا ہے۔

2843 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ثُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْرِمُ أَوْ يُنْكِحَ أَوْ يَخْطُبَ.

☆ ☆ ابان بن عثمان اپنے والد (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے محرم شخص کے نکاح کرتے اُس کے کسی دوسرے کا نکاح کروانے یا نکاح کا پیغام دینے سے منع کیا ہے۔

2844 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ ثُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ

2842- أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكرهية خطبته (الحديث 41 و 42 و 43 و 44 و 45) مطولاً. وأخرجه أبو داود في المسائل، باب المحرم يزوج (الحديث 1841 و 1842) مطولاً. وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية تزويج المحرم (الحديث 840) مطولاً. وأخرجه النسائي في مسالك الحج، النهي عن ذلك (الحديث 2843 و 2844)، وفي النكاح، النهي عن نكاح المحرم (الحديث 3275 و 3276). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1966). تحفة الاشراف (9776).

أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ إِلَى ابْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ ابْتِكَاحَ الْمُحْرِمِ فَقَالَ ابْنُ عُثْمَانَ إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ".

☆☆ نبی بن وہب بیان کرتے ہیں: عمر بن عبد اللہ نے ابان بن عثمان کو پیغام بھیجا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا: محرم شخص نکاح کر سکتا ہے؟ تو ابان نے جواب دیا: حضرت عثمان غنی نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

محرم شخص نہ تو نکاح کر سکتا ہے نہ ہی نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

باب الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پھینے لگوانا

2845 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پھینے لگوائے تھے حالانکہ آپ اس وقت محرم تھے۔

2846 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پھینے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اس وقت محرم تھے۔

2847 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

نَمْ قَالَ بَعْدُ أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پھینے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ محرم تھے۔ ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پھینے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اس وقت محرم تھے۔

2845- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم (الحديث 1835)، وفي الطب، باب الحج في السفر والإحرام (الحديث

5695). وأخرجه مسلم في الحج، باب جواز الحجامة للمحرم (الحديث 87). وأخرجه أبو داود في الماسك، باب المحرم يحجم

(الحديث 1835). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الحجامة للمحرم (الحديث 839). وأخرجه الساني في ماسك الحج

الحجامة للمحرم (الحديث 2846 و 2847)، تحفة الأشراف (5737).

2846- تقدم في ماسك الحج، الحجامة للمحرم (الحديث 2845).

2847- تقدم (الحديث 2845).

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ .

یہ باب ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے بیمار شخص کا چھپنے لگوانا

2848 - أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَثٍ كَانَ بِهِ .

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چھپنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اس وقت محرم تھے آپ نے مویج آنے کی وجہ سے چھپنے لگوائے تھے۔

حالت احرام میں چھپنے لگوانے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ جو تحسینہ کے بیٹے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستے میں لمبی جہل کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے بچوں بچ سیٹگی کھنچوائی۔ (بخاری و مسلم)

مالک، حضرت عبداللہ کے باپ کا نام ہے اور تحسینہ ان کی ماں کا نام ہے گویا ابن تحسینہ، حضرت عبداللہ کی دوسری صفت ہے اسی لئے، عبداللہ بن مالک ابن تحسینہ، میں مالک کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ابن تحسینہ، میں الف لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر کے بچوں بچ چھپنے لگوائے تو سر مبارک کے بال کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹے ہوں گے لہذا یہ حدیث ضرورت پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر و ضرورت کی بناء پر سر میں چھپنے لگوائے تھے، چنانچہ اگر محرم کسی ایسی جگہ چھپنے لگوائے جہاں بال ہوں تو اس پر فدیہ واجب نہیں ہوتا۔

اگر کوئی محرم سر کے بال چوتھائی حصہ سے کم منڈوائے یا چھپنے وغیرہ کی وجہ سے اس کے سر کے چوتھائی حصہ سے کم بال ٹوٹ جائیں تو اس پر صدقہ واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء یا تو کسی بھوکے کے پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا اسے نصف صاع گیہوں دے دے۔ اگر کوئی محرم بلا عذر چوتھائی سر سے زیادہ منڈا دے یا بلا عذر چھپنے لگوائے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زیادہ بال ٹوٹ جائیں تو اس پر دم واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء ایک بکری یا اس کی مانند کوئی جانور ذبح کرے اور اگر کوئی کسی عذر کی بناء پر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوائے یا کسی عذر کی وجہ سے چھپنے لگوائے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زائد بال ٹوٹ جائیں تو اسے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ ایک بکری ذبح کرے، چاہے نصف صاع فی مسکین کے حساب سے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں دے اور چاہے تین روزے رکھے خواہ تین روزے مسلسل رکھ لے یا متفرق طور پر۔

اگر کوئی محرم چھپنے لگوانے کی وجہ سے محاجم یعنی مکھنوں کی جگہ سے بال منڈوائے تو اس صورت میں امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک تو اس پر دم واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ۔

مکھنوں کی جگہ سے گردن کے دونوں کنارے اور گدی مراد ہے، اس لئے اگر کوئی پوری گردن منڈوائے گا تو پھر متفقہ طور

پر سب کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا اور اگر پوری سے کم منڈوائے گا تو صدقہ واجب ہوتا ہے 'خود بخود بال ٹوٹنے سے کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اپنے پیر کی پشت پر پچھنے لگوائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد تھا۔ (ابوداؤد، نسائی)

پیر کی پشت پر چونکہ بال نہیں ہوتے اور وہاں پچھنے لگوانے سے بال ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عذر یعنی درد کی وجہ سے یہ پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پاؤں کے اوپر والے حصے پر پچھنے لگوانا

2849 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَثٍ كَانَ بِهِ .
☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پاؤں میں مویج آنے کی وجہ سے پاؤں کے اوپری حصے پر پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ وَسَطَ رَأْسِهِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا سر کے درمیان میں پچھنے لگوانا

2850 - أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ يَسْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَتَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَلَالٍ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عُلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلُحْيٍ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ .
☆☆ حضرت عبد اللہ بن تحسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سر کے درمیان میں پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اس وقت محرم تھے یہ مکہ مکرمہ کے راستے میں لُحی جمل کی بات ہے۔

باب فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمَلُ فِي رَأْسِهِ .

یہ باب ہے کہ جب کسی احرام والے شخص کو سر میں جوئیں تکلیف دیں

2849 - أخرجه ابن داود في المناسك، باب المحرم يختجم (الحديث 1837) وأخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في حجامه رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 348). تحفة الاشراف (1335).

2850 - أخرجه البخاري في جلاء الصيد، باب الحجامه للمحرم (الحديث 1836)، وفي الطب، باب الحجامه على الراس (الحديث 5698) وأخرجه مسلم في صحيحه، باب جواز الحجامه للمحرم (الحديث 88). وأخرجه ابن ماجه في الطب، باب موضع الحجامه (الحديث 348). تحفة الاشراف (9156).

2851 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّمًا فَأَذَاهُ الْقَمَلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ "صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ أَوْ انْسُكْ شَاةً أَوْ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنكَ".

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے ان کے سر میں جوئیں انہیں تکلیف دے رہی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنا سر منڈوا دیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا دو دو مد کر کے کھلا دو یا ایک بکری قربان کر دو تم ان میں سے جو بھی کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے درست ہوگا۔

2852 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّبَاطِيُّ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ الدَّشْتُكِيُّ - قَالَ أَبَانَا عَمْرُو - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِيٍّ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَخْرَمْتُ فَكُثِرَ قَمَلٌ رَأْسِي فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَانِي وَأَنَا أَطْبُخُ فِدْرًا لِأَصْحَابِي فَمَسَّ رَأْسِي بِأَصْبُعِهِ فَقَالَ "انْطَلِقْ فَأَخْلِفْهُ وَتَصَدَّقْ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينٍ".

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے احرام باندھ لیا میرے سر میں جوئیں زیادہ ہو گئیں اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے ہنڈیا پکا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلی میرے سر کے ساتھ مس کی پھر ارشاد فرمایا: جاؤ! اور اسے منڈوا دو اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے دو۔

جوں مارنے کی جزا کے بارے میں فقہی بیان

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ مکہ میں

2851 - أخرجه البحاري في المحصر، باب قول الله تعالى (فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه فحلقه من صيام أو صدقة أو نسك) (لحديث 1814) مختصراً، وباب قول الله تعالى (أو صدقة) (الحديث 1815) بنحوه، وباب النسك شاه (الحديث 1817 و 1818) بنحوه، وفي العمري، باب عروة الحديثية (الحديث 4159) بنحوه، و (الحديث 4190 و 4191) بنحوه، وفي المرضي، باب ما رخص للمريض أن يقول أسي رجع أو وارساه أو اشتد بي الوجع (الحديث 5665) - مختصراً، وفي الطب، باب الحلق من الأذى (الحديث 5703)، وفي كفارات الأيمان، باب قول الله تعالى (فكارتاه أطعام عشرة مساكين) (الحديث 6708) مختصراً، وأخرجه مسلم في الحج، باب جوار حلق الرأس لمحرّم إذا كان به أذى و وجوب الفدية لحلقه و بيان قدرها (الحديث 80 و 81 و 82 و 83 و 84) بنحوه، وأخرجه أبو داود في المناسك، باب في الفدية (الحديث 1856 و 1857 و 1858 و 1859 و 1860 و 1861) بنحوه، وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم بحلق رأسه في إحرامه ما عليه (الحديث 953) بنحوه، وفي تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2973 و 2974) بنحوه، وأخرجه النسائي في التفسير سورة البقرة، قوله تعالى: (فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه) (الحديث 50) - تحفة الأشراف (11114) -

2852 - أخرجه النسائي - تحفة الأشراف (11108) -

داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ میں تھے اور وہ کعب رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں تھے یعنی یہ اس موقع کا ذکر ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ہمراہ عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے تھے لیکن مشرکین نے حدیبیہ میں سب کو روک دیا تھا چنانچہ سب کے ساتھ کعب رضی اللہ عنہ بھی مکہ میں داخل ہونے کے متوقع تھے مگر پھر بعد میں ایک معاہدہ کے تحت کہ جس کو صحیح حدیبیہ کہتے ہیں، سب لوگ عمرہ کے بغیر واپس ہو گئے تھے، بہر کیف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گزرے تو وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں سر سے جھڑ کر ان کے منہ پر گر رہی تھیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنا سر منڈوا لو اور بطور جزاء ایک فرق کھانا چھ مسکینوں کو کھلا دو اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھ لو اور یا ایک جانور جو ذبح کرنے کے قابل ہو، ذبح کرو۔ (بخاری مسلم)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجزہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ بھی موجود تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بڑا دلچسپ بھی ہے اور بڑا سبق آموز بھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک بت تھا جس کو یہ پوجا کرتے تھے، عبادہ بن صامت ان کے دوست تھے، ایک دن عبادہ کعب کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کعب بت کی پوجا کرنے کے بعد گھر سے نکل کر گئے ہیں، عبادہ گھر میں داخل ہوئے اور اس بت کو توڑ ڈالا، جب کعب گھر میں آئے تو دیکھا کہ بت ٹوٹا پڑا ہے، انہیں معلوم ہوا کہ یہ حرکت عبادہ کی ہے، بڑے غضب ناک ہوئے اور چاہا کہ عبادہ کو برا بھلا کہیں مگر پھر سوچ میں پڑ گئے، دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اس بت کو کچھ بھی قدرت حاصل ہوتی تو اپنے آپ کو بچا لیتا، بس یہ خیال گزرنا تھا کہ شرک و کفر کا اندھیرا چھٹ گیا اور ایمان و صداقت کے نور نے قلب و دماغ کے ایک ایک گوشہ کو منور کر دیا اور اس طرح وہ مشرف باسلام ہو گئے، سچ ہے اللہ تعالیٰ جسے ہدایت یافتہ بنانا ہے اسی طرح ہدایت کی توفیق بخش دیتا ہے۔

بہر کیف اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم کسی عذر مثلاً جوئیں، زخم اور درد سر وغیرہ کی وجہ سے اپنا سر منڈوائے تو اسے اختیار ہے کہ بطور جزاء چاہے تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس طور کہ ہر مسکین کو آدھا صاع گیہوں دے دے، چاہے تین روزے رکھ لے اور چاہے جانور ذبح کرے۔ چنانچہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے کہ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ، البقرة: 196)۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور وہ اپنا سر منڈا دے تو وہ بطور فدیہ یا تو روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

باب غَسْلِ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ إِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ احرام والے شخص کا جب انتقال ہو جائے تو اسے پیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا

2853 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبَانَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّفُوهُ فِي ثَوْبِهِ وَلَا تُمَسِّسُوهُ بِطَبِيبٍ وَلَا تَخْمِرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (حج میں شریک تھا) وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا وہ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے اس شخص کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے ان دو کپڑوں میں کفن دے دو اسے خوشبو نہ لگانا اس کے سر کو نہ ڈھانپنا کیونکہ قیامت کے دن یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔

غسل میت کے طریقے کا بیان

نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرانے۔ پھر نماز جیسا وضو کرانے۔ مگر میت کے وضو میں پہلے گھٹنوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور نکتوں پر پھیر دیں۔

پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو کل خیر و یا پاک صابون سے دھوئیں۔ ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتوں کا جوش دیا ہو پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائیں پھر داڑھی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں۔ اگر بیری کے پتوں کا ابالا ہو پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں اگر کچھ لکھے تو دھو ڈالیں۔ اور غسل کر دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھا دیں۔ (عالمگیری ج 1 ص 149)

بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت

میت کو بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو دو مرتبہ تو بیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ بیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو

پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت

علماء لکھتے ہیں کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز بیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موزی جانور پاس نہیں آتے۔

باب فِی کَمَّ یُکَفِّنُ الْمُحَرِّمُ إِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

2854 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مُحَرَّمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهِ فَأَوْقَصَ ذِكْرَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبِذِرْ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ". ثُمَّ قَالَ عَلَى إِيْرِهِ "خَارِجًا رَأْسُهُ". قَالَ "وَلَا تُمَسِّسُوهُ طَبَّا لِأَنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبًّا". قَالَ شُعْبَةُ فَسَأَلْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ فَجَاءَ بِالْحَدِيثِ كَمَا كَانَ يَدْعِي بِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ "وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک محرم شخص اپنی اونٹنی سے گر گیا اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ (روایات میں یہ بات مذکور ہے) اس کا انتقال ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دے دو پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا سر کھلا رکھنا اور اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے بیس سال بعد اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے وہ روایت انہی الفاظ میں بتادی جو پہلے بیان کی تھی البتہ انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے: "تم اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپنا۔"

باب النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُحَنِّطَ الْمُحَرِّمُ إِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اسے خوشبو لگانے کی ممانعت

2855 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

2854- تقدم (الحديث 2712) .

2855- اخرجہ البخاری فی الجنائز، باب الکفن فی ثوبین (الحديث 1265)، و باب الحوط للمیت (الحديث 1266)، و باب کیف یکف المہرم (الحديث 1268) و فی جزاء الصید، باب المہرم یموت بعرفة (الحديث 1850) . و اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما یعمل بالمہرم اذا مات (الحديث 94) . و اخرجہ ابو داؤد فی الجنائز، باب المہرم یموت کیف یصنع به (الحديث 3239 و 3240) . تحفة الاشراف (5437) .

وَأَقِفْ بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَهُ - أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّتُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحِطُّوهُ وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا" -

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص جس نے عرفہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وقوف کیا ہوا تھا وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اسے دو کپڑوں میں کفن دو اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جب زندہ کرے گا تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔

2856 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفْتُ رَجُلًا مُخْرِمًا نَاقَتَهُ فَقَتَلَتْهُ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْسِلُوهُ وَكَفِّتُوهُ وَلَا تَغْطُوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طَيْبًا فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يُهْلٌ" -

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک محرم شخص اونٹنی سے گر گیا اور فوت ہو گیا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اسے لایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اسے غسل دو اسے کفن پہناؤ اس کا سر نہ ڈھانپنا اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ ہوگا۔

حالت احرام اور خوشبو کی ممانعت کا بیان

اور اگر اس کے ہاں مہیا ہو تو خوشبو لگائے۔ اور حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس کے لئے خوشبو لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی ذات احرام کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی علیہما الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ وہ شخص احرام کے بعد بھی اس خوشبو سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔ اس قول مشہور کی دلیل حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بدن مبارک کو خوشبو لگاتی تھی اور یہ آپ ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے لگایا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور جس سے روکا گیا ہے وہ احرام کے بعد خوشبو لگانا ہے۔ البتہ بقیہ اس کے تابع ہونے کی طرح ہیں۔ کیونکہ بدن تو ملا ہوا ہوتا ہے بہ خلاف کپڑے کے کہ وہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ (ہدایہ، کتاب الحج)

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لئے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا منوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ وَلِحُلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جرہ عقبہ پر کنگر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفق (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفق بھی جائز ہو جاتا ہے۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُحْمَرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَإِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

2857 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ لَفَظَهُ بِعَيْرِهِ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُغْسَلُ وَيُكْفَنُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُعْطَى رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُكْبًيًا".

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کر رہا تھا وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا اسے دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا اس کے سر اور چہرے کو نہیں ڈھانپا جائے گا یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

باب النہی عن تخمیر رأس المحرم اذا مات .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کا سر ڈھانپنے کی ممانعت

2858 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ فَوْقِ بَعِيرِهِ فَوَقَصَ وَقَصَا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبُذْرٍ وَالْبَسُوهُ ثَوْبِيهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلَبِّي" .

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھا وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تو وہ فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور پیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اسے دو کپڑے پہنا اس کا سر نہ ڈھانپنا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا آئے گا۔

سر اور چہرے کو ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

احرام والا اپنے چہرہ اور سر نہ ڈھانپے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد کے لئے چہرہ ڈھانپنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مرد کا احرام اس کے سر میں ہے اور عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس کا چہرہ نہ ڈھانپو اور نہ اس کا سر ڈھانپو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے فوت ہونے والے محرم کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ باوجود فتنے کے عورت اپنے چہرے کو نہیں ڈھانپے گی۔ تو مرد بدرجہ اولیٰ چہرے کو نہیں ڈھانپے گا۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کا فائدہ سر ڈھانپنے میں فرق کرنے کے لئے ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب فِيمَنْ أُحْصِرَ بَعْدُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص دشمن کی وجہ سے محصور ہو جائے

2859 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبِيدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحْجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بِبَيْتِكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ . قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

2858- تقدم (الحديث 1903) .

2859- أخرجه البخاري في المحصر، باب إذا احصر المعتصم (الحديث 1807 و 1808)، وفي المعاذي، باب غزوة الحديبية (الحديث

4185) . لعمدة الاشراف (7032) .

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِيهَ وَخَلَقَ رَأْسَهُ وَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خَلَى بَنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ لَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَإِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي . فَلَمْ يَخْلِلْ مِنْهُمَا حَتَّى أَجَلَ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى .

☆☆ عبد اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ یہ بات بیان کرتے ہیں جس وقت حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر حملہ کرنے کے لیے لشکر (مکہ) آیا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے شہید ہونے سے پہلے عبد اللہ اور سالم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بات چیت کی ان دونوں نے یہ گزارش کی کہ اگر آپ اس سال حج نہیں کریں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا ہمیں یہ اندیشہ ہے آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے پھر بیت اللہ سے پہلے ہی قریش کے کفار نے ہمیں روک لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوا لیا اور فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے عمرہ بھی اپنے اوپر لازم کر لیا ہو اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے دیا گیا تو میں طواف کروں گا اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پھر وہ کچھ دیر چلتے رہے پھر انہوں نے ارشاد فرمایا:

ان دونوں کا معاملہ ایک جیسا ہے میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کر لیا ہے تو انہوں نے ان دونوں کا احرام اس وقت تک نہیں کھولا یہاں تک کہ قربانی کے دن (قربانی سے فارغ ہونے کے بعد) انہوں نے احرام کھولا اور قربانی کی۔

2860 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّرَافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عُمَرَ وَالْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ عَرَجَ أَوْ كَسَرَ فَقَدْ خَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى" . فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا صَدَقَ .

☆☆ حضرت حجاج بن عمر و انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص نلگڑا ہو جائے یا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے (یعنی وہ آگے سفر کرنے کے قابل نہ رہے) تو وہ اپنا احرام کھول دے گا اس پر اگلے برس حج کرنا لازم ہوگا۔

عکرمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان دونوں نے جواب دیا:

2860 - أخرجه ابن دارقطني الماسك، باب الإحصار (الحديث 1862 و 1863) . وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الذي يهل بالحج فيكسر أو يعرج (الحديث 940) . وأخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن أحصر بعدوا (الحديث 2861) . وأخرجه ابن ماجه في الماسك، باب المحصر (الحديث 3077 و 3078) تحفة الأشراف (3294) .

انہوں نے (یعنی حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ) درست کہا ہے۔

2861 - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الصَّرَافِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى". وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابَا هُرَيْرَةَ فَقَالَا صَدَقَ. وَقَالَ شُعَيْبٌ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

☆☆ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا جو شخص لنگڑا ہو جائے (یعنی آگے سفر کے قابل نہ رہے) تو وہ احرام کھول دے گا اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو ان دونوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے۔

شعیب نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اس شخص پر اگلے برس حج لازم ہوگا۔

احصار (حج یا عمرہ کے سفر میں پیش آنے والی رکاوٹ) کی تعریف میں مذاہب ائمہ

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر دشمن سفر حج پر نہ جانے دے اور راستہ میں کسی جگہ روک لے تو یہ احصار ہے اب محرم حرم میں قربانی بھیج دے اور جب قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلالی ہو جائے گا امام ابو حنیفہ کے نزدیک راستہ میں دشمن کے روکنے کے علاوہ راستہ میں بیمار ہو جانا اور سفر کے قابل نہ رہنا بھی احصار ہے اور لغت میں احصار اسی کو کہتے ہیں اور احادیث بھی اس کی مؤید ہیں علماء مذاہب کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

اگر دشمن حج یا عمرہ کے لیے جانے نہ دے تو یہ احصار (روک دینا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے (الکتب والاحیاء ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن عربی مالکی لکھتے ہیں: احصار دشمن کو منع کرنے اور روکنے کے ساتھ خاص ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص کو مرض عارض ہو اور وہ اس کو کسی جگہ جانے سے روک دے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: احصار صرف دشمن کے روکنے سے ہوتا ہے مریض کو محصر نہیں کہتے حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت انس کا یہی قول ہے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے لیکن ابن قتیبہ نے یہ کہا ہے کہ جب

مرض یا دشمن سفر کرنے سے روک دیں تو یہ احصار ہے۔ (زاد المہیر ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابو بکر بھاص حنفی لکھتے ہیں: کسائی ابو عبیدہ اور اکثر اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ مرض اور زاد راہ گم ہو جانے کی وجہ سے جو سفر جاری نہ رہ سکے اس کو احصار کہتے ہیں اور اگر دشمن سفر نہ کرنے دے تو اس کو حصر کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس میں دشمن اور مرض برابر ہیں۔ ایک دم (ہدی کے قربانی کا جانور) بھیج کر محرم حلالی ہو جائے گا جب کہ اس جانور کو حرم میں ذبح کر دیا جائے امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام محمد امام زفر اور ثوری کا یہی مذہب علامہ بھاص کہتے ہیں کہ جب لغت سے ثابت ہو گیا کہ احصار کا معنی مرض کا روکنا ہے تو اس آیت کا حقیقی معنی یہی ہے کہ جب کوئی مرض تم کو حج یا عمرہ سے روک دے اور دشمن کا روکنا اس میں حکم داخل ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۶۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام ابو حنیفہ کے موقف پر ائمہ لغت کی تصریحات کا بیان

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمہ لغت میں سے ابن قتیبہ ابو عبیدہ اور کسائی نے یہ کہا ہے کہ سفر میں مرض کا لاحق ہونا احصار ہے اسی سلسلہ میں مشہور امام لغت فراء لکھتے ہیں:

جو شخص سفر میں خوف یا مرض کے لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کو پورا نہ کر سکے اس کے لیے عرب احصار کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (معانی القرآن ج ۱ ص ۱۷۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ حماد جوہری لکھتے ہیں: ابن السکیت نے کہا: جب کسی شخص کو مرض سفر سے روک دے تو کہتے ہیں حصرہ المرض الخفش نے کہا: جب کسی شخص کو مرض روک دے تو کہتے ہیں: احصرنی مرضی۔ (الصراح ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ دارالعلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

امام ابو حنیفہ کے موقف پر احادیث سے استدلال کا بیان

احادیث میں تصریح ہے کہ جب کوئی شخص مرض لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اگلے سال اس کی قضاء کرے۔ امام ابوداؤد در روایت کرتے ہیں:

حضرت حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ جس شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر اگلے سال حج ہے ایک اور سند سے روایت ہے: یا وہ بیمار ہو گیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع مجاہد پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی۔ (امام ابویحییٰ محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۵۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن ماجہ۔ (امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۲۲۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۱ ص ۱۳۹-۱۳۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام بخاری لکھتے ہیں: عطاء نے کہا: ہر وہ چیز جو حج کرنے سے روک دے وہ احصار ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۴۳۸ھ)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا: جس شخص کوئی عذر حج کرنے سے روک دے یا اس کے سوا اور کوئی چیز مانع ہو تو وہ حلال ہو جائے اور رجوع نہ کرے اور جس وقت وہ محصر ہو تو اگر اس کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہی ذبح کر دے اور اگر وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جب تک وہ قربانی حرم میں ذبح نہیں ہوگی وہ حلال نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۳-۲۳۲ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث میں عذر کے لفظ سے استدلال ہے جو عام ہے اور دشمن کے منع کرنے اور بیمار پڑنے دونوں کو شامل ہے۔

امام ابو حنیفہ کے موقف پر آثار صحابہ سے استدلال کا بیان

امام ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر وہ بیمار ہو گیا یا کوئی اور رکاوٹ پیش آگئی تو وہ وہاں ٹھہرا رہے حتیٰ کہ ایام حج گزر جائیں پھر عمرہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اور اگلے سال حج کرے۔ (المصنف ج ۱ ص ۱۳۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

عبدالرحمان بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے گئے جب ہم ذات السعوف میں پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی بھو (سانپ یا) بچھو نے ڈس لیا ہم راستہ میں بیٹھ گئے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کریں ناگاہ ایک قافلہ میں حضرت ابن مسعود آ پہنچے ہم نے بتایا کہ ہمارا ساتھی ڈسا گیا ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک قربانی حرم میں بھیجو اور ایک دن مقرر کر لو جب وہ ہدی حرم میں ذبح کر دی جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔ (المصنف ج ۱ ص ۱۳۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام ابو حنیفہ کے موقف پر اقوال تابعین سے استدلال کا بیان

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں: جس شخص کو حج یا عمرہ کے سفر میں کوئی رکاوٹ درپیش ہو خواہ مرض ہو یا دشمن وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

عطاء نے کہا ہر وہ چیز جو سفر سے روک دے وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

قنادہ نے کہا: جب کوئی شخص مرض یا دشمن کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکے تو وہ حرم میں ایک قربانی بھیج دے اور جب وہ قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا، (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ابراہیم نخعی نے کہا: مرض ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے یا دشمن نہ جانے دے یہ سب احصار ہیں۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابو حنیفہ حنیفہ کے موقف کی ہمہ گیری اور معقولیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد آثار صحابہ اور اقوال تابعین ائمہ لغت کی تصریحات ان سب سے امام ابو حنیفہ کا مسلک ثابت ہے کہ احصار دشمن کے روکنے اور مرض کے خارج ہونے دونوں کو شامل ہے اور اس میں یسر اور سہولت ہے اسلام ہر مسئلہ کا حکم پیش کرتا ہے ائمہ ثلاثہ کے موقف پر یہ اشکال ہوگا کہ جو شخص حج یا عمرہ کے سفر میں کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کی

وجہ سے وہ اپنا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اس کے لیے اسلام میں کیا حل ہے؟ ہر چند کہ اب ہوئی جہاز کے ذریعہ بیشتر حجاج کرام حج اور عمرہ کا سفر کرتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے علاقوں سے لوگ سڑک کے ذریعہ سفر کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری میں اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے جب آپ مقام حدیبیہ پر پہنچے تو کفار نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر کے دو بیٹے سالم اور عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حجاج نے حضرت ابن الزبیر پر مکہ میں حملہ کیا ہوا تھا ان دنوں میں حضرت ابن عمر نے حج کا ارادہ کیا ان کے بیٹوں نے منع کیا کہ اس سال آپ حج نہ کریں ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا جائے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان کفار حائل ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کی اونٹنی کو نحر کیا اور اپنا سر موڑ لیا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ لازم کر لیا ہے میں ان شاء اللہ روانہ ہوں گا اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں عمرہ کروں گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میں طرح کروں گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر کچھ دور چل کر کہا: احصار میں عمرہ اور حج دونوں برابر ہیں میں عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کرتا ہوں پھر یوم نحر کو قربانی کر کے وہ حلال ہو گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۴۲۸ھ)

ہر چند کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو احصار پیش آیا تھا وہ دشمن کی وجہ سے تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی وجہ سے رکاوٹ کو بھی یہ حل بیان فرمایا ہے اس لیے دلائل شرعیہ کی قوت سیر ہمہ گیری اور معقولیت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کے موقف کی بہ نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک رائج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو وہ بھیج دو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈواؤ۔ (البقرہ: ۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعیین میں امام ابوحنیفہ کا مسلک

امام ابوحنیفہ کے جو شخص راستہ میں مرض یا دشمن کی وجہ سے رک جائے وہ کسی اور شخص کے ہاتھ قربانی (اونٹ گائے یا بکری) یا اس کی قیمت بھی دے اور ایک دن مقرر کر لے کہ فلاں دن اس قربانی کو حرم میں ذبح کیا جائے گا اور اس دن وہ اپنا احرام کھول دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے اور قربانی کی جگہ حرم ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جس جگہ کسی شخص کو رک جانا پڑے وہی قربانی کر کے احرام کھول دے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں رک جانا پڑا تھا اور آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کی اور امام بخاری نے لکھا ہے کہ حدیبیہ حرم سے خارج ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۴۲۸ھ)

علامہ بدرالدین عینی اس دلیل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کا بعض حصہ حرم سے خارج ہے اور بعض حصہ حرم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے جس حصہ میں رکے تھے وہ حرم میں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے ابوعمیس

سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے کہا ہے کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حرم میں تھا۔

(عمدة القاری ج ۱۰ ص ۱۳۹ مطبوعہ ادارة المطابع البیروتیہ مصر ۱۳۳۸ھ)

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جگہ روک دیا گیا تھا آپ نے وہیں قربانی کی تھی وہ جگہ حدیبیہ کی ایک طرف تھی جس کا نام الربی ہے اور یہ اسفل مکہ میں ہے اور وہ حرم ہے نہ ہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو حرم میں نحر کیا تھا واقعہ یہ ہے کہ حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر طرف حرم میں ہے۔

(البحر المحیط ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۱۲ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حتیٰ کہ قربانی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (البقرہ: ۱۹۶)

مصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعیین میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: محل کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد حرم ہے حضرت ابن مسعود حسن بصری عطاء طاؤس مجاہد ابن سیرین ثوری اور امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہ جگہ محرم کو رکاوٹ پیش آئی وہ اس جگہ قربانی کا جانور ذبح کر کے احرام کھول دے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔ (زاد البیروت ج ۱ ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی۔ ۱ (علامہ ابوالحسن علی بن حبیب شافعی ماوردی بصری متوفی ۲۵۰ھ التکلیف والعین ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور علامہ ابن العربی۔ ۲ (علامہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ) مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔

قوت دلائل کے اعتبار سے ابوحنیفہ کا مسلک رائج ہے اور یسر اور سہولت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کا مسلک رائج ہے کیونکہ پیادہ دشمن میں گھرے ہوئے آدمی کے لیے اس وقت تک انتظار کرنا جب تک قربانی حرم میں ذبح ہو بہت مشکل اور دشوار ہوگا اس کے برعکس موضع احصار میں قربانی کر کے احرام کھول دینے میں اس کے لیے بہت آسانی ہے جب کہ اس طریقہ کو محصر کی آسانی ہی کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ (تفسیر تبيان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

احصار سے متعلق بعض مسائل کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان احصوتم فما استیسر من الہدی۔ اس میں بارہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر ۱: ابن عربی نے کہا یہ آیت انتہائی مشکل ہے اور علماء کو عاجز کر دینے والی آیت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ہم اس کو تفصیل سے بیان کریں گے۔ ہم کہتے ہیں: احصار کا معنی اس وجہ سے

روکنا ہے جس کا تو قصد کئے ہوئے ہے خواہ وہ کسی عذر سے ہو، خواہ دشمن روک لے یا ظالم بادشاہ روک لے، یا مرض روک لے یا

کوئی اور وجہ ہو۔ علماء کا مانع کی تعیین میں اختلاف ہے۔ علماء کے دو قول ہیں: ۱) حضرت علقمہ، حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ نے

کہا: مانع مرض ہے، دشمن نہیں ہے۔ بعض نے فرمایا: صرف دشمن ہے۔ یہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر، حضرت انس اور امام شافعی کا قول ہے، ابن عربی نے کہا: یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے۔ اکثر اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا معنی ہے: اس کو مرض لاحق ہوئی اور حصر کا مطلب ہے: اس پر دشمن نازل ہوا۔

میں کہتا ہوں: ابن عربی نے جو حکایت کیا ہے کہ یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے، یہ صرف اشیہب کا قول ہے باقی تمام اصحاب مالک نے اس میں مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: احصار سے مراد مرض کا روک لینا ہے اور رہا دشمن اس کے بارے میں کہا جاتا ہے: حصر حصر انھو محصور۔ یہ الباجی کا کہنتی میں قول ابواسحاق۔ زجاج نے حکایت کیا ہے کہ تمام اہل لغت کے نزدیک ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ ابو عبیدہ اور کسائی نے کہا: احصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) حصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا) ابن فارس کی جمل میں اس کے برعکس ہے۔ فحصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) احصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا) ایک طائفہ نے کہا: دونوں کے لئے احصر استعمال ہوتا ہے یہ ابو عمرو نے حکایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ امام مالک کے قول کے مشابہ ہے کہ انہوں نے مؤطا میں دونوں کے لئے احصر کا عنوان باندھا ہے۔ فراء نے کہا: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابو نصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابو نصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مرض کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں صیغے دونوں (مرض اور دشمن) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: شوافع نے جو دعویٰ کیا ہے امام غلیل بن احمد وغیرہ نے اس کے خلاف نص قائم کی ہے۔ غلیل نے کہا: حصرت الرجل حصراً (میں نے اسے روک لیا) واحصر الحاج عن بلوغ المناسک من مرض او نحوه (حاجی مرض یا اس جیسی چیز سے مناسک تک پہنچے سے روک دیا گیا)۔ اسی طرح انہوں نے فرمایا: پہلے تو ہلائی بنایا حصرت سے مشتق کیا اور دوسرے کو مرض میں رباغی بنایا۔ اسی پر حضرت ابن عباس کا قول ہے: لاحصر الا حصر العدو۔ حصر نہیں ہے مگر دشمن کا حصر۔ ابن السکیت نے کہا: احصره المرض جب مرض سفر سے یا حاجت سے روک دے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ حصره العدو بحصرونه، جب دشمن اسے روک لے اور وہ دشمن کا گھیراؤ کر لیں۔ حاصروه محاصروہ و حماراً۔ انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ انفس نے کہا: حصرت الرجل فهو محصور۔ یعنی میں نے اسے روک لیا۔ فرمایا: احصرنی بولی واحصر کی مرضی اس نے مجھے اپنے نفس کو روکنے والا بنادیا۔ ابو عمرو شیبانی نے کہا: حصرنی الشیء والحصرنی۔ یعنی اس نے مجھے روک لیا۔

میں کہتا ہوں: اکثر اہل لغت کا خیال ہے کہ حصر دشمن کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور احصر مرض کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے: للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ (البقرہ 273) (فقراء کے لئے جو روکے گئے ہیں اللہ کے راستہ میں)۔ ابن عبادہ نے کہا:

وما هجو لیلی ان تكون تباعدت عليك ولا ان احصرتك شغول

لیلیٰ کی جدائی نہیں کہ وہ تجھ سے دور ہوگئی نہ تجھے مشغولیت نے روکا۔

زجاج نے کہا: تمام اہل لغت کے نزدیک احصار مرض سے ہوتا ہے۔ رہا دشمن سے احصار تو اس کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: حصر حصر۔ پہلے میں احصار احصاراً کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارے قول کی دلیل ہے اس کا معنی روکنا ہے۔ اس سے الحصر ہ ہے وہ شخص جو دل کے راز بتانے سے اپنے نفس کو روکتا ہے۔ الحصر بادشاہ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حجاب کے پیچھے محبوس (قیدی) کی طرح ہوتا ہے۔ الحصر چٹائی کو بھی کہتے ہیں جس پر بیٹھا جاتا ہے کیونکہ اس کے پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جیسے کوء چیز دوسری چیز کے ساتھ رکی ہوئی ہے۔

مسئلہ نمبر 2: جب الحصر کا اصل معنی روکنا ہے تو احناف نے کہا: محصر وہ ہے جو احرام کے بعد مرض یا دشمن یا کسی وجہ سے مکہ سے روکا گیا ہو اور انہوں نے مطلق احصار کے مقتضا سے حجت پکڑی ہے اور انہوں نے فرمایا: آخر آیت میں امن کا ذکر اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مرض کی وجہ سے نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الزکام امان من الجذام کام جزام کی مرض سے امان ہے اور فرمایا: جس نے چھینک مارنے والے سے پہلے الحمد کہا وہ دو انتوں کی تکلیف، کان کی تکلیف اور پیٹ کی تکلیف سے محفوظ ہو گیا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ احناف نے کہا: ہم نے دشمن کے روکنے کو مرض پر قیاس کرتے ہوئے حصار بنایا جب وہ اس حکم میں ہے نہ کہ ظاہر کی دلالت کے اعتبار سے حصار بنایا ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، امام شافعی اور اہل مدینہ نے کہا: آیت سے مراد دشمن کا روکنا ہے کیونکہ آیت عمرہ حدیبیہ میں ۶ ہجری میں نازل ہوئی جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے روکا تھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کفار فریش بیت اللہ اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدیٰ کو نحر کیا اور اپنے سر کا حلق کرایا۔ اس پر فاذا آمنتکم کا ارشاد دلالت کرتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا: جب تم مرض سے ٹھیک ہو جاؤ۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 3: جمہور علماء کا خیال ہے کہ محصر جسے دشمن نے روک لیا ہو وہ جہاں روکا ہو وہاں اپنا احرام کھول دے، اپنی ہدیٰ کو نحر دے اگر اس کے پاس ہدیٰ ہو اور اپنے سر کا حلق کرائے۔ قتادہ اور ابراہیم نے کہا: وہ اپنی ہدیٰ بھیجے اگر ممکن ہو جب اس کی ہدیٰ اپنے مقام پر پہنچ جائے تو وہ حلالی ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) امام ابو حنیفہ نے کہا: احصار کا جانور، دسویں ذی الحجہ کو ذبح کرنے پر موقوف نہیں بلکہ دسویں کے دن سے پہلے بھی اس کو ذبح کرنا جائز ہے جب ہدیٰ اپنے محل کو پہنچ جائے۔ صاحبین نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ صاحبین نے کہا: یہ دسویں کے دن ذبح کیا جائے گا، اگر دسویں کے دن سے پہلے ذبح کی تو جائز نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا زیادہ بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ نمبر 4: اکثر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ دشمن کی وجہ سے روکا گیا ہو خواہ وہ دشمن کافر ہو یا مسلمان ہو یا جابر سلطان نے اسے قید خانہ میں بند کر دیا ہو اس پر ہدیٰ واجب ہے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ اشہب کا بھی یہی قول ہے۔ ابن قاسم نے کہا: جوج یا عمرہ میں بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدیٰ نہیں ہے مگر یہ کہ ساتھ لایا ہو۔ یہ امام مالک کا قول ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز ہدیٰ کو نحر کیا تھا، اسے اشعار کیا تھا اور اسے ہار پہنایا تھا جب عمرہ کا احرام باندھنا تھا۔

جب وہ ہدی اپنے مقام پر نہ پہنچی کفار کے روکنے کی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نحر کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ہدی تھی اور اس کو قلاوہ پہنانا اور اشعار کرنا واجب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لئے نکلے تھے۔ پس اس میں رجوع جائز نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاوٹ کی وجہ سے اسے نحر نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے جو بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدی واجب نہیں ہے۔ اور جمہور علماء نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز نہ احرام کھولا تھا اور نہ حلق کرایا تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دیا۔ یہ دلیل ہے کہ مھر کے احرام کھولنے کی شرط ہدی پائے اور اس پر قادر ہو وہ احرام نہ کھولے مگر ہدی دینے کے بعد۔ یہی ارشاد فان احصرتم فما استیسر من الھدی کا مقتضا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: جب وہ ہدی پر قادر ہو تو

صدائی ہو جائے اور ہدی دے۔ امام شافعی کے دو قول ہیں اسی طرح جو ہدی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا حکم ہے۔ مسئلہ نمبر ۵: عطا وغیرہ نے کہا: مرض کی وجہ سے مھر، دشمن کی وجہ سے مھر کی طرح ہے۔ امام مالک اور شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا: جس کو مرض نے روک لیا ہو اس کو بیت اللہ کا طواف ہی حلالی کرے گا اگرچہ وہ کئی سال ہی ٹھہرا رہے حتیٰ کہ اسے تکلیف سے افاقہ ہو جائے۔ اسی طرح جس کو گنتی میں غلطی ہوئی یا اس پر ذی الحج کا چاند مخفی ہوا، اس کا حکم ہے۔ امام مالک نے فرمایا: اس میں اہل مکہ اہل آفاق کی طرح ہیں۔ فرمایا: اگر مریض دواء کا محتاج ہو تو وہ اس کے ساتھ علاج کرے اور فدیہ دے اور اپنے احرام پر باقی رہے اور اسے کسی چیز سے حلالی ہونا جائز نہیں حتیٰ کہ مرض سے ٹھیک ہو جائے۔ جب مرض سے ٹھیک ہو جائے تو وہ بیت اللہ کی طرف جائے اس کے ساتھ چکر لگائے، صفا و مردہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے حج اور عمرہ سے حلالی ہو جائے۔ یہ تمام امام شافعی کا قول ہے اور ان کا قول ہے اور ان کا نظریہ روایت کے مطابق ہے جو حضرت عمر، حضرت امین عباس، حضرت عائشہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ انہوں نے کہا: مرض کی وجہ سے مھر یا گنتی میں غلطی کی وجہ سے مھر کے بارے میں فرمایا: اس کو طواف ہی حلال کرے گا۔ اسی طرح کوئی عضو ٹوٹ جائے یا جلاب لگ جائیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک جس کی یہ حالت ہو اسے اختیار ہوگا جس اسے اختیار ہوگا جب اسے وقوف عرفہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو مرض کی وجہ سے تو اگر وہ چاہے تو چلا جائے جب اس کے لئے بیت اللہ تک پہنچنا ممکن ہو تو وہ طواف کرے اور عمرہ سے حلالی ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو آئندہ سال تک احرام پر باقی رہے اگر وہ حرام پر باقی رہے گا تو کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو حاجی کو منع ہوتا ہے۔ پس اس پر ہدی نہ ہوگی اور اس میں حجت صحابہ کا اجماع ہے کہ جو تعداد میں غلطی کر جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ طواف سے ہی حلالی ہوگا اور مکی کے بارے میں فرمایا: جب وہ محصور باقی رہے حتیٰ کہ لوگ اپنے حج سے فارغ ہو جائیں تو وہ حل کی طرف نکل جائے، تلبیہ کہے اور وہی کرے جو عمرہ کرنے والا کرتا ہے اور حلالی ہو جائے جب آئندہ سال آئے تو حج کرے اور ہدی دے۔ ابن شہاب زہری نے کہا: مکہ والوں میں سے مکہ میں مھر ہو تو اسے وقوف عرفہ لازم ہے اگرچہ اسے چار پائی پر اٹھ کر لے جایا جائے۔ اس قول کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن بکیر مالکی نے اختیار کیا ہے۔ فرمایا: مھر کی کے بارے میں امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس پر بھی آقا کیوں کی طرح حج اور ہدی کا اعادہ ہے۔ یہ ظاہر کتاب کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اٰهْلَهُ حَاضِرًا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اور فرمایا: میرے نزدیک اس مسئلہ میں زہری کا قول پسندیدہ ہے۔

یہ اباحت ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہیں ہیں وہ ٹھہر جائیں کیونکہ ان کی مسافت دور ہے وہ علاج کرائیں اگر چہ فوت بھی ہو جائے اور ایسا شخص جس کے درمیان اور مسجد حرام کے درمیان اتنی مسافت ہو جس میں نماز قصر نہیں کی جاتی تو وہ مناسک حج پر جائے اگر چہ اسے چار پائی پر ہی لے جایا جائے کیونکہ وہ بیت اللہ کے قریب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: ہر وہ شخص جو دشمن، مرض، خرچ ختم ہونے، سواری گم ہونے یا کسی موذی چیز کے ڈسنے کی وجہ سے بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا گیا ہو تو وہ احرام کے ساتھ اپنے مکان پر ٹھہر رہے اور اپنی ہدی بھیج دے یا ہدی کی قیمت بھیج دے، جب وہ نحر کر دے تو اپنے احرام کو کھول دے۔ اسی طرح حضرات عروہ، قتادہ، حسن، عطاء، نخعی، مجاہد اور اہل عراق کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے: **فَانِ احْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ**۔ (آلۃ)

مسئلہ نمبر 6: امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا: محرم کو حج میں شرط لگانا کچھ نفع نہیں دیتا جب اسے مرض یا دشمن سے محصر ہونے کا اندیشہ ہو۔ یہ امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ شرط لگانا یہ ہے کہ تنبیہ کہتے وقت **لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ**۔ جہاں تو مجھے روک لے گا میں اپنا احرام وہاں کھول دوں گا۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور نے کہا شرط لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لئے وہ شرط ہوگی جو وہ لگائے گا۔ دوسرے بہت سے صحابہ اور تابعین نے بھی یہی کہا ہے ان کی حجت ضباعہ بنت زبیر عن عبدالمطلب کی حدیث ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں کیا میں شرط لگا دوں؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں کیسے کہوں؟ فرمایا: تو یوں کہہ: **لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ**۔ **لَبَّيْكَ وَمَحَلِّي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَنِي** (جہاں تو مجھے روک لے گا میں احرام کھول دوں گی) اس حدیث کو ابو داؤد اور دار قطنی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: اگر ضباعہ کی حدیث ثابت ہوتی تو میں اس سے زیادتی نہ کرتا اس کا احرام کھولنا جائز ہے جہاں اسے اللہ تعالیٰ روک لے۔

میں کہتا ہوں: بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان میں سے ابو حاتم بستی اور ابن منذر ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ بنت زبیر سے کہا: تو حج کر اور شرط لگا لے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے جب وہ عراق میں تھے پھر مصر میں اسے توقف کیا۔ ابن منذر نے کہا: پہلا قول بہتر ہے۔ عبدالرزاق نے اس کو ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابن جریج نے بتایا فرمایا مجھے ابو زبیر نے بتایا کہ طاؤس اور عکرمہ نے انہیں حضرت ابن عباس سے روایت کر کے بتایا کہ حضرت ضباعہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میں ایک مریض عورت ہوں، میں حج کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں اگر میں احرام باندھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو احرام باندھ لے اور شرط لگا لے کہ میرے احرام کھونے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا۔ راوی فرماتے ہیں: اس عورت نے حج کر لیا تھا۔ یہ سند صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر 7: علماء کا اختلاف ہے کہ محصر پر قضا واجب ہے یا نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی نے فرمایا: دشمن نے جسے روک لیا ہو اس پر نہ حج کی قضا ہے نہ عمرہ کی، مگر جس نے اپنا فرض حج نہ کیا ہو تو اس پر وجوب کے مطابق حج ہے۔ اسی طرح ان علماء کے نزدیک عمرہ کرنا واجب ہے جنہوں نے عمرہ کو واجب کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا مرض یا دشمن نے روک لیا ہو تو اس پر حج اور

عمرہ ہے۔ یہ طبری کا قول ہے۔ اصحاب الرائے نے کہا: اگر وہ حج کا احرام باندھنے والا تھا تو وہ احصار کی صورت میں حج اور عمرہ قضا کرے گا کیونکہ اس کا حج اور احرام عمرہ بن گیا تھا۔ اگر وہ حج قرآن کرنے والا تھا تو وہ ایک حج اور دو عمرے قضا کرے گا اگر وہ عمرہ کا احرام باندھنے والا تھا تو وہ ایک عمرہ قضا کرے گا ان کے نزدیک ہر مرض یا دشمن کے ذریعے درکار کیا برابر ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ میمون بن مہران کی حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے۔ فرمایا: میں اس سال عمرہ کے ارادہ سے نکلا جس میں اہل شام نے حضرت ابن زبیر کا مکہ محاصرہ کیا ہوا تھا۔ میری قوم کے کئی لوگوں نے میرے ساتھ اپنی ہدی کے جانور بھیجے، میں اہل شام تک پہنچا تو انہوں نے مجھے حرم میں داخل ہونے سے روک لیا۔ میں نے اسی جگہ ہدی کو نحر کیا پھر میں نے احرام کھول دیا اور واپس آ گیا۔ جب آئندہ سال آیا تو میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا۔ میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ میں نے ان سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا یا ہدی کا بدل دے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس ہدی کا بدل دینے کو کہا جو انہوں نے عمرہ قضا میں حدیبیہ کے سال نحر کی تھیں اور ان علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج یا دوسرا عمرہ ہے۔ اس حدیث کو عمرہ نے حجاج بن عمرو انصاری سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج ہے۔ ان علماء نے فرمایا: آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا حدیبیہ کے سال عمرہ کرنا اس عمرہ کی قضا کے لئے تھا۔ اسی وجہ سے اس عمرہ کو عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو اور کسی ساتھی کو کسی چیز کے قضا کرنے کا حکم دیا اور نہ وہ کوئی چیز لئے لوئے اور کسی وجہ سے ان سے کوئی چیز محفوظ نہیں کی گئی اور نہ آئندہ سال یہ کہا کہ میرا ہی عمرہ اس عمرہ کی قضا ہے جس میں مجھے روکا گیا تھا۔ یہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ علماء نے فرمایا: عمرۃ القضاء اور عمرۃ القضاۃ برابر ہیں۔ یہ اس عمرہ کا نام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فیصلہ کیا تھا اور اس سال بیت اللہ سے واپس چلے جانے اور آئندہ سال آنے پر ان سے صلح کی تھی اسی وجہ سے اس کو عمرۃ القضاۃ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 8: فقہاء میں سے کسی نے اس شخص کے بارے میں نہیں کہا کہ جس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو ٹوٹنے کے ساتھ ہی اس جگہ اپنا احرام کھول دے سوائے ابو ثور کے۔ انہوں نے حجاج بن عمرو کی حدیث کے ظاہر کا اعتبار کیا ہے اور اس کی متابعت داؤد بن علی اور اس کے اصحاب نے کی ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ وہ عضو ٹوٹنے کے ساتھ احرام کھولے گا لیکن کیسے کھولے گا۔ امام مالک وغیرہ نے کہا: بیت اللہ کے طواف کے ساتھ کھولے گا اس کے علاوہ نہیں کھولے گا اور کوفہ کے علماء نے اس کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ نیت اور اس فعل کے ساتھ کھولے گا جو اسے حلالی کر دیتا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

مسئلہ نمبر 9: علماء کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ احصار (روکنا) حج اور عمرہ میں عام ہے۔ ابن سیرین نے کہا: عمرہ میں احصار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت متعین نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ یہ متعین وقت میں نہیں ہے لیکن عذر کے ختم ہونے تک صبر کرنا ضرر (نقصان) ہے۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن زبیر سے حکایت ہے کہ جس

کو دشمن یا مرض نے روک لیا ہو تو اس کا طواف کے بغیر احرام کھولنا جائز نہیں اور یہ حدیبیہ کے سال والی خبر جو نص ہے اس کے مخالف ہے۔

مسئلہ نمبر 10: رکاوٹ یا تو کافر کی طرف سے ہوگی یا مسلمان کی طرف سے ہوگی۔ اگر کافر کی طرف سے ہو تو قتال جائز نہیں اگرچہ اس پر غالب آنے کا وثوق بھی ہو اور وہ وہاں حلالی ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَقْتُلُوا هُمَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ 191) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اگر وہ ان کا سوال کرے تو دینا واجب جائز نہیں کیونکہ یہ اسلام میں کمزوری ہے اگر مسلمان نے روکا ہو تو اس سے بھی کسی حال میں قتال جائز نہیں اور احرام کھول دینا واجب ہے اگر وہ کوئی چیز طلب کرے اور راستے چھوڑ دے تو اس کو وہ چیز دینا جائز ہے اور قتال جائز نہیں کیونکہ اس میں روح کا اتلاف ہے اور عیادت کی ادائیگی میں یہ لازم نہیں کیونکہ دین آسان ہے اور رہا اس کو تاوان دینا تو اس میں دو نقصانوں میں سے آسان کا قبول کرنا ہے کیونکہ حج میں مال کو خرچ کیا جاتا ہے پس یہ اس کے خرچ میں سے شمار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 11: روکنے والے دشمن کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کے احصار کے بقا اور ہمیشہ ہونے کا یقین ہوگا کیونکہ اس کو قوت اور کثرت حاصل ہے یا ایسا نہیں ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہو تو مختصر اسی وقت کی جگہ احرام کھول دے اور اگر دوسری صورت ہو اور اس احصار کے زوال کی امید ہو تو وہ محصور نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کے اور حج کے درمیان اتنا وقت پایا جائے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اب دشمن چلا بھی گیا تو وہ حج کو نہیں پاسکے گا۔ اس وقت ابن قاسم اور ابن ماجہ کے نزدیک وہ احرام کھول دے۔ اہلب نے کہا: دشمن کی وجہ سے حج سے روکا جانے والا شخص احرام نہ کھولے حتیٰ کہ دسویں کا دن آجائے اور تکبیر کو ختم نہ کرے حتیٰ کہ لوگ عرفہ کی طرف چلے جائیں۔ ابن قاسم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ یہ دشمن کے غلبہ کی وجہ سے اس کے حج کی تکمیل سے مایوسی کا وقت ہے۔ پس اس وقت اس کا احرام کھولنا جائز ہے۔ اس کی اصل عرفہ کا دن ہے اور اہلب کے قول کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ممکن حد تک احرام کے حکم میں رہنا ہے اور اس کا دسویں کے دن تک التزام کرنا ہے اور حاجی کے لئے یہی وہ وقت ہے جس میں احرام کھولنا جائز ہے۔ پس اس پر دسویں کے دن احرام کھولنا جائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَمَا اسْتِيسِرَ مِنَ الْهَدْيِ، مَا نَحَلَ رَفْعٌ فِيهِ تَقْدِيرٌ عِبَارَتِ اس طرح ہوگی: فَاَلْوَجِبُ اَوْ لَعَلَّكُمْ مَا اسْتِيسِرَ۔ اور محل نصب میں ہونے کا بھی احتمال ہے یعنی فَاَنْخَرُوا وَاَفَاهَدُوا، مَا اسْتِيسِرَ سے مراد جمہور اہل علم کے نزدیک بکری ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابن زبیر نے فرمایا: وہ اونٹ اور گائے ہے اس کے علاوہ نہیں۔ حسن نے کہا: اعلیٰ ہدی اونٹ ہے، درمیانی گائے ہے اور کم از کم بکری ہے۔ اس میں امام مالک کے نظریہ کی دلیل ہے: جس کو دشمن نے روکا ہو اس پر قضا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَمَا اسْتِيسِرَ مِنَ الْهَدْيِ۔ اس میں قضا کا ذکر نہیں۔

مسئلہ نمبر 12: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مِنَ الْهَدْيِ، الْهَدْيِ دُونِ لَغْتَيْنِ ہیں جو بیت اللہ کی طرف بھیجا جاتا ہے خواہ اونٹ ہو یا جانور، عرب کہتے ہیں: کم ہدی بنی فلاں، بنو فلاں کے کتنے اونٹ ہیں۔ ابو بکر نے کہا: اس کو ہدی اس لئے کہا گیا ہے کہ کیونکہ ان میں بعض بیت اللہ کی طرف بھیجی جاتی ہیں۔ پس جو حکم بعض کو لاحق ہوتا ہے اس کے ساتھ تمام کا نام رکھ دیا

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان اتین بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب (النساء 25) اس سے مراد یہ ہے کہ لونڈی زنا کریں تو ان میں سے لونڈی پر جب وہ زنا کرے تو آزاد کنواری عورت کی سزا کا نصف ہے جب آزاد کنواری عورت زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے الکھنات کا لفظ ذکر فرمایا۔ مراد کنواری عورتیں ہیں کیونکہ احسان ان میں سے اکثر میں ہوتا ہے۔ پس انہیں ایسے امر کے ساتھ ذکر کیا گیا جو ان میں سے بعض میں پایا جاتا ہے آزاد عورتوں میں سے مخصدہ اسے کہا جاتا ہے جو خاوند والی ہو اس پر رحم واجب ہوتا ہے جب وہ بدکاری کرے اور رحم نصف نہیں ہوتا کہ وہ لونڈی پر نصف ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ الکھنات سے مراد یہاں کنواری عورتیں ہیں نہ کہ خاوند والیاں۔ فراء نے کہا: اہل حجاز اور اسد ہدی کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ فرمایا: تمیم اور سفلی قیس شد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ شاعر نے کہا:

حلف برب مكة والمصلى و اعناق الهدى مقلدات

میں نے مکہ، مصلی اور ہار پہنائی ہدیوں کے گردنوں کے مالک کی قسم اٹھائی۔

فرمایا: الہدی کا واحد حد یہ اور الہدی کی جمع میں اہداء بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رءوسكم حتى يبلغ الہدی محلہ۔ اس میں سات مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر ۱: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رءوسكم حتى يبلغ الہدی محلہ۔ یہ خطاب تمام امت کو ہے خواہ محصر ہو یا محصر نہ ہو۔ علماء میں بعض یہ محصرین کے لئے خاص کرتے ہیں یعنی احرام نہ کھولیں حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دیا جائے۔ محل وہ جگہ ہے جس میں ذبح حلال ہوتی ہے۔ امام ملاک اور امام شافعی کے نزدیک دشمن کی وجہ سے روکے گئے شخص کے لئے محل احصاء کی جگہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اس میں ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں آپ جہاں محصور ہوئے وہاں ہی احرام کھول دیا اور ہدی کو نحر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والہدی معکوناً ان يبلغ محلہ (التق: 25) بعض علماء نے معکوناً کا معنی محبوباً فرمایا جب بیت اللہ تک پہنچنے سے روکی گئی ہو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک احصار میں ہدی کا محل حرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثم محلها السی البیت العتیق۔ (الحج) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا مخاطب وہ امن والا شخص ہے جو بیت اللہ تک پہنچ پاتا ہے۔ رہا (روکا گیا) وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے خارج ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حدیبیہ میں اپنی ہدی نحر کی تھیں اور حدیبیہ سے نہیں ہے اور دوسری دلیل احناف کی حضرت ناجیہ بن جندب کی حدیث ہے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: حضور! آپ میرے ساتھ ہدی بھیجیں میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو اسے کیسے لے جائے گا؟ اس نے کہا: میں اسے وادیوں سے لے جاؤں گا مشرک اس پر قادر نہیں ہوں گے میں اسے لے جاؤں گا حتیٰ کہ میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے جہاں احرام کھولے وہاں ہی نحر کر دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ کے مقام پر فعل کی اقتدا کرتے ہوئے۔ یہ صحیح ہے اس کو ائمہ نے روایت کیا ہے، نیز ہدی، مہدی (بھیجے والے) کے تابع ہے۔ جب بھیجے والا اپنے احصار کی جگہ احرام کھول دے گا تو ہدی بھی اس کے ساتھ نحر کر دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 2: محصر (روکا گیا) کے بارے میں ہم نے جو ثابت کیا ہے اس میں اختلاف کیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کو حلق کرنا جائز ہے یا مقام حل جیسا کوئی عمل کرنا جائز ہے اس سے پہلے کہ اس نے میسر (ہدی) ذبح نہ کی ہو کی ہو۔ امام مالک نے فرمایا: سنت ثابتہ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بال کا ثنا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہدی کو نحر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تھلقوا رؤسکم حتیٰ یتبلغ الھدی مقلہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: جب محصر، ہدی نحر کرنے سے پہلے احرام کھول دے گا مگر اس پر بکری ہوگی اور وہ احرام میں ہوگا جیسا پہلے تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دے۔ اور اگر اس نے شکار کیا ہدی نحر کرنے سے پہلے تو اس پر جزا ہوگی۔ اس میں امیر اور غریب برابر ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا حتیٰ کہ وہ ہدی کو ذبح کر دے یا اس کی طرف سے ذبح کر دیا جائے۔ علماء احناف نے فرمایا: کم از کم ہدی بکری ہے جو نہ اندھی ہو، نہ اس کے کان کاٹے ہوئے ہوں اور ان کے نزدیک کا یہ مقام نہیں ہے۔ ابو عمر نے کہا: کوفیوں کے قول میں ضعف اور تناقض ہے کیونکہ وہ دشمن سے روکے گئے شخص کے لئے اور مرض سے روکے گئے شخص کے لئے احرام کھولنا جائز قرار نہیں دیتے حتیٰ کہ حرم میں اس کی ہدی نحر کر دی جائے۔ اور جب وہ مرض کی وجہ سے محصر کے لئے جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ ہدی کا بھیجنے والا اور جس کے ساتھ ہدی بھیجی گئی ہے اس سے متعین دن کا وعدہ لے جس میں وہ اس کی نحر کرے گا۔ پس اس دن کے بعد وہ احرام کھول دے اور حلق کرادے۔ پس انہوں نے اس کے لئے احرام کھولنے پر اس کو محمول کیا جبکہ علماء کا اتفاق ہے کہ جس پر فرائض لازم ہوں اس کے لئے ان سے گمان کے ساتھ نکلنا جائز نہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کے قول کا گمان ہے کہ اگر وہ ہدی ہلاک ہو جائے یا گم ہو جائے یا چوری ہو جائے ادھر اس کا بھیجنے والا احرام کھول چکا ہے۔ اپنی ازواج سے حقوق زوجیت ادا کر چکا ہے یا شکار کر چکا ہے تو وہ احرام نہ کھولنے والے شخص پر لازم ہوتا ہے۔ اس میں تناقض اور مذاہب کا ضعف ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ احناف نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت ابن مسعود کے قول پر رکھی اور انہوں نے اس کے خلاف میں نظر نہیں کی۔ امام شافعی نے فرمایا: جب محصر ہدی سے عاجز ہو تو اس میں دو قول ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا مگر ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے وہ ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو جب وہ قادر ہو ادا کرے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس نے یہ کہا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی جگہ احرام کھول دے اور جب قادر ہو ہدی ذبح کرے۔ اگر وہ مکہ میں ذبح پر قادر ہو تو اس کے لئے مکہ میں ہی ذبح کرنا ضروری ہے اگر مکہ میں ذبح کرنے پر قادر نہ ہو تو جہاں قادر ہو ذبح کر دے اور فرمایا: اجاتا ہے اس میں جائز نہیں مگر ہدی اور کہا جاتا ہے: جب ہدی نہ پائے تو اس پر کھانا کھلانا یا روزے ہوں گے۔ اگر وہ ان تینوں میں سے کوئی بھی نہ پائے تو ان میں سے ایک ادا کرے جب قادر ہو۔ غلام کے بارے میں فرمایا: اس کے لئے صرف روزہ جائز ہے پہلے اس کے لئے بکری کی قیمت درہم میں لگائی جائے گی پھر درہم کا کھانا بنایا جائے گا پھر کھانے کے ہر مد کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھے گا۔

مسئلہ نمبر 3: اس میں اختلاف ہے جب محصر اپنی ہدی کو نحر کرے کیا اس کے لئے حلق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک گروہ

نے کہا: اس پر سر کا حلق کرانا واجب نہیں کیونکہ اس سے عبادت ختم ہو چکی ہے اور انہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ جب احصار کی وجہ سے باقی تمام مناسک ساقط ہو چکے ہیں مثلاً طواف، سعی وغیرہ۔۔۔ حالانکہ اس کے ساتھ حاجی احرام سے حلالی ہوتا ہے۔۔۔ تو اس سے وہ تمام ساقط ہو گئے جن کے ساتھ حاجی احرام سے حلالی ہوتا ہے کیونکہ وہ محصر ہو گیا ہے۔ اور جنہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے ان میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد بن حسن ہیں انہوں نے فرمایا: محصر پر نہ بال کٹوانا ہے نہ خلق کرانا ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: محصر یوسف سے ان کی نوادر میں روایت کیا ہے کہ اس پر حلق کرانا لازم ہے اور بال کٹوانے کے بغیر تو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو مختلف اقوال ہیں: (۱) محصر کے لئے حلق کرنا عبادت سے ہے۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عبادت میں سے نہیں ہے جیسے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ امام مالک کی حجت یہ ہے کہ طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی وغیرہ سے محصر کو روکا گیا ہے۔ پس جن چیزوں سے اسے روکا گیا ہے وہ تو ساقط ہو جائیں گی حلق کرانا، اس کے کرنے میں تو کوئی حائل نہیں کہ وہ اس کے کرنے پر قادر ہے اور جس کے کرنے پر وہ قادر ہے وہ اس سے ساقط نہیں اور اس پر دلیل کہ محصر پر حلق کرانا باقی ہوتا ہے جس طرح بیت اللہ تک پہنچنے والے پر باقی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَحْلِقُوا رءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ۔ اور وہ حدیث ہے جو ائمہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقین (حلق کرنے والوں) کے لئے تین مرتبہ اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا فرمائی تھی۔ یہ قطعی حجت ہے اور اس مسئلہ میں نظر صحیح ہے۔ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے ان کے نزدیک وہ حاجی جس نے حج کو مکمل کیا اور جس کا حج فوت ہوا، دشمن کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا تمام پر حلق کرنا عبادت ہے۔

مسئلہ نمبر 4: ائمہ نے روایت کیا ہے کہ امام مالک کے یہ الفاظ ہیں۔ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! قصر کرانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: یا اللہ! مقصرین پر رحم فرما۔ ہمارے علماء نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کرنا دلیل ہے کہ حج اور عمرہ میں حلق کرانا، قصر کرانے سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَلَا تَحْلِقُوا رءُوسَكُمْ كَمَا مَقْتَضَا بِهِيَ۔ یہی ہے ولا تقصر وانہیں فرمایا اور اہل علم کا اجماع ہے کہ قصر کرنا مردوں کے لئے جائز ہے مگر ایک چیز حسن بصری سے ذکر کی گئی ہے کہ وہ پہلا حج جو انسان کرتا ہے اس میں واجب قرار دیتے تھے۔

مسئلہ نمبر 5: عورتیں حلق میں داخل نہیں ہیں ان کے لئے سنت قصر کرنا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے ان پت صرف قصر کرنا ہے۔ اس روایت کو ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اہل علم کا اس قول پر اجماع ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ عورت کا اپنے سر کا حلق کرنا مثلاً ہے اور عورت بالوں کو کٹنا کٹوائے اس مقدار میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر، امام شافعی، امام احمد، اسحاق کہتے ہیں: وہ ہر مینڈھی سے پورے کی مثل کاٹے۔ عطا نے کہا: ہند انگلیوں کی مقدار کاٹے۔ قتادہ نے کہا: تہائی یا چوتھائی کی مقدار کاٹے۔ حصہ بن سیرین نے بوڈھی عورت اور جوان

عورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: بوڑھی عورت چوتھائی بال کاٹ دے اور جوان عورت کے لئے انگلی کے پورے کے ساتھ اشارہ کیا وہ تھوڑے تھوڑے کاٹ لے۔ مالک نے فرمایا: پورے سر کے بالوں کو تھوڑا تھوڑا کاٹے جتنا وہ کاٹ لے گی وہ کافی ہوگا۔ امام مالک کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ بعض بالوں کو کاٹے اور بعض کو چھوڑ دے۔ ابن منذر نے کہا جس پر کاٹنے کے اسم کا اطلاق ہو وہ جائز ہوگا۔ احوط یہ ہے کہ انگلی کے پورے کی مقدار تمام بال کاٹے۔

مسئلہ نمبر 6: کسی کے لئے سر کا حلق کرانا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہڈی کو نخر کر لے۔ یہ اس لئے ہے کہ ذبح کی سنت حلق سے پہلے ہے۔ اس میں اصل یہ ارشاد ہے: ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا پہلے آپ نے نخر کیا تھا پھر حلق کرایا تھا جس نے اس کی مخالفت کی حلق پہلے کرایا نخر بعد میں کیا اس نے یہ خطا اور جہالت کی وجہ سے کیا ہوگا یا جان بوجھ کر کیا ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہوگی تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ یہ ابن حبیب نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ ابن ماجہ نے کہا: اس پر ہڈی ہے، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اگر دوسری صورت میں ہو تو قاضی ابوالحسن نے روایت کیا ہے کہ نخر پر حلق کو مقدم کرنا جائز نہیں۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ ظاہر مذہب منع ہے اور صحیح جواز ہے کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح، حلق، ری، تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حلق کرانے سے پہلے ذبح کیا یا ذبح کرنے سے پہلے حلق کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر 7: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حج میں سر کا حلق کرانا عبادت اور مطلوب ہے اور حج کے علاوہ جائز ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا: سر کا حلق کرانا ہے، اگر یہ مثلاً ہوتا تو حج اور غیر حج میں جائز نہ ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلاً سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آنے کے تین دن بعد ان کے بچوں کا حلق کرایا۔ اگر حلق جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حلق نہ کرواتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کا حلق کراتے تھے۔ ابن عبدالبر نے کہا: علماء کا بالوں کے رکھنے اور حلق کی اباحت پر اجماع ہے یہی حجت کافی ہے۔ وبالله التوفیق۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضاً عیہ اذی من راسہ فقد یت من صیام او صدقۃ او نیک اس میں نو مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضاً اس آیت سے بعض شوافع نے استدلال کیا ہے کہ پہلی آیت میں مھر سے مراد دشمن سے روکا گیا ہے۔ یہ لازم نہیں ہوتا کیونکہ فن کان منکم مریضاً عیہ اذی من راسہ کا معنی ہے، جو مریض ہو یا اس کے سر میں اذیت ہو پھر حلق کرادے فقہیہ تو اس پر فدیہ ہے۔ جب یہ بلا اختلاف مرض کے بارے میں وارد ہے تو ظاہر یہ کہ آیت کا آغاز بھی اسی کے متعلق وارد ہے جس کے بارے میں اس کا وسط اور اس کا آخر وارد ہے۔ کیونکہ کلام کا بعض، بعض کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اور بعض، بعض کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور آخر آیت میں اضمار کو آیت کے ابتدائی کی طرف لوٹانا ہوتا ہے۔ پس ظاہر پر محمول کرنا واجب ہوتا ہے حتیٰ کہ ظاہر سے پھرنے کی دلیل موجود ہو۔ اور ہمارے کلام پر دلیل اس آیت کے

نزول کا سبب بھی ہے۔ ائمہ نے روایت کی ہے اور یہ دارقطنی کے الفاظ میں حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا جبکہ جوئیں اس کے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ جوئیں تجھے تکلیف دیتی ہیں؟ کعب نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو حلق کرانے کا حکم دیا جبکہ آپ حدیبیہ میں تھے۔ اور صحابہ کے لئے واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے وہ ابھی مکہ میں داخل ہونے کی امید پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فدیہ کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ چھ مساکین کو ایک فرق کھانا کھلائیں یا ایک بکری ہدی دیں یا تین دن روزے رکھیں۔ اس حدیث کو بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ قول کہ (صحابہ کے لئے واضح نہ تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے دلیل ہے کہ صحابہ کو دشمن کے روکنے کا یقین نہ تھا۔ پس فدیہ کا موجب اذیت اور مرض کی وجہ سے خلق کرانا ہے۔) واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 2: امام اوزاعی نے اس محرم کے بارے فرمایا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، وہ حلق کرانے سے پہلے فدیہ کے ساتھ کفار دے دے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: پھر اس صورت میں فن کان منکم مریضا اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک کا معنی ہوگا جب وہ حلق کرانے کا ارادہ کرے، جو قادر اور حلق کرایا تو اس پر فدیہ نہ دے حتیٰ حلق کرادے۔ واللہ اعلم

مسئلہ نمبر 3: ابن عبد البر نے کہا: اس حدیث میں ندک سے مراد بکری ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن روزے اور کھانا کھلانے میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کا خیال ہے کہ روزے تین ہیں اور حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث سے یہ صحیح محفوظ ہے۔ حضرات حسن، عکرمہ اور نافع سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: اذی کے فدیہ میں دس روزے ہیں اور دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ فقہاء امصار اور ائمہ حدیث میں سے کسی کا قول نہیں ہے اور ابو زبیر کی روایت میں مجاہد عن عبد الرحمن عن کعب بن عجرہ کے سلسلہ سے مروی ہے، کعب نے بیان فرمایا کہ اس نے ذی القعدہ میں احرام باندھا ان کے سر میں جوئیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے وہ اپنی بانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا تجھے تیرے سر کی جوئیں تکلیف دے رہی ہیں۔ حضرت کعب نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلق کرالو اور ہدی دے دو۔ حضرت کعب نے عرض کی: میں ہدی نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ دن روزہ رکھو۔ حضرت ابو عمر نے کہا: اس کا ظاہر ترتیب پر ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو پھر اس کا معنی ہوتا کہ پہلا پھر دوسرا اختیار کرو عام آثار جو حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے وہ لفظ تخیر (اختیار) کے ساتھ وارد ہیں اور یہ نص قرآنی ہے اسی پر علماء اور علماء کا فتویٰ اور عمل ہے۔ وبالله التوفیق

مسئلہ نمبر 4: علماء کا اذیت کے فدیہ میں جو کھانے کا ذکر ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: اس میں کھانا دوہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے حساب سے ہوں۔ یہ ابو ثور اور داؤد کا قول ہے۔ ثوری سے مروی ہے، فرمایا: یہ گندم سے نصف صاع (۲ کلو) ازہ کھجور، جو کشمش سے ایک صاع ہے۔ امام

ابو حنیفہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اس نے صاع گندم کو کھجور کے ایک صاع کے برابر بتایا ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ غلط ہے کیونکہ حضرت کعب کی بعض اخبار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تو کھجور کے تین صاع چھ مساکین پر صدقہ کر۔ امام احمد بن حنبل نے بھی تو اسی طرح امام مالک اور امام شافعی نے کہا ہے اور بھی کہا: اگر وہ گندم کھانا چاہے تو ہر مسکین کو ایک مددے اگر کھجور چاہے تو نصف صاع دے۔

مسئلہ نمبر 5: مسکین کو اذیت کے کفارہ میں صبح و شام کا کھانا کھلانا جائز نہیں حتیٰ کہ ہر مسکین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے مطابق دو مددے۔ یہ امام مالک، ثوری، امام شافعی اور امام محمد بن حسن کا قول ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: صبح و شام کا کھانا کھلانا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 6: اہل علم کا اجماع ہے کہ محرم کے لئے بالوں کا حلق کرنا، انہیں کاٹنا، توڑنا اور انہیں تلف کرنا جائز نہیں خواہ وہ نوری یا کسی اور چیز کے ساتھ ہو مگر بیماری کی حالت میں جیسا کہ قرآن میں نص موجود ہے اور جس نے احرام کی حالت میں بغیر کسی بیماری کے حلق کرایا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ اور اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس نے بغیر عذر کے حلق کرایا، سلا ہوا لباس پہنایا خوشبو لگائی۔ امام مالک نے فرمایا: اس نے برا کیا ہے اور اس پر فدیہ ہے اسے اس میں اسے اس میں اختیار ہے اور امام مالک کے نزدیک اس میں عمد، خطا، ضرورت اور عدم ضرورت برابر ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور اس کے اصحاب اور ابو ثور نے کہا: اسے اختیار نہیں مگر ضرورت میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن كان منكماً لم یضأ أبوه اذی من راسه اور جس نے جان بوجھ کر حلق کرایا یا بغیر عذر کے جان کر لباس پہنا تو اسے اختیار نہیں ہے اس پر صرف بکری واجب ہے۔

مسئلہ نمبر 7: جس نے بھول کر ایسا کیا اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا: جان بوجھ کر اور بھول کر یہ عمل کرنے والا فدیہ کے: خوب میں برابر ہیں۔ یہ امام ابو حنیفہ، ثوری ادلیث کا قول ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں (1) اس پر فدیہ نہیں ہے، یہ داؤد اور اسحاق کا قول ہے۔ دوسرا اس پر فدیہ ہے۔ اکثر علماء محرم پر لباس پہننے، سر ڈھانپنے یا بعض سر ڈھانپنے، ظمین (موزے) پہننے، ناخن کاٹنے، خوشبو لگانے، اذیت کو دور کرنے کی صورت میں فدیہ کو واجب کرتے ہیں۔ اسی طرح جب اپنے جسم کے بالوں کا حلق کیا یا تیل لگایا یا پچھنے لگوانے کی جگہ کا حلق کیا تو یہی حکم ہے۔ عورت اس مسئلہ میں مرد کی طرح ہے۔ اسپر سرمہ لگانے میں فدیہ ہے اگرچہ اس میں خوشبو نہ بھی ہو اور مرد کے لئے سرمہ لگانا جائز ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو اور عورت پر فدیہ ہے جو وہ اپنے چہرے کو ڈھانپنے یا دستانے پہنے۔ انہیں یہ عمل جان بوجھ کر کرنا بھول کر کرنا اور جہالت کی وجہ سے کرنا برابر ہے۔ بعض علماء ہر چیز میں دم (بکری) واجب کرتے ہیں۔ داؤد نے کہا: جسم کے بال مونڈنے میں مرد، عورت پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 8: علماء کا مذکورہ فدیہ دینے کی جگہ میں بھی اختلاف ہے۔ عطاء نے کہا: جو دم (بکری) ہو گا وہ مکہ میں دیا جائے گا اور جو کھانا یا روزہ ہو گا وہ جہاں چاہے دے سکتا ہے۔ اسی طرح اصحاب رائے نے کہا ہے: حسن سے مروی ہے کہ بکری، مکہ میں دی جائے گی۔ طاؤس اور امام شافعی نے کہا: کھانا اور بکری دونوں میں ہی دیئے جائیں گے روزہ جہاں چاہے رکھ سکتا ہے کیونکہ

روزہ میں اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ھدیبا ببلغ الکعبۃ (المائدہ: 95) یہ بیت اللہ کے پڑوس میں رہنے والے مساکین پر شفقت کے لئے کھانا کھلانے میں بھی منفعت ہے جبکہ روزہ میں کوئی اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: یہ عمل جہاں چاہے کرے اور یہ صحیح قول ہے اور یہ مجاہد کا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہاں ذبح سے نسک مراد ہے اور نص قرآن و سنت کی وجہ سے یہ ہدی نہیں ہے اور نسک جہاں چاہے ادا ہو سکتی ہے اور ہدی صرف مکہ میں ہوتی ہے۔ امام مالک کی حجت وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنے مؤطا میں حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے اس میں ہے حضرت علی بن طالب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا حلق کرنے کا حکم دیا (آپ بیمار تھے) پھر ان کی طرف سے سقیاء کے مقام پر نسک دیا ان کی طرف سے اونٹ خر کیا۔ مالک نے فرمایا: یحییٰ بن سعید نے فرمایا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ اذیت کا فدیہ مکہ علاوہ کسی جگہ دینا بھی جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک مطلق ہے اس میں کسی جگہ کی قید نہیں ہے پس ظاہر کا تقاضا یہ ہے جہاں بھی فدیہ ادا کرے گا جائز ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا اور ہم پر اس کو ہدی پر قیاس کر کے ہدی کے حکم کی طرف لوٹنا لازم نہیں ہے اور ہم ہدی کا اعتبار نہیں کرتے جو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعب کو فدیہ کا حکم فرمایا تھا تو وہ حرم میں نہیں تھے۔ پس یہ سب کچھ حرم سے باہر بھی جائز ہے۔ امام شافعی سے اس کی مثل ایک بعید وجہ کے اعتبار سے مروی ہے۔

مسئلہ نمبر 9: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: او نسک، نسک کا اصل معنی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ارناسا مناسکنا (ابقرہ: 128) یعنی ہمیں اپنی عبادت کی جگہیں دکھا۔ بعض نے فرمایا: لغت میں نسک کا معنی غسل کرنا ہے۔ اسی سے ہے: نسک توبۃ، یعنی اس نے کپڑے کو دھویا گویا عبادت کرنے والا اپنے نفس کو عبادت کے ذریعے گناہوں سے دھوتا ہے۔ بعض نے فرمایا: النسک کا معنی چاندی کی پگھلی ہوئی ڈلی ہے، اس کی ہر ڈلی کو نسیکہ کہا جاتا ہے۔ گویا عابد اپنے نفس کو گناہوں کی میل اور کھوٹ سے پاک کرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، ہرودت)

فقہ حنفی کے مطابق احصار کی بعض صورتیں اور احکام کا بیان

احصار کی صورتیں حنفی مسلک کے مطابق احصار کی کئی صورتیں ہیں جو اس چیز کی ادائیگی سے کہ جس کا احرام باندھا ہے یعنی حج یا عمرہ، حقیقتہً یا شرعاً مانع ہو جاتی ہیں، ان صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کسی دشمن کا خوف ہو! دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور۔ مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہے جو حجاج کو ستاتا ہے یا لوثتا ہے یا مارتا ہے آگے نہیں جانے دیتا، یا ایسے ہی کسی جگہ شیر وغیرہ کی موجودگی کا علم ہو۔ بیماریا احرام باندھنے کے بعد ایسا بیمار ہو جائے کہ اس کی وجہ سے آگے نہ جاسکتا ہو یا آگے جاتا تو سکتا ہے مگر مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔

عورت کا محرم نہ رہے! احرام باندھنے کے بعد عورت کا محرم یا اس کا خاوند مر جائے، یا کہیں چلا جائے یا آگے جانے سے

انکار کر دے۔۔۔ خرچ کم ہو جائے! مثلاً احرام باندھنے کے بعد مال و اسباب چوری ہو جائے، یا پہلے ہی سے خرچ کم لے کر چلا ہو اور اب آگے کی ضروریات کے لئے روپیہ پیسہ نہ رہے۔

عورت کے لئے عدت! احرام باندھنے کے بعد عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے جس کی وجہ سے وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے جاء قیام سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہیں سمجھا جائے گا۔

راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔ عورت کو اس کا شوہر منع کر دے! بشرطیکہ اس نے حج کا احرام اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باندھا ہو، حج فرض کے روکنے اور حج نفل میں اجازت دینے کے بعد روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔
لوٹنی یا غلام کو اس کا مالک منع کر دے۔ احصار کی یہ تمام صورتیں حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں، بقیہ تینوں ائمہ کے ہاں احصار کی صرف ایک ہی صورت یعنی دشمن کا خود ہے، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک دیگر صورتوں میں احصار درست نہیں ہوتا بلکہ احرام کی حالت برقرار رہتی ہے۔

احصار کا حکم جس محرم کو احصار کی مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اگر مفرد ہو تو ایک ہدی کا جانور مثلاً ایک بکری اور اگر قارن ہو تو دو ہدی کے جانور مثلاً دو بکری کسی شخص کے ذریعہ حرم میں بھیج دے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہاں ذبح ہو۔ یا قیمت بھیج دے کہ وہاں ہدی کا جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ذبح کا دن اور وقت بھی متعین کر دے یعنی جس شخص کے ذریعہ جانور حرم بھیج رہا ہو اس کو یہ تاکید کر کے کہ یہ جانور وہاں فلاں دن اور فلاں وقت ذبح کیا جائے پھر وہ اس متعین دن اور وقت کے بعد احرام کھول دے، سر منڈانے یا بال کترولنے کی ضرورت نہیں! اور پھر آئندہ سال اس کی قضا کرے بایں طور کہ اگر اس نے احصار کی وجہ سے حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قرآن کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے کرے جب کہ عمرہ کا احرام اتارنے کی صورت میں صرف ایک عمرہ کیا جائے گا۔

اگر ہدی کا جانور بھیجنے کے بعد احصار جاتا رہے اور یہ ممکن ہو کہ اگر عصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں ہوگا۔ تاہم اگر وہ حج کو روانہ ہو جائے اور وہاں اس وقت پہنچے جب کہ ہدی کا جانور بھی ذبح ہو چکا ہو اور حج کا وقت بھی گزر چکا ہو تو اس صورت میں عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے۔

حج فوت ہو جانے کا مطلب اور اس کا حکم حج فوت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص حج کے لئے گیا، اس نے احرام بھی باندھا تھا مگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے بقرعید کی صبح تک کے عرصہ میں ایک منٹ کے لئے بھی وقوف عرفات نہ کر سکا، (یاد رہے کہ وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بقرعید کی فجر طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے اس عرصہ میں وقوف عرفات فرض ہے۔ خواہ ایک منٹ کے لئے ہی کیوں نہ

ہو تو اس صورت میں حج فوت ہو جائے گا اور جس شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے اسے ناست الحج کہتے ہیں۔ جس شخص کا حج فوت ہو جائے اس کو چاہئے کہ عمرہ کر کے یعنی خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے، اگر مفرد ہو تو ایک عمرہ کرے۔

اور اگر تارن ہو دو عمرے کرے اور اس کے بعد سر منڈوا دے یا بال اتروا دے اور پھر سال آئندہ میں اس حج کی تضا کرے۔ حج فوت ہو جانے کے سلسلہ کا ایک پیچیدہ مسئلہ جس شخص کا حج فوت ہو رہا ہو اس کے بارہ میں ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں بقرعید کی رات کے بالکل آخری حصہ میں اس حال میں پہنچے کہ اس نے ابھی تک عشاء کی نماز نہ پڑھی ہو اور اسے اس بات کا خوف ہو کہ اگر عرفات جاتا ہوں تو عشاء کی نماز جاتی رہے اور اگر عشاء کی نماز میں مشغول ہوتا ہوں تو وقوف عرفات ہاتھ نہیں لگے گا، اس صورت میں وہ کیا کرے؟

اس کے متعلق بعض حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ اسے عشاء کی نماز میں مشغول ہونا چاہئے اگرچہ وقوف عرفات فوت ہو جائے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ عشاء کی نماز چھوڑ دے اور عرفات چلا جائے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر عشاء کا وقت بھی تنگ ہو اور وقوف عرفات بھی نکلا جا رہا ہو تو اس صورت میں نماز چھوڑ کر عرفات چلے جانا چاہئے۔ (درمختار، عالمگیری، شامی وغیرہ، کتاب الحج، ہدوت)

باب دُخُولِ مَكَّةَ

یہ باب مکہ میں داخل ہونے کے بیان میں ہے

مکہ مکرمہ کے محل وقوع کا بیان

مکہ مکرمہ جہاں بیت اللہ شریف واقع ہے مملکت سعودی عرب کے علاقہ حجاز کا ایک شہر ہے جو وادی ابراہیم میں آباد ہے سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سو فٹ بتائی جاتی ہے اس کا عرض البلد اکیس درجہ شمالی اور طول البلد ساڑھے انتالیس درجہ مشرقی ہے، آبادی چار لاکھ یا اس سے متجاوز ہے اس کا محل وقوع ساحل سمندر سے تقریباً اڑتالیس میل (۸۷ کلو میٹر) کے فاصلہ پر ہے۔

مکہ کے علاقہ مکہ، ام القرای اور "بلد الامین" اسی شہر کے نام ہیں مشہور اور متعارف نام مکہ ہی ہے یہ جس جگہ واقع ہے وہ ناقابل کاشت، تنگ اور گہری وادی ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل اور بے آب و گیاہ ریگستان ہونے کے سبب لوگوں کی آبادی کا مرکز نہیں بنی تھی اس وادی میں شہر مکہ مکرمہ مشرق سے مغرب تک پانچ میل سے زائد حصہ میں پھیلا ہوا ہے اس کا عرض دو میل سے زائد ہے اس کی زمین سیلاب کی گزرگاہ ہونے کے باعث بطحا بھی کہی جاتی ہے مکہ کی وادی دو پہاڑی سلسلوں میں گہری ہوئی ہے جو مغرب سے شروع ہو کر مشرق تک چلے گئے ہیں ان میں ایک سلسلہ شمالی ہے اور ایک جنوبی ان دونوں سلسلوں کو اشیان کہتے ہیں ان پہاڑوں کو توریث میں جبال قارآن کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹھے حضرت اسماعیل کو اس جنگل اور بے آب و گیاہ وادی میں لا کر آباد کیا اور اسی وقت کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے۔ جب ہی سے یہ بے آب و گیاہ میدان قرب و جوار بلکہ ساری دنیا کا مرکز بنا، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے اسی کا رخ بنا کر پانچ وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حضرت اسماعیل کی نسلیں یہاں مقیم ہوئی اور کچھ نسلیں قرب و جوار میں بھی پھیلیں آخر میں قریش یہاں کے متولی اور باشندے ہوئے اور پھر یہاں قریش میں دنیا کے سب سے عظیم رہنما اور اللہ کے سب سے آخری پیغمبر و رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونے کے بعد اسی مقدس شہر سے اللہ کے آخری دین اسلام کا پیغام دنیا کو سنایا اور یہیں سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی تمام تر جدوجہد کا آغاز ہوا۔ مکہ کی آبادی پہلے صرف خیموں میں رہتی تھی ہجرت سے صرف دو صدی پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جد قحسی ابن کلاب جب شام سے آئے تو ان کے مشورہ سے مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، پھر اسلام کے آنے کے بعد اس شہر کو برابر ترقی ہوتی رہی، اب یہ اپنے قرب و جوار میں دور دور تک سب سے بڑا اور پورے عالم اسلام کا سب سے اہم اور مرکزی شہر ہے۔

شہر میں پانی کا ایک ہی چشمہ ہے جسے زمزم کہتے ہیں اس کے علاوہ یہاں پانی کا اور کوئی کنواں نہیں ہے پانی کی کمی کی وجہ سے یہاں کی زمین میں کچھ کاشت نہیں ہو سکتی تھی، اب پانی کی افراط کی وجہ سے کچھ گھاس اور پودے لگائے گئے ہیں پہلے شہر میں پانی کی بہت قلت ہونے کی وجہ سے طائف کے قریب یہاں ایک نہر لائی گئی ہے جس کا نام نہر زبیدہ ہے۔ یہ نہر امین الرشید کی والدہ زبیدہ نے بنوائی تھی بعد میں اس کو ترقی دی جاتی رہی اس کے لئے پانی پہنچانے کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کئے گئے اب موجودہ حکومت میں پانی کی سپلائی کا بہت معقول انتظام اور عمدہ ہونے کی وجہ سے یہ قلت بالکل جاتی رہی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان گھرے ہونے کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گرمی زیادہ اور سردی کم ہوتی ہے شہر کا موسم گرمیوں میں بڑا سخت ہوتا ہے اور بارش صرف چاروں میں ہوتی ہے جس کی سالانہ مقدار چار پانچ انچ سے زیادہ نہیں ہوتی لہذا گرمی کا موسم مارچ میں شروع ہو کر آخر اکتوبر تک رہتا ہے موسم سرما میں سردی کم ہوتی ہے۔

2862 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَتَيْنَا مُؤَيَّدًا قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِلَدِي طَوًى يَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِينَ يَقْدَمُ إِلَى مَكَّةَ وَمُصَلِّي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ غَبِطَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُنْبِئُ نَمَّ وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ خَشْنَةٍ غَلِيطَةٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ذی طوی میں پڑاؤ کیا آپ ﷺ نے وہاں رات

2862- أخرجه البخاري في الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة و المواضع التي صلى فيها النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث

484) بسنده . و أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب المبيت بلدي طوى عند ارادة دخول مكة و الاعتسال لدخولها و دخولها بهاراً

(الحديث 228) . نسخة الاشراف (8460) .

سرکی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی۔ اس وقت جب آپ ﷺ مکہ تشریف لارہے تھے نبی اکرم ﷺ کی نماز کرنے کی جگہ بڑے نیلے پر تھی یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں مسجد بنادی گئی ہے بلکہ اس سے کچھ نیچے کھر در سے اور سخت نیچے پر ہے۔
شرح

ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے جو حدود حرم میں مقام محکم کی طرف واقع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے استراحت کے لئے رات ذی طوی گزارتے پھر صبح غسل فرماتے اور نماز پڑھ کر اس شہر مقدس میں داخل ہوتے۔ نماز سے بعد نماز نفل مراد ہے جو وہاں جانے کے لئے پڑھتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس ہوتے تو اس وقت بھی ذی طوی میں قیام فرماتے تاکہ رفقاء وہاں جمع ہو جائیں اور سب لوگوں کا سامان وغیرہ اکٹھا ہو جائے۔ حضرت ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مکہ میں دن کے وقت داخل ہونا مستحب ہے تاکہ شہر میں داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف نظر آئے اور دعا کی جائے۔

باب دُخُولِ مَكَّةَ لَيْلًا

یہ باب رات کے وقت مکہ میں داخل ہونے میں ہے

2863 - أَخْبَرَنِي عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُزَاهِمُ بْنُ أَبِي مُزَاهِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ الْكُفَيْبِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلًا مِنَ الْجِعْرَانَةِ حِينَ مَشَى مُغْتَمِرًا فَأَصْبَحَ بِالْجِعْرَانَةِ كَبَائِبَ حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعْرَانَةِ فِي بَطْنٍ سَرِفٍ عَنِ جَمَاعَةِ الطَّرِيقِ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ مِنْ سَرِفٍ.

☆ ☆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت ہرانہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ صبح ہرانہ میں موجود تھے یوں جیسے آپ نے رات وہیں بسر کی ہو یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ہرانہ سے بطن سرف میں سے تشریف لے گئے اور اس راستے پر آگئے جو سرف سے مدینہ منورہ جاتا ہے۔

2864 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُزَاهِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ الْكُفَيْبِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَبَكَةُ فِضَّةٍ فَأَغْتَمَرَ ثُمَّ أَصْبَحَ بِهَا كَبَائِبَ.

2863 - أخرجه أبو داود في مناسك الحج، باب المهلة بالعمرة تحيض فليركها الحج فنقض عمرتها و نهل بالحج هل نفصى عمرتها (الحديث 1996) مختصراً - وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في العمرة من الجعرانة (الحديث 935) وأخرجه البساني في مناسك الحج، دحل مكة ليلًا (الحديث 2864) مختصراً - تحفة الاشراف (11220) -
2864 - تقدم في مناسك الحج، دحل مكة ليلًا (الحديث 2863) -

☆☆ حضرت محرش کعمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت ہر آنہ سے نکلے آپ ﷺ چاندی کی طرح چمک رہے تھے آپ نے عمرہ کیا اور صبح وہاں آگئے یوں جیسے آپ ﷺ نے رات وہیں گزاری تھی۔

باب مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ مکہ میں کہاں سے داخل ہوا جائے؟

2865 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبُطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَةِ السُّفْلَى . ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ بطحاء میں موجود بالائی گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے تھے اور زیریں گھاٹی سے مکہ سے باہر گئے تھے۔

باب دُخُولِ مَكَّةَ بِاللَّوَاءِ .

یہ باب ہے کہ جھنڈے کے ہمراہ مکہ میں داخل ہونا

2886 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ عَمَارِ اللَّهِ هَبَشَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَاهِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلَوْاءُهُ أَبْيَضُ . ☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہو گئے آپ ﷺ کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

باب دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ أَحْرَامٍ .

یہ باب ہے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا

2867 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ

2865 - أخرجه البخاري في الحج، باب من ابن يخرج من مكة (الحديث 1576). وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والحروح منها من الثنية السفلى ودخول بلدة من طريق غير التي خرج منها (الحديث 223) مطولاً. وأخرجه أبو داود في المسابك (الحج)، باب دخول مكة (الحديث 1866). تحفة الاشراف (8140).

2866 - أخرجه أبو داود في الجهاد، باب في الرايات والالوية (الحديث 2592). وأخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الالوية (الحديث 1679) وأخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الرايات والالوية (الحديث 2817) تحفة الاشراف (2889).

2867 - أخرجه البخاري في جراء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير احرام (الحديث 1846)، وفي الجهاد، باب قتل الاسير وقتل الصير (الحديث 3044)، وفي المساعي، باب اين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح (الحديث 4286)، وفي اللباس، باب المعصر (الحديث 5808) مختصراً. وأخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 450). وأخرجه أبو داود في الجهاد، باب قتل الاسير ولا يعرض عليه الاسلام (الحديث 2685) وأخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في المعفر (الحديث 1693)، وفي الشمال، باب ما جاء في صفة معتر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 106) وأخرجه النسائي في مسابك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2868) وأخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السلاح (الحديث 2085). تحفة الاشراف (1527).

مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمَغْفَرُ فَقِيلَ ابْنُ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِمَسْتَارِ الْكَعْبَةِ . فَقَالَ "اَقْتُلُوهُ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے خود پہنا ہوا تھا آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کر دو۔

2868 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُصَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمَغْفَرُ . ☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔

2869 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ . ☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔

باب الْوَقْتِ الَّذِي وَافَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا تذکرہ جس میں نبی اکرم ﷺ مکہ پہنچے تھے

2870 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبُرَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِيُصْبِحَ رَابِعَةً وَهُمْ يُلْبِسُونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلُوا .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب (ذوالحج کی) چوتھی تاریخ کی صبح (مکہ) تشریف لے آئے تھے یہ لوگ حج کا تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں۔

2871 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ أَبُو عَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ

2868- تقدم في مناسك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2867) .

2869- اخرج مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 451) و اخرج النسائي في الرينة، ليس العمائم السود (الحديث 5359) . نعمة الاشراف (2947) .

2870- اخرج جرح البخاري في تفسير الصلاة، باب كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم في حجة (الحديث 1085) . و اخرج مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 199 و 200 و 201 و 202) . و اخرج النسائي في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2871) . نعمة الاشراف (6565) .

2871- تقدم في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2870) .

الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَارْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَدْ أَهَلَ بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ "مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ذوالحج کے چار دن گزرنے کے بعد (مکہ مکرمہ) تشریف لائے آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ آپ نے سب کی نماز بطحاء میں ادا کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسے عمرہ بنانا چاہے وہ ایسا کرے۔

2872 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أُنْبِئْنَا شُعَيْبٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ذوالحج کی چار تاریخ کی صبح مکہ تشریف لائے تھے۔

باب انشاد الشعر في الحرم والمشي بين يدي الإمام .

یہ باب ہے کہ حرم میں شعر سنانا اور امام کے آگے چلنا

2873 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْبُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ خَلُّوا بَيْنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَرَمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ تَقُولُ الشِّعْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَلَهُوَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عمرہ قضاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے چل رہے تھے وہ یہ (اشعار) پڑھ رہے تھے:

اے کفار کی اولاد! نبی اکرم ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ آج ہم قرآن کے حکم کے مطابق تم پر ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابن رواحہ! نبی اکرم ﷺ کے آگے اور اللہ کے گھر میں تم شعر پڑھ رہے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسے کرنے دو! کیونکہ یہ ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔

2872- اخرجہ البخاری فی الشریکة، باب الاشتراك فی الہدی و البدن (الحديث 2505) مطولاً۔ و اخرجہ مسلم فی الحج، باب بیان وجوہ الاحرام و اسہ یجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج علی العمرة و منی یحل القارن من مکة (الحديث 141) مطولاً. تحفة الاشراف (2448).

2873- اخرجہ الترمذی فی الادب، باب ما جاء فی انشاد الشعر (الحديث 2847) و اخرجہ النسائی فی مناسک الحج، استقبال الحج (العديث 2893). تحفة الاشراف (266).

باب حُرْمَةِ مَكَّةَ

یہ باب مکہ کی حرمت کے بیان میں ہے

حرم "زمین کے اس قطعہ کو کہتے ہیں جو کعبہ اور مکہ کے گردا گرد ہے۔! اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی عظمت کے سبب اس زمین کو بھی معظم و مکرم کیا ہے۔ اس زمین کو حرم اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ زمین کی بزرگی کی وجہ سے اس کی حدود میں ایسی بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں جو اور جگہ حرام نہیں ہیں۔ مثلاً حدود حرم میں شکار کرنا، درخت کاٹنا اور جانوروں کو ستانا وغیرہ درست نہیں۔! بعض علماء کہتے ہیں کہ زمین کا یہ حصہ حرم اس طرح مقرر ہوا کہ جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے تو شیاطین سے ڈرتے تھے کہ مجھے ہلاک نہ کر ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت و نگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا ان فرشتوں نے مکہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا لہذا مکہ کے گردا گرد جہاں جہاں فرشتوں نے کھڑے ہو کر حد بندی کی وہ حرم کی حد مقرر ہوئی اور اس طرح کعبہ مکرمہ اور ان فرشتوں کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان جو زمین آگئی، وہ حرم ہوئی۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے جب کعبہ بناتے وقت حجر اسود رکھا تو اس کی وجہ سے ہر چار طرف کی زمین روشن ہو گئی چنانچہ اس کی روشنی اس زمین کے چاروں طرف جہاں جہاں پہنچی وہیں حرم کی حد مقرر ہوئی زمین حرم کے حدود یہ ہیں، مدینہ منورہ کی طرف تین میل (مقام تعظیم تک) یمن، طائف، حیرانہ اور جدہ کی طرف سات سات میل بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف دس میل اور حیرانہ کی طرف نو میل۔ چاروں طرف جہاں جہاں حرم کی زمین ختم ہوتی ہے۔ وہاں حدود کی علامت کے طور پر برجیاں بنی ہوئی ہیں مگر جدہ اور حیرانہ کی طرف برجیاں نہیں ہیں۔

2874 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ "هَذَا الْبَلَدُ حَرَمُ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُغْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْقَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْقَطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَوَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خِلَاةٌ". قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخَرُ. فَلَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "إِلَّا الْإِذْخَرُ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ وہ شہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت حرم قرار دیا تھا جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا تو یہ اللہ تعالیٰ کے

2874- أخرجه البخاري في الجنائز، باب الاذخر والحشيش في القبر (الحديث 1349م) تعليقاً، وفي الحج، باب فصل الحرم (الحديث 1587)، وفي جراء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة (الحديث 1834)، وفي الجزية والموادعة، باب اثم الفاجر للبر والفاجر (الحديث 3189). وأخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاتها وجزرها ولقطنها الا لمنشد على الدوام (الحديث 445). وأخرجه ابو داود في المسالك، باب تحريم حرم مكة (الحديث 2018) بنحوه. وأخرجه النسائي في مناسك الحج، تحريم القتال فيه (الحديث 2875). والحديث عند البخاري في الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير (الحديث 2783) وباب وجوب القبر (الحديث 2825)، وباب لا هجرة بعد الفتح (الحديث 3077). ومسلم في الامارة، باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان وطه (الحديث 85). وابي داود في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2480). والترمذي في السير، باب ما جاء في الهجرة (الحديث 1590). والنسائي في البيعة، ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة (الحديث 4181). تحفة الاشراف (5748).

حرم قرار دینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرم کے طور پر برقرار رہے گا اس کے کانٹے کو توڑا نہیں جائے گا اس کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا یہاں گری ہوئی چیز کو اٹھایا نہیں جائے گا البتہ اعلان کرنے کے لیے اٹھایا جاسکتا ہے یہاں کی نباتات کو کاٹا نہیں جائے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اذخر کی اجازت دیجئے! تو راوی نے یہاں ایک کلمہ ذکر کیا ہے (جس کا مطلب یہ ہے اذخر کاٹنے کی اجازت ہے)۔

حرمت مکہ کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اب مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرض نہیں ہے البتہ جہاد اور عمل میں نیت کا اخلاص ضروری ہے لہذا جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے یعنی تمہارا امیر تمہیں جو جہاد کا حکم دے تو جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ ہی کے دن یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر یعنی تمام زمین حرم کو حرام کیا ہے بایں طور کہ تمام لوگوں پر اس مقدس خطہ زمین کی جنگ و بے حرمتی حرام ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے اسی دن سے جب کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یعنی اس خطہ زمین کی حرمت شروع ہی سے ہے لہذا یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت تک کے لئے حرام کیا گیا بلاشبہ اس خطہ زمین میں نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لئے قتل و قتال حلال کیا گیا تھا اور نہ میرے لئے حلال ہوا ہے علاوہ فتح مکہ کے دن کی ایک ساعت کے پس اس دن کے بعد یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت کے دن پہلا صور پھونکے جانے تک ہر شخص کے لئے حرام کر دیا گیا ہے لہذا نہ تو اس زمین کا کوئی خاردار درخت ہی کاٹا جائے اگرچہ وہ ایذا دے نہ اس کا شکار بھگایا جائے یعنی کوئی شکار کی غرض سے یا محض بھڑکانے ستانے کے لئے یہاں کے کسی جانور کے ساتھ تعرض نہ کرے اور نہ یہاں کا لفظ اٹھایا جائے ہاں وہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے اور نہ اس کی زمین کی گھاس کاٹی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مگر اذخر (ایک قسم کی گھاس) تو ایسی چیز ہے جو لوہاروں اور سناروں کے لئے لوہا اور سونا گلانے کے کام آتی ہے اور گھروں کی چھتیں بنانے میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اس کو کاٹنے کی اجازت دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اذخر کاٹی جاسکتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نہ یہاں کا درخت کاٹا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی کوئی چیز اٹھائی جائے البتہ اس کے مالک کو تلاش کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1265)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت ہجرت ہر اس شخص پر فرض تھی جو اس کی استطاعت رکھتا تھا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو اس ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو فرض تھی کیونکہ اس کے بعد مکہ دار الحرب نہیں رہا تھا لہذا ارشاد گرامی اب ہجرت نہیں الخ، کا مطلب یہی ہے کہ اگر اب کوئی ہجرت کرے تو اسے وہ درجہ حاصل نہیں ہوگا جو مہاجرین کو حاصل ہو چکا ہے البتہ جہاد اور اعمال میں حسن نیت کا اجر اب بھی باقی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا، اسی طرح وہ ہجرت بھی باقی ہے جو اپنے دین اور اسلام کے احکام و شعائر کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی ملتا ہے۔ "نہ کوئی

خاردار درخت کاٹا جائے " اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاردار درخت کو کاٹنا تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص زمین حرم کی ایسی گھاس یا ایسا درخت کاٹے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور خود رو ہو تو اس پر اس گھاس یا درخت کی قیمت بطور جزاء واجب ہوگی، البتہ خشک گھاس کاٹنے کی صورت میں قیمت واجب نہیں ہوتی لیکن اس کا کاٹنا بھی درست نہیں ہے۔! زمین حرم کی گھاس کو چرانا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اذخر کو کاٹنا بھی جائز ہے اور چرانا بھی، اسی طرح کماۃ یعنی کھنسی (ایک قسم کا خودروساگ) بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ نباتات میں سے نہیں ہے! حضرت امام شافعی کے مسلک میں زمین حرم کی گھاس میں جانوروں کو چرانا بھی جائز ہے۔

لقطہ " اس چیز کو کہتے ہیں جو کہیں گری پڑی پائی جائے اور اس کا مالک معلوم نہ ہو۔ زمین حرم کے علاوہ عام طور پر لقطہ کا حکم تو یہ ہے کہ اس کو اٹھانے والا عام لوگوں میں یہ اعلان کراتا رہے کہ میں نے کسی کی کوئی چیز پائی ہے جس شخص کی ہو وہ حاصل کر لے۔ اگر اس اعلان کے بعد بھی اس چیز کا مالک نہ ملے تو وہ شخص اگر خود نادار و مستحق ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے اور اگر نادار نہ ہو تو پھر کسی نادار کو بطور صدقہ دے دے پھر اگر بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اس کو اس کی قیمت ادا کرے لیکن زمین حرم کے لقطہ میں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا، یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اعلان ہے جب تک کہ اس کا مالک نہ مل جائے یعنی جب تک اس کے مالک کا پتہ نہ لگے اس وقت تک اس کا اعلان کیا جاتا رہے اور مالک کا انتظار کیا جائے، اس کو آخر تک نہ تو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے نہ کسی کو بطور صدقہ دیا جاسکتا ہے اور نہ اپنی ملکیت بنایا جاسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک حرم اور غیر حرم کے لقطہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے، ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں مطلق طور پر لقطہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جو انشاء اللہ لقطہ کے باب میں آئیں گی۔ حدیث کے الفاظ الان من عرفہا کا مطلب ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ زمین حرم کے لقطہ کو اٹھانے والا پورے ایک برس تک مکہ میں اس کا اعلان کرتا کرتا رہے جیسا کہ اور جگہ کرتے ہیں، اعلان کو صرف ایام حج کے ساتھ مخصوص نہ کرے، گویا حدیث کے اس جملہ کا حاصل یہ ہوا کہ زمین حرم کے لقطہ کے بارے میں کسی کو یہ غلط فہمی و گمان نہ ہونا چاہئے کہ وہاں اس کا اعلان صرف ایام حج ہی کے دوران کرنا کرنا کافی ہے۔

باب تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيْهِ ۔

یہ باب ہے کہ مکہ میں قتال کا خرام ہونا

2875 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ

طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ "إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيهِ الْقِتَالُ لَأَحَدٍ قَبْلِي وَأَحِلَّ لِي سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ"۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

یہ شہر حرم ہے اللہ تعالیٰ نے اسے حرم قرار دیا ہے مجھ سے پہلے کسی بھی شخص کے لیے اس میں قتال کرنا حلال قرار نہیں دیا گیا میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں اسے حلال قرار دیا گیا ہے اب یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی وجہ سے قابل احترام ہے۔

2876 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَتَّبِعُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ أَذِنَ لِي أَيْهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثُكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعْتُهُ أَدْنَى وَوَعَاهُ قَلْبِي وَابْصَرْتُهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمْدُ اللَّهِ وَأَتْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْصِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُسَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ".

☆ ☆ سعید بن ابوسعید کہتے ہیں: حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے یہ کہا: یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ مکہ کی طرف لشکر روانہ کرنے لگا تھا۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں فتح مکہ کے اگلے دن نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے میں نے اپنے ان دوکانوں کے ذریعے آپ ﷺ کی بات کو سنا میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا میں اس وقت اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے آپ ﷺ کو دیکھ رہا تھا جب آپ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا:

بے شک مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا ہے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ یہاں خون بہائے یا یہاں کے کسی درخت کو کاٹے اگر کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ کے یہاں قتال کرنے کی وجہ سے رخصت حاصل کرنا چاہے تو تم اسے یہ کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی اس نے تمہیں یہ اجازت نہیں دی ہے اور مجھے بھی اس نے دن کے ایک مخصوص حصے میں اس کی اجازت دی ہے اب اس کی حرمت اسی طرح واپس آگئی ہے جس طرح گزشتہ کل تھی ہر موجود شخص غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچا دے۔

باب حُرْمَةِ الْحَرَمِ .

یہ باب حرم کی حرمت کے بیان میں ہے

2877 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سُحَيْمٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا

2876- أخرجه البخاري في العلم، باب يبلغ العلم الشاهد الغائب (الحديث 104) مطولاً، وفي جزاء الصيد، باب لا يعصده شجر الحرم (الحديث 1832) مطولاً، وفي المغاري، باب 51. (الحديث 4295) مطولاً. وأخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة وصيداتها وحلها وشجرها ولقطتها إلا ما نشد على البدوام (الحديث 446) مطولاً. وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في حرمة مكة (الحديث 809) مطولاً، وفي الديات، باب ما جاء في حكم ولي القتل في القصاص والعفو (الحديث 1406) مطولاً. تحفة الاشراف (12057).
2877- الفرد به السائي. تحفة الاشراف (12928).

هُرَيْرَةُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَغْزُو هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ لِيُخَسَفَ بِهِم بِالْبَيْدَاءِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اس گھر پر ایک لشکر حملہ کرے گا اور انہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2878 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي

عَنْ مُسْعَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْتَهَى الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هَذَا الْبَيْتِ حَتَّى يُخَسَفَ بِجَيْشٍ مِنْهُمْ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اس شہر پر حملے کے لیے لشکر آتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2879 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصْبِصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَخِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَبْعَثُ جُنْدًا إِلَى هَذَا الْحَرَمِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خَسَفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ". قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ قَالَ "تَكُونُ لَهُمْ قُبُورًا".

☆☆ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حرم کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے آگے والوں اور پیچھے والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔

میں نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے اگر اس (لشکر) میں کچھ مؤمن لوگ بھی موجود ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کی بھی قبریں بن جائیں گی۔

2880 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُمِّةَ بِنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ

سَمِعَ جَدَّهُ يَقُولُ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيُومَنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُوهُ حَتَّى إِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خَسَفَ بِأَوَّلِهِمْ فَيَنَادِي أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيُخَسَفُ بِهِمْ جَمِيعًا وَلَا يَنْجُو إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ". لَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلَى جَدِّكَ وَأَشْهَدُ عَلَى جَدِّكَ أَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلَى حَفْصَةَ وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2878- انفرده النسائي . تحفة الاشراف (12199) .

2879- اخرجہ مسلم فی الفتن و اشراط الساعة، باب الخسف بالجيش الذي يوم البيت (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (15793) .

2880- اخرجہ ابن ماجه فی الفتن، باب جيش البیداء (الحديث 4063) . تحفة الاشراف (15799) .

ایک لشکر اس گھر کی طرف ضرور آئے گا وہ اس پر حملہ کرنا چاہیں گے جب وہ بیدار کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے درمیانی حصے کو دھنسا دیا جائے گا پھر ان کے آگے والے لوگ اور پیچھے والے لوگ بلند آواز میں پکاریں گے پھر ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور ان میں سے کوئی بھی نجات نہیں پائے گا اور صرف ایک شخص ہوگا جو لشکر سے الگ تھلک ہوگا وہ ان کے بارے میں بتائے گا۔

سفیان ثمالی راوی بیان کرتے ہیں ایک شخص نے ان سے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے دادا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے دادا نے سیدہ حصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدہ حصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی ہے جب دنیا اپنی عمر کے آخری دور میں ہوگی، چنانچہ اس آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد مصر کے حکمران سفیانی کا ایک لشکر خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانے کے ناپاک ارادہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوگا مگر وہ اپنے اس ناپاک ارادہ میں کامیاب ہونے سے پہلے ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایسے لوگ لشکر کے ناپاک ارادوں کے ہموانہ ہوں گے اور خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانا یا اس کی توہین کرنا ان کا مقصد نہیں ہوگا مگر چونکہ وہ لشکر میں شامل ہو کر نہ صرف یہ کہ ان کی بھیڑ میں اضافہ کریں گے بلکہ ایک طرح سے ان کے ناپاک ارادوں میں اعانت کا سبب بھی بنیں گے اس لئے پورے لشکر کے ساتھ ان کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے، ہاں پھر قیامت میں سب کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا کہ جو شخص کسی مجبور اور زبردستی کے تحت لشکر میں شامل ہوا ہوگا اور اس کی نیت صاف اور اس کا قلب ایمان و اسلام کی روشنی سے منور ہوگا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو لوگ واقعی ناپاک ارادوں کے ساتھ اور بہ نیت کفر لشکر میں شامل ہوں گے انہیں دوزخ کی آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

باب مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ .

یہ باب ہے کہ حرم میں کون سے جانوروں کو مارا جاسکتا ہے؟

2881 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ وَالْعُقْرُبُ وَالْفَارَةُ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں قتل کیا جاسکتا ہے: کوا، چیل، باولا کتا، بچھو اور چوہا۔

باب قتل الحیة فی الحرم .

یہ باب ہے کہ حرم میں سانپ کو مار دینا

2882 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْفَرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْجِدَاةُ وَالْفَارَةُ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مارا جاسکتا ہے: سانپ، پاگل کتا، کوا، چیل اور چوہا۔

2883 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مَنَى حَتَّى نَزَلَتْ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) فَخَرَجْتُ حَيَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقتلوهَا". فَأَبْتَدَرْنَاهَا فَلَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا.

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں خیف کے مقام پر موجود تھے وہاں سورۃ المرسلات نازل ہوئی اس دوران وہاں ایک سانپ نکل آیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے مار دو! ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ ایک بل میں گھس گیا۔

2884 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِذَا جَسَّ الْحَيَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقتلوهَا". فَدَخَلْتُ شَقَّ جُحْرِ فَأَدْخَلْنَا عُودًا فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَأَخَذْنَا سَعْفَةً فَأَضْرَمْنَا فِيهَا نَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقَاهَا اللَّهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا".

☆ ☆ ابو عبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ عرفہ کی رات

2882- نهدم (الحديث 2829).

2883- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1830) بنحوه، وفي بدء الحلق، باب ادا وقع الدباب في شراب احدكم فليغمسه (الحديث 23317) تعليقاً، وفي التفسير، باب (هذا يوم لا ينطقون) (الحديث 4934). و أخرجه مسموع في السلام، باب قتل الحيات و غيرها (الحديث 138) مختصراً. و الحديث عند البخاري في التفسير، سورة (و المرسلات) (الحديث 4931م) و مسلم في السلام، باب قتل الحيات و غيرها (الحديث 137). تحفة الاشراف (9163).

2884- ابفرديه السائي. تحفة الاشراف (9630).

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے یہ وہ رات تھی جو عرفہ کے دن سے پہلے آتی ہے اسی دوران ایک سانپ کی آہٹ محسوس ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے مار دو! وہ ایک بل میں گھس گیا، ہم نے اس میں ٹکڑی داخل کی اور بل کا کچھ حصہ توڑ دیا پھر ہم نے کھجور کی شاخیں میں اور بل میں آگ لگا دی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے تیار کر کے شر سے بچالیا ہے جس طرح اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے۔

باب قتل الوزغ .

یہ باب گرگٹ کو مار دینے کے بیان میں ہے

2885 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَبْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ .

☆ ☆ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے گرگٹ کو مار دینے کی ہدایت کی تھی۔

2886 - أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَزَغُ الْفَوَيْسِقُ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

گرگٹ چھوٹا فاسق ہے (یعنی ایسا جانور ہے جسے مارا جاسکتا ہے)۔

باب قتل العقرب .

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2887 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِئِيُّ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2885 - اخرجہ البخاری فی بدء الحلق، باب خیر مال المسلم غم يتبع بها شغل الجبال (الحديث 3307)، وفي الاسماء، باب قول الله تعالى (وانحد الله ابراهيم حليلاً) وقوله (ان ابراهيم كان امة قانتاً لله) وقوله (ان ابراهيم لاواه حليم) (الحديث 3359). و اخرجہ مسلم فی السلام، باب استحباب قتل الوزغ (الحديث 142 و 143) و اخرجہ ابن ماجه فی الصيد، باب قتل الوزغ (الحديث 3228). تحفة الاشراف (18329).

2886 - اخرجہ البخاری فی جراء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1831). تحفة الاشراف (16598).

2887 - اخرجہ النسائي، تحفة الاشراف (16401).

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مارا جاسکتا ہے: پاگل کتا، کوا، چیل، بچھو اور چوہا۔

باب قَتْلِ الْفَارَةِ فِي الْحَرَمِ -

یہ باب حرم میں چوہے کو مار دینے میں ہے

2888 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے: کوا، چیل، پاگل کتا، چوہا اور بچھو۔

2889 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا خَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے: بچھو، کوا، چیل، چوہا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْحِدَاةِ فِي الْحَرَمِ -

یہ باب حرم میں چیل کو مار دینے میں ہے

2890 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَاةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ" .

2888- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1829) . و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم

غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 71) . تحفة الاشراف (16699) .

2889- أخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1828) . و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم

غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 73) . تحفة الاشراف (15804) .

2890- أخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا وقع اللباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احد جناحه داء و في الاخر شفاء، وخمس من

الدواب فواسق يقتلن في الحرم (الحديث 3314) . و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم

(الحديث 79 و 70) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 837) . تحفة الاشراف (16629) .

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مار دیا جائے گا: چیل، کوا، چوہا، بچھو اور پاگل کتا۔
امام عبد الرزاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: بعض محدثین نے اس روایت کو مختلف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

باب قَتْلِ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ .

یہ باب حرم میں کوء کو مار دینے میں ہے

2891 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَانَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ لَأَنَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يَقْتُلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعُقْرُبُ وَالْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْجِدَاةُ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا: بچھو، چوہا، کوا، پاگل کتا اور چیل۔

باب النَّهْيِ أَنْ يُنْفَرَ صَيْدُ الْحَرَمِ .

یہ باب حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت میں ہے

2892 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هَذِهِ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَلْبِي وَلَا لَأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ وَهِيَ سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلَى خِلَافُهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقُطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ" . فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرَّبًا فَقَالَ إِلَّا إِذْ خَرَفَانَهُ لِيُوتِنَا وَقُبُورِنَا . فَقَالَ "إِلَّا إِذْ خَرَفَ" .

★★ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم قرار دیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے یہ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہوا ہے اور میرے بعد بھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا میرے لیے بھی یہ صرف دن کے ایک مخصوص حصے میں حلال قرار دیا گیا ہے اور یہ اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے قابل احترام ہے اور قیامت تک رہے گا یہاں کے نباتات

2891- اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما یندب للمحرم وغیرہ قبلہ من الدواب فی الحل والحرم (الحديث 68) . تحفة الاشراف (16862) .

2892- اخرجہ البخاری فی اللقطة، باب کیف تعرف لقطة اهل مكة (الحديث 2433) تعليقاً مختصراً . تحفة الاشراف (6169) .

کو کاٹا نہیں جائے گا یہاں کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا یہاں کی گری ہوئی چیز کو اٹھایا نہیں جائے گا البتہ اعلان کرنے کے لیے اٹھایا جاسکتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ ایک تجربہ کار آدمی تھے انہوں نے عرض کی اذخر کاٹنے کی اجازت دیجئے! کیونکہ ہمارے گھروں میں اور قبرستان میں استعمال ہوتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اذخر کا حکم مختلف ہے (یعنی اسے کاٹنے کی اجازت ہے)۔

باب استقبال الحج

یہ باب ہے کہ حج (یعنی حاجیوں) کا استقبال کرنا

2893 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ خَلُّوا بَيْنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ رَوَاحَةَ فِي حَرَمِ اللَّهِ وَبَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ هَذَا الشِّعْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَلَامُهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَفْعِ النَّبْلِ".

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عمرہ قضاء کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اے کافروں کی اولاد! آج نبی اکرم ﷺ کے راستے کو چھوڑ دو! آج ہم اللہ کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! اللہ کے حرم میں اور اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تم یہ شعر پڑھ رہے ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کرنے دو! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اس کا کام ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

2894 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُعَيْلِمَةُ بِنْتُ هَاشِمٍ - قَالَ - فَحَمَلَتْ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو بٹو ہاشم کے چند کم سن

2893-تقدم (الحديث 2873) .

2894-اخرجه البخاري في العمرة، باب استقبال الحاج القادمين و الثلاثة على الدابة (الحديث 1798) و في البياس، باب الثلاثة على الدابة

(الحديث 5965) . تحفة الاشراف (6053) .

بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا، نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھالیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

باب تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ بلند نہ کرنے میں ہے

2895 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قُرْعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ أَيُوقِعُ يَدَيْهِ قَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَخَذًا يَقَعُلُ هَذَا إِلَّا الْيَهُودَ حَاجِبًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ .

☆☆ مہاجر کی بیان کرتے ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے کیا وہ اس وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کام کوئی یہودی ہی کر سکتا ہے ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے اور ہم نے ایسا نہیں کیا تھا۔

باب الدُّعَاءِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کی زیارت کے وقت دعا مانگنے میں ہے

2896 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرِئَةَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ طَارِقٍ بْنَ عُلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَّنَا فِي دَارِ يَعْطَى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا .

☆☆ عبد الرحمن بن طارق اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ دار یعلیٰ کی جگہ پر تشریف لاتے تھے تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگی۔

شرح

زار بیت اللہ، مکہ پہنچ کر جب مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے وہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ کعبہ مقدس کے جمال دل ربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے مانگ لیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس وقت دعا مانگتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھائے جائیں یا نہیں؟ چنانچہ یہ حدیث اس کا انکار کر رہی ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا مانگنے والا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے، جب کہ حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے جائیں اور دعا مانگی جائے۔ (طبی)

ملا علی قری نے مرقات میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف لکھا ہے یعنی ان کی

2895 - أخرجه أبو داود في المسالك، باب في رفع اليدين إذا رأى البيت (الحديث 1870) و الحديث عند: الرمزي في الحج، باب ما جاء في

كراهية رفع اليدين عند رؤية البيت (الحديث 855) . تحفة الاشراف (3116) .

2896 - أخرجه أبو داود في المسالك، باب طواف الوداع (الحديث 2007) . تحفة الاشراف (18374) .

نقل کے مطابق ان دونوں ائمہ کے ہاں ہاتھ اٹھانا مشروع ہے لیکن ملا علی قاری نے اپنی ایک اور کتاب مناسک میں اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ بعض علماء سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور و معتمد کتاب ہدایہ اور درمختار سے بھی یہی بات ظہرت ہوتی ہے کہ اس موقع پر ہاتھ نہ اٹھانا چاہئے۔

باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .

یہ باب مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

2897 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ".
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوسَى الْجُهَنِيِّ . وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف موسیٰ جہنی نامی راوی نے اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جبکہ ابن جریج اور دیگر محدثین نے اسے مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

2898 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَنْبَأَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ".

★★ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد کعبہ کا حکم مختلف ہے۔

2899 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْرَضَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَ الْأَعْرَضُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةٌ لِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْكُعْبَةَ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ کعبہ (یعنی مسجد حرام) کا حکم مختلف ہے۔

باب بِنَاءِ الْكُعْبَةِ .

یہ باب خانہ کعبہ کی تعمیر کے بیان میں ہے

2900 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَلَمْ تَرَى أَنَّ قَوْمَكَ جِئُوا الْكُعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ "لَوْلَا جَذَلَانُ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ". فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْنُ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى تَرْكَ اسْتِغْلَامِ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلْبَانِ الْحَجَرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُنْعَمَ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

☆ ☆ ابن شہاب سالم بن عبد اللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: عبد اللہ بن محمد بن ابوبکر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے غور کیا ہے تمہاری قوم نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں میں سے کچھ کم کر دیا تھا۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ کیوں نہیں تعمیر کر دیتے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

2899- أخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة (الحديث 1190). وأخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة (الحديث 507). وأخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في أي المساجد الفضل (الحديث 325). وأخرجه ابن ماجه في إمامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1404). تحفة الأشراف (13464 و 14960).

2900- أخرجه البخاري في الحج، باب فضل مكة وبنائها (الحديث 1583)، وفي الأنبياء، باب 10. (الحديث 3368)، وفي التفسير، باب قوله تعالى: (وإذ يرفع إبراهيم القواعد من البيت وإسماعيل ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم) (الحديث 4484). وأخرجه مسلم في الحج، باب نقض الكعبة وبنائها (الحديث 399 و 400). وأخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (وإذ يرفع إبراهيم القواعد من البيت) (الحديث 19). تحفة الأشراف (16287).

اگر تمہاری قوم زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتی (تو میں ایسا کر دیتا)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے تو میرا خیال ہے عظیم حقے پاس والے دو ارکان کا اسلام اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا تھا کیونکہ بیت اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق مکمل نہیں بنایا گیا تھا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے صرف دو رکن کا اسلام کرنے دیکھا ہے جو یمن کی سمت ہیں۔ (بخاری مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث: 1113)

کعبہ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوہری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی و عراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔

اسلام "کے معنی ہیں" لمس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔ چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یہ ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

2901 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَهُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَنَيْتُ عَلَى آسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا فَإِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا بَنَى الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

اگر تمہاری قوم زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو گرا کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا اور اس

کے دوسری طرف بھی ایک دروازہ بنانا قریش نے جب بیت اللہ کی تعمیر کی تھی تو انہوں نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔

2902 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي - وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ قَوْمِكَ - حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ". فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ. ☆ ☆ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری قوم۔

محمد نامی راوی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:

اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کر دیتا اور پھر (دوبارہ تعمیر کرتے) اس کے دو دروازے بناتا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ آیا تو انہوں نے خانہ کعبہ کے دو دروازے بنادیئے تھے۔

2903 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالنَّبِيِّ لَهْدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أَخْرَجَ مِنْهُ وَالزَّقْنَةُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَإِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوا عَنْ بِنَائِهِ فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ". قَالَ فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى هَدْمِهِ. قَالَ يَزِيدُ وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجَرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِجَارَةً كَأَسْنَمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَحِّجَةً.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو منہدم کرنے کا حکم دیتا (پھر اس کی دوبارہ تعمیر کرتا) میں اس میں اس حصے کو شامل کر لیتا جسے اس میں سے نکال دیا گیا ہے اسے زمین کے ساتھ ملا دیتا میں اس کے دو دروازے بناتا ایک مشرق کی سمت ہوتا اور ایک مغرب کی سمت میں ہوتا وہ لوگ اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکے تھے میں اُسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔

راوی کہتے ہیں: اسی روایت کی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تھا۔

یزید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں اس وقت وہاں موجود تھا جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم کر دیا تھا اور اس کی تعمیر نو کروائی تھی۔ انہوں نے حطیم کو اس میں شامل کر دیا تھا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیادوں کے پتھروں کو دیکھا تھا جو اونٹ کی کوہان کی طرح کے تھے اور مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

2904 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُخَرَّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

خانہ کعبہ کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا دوپٹے پندلیوں کا مالک شخص منہدم کر دے گا۔

تعمیر کعبہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا واقعہ

ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم کو اجازت ملی اور آپ تشریف لائے تو حضرت اسماعیل کو زمزم کے پاس ایک ٹیپے پر سیدھے کرتے ہوئے پایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام باپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور باادب ملے جب باپ بیٹے ملے تو غلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل مجھے اللہ کا ایک حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا ابا جان جو حکم ہوا ہو اس کی تعمیل کیجئے، کہا بیٹا تمہیں بھی میرا ساتھ دینا پڑے گا۔ عرض کرنے لگے میں حاضر ہوں اس جگہ اللہ کا ایک گھر بنانا ہے کہنے لگے بہتر اب باپ بیٹے نے بیت اللہ کی نیورکھی اور دیواریں اونچی کرنی شروع کیں، حضرت اسماعیل پتھر لا لا کر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم منے جاتے تھے جب دیواریں قدرے اونچی ہو گئیں تو حضرت ذبیح اللہ یہ پتھر یعنی مقام ابراہیم کا پتھر لائے، اس اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم کعبہ کے پتھر رکھتے جاتے تھے اور دونوں باپ بیٹا یہ دعا مانگتے جاتے تھے کہ باری تعالیٰ تو ہماری اس ناچیز خدمت کو قبول فرماتا تو سننے اور جاننے والا ہے۔

بادل کے سائے تک بیت اللہ کی زمین ہونے کا واقعہ

یہ روایت اور کتب حدیث میں بھی ہے کہیں مختصر اور کہیں مفصلاً ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ذبیح اللہ کے بدلے جو ذنبہ ذبح ہوا تھا اس کے سینک بھی کعبہ اللہ میں تھے اور پر کی لمبی روایت بروایت حضرت علی بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب بھی کعبہ اللہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے سر پر ایک بادل سا ملاحظہ فرمایا جس میں سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جہاں جہاں تک اس بادل کا سایہ ہے وہاں تک کی زمین بیت اللہ میں لے لو کی زیادتی نہ ہو اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ بنا کر وہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو چھوڑ کر آپ تشریف لے گئے لیکن روایت ہی ٹھیک ہے اور اس طرح تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ بنا پہلے رکھ دی تھی لیکن بنایا بعد میں، اور بنانے میں بیٹا اور باپ دونوں شامل تھے جیسے کہ قرآن پاک کے الفاظ بھی ہیں

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے بناء بیت اللہ شروع کیفیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

2904 - أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْحَجِّ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (وَجَعَلَ اللَّهُ الْبَيْتَ الْحَرَامَ) - وَإِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحدیث 1591) - وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ

فِي الْفَنَنِ وَاشْرَاطُ السَّاعَةِ، بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَتَعَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَ الْمَبِيتِ مِنَ الْبَلَاءِ (الحدیث 57) - وَأَخْرَجَهُ

السَّائِي فِي التَّفْسِيرِ: سُورَةُ الْمَائِدَةِ، قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَجَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ) (الحدیث 172) - تَحْفَةُ الْأَشْرَافِ (13116) -

نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ میرا گھر بناؤ حضرت ابراہیم گھبرائے کہ مجھے کہاں بنانا چاہئے کس طرح اور کتنا بڑا بنانا چاہئے وغیرہ اس پر سیکھنا نازل ہوا اور حکم ہوا کہ جہاں یہ ٹھہرے وہاں تم میرا گھر بناؤ آپ نے بنانا شروع کیا جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو حضرت اسماعیل سے کہا بیٹا کوئی اچھا سا پتھر ڈھونڈ لاؤ تو دیکھا کہ آپ اور پتھر وہاں لگا چکے ہیں، پوچھا یہ پتھر کون لایا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے یہ پتھر حضرت جبرائیل آسمان سے لے کر آئے، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اب جہاں بیت اللہ ہے وہاں زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر بلبلوں کے ساتھ جھاگ سی تھی یہیں سے زمین پھیلائی گئی،

حضرت علی فرماتے ہیں کعبۃ اللہ بنانے کے لیے حضرت خلیل آرمینہ سے تشریف لائے تھے حضرت سدی فرماتے ہیں حجر اسود حضرت جبرائیل ہند سے لائے تھے اس وقت وہ سفید چمکدار یا قوت تھا جو حضرت آدم نے بنا کی،

مسند عبد الرزاق میں ہے کہ حضرت آدم ہند میں اترے تھے اس وقت ان کا قد لمبا تھا زمین میں آنے کے بعد فرشتوں کی تسبیح نماز و دعا وغیرہ سنتے تھے جب قد گھٹ گیا اور وہ پیاری آوازیں آنی بند ہو گئیں تو آپ گھبرانے لگے حکم ہوا کہ مکہ کی طرف رکھا اور اسے اپنا گھر قرار دیا، حضرت آدم یہاں طواف کرنے لگے اور مانوس ہوئے گھبراہٹ جاتی رہی حضرت نوح کے طوفان کے زمانہ میں یہ پھر اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے بنوایا حضرت آدم نے یہ گھر حرا طور زیتا حیل لبنان طور سینا اور جودی ان پانچ پہاڑوں سے بنایا تھا لیکن ان تمام روایتوں میں تفاوت ہے۔

بیت اللہ کے بارے میں بھیڑوں کی گواہی کا واقعہ

بعض روایتوں میں ہے کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ بنایا گیا تھا، حضرت ابراہیم کے ساتھ بیت اللہ کے نشان بتانے کے لیے حضرت جبرائیل چلے تھے اس وقت یہاں جنگی درختوں کے سوا کچھ نہ تھا کس دور عمالیق کی آبادی تھی یہاں آپ حضرت ام اسماعیل کو اور حضرت اسماعیل کو ایک چھپرے تلے بٹھا گئے ایک اور روایت میں ہے کہ بیت اللہ کے چار ارکان ہیں اور ساتویں زمین تک وہ نیچے ہوتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ذوالقرنین جب یہاں پہنچے اور حضرت ابراہیم کو بیت اللہ بناتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ کے حکم سے اس کا گھر بنا رہے ہیں پوچھا کیا دلیل؟ کہا یہ بھیڑیں گواہی دیں گی پانچ بھیڑوں نے کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ یہ دونوں اللہ کے مامور ہیں، ذوالقرنین خوش ہو گئے اور کہنے لگے میں نے مان لیا الرزقی کی تاریخ مکہ میں ہے کہ ذوالقرنین نے خلیل اللہ اور ذبح اللہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

صحیح بخاری میں ہے قواعد بنیان اور اساس کو کہتے ہیں یہ قاعدہ کی جمع ہے قرآن میں اور جگہ آیت (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ) 24. النور: 60 بھی آیا ہے اس کا مفرد بھی قاعدہ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتیں کہ تمہاری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم کا اسلام تازہ اور ان کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر لیتا حضرت عبد اللہ بن عمر کو جب یہ حدیث پہنچی تو

فرمانے لے، شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کے دوستوں کو چھوٹے نہ تھے۔

سج سلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہ اگر تیری قوم کا جاہلیت کا زمانہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کے خزانہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کر ڈالتا اور دروازے کو زمین دوز کر دیتا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ میں اس کا دوسرا دروازہ بھی بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے چنانچہ ابن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اسے میں دوبارہ بنائے ابراہیمی پر بنانا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دروازہ مشرق رخ کرنا اور دوسرا مغرب رخ اور چھ ہاتھ حطیم کو اس میں داخل کر لیتا جسے قریش نے باہر کر دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے قریش نے نئے سرے سے کعبہ بنایا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر میں پاک مال خرچ کرنے کا واقعہ

اس بنا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک تھے آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی اور پھر آپ بھی اٹھاتے تھے عمر بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی اس وقت قریش نے کعبہ اللہ کو نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا ایک تو اس لئے کہ اس کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں چھت نہ تھی دوسرے اس لئے بھی کہ بیت اللہ کا خزانہ چوری ہو گیا تھا جو بیت اللہ کے بیچ میں ایک گہرے گڑھے میں رکھا ہوا تھا یہ مال "دو یک" کے پاس ملا تھا جو خزائنہ کے قبیلے بنی یثیع بن عمرو کا مولیٰ تھا ممکن ہے۔

چوروں نے یہاں لا رکھا ہو لیکن اس کے ہاتھ اس چوری کی وجہ سے کاٹے گئے ایک اور قدرتی سہولت بھی اس کے لیے ہو گئی تھی کہ روم کے تاجروں کی ایک کشتی جس میں بہت اعلیٰ درجہ کی لکڑیاں تھیں وہ طوفان کی وجہ سے جدہ کے کنارے آ گئی تھی یہ لکڑیاں چھت میں کام آ سکتی تھیں اس لیے قریشیوں نے انہیں خرید لیا اور مکہ کے ایک بڑھئی جو قبیلہ میں سے تھا کو چھت کا کام سونپا یہ سب تیاریاں تو ہو رہی تھیں لیکن بیت اللہ کو گرانے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس کے قدرتی اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

بیت اللہ کے خزانہ میں ایک بڑا اڑدھا تھا جب کبھی لوگ اس کے قریب بھی جاتے تو وہ منہ پھاڑ کر ان کی طرف لپکتا تھا یہ سانپ ہر روز اس کنویں سے نکل کر بیت اللہ کی دیواروں پر آ بیٹھتا تھا ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا پرندہ بھیجا وہ اسے پکڑ کر لے اڑا قریشیوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا ارادہ مرضی مولا کے مطابق ہے لکڑیاں بھی ہمیں مل گئیں بڑھئی بھی ہمارے پاس موجود ہے سانپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دفع کیا۔ اب انہوں نے مستقل ارادہ کر لیا کہ کعبہ اللہ کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں۔ سب سے پہلے ابن وہب کھڑا ہوا اور ایک پتھر کعبہ اللہ کو گرا کر اتارا جو اس کے ہاتھ سے اڑ کر پھروہیں جا کر نصب ہو گیا اس نے تمام قریشیوں سے خطاب کر کے کہا سنو بیت اللہ کے بنانے میں ہر شخص اپنا طیب اور پاک مال خرچ کرے۔ اس میں زنا کاری کا روپیہ سودی بیوپار کا روپیہ ظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ لگنا۔

حجر اسود کو رکھنے پر اہل عرب کے جنگ پر تیار ہو جانے کا واقعہ

بعض لوگ کہتے ہیں یہ مشورہ ولید بن مغیرہ نے دیا تھا اب بیت اللہ کے حصے بانٹ لئے گئے دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف ۱۰

زہرہ بنائیں حجر اسود اور رکن یمانی کا حصہ بنی مخزوم بنائیں۔ قریش کے اور قبائل بھی ان کا ساتھ دیں۔ کعبہ کا پچھلا حصہ بنو نج اور سہم بنائیں۔ حطیم کے پاس کا حصہ بنو عبدالدار بن قصف اور بنو اسد بن عبد العزی اور بنو عدی بن کعب بنائیں۔ یہ مقرر کر کے ابن بنی ہوئی عمارت کو ڈھانے کے لیے چلے لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑتی کہ اسے مسمار کرنا شروع کرے۔

آخر ولید بن مغیرہ نے کہا لو میں شروع کرتا ہوں کدال لے کر اوپر چڑھ گئے اور کہنے لگے اے اللہ تجھے خوب علم ہے کہ ہمارا ارادہ برا نہیں ہم تیرے گھر کو اجاڑنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے آباد کرنے کی فکر میں ہیں۔ یہ کہہ کر کچھ حصہ دونوں رکن کے کناروں کا گرایا قریشیوں نے کہا بس اب چھوڑو اور رات بھر کا انتظار کرو اگر اس شخص پر کوئی وبال آ جائے تو یہ پتھر اسی جگہ پر لگا دینا اور خاموش ہو جانا اور اگر کوئی عذاب نہ آئے تو سمجھ لینا کہ اس کا کرنا اللہ کو ناپسند نہیں پھر کل سب مل کر اپنے اپنے کام میں لگ جانا چنانچہ صبح ہوئی اور ہر طرح خیریت رہی اب سب آ گئے اور بیت اللہ کی اگلی عمارت کو گرا دیا یہاں تک کہ اصلی نیوی یعنی بناء ابراہیمی تک پہنچ گئے یہاں سبز رنگ کے پتھر تھے کے ملنے کے ساتھ ہی تمام مکہ کی زمین ملنے لگی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں جدا کر کے اور پتھر ان کی جگہ لگانا اللہ کو منظور نہیں اس لئے ہمارے بس کی بات نہیں اس ارادے سے باز رہے اور ان پتھروں کو اسی طرح رہنے دیا۔

پھر ہر قبیلہ نے اپنے اپنے حصہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کئے اور عمارت بنی شروع ہوئی یہاں تک کہ باقاعدہ جنگ کی نوبت آ گئی فرقے آپس میں کھج گئے اور لڑائی کی تیاریاں میں مشغول ہو گئے بنو عبدالدار اور بنو عدی نے ایک طشتری میں خون بھر کر اس میں ہاتھ ڈبو کر حلف اٹھایا کہ سب کٹ مریں گے لیکن حجر اسود کسی کو نہیں رکھنے دیں گے اسی طرح چار پانچ دن گزر گئے پھر قریش مسجد میں جمع ہوئے کہ آپس میں مشورہ اور انصاف کریں۔

نبی کریم ﷺ کی حکمت و دنانی نے سب قبائل کے دل جیت لئے

تو ابوامیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ معمر اور عقلمند تھے کہا سنو لو گوتم اپنا منصف کسی کو بنا لو وہ جو فیصلہ کرے سب منظور کر لو۔ لیکن پھر منصف بنانے میں بھی اختلاف ہو گا اس لئے ایسا کر دو کہ اب جو سب سے پہلے یہاں مسجد میں آئے وہی ہمارا منصف۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اب منتظر ہیں کہ دیکھیں سب سے پہلے کون آتا ہے؟ پس سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے ہم آپ کے حکم پر رضا مند ہیں۔ یہ تو امین ہیں یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کو کہہ سنایا آپ نے فرمایا جاؤ کوئی موٹی اور بڑی سی چادر لاؤ وہ لے آئے۔ آپ نے حجر اسود اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس میں رکھا پھر فرمایا ہر قبیلہ کا سردار آئے اور اس کپڑے کا کونہ پکڑ لے اور اس طرح ہر ایک حجر اسود کے اٹھانے کا حصہ دار بنے اس پر سب لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور تمام سرداروں نے اسے تمام کر اٹھا لیا۔ جب اس کے رکھنے کی جگہ تک پہنچے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنے ہاتھ سے اسی جگہ رکھ دیا اور وہ نزاع و اختلاف بلکہ جدال و قتال رفع ہو گیا اور اس طرح اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے گھر میں اس

مبارک پھر کو نصب کرایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ اب پھر اوپر کا حصہ بنا اور کعبۃ اللہ کی عمارت تمام ہوئی ابن اسحاق مورخ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ قباطی کا پردہ چڑھایا جاتا تھا پھر چادر کا پردہ چڑھنے لگا۔ ریشمی پردہ سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے چڑھایا۔ کعبہ کی یہی عمارت رہی یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدائی زمانہ میں ساٹھ سال کے بعد یہاں آگ لگی اور کعبہ جل گیا۔ یہ یزید بن معاویہ کی ولایت کا آخری زمانہ تھا اور اس نے ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ان دنوں میں خلیفہ مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث سنی تھی اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پر بیت اللہ کو گرا کر ابراہیمی قواعد پر بنایا حطیم اندر شامل کر لیا، مشرق و مغرب دو دروازے رکھے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا اور دروازوں کو زمین کے برابر رکھا آپ کی امارت کے زمانہ تک کعبہ اللہ یونہی رہا یہاں تک کہ ظالم حجاج کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔ اب حجاج نے عبدالملک بن مردان کے حکم سے کعبہ کو پھر توڑ کر پہلے کی طرح بنالیا۔

استخارہ کر کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا واقعہ

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبہ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اسکی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سرے نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہوگا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذا نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر لوگوں کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور میرے پاس خرچ بھی ہوتا جس میں بنا سکوں تو حطیم میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں لے لیتا اور کعبہ کے دو دروازے کرتا ایک آنے کا اور ایک جانے کا حضرت عبداللہ نے یہ روایت بیان کر کے فرمایا اب لوگوں کے کفر کا زمانہ قریب کا نہیں رہا ان سے خوف جاتا رہا اور خزانہ بھی معمور ہے میرے پاس کافی روپیہ ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری نہ کروں چنانچہ

پانچ ہاتھ عظیم اندر لے لی اور اب جو دیوار کھڑی کی تو ٹھیک ابراہیمی بنیاد نظر آنے لگی جو لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھ لی اور اسی پر دیوار کھڑی کی بیت اللہ کا طول اٹھارہ ہاتھ تھا اب جو اس میں پانچ ہاتھ اور بڑھ گیا تو چھوٹا ہو گیا اس لیے طول میں دس ہاتھ اور بڑھایا گیا اور دو دروازے بنائے گئے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا ابن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج بن عبد الملک کو لکھا اور ان سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ بھی لکھ بھیجا کہ مکہ شریف کے عادلوں نے دیکھا ہے ٹھیک حضرت ابراہیم کی نیو پر کعبہ تیار ہوا ہے لیکن عبد الملک نے جواب دیا کہ طول کو تو باقی رہنے دو اور عظیم کو باہر کر دو اور دوسرا دروازہ بند کر دو۔

حجاج نے اس حکم کے مطابق کعبہ کو تڑوا کر پھر اسی بنا پر بنا دیا لیکن سنت طریقہ یہی تھا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی بناء کو باقی رکھا جاتا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی چاہت یہی تھی لیکن اس وقت آپ کو یہ خوف تھا کہ لوگ بدگمانی نہ کریں ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں لیکن یہ حدیث عبد الملک بن مروان کو نہیں پہنچی تھی اس لئے انہوں نے اسے تڑوا دیا جب انہیں حدیث پہنچی تو رنج کرتے تھے اور کہتے تھے کاش کہ ہم یونہی رہنے دیتے اور نہ تڑاتے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ حارث عبید اللہ جب ایک وفد میں عبد الملک بن مروان کے پاس پہنچے تو عبد الملک نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو حنیبلہ یعنی عبد اللہ بن زبیر نے (اپنی خالہ) حضرت عائشہ سے یہ حدیث سنی ہوگی حارث نے کہا ضرور سنی تھی خود میں نے بھی ام المومنین سے سنا ہے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ کہا میں نے سنا ہے آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ عائشہ تیری قوم نے بیت اللہ کو تنگ کر دیا۔ اگر تیری قوم کا زمانہ شرک کے قریب نہ ہوتا تو میں نئے سرے سے ان کی کمی کو پورا کر دیتا لیکن آؤ میں تجھے اصلی نبی بتا دوں شاید کسی وقت تیری قوم پھر اسے اس کی اصلیت پر بنانا چاہے تو آپ نے حضرت صدیقہ کو عظیم میں سے قریباً سات ہاتھ اندر داخل کرنے کو فرمایا اور فرمایا میں اس کے دروازے بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے اور دونوں دروازے زمین کے برابر رکھتا ایک مشرق رخ رکھتا دوسرا مغرب رخ جانتی بھی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازے کو اتنا اونچا کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر نہیں فرمایا محض اپنی اونچائی اور بڑائی کے لیے کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں جب کوئی شخص اندر جانا چاہتا تو اسے اوپر سے دھکا دے دیتے وہ گر پڑتا اور جسے داخل کرنا چاہتے اسے ہاتھ تھام کر اندر لے لیتے۔

عبد الملک نے کہا اسے حارث خود سنا ہے تو تھوڑی دیر تک تو عبد الملک اپنی لکڑی نکالے سوچتے رہے پھر کہنے لگے کاش کہ میں اسے یونہی چھوڑ دیتا صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ کو کوس کر کہا کہ وہ حضرت عائشہ پر اس حدیث کا بہتان باندھنا تھا تو حضرت حارث نے روکا اور شہادت دی کہ وہ سچے تھے میں نے بھی حضرت صدیقہ سے یہ سنا ہے اب عبد الملک افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسے نہ توڑتا۔

قاضی عیاض اور امام نووی نے لکھا ہے خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے پوچھا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر کعبہ کو حضرت ابن زبیر کے بنائے ہوئے کے مطابق بنا دوں، امام مالک نے فرمایا آپ ایسا نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ کعبہ

بادشاہوں کا ایک کھلونا بن جائے جو آئے اپنی طبیعت کے مطابق توڑ پھوڑ کرتا رہے چنانچہ خلیفہ اپنے ارادے سے بازار ہے یہ بات ٹھیک بھی معلوم ہوتی ہے کہ کعبہ کو بار بار چھیڑنا ٹھیک نہیں۔

سیاہ قام حبشی کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی پر خراب کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ قام ایک ایک پتھر الگ الگ کر دے گا اس کا غلاف لے جائے گا اور اس کا خزانہ بھی وہ ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا اور گنجا ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ کدال بجا رہا ہے اور برابر ٹکڑے کر رہا ہے غالباً یہ ناشدنی واقعہ (جس کے دیکھنے سے ہمیں محفوظ رکھے) یا جوج ماجوج کے نکل چکنے کے بعد ہوگا۔ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم یا جوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ شریف کا حج و عمرہ کرو گے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اپنی دعا میں کہتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنالے یعنی مخلص بنالے مطیع بنالے موجود ہر شر سے بچا۔ ریا کاری سے محفوظ رکھ خشوع و خضوع عطا فرما۔

حضرت سلام بن ابی مطیع فرماتے ہیں مسلمان تو تھے ہی لیکن اسلام کی ثابت قدمی طلب کرتے ہیں جس کے جواب میں ارشاد باری ہوا قد فعلت میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی پھر اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے نبی اسرائیل بھی آپ کی اولاد میں ہیں اور عرب بھی قرآن میں ہے آیت (وَمِنْ قَوْمِ مُوسَى أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ) 7. الاعراف: 150 یعنی موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت حق عدل پر تھی لیکن روانی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لیے یہ دعا گوام طور پر دوسروں پر بھی مشتمل ہو اس لیے کہ اس کے بعد دوسری دعا میں ہے کہ ان میں ایک رسول بھیج اور اس رسول سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ یہ دعا بھی پوری ہوئی جیسے فرمایا آیت (هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ) لیکن اس سے آپ کی رسالت خاص نہیں ہوتی بلکہ آپ کی رسالت عام ہے عرب عجم سب کے لیے جیسے آیت (قُلْ يَٰ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) 7. الاعراف: 158 کہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ان دونوں نبیوں کی یہ دعا جیسی ہے ایسی ہی ہر متقی کی دعا ہونی چاہئے۔ جیسے قرآنی تعلیم ہے کہ مسلمان یہ دعا کریں آیت (رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا) 25. الفرقان: 74 اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے انسان یہ چاہے کہ میری اولاد میرے بعد بھی اللہ کی عابد رہے۔ اور جگہ اس دعا کے الفاظ یہ ہیں آیت (وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا ضَمَامًا) 34. ابراہیم: 35 اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین کام جاری رہتے ہیں صدقہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو دعا کرتی رہے (مسلم) پھر آپ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں مناسک دکھا یعنی احکام و زنا وغیرہ سکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر کعبہ کی عمارت پوری ہو جانے کے بعد صفا پر آتے ہیں پھر مروہ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ شعائر اللہ ہیں پھر منی کی طرف لے چلے عقبہ پر شیطان درخت کے پاس کھڑا ہوا لکھا تو فرمایا بکبیر پڑھ کر اسے کنکر مارو۔ ابلیس یہاں سے بھاگ کر جمرہ وسطی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ یہاں بھی اسے کنکریاں ماریں تو یہ خبیث ناامید ہو کر چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ حج کے احکام میں کچھ دخل دے لیکن موقع نہ ملا اور مایوس ہو گیا یہاں سے آپ کو مشعر الحرام میں لائے پھر عرفات میں پہنچایا پھر تین پوچھا کہو سمجھ لیا۔ آپ نے فرمایا ہاں دوسری روایت میں تین جگہ شیطان کو کنکریاں مارنی مروی ہیں اور یہ شیطان کو سات سات کنکریاں ماری ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قبلہ کی تبدیلی کا واقعہ

صحیح بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن خود آپ کی چاہت یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ شریف ہو۔ چنانچہ اب حکم آ گیا اور آپ نے عصر کی نماز اس کی طرف ادا کی۔ آپ کے ساتھ کے نمازیوں میں سے ایک شخص کسی اور مسجد میں پہنچا، وہاں جماعت رکوع میں تھی اس نے انہیں کہا اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھ کر ابھی آ رہا ہوں۔ جب ان لوگوں نے انہیں تو اسی حالت میں وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے، اب بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو لوگ اگلے قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں ان کی نمازوں کا کیا حال ہے۔ تب یہ فرمان نازل ہوا کہ (وما کان اللہ) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت (قد نری) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت جس پر فرمان (ماکان اللہ) الخ نازل ہوا اور ان کی نمازوں کی طرف سے اطمینان ہوا۔ اب بعض بیوقوف ال کتاب نے قبلہ کے بدلے جانے پر اعتراض کیا، جس پر یہ آیتیں (سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ) الخ نازل ہوئیں "شروع ہجرت کے وقت مدینہ شریف میں آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں ادا کرنے کا حکم ہوا تھا۔ یہود اس سے خوش تھے لیکن آپ کی چاہت اور دعا قبلہ ابراہیمی کی تھی۔ آخر جب یہ حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے جھٹ سے اعتراض جڑ دیا۔ جس کا جواب ملا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں آپ دونوں رکن کے درمیان نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سامنے کعبہ ہوتا تھا اور بیت المقدس کے صحرہ کی طرف آپ کا منہ ہوتا تھا، لیکن مدینہ جا کر یہ معاملہ مشکل ہو گیا۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے تھے تو وہاں آپ کو بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے کا حکم قرآن میں نازل ہوا تھا یا دوسری وحی کے ذریعہ یہ حکم ملا تھا۔ بعض بزرگ تو کہتے ہیں یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہادی امر تھا اور مدینہ آنے کے بعد کئی ماہ تک اسی طرف

آپ نمازیں پڑھتے رہے گو چاہت اور تھی۔ یہاں تک کہ پروردگار نے بیت العقیق کی طرف منہ پھیرنے کو فرمایا اور آپ نے اس طرف منہ کر کے پہلے نماز عصر پڑھی اور پھر لوگوں کو اپنے خطبہ میں اس امر سے آگاہ کیا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی۔ حضرت ابوسعید بن معلیٰ فرماتے ہیں "میں نے اور میرے ساتھی نے اول اول کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے اور ظہر کی نماز تھی" بعض مفسرین وغیرہ کا بیان ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قبلہ بدلنے کی آیت نازل ہوئی۔

دو قبلوں والی مسجد کا واقعہ

اس وقت آپ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، دو رکعت ادا کر چکے تھے پھر باقی کی دو رکعتیں آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف پڑھیں، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد ذو قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد ہے۔

حضرت نویلہ بنت مسلم فرماتی ہیں کہ ہم ظہر کی نماز میں تھے جب ہمیں یہ خبر ملی اور ہم نماز میں ہی گھوم گئے۔ مرد عورتوں کی جگہ آگئے اور عورتیں مردوں کی جگہ جا پہنچیں۔ ہاں اہل قبا کو دوسرے دن صبح کی نماز کے وقت یہ خبر پہنچی بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اچانک کسی آنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو حکم قرآنی نازل ہوا اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ ہم لوگ بھی شام کی طرف سے منہ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناسخ کے حکم کا لزوم اسی وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا علم ہو جائے گو وہ پہلے ہی پہنچ چکا ہو۔ اس لئے کہ ان حضرات کو عصر مغرب اور عشا کو لوٹانے کا حکم نہیں ہوا۔

غلاف کعبہ کی مختصر تاریخی جزئیات

غلاف کعبہ اور اس کی ابتداء

غلاف کعبہ کی رسم کوئی نئی رسم نہیں بلکہ قبل الہشت تابعہ یمن سے اس کا آغاز ہوا اور شاہان یمن میں سے اسعد نامی ایک بادشاہ نے جو تیج الکمری کے لقب سے مشہور تھا سب سے پہلے کعبہ مطہرہ کو غلاف پہنایا۔ ہم سب سے پہلے اس بادشاہ یمن کے متعلق کچھ تاریخی معلومات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس کے بعد عہد جاہلیت میں غلاف کعبہ کا دوسرا دور تاریخ کی روشنی میں بیان کریں گے۔ پھر عہد رسالت میں عہد خلافت راشدہ میں کعبہ کو لباس پہنانے کا تذکرہ تاریخی اعتبار سے کریں گے۔ خلافت راشدہ کے بعد آنے والے ادوار میں مثلاً خلفاء عباسیہ، ان کے بعد سلاطین مصر اور سلاطین آل عثمان کے عہد میں غلاف کعبہ کی تاریخ اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

نہایت مختصر وقت بلکہ چند گھنٹوں میں ہم نے یہ مواد شائقین کرام کے لیے زیارت غلاف کعبہ کی تقریب سعید کے موقع پر مہیا کیا ہے۔ اگر بالغ نظر حضرات اس میں کوئی کمی محسوس کریں تو ہم اس کے لیے پہلے سے معذرت خواہ ہیں۔

تبع ابو کرب تبان اسعد، ملک الیمن

شاہان یمن میں ایک بادشاہ تیج ابو کرم تبان اسعد گزرا ہے۔ یمن کا ہر بادشاہ تیج کہلاتا تھا جیسے زمانہ ماقبل میں فارس کے ہر

بادشاہ کو کسریٰ اور مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ فراعنہ مصر کی طرح تابعہ یمن بتایاں ملک یمن ہوتے تھے۔ اسعد نامی بادشاہ یمن قبیلہ حمیری سے تھا اسی لیے اسے تبع الحمیری سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ قبیلہ بنی عدی بن نجار کے کسی یہودی مذہب رکھنے والے شخص نے جو مدینہ کا باشندہ تھا اصحاب تبع میں سے کسی آدمی پر زیادتی کیا اور اسے معمولی سی بات پر قتل کر دیا۔ اس بنا پر تبع ان یہودیوں سے قتال کرتا رہا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع ابھی یہودیوں کے قتال میں مصروف تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے احبار یہود میں سے دو حمر (یعنی عالم) آئے جو اپنے علم میں بڑے راسخ تھے۔ انہوں نے سنا تھا کہ تبع مدینہ اور مدین کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کے درپے ہیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ! تو ایسا نہ کر۔ اگر تو اپنے اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہمیں خوف ہے کہ تیرے اس ارادہ فاسدہ کے بروئے کار آنے سے پہلے کہیں تجھ پر سخت عذاب نہ آ جائے۔ تبع نے کہا یہ کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ شہر مدینہ اس نبی آخر الزمان کا مقام ہجرت ہے جو اس حرم سے قبیلہ قریش سے پیدا ہو گا اور مدینہ اس کا دار اور جائے قرار ہے گا۔ تبع یہ سن کر اپنے ارادہ سے باز آ گیا اور اس نے سوچا کہ یہ دونوں اہل علم ہیں۔ ان دونوں کی باتیں بھی اسے بہت پسند آئیں اور وہ ان دونوں کا دین اختیار کر کے مدینہ سے واپس چلا گیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع اور اس کی ساری قوم بتوں کے پجاری تھے۔ تبع مدینہ سے یمن کی طرف جاتے ہوئے مکہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ اس کا راستہ ہی مکہ کی طرف سے تھا جب وہ عسفان اور لُج کے درمیان پہنچا تو اس کے پاس ہزیریل بن مدرکہ بن الیاس بن معمر بن نزار بن سعد بن عدنان کے قبیلے کے چند افراد آئے اور وہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ! کیا ہم ایک ایسے گھر کی طرف تیری رہنمائی نہ کریں جو اموال کثیرہ کا مخزن ہے۔ آپ سے پہلے تمام بادشاہ اس کی طرف سے غافل رہے۔ اس میں موتی، زبرجد، یاقوت اور سونا چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ تبع نے کہا کیوں نہیں! آپ ضرور میری راہنمائی کیجیے۔ انہوں نے کہا وہ ایک گھر ہے مکہ میں، مکے والے اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے قریب اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے طریقے بجالاتے ہیں۔ قبیلہ بنی ہزیریل کے جن لوگوں نے اسے یہ مشورہ دیا تھا وہ چاہتے یہ تھے کہ تبع کسی طرح ہلاک ہو جائے کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ جس بادشاہ نے بھی بیت اللہ شریف پر لشکر کشی کی وہ ضرور ہلاک ہو گیا۔ تبع ان لوگوں کے مشورہ کے مطابق عمل کرنے کے لیے جب تیار ہو گیا تو اس نے ان دونوں یہودی عالموں کے پاس پیغام بھیجا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا تمام لشکر ہلاک ہو جائے۔ خدا کی قسم! ہم تمام روئے زمین میں اس کے سوا کوئی ایسا گھر نہیں جانتے جسے اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کی طرف منسوب ہونے کا شرف بخشا ہو۔ اگر آپ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو یقیناً آپ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر تبع نے ان یہودی عالموں سے دوبارہ سوال کیا کہ اگر بالفرض میں بیت اللہ پر حاضر ہوں تو مجھے وہاں کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ وہی کام کریں جو وہاں جا کر بیت اللہ کے آداب بجالانے والے کرتے ہیں۔ آپ وہاں طواف کعبہ کریں۔ اس کی تعظیم و تکریم بجالائیں اور اپنا سر منڈائیں۔ اور وہاں سے واپس آنے تک برابر عاجزی کرتے رہیں۔ اس کے بعد تبع نے ان دونوں یہودی عالموں سے پوچھا کہ آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ

بے شک ہمارے خدائے ابرہیم علیہ السلام کا بتایا ہوا گھر ہے اور وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہم نے آپ کو بتایا۔ مگر بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جن لوگوں کا وہاں قبضہ ہے وہ ہمارے اور اس بیت اللہ کے درمیان حائل ہیں۔ انہوں نے کعبہ کے گرد و پیش بت نصب کئے ہوئے ہیں اور وہ خدا کے گھر کے نزدیک ان بتوں کے لیے جانوروں کا خون بہاتے ہیں۔ وہ لوگ اکثر اہل شرک ہیں اور شرک کی نجاست میں مبتلا ہیں۔ تعجب ان کی نصیحت کو خوب سمجھا اور اسے ان کی باتوں کا پورا یقین ہو گیا۔ قبیلہ بنی ہزریل کے اس گروہ کو بلا کر اس نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ پھر کعبہ کی حاضری دی۔ طواف کعبہ کیا اور حرم کعبہ کے نزدیک قربانی کی۔ اپنا سر منڈایا اور چھ دن مکہ میں قیام کیا۔ ان ایام میں وہ بہت سے جانور ذبح کر کے مکہ والوں کو کھلاتا رہا اور شہد وغیرہ پلا کر ان کی خاطر مدارات کرتا رہا۔ انہی دنوں اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کو غلاف پہنا رہا ہے۔ پہلے اس نے چمڑے کا موم غلاف پہنایا۔ پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہ اچھا لباس پہنا رہا ہے۔ تو اس نے معاف کے کپڑوں کا بنا ہوا پہلے سے اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنایا۔ پھر تیسری مرتبہ اس نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سے بھی اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنا رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بیدار ہونے کے بعد ایک خاص قسم کا قیمتی کپڑا جو اس زمانہ میں رانوں پر پہنا جاتا تھا جس کو ملاء کہتے ہیں اور بہترین یعنی چادروں کا لباس پہنایا۔ اور تعجب لوگوں کے گمان کے موافق وہ پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا اور اپنے حکام کو اس کی وصیت کی جو قبیلہ بنی جرہم سے تھے اور ان سب کو امر کیا کہ وہ خانہ کعبہ کو ہمیشہ پاک صاف رکھیں۔ کسی قسم کا خون اور مردار اور کسی قسم کی آلائش و نجاست اس کے قریب نہ آنے پائے۔ تعجب نے خانہ کعبہ کا ایک دروازہ بھی تعمیر کر دیا اور اس کی ایک کنجی بھی بنوا دی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ملک تعجب یہ سب کام کر کے اپنے ساتھیوں، تمام لشکروں اور دونوں یہودی عالموں کو ساتھ لے کر اپنے ملک یمن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب اس میں داخل ہوا تو اس نے اپنی قوم کو بھی اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ سب نے انکار کر دیا اور وہ آگ کی طرف اپنا مقدمہ لے گئے۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ تعجب یمن کے قریب آیا اور اس نے اپنے ملک میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو قبیلہ حمیر اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا تو اب تم ہم پر داخل نہیں ہو سکتے۔ تعجب نے ان کو اپنے دین کی طرف بلایا اور کہا کہ یہ تمہارے دین سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آگ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ تعجب راضی ہو گیا۔ یمن میں ایک آگ تھی جس کے متعلق اہل یمن کا اعتقاد تھا کہ وہ باہمی اختلافات اور مقدمات کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ ظالم کو پکڑ لیتی ہے اور مظلوم کو نقصان نہیں دیتی۔ قوم حمیر کے لوگ اپنے بتوں اور باطل معبودوں کے ساتھ میدان میں آئے اور وہ دونوں یہودی عالم بھی اپنے مصاحف کو اپنی گردنوں میں لٹکائے ہوئے حاضر ہو گئے۔ سب لوگ اس جگہ بیٹھ گئے جہاں سے آگ باہر نکلتی تھی۔ اچانک آگ نکلی جب لوگوں کی طرف بڑھی تو لوگ بھاگنے لگے۔ تعجب نے تمام لوگوں کو جھڑکا اور کہا کہ سب ٹھہرے رہیں۔ لوگ ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ آگ نے سب لوگوں کو ڈھانک لیا۔ بتوں کو اور تمام باطل معبودوں کو ان سب لوگوں کو جو بت لے کر آئے تھے، آگ نے جلا دیا اور وہ دونوں یہودی عالم اپنی گردنوں میں اپنے صحیفے لٹکائے ہوئے اس آگ کی لپیٹ سے باہر نکل آئے۔ ان کی پیشانیاں عرق آلود تھیں مگر آگ نے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر قبیلہ حمیر کے تمام لوگوں نے ان یہودی عالموں کا مذہب اختیار کر لیا۔

اسی وجہ سے یمن میں یہودیت نے جڑ پکڑی۔ ہم نے اس حدیث کی تفسیر میں جو نبی ۳ سے وارد ہوئی "لا تسبوا تبعاً فانہ قد کان اسلم" ہم نے ذکر کیا کہ سہیلی فرماتے ہیں کہ معمر نے ہمام بن منہ سے روایت کی۔ وہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "لا تسبوا اسعد الحمیری فانہ اول من کسا الکعبۃ" "تم اسعد حمیری کو برا نہ کہو کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ کو غلاف پہنایا۔"

سہیلی فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں یہودی عالموں نے ملک تبع کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تو ملک تبع نے یہ شعر کہے۔

شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم

"میں اس بات پر شاہد ہوں کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام جانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔"

فلو مد عمری الی عمرہ لکنک وزیر الہ وابن عم

"اگر میری عمر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک دراز ہوئی تو میں ان کا بوجہ اُٹھاؤں گا اور چچا زادوں کی طرف ان کی مدد

کروں گا۔"

وجاہدت بالسیف اعدائہ وخرجت عن صدرہ کل ہم

"اور تلوار لے کر میں ان کے دشمنوں سے لڑوں گا اور ان کے سینے سے ہر قسم کے رنج و الم کو دور کر دوں گا۔"

سہیلی کہتے ہیں کہ انصار توارث کے ساتھ ان اشعار کو محفوظ کرتے چلے آئے اور حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ شعر تھے۔

"سہیلی نے کہا کہ ابن ابی الدنیا محدث کتاب القبور میں لکھتے ہیں کہ صنعاء میں ایک قبر کھودی گئی۔ اس میں دو عورتیں پائی گئیں۔ ان کے ساتھ چاندی کی ایک تختی تھی جس پر سونے کے پانی سے لکھا ہوا تھا یہ یہ قبر لیس اور خنی کی ہے جو دونوں ملک تبع کی بیٹیاں ہیں۔ وہ دونوں اس حال میں مری ہیں کہ وہ شہادت دیتی تھیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی شہادت پر ان سے پہلے نیک لوگوں کی موت واقع ہوئی ہے۔ (الہدایہ والنہایہ مصری)

غلاف کعبہ کا ایک دوسرا دور

علامہ ارزقی فرماتے ہیں کہ سعید ابن ابی سائب ابن ملکیہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ کعبہ کے لیے مختلف لباس بطور ہدایا بھیجے جاتے تھے۔ جب لباس بوسیدہ ہو جاتا تھا تو اسے اتارنے کے بجائے اس پر دوسرا غلاف چڑھا دیا جاتا تھا اور زمانہ جاہلیت میں (عہد رسالت سے قبل تمام قریش قصی ابن کلاب کے وقت سے لے کر ابو ربیعہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزومہ کے زمانہ تک) خانہ کعبہ کی غلاف پوشی کے سلسلہ میں باہمی تعاون کرتے تھے۔ اور ہر قبیلہ پر اس کی حسب استطاعت ایک رقم مقرر کر دیتے تھے۔ جب ابو ربیعہ کا دور آیا تو چونکہ وہ ایک متمول اور بہت بڑا تاجر تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ ایک سال صرف تنہا میں غلاف کعبہ بناؤں گا اور ایک سال تمام قریش مشترکہ طور پر یہ خدمت انجام دیتے رہیں۔ ابو ربیعہ کی حیات تک یہی دستور جاری رہا۔ چنانچہ قریش نے اس کا نام العدل رکھ دیا۔ عدل کے معنی برابری کے ہیں یعنی لباس پوشانی کعبہ کے

بارہ میں اس نے اپنی ایک ذات کو تمام قریش کے برابر قرار دیا۔ اس لیے اس کی اولاد کو بنو العدل کہا جاتا تھا۔

عہد رسالت ﷺ میں غلاف کعبہ

علامہ ارزقی کا دوسرا بیان ہے کہ مجھے محمد بن یحییٰ نے بروایت مورخ واقدی خبر دی وہ اسماعیل بن ابراہیم بن ابی جبر سے روایت کرتے ہیں اور اسماعیل بن ابراہیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کو میرانی چادروں کا غلاف پہنایا۔

عہد فاروقی و عثمانی میں غلاف کعبہ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کو کتان سے بنے ہوئے مصری ساخت کے قباطی کپڑے کا غلاف پہنایا اور دو عثمانی میں ہر سال دو غلاف پہنائے جاتے تھے۔ پہلے لباس کا بالائی حصہ بغیر سیا ہوا یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو لٹکا دیا جاتا تھا دار حصہ زیریں چھوڑ دیا جاتا تھا تا کہ ہجوم حجاج کے چھونے اور چومنے سے پھٹ نہ جائے۔ پھر یوم عاشورا کو حصہ زیریں کا لباس بالائی حصہ کے ریشمی لباس کے ساتھ ملا کر آویزاں کر دیا جاتا تھا اور یہ مکمل لباس کعبہ رمضان المبارک تک آویزاں رہتا اور رمضان کو یہ لباس بدل کر مذکورہ بالا قباطی کپڑے کا لباس پہنا دیا جاتا تھا۔

عہد مامون الرشید میں ملبوسی کعبہ کی نوعیت

مامون الرشید عباسی نے اپنے دور حکومت میں کعبہ شریف کو سال میں تین مرتبہ لباس پہنانے کا حکم جاری کیا جس کی ترتیب یہ تھی کہ یوم ترویہ ذی الحجہ کو سرخ ریشمی لباس پہنایا جاتا اور یکم رجب کو قباطی، پھر عید الفطر کو سفید ریشمی۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ پھر مامون الرشید کو معلوم ہوا کہ یوم عاشورہ میں جو چادر یوم ترویہ والی اوپر کی سرخ ریشمی چادر کے ساتھ ملا کر پہنائی جاتی ہے وہ پورے سال تک نہیں ٹھہرتی اور عید الفطر کے موقع پر عید والی سفید ریشمی چادر بالائی کے ساتھ نیچے کی نئی چادر پہنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس نے حکم دیا کہ عید رمضان میں بالائی حصہ کی نئی چادر پہنائی جاتی رہے۔

خلیفہ متوکل کے عہد میں اس ترتیب کی تبدیلی

خلیفہ متوکل کو اپنے عہد حکومت میں اس بات کا علم ہوا کہ کعبہ مطہرہ کے حصہ زیریں کی چادر ہجوم حجاج کے چھونے اور چومنے کی وجہ سے ماہ رجب سے پہلے ہی بوسیدہ ہو جاتی ہے تو اس نے حصہ زیریں کے لیے ایک اور چادر کا اضافہ کر دیا اور حکم دیا کہ اوپر کی سرخ ریشمی چادر زمین تک لٹکا دی جائے اور پھر ہر دو مہینے کے بعد اس کے اوپر ایک اور چادر پہنا دی جائے۔ یہ واقعہ کا ہے۔

شاہانِ مصر و یمن کے دور میں غلاف کعبہ کا اہتمام

جب خلفائے عباسیہ کی شوکت و قوت کا دور ختم ہوا تو کعبہ شریفہ کا غلاف کبھی شاہانِ مصر کی طرف سے اور کبھی ملوکِ یمن کی

طرف سے آتا رہا۔ آخر میں یہ سعادت مستقل طور پر سلاطین مصر کے حصہ میں آگئی اور سلطان مصر ملک صالح ابن سلطان ملک ناصر قلاوڈل نے مصر میں دو موضع بیسوس اور سندھ میں خرید کر سال بسال غلاف کعبہ کی تیاری اور مصارف روانگی کے لیے وقف کر دیئے اور یہ سلسلہ مستقل طور پر جاری رہا۔ سلاطین مصر کا ایک طریقہ یہ بھی رہا کہ ہر نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے موقع پر اس سیاہ غلاف کعبہ کے ساتھ جو خانہ کعبہ کے ظاہری حصہ کو پہنایا جاتا تھا بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ کے لیے سرخ رنگ کا غلاف اور اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں حجرہ شریفہ نبویہ کے لیے ہزرنگ کا غلاف بھیجتے رہے۔ ان تینوں سیاہ، سرخ، ہزرنگ غلافوں پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" لکھا ہوتا تھا۔ اور ان کے حاشیوں پر مناسب آیات قرآنیہ یا اسماء اصحاب رسول اللہ تحریر ہوتے تھے۔ کبھی یہ حاشیے سادہ بھی چھوڑ دیئے جاتے تھے۔

سلاطین آل عثمان کا دور اور اس دستور کا استمرار

گزشتہ ادوار کے بعد جب ممالک عربیہ سلاطین آل عثمان کے قبضہ میں آ گئے تو سلطان سلیم خاں ابن سلطان بایزید خاں مرحوم نے سیاہ غلاف ہائے کعبہ اور ہزرنگ غلاف مدینہ منورہ حسب دستور مستقل طور پر جاری رکھے۔ اس کے بعد سلطان سلیمان خاں کے عہد حکومت میں یہ سلسلہ حسب سابق جاری رہا۔ ایک زمانہ کے بعد موضع بیسوس اور موضع سندھ میں جو غلاف کعبہ کی تیاری و روانگی کے اہتمام کے لیے وقف تھے، ویران ہو گئے اور ان کی آمدنی اس مصرف مہارک کے لیے کافی نہ ہو سکتی تو سلطان سلیمان خاں نے حکم دیا کہ مصر کے شاہی خزانے سے یہ مصارف پورے کیے جائیں اور اس کے بعد ان دونوں دیہات کے علاوہ چند مزید دیہات بھی غلاف کعبہ کے مصارف کے لیے وقف کر دیئے اور یہ وقف دوا کی قرار پایا۔ (تاریخ قطبی طبع مصر)

پاکستان میں غلاف کعبہ کی تیاری

غلاف کعبہ اب تک مصر سے آتا رہا۔ حتیٰ کہ اس سال یعنی ۱۳۸۲ھ میں یہ سعادت ہمیں نصیب ہوئی کہ خدائے قدوس کے پاک گھر کا مقدس غلاف سرزمین پاکستان میں کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ تیار کیا گیا اور اب لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں پاکستانی مسلمان انتہائی عقیدت و محبت اور کمال عزت و عظمت کے جذبات اپنے دلوں میں لئے ہوئے اس کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے رب کعبہ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں غلاف کعبہ کے دامن سے لپٹی ہوئی عنقریب حرم کعبہ میں پہنچ کر بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ (سید احمد سعید کاشمی امرتسی)

ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے، تو آپ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تاکہ میرے دل کو قرار آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلا پلا کر اچھی طرح ہلا ملا لو پھر تم انہیں ذبح کر کے اور ان کا قیمہ

بنا کر اپنے گرد و نواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو تو وہ پرندے زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منتظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ، ایک مور۔ ان چار پرندوں کو پالا اور ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو کھلا پلا کر خوب بلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پرندوں کو ذبح کر کے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف و جوانب کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہو کر ان پرندوں کا نام لے کر پکارا کہ یا بھیا اللہ یک اے مرغ یا بھیا اللہ اے کبوتر یا بھیا اللہ اے گدھ یا بھیا اللہ اے مور آپ کی پکار پر ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہو گیا اور ہر پرند کا گوشت، پوست، ہڈی، پر، الگ ہو کر چار پرند تیار ہو گئے اور وہ چاروں پرند بلا سروں کے دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے اور اپنے سروں سے جڑ کر دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔

اس واقعہ کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أُولَٰئِكَ تُحْيَىٰ ۚ قَالَ لَيْسَ بِهَٰذَا وَلَٰكِن لِّعَلَّاصَافٍ ۚ قَالَ فَاخْلَعْكَ مِنَ الطَّيْرِ فَسِرْ ۖ مِنَ الْبَيْتِ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ۖ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يٰطَبَرُكُ سَمِيعًا ۖ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (پ: ۳، البقرة: ۱۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلانے کا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

درس ہدایت: مذکورہ بالا قرآنی واقعہ سے مندرجہ ذیل مسائل پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ان کو بغور پڑھئے اور ہدایت کا نور حاصل کیجئے اور دوسروں کو بھی روشنی دکھائیے۔

مردوں کو پکارنا

چاروں پرندوں کا قیمہ بنا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑوں پر رکھ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم ادعہ یعنی ان مردہ پرندوں کو پکارو۔ چنانچہ آپ نے چاروں کو نام لے کر پکارا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ مردوں کا پکارنا شرک نہیں ہے کیونکہ جب مردہ پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے پکارنے کا حکم فرمایا اور ایک جلیل القدر پیغمبر نے ان مردوں کو پکارا تو ہرگز ہرگز یہ شرک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند کریم کبھی بھی کسی کو شرک کا حکم نہیں دے گا نہ کوئی نبی ہرگز ہرگز کبھی شرک کا کام کر سکتا ہے۔ تو جب مرے ہوئے پرندوں کو پکارنا شرک نہیں تو وفات پائے ہوئے خدا کے ولیوں اور شہیدوں کا پکارنا کیونکر شرک ہو سکتا ہے، جولوگ ولیوں اور شہیدوں کے پکارنے کو شرک کہتے ہیں اور یا غوث کا نعرہ لگانے والوں کو شرک کہتے ہیں، انہیں تھوڑی دیر میں جہنم کا

سوچنا چاہیے کہ اس قرآنی واقعہ کی روشنی میں انہیں ہدایت کا نور نظر آئے اور وہ اہل سنت کے طریقے پر صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر چل پڑیں۔ (واللہ الموفق)

تصوف کا ایک نکتہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا ان میں سے ہر پرند ایک بری خصلت میں مشہور ہے مثلاً مور کو اپنی شکل و صورت کی خوبصورتی پر گھمنڈ رہتا ہے اور مرغ میں کثرتِ شہوت کی بری خصلت ہے اور گدھ میں حرص اور لالچ کی بری عادت ہے اور کبوتر کو اپنی بلند پروازی اور اونچی اڑان پر نخوت و غرور ہوتا ہے۔ تو ان چاروں پرندوں کے ذبح کرنے سے ان چاروں خصلتوں کو ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ چاروں پرند ذبح کئے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے زندہ ہونے کا منظر نظر آیا اور ان کے دل میں نورِ اطمینان کی جگہ ہوئی۔ جس کی بدولت انہیں نفسِ مطمئنہ کی دولت مل گئی تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور اس کو نفسِ مطمئنہ کی دولت نصیب ہو جائے اس کو چاہیے کہ مرغِ ذبح کرے یعنی اپنی شہوت پر چھری پھیر دے اور مور کو ذبح کرے یعنی اپنی شکل و صورت اور لباس کے گھمنڈ کو ذبح کر ڈالے اور گدھ کو ذبح کرے یعنی حرص اور لالچ کا گلا کاٹ ڈالے اور کبوتر کو ذبح کرے یعنی اپنی بلند پروازی اور اونچے مرتبوں کے غرور و نخوت پر چھری چلا دے۔ اگر کوئی ان چاروں بری خصلتوں کو ذبح کر ڈالے گا تو انشاء اللہ عزوجل وہ اپنے دل کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو نفسِ مطمئنہ کی سرفرازی کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (تفسیر جمل، ج ۱، ص ۳۲۸، پ ۳، البقرة: ۲۵۸)

باب دُخُولِ الْبَيْتِ

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا

2905 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَلَالٌ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَجَافٌ عَلَيْهِمُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَّثُوا فِيهَا مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلَوْا هَاهُنَا . وَنَيْبْتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَيْفَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا دروازہ بند کر دیا یہ حضرات تھوڑی دیر تک اندر ہی ٹھہرے رہے پھر انہوں نے اس کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) میں اس کی ایک سیڑھی پر چڑھا اور خانہ

کعبہ کے اندر آ گیا میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی؟ تو انہوں نے بتایا: اس جگہ پر اس وقت مجھے خیال نہیں رہا کہ میں ان سے یہ دریافت کرتا کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر کتنی رکعات ادا کیں۔

2906 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَيَلَالٌ فَاجْتَفَوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ خَرَجَ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ بِلَالًا لَمَّا أَتَى صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ ان لوگوں نے دروازہ بند کر دیا، پھر نبی اکرم ﷺ کچھ دیر جب تک اللہ کو منظور تھا اس کے اندر ہی رہے پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے دریافت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے کہاں نماز ادا کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: دوستوں کے درمیان۔

باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ :

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2907 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ وَدَبَا خُرُوجُهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَلَهَبْتُ وَجْهِي سَرِيعًا فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا لَسَالْتُ يَلَالًا أَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِبَتَيْنِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آپ ﷺ کچھ دیر بعد تشریف لے آئے مجھے اس وقت کوئی ضرورت پیش آ گئی اس لیے میں چلا گیا تھا اور جلدی سے واپس آ گیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے دوستوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

2908 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ أَمَّا ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَأَقْبَلَتْ

2906-تقدم (الحديث 691) .

2907-تقدم (الحديث 691) . تحلة الاشراف (2037 و 7279) .

2908-تقدم (الحديث 691) .

فَاجِدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ فَأَيْمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ أَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ أَيْنَ قَالَ مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأَسْطُوَانَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ .

☆ ☆ مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کی نے آ کر بتایا: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں آیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ سے باہر تشریف لاتے ہوئے پایا میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر کھڑے ہوئے پایا میں نے کہا: اے حضرت بلال رضی اللہ عنہ! کیا نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا: اس؟ تو انہوں نے فرمایا: ان دو ستونوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2909 - أَخْبَرَنَا خُزَيْمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي رَوَاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاجِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ "هَذِهِ الْقِبْلَةُ" .

☆ ☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اس کے تمام کناروں میں تکبیر پڑھی اور تکبیر کہی لیکن آپ ﷺ نے نماز ادا نہیں کی پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات ادا کیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

باب الحجر

یہ باب ہے کہ حطیم کے بارے میں روایات

2910 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثُ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَقْوِي عَلَى بَنَائِهِ لَكُنْتُ أَذْخُلُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے

2909- انفرادہ النسائي، وسباني في مسك الحج، الذكر والدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً، ووضع الصدر والوجه على ما استقبل من دبر الكعبة (الحديث 2915)، ومواضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916). تحفة الاشراف (110) .
2910- اخرجہ مسلم في الحج، باب نقض الكعبة وبنائها (الحديث 401) و(402) مطولاً . تحفة الاشراف (16190) .

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اگر لوگ زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتے اور میرے پاس ویسے بھی اس کا خرچ نہیں ہے جو اس کی تعمیر نو کے لیے کافی ہوتے تو میں حطیم کو پانچ ہاتھ تک خانہ کعبہ کے اندر داخل کر دیتا اور اس کا ایک ایسا دروازہ بناتا جس میں سے لوگ اندر جاتے اور ایک وہ دروازہ بناتا جس میں سے لوگ باہر آتے۔

2911 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَعِينٍ الرَّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ حَدَّثَنَا عَائِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَدْخُلُ الْبَيْتَ قَالَ "أَدْخُلِي الْحِجْرَ فَإِنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ".

☆☆ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یہ حدیث سنائی انہوں نے یہ بات بیان کی ہے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں خانہ کعبہ کے اندر نہ جاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم حطیم کے اندر چلی جاؤ یہ بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔

باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ .

یہ باب حطیم میں نماز ادا کرنے میں ہے

2912 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَانَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأَصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَادْخُلْنِي الْحِجْرَ فَقَالَ "إِذَا ارْذَيْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَصَلِّي هَا هُنَا فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ وَلَكِنَّ قَوْمَكَ اقْتَصَرُوا حَبْتُ بَنُوَّةٍ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جا کر نماز ادا کرتی تو نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں داخل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیت اللہ کے اندر جانا چاہو تو تم یہاں نماز ادا کر لو یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے اسے تعمیر کرتے ہوئے چھوٹا کر دیا تھا۔

2911- أخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، النظر إلى شعر ذي محرم (الحديث 352) مطرلاً . و الحديث عند مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز الراد الحج، و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارون من نسكه (الحديث 134) . تحفة الاشراف (17852) .

2912- أخرجه ابو داود في المناسك، باب الصلاة في الحجر (2028) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة في الحجر (الحديث 876) . تحفة الاشراف (17961) .

باب التَّكْبِيرِ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے کناروں میں تکبیر کہنا

2913 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ وَلَكِنَّهُ تَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی بلکہ

آپ ﷺ نے اس کے کناروں میں تکبیر کہی تھی۔

باب الذِّكْرِ وَالِدُعَاءِ فِي الْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ذکر کرنا اور دعائیں مانگنا

2914 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا

عَطَاءٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ -

وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ - فَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابِ الْكَعْبَةِ جَلَسَ

لِحَمْدِ اللَّهِ وَآلَسَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ حَتَّى آتَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُخْرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهُ عَلَيْهِ

وَحَمْدَ اللَّهِ وَآلَسَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ

وَالنَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْنِئَةِ عَلَى اللَّهِ وَالْمَسْأَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ

انْصَرَفَ فَقَالَ "هَلِدِهِ الْقِبْلَةَ هَلِدِهِ الْقِبْلَةَ"

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ اور نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ ﷺ نے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: انہوں نے دروازہ بند کر دیا اس وقت خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون تھے نبی اکرم ﷺ تشریف لے

گئے اور آپ ﷺ خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب والے دو ستونوں کے درمیان آگئے وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے آپ نے اللہ

تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اس سے دعا مانگی اس سے مغفرت طلب کی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس حصے تک آئے جو خانہ

کعبہ کی پشت کی طرف آپ ﷺ کے سامنے تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اس کے ساتھ لگا دیا اپنے رخسار اس کے ساتھ

مس کیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اس سے دعا مانگی اس سے مغفرت طلب کی پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے ہر

کونے میں گئے آپ ﷺ اس کی طرف رخ کر کے تکبیر کہی لا الہ الا اللہ پڑھا تسبیح پڑھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اس سے دعا

مانگی مغفرت طلب کی پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز ادا کی جب

2913 - أخرجه الترمذي في المعجم، باب ما جاء في الصلاة في الكعبة (الحدث 874) بنحوه . تحفة الاشراف (6302) .

2914 - تقدم (الحدث 2909) .

آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے یہ قبلہ ہے۔

باب وَضْعُ الصَّدْرِ وَالْوُجْهِ عَلَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبْرِ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ کعبہ کی پشت کی طرف کی دیوار جو سامنے نظر آتی ہے اس پر سینہ اور چہرہ رکھنا

2915 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ ثُمَّ مَالَ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَبَيْنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا فَعَلَّ ذَلِكَ بِالْأَرْكَانِ كُلِّهَا ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ "هَذِهِ الْقِبْلَةُ هَذِهِ الْقِبْلَةُ".

☆ ☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا آپ ﷺ بیٹھ گئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اس کی کبریائی کا تذکرہ کیا اس کی معبودیت کا اعتراف کیا پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھے آپ ﷺ نے اپنا سینہ مبارک اس پر رکھا اپنا رخسار اس پر رکھا دونوں ہاتھ اس پر رکھے پھر آپ نے تکبیر کہی پھر آپ نے لا الہ الا اللہ پڑھا پھر آپ نے دعا مانگی پھر آپ ﷺ نے اس کے تمام کناروں میں یہ عمل کیا پھر آپ باہر تشریف لے آئے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا آپ ﷺ اس وقت دروازے پر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قبلہ ہے یہ قبلہ ہے۔

باب مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2916 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَيْتِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي قُبْلِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ "هَذِهِ الْقِبْلَةُ".

☆ ☆ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات نماز ادا کی پھر ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

2917 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا فِي

2915- أخرجه النسائي في مناسك الحج، الذكر والدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً . والحديث عدد: السائي في مناسك الحج،

موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909)، وموضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916) . تحفة الاشراف (110) .

2916- تقدم في مناسك الحج، موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909 و 2914 و 2915) .

2917- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره والصلاة فيها والدعاء في بواحيها كلها (الحديث 395) مطولاً

تحفة الاشراف (96) .

نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ لَلْمَا خَرَجَ رَكَعَ رَكَعَيْنِ لِي قَبْلَ الْكُعْبَةِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آپ نے اس کے تمام اطراف میں دعا مانگی، لیکن آپ ﷺ نے اندر نماز ادا نہیں کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے، جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2918 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَبِقِيَمَتِهِ عِنْدَ الثَّقَفَةِ النَّالِيَةِ مَعَا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ لَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَا أَنْشَأْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي هَاهُنَا لَيَقُولُ نَعَمْ لَيَقْدُمُ لَيُصَلِّي .

☆ ☆ محمد بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو (جو اس وقت نابینا ہو چکے تھے) ساتھ لے کر گئے اور خانہ کعبہ کی اس طرف والی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا جو حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے والے رکن کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات نہیں بتائی گئی ہے نبی اکرم ﷺ اس جگہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ آگے بڑھ گئے اور انہوں نے وہاں نماز ادا کی۔

باب ذِكْرِ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی فضیلت کا تذکرہ

2919 - حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ مِّنْ لَّفِظِهِ قَالَ أَخْبَانَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْدٍ بْنِ عَمِيرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا أَرَاكَ تَسْلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطُّانِ الْخَطِيئَةَ" . وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ "مَنْ طَافَ مَسْبِقًا فَهُوَ كَعِذْلِ رَقَبَةٍ" .

☆ ☆ عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابو عبدالرحمن! کیا وجہ ہے آپ صرف ان دو ارکان کا استلام کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

2918 - أخرجه أبو داود في المسند، باب الملتزم (الحدث 1900) . تحفة الاشراف (5317) .

2919 - أخرجه الترمذي في المعجم، باب ما جاء في استلام الركنين (الحدث 959) ، و قد أشار المعزي الى طريق النسائي في ترجمة (عبید بن عمير عن ابن عمر) فقال: و روى حماد بن زيد، عن عطاء بن السائب عن ابن عبید بن عمير نحوه، و قاله ان يذكروها في ترجمة عبد الله بن عبید بن عمر عن ابن عمر . تحفة الاشراف (7317) .

ان پہ ہاتھ پھیرنا گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

(انہوں نے یہ بھی بتایا:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بھی ارشاد کرتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص (خانہ کعبہ کا) سات مرتبہ طواف کرتا ہے تو یہ غلام آزاد کرنے کے مترادف ہے۔

شرح

عقیق، یہاں طواف سے مراد طواف زیارت ہے جو دسویں تاریخ ذی الحجہ کو رمی جمرہ اور قربانی کے بعد کیا جاتا ہے یہ طواف حج کا دوسرا رکن اور فرض ہے پہلا رکن وقوف عرفات ہے جو اس سے پہلے ادا ہو جاتا ہے۔ طواف زیارت پر احرام کے سب احکام مکمل ہو کر پورا احرام مکمل جاتا ہے (روی ذلک عن ابن عباس ومجاہد والضحاک وجملۃ بل قال الطبری وان لم یسلم لہ لا خلاف بین المتأولین فی انہ طواف الافاضہ ویكون ذلک یوم النحر از روح المعانی)

بیت عتیق، بیت اللہ کا نام بیت عتیق اس لئے ہے کہ عتیق کے معنی آزاد کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے گھر کا نام بیت عتیق اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفار و جبابرہ کے غلبہ اور قبضہ سے آزاد کر دیا ہے۔ (رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وابن جریر والطبرانی وغیرہم از روح المعانی)

باب الکلام فی الطواف

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا

2920 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَخْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِالنَّسَاءِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحُزَامَةِ فِي أَيْفِهِ لَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو دوسرے شخص کو ساتھ لے کر چل رہا تھا اس نے دوسرے شخص کی ناک میں ٹیکل ڈالی ہوئی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے اس رشتی کو اپنے دست مبارک کے ذریعے کاٹ دیا اور پھر اسے یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے (دوسرے شخص کو تھام کر) اُسے ساتھ لے کر چکے۔

2921 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ

2920- أخرجه البخاري في الحج، باب الكلام في الطواف (الحديث 1620) بنحوه، وفي الإيمان والنور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية (الحديث 6703) بنحوه، وأخرجه أبو داود في الإيمان والنور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية (الحديث 3302) و أخرجه النسائي في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2921)، وفي الإيمان والنور، النذر فيما لا يراد به وجه الله (الحديث 3819) و (الحديث عند البخاري في الحج، باب إذا رأى سراً أو شيئاً يكره في الطواف لطمه (الحديث 1621)، وفي الإيمان والنور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية (الحديث 6702)، نطحة الاشراف (5704) .

2921- تقدم في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2920) .

کتاب التَّوَاتُؤَاتِ

الْأَخْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَتَوَدُّهُ رَجُلٌ بِشَيْءٍ ذَكَرَهُ فِي نَذْرٍ فَتَنَّاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَهُ قَالَ إِنَّهُ نَذَرُ

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کسی دوسرے شخص کو کسی چیز کے ذریعے ساتھ لے کر چل رہا تھا اس نے یہ تذکرہ کیا کہ اس نے اس بات کی نذر مانی ہوئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پکڑ کر اسے کاٹ دیا اور فرمایا: یہ نذر ہے (یعنی صرف طواف کرنا نذر ہے)۔

باب إِبَاحَةِ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا مباح ہے

2922 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مَعْبُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ أَذْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الطَّوَافُ بِالنِّبْتِ صَلَاةٌ فَأَقْلُوا مِنَ الْكَلَامِ" اللَّفْظُ لِيُونُسَ . خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ .

☆ ☆ طاؤس بیان کرتے ہیں ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ادا کرنے کی مانند ہے اس لیے تم اس دوران کم کلام کیا کرو۔

یوسف نامی راوی کے الفاظ ہیں تاہم حنظلہ بن ابوسفیان نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2923 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَانَا السِّمْنَانِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَقْلُوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: طواف کے دوران کم کلام کیا کرو کیونکہ تم (طواف کے دوران) نماز کی حالت میں ہوتے ہو۔

باب إِبَاحَةِ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ

یہ باب ہے کہ تمام اوقات کے دوران طواف کرنا جائز ہے

2924 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا بَنِي عَدِيٍّ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُنَّ أَحَدًا طَافَ

2922- الفرديه السالتي، و سبالي في مناسك الحج، إباحة الكلام في الطواف (الحديث 2923). تحفة الأحراف (5694).

2923- تقدم في مناسك الحج، إباحة الكلام في الطواف (الحديث 2922).

2924- تقدم (الحديث 584).

بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى آتَى بِسَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ .

★★ حضرت خیر بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بنو عبد مناف! تم کسی بھی شخص کو دن یا رات کے کسی بھی حصے میں اس گھر کا طواف کرنے (اور یہاں) نماز ادا کرنے

سے نہ روکنا۔

باب كَيْفَ طَوَافِ الْمَرِيضِ

یہ باب ہے کہ بیمار شخص کیسے طواف کرے گا؟

2825 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ لَدَى

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ
سَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ "طَوِّفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ"
فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْلِي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ (الطُّورِ وَكِتَابِ مَسْطُورِ)

★★ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ

شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو تو میں نے اسی طرح طواف کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ کی ایک ست

میں نماز ادا کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سورہ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

باب طَوَافِ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ

یہ باب ہے کہ مردوں کا خواتین کے ہمراہ طواف کرنا۔

2826 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَاللَّهِ مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوجِ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَطَوِّفِي عَلَى بَعِيرِكَ
مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ" . عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ .

★★ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں طواف خروج نہیں کر سکتی

2825 - أخرجه البخاري في الصلاة باب ادخال البئر في المسجد لليلة (الحديث 464)، وفي الحج، باب طواف النساء مع الرجال

(الحديث 1619)، وفي الحج، باب المريض يطوف راکباً (الحديث 1633)، وفي التفسير، باب 1. (الحديث 4853) - وأخرجه مسلم في

الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره واستلام الحجر بمحجن ونحوه للراكب (الحديث 258) . وأخرجه أبو داود في المسالك، باب

الطواف الواجب (الحديث 1882) وأخرجه النسائي في مناسك الحج، طواف الرجال مع النساء (الحديث 2927) وأخرجه ابن ماجه في

المسالك، باب المريض يطوف راکباً (الحديث 2961) . والحديث عند: البخاري في الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خارجاً من

المسجد (الحديث 1626) . تحفة الاشراف (18262) .

2826 - الفردية النسائي . تحفة الاشراف (18198) .

(کیونکہ میں بیمار ہوں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم لوگوں سے پرے اپنے اونٹ پر طواف کر لیتا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) مردہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نہیں سنی ہے۔

2927 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْبُدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَلَمَّا كَثُرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "طُوفِي مِنْ وَرَاءِ الْمُصَلِّينَ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ". قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَأُ (وَالطُّورُ).

★★ سیدہ زینب بنت ام سلمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: وہ مکہ مکرمہ گئیں تو وہ بیمار ہو گئیں انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نماز ادا کرنے والوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو۔

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کے پاس (نماز ادا کرتے ہوئے) سورۃ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

باب الطَّوَّافِ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب ہے کہ سواری پر خانہ کعبہ کا طواف کرنا

2928 - أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَبَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحْجَجِهِ.

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔

پیدل طواف کرنے کا بیان

حنفیہ کے ہاں چونکہ پیادہ پا طواف کرنا واجب ہے اس لئے اس حدیث کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر اور مجبوری کی بناء پر اس طرح طواف کیا ہوگا۔ لہذا یہ طواف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے کسی اور کو سواری پر بیٹھ کر طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ طبری شافعی فرماتے ہیں کہ اگرچہ پیادہ پا طواف کرنا افضل ہے لیکن آنحضرت

2927-تقدم (الحدیث 2925).

2928-أخرج مسلم في الصحيح، باب جواز الطواف على بعير وغيره واستلام الحجر بمحجن ونحوه للراكب (الحدیث 256). تحفة

الاشراف (16957).

صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر اس لئے طواف کیا تا کہ سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ یہاں ایک اشکال بھی واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف کرتے ہوئے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا تھا، جب کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں رمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیادہ پا طواف کرنا اور اس کے تین پھیروں میں رمل کرنا طواف تہوم کے موقع پر تھا اور اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کا تعلق طواف افاضہ سے ہے جو فرض ہے اور قربانی کے دن (دسویں ذی الحجہ) ہوا تھا اور جسے طواف الرکن بھی کہتے ہیں۔ اور اس موقع پر اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کی وجہ یہی تھی کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ تاکہ طواف افعال و مسائل یکہ لیں۔ "مجن" اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کا سراخمدار ہوتا ہے، اس کے ذریعہ حج اسود کو بوسہ دینے کی صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو چومتے تھے۔

باب طَوَافٍ مِّنْ اَفْرَادٍ الْحَجِّ

یہ باب حج افراد کرنے والے شخص کے طواف میں ہے

2928 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيِّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَّانٌ أَنَّ وَبَرَءَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَمَسَّالَةَ رَجُلًا أَطُوفَ بِالنَّيْبِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ وَمَا بَيْنَكَ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَتْلُو عَنْ ذَلِكَ وَأَنْتَ أَعْجَبُ إِلَيْنَا مِنْهُ . قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمًا بِالْحَجِّ لَطَافَ بِالنَّيْبِ وَمَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: اگر میں حج کا احرام باندھ لیتا ہوں تو کیا میں خانہ کعبہ کا طواف کروں گا؟ انہوں نے دریافت کیا: اس میں رکاوٹ کیا ہے؟ تو اس شخص نے عرض کی: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ پسندیدہ شخصیت ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھنے کے بعد خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا تھا اور منافہ مردہ کی سسی بھی کی تھی۔

باب طَوَافٍ مِّنْ أَهْلِ بَعْمَرَةَ

یہ باب ہے کہ عمرے کا احرام باندھنے والے شخص کا طواف کرنا

2830 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَأَلَنَاهُ عَنْ رَجُلٍ قَدِيمٍ مُفْتَمِرًا لَطَافَ بَالِيَتٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَبَاطِي لَعَلَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَافَ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ وَكُتِبَ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ بِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

★★ عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا ہم نے ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو عمرہ کرنے کے لیے آتا ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر لیتا ہے لیکن صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتا تو کیا ایسا شخص اپنی بیوی کے ساتھ محبت کر سکتا ہے انہوں نے بتایا: جب نبی اکرم ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے تو آپ نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا تھا پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی تھی پھر آپ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی اور تم لوگوں کے لیے نبی اکرم ﷺ کے طریقے میں بہترین اسوہ موجود ہے۔

باب كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهْلُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسْقِ الْهَدْيَ

یہ باب ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتا وہ کیا کرے گا؟

2831 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهْلُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا فَأَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَطَفْنَا أَمْرَ النَّاسِ أَنْ يَحِلُّوا لِهَابِ الْقَوْمِ لَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَخْلَلْتُ". فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتَّى حَلُّوا إِلَى النِّسَاءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْصِرْ إِلَى يَوْمِ النَّحْرِ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب بیداء ہمیں آپ کی سواری کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھا آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی تلبیہ پڑھا تب نبی اکرم ﷺ

2930 - أخرجه البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى (واخلعوا من مقام إبراهيم مصلين) (الحديث 395)، وفي الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحديث 1623) بمنحوره، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحديث 1627) منهجراً، باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (الحديث 1645) و (الحديث 1647) مختصراً، وفي العمرة، باب متى يحل المحتمر (الحديث 1793) و أخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من أحرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي (الحديث 189)، و أخرجه النسائي في مناسك الحج، ابن يصيلي ركعتي الطواف (الحديث 2960) مختصراً، وذكر خروج النبي صلى الله عليه وسلم إلى الصفا من الباب الذي يخرج منه (الحديث 2966) مختصراً، و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2959) مختصراً، تحفة الاشراف (7352) .

2931 - المنرد به النسائي: والحديث عند أبي داود في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) والنسائي في مناسك الحج، البيداء (الحديث 2661)، والعمل في الاهلال (الحديث 2754) تحفة الاشراف (524) .

مکہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول دیں لوگ اس بارے میں پریشان ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں فرمایا:

اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا تو تمام لوگوں نے احرام کھول دیا اور ان کے لیے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنا بھی جائز ہو گیا، لیکن نبی اکرم ﷺ نے احرام نہیں کھولا نہ ہی آپ ﷺ نے بال چھوئے کر دائے یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا (تو اس دن آپ ﷺ نے احرام کھولا)۔

باب طَوَافِ الْقَارِنِ

یہ باب ہے کہ حج قرآن کرنے والے شخص کا طواف

2932 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حج اور عمرے (کو ملا کر) حج قرآن کیا تو ایک ہی مرتبہ طواف کیا اور یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2933 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْنِيَّيْنِ وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسَى وَاسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا آتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَهْلًا بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ لَيْلًا فَخَشِيَ أَنْ يَصُدَّ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ مَا سَبِيلُ الْحَجِّ إِلَّا سَبِيلُ الْعُمْرَةِ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا . فَسَارَ حَتَّى آتَى قُدَيْبًا فَاشْتَرَى مِنْهَا هَذَبًا ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ لَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ .

★★ نافع بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے جب وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں انہوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھا پھر کچھ دیر چلنے کے بعد انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید انہیں بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں دیباہی کروں گا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا پھر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حج کا راستہ وہی ہے جو عمرے کا ہے میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کر لیا ہے پھر وہ چلتے رہے یہاں تک کہ قدید کے مقام پر آئے۔ وہاں سے انہوں نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ مکہ تشریف لائے وہاں انہوں نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2934 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ أَخْبَرَنِي هَانِئُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا .
 ☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے (حج اور عمرے) دونوں کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

باب ذِكْرِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے ذکر کے بیان میں ہے

2935 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ" .
 ☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حجر اسود جنت سے تعلق رکھتا ہے۔

باب اسْتِلامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے استلام کے بیان میں ہے

2936 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ أَنَّ عُمَرَ قَبْلَ الْحَجَرِ وَالتَّزَمَهُ وَقَالَ رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكُ حَفِيًّا .
 ☆☆ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اسے اپنے ساتھ چٹایا اور بولے: میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کو تم پر مہربانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حجر اسود کے طریقہ استلام کا بیان

حجر اسود کو بوسہ دینے کا طریق تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر دونوں ہونٹوں کو حجر اسود پر لگایا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجوم کی زیادتی اور لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اسے چومتے ہوں گے، چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو نہ چوما جائے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے حجر اسود پر ہاتھ رکھنا اور اس کو چومنا ممکن نہ ہو تو پھر اشارہ کے ذریعہ ہی یہ سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

2934- اعرابه النسائي . تحفة الاشراف (2285) .

2935- اخرجہ الترمذی فی الحج، باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود والركن والمقام والحديث (877) مطرولا . تحفة الاشراف (5571) .

2936- اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود فی الطواف (الحديث 252) . تحفة الاشراف (10460) .

باب تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

یہ باب حجر اسود کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

2837 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عِيْسَى بْنَ يُونُسَ وَجَرِيرَ بْنَ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ . ثُمَّ دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ .

★★ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور بولے: مجھے معلوم ہے تم ایک پتھر ہو اگر میں نے رسول اللہ کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا پھر وہ حجر اسود کے قریب ہوئے اور انہوں نے اسے بوسہ دیا۔

باب كَيْفَ يُقْبَلُ

یہ باب ہے کہ بوسہ کس طرح دیا جائے؟

2838 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّمْحِ فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ رِخَامًا مَرَّ وَلَمْ يَزَاحِمْ وَإِنْ رَأَاهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ لَلَّامًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ .

★★ حنظلہ بیان کرتے ہیں میں نے طاؤس کو دیکھا کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے تھے تو اگر وہاں ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آگے گزر جاتے تھے اور لوگوں کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ جگہ خالی ہوتی تھی تو وہ تین مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: تم ایک پتھر ہو تم کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی اگر ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آپ ﷺ آگے نکل جاتے تھے ورنہ اسے بوسہ دیتے تھے)۔

2937- أخرجه البخاري في الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود (الحديث 1597). وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الصلاة (الحديث 251). وأخرجه أبو داود في المناسك، باب في تقبيل الحجر (الحديث 1873). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 860). حاشية الإشراف (10473).
2938- الفردية السملی. حاشية الإشراف (10503).

باب کَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلَى آتِي شِقْيِهِ يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ

یہ باب ہے کہ پہلی مرتبہ آنے والا شخص طواف کیسے کرے اور جب وہ حجر اسود کا استلام کرے گا

تو اسے کون سے پہلو کی طرف رکھے گا؟

2939 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" .. فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ بَعْدَ الرُّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا .

☆☆ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا، پھر آپ دائیں طرف سے چلنے لگے اور آپ نے تین مرتبہ رمل کیا (یعنی تیز چلتے ہوئے طواف کیا) اور چار مرتبہ عام رفتار سے چلے پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ پڑھا: "تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔"

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی مقام ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانہ کعبہ کے درمیان تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔

باب كَمْ يَسْعَى

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کتنی مرتبہ دوڑتے ہوئے چلا جائے گا

2940 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِي الْأَرْبَعَ وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْعُلُ ذَلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کے (تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے تھے وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

2939- أخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء أن عرفه كلها مواقف (الحديث 150) مختصراً . وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف

الطواف (الحديث 856) . تحفة الاشراف (2597) .

2940- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8218) .

باب کَمْ يَمْشِي

یہ باب ہے کہ (طواف کے دوران) کتنی مرتبہ عام رفتار سے چلا جائے گا؟

2941 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَهْدِمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يَصِلِي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حج یا عمرہ کے موقع پر طواف کرنے کے لیے جب سب سے پہلی مرتبہ تشریف لائے تو پہلے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے اور پھر چار چکروں میں عام رفتار سے چلے پھر آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے صفا و مروہ کی سعی کی۔

باب الْخَبَبِ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ

یہ باب ہے کہ سات میں سے تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑنا

2942 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَهْدِمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخْبُ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ .

☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پہلے حجر اسود کا استلام کیا اور سب سے پہلے طواف میں سات چکروں میں سے تین چکروں میں دوڑتے ہوئے چلے۔

شرح

خانہ کعبہ کے گرد ایک پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے وقت تین پھیروں میں تو اس طرح تیز چلتے کہ قدم پاس پاس رکھتے اور جلد جلد اٹھاتے اور دوڑتے اور اچھلتے نہ تھے اور باقی چار پھیروں میں اپنی معمولی رفتار سے چل کر کرتے۔

2941- أخرجه البخاري في الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلى بيته ثم صلى ركعتين، ثم خرج إلى الصفا (الحديث 1616). و أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة وفي الطواف الأول من الحج (الحديث 231). و أخرجه أبو داود في المسك، باب الدعاء في الطواف (الحديث 1893). تحفة الأشراف (8453).

2942- أخرجه البخاري في الحج، باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة أول ما يطوف ويرمل ثلاثا (الحديث 1603). و أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة وفي الطواف الأول من الحج (الحديث 232). تحفة الأشراف (6981).

باب الرَّمْلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یہ باب ہے کہ حج اور عمرے (میں طواف کے دوران) رمل کرنا

2943 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقِدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخْبُثُ فِي طَوَافِهِ حِينَ يَقْدُمُ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَيَمْشِي أَرْبَعًا قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرے کے موقع پر جب مکہ آتے اور پہلی مرتبہ طواف کرتے تھے تو اس کے ابتدائی تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑتے تھے اور باقی چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلتے تھے وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب الرَّمْلِ مِنَ الْحَجْرِ إِلَى الْحَجْرِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کرنا

2944 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْرُكٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجْرِ إِلَى الْحَجْرِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ .

☆☆ امام مالک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے آپ ﷺ نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تین چکر اس طرح لگائے تھے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ

یہ باب ہے کہ اس وجہ کا تذکرہ جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے دوڑتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا

2945 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا

2943- أخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج، و العمرة (الحديث 1604) تعليقاً مختصراً . تحفة الاشراف (8262) .

2944- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 235 و 236) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرمل من الحج إلى الحجر (الحديث 857) و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الرمل حول البيت (الحديث 2951) . تحفة الاشراف (2594) .

2945- أخرجه البخاري في الحج، باب كيف كان بدء الرمل (الحديث 1602) . و في المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث 4256) . و أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 240) . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب في الرمل (الحديث 1886) . تحفة الاشراف (5438) .

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ وَهَتَّهْتُمْ حُمَى يَثْرِبَ وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا فَأَطْلَعَ
اللَّهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى ذَلِكَ فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَرْمُلُوا وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ
الْمُشْرِكُونَ مِنْ نَاحِيَةِ الْحَجَرِ فَقَالُوا لَهَوْلَاءِ أَجَلَهُ مِنْ كَذَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب مکہ مکرمہ تشریف
لائے تو مشرکین نے کہا: یثرب (یعنی مدینہ منورہ) کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے اور انہیں بُری صورت حال کا سامنا کرنا پڑا
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ وہ رمل کریں
اور جب وہ دو رکون کے درمیان پہنچیں تو عام رفتار سے چلنا شروع کر دیں مشرکین اس وقت حطیم والی طرف موجود تھے انہوں
نے (جب اس طرف سے گزرتے ہوئے صحابہ کو دوڑتے ہوئے دیکھا) تو بولے: یہ تو فلاں سے بھی زیادہ طاقتور لگ رہے ہیں۔

2946 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيِّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلامِ الْحَجَرِ
فَقَالَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ . فَقَالَ الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ رُحِمْتُ عَلَيْهِ أَوْ غُلِبْتُ
عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ
وَيُقَبِّلُهُ .

☆☆ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کا استلام کرنے کے بارے
میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔
اس شخص نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہاں ہجوم زیادہ ہو یا وہاں تک پہنچنا نہ جاسکتا ہو؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
نے فرمایا:

”آپ کے خیال“ کو یمن بھیج دو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے
دیکھا ہے۔“

باب استِلامِ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ

یہ باب ہے کہ (طواف کے) ہر چکر کے دوران دو ارکان کا استلام کرنا

2947 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذَوَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ طواف کے (ہر چکر کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کا

2946- أخرجه البخاري في الحج، باب تقبيل الحجر (الحديث 1611). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 861). تحفة الاشراف (6719).

2947- أخرجه ابن دازد في المناسك، باب استلام الأركان (الحديث 1876). تحفة الاشراف (7761).

استلام کیا کرتے تھے۔

2948 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ .
☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کیا کرتے تھے۔

باب مسح الركنین الیمانیین

یہ باب ہے کہ دو یمانی ارکان کو ہاتھ لگانا

2949 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .
☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان پر ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

کعبہ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوسری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی و عراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔

اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔ "استلام" کے معنی ہیں "مس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔

چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ

2948- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 244). تحفة الاشراف (7880).

2949- أخرجه البخاري في الحج، باب من لم يستلم الا الركنين اليمانيين (الحديث 1609). و أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 242). و أخرجه ابو داود في المناسك، باب استلام الاركان (الحديث 1874) تحفة الاشراف (6906).

بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

باب ترک استلام الرکنین الآخرین

یہ باب ہے کہ باقی دو ارکان کا استلام نہ کرنا

2950 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَتَانَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَمَالِكٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيِّينِ . قَالَ لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُخْتَصِرًا .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپ کے بارے میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ ان دو یمانی ارکان کا استلام کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو صرف انہی دو ارکان کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مختصر ہے۔)

2951 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمُعِيِّينَ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے ارکان میں سے صرف حجر اسود اور اس کے ساتھ والے رکن کا استلام کرتے تھے جو بیچ کے گھروں کی طرف تھا۔

2952 - أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَّ

2950 - أخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في التلويح ولا يمسح على التلويح (الحديث 166) مطولاً، وفي اللباس، باب العمل السبئية وغيرها (الحديث 5851). وأخرجه مسلم في الحج، باب الإهلال من حيث تبتع الرحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً. وأخرجه أبو داود في المساك، باب في وقت الأحرار (الحديث 1772). والحديث عند الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) والنسائي في الطهارة، باب الوضوء في العمل (الحديث 117)، وفي مناسك الحج، العمل في الإهلال (الحديث 2759)، وفي الزينة، تصغير اللحية (الحديث 5258). وابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) تحفة الاشراف (7316).

2951 - أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 243). وأخرجه ابن ماجه في المساك، باب استلام الحجر (الحديث 2946). تحفة الاشراف (6988).

2952 - أخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج والعمرة (الحديث 1606). وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 245). تحفة الاشراف (8152).

وَالْحَجَرِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بعد میں نے کبھی بھی سختی یا گری کے دوران (یعنی ہجوم کی کثرت یا قلت) کے دوران ان دونوں ارکان کا استلام ترک نہیں کیا۔

2953 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب سے نبی اکرم ﷺ کو میں نے اس کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی نرمی یا سختی (یعنی ہجوم کی کمی یا زیادتی) کے دوران حجر اسود کا استلام ترک نہیں کیا۔

باب اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمُحَجَّجِ

یہ باب ہے کہ چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کرنا

2954 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَبَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحَجَّجٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اور آپ ﷺ نے چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کیا۔

باب الْإِشَارَةِ إِلَى الرُّكْنِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا

2955 - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ بِالنَّبِيتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَإِذَا انْتَهَى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا جب آپ رکن کے پاس پہنچتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

2953 - انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (7596) .

2954 - تقدم (الحديث 712) .

2955 - أخرجه البخاري في الحج، باب من أشار إلى الركن إذا أتى عليه (الحديث 1612)، و باب التكبير عند الركن (الحديث 1613)، و باب المريض يطوف راکباً (الحديث 1632)، و في الطلاق، باب الإشارة في الطلاق و الامور (الحديث 5293) . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطواف راکباً (الحديث 865) . تحفة الاشراف (6050) .

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)

یہ باب ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو“

2956 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمًا

الْبُسْطَيْنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُولُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ وَمَا بَدَأَ مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ قَالَ فَتَزَكَّتْ (يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ).

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے (زمانہ جاہلیت میں) عورت برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہا کرتی تھی:

”آج اس کا کچھ حصہ یا وہ مکمل طور پر ظاہر ہوگا اور اس کا جو حصہ ظاہر ہوگا تو میں اسے حلال قرار نہیں دوں گی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تو یہ حکم نازل ہوا: ”اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔“

طواف و نماز کے وقت زینت اختیار رکھنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچ نہ کرو، بیشک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (الاعراف، ۳۱)“

برہنہ طواف کی ممانعت کا شان نزول اور لوگوں کے سامنے برہنہ ہونے کی ممانعت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ پہلے عورت برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہتی تھی: کوئی مجھے ایک کپڑا دے دیتا جس کو میں اپنی شرم گاہ پر ڈال دیتی، آج بعض یا کل کھل جائے گا اور جو کھل جائے گا میں اس کو کبھی حلال نہیں کروں گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ (صحیح مسلم تفسیر 302825) 7416، مکتبہ نزار معینی مکہ مکرمہ، 1417ھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا۔ زینت سے مراد وہ لباس ہے جو شرم گاہ چھپائے۔ اس کے علاوہ عمدہ کپڑے اور اچھی چیزیں بھی زینت ہیں اور انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت اپنی زینت کو پہنیں۔ (جامع البیان، ج 8، ص 211، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 5141ھ)

زہری بیان کرتے ہیں کہ عرب بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے، ماسوا قریش اور ان کے حلیفوں کے۔ ان کے علاوہ جو لوگ طواف کرنے کے لیے آتے، وہ اپنے کپڑے اتار دیتے اور قریش کے دیے ہوئے کپڑے پہن لیتے اور اگر ان کو قریش میں سے کوئی عاریتاً کپڑے دینے والا نہ ملتا تو وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف کرتا اور اگر وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف

2956 - أخرجه مسلم في التفسير، باب في قوله تعالى: (اخلوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) (الحديث 25). وأخرجه النسائي في التفسير: سورة الاعراف (الحديث 202). تحفة الاشراف (5615).

کرتا اور اگر وہ ان ہی کپڑوں میں طواف کر لیتا تو وہ طواف کے بعد ان کپڑوں کو پھینک دیتا اور ان کپڑوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو۔

(جامع البیان، ج 8، ص 213، مطبوعہ دار الفکر، بیروت 1415ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر بنایا تھا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا، اس میں حضرت ابوبکر نے مجھے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ قربانی کے دن یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے گا۔ (صحیح مسلم، ج 435، 1347) (3229)۔ (صحیح البخاری، ج 2، رقم الحدیث: 1622)۔ (سنن ابوداؤد، ج 2، رقم الحدیث: 1046)۔ (سنن نسائی، ج 5، رقم الحدیث: 2957)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بھاری پتھراٹھا کر لا رہا تھا اور میں نے چھوٹا سا تہبند باندھا ہوا تھا۔ اچانک میرا تہبند کھل گیا، اس وقت میرے کندھے پر وزنی پتھر تھا، اس وجہ سے میں تہبند کو اٹھا نہیں سکا، حتیٰ کہ میں نے پتھر کو اس کی جگہ پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر اپنا تہبند اٹھاؤ اور اس کو باندھ لو اور نہ لگے بدن نہ پھرا کرو۔ (صحیح مسلم، ج 78، 341) (757)۔ (سنن ابوداؤد، ج 4، رقم الحدیث: 4016)

تعمیر کعبہ کے وقت تہبند اتار کر کندھے پر رکھنے کی روایت پر بحث و نظر: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کعبہ کو بنایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس پتھراٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پتھروں کی وجہ سے اپنا تہبند اپنے کندھے پر رکھ لیں، آپ نے ایسا کیا پھر آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا میری چادر، میری چادر، پھر آپ پر چادر باندھ دی گئی۔ (صحیح البخاری، ج 2، رقم الحدیث: 1582، ج 4، رقم الحدیث: 3829)۔ (صحیح مسلم، ج 76، 3409) (755)۔ (مسند احمد، ج 2، ص 295، ج 3، ص 380، 310)

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے اپنا تہبند اتار دیا تھا اور آپ معاذ اللہ برہنہ ہو گئے، اور اسی کی دہشت سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ یہ حدیث آپ کے بلند منصب، آپ کی عظمت اور شان اور آپ کے مقام نبوت کے خلاف ہے۔ علامہ نووی، علامہ عینی اور علامہ عسقلانی میں سے کسی نے بھی اس اشکال کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ علامہ قرطبی نے اس حدیث کو المفہم میں شامل نہیں کیا۔ صرف علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی 828ھ نے اپنی شرح میں اس اشکال کو دور کرنے کی سعی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ کا ستر کھل گیا تھا، کیونکہ آپ اول امر میں تہبند کھلتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور غالباً اس وقت آپ پر کسی کی نظر نہیں پڑی تھی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے یہ عزت اور کرامت دی ہے کہ میں بخون پیدا ہوا اور میری شرم گاہ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ (المجموع، رقم الحدیث: 936)۔ (المجموع الاوسط، ج 7، رقم الحدیث: 6144)۔ (دلائل النبوة

لابی نعیم، ج ۱، رقم الحدیث: ۹۱۔ مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۲۴۔ کنز العمال، ج ۱۱، رقم الحدیث: ۳۲۱۳۴، ۳۱۹۲۴۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان بن محمد فزاری متفرد ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اس پر جرح کی ہے۔ العلل المستاہیہ، ج ۱، ص ۱۶۵، حافظ ابن کثیر نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۶۵ اور بعض روایات میں ہے کہ فرشتہ نازل ہوا اور اس نے میرا تہبند باندھ دیا (اکمال اکمال المعلم، ج ۲، ص ۱۹۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

ہر دن کہ یہ حدیث جس میں آپ کے تہبند کھولنے کا ذکر ہے۔ سند صحیح کے ساتھ مروی ہے لیکن اول تو یہ مراسیل صحابہ میں سے ہے جن کا مقبول ہونا بہر حال مختلف فیہ ہے۔ ثانیاً یہ حدیث درایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ قریش نے بعثت سے پانچ سال پہلے کعبہ بنایا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے مرد کے لیے اس کے چچا کا ازراہ شفقت یہ کہنا کہ "تم اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لو تا کہ تم کو پتھر نہ چبھیں" درایتاً صحیح نہیں ہے۔ یہ بات کسی کم سن بچہ کے حق میں تو کہی جاسکتی ہے، پینتیس سال کے لڑکے کے لیے صحیح نہیں ہے اور علامہ بدرالدین عینی، علامہ ابن حجر وغیرہا نے امام ابن اسحاق سے یہی نقل کیا ہے کہ قریش کے کعبہ بنانے کا واقعہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔

علاء احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق نے اور اسی سند کے ساتھ امام حاکم اور امام طبرانی نے نقل کیا ہے کہ قریش نے دادی کے پتھروں سے کعبہ کو بنایا اور اس کو آسمان کی جانب میں ۲۰) ہاتھ بلند کیا اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیار سے پتھر اٹھا اٹھا کر لارہے تھے اس وقت آپ نے ایک دھائی دار چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔ آپ نے اس چادر کا پلو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور اس چادر کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے آپ کی شرم گاہ ظاہر ہو گئی۔ اس وقت ایک آواز آئی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی شرم گاہ ڈھانپ لیں، اس کے بعد آپ کو عریاں نہیں دیکھا گیا، اس وقت آپ کی بعثت میں پانچ سال تھے۔ اس کے بعد علامہ ابن حجر نے امام عبدالرزاق کی سند سے لکھا کہ مجاہد نے کہا کہ یہ بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی) امام عبدالبر نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے (یعنی بعثت سے پانچ سال پہلے کا)

(فتح الباری ج ۳، ص ۴۴۱، ۴۴۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ۱۴۰۱ھ)

علاء بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: طبقات ابن سعد میں محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر کے لیے پتھر لارہے تھے، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ لوگوں نے اپنے اپنے تہبند اپنے کندھوں کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ سورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا پھر آپ گر پڑے اور آپ کو ندا کی گئی "اپنی شرم گاہ کو ڈھکئے" اور یہ آپ کو پہلی ندا کی گئی تھی۔ ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! اپنا تہبند اپنے سر کے نیچے رکھ لو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جو مصیبت آئی ہے، وہ صرف برہنہ ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔

(عمدة القاری، ج ۹، ص ۲۱۵۔ مطبوعہ ادارہ المطابع المیریہ، ۱۳۴۸ھ)

امام عبدالملک بن شہام متوفی 213ھ لکھتے ہیں: امام ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کے بنانے پر اتفاق کیا۔

(السير النبویہ، ج 1، ص 229، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)
علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السہلی المتوفی 581ھ لکھتے ہیں: کعبہ کو پانچ مرتبہ بنایا گیا پہلی بار شیث بن آدم نے بنایا۔ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان ہی بنیادوں پر بنایا اور تیسری بار اسلام سے پانچ سال پہلے قریش نے بنایا۔ چوتھی بار حضرت عبداللہ بن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار عبدالملک بن مروان نے بنایا۔

(الروض اللانف، ج 1، ص 127، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، لبنان)
علامہ ابی مالکی متوفی 828ھ نے بھی علامہ سہلی کے حوالے سے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

(اکمال اکمل المعظم، ج 2، ص 189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ)
علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی 942ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے اور امام ابن اسحاق نے جس پر جزم کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ صحیح ہے۔ (کمل اللہ فی الدرر، ج 2، ص 173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1414ھ)

ہم نے متعدد مستند کتب کے حوالہ جات سے یہ بیان یہ ہے کہ قریش نے جس وقت کعبہ کی تعمیر کی تھی، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے کسی عام مہذب انسان کے حال سے بھی یہ بہت بعید ہے کہ وہ اپنا تہیہ تہناتار کر اپنے کندھے پر رکھ لے۔ چہ جائیکہ وہ شخص ہو جس کی حیا اور وقار تمام دنیا میں سب سے عظیم اور مثالی ہو۔ اس لیے یہ احادیث ہر چند کہ سنداً صحیح ہیں لیکن درلئے صحیح نہیں ہیں، جبکہ اس حدیث کے ادنیٰ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ہیں اور اس واقعہ کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ کیونکہ یہ 94 سال کی عمر گزار کر 74ھ میں فوت ہوئے تھے۔ (الاستیعاب علی حاشی الاما، ج 1، ص 222)۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت ان کی عمر 20 سال تھی۔ اور بعثت کے وقت ان کی عمر سات سال تھی اور یہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے تو اس وقت ان کی عمر دو سال تھی اور اس وقت یہ مدینہ میں تھے حالانکہ یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ کسی سے سنا ہوگا جس کے نام کی انہوں نے تصریح نہیں کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا اور وقار پر کوئی حرف آنے کی بہ نسبت ہمیں یہ زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو مسترد کر دیا جائے کیونکہ روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کی جو عظمت اور مقام ہے، اس کی بہ نسبت کہیں زیادہ بلکہ سب سے زیادہ عظمت اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا اور وقار کی ہے۔

2957 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَدِّنُ فِي النَّاسِ "أَلَا لَا يَحُجُّنَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

عُرْيَانٌ۔

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس حج کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تھا جو حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے ہوا تھا اس حج کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کے ہمراہ بھیجا تھا تاکہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں گے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک شخص حج نہیں کر سکے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔

2958 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمُخَوَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِرَأْيَةِ قَالَ "مَا كُنتُمْ تَنَادُونَ" . قَالَ كُنَّا نُنَادِي "إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُزْمِنَةٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَوْ أَمَدُهُ إِلَى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ أَشْهُرٌ فَإِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ" . فَكُنْتُ أَتَادِي حَتَّى صَحِلَ صَوْنِي .

☆ ☆ محرر بن ابو ہریرہ اپنے والد (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جب اللہ کے رسول نے انہیں اہل مکہ کی طرف بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ راوی نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے کیا اعلان کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نے یہ اعلان کیا تھا کہ جنت میں صرف مومن شخص داخل ہو سکے گا اور کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکے گا اور جس شخص کا اللہ کے رسول کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو اس کی مدت آئندہ چار ماہ تک ہے جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین (کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے) سے بری الذمہ ہوں گے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں یہ اعلان کرتا رہا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

باب آيَنَ يُصَلِّي رَكَعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ آدمی طواف کی دو رکعات کہاں ادا کرے گا؟

2957- أخرجه النسائي في الصلاة، باب ما يستمر من العورة (الحديث 369)، وفي الحج، باب لا يطوف بالبيت عريان ولا يحج مشرك (الحديث 1622)، وفي الجزية والموادعة، باب كيف ينزل إلى أهل المهد (الحديث 3177)، وفي المغازي، باب حج أبي بكر بالناس في سنة تسع (الحديث 4363)، وفي التفسير، باب (ليبحروا في الأرض أربعة أشهر واعلموا انكم غير معجزي الله وإن الله محري الكافرين) (الحديث 4655) مطولاً، وباب (إذ إن من الله ورسول له إلى الناس يوم الحج الأكبر أن الله بريء من المشركين ورسوله، فإن تبتم فهو خير لكم وإن توليتم فاعلموا انكم غير معجزي الله وبشر الذين كفروا بعذاب اليم) (الحديث 4656) مطولاً . وأخرجه مسلم في الحج، باب لا يحج البيت مشرك ولا يطوف بالبيت عريان وبيان يوم الحج الأكبر (الحديث 435) . وأخرجه أبو داود في المسالك، باب يوم الحج الأكبر (الحديث 1946) . تحفة الاشراف (6624) .

2958- أخرجه النسائي في التفسير: سورة براءة (الحديث 233) تحفة الاشراف (14353) .

2959 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَرَعَ مِنْ سُبْعِهِ جَاءَ حَاشِيَةَ الْمُطَافِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَافِينَ أَحَدٌ .

☆☆ حضرت مطلب بن ابوداود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ جب آپ سات چکر لگا کر فارغ ہوئے تو آپ مطاف کے کنارے پر آئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی چیز نہیں تھی۔

2960 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ يَعْنِي ابْنُ عُمَرَ قَدِيمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) .

☆☆ عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی پھر آپ نے صفا و مروہ کی سعی کی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

بے شک اللہ کے رسول کے طریقے میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

بَابُ الْقَوْلِ بَعْدَ رَكْعَتَيْ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد گفتگو کرنا

2961 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أَتَانَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَرَأَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسَمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ "بَدَأَ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ" . فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَفَعِي عَلَيْهَا حَتَّى بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . فَكَبَّرَ اللَّهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ نَزَلَ مَا شِئَا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ

2959-تقدم (الحديث 757) .

2960-تقدم (الحديث 2930) .

2961-أخرجه الترمذي في المحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856) مختصراً، و باب ما جاء أنه يبدأ بالصفا قبل المروة (الحديث 862) مختصراً و أخرجه السائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2962) مختصراً، و القراءة في ركعتي الطواف (الحديث 2963) مختصراً، و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974) . و أخرجه ابن ماجه في القامة الصلاة و السنة فيها، باب القبلة (الحديث 1008) مختصراً . و الحديث عدد: أبي داود في الحروف و القرآن، باب 1 . (3969) . تحفة الاشراف (2595) .

قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى آتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَأَ لَهُ الْبَيْتَ فَقَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَّ هَذَا حَتَّى قَرَعَ مِنَ الطَّوَافِ .

☆ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

"اور تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا یہ آواز لوگوں تک پہنچی پھر آپ نے نماز مکمل کی پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر تشریف لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم آغاز اس سے کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے آغاز کیا آپ اوپر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ آپ کے سامنے آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے، حمد اسی کے لیے مخصوص ہے، وہ زندگی دیتا ہے، وہ موت دیتا ہے، وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا اس کی حمد بیان کی پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی پھر چلتے ہوئے اس سے نیچے آئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں شیب تک پہنچ گئے پھر آپ دوڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں اوپر کی طرف بلند ہونے لگے تو آپ نے چلنا شروع کر دیا پھر آپ مروہ پر تشریف لائے آپ اس پر چڑھ گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے، حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اس کی پاکی بیان کی اس کی حمد بیان کی پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو گئے (یعنی سعی سے فارغ ہو گئے)۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ قَرَأَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَاْبْتَدُوا بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ".

☆ ☆ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف میں سات چکر لگائے جن میں تین چکروں کے دوران آپ تیز رفتاری سے چلے اور چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

"تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔"

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کر لیا پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ باہر تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی یہ آیت تلاوت کی):

"بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔"

تو تم لوگ اس کے ذریعے آغاز کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

باب الْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات میں قرأت کرنا

2963 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْحِمَصِيُّ عَنِ الْوَلِيدِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَى إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ قَرَأَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

☆ ☆ حضرت امام مالک رحمہ اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

"تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلی رکعت میں) سورہ فاتحہ اور سورہ کافرون (جبکہ دوسری

2962- تقدم في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2961).

2963- الفردية السالتي و الحديث عند: ابى دالذ في الحروف و القرآن، باب 1. (3969). و الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف

الطواف (الحديث 856)، و باب ما جاء انه يبدأ بالصفا قبل المروة (الحديث 862). و النبائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف

(الحديث 2961 و 2962). و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974). تحفة الاشراف (2595).

رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تلاوت کی پھر آپ ﷺ واپس حجر اسود کے پاس تشریف لے گئے اس کا استلام کیا پھر آپ ﷺ صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ

یہ باب ہے کہ آب زم زم پینا

2964 - أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبَانَا عَاصِمٌ وَمُغِيرَةُ ح وَأَبَانَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبَانَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر آب زم زم پیا تھا۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا

یہ باب ہے کہ کھڑے ہو کر آب زم زم پینا

2965 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو آب زم زم پلایا آپ نے کھڑے ہو کر اسے پیا۔

باب ذِكْرِ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرَجُ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس دروازے سے باہر صفا کی طرف تشریف لے جانا

جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے

2966 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

2964 - أخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في زمزم (الحديث 1637)، وفي الاشرية، باب الشرب قائما (الحديث 5617). و أخرجه مسلم في الاشرية، باب في الشرب من زمزم قائما (الحديث 117 و 118 و 119 و 120). و أخرجه الترمذي في الاشرية، باب ما جاء في الرخصة في الشرب قائما (الحديث 1882)، وفي الشمائل، باب ما جاء في صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 197 و 199). و أخرجه النسائي في مناسك الحج، الشراب من ماء زمزم قائما (الحديث 2965). و أخرجه ابن ماجه في الاشرية، باب الشرب قائما (الحديث 3422). - نسخة الاشراف (5767).
2965 - تقدم (الحديث 2964).

ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ طَافَ بِالنَّبِيِّ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرُجُ مِنْهُ طَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . قَالَ شُعْبَةُ وَآخِرُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَرَوِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سَنَةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی پھر اس دروازے میں سے صفا کی طرف تشریف لے گئے جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے پھر آپ ﷺ نے صفا و مردہ کا طواف کیا۔ ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے: ایسا کرنا سنت ہے۔

باب ذِکْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مردہ کا تذکرہ

2967 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَائِشَةَ (فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا) قُلْتُ مَا أَبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَتْ بَنَسَمًا قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَهُمَا لَلَّمَا كَانَ الْإِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ) الْآيَةَ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَكَانَتْ سَنَةً .

☆☆ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے (اس آیت کی تلاوت کی:)

”اور ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے جب وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے۔“

میں نے کہا: میں اس بات کی کوئی پرداہ نہیں کرتا کہ اگر میں ان دونوں کا طواف نہیں کرتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے بہت غلط بات کہی ہے زمانہ جاہلیت کے لوگ ان دونوں کا طواف نہیں کیا کرتے تھے جب اسلام آیا اور قرآن نازل ہوا تو (یہ آیت نازل ہوئی:)

”بے شک صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔“

2966- الفردیہ النسائی . و الحدیث عند: البخاری فی الصلاة، باب قول الله تعالى (واخلدوا من مقام ابراهيم صلى) (الحدیث 395)، و فی الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحدیث 1623) و باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحدیث 1627)، باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (الحدیث 1645 و 1647)، و فی العمرة، باب متى يحل المعتمر (الحدیث 1793) . و مسلم فی الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي (الحدیث 189) . و النسائی فی مناسك الحج، طواف من اهل بعمره (الحدیث 2930)، و ابن يضي ركعتي الطواف (الحدیث 2960) . و ابن ماجه فی المناسك، باب الركعتين بعد الطواف (الحدیث 2959) تحفة الاشراف (7352) .

2967- اخرجہ البخاری فی التفسیر، باب (ومنة الثالثة الاخرى) (الحدیث 4861) مختصراً و اخرجہ مسلم فی الحج، باب بيان ان السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج الا به (الحدیث 261) مطولاً . و اخرجہ الترمذی فی تفسیر القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحدیث 2965) . تحفة الاشراف (16438) .

تو نبی اکرم ﷺ نے بھی ان کا طواف کیا ہے اور آپ ﷺ کے ہمراہ ہم نے بھی ان کا طواف کیا ہے ایسا کرنا سنت ہے۔

صفا اور مردہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ کا بیان

صفا اور مردہ کے درمیان سات بار سعی کرنا واجب ہے یہ سعی صفا سے شروع ہو کر مردہ پر ختم ہوگی ائمہ ثلاثہ اور امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ صفا سے مردہ تک ایک طواف ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صفا سے مردہ پھر مردہ سے صفا تک سعی ایک طواف ہے یہ غلط ہے۔ امام شافعی کا مذہب جمہور کے مطابق ہے۔

(شرح المہذب ج ۸ ص ۷۲-۷۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

صفا اور مردہ میں سعی کے متعلق امام احمد کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا کیونکہ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس نے صفا اور مردہ میں طواف نہیں کیا اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا سعی کرنا حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سعی سنت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اس سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مباح ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شعائر اللہ میں داخل کیا ہے اس لیے اس کا مرتبہ سنت سے کم نہیں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حج میں صفا اور مردہ میں سعی کرنا رکن ہے دم دینے سے اس کی تطانی نہیں ہوگی اور محرم اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔ (روضة الطالبین ج ۲ ص ۳۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابوالعباس رطبی شافعی نے لکھا ہے کہ صفا اور مردہ کا طواف کرنا عمرہ کا بھی رکن ہے۔

(نہایت الحاج ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ خطاب مالکی لکھتے ہیں: حج اور عمرہ دونوں میں صفا اور مردہ میں سعی کرنا رکن ہے۔

(مواہب الجلیل ج ۳ ص ۸۴ مطبوعہ مکتبہ البحار لیبا)

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ صفا اور مردہ میں طواف کرنا (حج اور عمرہ میں) واجب ہے رکن نہیں ہے امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ رکن ہے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کر دی پس سعی کرو۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۴۷۱) ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ صفا اور مردہ میں طواف کرنا گناہ نہیں ہے اور یہ مباح ہونے کو مستلزم ہے اور فرضیت کے منافی ہے نیز ہم نے رکن سے وجوب کی طرف اس لیے عدول کیا ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور رکنیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۴۳ مطبوعہ شرکت علیہ لبنان)

2968 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) قَوْلَ اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ بِنَسَمًا قُلْتُ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ

لَا يَطُوفُ بِهِمَا وَلَكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمُوا كَانُوا يَهْتُونَ لِمَنَاءِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ لَهَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا) ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوْفَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوْفَ بِهِمَا.

★★ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا: ”اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے۔“

(عروہ نے کہا:) اللہ کی قسم! کسی بھی شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ صفا اور مردہ کی سعی نہیں کرتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے بھانجے تم نے بہت غلط بات کہی ہے جو مفہوم تم مراد لے رہے ہو اگر یہ مفہوم ہوتا تو آیت کے الفاظ یہ ہوتے: تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف نہیں کرتا۔

(پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت کی:) یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ لوگ منات طاغیہ سے احرام باندھتے تھے یہ وہ بت ہے جس کی وہ مشلل کے قریب عبادت کرتے تھے جو شخص وہاں سے احرام باندھتا تھا وہ اس بات میں گناہ محسوس کرتا تھا کہ وہ صفا اور مردہ کی سعی کرے جب ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”بے شک صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تو جو شخص حج کرتا ہے یا عمرہ کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف کرتا ہے۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کی سعی کو سنت قرار دیا ہے اب کسی بھی شخص کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کے طواف (یعنی سعی) کو ترک کر دے۔

صفا اور مردہ میں سعی گناہ نہیں ہے کے سبب کا بیان

صفا اور مردہ میں طواف کو مسلمان دو وجہوں سے گناہ سمجھتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ بتوں کی عبادت اور ان کی تعظیم کے لیے صفا اور مردہ میں طواف کرتے تھے اس لیے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس کو عمل جاہلیت کی بناء پر گناہ سمجھا اور بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مردہ میں طواف کو گناہ سمجھتے تھے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد میں طواف کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں: بعضی بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اسعاف نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اور مردہ پر نائلہ نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اہل جاہلیت جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ان بتوں کو چھوئے تھے جب اسلام کا ظہور ہوا اور بت توڑ دیئے گئے تو مسلمانوں نے کہا: صفا اور مردہ میں تو ان بتوں کی وجہ سے سعی کی جاتی تھی اور ان میں طواف

کرنا شعائر اسلام سے نہیں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ سیوطی نے اس حدیث کو سعید بن منصور عبد بن حمید ابن جریر اور ابن منذر کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۱۶۰ مطبوعہ مکتبۃ آیۃ اللہ النجفی ایران)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے (ان کا مطلب تھا: یہ سعی واجب نہیں ہے) سو یہ خدا اگر کوئی شخص صفا اور مردہ میں سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا! حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے! تم نے غلط کہا: جس طرح تم نے اس آیت کی تادیل کی ہے اگر اسی طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: جو ان کے درمیان سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اس طرح فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ اسلام سے پہلے منات (ایک بت) کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ مغلل کے پاس عبادت کرتے تھے تو جو شخص احرام باندھتا وہ صفا اور مردہ کے درمیان طواف کرنے میں گناہ سمجھتا تھا جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: یا مصل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم صفا اور مردہ کے طواف میں گناہ سمجھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طواف کو مقرر کیا ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان طواف کرنے کو ترک کر دے عروہ نے کہا: بلا شک و شبہ یہ علم کی بات ہے میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں سنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کرنے سے پہلے میں نے لوگوں سے یہ سنا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منات کے لیے احرام باندھتے تھے اور وہ سب لوگ صفا اور مردہ میں طواف کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور قرآن میں صفا اور مردہ کے درمیان طواف کا ذکر نہیں فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم صفا اور مردہ میں طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل کیا ہے اور صفا کا ذکر نہیں کیا آیا اگر ہم صفا اور مردہ میں طواف کر لیں تو کوئی حرج ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ابو بکر بن عبد الرحمن (حدیث کے راوی) نے کہا: سنو! یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مردہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے اور جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کا طواف کرتے تھے پھر ظہور اسلام کے بعد انہوں نے ان کے طواف کو گناہ سمجھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا اور مردہ کے طواف کا ذکر نہیں فرمایا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۲-۲۲۳ ج ۲ ص ۶۳۶-۶۳۷ مطبوعہ نور محمد مع الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

صفا و مردہ کے درمیان سعی واجب ہے

حج اور عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ سعی امام احمد کے نزدیک سنت مستحبہ ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ ترک سے ایک بکری ذبح کرنا پڑتی ہے۔

آیت مذکورہ کے الفاظ سے یہ شبہ نہ کرنا چاہئے کہ اس آیت میں تو صفا و مردہ کے درمیان سعی کرنے کے متعلق صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ وہ گناہ نہیں اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ سعی مباحات میں سے ایک مباح ہے وجہ یہ ہے کہ اس جگہ عنوان لا جناس کا سوال کی مناسبت سے رکھا گیا ہے سوال اسی کا تھا کہ صفا و مردہ پر بتوں کی صورتیں رکھی تھیں اور اہل جاہلیت انہی کی پوجا پاٹ کے لئے صفا و مردہ کے درمیان سعی کرتے تھے اس لئے یہ عمل حرام ہونا چاہئے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں چونکہ یہ دراصل سنت ابراہیمی ہے کسی کے جاہلانہ عمل سے کوئی گناہ نہیں ہو جانا یہ فرمانا اس کے واجب ہونے کے منافی نہیں۔

سعی میں صفا سے آغاز کرنے کا بیان

2969 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أُنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُولُ "بَدَأَ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ".

★★ امام مالک رحمہ اللہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رحمہ اللہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا جب آپ مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے اور صفا کی طرف جا رہے تھے تو آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

2970 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أُنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّفَا وَقَالَ "بَدَأَ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ". ثُمَّ قَرَأَ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ".

★★ امام جعفر صادق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے والد (امام محمد باقر رحمہ اللہ) نے حضرت جابر رحمہ اللہ کی یہ حدیث مجھے سنائی ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ صفا کی طرف تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: "بے شک صفا و مردہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

شرح

وہ سات اشواط پورے کرے۔ وہ صفا سے ابتداء کرے اور مردہ پر ختم کرے۔ اور شوط کرتے وقت وہ وادی بطن میں سعی کرے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ اور صفا سے شروع کرنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسی سے شروع کرے جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔ اور صفا و مردہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ اور رکن نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ سعی کرنا رکن ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو لکھا ہے۔
ہے لہذا تم سعی کرو۔ (طبرانی، حاکم، دارقطنی)

ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حج یا عمرہ کرنے والے پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مردہ کا طواف کرے۔ یہ کلام اباحت میں استعمال ہوا کرتا ہے۔ لہذا اس رکعت دو جوب دونوں ختم ہو جائیں گے۔ البتہ ہم نے وجوب میں اس کے خروج کیا تاکہ اس کی رکعت ثابت نہ ہو سوائے دلیل قطعی کے۔ حالانکہ ایسی دلیل نہیں پائی گئی۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ مستحب ہونا لکھ دیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ”كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا خَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ“ میں ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

صفا مردہ کی سعی کے درمیان تیز چلنے کا بیان

اس کے دلائل میں سابقہ عبارت کی شرح میں مذاہب اربعہ ہم بیان کر چکے ہیں وہاں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ البتہ صفا مردہ خواتین سے متعلق سعی میں حدیث نقل کر رہے ہیں۔

حضرت صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ ابو ترابہ کی بیٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قریش کی عورتوں کے ساتھ آل ابوصحن کے گھر گئی تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھیں۔ (اور اس طرح ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے مشرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و برکت سے مستفید ہوں) چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مردہ کے درمیان اس طرح سعی کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہہ بند سعی دوڑنے میں تیزی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے گرد گھوم رہا تھا، نیز میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ سب لوگ سعی کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سعی کو لکھ دیا ہے، (شرح السنہ) اس روایت کو احمد نے بھی کی بیشی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1127)

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ صفا و مردہ پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں کہ جو حج کا ایک اہم رکن ہے صفا اور مردہ کی پہاڑیاں اب باقی نہیں رہی ہیں دونوں کٹ کر ختم ہو گئی ہیں صرف ان کی جگہیں متعین ہیں جہاں چند میٹر صیابنا دی گئی ہیں، دونوں میں آپس کا فاصلہ تقریباً بیڑھ فرلانگ کا ہے۔ یہ بھی پہلے بتایا جا چکا ہے یہ سعی درحقیقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس بھاگ دوڑ اور اضطراب کی یادگار ہے جس میں وہ اپنے شیرخوار بچے حضرت اسماعیل کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بھٹا ہوئی تھیں۔

اس کے بعد اللہ نے زمزم شریف پیدا فرمایا تھا، اسلام سے قبل عربوں نے ان دونوں پہاڑیوں پر ایک ایک بت رکھ دیا تھا۔ صفا کے بت کا نام اہناف تھا اور مردہ کے بت کا نام ناکلہ تھا۔ صفا کی پہاڑی جبل ابوقبیس کے دامن میں تھی وہیں سے سعی شروع کی جاتی ہے، صفا اور مردہ کے درمیان وہ راستہ جس پر سعی کی جاتی ہے اور جسے سعی کہتے ہیں بیت اللہ کے مشرقی جانب ہے، یہ پہلے مسجد حرام سے باہر تھا، اب اس کے ساتھ ہی شامل کر دیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ فان الله كتب عليكم السعي کے معنی حضرت شافعی تو یہ مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو فرض کیا ہے، چنانچہ ان کے نزدیک صفا و مردہ کے درمیان سعی فرض ہے اگر کوئی شخص سعی نہیں کرے گا تو اس کا حج باطل ہو جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں چونکہ سعی فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے اس لئے وہ اس جملہ کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو واجب کیا ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق اگر کوئی شخص سعی ترک کرے تو اس پر دم یعنی دنبہ وغیرہ ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے حج باطل نہیں ہوتا۔

باب مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ کے بیان میں ہے

2971 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ. ★★ امام جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد (امام محمد باقر رحمہ اللہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب آپ کی نظربیت اللہ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑ پر تکبیر کہنا

2972 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَلَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

★★ امام مالک رحمہ اللہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ان کے والد امام محمد باقر رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صفا پہاڑ پر ٹھہرے تو آپ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور یہ کلمات پڑھے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے ہم اسی کے لیے مخصوص ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی پھر آپ نے مردہ پر بھی اسی طرح کیا۔

2971- الفردیہ النسائی، تحفة الاشراف (2622).

2972- الفردیہ النسائی، و مسانی فی مناسک الحج، موضع القیام علی المروۃ (الحدیث 2984)، والتکبیر علیہا (الحدیث 2985)، و الحدیث عند: النسائی فی مناسک الحج، التهلل علی الصفا (الحدیث 2973)، والایضاح فی وادی محسر (الحدیث 3054)، تحفة الاشراف (2623).

باب التَّهْلِيلِ عَلَى الصَّفا

یہ باب ہے کہ صفا پر لا الہ الا اللہ پڑھنا

2973 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَزِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ جُرَيْجٌ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَلَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّافِي هَلِّلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذَلِكَ .

★★ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر ٹھہر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور وہاں دعا مانگی۔

باب الذِّكْرِ وَالِدُعَاءِ عَلَى الصَّفا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑی پر ذکر کرنا اور دعا مانگنا

2974 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكِيمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ لَصُطًى وَكُتَيْبٍ وَقَرَأَ (وَاتَّعِلُّوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّينَ) وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسَمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ لَمَّا سَلَّمَ ثُمَّ ذَهَبَ لَقَالَ "تَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ". فَبَدَأَ بِالصَّفا فَرَفَى عَلَيْهَا حَتَّى بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". وَكَثَّرَ اللَّهُ وَحَمِيدُهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قَدِيرَ لَهُ ثُمَّ نَزَلَ مَا شَاءَ حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ لِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى آتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ لَقَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ وَسَبَّحَهُ وَحَمِيدُهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَ هَذَا حَتَّى لَرَعَ مِنَ الطَّوَافِ .

★★ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر آپ نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

”تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔“

آپ ﷺ نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا اور لوگوں تک آواز پہنچ گئی جب آپ دو رکعات پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا پھر آپ (باہر تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے صفا سے آغاز کیا آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ ﷺ کے سامنے آ گیا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے ہر اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا اس کی حمد بیان کی پھر جو آپ ﷺ کے نصیب میں تھا وہ دعا مانگی پھر آپ ﷺ چلتے ہوئے نیچے کی طرف آئے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کے قدم لشی میں سے پہنچے تو آپ ﷺ دوڑ پڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں پھر بلندی کی طرف چڑھنے لگے تو آپ ﷺ عام رفتار سے چلنے لگے یہاں تک کہ آپ مردہ پڑے آپ اس پر چڑھ گئے جب آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے ہر اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اس کی پاکی بیان کی اس کی حمد بیان کی پھر جو اللہ کو منظور تھا آپ ﷺ نے اس پر دعا مانگی ایسا ہی آپ نے کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ طواف سے (یعنی سعی سے) فارغ ہو گئے۔

شرح

اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔ (البقرہ: ۱۲۵)

مقامِ ابراہیم کی تعیین و تحقیق کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے دوران یہ جملہ معترضہ ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ جب ہم نے کعبہ کو یہ عظمت اور جلالت عطا کی کہ اس کو مشرق اور مغرب سے لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ بنا دیا اور اس کو تہارے لیے عبادت اور امن کی جگہ بنا دیا اور اس کو تمام روئے زمین کے نمازیوں کے لیے قبلہ بنا دیا تو جس شخص نے اس عظیم کعبہ کو بنایا ہے اس کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم اپنا مصلیٰ بنا لو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقامِ ابراہیم کو

نماز پڑھنے کی جگہ بتائیں! تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ۔ (البقرہ ۱۲۵) اور آیت توبہ میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ کا حال! آپ اپنی ازواج کو یہ حکم دیں کہ وہ حجاب میں رہیں کیونکہ ان سے نیک اور بد (بر قسم) فتنے) کو مکتوب ہے تو آیت حجاب نازل ہو گئی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج غیرت میں مجتمع ہو گئیں تو میں نے کہا اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو حید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلہ میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) عسی ربہ ان یرسلک ان یرسلہ ازواجاً خیراً تکن الایہ (القریم ۵)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے ساتھ طواف کے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا اور مردہ کے درمیان سعی کی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

غلام قرطبی کہتے ہیں: مقام ابراہیم کی تعیین میں کئی اقوال ہیں مگر وہ اور علماء نے کہا: پورا حج مقام ابراہیم ہے شععی نے کہا: عرفہ عرفہ اور حجاز مقام ابراہیم میں نخلی نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے اور سب سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ پھر جس کو اب لوگ مقام ابراہیم کے عنوان سے پہچانتے ہیں اور جس کے پاس طواف کی دو رکعت پڑھتے ہیں وہ مقام ابراہیم ہے اور یہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو حجر اسود کی تعظیم دی اور پہلے تین طوافوں میں رمل کیا اور اس کے بعد چار طواف معمول کے مطابق چل کر کے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور طواف کی دو رکعتیں پڑھیں اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پھر ہے جس کو اس وقت بلند کر دیا گیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پتھروں کے اٹھانے سے ضعف لاحق ہوا جو ان کو حضرت اسماعیل لا کر دے رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان اس پتھر میں نقش ہو گئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں ایزویاں اور ٹوہوں کے نشان ثبت دیکھے۔ سدی نے بیان کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پھر ہے جس کو حضرت اسماعیل کی زوجہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر دھوتے وقت ان کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔

(تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۱۳-۱۱۲ مطبوعہ انتشارات مصر ۱۳۸۷ھ)

حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پتھروں کو جوڑ کر لگاتے تھے جب کعبہ کی عمارت بلند ہو گئی تو وہ اس پتھر کو لائے اور اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور حضرت اسماعیل ان کو پتھر لا کر دے رہے تھے۔ (المحدث) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ) امام رازی نے سدی کی روایت کو ترجیح دی ہے (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۷۳) لیکن صحیح یہ ہے کہ امام بخاری کی روایت کو ترجیح ہے۔ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا مقام کس قدر بلند ہے اور آثار انبیاء سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ اس میں تین مسائل ہیں۔

پاس لوگ طواف قدم کی دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہ حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابن عباس، حضرت قتادہ وغیرہ کا قول ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر کی طویل حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو رکن کو استلام کیا پھر تین چکروں میں رمل کیا، اور چار چکر آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی: **والتخلوا من مقام ابراہیم مصلی**۔ پھر رکعتیں پڑھیں ان میں سورۃ قل هو اللہ احد۔ اور قل یا ایہا الکفرون۔ پڑھی۔ یہ دلیل ہے کہ طواف کی دو رکعتیں اور دوسری اہل مکہ کے لئے افضل ہیں اور من وجہ یہ دلیل ہے کہ مسافروں کے لئے طواف افضل ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ بخاری میں ہے: مقام سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چڑھے تھے جب ان پتھروں کو اٹھانے سے کمزور پڑ گئے تھے جو کعبہ کی تعمیر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کو پیش کرتے تھے۔ آپ کے قدم اس پتھر میں دھنس گئے تھے۔ حضرت انس نے کہا: میں نے القام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں، ابرویں اور قدموں کے نیچے اٹھی ہوئی جگہ کا نشان دیکھا، لیکن لوگوں کے ہاتھوں کے چھونے نے اس اس نشان کو ختم کر دیا ہے۔ قشیری نے یہ بیان کیا ہے۔ سدی نے کہا: القام سے مراد وہ پتھر ہے جو اسماعیل کی بیوی نے حضرت ابراہیم کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔ جب اس نے حضرت ابراہیم کا سر دھویا تھا۔ حضرات ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور عطا سے مروی ہے، مقام سے مراد مکمل حج ہے، عطا سے مروی ہے، عرفہ، مزدلفہ اور جمار ہے۔ یہ شععی اور نخعی کا قول ہے۔ مجاہد نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح پہلا قول ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ ابو نعیم نے محمد بن سووقہ عن محمد بن المنکدر عن جابر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رکن اور مقام یا دروازے اور مقام کے درمیان دیکھا وہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! فلاں کو بخش دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: مجھے ایک شخص نے اس مقام میں دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوٹ جا تیرے ساتھی کی بخشش ہوگئی۔

ابو نعیم نے اس سند سے بھی روایت نقل کی ہے: حدثناہ احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم القاضی، قال حدثنا محمد بن عاصم بن یحییٰ الكاتب، قال حدثنا عبدالرحمن بن القاسم القطان الکوفی، قال حدثنا الحارث بن عمران الجعفری عن محمد بن سووقہ۔

ابو نعیم نے کہا: اسی طرح یہ عبدالرحمن نے حارث سے انہوں نے محمد سے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔ حارث کی حدیث محمد عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے معروف ہے۔ مصلیٰ کا معنی ایسی جگہ جہاں دعا کی جائے۔ یہ مجاہد کا قول ہے بعض نے فرمایا: نماز کی جگہ جس کے قریب نماز پڑھی جائے۔ یہ قتادہ کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: قبلہ جس کے پاس امام کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حسن کا قول ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، ہیروت)

مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

امام مسلم، ابن ابی داؤد، ابو نعیم نے اہلیہ میں اور بیہقی نے السنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکروں میں رمل (یعنی کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم رکھا) فرمایا اور چار چکروں میں اپنی رفتار پر چپے۔ حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ آیت پڑھی
لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مقام ابراہیم کے پاس کھٹے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہی وہ مقام ابراہیم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

طبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

عبد بن حمید اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیں (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم اس کو بیت اللہ کی طرف ایک گوشے میں کر لیں تاکہ لوگ اس کی طرف نہ کر کے نماز پڑھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

ابن ابی داؤد اور ابن مردویہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی مقام ابراہیم کعبہ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو موجودہ جگہ میں منتقل فرما دیا (جہاں اب ہے) مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو رائے دیتے تھے اسی کے مطابق قرآن نازل ہوا تھا۔

ابن مردویہ نے عمر بن میمون رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس سے گزرے اور عرض کیا کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنا لیں؟ ابھی تھوڑی سی دیر ٹھہرے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی
لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، دارقطنی نے الافراد میں ابو میسرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ ہمارے رب کے خلیل کی جگہ ہے کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنا لیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم جس کا یہاں ذکر ہے وہ یہی ہے جو مسجد میں ہے کثرت کے بعد پورے حج کو مقام ابراہیم بنا دیا گیا۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم سارا حرم ہے۔

ابن سعد، ابن المہذ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ یہ مقام ابراہیم آسمان سے اتارا گیا۔

ابن ابی حاتم اور عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام جنت کے یا قوت میں سے ایک یا قوت تھا اس کے نور کو منادیا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز روشن ہو جاتی اور رکن (یمانی) بھی اسی طرح ہے۔

ترمذی، ابن حبان، حاکم بیہقی نے دلائل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رکن (یمانی) اور مقام ابراہیم جنت کے یا قوتوں میں سے دو یا قوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو منادیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان سب چیزوں کو روشن کر دیتے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن اور مقام (ابراہیم) جنت کے یا قوتوں سے دو یا قوت ہیں۔

عبد بن حمید، ابن المہذ، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم کے پتھر کو اللہ تعالیٰ نے نرم کر دیا اور اس کو رحمت بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ رکن اور مقام جنت کے یا قوت میں سے ہیں اگر بنی آدم کی خطائیں اس کو نہ چھوتیں تو یہ دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان (سب چیزوں کو) روشن کر دیتے۔ اور ان دونوں کو کبھی آفت رسید یا بیمار نے نہیں چھوا مگر اس کو شفا ہو گئی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث میں روایت کیا کہ اگر اس (مقام) کو جاہلیت کی بجائیں نہ چھوتیں تو آفت زدہ اس سے شفا حاصل کرتا اور اس کے سوا زمین پر جنت میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔

امام الجندی نے فضائل مکہ میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رکن اور مقام جنت کے پتھروں میں سے دو پتھر ہیں

حجر اسود و مقام ابراہیم قیامت کے دن میں

الازرقی نے تاریخ مکہ میں اور الجندی نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ہر ایک کو قیامت کے دن احد پہاڑ کی طرف لایا جائے گا۔ ان دونوں کی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے دونوں اونچی آواز سے پکاریں گے اور دونوں اس شخص کے لیے گواہی دیں گے جس نے وفا کے ساتھ ان کی موافقت کی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک قوم کو دیکھا وہ مقام ابراہیم کو چھو رہے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ تمہیں اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور الارزرقی نے قادمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی سے مراد ہے کہ تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اس کے پاس نماز پڑھو اور اس کو چھونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اس امت نے ایسے تکلفات کئے ہیں جو پہلی امتوں نے نہیں کئے ہم کو بعض لوگوں نے بتایا جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی اڑھی اور انگلیوں کے نشانات کو دیکھا پس اس امت نے اس کو ہاتھ لگا لگا کر نشانات مٹا دیے۔

الارزرقی نے نوفل بن معاویہ دیلمی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے مقام ابراہیم کو عبدالمطلب کے زمانہ میں مھاۃ طرح دیکھا ہے ابو محمد خزاعی نے فرمایا کہ مھاۃ سفید موتی ہے۔

مقام ابراہیم پر پاؤں کا نشان

الارزرقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس نشان کے بارے میں پوچھا جو مقام ابراہیم پر تھا تو انہوں نے فرمایا یہ پتھر بھی اسی کیفیت میں تھا جیسا آج ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنانے کا ارادہ فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا تو آپ اس مقام پر کھڑے ہو گئے اور یہ مقام اوپر اٹھتا گیا یہاں تک کہ تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو تو لوگوں نے اس کو قبول کیا اور کہا بیک اللہم بیک (اے اللہ ہم حاضر ہیں) اور یہ اس میں ان کے پاؤں کا نشان تھا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور وہ اپنے دائیں اور بائیں دیکھتے تھے کہ (اے لوگو) اپنے رب کی دوت کو قبول کرو۔ جب فارغ ہوئے تو اس مقام کے بارے میں حکم فرمایا اور آپ نے اس کو اپنے سامنے رکھا اور وہ دروازہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور آپ ان کا قبلہ رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ان کے بعد اسی کعبہ کے دروازہ کی طرف اس کے سامنے نماز پڑھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا اور ہجرت سے پہلے اور بعد میں اسی کی طرف نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ ان کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے جو اللہ کی ذات اور دوسرے انبیاء کا پسندیدہ تھا۔ اور آپ نے میزاب کی طرف نماز پڑھی اور آپ مدینہ منورہ میں تھے پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مقام ابراہیم کی طرف نماز پڑھتے رہے جب تک مکہ میں رہے۔

سعید بن منصور، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے مدعی۔

الارزرقی نے کثیر بن ابی کثیر بن المطلب بن ابی ابووداعہ بھی رحمہ اللہ علیہ سے وہ اپنے باب دادا سے روایت کرتے ہیں۔ سیلاب مسجد حرام میں بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی اونچا بند نہیں کیا تھا۔ جب دکنی سیلاب آتا تو مقام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا اور بعض وقت اس کو کعبہ کے قریب کر دیتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عنه کی خلافت کے زمانہ میں جب ام نہشل کا سیلاب آیا تو وہ بھی مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے بہا کر لے گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے نشیبی حصہ میں اس کو پایا گیا۔ اس کو لایا گیا اور کعبہ کے پردوں کے ساتھ اس کو باندھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا گیا آپ رمضان المبارک کے مہینہ میں گھبرائے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ مقام (جگہ سیلاب نے) مٹا دی تھی۔ حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس بندے کو جو ان کی جگہ کو جانتا ہو مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس کی جگہ میں جانتا ہوں مجھے اس کے متعلق پہلے یہی خطرہ تھا میں نے پیمائش کی اس جگہ سے رکن یمانی تک اور اس کی جگہ سے باب حجر اسود تک اور اس جگہ سے زم زم تک ہیمانہ کے ساتھ پیمائش کی ہے اور وہ پیمائش میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں ان کے پاس بیٹھ گیا فرمایا اور کوئی دوسرا آدمی بھیج دے جو وہ پیمائش کو لے آئے جب وہ پیمائش لائی گئی تو وہ پیمائش اسی جگہ پوری ہوئی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا اور ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا ہاں یہی اس کی جگہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یقین ہو گیا تو اسے نصب کرنے کا حکم دیا پہلے اس کی جگہ بیت اللہ کے قریب تھی پھر اسے تبدیل کر دیا۔ اور وہ (اس دن سے) اسی جگہ پر ہے جہاں آج کے دن تک۔

امام ازرقی نے سفیان بن عیینہ سے اور انہوں نے حبیب بن اسری رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ام نہشل کا سیلاب آیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکہ کی اونچی جگہ پر بند باندھنے سے پہلے وہ (سیلاب) مقام ابراہیم کو اس کی جگہ سے لے گیا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی جگہ کہاں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کون اس کی جگہ کو جانتا ہے؟ عبدالمطلب بن ابی وداعہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے اور ہیمانہ کے ساتھ اس کی پیمائش کی ہے۔ اس لئے میں نے حجر اسود سے مقام تک پھر رکن سے مقام تک اور کعبہ شریف کی طرف سے سب پیمائش کر رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پیمائش کو لے آؤ وہ پیمائش لے آیا تو اس کے مطابق مقام کو اپنی جگہ پر رکھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیلاب کو روکنے کے لئے بند بھی باندھ دیا تھا اس بارے میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ بات ہے جو ہم کو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بیان فرمائی کہ مقام ابراہیم پہلے بیت اللہ کے ایک گوشے میں تھا اور اسی جگہ پر رکھا گیا جس پر اب ہے۔ اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر تھا یہ ٹھیک نہیں۔

امام الارزقی نے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس مقام ابراہیم کی جگہ وہی ہے جہاں وہ آج ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کی جگہ یہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہی جگہ تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سیلاب اس کو لے گیا تھا اور لوگوں نے اس کو کعبہ کے ساتھ رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی موجودگی میں اس کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا۔

مقام ابراہیم کو پیچھے ہٹانا

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت اللہ کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا۔
ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ مقام ابراہیم کی جگہ کون جانتا ہے
جہاں وہ تھا ابووداعہ بن صیرہ بھی رحمہ اللہ علیہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں اس کی جگہ کو جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ
لگایا ہے دروازہ کی طرف سے اور میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے رکن اور حجر اسود تک اور زم زم تک، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا وہ پیمائش لے آؤ وہ لے آئے۔ پھر حضرت عمر نے اس کی پیمائش کے مطابق مقام ابراہیم کو اپنی جگہ پر رکھ دیا (یعنی اسی جگہ
پر) جو ابووداعہ نے بتائی تھی۔

احمد اور ابن نجار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص
نے بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھے اور زم زم کا پانی پیے تو اس کے سارے گناہ معاف کر
دیئے جاتے ہیں (چاہے) جتنی مقدار کو پہنچ جائیں۔

الازرقی نے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی (جب) بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کی رحمت میں گھس جاتا ہے اور
جب (مطاف میں) داخل ہوتا ہے تو (اللہ کی رحمت) اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ (جب طواف میں) کوئی قدم اٹھاتا ہے یا
کوئی قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں پانچ سونکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس سے پانچ سو برائیاں مٹا
دیتے ہیں اور اس کے پانچ سو درجات بلند فرمادیتے ہیں۔ پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آتا ہے اور دو رکعت
نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے اس دن کی طرح جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ اور
اس کے لیے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دو غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور رکن یمانی پر ایک فرشتہ
اس کا استقبال کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ جو تیری زندگی باقی ہے اس میں اب نئے سرے سے عمل کر، سابقہ گناہ تیرے معاف
ہو گئے اور اپنے گھر والوں میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کر۔

ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ
نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی یعنی فتح مکہ کے دن۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ
ادا کرتے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔

الازرقی نے طلق بن حبیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خطیم میں
بیٹھے ہوئے تھے اچانک سایہ سمٹ گیا اور مجالس ختم ہو گئیں تو ہم نے ایک سانپ کی چمک دیکھی جو بنی شیبہ کے دروازے سے آیا
تھا تو لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اٹھ گئیں اس نے اللہ کے گھر کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں
پھر ہم اس کی طرف اٹھے اور ہم نے اس سے کہا کہ اے عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور کیونکہ ہماری

☆ ☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر (سوار ہو گئے) خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی کی تھی تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ انہیں ملاحظہ کرتے رہیں اور لوگ آپ ﷺ سے سوالات کر لیں اس وقت لوگوں کا ہجوم آپ کے گرد تھا۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی

(۱) امام مالک نے موطا میں امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ مروہ نے (جوان کے بھانجے تھے) ان سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما کے بارے میں بتائیے میرا خیال یہ ہے کہ جو آدمی ان کا طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے تو نے غلط کہا ہے اگر یہ مطلب ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو عبارت اس طرح ہوتی فلا جناح عليه ان يطوف بهما لیکن یہ آیت نازل ہوئی جب انصار اسلام لانے سے پہلے مناة بت کے لئے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور جو اس بت کے لئے احرام باندھتا تھا وہ صفا و مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ اس بارے میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله (الآیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کی سنت بنا دیا اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ صفا و مروہ کی سعی کو چھوڑے۔

(۲) عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی داؤد فی المصاحف، ابن ابی حاتم، ابن السکن اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے صفا و مروہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کو جاہلیت کے کام میں سے خیال کرتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو ہم اس سے رک گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله)۔

(۳) امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردؤیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی زمانہ جاہلیت میں جب وہ لوگ احرام باندھتے تھے تو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنا ان کے لئے حلال نہ تھا جب ہم (مدینہ منورہ) آئے تو انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

(۴) ابن جریر، ابن ابی داؤد، فی المصاحف، ابن ابی حاتم اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی طہرہ صفا و مروہ کے درمیان ساری رات جمع ہو کر ہجویہ اشعار پڑھتے تھے صفا

مردہ میں بت تھے جن کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم صفا مردہ کا طواف نہ کریں کیونکہ یہ ایک ایسا کام تھا جس کو ہم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت فممن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما فرمایا کہ (صفا مردہ کا طواف کرنے میں) اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ اس کے لئے اجر ہے۔

(۵) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انصار (صحابہ) نے عرض کیا کہ صفا مردہ کے درمیان سعی کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ۔

(۶) ابن جریر نے عمرو بن جیش رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت ان الصفا والمروة الایہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو وہ زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ میں ان کے پاس آیا اور ان سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان (دونوں پہاڑوں پر) بت رکھے ہوئے تھے۔ (اس لئے) جب وہ لوگ اسلام لائے تو ان دونوں کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ (یہ آیت) ان الصفا والمروة نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لوگ صفا مردہ کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بتایا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان سعی کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے اب ان دونوں کے درمیان سعی کرنے کی سنت قائم ہو گئی۔

(۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المذہب نے عامر شععی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ صفا پر ایک بت تھی جس کو اساف کہتے تھے اور مردہ پر ایک بت تھی جس کو ناکلہ کہتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو صفا مردہ کے درمیان بھی سعی کرتے ہوئے بتوں کو ہاتھ لگاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بتوں کی وجہ سے صفا مردہ کی سعی کرتے تھے اور ان کے درمیان سعی کرنا شعائر میں نہیں ہے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة (الایہ) اور لفظ آیت الصفا کو مذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مذکر تھا۔ اور مردہ کو مؤنث ذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مؤنث تھا۔

(۹) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر سے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انصار نے کہا کہ ان پتھروں (یعنی صفا مردہ) کے درمیان سعی کرنا جاہلیت والوں کے کام میں سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ فرمایا کہ یہ عمل خیر میں سے ہے جس کے بارے میں، میں نے تم کو بتایا ہے اس پر کوئی حرج نہیں جو ان دونوں (کے درمیان) سعی نہ کرے لفظ آیت ومن تطوع خیرا فهو خیر له تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور نفل کے کیا پس یہ

سنن میں سے ہے۔ عطار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس کی جگہ کو ستر کعبہ کے ساتھ بدل دیتے۔
(۱۰) ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں تھامہ کے لوگ صفاد مردہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ اور ان کے درمیان سعی کرنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

مشرکین صفاء مردہ پر بتوں کو پوجتے تھے

(۱۱) عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردودہ، بیہقی نے اپنی سنن میں زہری کے طریق سے عروہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا انصار میں سے کچھ لوگ مناة (بت) کے لئے زمانہ جاہلیت میں احرام باندھتے تھے اور مناة مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کہ ہم مناة کی تعظیم کرتے ہوئے صفاء مردہ کی سعی کرتے تھے اب ہم پر سعی میں کوئی حرج ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ عروہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں اگر میں صفاء مردہ کے درمیان سعی نہ کروں (کیونکہ) اللہ نے فرمایا لفظ آیت فلا جناح علیہ ان يطوف بهما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ۔ زہری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحرث بن ہشام کو بتائی تو انہوں نے کہا یہ علم ہے (اور) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اہل علم لوگوں کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بارے میں (حکم) نازل فرمایا اور صفاء مردہ کے درمیان طواف کا (حکم) نازل فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفاء مردہ کے درمیان سعی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا تو ذکر فرمایا ہے اور صفاء مردہ کے درمیان سعی نہ کریں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ (الآیہ) ابوبکر نے فرمایا کہ یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی کی اور ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی نہ کی۔

(۱۲) امام وکیع، عبد الرزاق، عبد بن حمید، مسلم، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ قسم ہے میری عمر کی اللہ تعالیٰ اس کے حج اور عمرہ کو پورا نہیں فرمائیں گے جو شخص صفاء مردہ کے درمیان سعی نہ کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ۔

(۱۳) عبد بن حمید اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار صفاء مردہ کے درمیان سعی کو ناپسند کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ پس ان کے درمیان سعی کرنا نقل ہے۔

(۱۴) ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن المنذر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ اس آیت لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا يطوف بهما کو اس طرح

پڑھتے تھے۔

(۱۵) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس

طرح سے ہے۔ لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما۔

(۱۶) حماد رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے والد کے مصحف میں (یوں) پایا لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا

یطوف بہما

(۱۷) ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما پڑھتے

تھے۔

(۱۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ یوں پڑھتے تھے لفظ آیت فلا

جناح علیہ ان لا یطوف بہما تشدید کے ساتھ پس جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

(۱۹) سعید بن منصور اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا

کہ میں مردہ سے پہلے صفا سے شروع کرتا ہوں طواف کرنے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں یا نماز سے پہلے طواف کرتا ہوں اور ذبح

کرنے سے پہلے حلق کرتا ہوں یا حلق کرانے کے بعد ذبح کرتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ باتیں اللہ کی

کتاب میں سے لے لو وہ یاد کرنے کے قابل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ (اس

میں) صفا (کا حکم) ہے مردہ سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت لا یطوفوا رؤوسکم حتی یبلغ الہدی محلۃ یعنی ذبح ہے حلق

سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت و طہرو بیۃ للطائفین والقائمین والركع السجود (انج آیت ۲۶) اور اس آیت میں نماز سے

پہلے طواف ہے۔

(۲۰) امام وکیع نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ (سعی) مردہ

سے پہلے صفا سے کیوں شروع کی جاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من

شعائر اللہ (یعنی مردہ سے پہلے صفا کا ذکر فرمایا)۔

(۲۱) امام مسلم، ترمذی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے حج میں صفا کے قریب تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ میں پس

اللہ تعالیٰ نے کلام کو جس سے شروع فرمایا ہے تم بھی اس سے شروع کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی صفا سے شروع فرمائی اور

اس پر چڑھ گئے۔

(۲۲) امام شافعی، ابن سعد، احمد، ابن المنذر، ابن قانع اور بیہقی نے حبیبہ بنت ابی بکر ان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مردہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا لوگ آپ کے آگے تھے اور آپ ان کے پیچھے

سعی فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے تیز سعی کی وجہ سے آپ کے گھٹنے دیکھے آپ اپنی چادر مبارک لپیٹے ہوئے تھے اور فرما

رہے تھے کہ سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض فرمادی ہے۔

(۲۳) امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی نے) پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کی ہے پس تم سعی کرو۔

(۲۴) امام وکیع نے ابو فضیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سعی کی تھی۔

(۲۵) امام طبرانی اور بیہقی نے ابو طفیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ کی قوم یہ گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفاد مردہ کے درمیان سعی کی تھی اور یہ سنت میں سے ہے آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا جب ابراہیم علیہ السلام کو حج کے احکام کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ کے درمیان شیطان نے ان کے سامنے اور ان کے آگے جانے کی کوشش کی مگر ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے نکل گئے۔

(۲۶) امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لوگوں کو مفاد مردہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ ان کاموں میں سے ہے جس کا تم کو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے وارث بنایا۔

حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہ السلام برکت

(۲۷) الخطیب نے انھیں میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ان کے ساتھ ہاجرہ (ان کی بیوی) اور اسماعیل (ان کے بیٹے) بھی تھے ان دونوں (یعنی ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے پاس بٹھایا ان کی بیوی نے پوچھا کیا اس کام کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے فرمایا ہاں! (پھر) بچے کو پیاس لگی حضرت ہاجرہ نے ادھر ادھر دیکھا پہاڑوں میں سب سے زیادہ قریب صفا کی پہاڑی تھی اس پر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی یہ مفاد مردہ کے درمیان پہلی سعی تھی۔ وہ دادس آئیں تو اپنے آگے ایک ہلکی سی آواز سنی اور فرمایا میں نے سن لیا ہے اگر حیرے پاس کوئی مدد ہے تو لے آ جاؤ اس کے آگے جبرئیل علیہ السلام تھے جو اپنی ایزمی کو زم زم پر مار رہے تھے تو پانی ابل آیا۔ وہ کوئی چیز لے آئیں تاکہ اس میں پانی کو جمع کریں۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تو پیاس سے ڈرتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا شہر ہے تم پیاس سے نہ ڈرو۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعبہ الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مردہ کے درمیان سعی۔ اور شیاطین کو کنکری مارنا اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کی اور کوئی غرض نہیں۔

(۲۹) الاذرقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا مردہ میں سعی کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ صفا سے اترے پھر چلتے ہوئے گزر گاہ کے بطن میں پہنچ جائے جب اس جگہ میں آئے تو دوڑے حتیٰ کہ یہاں سے پار ہو جائے پھر (اپنی رفتار پر چلے حتیٰ کہ مردہ پر آ جائے)۔

(۳۰) الا زرقی نے مسروق کے طریق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا کی طرف نکلے پھر صمد (یعنی صفا کی چوڑائی) پر کھڑے ہو کر لبیک پڑھا میں نے ان سے کہا کہ لوگ یہاں ہلال (یعنی تلبیہ کہنے) سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لیکن میں تم کو اس کا حکم کرتا ہوں کیا تو جانتا ہے اہلال کیا ہے؟ یہ وہ دعا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو اپنے رب کے ہاں قبولیت ہے۔ جب آپ (نیچے) وادی میں آئے تو رمل کیا اور (یہ دعا) مانگی رب اغفر وارحم انک انت الاعنداکرم (اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما بے شک تو بہت عزت والا اور بہت اکرام والا ہے۔

(۳۱) طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صمد (مقام) پر کھڑے ہوئے جو صفا میں ہے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ وہ مقام ہے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔
وما قولہ تعالیٰ: ومن تطوع خیرا:

(۳۲) ابن ابی داؤد نے الصاحف میں الا عثم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لفظ آیت ومن تطوع خیرا ہے۔

(۳۳) سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ صفا مردہ پر یہ دعا کرتے تھے تین مرتبہ (یعنی اللہ اکبر) کہتے تھے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے: لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا اياه مخلصین لہ الدین ولو کره الکفرون۔
ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود (نہیں) اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے مگر اسی کی اس کے دین کے لئے خالص ہو کر اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔

اور بہت سی دعائیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم تھک جاتے اگرچہ ہم جو ان لوگ تھے اور ان کی دعا میں سے ایک یہ دعا بھی تھی: اللہم اجعلنی ممن یحبک و یحب ملائکتک والی رسلک والی عبادک الصالحین اللہم حبیبی الیک والی ملائکتک والی رسلک والی عبادک الصالحین۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے بنادے ان لوگوں میں سے جو تجھ سے اور تیرے فرشتوں سے اور تیرے رسولوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور اے اللہ! مجھے اپنا اپنے فرشتوں، رسولوں اور نیک بندوں کا محبوب بنادے۔

اللہم یسرنی للیسری وجنبنی للعسری واغفر لی فی الاخرۃ والاولی واجعلنی من الائمة المتقین ومن ورثة جنة النعیم واغفر لی یوم الدین اللہم انک قلت (ادعونی استجب لکم) وانک لا تخلف الميعاد۔

ترجمہ: اے اللہ! آسانی کر دے میرے لئے آسانی کو اور بچا دے مجھے تنگی سے اور بخش دے مجھ کو دنیا میں اور آخرت میں اور مجھے متقین کے اماموں میں سے بنادے اور جنت النعیم کے ورثا میں سے بنادے اور میری خطاؤں کو قیامت کے دن بخش دے اے اللہ بے شک آپ نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو اور میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا اور بلاشبہ آپ وعدہ خلافی نہیں

فرماتے۔

اللّٰهُمَّ اِزْهِدْنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تُنْزِعْهُ عَنِّيْ وَلَا تُنْزِعْهُ عَنِّيْ مِنْهُ حَتَّى تُوَفَّانِ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ وَقَدْ رَضِيتْ عَنِّي
ترجمہ: اے اللہ جب آپ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت دی اس کو مجھ سے نہ چھین لینا اور مجھے اس سے جدا نہ کر لینا اور مجھ
سے راضی ہو جائیے۔

اللّٰهُمَّ لَا تَقْدِمْنِيْ لِلْعَذَابِ وَلَا تُؤَخِّرْنِيْ لِسَيِّئِ الْفِتَنِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے عذاب کے لئے پیش نہ کرنا اور مجھے برے فتنوں کے لئے پیچھے نہ چھوڑ دینا۔

(۳۴) سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص تم میں سے حج کے
لئے آئے تو اس کو چاہئے کہ بیت اللہ کے طواف سے شروع کرے اور سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں
پڑھے پھر صفا پر آئے اور اس پر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے پھر سات مرتبہ تکبیریں کہے دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد اور اس کی ثنا
بیان کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے لئے دعا کرے اور اسی طرح مروہ پر بھی کرے۔

(۳۵) ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سات جگہوں میں پاتھ بلند کئے
جاتے ہیں جب نماز کی طرف کھڑے ہو، بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، شیطین کو کنکری مارنے کے وقت۔
(۳۶) امام شافعی نے الام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں
کو بلند کیا جائے نماز میں، جب بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرہ کے پاس اور میت پر۔

(تفسیر درمشور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب الْمَشْيِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ان دونوں کے درمیان چلنے میں ہے

2976 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَشْرُبُنُ السَّرِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ
عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمَهَانَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ إِنْ أَمْشَيْ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَإِنْ أَسْعَى فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى .

☆☆ کثیر بن جہان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے ہوئے
دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور میں دوڑتا ہوں تو میں
نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

2976- أخرجه أبو داود في المسالك، باب امر الصفا والمروة (الحديث 1904). وأخرجه الترمذي في المعجم، باب ما جاء في السعي بين
الصفا والمروة (الحديث 864). وأخرجه ابن ماجه في المسالك، باب السعي بين الصفا والمروة (الحديث 2988) تحفة الاشراف
(7379).

2977 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَأَنَا فَتَبِعْتُ كَيْبَرَ .

☆ ☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: انہوں نے فرمایا: میں ایک عمر رسیدہ شخص ہوں۔

باب الرَّمْلِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ہے کہ ان دونوں کے درمیان رمل کرنا

2978 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بِسْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَأَلُوا

ابْنَ عُمَرَ هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ تَكُنْ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ فَرَمَلُوا فَلَا أَرَاهُمْ رَمَلُوا إِلَّا بِرَمْلِهِ .

☆ ☆ زہری بیان کرتے ہیں: لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہنا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس وقت بہت سے لوگ تھے انہوں نے رمل کیا تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس لیے رمل کیا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی رمل کیا تھا۔

شرح

سعی کرنا یعنی صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں رکن ہے۔ "بطن مسل" صفا و مروہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے شناخت کے لئے اس کے دونوں سروں پر نشان بنے ہوئے ہیں، جنہیں امیلین اخضری کہتے ہیں۔ سعی کے وقت اس جگہ تیز رفتاری سے چلنا تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔

باب السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

2979 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرَى الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ .

297 - المفردہ السنائی . تحفة الاشراف (7067) .

297 - المفردہ السنائی . تحفة الاشراف (7446) .

297 - أخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (الحديث 1649)، وفي المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث

425) . وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف والمروة وفي الطواف الأول من الحج (الحديث 241) . تحفة الاشراف

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی (یعنی دوڑ کے چلے تھے) تاکہ آپ شرکین کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کر سکیں۔

باب السَّعْيِ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ

یہ باب نشیبی حصے میں دوڑنے کے بیان میں ہے

2980 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُذَيْلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنِ امْرَأَةٍ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُولُ "لَا يَقْطَعُ الْوَادِي إِلَّا مَشًّا".

☆☆ صفیہ بنت شیبہ ایک خاتون کا یہ بیان نقل کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نشیبی حصے میں دوڑتے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: نشیبی حصے کو دوڑ کر ہی عبور کیا جائے۔

باب مَوْضِعِ الْمَشْيِ

یہ باب چلنے کے مقام کے بیان میں ہے

2981 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّلَاةِ مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَلَمَاءُهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ.

☆☆ امام مالک رحمہ اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب صفا کے نیچے تشریف لارہے تھے تو آپ چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب آپ نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ نشیبی حصے سے باہر نکل گئے۔

باب مَوْضِعِ الرَّمْلِ

یہ باب رمل کے مقام کے بیان میں ہے

2982 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُفِيَّانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا تَصَوَّبْتُ قَدَمَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَطْنِ الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل

2980- اخرجہ ابن ماجہ فی المساک، باب السعی بین الصفا والمروة (الحديث 2987) تحفة الاشراف (18382).

2981- الفردیه السنائی، و مسائی (الحديث 2982 و 2983). تحفة الاشراف (2624).

2982- تقدم (الحديث 2981).

کرتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ کے دونوں قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑ پڑے یہاں تک کہ اُس نشیبی حصے سے باہر چلے گئے۔

293 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ - يَعْنِي - عَنِ الصَّفا حَتَّى إِذَا انْصَبَتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى -

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نیچے تشریف لائے (یعنی صفا سے نیچے تشریف لائے) تو جب آپ کے قدم نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ آپ جب (دوسری پہاڑی پر یا اسی پہاڑی پر دوبارہ) چڑھنے لگے تو پھر عام رفتار سے چلنے لگے۔

باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ مروہ پہاڑی پر کھڑے ہونے کی جگہ

2984 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ وَبَحَّهْ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مروہ پہاڑی کے پاس تشریف لائے آپ اوپر چڑھ گئے پھر آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اس کی پاکی بیان کی اس کی حمد بیان کی پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ دعا مانگی آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ آپ طواف کر کے (یعنی سعی کر کے) فارغ ہو گئے۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ اُسی (مروہ پہاڑی) پر تکبیر کہنا

2985 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَبَانَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى الصَّفَا فَرَفِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ ثُمَّ وَحَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". ثُمَّ مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَعَى حَتَّى إِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشَى حَتَّى آتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى قَضَى طَوَافَهُ.

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کبریائی کا اعتراف کیا پھر آپ صفا پہاڑی پر چڑھے۔
اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے ہر اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔
پھر آپ صفا پہاڑی پر عام رفتار سے چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں نشیبی جھے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ جب آپ اوپر کی طرف چڑھنے لگے تو آپ پھر عام رفتار سے چلنے لگے یہاں تک کہ آپ مروہ تشریف لائے آپ صفا پہاڑی پر بھی ایسا ہی کیا جس طرح آپ صفا پہاڑی پر کیا تھا یہاں تک کہ آپ صفا پہاڑی پر اپنے طواف (یعنی سعی) کو مکمل کر لیں۔

باب كَمْ طَوَافِ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ حج قرآن یا حج تمتع کرنے والا شخص صفا اور مروہ کی کتنی مرتبہ سعی کرے گا؟

2986 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا.

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کی صرف ایک مرتبہ سعی کی تھی۔

باب أَيْنَ يَقْصِرُ الْمُعْتَمِرُ

یہ باب ہے کہ عمرہ کرنے والا شخص کہاں بال کٹوائے گا؟

2987 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ

2985- تقدم (لحديث 2972)

2986- أخرجه مسلم في الحج، باب بيان وحده الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقرآن وحواجز ادخال الحج على العسرة و منى بحل النحر من مكة، (الحديث 140). وأخرجه ابو داود في المسالك، باب طواف القارن (الحديث 1895). تحفة الاشراف (2802).

طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَصَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَشْقَصٍ لِي عُمَرَةَ عَلَى الْمَرْوَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے عمرہ کرنے کے بعد مردہ پہاڑی پر تیرکی (پیکان کے ذریعے) آپ کے بال چھوئے کیے تھے۔

2988 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمَشْقَصٍ أَغْرَابِيٍّ .

☆☆ طَاوُس کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے ایک دیہاتی کے تیرکی پیکان کے ذریعے مردہ پر نبی اکرم ﷺ کے بال چھوئے کیے تھے۔

باب كَيْفَ يَقْصَرُ

یہ باب ہے کہ بال کیسے چھوئے کیے جائیں؟

2989 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ أَخَذْتُ مِنْ أَطْرَافِ حُمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَشْقَصٍ كَانَ مَعِيَ بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالْصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ . قَالَ قَيْسٌ وَالنَّاسُ يُنْكِرُونَ هَذَا عَلَى مُعَاوِيَةَ .

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے تیرکی پیکان کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے کناروں کے بال کاٹ دیے تھے وہ پیکان میرے پاس تھی یہ آپ کے بیت اللہ کا طواف کر لینے اور صفا و مروہ کی سعی کر لینے کے بعد کیا تھا اور یہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں ہوا تھا۔

قیس نامی راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اس حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَاهْدَى

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر چلتا ہے وہ کیا کرے گا؟

2990 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرَى إِلَّا

2987-تقدم (الحديث 2736) -

2988-تقدم (الحديث 2736) -

2989-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11430) -

الْحَجَّ - قَالَتْ - فَلَمَّا أَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي فَلْيَقُمْ عَلَى إِخْرَاجِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي فَلْيَحِلِّ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا اور صفا و مروہ کی سعی کر لی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود نہ ہو وہ احرام کھول دے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهْلُ بَعْمَرَةٍ وَأَهْدَى

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جاتا ہے وہ کیا کرے گا؟

2991 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَتَانَا سُؤَيْدٌ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِبَعْمَرَةٍ وَأَهْدَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَهَلَ بِبَعْمَرَةٍ وَلَمْ يَهْدِ فَلْيَحِلِّ وَمَنْ أَهَلَ بِبَعْمَرَةٍ فَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ وَمَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ فَلْيَتِمَّ حَجَّهُ". قَالَتْ عَائِشَةُ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَ بِبَعْمَرَةٍ.

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم میں سے بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور بعض (لوگوں) نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی کا جانور ساتھ رکھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا تھا اس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دے جس نے اپنے عمرے کا احرام باندھا تھا اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے تو وہ شخص بھی احرام نہ کھولے اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے وہ اپنا حج مکمل کر لے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان افراد میں شامل تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

2990- الفردية السانئ . و الحديث عند البخاري في الحيز ، باب الامر بالنساء اذا نكحن (الحديث 294) ، وفي الاضاحي ، باب الاضحية للمسافر و النساء (الحديث 5548) ، و باب من ذبح ضحية غيره (الحديث 5559) . و مسلم في الحج ، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز الفراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نكحه (الحديث 319) . و النسائي في الطهارة ، باب ما للحل المحرمة اذا حاسمت (الحديث 289) ، و في الحيز و الاستحاضة ، باب بدء الحيز و هل يسمى الحيز نفاسا (الحديث 347) ، و في مسائل الحج ، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2740) . و ابن ماجه في المناسك ، باب الحائض تقضي المناسك الا الطواف (الحديث 2963) . تحفة الاشراف (17482) .

2991- الفردية السانئ . تحفة الاشراف (16749) .

2992 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِينَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي فَلْيَقُمْ عَلَى إِحْرَامِهِ" : قَالَتْ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَذِي فَأَقَامَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَلَمْ يَكُنْ مَعِيَ هَذِي فَأَحْلَلْتُ فَلَبِستُ ثِيَابِي وَتَطَيَّيْتُ مِنْ طَيْبٍ ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ اسْتَخِرِي عَنِّي . فَقُلْتُ اتَّخَشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ

☆ ☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر آئے جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ اپنے احرام پر برقرار رہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اس لیے وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے اور میرے ساتھ چونکہ قربانی کا جانور نہیں تھا اس لیے میں نے احرام کھول دیا اور کپڑے پہن لیے اور خوشبو لگائی پھر میں حضرت زبیر کے پاس آ کر بیٹھی تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے دور ہو میں نے کہا کہ آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں آپ پر حملہ کر دوں گی۔

باب الْخُطْبَةِ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن سے پہلے خطبہ دینا

2993 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قُرَّةَ مُوسَى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَجَعَ مِنْ غُمُرَةِ الْجِعْرَانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْعَرَجِ ثَوَّبَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اسْتَوَى لِیُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرُّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَوَقَّفَ عَلَى التَّكْبِيرِ فَقَالَ هَذِهِ رُغْوَةُ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَذْعَاءِ لَقَدْ بَدَأَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُصَلِّيَ مَعَهُ فَإِذَا عَلِيَ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ أَمِيرُ أَمْرٍ رَسُولٌ قَالَ لَا بَلْ رَسُولٌ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْيِهِ أَقْرُؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ . فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بَيَّومَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ عَلَى

2992 - اخرجہ مسلم فی الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى من البقاء على الاحرام وترك التحلل (الحديث 191 و 192). و اخرجہ ابن ماجه فی المسالك، باب فسح الحج (الحديث 2983). تحفة الاشراف (15739).

2993 - اخرجہ النسائي . تحفة الاشراف (2777).

النَّاسِ بَرَاءَةً حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةً حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَقْضَيْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْوِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةً حَتَّى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ الْأَوَّلُ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ وَكَيْفَ يَرْمُونَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَاءَةً عَلَى النَّاسِ حَتَّى خَتَمَهَا .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا أَخْرَجْتُ هَذَا لِئَلَّا يُجْعَلَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبَنَاهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِلَّا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ ابْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَكَانَ عَلِيٌّ بْنُ الْمَدِينِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيثِ .

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب حمرانہ کے عمرہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کرنے کے لیے بھیجا، ہم لوگ ان کے ہمراہ گئے یہاں تک کہ جب وہ ”عرج“ کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے صبح کی نماز کے لیے تھویب کہی، پھر جب وہ تکبیر کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی پشت کے پیچھے اونٹنی کی آواز سنی تو وہ تکبیر کہنے سے رک گئے اور بولے: یہ تو نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ شاید نبی اکرم ﷺ نے بھی حج کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ ہوں تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہی نماز ادا کریں گے، لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ امیر کے طور پر آئے ہیں یا قاصد کے طور پر؟ فرمایا: نہیں! بلکہ قاصد کے طور پر ہوں مجھے نبی اکرم ﷺ نے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا ہے جسے میں حج کے مختلف مواقع پر لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنا دوں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر جب ہم مکہ آ گئے تو تلبیہ کے دن سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حج کا طریقہ بتایا جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ حکم پڑھ کر سنایا کہ نبی اکرم ﷺ کفار کے ساتھ کیے ہوئے ہر معاہدے سے (بری الذمہ ہیں) انہوں نے اس کو پورا پڑھا، پھر ہم ان کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا، لوگوں کو حج کے احکام بتائے جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا، پھر قربانی کے دن جب ہم واپس آ رہے تھے تو حضرت ابوبکر تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں واپسی اور قربانی اور حج کے دیگر مناسک کے بارے میں بتایا جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا، جب روگی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں بتایا کہ انہوں نے کس طرح روانہ ہونا ہے اور کس طرح رمی کرنی ہے انہوں نے لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دی وہ فارغ

ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے بری الذمہ ہونے کا حکم پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا۔
 امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ایک روایت کا ایک راوی ابن عثیم علم حدیث میں مستند نہیں ہے میں نے اس روایت کو
 یہاں اس لیے نقل کر دیا ہے تاکہ یہ ابن جریر کے حوالے سے ابو زبیر سے منقول نہ سمجھی جائے۔ ہم نے اس روایت کو صرف اسحاق
 بن ابراہیم اور یحییٰ بن سعید قطان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابن عثیم اور عبدالرحمن کی روایات کو ترک نہیں کیا ہے
 البتہ علی بن مدینی نے یہ بات کہی ہے کہ ابن عثیم مکر الحدیث ہے۔
 علی بن مدینی کو گویا علم حدیث کی خدمت کے لیے ہی پیدا کیا گیا تھا۔

باب الْمُتَمَتِّعُ مَتًى يُهْلُ بِالْحَجِّ

یہ باب ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص حج کا احرام کب باندھے گا؟

2994 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ
 قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَارْبَعَ مَضِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 "أَحِلُّوا وَاجْعَلُوا عُمْرَةً". فَصَافَتْ بِذَلِكَ صُورُنَا وَكَبَّرَ عَلَيْنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 "يَسَائِبُهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الْيَدِيُّ مَعِي لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُونَ". فَأَخْلَلْنَا حَتَّى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَلَعَلَّنَا
 مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرِ لَيْلِنَا بِالْحَجِّ.

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ذوالحج کی چار تاریخ کو (مکہ) آئے نبی
 اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ احرام کھول دو اور اسے عمرے میں تبدیل کر دو تو ہمیں اس بات سے بڑی الجھن ہوئی اور ہمارے لیے یہ بہت
 مشکل کام تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 اے لوگو! احرام کھول دو اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جس طرح تم لوگ کرو گے۔
 (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے احرام کھول دیئے یہاں تک کہ ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت بھی کر لی اور ہم نے ہر وہ
 عمل کیا جو کوئی بھی حالت احرام کے بغیر والا شخص کر سکتا ہے یہاں تک کہ جب تلبیہ کا دن آیا تو ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور ہم نے
 حج کا تلبیہ پڑھا۔

باب مَا ذَكَرَ فِي مَنَى

یہ باب ہے کہ منی کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

2995 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي

مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَبَا نَازِلٍ تَحْتَ سَرْخَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَقُلْتُ أَنْزَلَنِي ظِلُّهَا .
 قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخَشِيِّينَ مِنْ مِنَى وَنَفَخَ - بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ - فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ الشَّرْبَةُ - وَلَيْسَ حَدِيثُ الْحَارِثِ يُقَالُ لَهُ الشَّرْبُ - بِهِ سَرْخَةٌ سُرَّتْ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا" .

☆☆ محمد بن عمران انصاری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے میں نے اس وقت مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا ہوا تھا انہوں نے دریافت کیا: تم اس درخت کے نیچے کیوں رُکے ہو؟ میں نے جواب دیا: اس کے سائے کی وجہ سے میں یہاں رُکا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم لوگ مٹی کے دو پہاڑوں کے درمیان ہو آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تو یہاں ایک وادی ہے جس کا نام سر بہ ہے۔

حارث نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا نام سر رہے اور وہاں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء کی ناف کاٹی گئی (یعنی ان کی پیدائش وہاں ہوئی)۔

2996 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نَعِيمٍ قَالَ أَبَانَا سُؤَيْدٌ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - ثِقَّةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنَى لَفَتَحَ اللَّهُ أَسْمَاعَنَا حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجَمَارَ فَقَالَ بِحَصْنِ الْخَدَفِ وَأَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُقَدِّمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مٹی میں ہمیں خطبہ دیا اللہ تعالیٰ نے ہماری سماعت کو کھول دیا یہاں تک کہ ہم نے آپ کی تمام باتوں کو سن لیا حالانکہ ہم اس وقت اپنے پڑاؤ کی جگہ پر تھے نبی اکرم ﷺ لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دے رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نے جمرات کا تذکرہ کیا تو فرمایا: چھوٹی کنکریوں کے ذریعے اسے کنکریاں ماری جائیں گی نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے اگلے حصے میں پڑاؤ کریں اور انصار کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے پچھلے حصے میں پڑاؤ کریں۔

باب آيَنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن امام ظہر کی نماز کہاں ادا کرے گا؟

2997 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّوْبَةِ قَالَ بَيْنِي . فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ قَالَ بِالْبَطْحِ .

☆ ☆ عبد العزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا میں نے کہا کہ آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں آپ کو یاد ہو تو نبی اکرم ﷺ نے تلبیہ کے دن ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: منیٰ میں نے دریافت کیا: روایتی کے دن نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی: انہوں نے فرمایا: البطح میں۔

باب الْعُدُوِّ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہونا

2998 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

2999 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عرفات روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

عرفہ کے دن کی فضیلت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان و دنیا پر نزول فرماتا ہے (یعنی رحمت اور احسان و کریم کے ساتھ قریب ہوتا ہے) اور پھر فرشتوں کے سامنے حاجیوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے

2997 - أخرجه البخاري في الحج، باب أين يصلي الظهر يوم التروية (الحديث 1653 و 1654)، وفي الحج، باب من صلى العصر يوم النفر بالبطح (الحديث 1763). وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب طواف الأفاضة يوم النحر (الحديث 336). وأخرجه أبو داود في المساك، باب الخروج إلى منى (الحديث 1912) وأخرجه الترمذي في الحج، باب 116. (الحديث 964). تحفة الأشراف (988).
2998 - انفرادہ النسائی . و مسانی (الحديث 2999). تحفة الأشراف (7266).
2999 - تقدم في مسلك الحج، العدو من منى إلى عرفة (الحديث 2998).

کہ ذرا میرے بندوں کی طرف تو دیکھو، یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود اور لپیک و ذکر کے ساتھ آدھیں بلند کرتے ہوئے دور، دور سے آئے ہیں، میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار ان میں فلاں شخص وہ بھی ہے جس کی طرف گناہ کی نسبت کی جاتی ہے اور فلاں شخص اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہگار ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بھی بخش دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا کوئی دن نہیں ہے جس میں یوم عرفہ کی برابر لوگوں کو آگ سے نجات و رستگاری کا پروانہ عطا کیا جاتا ہو۔

(شرح السنن، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1145)

منیٰ والی راتوں کو منیٰ میں رہنے میں مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگوں کا مال بیچا کرتے ہیں (جس کی بناء پر ہمارے ساتھ بہت سامال رہتا ہے جس کی حفاظت ضروری ہے) تو کیا ہم میں سے کوئی شخص (منیٰ سے آ کر) مکہ میں اپنے مال کے پاس رہ سکتا ہے؟ فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کو منیٰ ہی میں رہتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ والی راتوں میں پانی پلانے کی غرض سے مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

اب مسئلہ کی طرف آئیے، جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں ان میں منیٰ میں قیام اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ان راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن میں رہے کہ رات کے قیام کے سلسلہ میں رات کے اکثر حصہ یعنی آدھی رات سے زیادہ کے قیام کا اعتبار ہے اور یہی حکم ان راتوں کا بھی ہے جن میں عبادت وغیرہ کے لئے شب بیداری مستحب ہے مثلاً لیلۃ القدر وغیرہ کہ ان راتوں کے اکثر حصہ کی شب بیداری کا اعتبار ہے۔ بہر کیف جن علماء کے نزدیک منیٰ میں رات کا قیام سنت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے کہ اگر منیٰ میں رات میں قیام واجب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ان راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت کیسے دیتے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح جس شخص کے سپرد مزم کا پانی پلانے کی خدمت ہو یا جس کو کوئی شدید عذر لاحق ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں وہ ان میں منیٰ کا قیام ترک کر دے، گویا اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بلا عذر سنت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہ کسی عذر کی بناء پر سنت کو ترک کرنے میں اساءۃ بھی نہیں ہے۔

منیٰ میں رہنے والوں کے لئے رمی کرنے کا حکم

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی رات کو منیٰ میں رہنے کی اور ان کو یوم النحر کو رمی کرنے کا حکم فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے دن دو دن کے لیے (اور اگر منیٰ میں رہیں) تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی کہ ایک دن وہ رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں (اور پھر رمی کریں یعنی ایک دن چھوڑ کر رمی کریں)۔ (سنن ابوداؤد)

باب التَّكْبِيرِ فِي الْمَسِيرِ إِلَى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہنا

3000 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا الْمَلَانِيُّ - بِعَنِي أَبَا نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ قُلْتُ لَأَنْسَ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَاتٍ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْيَوْمِ قَالَ كَانَ الْمُطَبِّى يُلَبِّي فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ .

رحمہ اللہ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ لوگ اس وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے (میں نے دریافت کیا): نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں آج کے دن آپ لوگ تلبیہ کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھ لیتا تھا اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہہ دیتا تھا اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

باب التَّلْبِيَةِ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس موقع پر تلبیہ پڑھنا

3001 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ قُلْتُ لَأَنْسَ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ فِي هَذَا الْيَوْمِ قَالَ سِرْتُ هَذَا الْمَسِيرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَكَانَ مِنْهُمْ الْمُهَلُّ وَمِنْهُمْ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ .

3000 - أخرجه البخاري في المحدثين، بابا لتكبير أيام منى و ما جئنا إلى عرفة (الحديث 970)، وفي المعجم، باب التلبية و التكبير اذا غدا من منى إلى عرفة (الحديث 1659). و أخرجه مسلم في المعجم، باب استحباب اقامة الحاج التلبية حتى يشرح في رمي جمرة العقبة يوم البحر (الحديث 274 و 275). و أخرجه النسائي في مناسك الحج، التلبية فيه (الحديث 3001). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الغدو من منى إلى عرفات (الحديث 3008) تحفة الاشراف (1452).

3001 - تقدم (الحديث 3000).

علی صاحبہ -

☆ ☆ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرفہ کی صبح دریافت کیا کہ آپ لوگ اس دن تلبیہ میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ہمراہ یہ سنا ہے کہ ان اصحاب میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ تکبیر پڑھ رہے تھے ان میں سے کسی ایک فریق نے بھی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

تلبیہ پر جنت کی بشارت کا بیان

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تلبیہ کہنے والا کسی تلبیہ کہتا ہے اور جو تکبیر کہنے والا کسی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ! جنت کی (خوشخبری) آپ نے فرمایا ہاں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی تلبیہ کہنے والے نے تلبیہ نہیں کہا مگر سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوا (یعنی وہ گناہوں سے پاک صاف ہو گیا) ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جو شخص اس گھر کی طرف آیا دین یا دنیا کی حاجت لے کر تو وہ اپنی حاجت لے کر واپس لوٹا۔

ابو یعلیٰ، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس طرح نکلا جج کے لئے یا عمرہ کے لئے اور اس میں مر گیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا اور اس کو جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔

الحرث بن اسامہ نے اپنی سند میں اسمہانی نے الترغیب میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکہ کے راستے میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مر گیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حج کرنے والا اپنے گھر سے نکلا ہے اور تین دن یا تین راتیں سفر کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوتا ہے جس بدن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور سارے دنوں میں اس کے درجات کی بلندی ہوتی ہے۔ اور جس شخص نے کسی میت کو کفن پہنایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا

لباس پہنائے گا اور جس نے کسی میت کو غسل دیا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جس نے اس کی قبر پر لپ بھر بھر کر مٹی ڈالی تو اس کا چلو اس کے میزان میں پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

3002 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ يَهُودِيُّ لِعَمْرُو عَالِيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَاتَخْذَنَاهُ عِيدًا (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) قَالَ عَمْرُو قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ وَاللَّيْلَةُ الَّتِي أَنْزَلْتَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ .

☆ ☆ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوئی ہو تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن بنا لیتے (وہ آیت یہ ہے:)

”آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات معلوم ہے کہ وہ کون سا دن تھا جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور وہ کون سی رات تھی جس میں یہ نازل ہوئی تھی یہ جمعہ کی رات میں نازل ہوئی تھی، ہم لوگ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں تھے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا۔ (المائدہ: ۳)

تدریجاً احکام کا نزول دین کے کامل ہونے کے منافی نہیں

یہ آیت حجۃ والوداع کے سال سال دس ہجری کو عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے اور اس دن دین کامل ہوا ہے۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے دس سال تک دین ناقص رہا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں فرائض اور واجبات اور محرمات اور مکروہات پر مشتمل احکام کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اس آیت میں دین کے کامل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اصول اور فروع عقائد اور احکام شرعیہ کے متعلق جتنی آیات نازل ہوئی تھیں وہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے نازل کر دی ہیں۔ عقائد کے باب میں تمام آیات نازل کر دی گئیں۔ اسی طرح قیامت تک پیش آنے والے مسائل اور

3002- أخرجه البخاري في الإيمان، باب زيادة الإيمان و نقصانه (الحديث 45)، وفي المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 3307)، وفي التفسير، باب (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 4606)، وفي الاعتصام بالكتاب والسنة (الحديث 7268). وأخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 3 و 4 و 5). وأخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة المائدة) (الحديث 3043). وأخرجه النسائي في الإيمان وشرائعه، لمنازل أهل الإيمان (الحديث 5027) وفي التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 157). تحفة الأشراف (10468).

حوادث کے متعلق تمام احکام کے متعلق آیات نازل کر دی گئیں اور ان کی تشریح زبان رسالت سے کر دی گئی ہے۔ دین اسلام تو ہمیشہ سے کامل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی کے لیے اس کا بیان تدریجاً فرمایا کیونکہ جو لوگ کفر اور برائی میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے اگر ان کو یک لخت ان تمام احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ ان کی طبیعت پر سخت مشکل اور دشوار ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کی خاطر اس کا بیان رفتہ رفتہ اور تدریجاً فرمایا اور آج یہ بیان اپنے تمام وکمال کو پہنچ گیا۔

اسلام کا کامل دین ہونا ادیان سابقہ کے کامل ہونے کے منافی نہیں۔

اس آیت پر دوسرا سوال یہ ہے کہ اس آیت میں اسلام کو کامل دین فرمایا ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء سابقین کا دین کامل نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ادیان سابقہ اپنے اپنے زمانوں کے لحاظ سے کامل تھے۔ ان کے زمانوں میں تہذیب و تمدن کے جو تقاضے تھے اور ان کی رعایت سے جس طرح کے شرعی احکام ہونے چاہئیں تھے اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی احکام نازل فرمائے پھر حالات کے بدلنے اور تہذیب و ثقافت کی ترقی سے تقاضے بدلنے لگے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر بعد کی شریعت میں پہلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کر دیئے اور نئے احکام کا یہ سلسلہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک جاری رہا بلکہ آپ کی شریعت میں بھی بعض احکام منسوخ کیے گئے۔ لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی حکم منسوخ نہیں ہوگا اور اب جس قدر احکام ہیں وہ سب محکم ہیں اور ناقابل تفسیح ہیں اور قیامت تک یہ تمام احکام نافذ العمل رہیں گے الا یہ کہ جس حکم کی مدت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے۔ مثلاً جزیہ کی مدت نزول عیسیٰ علیہ السلام تک ہے اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس وقت سب مسلمان ہو جائیں گے۔ لہذا کسی سے جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ادیان سابقہ میں سے ہر دین کامل ہے اور اس کا کمال حقیقی ہے یہ اپنے زمانہ نزول سے لے کر قیامت تک کے لیے کامل ہے تمام لوگوں کے لیے اور تمام دنیا کے لیے اب یہی دین ہے اور یہی کمال حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا۔ (سبا: ۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا اور آنکھ لیکہ آپ خوشخبری دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں۔

(آیت) تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیكون للعلمین نذیرا۔ (الفرقان: ۱)

ترجمہ: وہ برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندہ پر کتاب فیصل نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔ (آیت) ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔ (ال عمران: ۸۵)

ترجمہ: جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم (ایسا کلام جس میں الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ

ہوں) عطا کیے گئے اور رعب سے میری مدد کی گئی اور غمیں میرے لیے حلال کر دی گئیں اور میرے لیے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی (آلہ تہتم) اور مسجد بنا دیا گیا اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا اور حضرت جابر کی روایت میں ہے ہر نبی کو بالخصوص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ رقم الحدیث: ۵۲۳-۵۲۱ سنن ترمذی ج ۳ رقم الحدیث: ۱۵۵۹)

قرآن مجید کی آیات اور اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ سو واضح ہو گیا کہ باقی ادیان اپنے اپنے زمانوں کے اعتبار سے کامل تھے اور اسلام قیامت تک کے لئے کامل دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اسلام کے متعلق فرمایا: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کامل کر دیا۔

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عید ہونا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: یہ آیت حجۃ الوداع کے سال یوم عرفہ کو بروز جمعہ نازل ہوئی اس کے بعد فرائض سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی نہ حلال اور حرام سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیس روز زندہ رہے۔ ابن جریر سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

(جامع البیان ج ۶ ص ۶۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۵ھ)

امام ابو یوسف محمد بن یوسف ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے یہ (آیت) الیوم اکملت لکم دینکم الایہ تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن تو عید بنا لیتے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ یوم الجمعہ کو اور یوم عرفہ کو۔ (سنن ترمذی ج ۵ رقم الحدیث: ۳۰۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ مسلمانوں کی صرف دو عیدیں ہیں انہوں نے اس حدیث پر غور نہیں کیا۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں۔ عید الفطر میں صبح افطار کیا جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز عید گاہ میں پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور اس کے بعد صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس میں ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کے دن غیر حجاج کے لیے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اور اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لیے بنایا گیا ہے۔ جیسا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے یہ کھانے پینے اور ازدواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا لفظ ہر اس دن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو اور اس پر قرآن مجید کی اس آیت میں دلیل ہے:

(آیت) قال عیسیٰ ابن مریم اللہم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تكون لنا عیدا لا ولینا و اخرنا
وید منک (المائدہ: ۱۱۳)

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی: اے اللہ ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) خوان نازل فرما تاکہ (اس کے نزول کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید اور تیری طرف سے نشانی ہو جائے۔

یہ بھی کہ جاسکتا ہے کہ شرعی اور اصطلاحی عید تو صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں اور یوم عرفہ اور یوم عرقا عید ہیں اور جس دن کوئی نعت اور خوشی حاصل ہو وہ بھی عرفا عید کا دن ہے اور تمام نعمتوں کی اصل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ سو جس دن یہ عظیم نعمت حاصل ہوئی وہ تمام عیدوں سے بڑھ کر عید ہے اور یہ بھی عرفا عید ہے شرعا عید نہیں ہے اس لیے مسلمان ہمیشہ سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی مناتے ہیں۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے اور بعض اقوال کے مطابق آپ کا یوم وفات بھی یہی ہے۔ تم اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہو۔ اس دن آپ کی وفات پر سوگ کیوں نہیں مناتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ہمیں نعت پر خوشی منانے اس اظہار اور بیان کرنے کا تو حکم دیا ہے اور کسی نعت کے چلے جانے پر سوگ منانے سے منع کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم غم اور سوگ کیوں کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پہلے زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں۔ پہلے دارالتکلیف میں زندہ تھے اب دارالجزاء اور جنت میں زندہ ہیں آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ آپ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ طالبین شفاعت کے لیے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اور آپ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اس میں غم کرنے کی کون سی وجہ ہے؟ جبکہ آپ نے خود یہ فرمایا ہے میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔ (انوار احوال المصطفیٰ ص ۸۱۰)

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کی عید میلاد منائی انکو دیکھ کر کچھ مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر عید میلاد النبی کے نام سے ایک عید بنادی اس روز بازاروں میں جلوس نکالنے اور اس میں طرح طرح کی خرافات کو اور رات میں چراغاں کو عبادت سمجھ کر کرنے لگے۔ جس کی کوئی اصل صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے عمل میں نہیں ملتی۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۵ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا سب سے پہلے تو آپ کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ اسلام میں عید میلاد النبی کا تصور بھی ہے یا نہیں۔ اس تہوار کو جس کو حادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب

کیا جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ (ہفت روزہ قدیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

افسوس! اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے لاکھوں روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ (ہفت روزہ قدیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

عام طور پر شیخ محمد بن عبدالوہاب کے متبعین اور علماء دیوبند یہ تاثر دیتے ہیں کہ بارہ ربيع الاول کو عید میلاد النبی منانا اصل سنت و جماعت کا طریقہ ہے اور ان کی ایجاد و اختراع ہے۔ جیسا کہ مذکور الصدر اقتباس نے ظاہر ہو رہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ ربيع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور ان ایام کو عید مناتے رہے ہیں۔

علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں: ہمیشہ سے اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں اور دعوتیں کرتے رہے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیک اعمال زیادہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس کی برکت ان پر فضل عام ظاہر ہوتا ہے۔ میلاد شریف منعقد کرنے سے یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنا نیک مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے مولود مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدیں بنا دیا۔

(المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

علامہ احمد قسطلانی نے علامہ محمد بن محمد ابن الجزری متوفی ۸۳۳ھ کی اس عبارت کو ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ محمد بن عبدالہادی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۶۶ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرون ثلاثہ میں اس محفل کے انعقاد کا اہتمام نہیں ہوتا تھا لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔ اس عمل میں بعض دنیا دار لوگوں نے جو منکرات شامل کر لیے ہیں علامہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں ان کا رد کیا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اس مہینہ میں نیکی کے کام زیادہ کرنے چاہئیں اور صدقات خیرات اور دیگر عبادات کو بکثرت کرنا چاہئے اور یہی مولود منانے کا مستحسن عمل ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ارمل کے بادشاہ ملک مظفر ابوسعید متوفی ۶۳۰ھ نے سب سے پہلے میلاد النبی کی محفل منعقد کی۔ یہ بہت بہادر عالم عاقل نیک اور صالح بادشاہ تھا یہ تین سو دینار خرچ کر کے بہت عظیم دعوت کا اہتمام کرتا تھا۔ (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے بہت تفصیل سے میلاد النبی منانے پر بحث کی ہے اور علامہ سیوطی ملا علی قاری اور دیگر علماء نے کتاب سنت سے جو میلاد النبی کی اصل نکالی ہے اور معترضین کے جوابات دیئے ہیں اور اس پر دلائل فراہم کیے ہیں ان کو تفصیل سے لکھا ہے۔ بعض شہروں میں میلاد النبی کے جلوس میں بعض لوگ باجے گاجے اور غیر شرعی کام کرتے ہیں اور ہمارے علماء ہمیشہ اس سے منع کرتے ہیں۔ تاہم اکثر شہروں میں بالکل پاکیزگی کے ساتھ جلوس نکالا جاتا ہے۔ میں دو مرتبہ برطانیہ گیا اور میں نے وہاں اس مہینہ میں متعدد جلوسوں میں شرکت کی۔ ان جلوسوں میں نعت خوانی اور ذکر اذکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا اور تمام شرکاء جلوس باجماعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد ازاں جلسہ ہوتا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے فضائل اور محامد بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلے دیوبند اور جماعت اسلامی کے علماء عید میلاد النبی منانے اور جلوس نکالنے پر انکار کرتے تھے لیکن اب تقریباً پندرہ بیس سال کے عرصہ سے دیوبند اور جماعت اسلامی کے مقتدر علماء میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالنے اور اس میں شرکت کرنے لگے ہیں اور سپاہ صحابہ کے اکابر علماء حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام بھی منانے لگے ہیں۔ ان دنوں میں جلوس نکالتے ہیں اور حکومت سے ان ایام میں سرکاری تعطیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہیں قوم کے بڑے آدمی کی پیدائش یا موت کا یا تخت نشینی کا دن منایا جاتا ہے اور کہیں کسی خاص ملک یا شہر کی فتح اور کبھیں تاریخی واقعہ کا جس کا حاصل اشخاص خاص کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہیں۔ اسلام اشخاص پرستی کا قائل نہیں ہے اس لئے ان تمام رسوم جاہلیت اور شخصی یادگاروں کو چھوڑ کر اصول اور مقاصد کی یادگاریں قائم کرنے کا اصول بنادیا ہے۔

(معارف القرآن ج ۳ ص ۳۳ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ علماء دیوبند کی طرف سے نہ صرف ایام صحابہ منائے جاتے ہیں بلکہ وہ اپنے اکابرین مثلاً شیخ اشرف علی تھانوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی کے ایام بھی مناتے ہیں اور دیوبند کا صد سالہ جشن بھی منایا گیا۔ ہم پہلے میلاد النبی کے جلوس اور جلوسوں میں مقتدر علماء دیوبند کی شرکت کو باحوالہ بیان کریں گے۔ پھر ایام صحابہ اور ایام اکابرین دیوبند کو ان حضرات کا منانا بیان کریں گے۔ جماعت اسلامی کا ترجمان روزنامہ جسارت لکھتا ہے:

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کر لیا ہے جس کے لیے اس نے ان تھک اور مسلسل تحریک چلائی تھی۔ وہ آج یہاں مسجد نیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نواز احمد نصر اللہ خان امیر جماعت اسلامی پاکستان میں محمد طفیل وفاقی وزیر قدرتی وسائل چودھری رحمت الہی اور مسلم لیگ چٹھہ گردپ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نیلا گنبد میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا جہاں شرکاء جموں نے مولانا مفتی محمود کی قیادت میں نماز مغرب ادا کی۔ (روزنامہ جسارت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

جماعت اسلامی اور دیوبند کی ارکان پر مشتمل قومی اتحاد کی حکومت کے دور میں عید میلاد النبی کے موقع پر روزنامہ جنگ کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیے۔

جشن عید میلاد النبی آج جوش و خروش سے منایا جائے گا تقریبات کا آغاز ۲۱ توپوں کی سلامی سے ہوگا گورنر کی صدارت میں جلسہ ہوگا شہر بھر میں جلوس نکالے جائیں گے نشتر پارک آرام باغ اور دیگر علاقوں میں جلے ہوں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۹ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ حریت کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیں:

اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت مقصد حاصل ہوگا۔ مفتی محمود نے کہا معاشرے کو مکمل طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس۔ (روزنامہ حریت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ مشرق کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

لاہور ۹ فروری (پ پ ا) قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود اور نائب صدر نواز ابراہیم نصر اللہ خاں کل یہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کریں گے یہ اجلاس نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء پر ختم ہوگا۔ (روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء)

جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد اجمل خاں نے مطالبہ کیا ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۲۰ جون ۱۹۹۲ء)

سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی نے یکم محرم الحرام کو یوم فاروق اعظم کی سرکاری تعطیل پر کہا ہے کہ آج کا دن عید کا دن ہے۔ (نوائے وقت، ۷ جون ۱۹۹۲ء)

سپاہ کے زیر اہتمام گزشتہ روز ۲۲ فروری کو پورے ملک میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو یوم شہادت انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ سپاہ صحابہ جھنگ کے زیر اہتمام احرار پارک محلہ حق نواز شہید میں ایک تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے قائم مقام سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق ایم۔ این۔ اے، نے کہا کہ ۲۲ فروری کی نسبت سے حضرت جھنگوی شہید کی شہادت کا دن ہے۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کی نسبت کی وجہ سے یہی دن حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کی شہادت کا دن ہے۔ (نوائے وقت ۲۳ فروری ۱۹۹۵ء)

سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کی دوسری برسی کے موقع پر ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دیگر ممالک میں مولانا جھنگوی کی یاد میں سپاہ صحابہ چلے سمینار اور دیگر تقریبات منعقد کرے گی۔ سپاہ صحابہ کے تمام مراکز و دفاتر میں ایصال ثواب کے لیے صبح نو بجے قرآن خوانی ہوگی۔ مرکزی تقریب جھنگ میں مولانا جھنگوی کی مسجد میں قرآن خوانی سے شروع ہوگی اور بعد میں عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں قائدین خطاب کریں گے۔ (نوائے وقت ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء)

یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کا مظاہرہ:

خلفائے راشدین کے یوم سرکاری سطح پر نہ منانا قابل فہم ہے محمد احمد مدنی کا مظاہرین سے خطاب۔ کراچی (پ پ ا) سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عقیدت و احترام سے منایا گیا اس سلسلے میں جامعہ صدیق اکبر ناگن چورنگی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈویژنل رہنما علامہ محمد اویس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں یوم شہادت حضرت عمر فاروق پر عام تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کے تحت احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرین پلے کارڈ اور بینراٹھائے ہوئے تھے جن پر یوم خلفائے راشدین کو سرکاری سطح پر منانے اس روز عام تعطیل کرنے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑیچر کی مضبوطی اور اسیر رہنماؤں اور کارکنوں کی رہائی پر مشتمل مطالبات درج تھے۔ مظاہرین سے

خطاب کرتے ہوئے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا محمد احمد مدنی نے کہا کہ ملک میں ملکی اور علاقائی سطح کے رہنماؤں کے یوم منانے جاتے ہیں لیکن اسلامی ملک میں خلفائے راشدین کے یوم پر تعطیل نہ کرنا ناقابل فہم ہے۔ اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے مولانا علی شیر حیدری مولانا اعظم طارق حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ مولانا غفور ندیم اور دیگر کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثنا سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری حافظ سفیان عباسی شفیع الرحمن ابوعمار ج۔ اے قادری اور ایم۔ اے کشمیری نے مظاہرہ میں شرکت پر طلبہ کا شکریہ ادا کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی۔ ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء)

عشرہ حکیم الامت منایا جائے گا مفتی نعیم

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا محمد نعیم نے کہا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمی تصنیف اصلاحی خدمات ہمارے لیے مشعل رہیں جسے کوئی بھی عاشق رسول اور محب پاکستانی فراموش نہیں کر سکتا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا بزرگوں کے ساتھ لگاؤ اور تعلق اظہر من الشمس ہے۔ اجلاس میں سنی مجلس عمل پاکستان کے زیر اہتمام عشرہ حکیم الامت منانے کا اعلان کرتے ہوئے مفتی محمد نعیم نے کہا کہ کراچی کے تمام اصلاخ میں مولانا اشرف علی تھانوی کی یاد میں مختلف پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جون ۱۹۹۷ء)

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا مفتی محمد نعیم جامع مسجد صدیق اورنگی ٹاؤن میں عشرہ حضرت حکیم الامت کے سلسلہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصانیف کا مطالعہ کر کے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب کسی پر بلا تحقیق بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے جھوٹ فریب اور غیبت سے پرہیز کیا جائے۔ اجتماع سے مولانا غلام رسول مولانا انصر محمود اور مولانا محمد صدیق نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۴ جولائی ۱۹۹۷ء) (تفسیر تہیان القرآن، سورہ مائدہ، لاہور)

یوم عرفات کی فضیلت کا بیان

3003 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَعْرُومَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يَغْتِقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِقِدِّ عَبْدًا أَوْ أَمَةً مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنَّهُ لَيَذْنُوهُمْ بِمَا هِيَ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ". قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ يُونُسَ بْنُ يُونُسَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس دن میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ تعداد میں بندوں اور کینروں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل نازل کرتا ہے اور ان لوگوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے۔ یہ

لوگ کیا چاہتے ہیں!

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس بات کا امکان موجود ہے اس روایت میں منقول یونس نامی راوی یونس بن یوسف ہو جس کے حوالے سے امام مالک نے احادیث روایت کی ہیں باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب النَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

3004 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُضَّالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ - قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْبَلٍ وَشُرْبٍ" . ☆ ☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

عرفہ کا دن قربانی کا دن اور ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔
ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

حضرت موسیٰ ہزلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 561)

ایام تشریق تین دن ہیں ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ، یہاں ایام تشریق کا لفظ تغلیباً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یوم نحر بقر عید کا دن بھی کھانے پینے کا دن ہے بلکہ اصل تو وہی دن ہے اور تین دن اس کے بعد تابع ہیں لہذا ان چار دنوں میں روزے رکھنے حرام ہیں۔

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ نور روز اور مہر جان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے ان ایام کی تعظیم لازم آئے گی جو شریعت اسلامی میں ممنوع ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے معمول کے مطابق پہلے سے روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو اور اتفاق سے یہ ایام بھی اس کے معمول کے درمیان آ جائیں تو پھر ان دنوں کے روزے ممنوع نہیں ہوں گے۔ و ذکر اللہ اس جملہ سے یہ انتباہ مقصود ہے کہ یہ ایام اگرچہ خوشی و مسرت اور کھانے پینے کے دن ہیں مگر ان امور میں مشغولیت کے باوجود اللہ کی یاد اور عبادت سے غافل نہ ہونا چاہئے گویا اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ۔ (وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ، البقرة: 203)۔ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں میں۔ اور ذکر اللہ سے مراد ایام تشریق میں نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت تکبیرات اور حج کرنے والوں کے لئے رمی جمار وغیرہ ہیں۔

3004- أخرجه أبو داؤد في الصوم، باب صيام أيام التشريق (الحديث 2419). وأخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في أيام التشريق (الحديث 773). تحفة الأشراف (9941).

مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يَلْبُونَ قُلْتُ يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ . فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ لَّبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَّبَّيْكَ
لَّبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

☆ ☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پڑھنے کی آواز نہیں آ رہی؟ میں نے جواب دیا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوف کی وجہ سے (بلند آواز میں تلبیہ نہیں پڑھ رہے) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز میں پڑھنے لگے: میں حاضر ہوں! اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں۔

(پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں نماز سے پہلے خطبہ دینا

3007 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ .

☆ ☆ سلمہ بن عبید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو عرفہ میں نماز سے پہلے سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن اونٹنی پر (بیٹھ کر) خطبہ دینا

3008 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ .

☆ ☆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو عرفہ کے دن سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب قِصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں مختصر خطبہ دینا

3007- اسفر دہ النسائی . و الحدیث عند: ابی داؤد فی المناسک، باب الخطبة علی العنبر بعرفة (الحدیث 1916) والنسائی فی مناسک الحج،

الخطبة یوم عرفة علی الناقة (الحدیث 3008) . و ابن ماجہ فی إقامة الصلاة و الستة فیہا، باب ما جاء فی الخطبة فی العیدین (الحدیث

1286) . تحفة الاشراف (11589) .

3008- تقدم فی مناسک الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة (الحدیث 3007) .

3009 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحِجَابِ بْنِ يُوْسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ رَأَتْ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَقَالَ الرَّوَاحُ إِنَّ كُنْتُ تُرِيدُ السَّنَةَ . فَقَالَ هَذِهِ السَّاعَةُ قَالَ نَعَمْ . قَالَ سَالِمٌ فَقُلْتُ لِلْحِجَابِ إِنَّ كُنْتُ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ الْيَوْمَ السَّنَةَ فَأَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ . فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ .

☆ ☆ سالم بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاب بن یوسف کے پاس عرفہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے میں ان کے ساتھ تھا انہوں نے فرمایا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو روانہ ہو جاؤ اس نے دریافت کیا: اس وقت؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حجاب سے کہا: اگر تم آج سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو خطبے کو مختصر کرنا اور نماز جلدی ادا کرنا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

باب الْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

3010 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لَوَلَّتْهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کو اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے البتہ مزدلفہ اور عرفات میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے)۔

باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں دعا مانگنے کے وقت دونوں ہاتھ بلند کرنا

3011 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خَطَامُهَا فَتَنَاولَ

3009- تقدم في مناسك الحج، الرواح يوم عرفة (الحديث 3005) .

3010- الفردي به النسائي . والحديث عند: البخاري في الحج، باب متى يصلي الفجر يجمع (الحديث 1682) . و مسلم في الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة والمبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر (الحديث 292) . و أبي داود في المناسك، باب الصلاة يجمع (الحديث 1934) . و النسائي في المواقيت، الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة (الحديث 607)، و في مناسك الحج، الجمع بين الصلوتين بالمزدلفة (الحديث 3027)، و الوقت الذي يصلي فيه الصبح بالمزدلفة (الحديث 3038) . تحفة الاشراف (9384) .

3011- الفردي به النسائي . تحفة الاشراف (111) .

الْخَطَامُ بِأُخْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرَى .

☆ ☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرفات میں میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے آپ کی اونٹنی ایک طرف مائل ہوئی تو اس کی لگام گر گئی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک دست مبارک کے ذریعے اس کی لگام کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو بدستور اٹھائے رکھا۔

3012 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمُّونَ الْحُمْسَ وَمَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَأَمَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَذْفَعُ مِنْهَا فَنَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ الْيَصُومُوا مِنْ حَيْثُ آفَاضَ النَّاسُ) .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے وہ خود کو حُمس کا نام دیتے تھے جبکہ

باقی سب عرب عرفہ میں وقوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا تھا کہ آپ عرفہ میں وقوف کریں پھر آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

”پھر تم وہاں سے روانہ ہو جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں۔“

شرح

مزدلفہ "حدود حرم میں واقع ہے، جب کہ عرفات حرم سے باہر ہے۔ چنانچہ قریش اور ان کے حواری دوسرے لوگوں پر اپنی برتری اور فوقیت جتانے کے لئے مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم "اہل اللہ" ہیں اور اللہ کے حرم کے باشندہ ہیں اس لئے ہم حرم سے باہر وقوف نہیں کر سکتے، قریش کے علاوہ اور تمام اہل عرب قاعدہ کے مطابق میدان عرفات ہی میں قیام کرتے تھے چنانچہ جب اسلام کی روشنی نے طبقاتی اور اونچ نیچ کی تاریکیوں کو ختم کر دیا اور قبیلہ و ذات کے دنیاوی فرق و امتیاز کو مٹا ڈالا تو یہ حکم دیا گیا کہ جس طرح تمام لوگ میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسی طرح قریش بھی میدان عرفات میں وقوف کریں اور اس طرح اپنے درمیان امتیاز و فوقیت کی کوئی دیوار کھڑی نہ کریں۔

آثار تابعین کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حضرت اثر عطاء بن ابی رباح: ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ مزدلفہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تم عرفہ کے دونوں جانب پہاڑیوں کے دونوں تنگ نائے سے کوچ کر لو وہیں سے مزدلفہ وادی نحر تک ہے۔ لیکن عرفہ کے دونوں تنگ نائے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہیں، لیکن ان دونوں کا وہ حصہ جہاں سے کوچ کا آغاز ہوتا ہے وہ مزدلفہ میں شامل و داخل نہیں ہے۔

حضرت عطاء نے بتایا: جب تم عرفہ کے دونوں تنگ نائے سے کوچ کر جاؤ تو تم اس میں دائیں بائیں اور جہاں بھی چاہو

3012- أخرجه البخاري في التفسير، باب (ثم الميضا من حيث الماض الناس) (الحديث 4520) - وأخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى (ثم الميضا من حيث الماض الناس) (الحديث 151) - وأخرجه أبو داود في المناسك، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1910) - وأخرجه النسائي في التفسير، سورة البقرة، قوله تعالى: (ثم الميضا من حيث الماض الناس) (الحديث 54) - تحفة الأشراف (17195) .

زول کر سکتے ہو۔ میں نے کہا: آپ مجھے بتائیے کہ اگر میں لوگوں کی منازل سے الگ تھلک رہوں؟ اور اس حرف (کنارہ والے حصہ میں چلا جاؤں جو عرفہ سے آنے والے کے دائیں واقع ہے اور کسی کے نزدیک نہ رہوں؟) آپ نے فرمایا: اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتا ہوں۔ (اخرجہ الفا کبی، (والا زرقی۔) وسندہ صحیح۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت کا بیان ہے کہ عطاء بن ابی رباح سے مزدلفہ میں موقف کے متعلق استفسار کیا گیا، انہوں نے جواباً کہا: بطن وادی محسر کے آگے مزدلفہ کا موقف ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ جبل قروح تک ہے۔ اس کے بعد سارا خطہ مشعر حرام ہے۔ (اخرجہ الفا کبی: وسندہ صحیح)۔ اپنے زمانہ میں مکہ کے اندر مفتی حرم جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی رباح کے دو اہم ترین نص ہیں۔

پہلے نص میں آپ عرفہ سے متصل مشرق سے منیٰ سے متصل مغرب تک مزدلفہ کے حدود کو بیان کیا۔ آپ نے مشرق میں عرفہ کے دونوں مآزم یعنی تنگ حصہ سے وادی محسر تک اس کی حد کو متعین کیا۔ سب سے اہم سوال اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عرفہ کے دونوں مآزم سے کیا مراد ہے؟ اکثر لوگوں حتیٰ کہ بعض اہل بحث و تحقیق حضرات کا یہ گمان ہے کہ المآزمان سے مراد دو پہاڑ ہیں۔ درحقیقت وہ کلمہ مآزم کے صیغہ تشنیہ ہے دھوکا کھا گئے۔

مآزم کی لغوی تحقیق کا بیان

چنانچہ وہ یہ کہتے ہیں مآزمان درحقیقت وہی دونوں پہاڑ ہیں جن کا اس وقت اشہان نام ہے جو اشب کا تشنیہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی گمان اور غلط فہمی ہی موجودہ حال میں مزدلفہ کے حدود کی تنگی کا سبب ہے لہذا اس اہم مسئلہ کی توضیح و تشریح لازم ہے اس کی وضاحت بتوفیق الہی حسب ذیل ہے۔

اولاً: مآزمان کا معنی جبلان، دو پہاڑ سرے سے ہے ہی نہیں اس سے مراد نہ تو وہ دونوں پہاڑ ہیں جو اشہان سے موسوم ہیں نہ ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسرے ہی دو پہاڑ مراد ہیں۔

درحقیقت مآزم کا لغوی معنی و مطلب دو چیزوں کے درمیان تنگ مقام ہے خواہ دو پہاڑوں کے درمیان یا کسی وادی کے دو چھوڑ کے درمیان ہو۔ اس کو صرف لفظاً تشنیہ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دو چیزوں کے درمیان واقع ہے۔ یہی درست اور حق بات ہے، علماء لغت کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: ابن منظور نے لسان العرب میں کہا: والمآزم المضیق مثل المآزل مآزم کا معنی تنگ جگہ جیسے مآزل۔

اس کو امام اصمعی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اس پر ابو مہدیہ کے قول سے استشہاد کیا: هذا طریق یأزم المآزم۔

وعضوا یتمشق اللہ ازما۔

وامآزم: کل طریق ضیق بین جبلین: مآزم، ہر وہ تنگ راستہ جو دو پہاڑوں کے مابین واقع ہو۔ اسی سے ساعدہ بن جویہ ہذلی کا قول ہے: ومقامہن اذا حبسن بمآزم۔ ضیق الف و صلھن للأششب شاعران اونٹنیوں کی قسم کھا رہا ہے جو مآزم یعنی تنگ راہ میں روک لی گئیں۔ والمآزم: جزونہ میں وادی کا تنگ راستہ (لسان العرب،)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مازم تنگ راہ کو کہتے ہیں خواہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہو خواہ وادی کے دو کناروں کے درمیان ہو۔ وادی کے تنگ راستہ کو مازم کہا جاتا ہے، بسا اوقات اسے دونوں کناروں کی وجہ سے لفظاً تشبیہ استعمال کیا جاتا ہے اور مازمان بولا جاتا ہے۔

لسان العرب ہی میں ابن منظور رقم طراز ہیں۔
اور اسی معنی کے پیش نظر وہ جگہ جو المشرق الحرام اور عرفہ کے درمیان واقع ہے مازمان سے موسوم ہے، امام اصمعی نے فرمایا: روایت میں وارد المازم مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔
یہ صاحب لسان العرب ابن منظور الافریقی کی صراحت ہے جس کو انہوں نے علامۃ العرب اور دیوان الادب امام عبدالملک بن قریب الاصمعی سے نقل کیا ہے کہ المازمان درحقیقت مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان فاصل تنگ راستہ کا نام ہے۔
یہ ہم جان چکے ہیں کہ فاصل تنگ راستہ درحقیقت وہی وادی عرفہ ہے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں جیسا کہ صحابہ کرام کے سابقہ کلام میں اس کا بیان پہلے آچکا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے مازمین سے مراد عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ دوسروں کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ کے درمیان فاصل وادی کا تنگ راستہ ہی ہے، جو نہ مزدلفہ کا حصہ ہے نہ ہی وہ عرفات کا حصہ ہے۔

ثانیاً: عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ کے سابق نص میں مازمان کی اضافت عرفہ کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی مازمی عرفہ کہا گیا ہے۔ یہ اضافت اس لئے ہے کیونکہ مازمان اسی عرفہ سے متصل ہے اس لئے اس کی جانب اضافت درست ہے اور عرفہ سے متصل وادی عرفہ کے تنگ راستے کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور مازمان سے یہی مراد ہے اسی لئے نبی ﷺ نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ وہ بطن عرفہ سے دور رہیں کیونکہ وہ عرفہ سے حد درجہ قریب اور بالکل متصل اور اسی سے لگا ہوا ہے۔ اس کا احتیاط تھا کہ کوئی اس وادی عرفہ کو بھی عرفات کا حصہ سمجھ بیٹھے۔

ثالثاً: سابقہ معنی و مراد کی تاکید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اگر مازمان سے مراد احشبان نامی دو پہاڑ ہوتے تو زیادہ مناسب بات یہ ہوتی کہ ان دونوں مازمی مزدلفہ کہا جاتا نہ کہ مازمی عرفہ اس لئے یہ دونوں پہاڑ عرفہ سے دور ہیں اور مزدلفہ سے بیحد قریب اور متصل ہیں، بلکہ ان دونوں پہاڑوں کے دونوں مغربی کنارے تو موجودہ حدود کے مطابق مزدلفہ کے اندر ہیں۔

رابعاً: اگر مازمان سے مراد احشبان نامی دونوں پہاڑ ہی مان لیا جائے اور یہ کہ مزدلفہ کے حدود ان دونوں کے مغربی کناروں سے شروع ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں حجاج ایک بہت بڑی مسافت سے محروم رہ جاتے ہیں جو قطعاً طور پر مشعر حرام کا حصہ ہے جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے واضح رہے کہ یہ مسافت انج کل بعض اطراف و جہات میں تقریباً سات کلو میٹر ہے۔ اتنی بڑی مسافت اور یہ طویل رقبہ یوں ہی بیکار اور ویران باقی رہتا ہے بلا دلیل و برہان۔

خامساً: اس سابقہ توضیح شدہ مسئلہ کی تاکید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ امام عطاء کے دوسرے نص مغرب سے مشرق تک مزدلفہ کی حد بیان کی گئی ہے انہوں نے مغرب میں وادی حمر کے اوپر سے اس کی حد بیان کی اور مشرق کی طرف رخ کیا ان سے

کہنے والے نے کہا کہ جبل قزح تک؟ تو اس پر انہوں نے کہا اس کے بعد جو کچھ ہے وہ مشعر حرام ہے۔ اس طرح مزدلفہ کا سلسلہ مشرق میں جب تک ہم حرم خطہ میں ہوں اس تک وادی تک جاری رہتا ہے جو عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان حد فاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

سادسا: مورخ مکہ ابو الولید الازرقي نے کہا: اور نمرہ سے۔ نمرہ وہ پہاڑ ہے جس پر حرم کی علامات ہیں جو آپ کے دائیں عرض پانچ گز لمبا اور چند گز چوڑا ہے۔

اس نص سے یہ بخوبی واضح ہے کہ مازمان عرفہ خود عرفہ سے بہت قریب ہے اور وہ اس نمرہ نامی پہاڑی کے بالقابل ہے جس پر حرم کی علامات نصب ہیں جو خطہ ارض حرم کے آغاز پر دلالت کرتی ہیں۔

علماء و فقہاء کے اقوال کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حدود مزدلفہ کے بیان میں علماء و فقہاء کے بہت سارے اقوال ہیں، جو اس مقصود پر دلالت کرتے ہیں، اس بحث میں چند علماء و فقہاء کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مفسر ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ کا قول: امام طبری نے فرمایا: جہاں تک مشعر کا معاملہ ہے وہ تمام جگہ ہے جو مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے مابین واقع ہے، عرفہ کے تنگ راستہ سے شروع ہو کر وادی محسر تک۔ البتہ عرفہ کا تنگ راستہ مشعر کا حصہ نہیں ہے۔ مازمین عرفہ کا معنی و مراد اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲) امام فقیہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول: امام ابن قدامہ المقدسی نے فرمایا: مزدلفہ کے تین نام ہیں: مزدلفہ، مشعر اور جمع۔ اس کی حد عرفہ کے تنگ راستہ سے لے کر قرن محسر تک ہے اس کے دائیں بائیں جو گھاٹیاں ہیں ان میں سے کسی جگہ پر حاجی وقوف کر لے اس کے لئے کافی ہوگا۔ اس کا وقوف درست ہوگا۔ البتہ یاد رہے وادی محسر مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے۔ (المنی)

چنانچہ عرفہ کے تنگ راستہ سے وادی مسرتک طول و عرض تمام گھاٹیاں نشیب و فراز مقامات اور پہاڑیاں بھی مزدلفہ ہیں جہاں مزدلفہ کا وقوف درست ہے۔

اور امام ابو محمد ابن قدامہ المقدسی کی رائے میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس کا استثناء کیا جائے سوائے بطن وادی محسر کے۔ اور کمر انتہائی چھوٹی اور حد درجہ تنگ وادی ہے۔

اگر عرفہ سے حدود مزدلفہ تک پھیلی ہوئی وہ مسافت جو آج یوں ہی رکھ چھوڑی گئی ہے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے تو حد درجہ تنگ وادی محسر کے مقابلہ میں اس پر متنبہ کرنا زیادہ بہتر تھا۔

(۳) امام محی الدین یحییٰ بن اشرف النووی الشافعی رحمہ اللہ کا قول: امام نووی نے فرمایا: معلوم ہونا چاہئے کہ پورا مزدلفہ حرم ہے امام ازرقی نے تانینخ مکہ میں، امام مندنجی اور ماوردی صاحب الحادی نے اپنی کتاب الاحكام السلطانیہ اور ہمارے شوافع میں

ان دونوں کے علاوہ دیگر ائمہ نے فرمایا:

مزدلفہ کی حد وادی محسر اور عرفہ کے تنگ راستے کے مابین ہے اور دونوں حد۔ یعنی مازنی عرفہ اور بطن محسر مزدلفہ میں شامل و داخل نہیں ہے۔ آئے سائے آگے پیچھے کی ساری گھاٹیاں اور مذکورہ حد میں داخل تمام پہاڑیاں مزدلفہ میں داخل شمار ہوں گی۔ ہاں وادی محسر ایک ایسی جگہ ہے جو منی اور مزدلفہ کے مابین حد فاصل ہے وہ دونوں میں سے کسی کا حصہ نہیں ہے۔

(المجموع شرح المہند)

امام نووی کا یہ قول مزدلفہ پورا حرم ہے قابل غور و تدبر ہے ہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ حرم عرفات کے بعد فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ قول بھی قابل تامل ہے کہ انہوں نے تمام شعاب (گھاٹیوں) اور اس سے متصل پہاڑیوں کو مزدلفہ کا حصہ بتایا ہے اور سوائے وادی محسر کے کسی بھی جگہ کا استثناء نہیں کیا، محسر نہ تو مشعر ہے نہ مزدلفہ کا حصہ ہے اور نہ منی کا۔

(۳) ابن تیمیہ نے فرمایا: پورے مزدلفہ کو مشعر حرام کہا جاتا ہے اور وہ مازمان عرفہ سے بطن محسر تک دراز ہے، ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسی حد ہے جو دونوں ہی مشعر کا حصہ نہیں ہے، عرفہ اور مزدلفہ کے مابین بطن عرنہ اور مزدلفہ اور منی کے بطن محسر حد فاصل ہے۔ نبی ﷺ فرمایا: عرفہ کلھا موقف و ارفعوا عن بطن عرنہ و مزدلفہ کلھا موقف و ارفعوا عن بطن محسر، مومنی کلھا منحرو و فجاج مكة کلھا طریق (مجموع الفتاویٰ)

اور اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے، اس نص میں ابن تیمیہ نے مزدلفہ مشعر حرام کی حد کو جیسا پہلے بھی اوروں سے منقول ہو چکا ہے۔ عرفہ کے تنگ راستے سے لے کر وادی محسر تک بیان کیا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے تشریح کرتے مازمان عرفہ کے معنی و مراد کو بیان کیا اور یہ بھی ذکر کیا ہے وہ کہاں ہے؟ اور کہاں شروع ہوتا ہے؟ آپ نے وضاحت کر کے بتلایا کہ مشعر عرفہ اور مشعر مزدلفہ کے درمیان ایک فاصل ہے جو نہ اس کا حصہ ہے نہ اس کا۔ وہ حد فاصل کیا ہے؟ ابن تیمیہ نے واضح طور پر فرمایا: وہ صرف بطن عرنہ کی وادی ہے نہ کہ کوئی چیز آپ نے اس پر دلالت کرنے والی حدیث سے استدلال کیا یہ امر آپ کے کلام سے بالکل واضح ہے اور اس رائے کے بالکل موافق ہے جس کو پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ واللہ۔

(۵) حافظ امام ابن قیم الجوزیہ کا قول: آپ نے فرمایا: وادی محسر منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے جو اس میں شامل ہے نہ اس میں۔ اور وادی عرنہ عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے۔ اس طور پر ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسا قدرتی حد فاصل جو دونوں کا حصہ نہیں ہے۔ منی: حرم کا حصہ ہے اور مشعر بھی، وادی محسر حرم کا خطہ ہے اور یہ مشعر نہیں ہے۔ اور مزدلفہ حرم بھی ہے اور مشعر بھی۔ وادی عرنہ: نہ ہی مشعر ہے اور نہ حرم بلکہ حصہ حل ہے، عرفہ حل ہے اور یہ مشعر ہے۔

(زاد المعاد)

حافظ ابن قیم کے کلام میں بڑی وضاحت اور صراحت ہے اس میں پانچ جگہوں کا بیان ہے۔

(۱) عرفہ: یہ وہ مشعر ہے جہاں پر حجاج نویں ذوالحجہ کو قوف کرتے ہیں یہ ارض حرم نہیں ہے بلکہ حل ہے۔ (۲) عرنہ: یہ عرفہ

کے مغرب ٹھیک اس کے سامنے اسی سے ملی ہوئی تنگ وادی ہے یہ مشعر نہیں ہے، وہاں پر وقوف جائز نہیں ہے، نبی ﷺ کا فرمان وارفعوا عن بطن عرنہ وقوف عرفہ کے وقت عرنہ کی وادی سے دور رہو۔ (مقدم تخریج الحدیث) یہ عرنہ حل ہے۔ (۳) مزدلفہ: یہ مشعر بھی ہے اور حرم بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاذا كروا الله عند المشعر الحرام (البقرة) اس کو عرفات سے صرف وادی عرنہ الگ کرتی ہے۔ (۴) وادی محسر: یہ حرم ہے لیکن مشعر بالکل نہیں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: وارفعوا عن بطن محسر (تقدم تخریجہ) (۵) منیٰ: یہ حرم ہے اور مشعر بھی اور اسے مزدلفہ سے صرف وادی محسر جدا کرتی ہے۔ صحابہ تابعین علماء اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول آثار و اقوال کی روشنی میں یہ امر یوں بخوبی واضح ہو جاتا ہے جس میں کسی چوں و چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

در حقیقت مشعر حرام مزدلفہ خوب کشادہ ہے اور وہ بلاشبہ مشرق میں وادی عرنہ سے شروع ہوتا ہے اور یہ وادی وہ طبعی قدرتی حد ہے جو مزدلفہ کو عرفات سے جدا کرتی ہے اور اسی طرح مزدلفہ مغرب کی جانب وادی محسر تک دراز ہے اور یہ وادی قدرتی حد ہے جو اسے منیٰ سے جدا کرتی ہے۔ الحمد للہ یہ کافی بڑی مسافت ہے اور بڑا رقبہ ہے جس میں اللہ کی جانب سے حجاج کے لئے کافی کشادگی ہے۔

الحجس کے وقوف کا بیان

3013 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَضَلُّتُ بَعِيرًا لِي فَلَدَبْتُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِقْفًا فَقُلْتُ مَا هَٰذَا إِنَّمَا هَٰذَا مِنَ الْحُمْسِ .

☆ ☆ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرا اونٹ گم ہو گیا میں اسے تلاش کرتا ہوا عرفہ کے دن عرفہ آیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں وقوف کیے ہوئے دیکھا میں نے سوچا کہ یہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ ان کا تعلق تو حمس (یعنی قریش) سے ہے (اور وہ لوگ مزدلفہ میں وقوف کرتے ہیں)۔

3014 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيدًا مِنَ الْمَوْقِفِ فَلَاتَانَا ابْنُ مَرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ لَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ يَقُولُ "كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرِثٍ مِنْ إِرِثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

☆ ☆ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں: یزید بن شیبہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہم نے عرفہ میں عام وقوف

3013- أخرجه البخاري في الحج، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1664). وأخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: (ثم المصنوا من حيث الماض الناس) (الحديث 153). تحفة الاشراف (3193).

3014- أخرجه ابو داود في المناسك، باب موضع الوقوف بعرفة (الحديث 1919). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الوقوف بعرفت والدعاء بها (الحديث 883). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الموقوف بعرفات (الحديث 3011). تحفة الاشراف (15526).

کی جگہ سے ہٹ کر ایک جگہ پر وقوف کیا ہوا تھا۔ حضرت ابن مرثد انصاری ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ میرے پاس آئیے آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔
 اللہ کے رسول کی طرف سے پیغام رساں کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔
 ”تم اپنی اسی جگہ پر ٹھہر رہنا“ کیونکہ تم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم کی وراثت کو لیے ہوئے ہو (یعنی ان کے طریقے پر عمل کر رہے ہو)۔“

شرح

عرب میں زمانہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ میدان عرفات میں ہر قبیلہ اور ہر قوم کے لئے الگ الگ ایک جگہ موقف کے لئے متعین ہوتی تھی، ہر شخص اسی جگہ وقوف کرتا جو اس کی قوم کے لئے متعین ہوتی، چنانچہ حضرت یزید بن شیبان کے قبیلہ کا موقف جس جگہ تھا وہ جگہ اس مقام سے بہت دور تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا، لہذا حدیث امام کے موقف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے۔ بہر کیف میدان عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دوری اور بعد کی بنا پر یزید بن شیبان نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی اپنے قریب ہی وقوف کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ محسوس کیا کہ یہ اس بات کی درخواست کرنے والے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ذریعے کہ جن کا نام ابن مرثد تھا یہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ اپنے قدیمی موقف پر ہی وقوف کرو چنانچہ حدیث "مشاعر" سے مراد ان کا قدیمی موقف ہے اور تم لوگ اپنے اس موقف سے جو تمہارے دادا سے تمہارے لئے متعین چلا آ رہا ہے منتقل ہونے کی خواہش نہ کرو، کیونکہ اول تو پورا میدان عرفات موقف ہے۔

دوسرے یہ کہ میدان عرفات میں امام کے موقف کی دوری یا نزدیکی سے کوئی فرق نہیں پڑتا پھر یہ کہ اگر ہر شخص یہی خواہش کرنے لگے کہ میں اپنے امام اور اپنے امیر کے قریب ہی وقوف کروں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان کی تسلی کے لئے کہلائی تاکہ آپس میں نزاع و اختلاف کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔

3015 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ آتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ".

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3015 - أخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء أن عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولاً - وأخرجه أبو داود في الماسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) - والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الإمام بالمرحلة (الحديث 3045) - تحفة الاشراف (2596) -

عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

باب فرض الوقوف بعرفة

یہ باب ہے کہ عرفات میں وقوف فرض ہے

3016 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَاهُ نَاسٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحَجُّ عَرَفَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةٍ جَمَعَ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ" ☆ ☆ حضرت عبد الرحمن بن یحییٰ بن یزید نے بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا، کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے حج سے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج عرفہ (میں وقوف) کا نام ہے جو شخص مزدلفہ کی رات کی صبح صادق ہونے سے پہلے عرفہ کی رات میں (وقوف کو) پالیتا ہے اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے۔

3017 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْعَلِيِّ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَلَا ضَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَرَدُّهُ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَعَلَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ لَا تُجَاوِزَانِ رَأْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى هَيْبَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى جَمْعٍ .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عرفات سے روانہ ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے آپ کی اونٹنی آہستہ رفتاری سے چل رہی تھی، نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے بند نہیں تھے آپ آہستہ رفتاری کے ساتھ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ آ گئے۔

3018 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ أَلَا ضَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَأَنَا رَدِيفُهُ فَجَعَلَ

3016 - أخرجه أبو دارق في المناسك، باب من لم يدرك عرفة (الحديث 1949) بنحوه مطولاً . و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج (الحديث 889 و 990) مطولاً . و أخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الإمام بالمزدلفة (الحديث 3044) مطولاً . و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (الحديث 3015) مطولاً . تحفة الاشراف (9735) .

3017 - أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (11053) .

3018 - أخرجه البخاري في الحج، باب الركوب والارتداد في الحج (الحديث 1543) مختصراً . و أخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات إلى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 282) مختصراً . تحفة الاشراف (95) .

يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتَّى أَنْ ذِفْرَاهَا لِيَكَاذُ يُصِيبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي إِضَاعِ الْإِبِلِ"۔

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عرفہ سے روانہ ہوئے تو میں آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ اپنی سواری کو آہستہ لے کر چل رہے تھے یہاں تک کہ اس کے دونوں کان کجاوے کے اگلے حصے تک پہنچ رہے تھے آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے:

اے لوگو! آرام سے اور وقار سے چلو کیونکہ اونٹ کو تیز چلانا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تاکہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرما دیا کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر و تکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ ٹھہرا لیا تھا کہ وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ کے ہوالے ہیں اسی کے شہر کے رکبے ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جابا کرتے تھے اور اپنا نام تحس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہی سے لوٹا کرو، حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ تحس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آ کر ٹھہرے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے ری جمار کے لئے منیٰ کو جاتا ہے، واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول رائج رہتا۔ پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

آپ لوگوں کو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے (بخاری مسلم) یہ بھی مروی ہے کہ عرفہ کے دن شام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے استغفار کیا (ابن جریر) آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ تمام استغفاروں کا سردار یہ استغفار ہے دعا (اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی و ابوء بذنبي فاغفر لی فانه لا يغفر الذنوب الا انت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اسے رات کے وقت پڑھ لے اگر اسی رات مر جائے گا تو قطعاً جنتی ہوگا اور جو شخص اسے دن کے وقت پڑھے گا اور اسی دن مرے گا تو وہ بھی جنتی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دعا سکھائے کہ میں نماز میں اسے پڑھا کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو دعا (اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم)۔ (بخاری و مسلم)

عرفات کو عرفات کہنے کی وجہ اور وقوف عرفات کا بیان

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ لیکن عرفات جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔

عرفات مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمت ہے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخر کار دونوں کے سوال و جواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دور کنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہو گیا تو حج ہی نہیں ہوگا۔

مقام عرفہ یا عرفات، مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں جبل رحمت کے دامن میں واقع ہے۔ جہاں وقوف عرفات جیسا حج کا بنیادی رکن ادا کیا جاتا ہے۔ یہ میدان مکہ سے تقریباً 16 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

عرفات سال کے 354 دن غیر آباد رہتا ہے اور صرف ایک دن کے 8 سے 10 گھنٹوں کے لیے 9 ذی الحجہ (ایک عظیم الشان شہر بنتا ہے۔ یہ 9 ذی الحجہ کی صبح آباد ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس کی تمام آبادی رخصت ہو جاتی ہے اور چنانچہ ایک رات کیلئے مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں قریش نے حرم سے متعلق دیگر بدعات کے علاوہ مناسک حج سے وقوف عرفات کو بھی خارج کر دیا تھا۔ قبل از اسلام دیگر لوگ تو عرفات تک جاتے تھے لیکن قریش مزدلفہ سے آگے نہ بڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل نزم ہیں اس لیے حرم کی حدود سے باہر نہیں نکلیں گے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع)) کے موقع پر ارشاد خداوندی کے تحت عام لوگوں کے ساتھ خود بھی عرفات تک گئے۔

انکہ تلاش کے نزدیک عرفات کو پالینے والے کاج ہو گیا

حضرت امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے کہ دسویں کی فجر سے پہلے جو شخص عرفات میں پہنچ جائے، اس نے حج پالیا، حضرت امام احمد، فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کا وقت عرفہ کے دن کے شروع سے ہے ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں نماز کے لئے نکلے تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں طی کی پہاڑیوں سے آرہا ہوں اپنی سواری کو میں نے تھکا دیا اور اپنے نفس پر بڑی مشقت اٹھائی واللہ ہر پہاڑ پر ٹھہرتا آیا ہوں کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے یہاں کی اس نماز میں پہنچ جائے اور ہمارے ساتھ چلتے وقت تک ٹھہرا رہے اور اس سے پہلے وہ عرفات میں بھی ٹھہر چکا ہو خواہ رات کو خواہ دن کو اس کاج پورا ہو گیا اور وہ فریضہ سے فارغ ہو گیا۔ (مسند احمد و سنن) امام ترمذی اسے صحیح کہتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے آپ کو حج کرایا جب عرفات میں پہنچے تو پوچھا کہ (عرفت) کیا تم نے پہچان لیا؟ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا (عرفت) میں نے جان لیا کیونکہ اس سے پہلے یہاں آچکے تھے اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفہ ہو گیا، حضرت عطاء، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو بکر سے بھی یہی مروی ہے واللہ اعلم۔

”مشعر الحرام“ ”مشعر الاقصی“ اور ”اللال“ بھی ہے، اور اس پہاڑ کو بھی عرفات کہتے ہیں جس کے درمیان جبل الرحمہ ہے، ابو طالب کے ایک مشہور قصیدے میں بھی ایک شعر ان معنوں کا ہے، اہل جاہلیت بھی عرفات میں ٹھہرتے تھے جب پہاڑ کی دھوپ چوٹیوں پر ایسی باقی رہ جاتی جیسے آدی کے سر پر عمامہ ہوتا ہے تو وہ وہاں سے چل پڑتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے اس وقت چلے جب سورج بالکل غروب ہو گیا، پھر مزدلفہ میں پہنچ کر یہاں پڑاؤ کیا اور سویرے اندھیرے ہی اندھیرے بالکل اول وقت میں رات کے اندھیرے اور صبح کی روشنی کے ملے جلے وقت میں آپ نے یہیں نماز صبح ادا کی اور جب روشنی واضح ہو گئی تو صبح کی نماز کے آخری وقت میں آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفات میں خطبہ سنایا اور حسب عادت حمد و ثنا کے بعد انا بعد کہہ کر فرمایا کہ حج اکبر آج ہی کا دن ہے دیکھو مشرک اور بت پرست تو یہاں سے جب دھوپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتی تھی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامہ ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پیشتر ہی لوٹ جاتے تھے لیکن ہم سورج غروب ہونے کے بعد یہاں سے واپس ہوں گے وہ مشعر الحرام سے سورج نکلنے کے بعد چلتے تھے جبکہ اتنی وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر دھوپ اس طرح نمایاں ہو جاتی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامے ہوتے ہیں لیکن ہم سورج نکلنے سے پہلے ہی چل دیں گے ہمارا طریقہ مشرکین کے طریقے کے خلاف ہے (ابن مردویہ و مستدرک حاکم) امام حاکم نے اسے شرط شیخین پر اور بالکل صحیح بتلایا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان لوگوں کا توں ٹھیک

نہیں جو فرماتے ہیں کہ حضرت مسور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے لیکن آپ سے کچھ سنا نہیں، حضرت معرور بن سید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عرفات سے لوٹتے ہوئے دیکھا گویا اب تک بھی وہ منظر میرے سامنے ہے، آپ کے سر کے اگلے حصے پر بال نہ تھے اپنے اونٹ پر تھے اور فرما رہے تھے ہم واضح روشنی میں لوٹے صحیح مسلم کی حضرت جابر والی ایک مطول حدیث جس میں حجۃ الوداع کا پورا بیان ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرے جب سورج چھپ گیا اور قدرے زردی ظاہر ہونے لگی تو آپ نے اپنے پیچھے اپنی سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا اور اونٹنی کی ٹکیل تان لی یہاں تک کہ اس کا سر پالان کے قریب پہنچ گیا اور دائیں ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ لوگو آہستہ آہستہ چلو زمری اطمینان و سکون اور اجتماعی کے ساتھ چلو جب کوئی پہاڑی آئی تو ٹکیل قدرے ڈھیلی کرتے تاکہ جانور بہ آسانی اوپر چڑھ جائے، مزدلفہ میں آ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی اذان ایک ہی کہلوائی اور دونوں نمازوں کی تکبیریں الگ الگ کہلوائیں مغرب کے فرضوں اور عشاء کے فرضوں کے درمیان سنت فوافل کچھ نہیں پڑھے پھر لیٹ گئے، صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد نماز فجر ادا کی جس میں اذان و اقامت ہوئی پھر قصوی نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام میں آئے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور اللہ کی توحید بیان کرنے لگے یہاں تک کہ خوب سویرا ہو گیا، سورج نکلنے سے پہلے ہی پہلے آپ یہاں سے روانہ ہو گئے،

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں سے چلے تو کیسی چال چلتے تھے فرمایا اور درمیانہ دھیمی چال سواری چلا رہے تھے ہاں جب راستہ میں کشادگی دیکھتے تو ذرا تیز کر لیتے (بخاری و مسلم)

پھر فرمایا عرفات سے لوٹتے ہوئے مشعر الحرام میں اللہ کا ذکر کرو یعنی یہاں دونوں نمازیں جمع کر لیں، عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشعر الحرام کے بارے میں دریافت فرماتے ہیں تو آپ خاموش رہتے ہیں جب قافلہ مزدلفہ میں جا کر اترتا ہے تو فرماتے ہیں سائل کہاں ہے یہ مشعر الحرام، آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ مزدلفہ تمام کا تمام مشعر الحرام ہے، پہاڑ بھی اور اس کے آس پاس کی کل جگہ، آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قزح پر بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں تو فرمایا یہ لوگ کیوں بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں؟ یہاں کی سب جگہ مشعر الحرام ہے، اور بھی بہت سے مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کی کل جگہ مشعر الحرام ہے،

حضرت عطاء سے سوال ہوتا ہے کہ مزدلفہ کہاں ہے آپ فرماتے ہیں جب عرفات سے چلے اور میدان عرفات کے دونوں کنارے چھوڑے پھر مزدلفہ شروع ہو گیا وادی محسر تک جہاں چاہو ٹھہرو لیکن میں تو قزح سے ادھر ہی ٹھہرنا پسند کرتا ہوں تاکہ راستے سے یکسوئی ہو جائے، مشاعر کہتے ہیں ظاہری نشانوں کو مزدلفہ کو مشعر الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حرم میں داخل ہے، سلف صحابین کی ایک جماعت کا اور بعض اصحاب شافعی کا مثلاً قتال اور ابن خزیمہ کا خیال ہے کہ یہاں کا ٹھہرنا حج کا رکن ہے بغیر یہاں ٹھہرے حج صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک حدیث حضرت عروہ بن مسعر سے اس معنی کی مروی ہے، بعض کہتے ہیں یہ ٹھہرنا واجب ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اگر کوئی یہاں نہ ٹھہرا تو قربانی دینی پڑے گی، امام صاحب کا دوسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے اگر نہ بھی ٹھہرا تو کچھ حرج نہیں، پس یہ تین قول ہوئے۔ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ عرفات کا سارا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے، عرفات سے بھی اٹھو اور مزدلفہ کی کل حد بھی ٹھہرنے کی جگہ ہے ہاں وادی عسیر نہیں۔

عرفات سے امام سے پہلے جانے والے سے متعلق مذاہب اربعہ

جو بندہ عرفات سے امام سے پہلے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر کوئی شئی واجب نہیں ہے کیونکہ اصل رکن وقوف عرفہ ہے لہذا ترک طواف کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور امام شافعی کے دوسرے قول کے مطابق اس پر دم واجب ہے جس طرح ہمارا موقف ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اگرچہ انہوں نے رات کے وقوف اور دن کے وقوف کو جمع نہیں کیا۔ اور علامہ کاکی نے بھی کہا ہے دن رات کو جمع کرنا شرط نہیں ہے۔ علامہ سروجی نے کہا ہے امام مالک علیہ الرحمہ نے اشتراط وقوف میں دن کو کچھ قرار نہیں دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک رکن ہے۔ (البنائے شرح الہدایہ، ص ۵۰، ج ۲، خانہ طمان)

جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہو گیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ با اختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دم ہے۔

اگر کسی نے اس واجب کو بلا عذر شرعی ترک کر دیا تو اسے بعض ائمہ (مالک، شافعی، اور ایک روایت میں امام احمد) کے نزدیک دم دینا پڑے گا جبکہ امام احمد کی مشہور روایت اور احناف کے نزدیک ترک قیام منیٰ پر فدیہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں رمی کرنا ہوگی، ایسے لوگ ایک دن بکریاں چرائیں اور ایک دن میں دونوں کی اکٹھی کنکریاں مار لیں۔ (ابن حبان، رقم، ۲۹۷۵)

باب الْأَمْرِ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِقَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانگی کے وقت سکون سے چلنے کا حکم

3019 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - يَعْنِي ابْنَ أُمَيَّةَ - عَنْ أَبِي عَطْفَانَ بْنِ حَرْبٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَقَّ نَاقَتِهِ حَتَّى أَنْ رَأَسَهَا لِيَمْسُ وَأَسْطَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ "السَّكِينَةُ السَّكِينَةُ" - عَشِيَّةَ عَرَفَةَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو زور سے کھینچا ہوا تھا یہاں تک کہ اونٹنی کا سر پالان کے اگلے حصے کو چھو رہا تھا نبی اکرم ﷺ لوگوں سے یہ فرما رہے تھے کہ آرام سے چلو آرام سے چلو یہ عرفہ کی شام کی بات ہے۔

3020 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا "عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ". وَهُوَ كَأَنَّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مُحْسِرًا وَهُوَ مِنْ مَنَى قَالَ "عَلَيْكُمُ بِحَصَى الْخَدَفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ". فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْتَمِسُ حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے نبی اکرم ﷺ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں سے فرمایا: یعنی اس وقت جب لوگ روانہ ہو رہے تھے (آپ ﷺ نے فرمایا): تم پرسکون لازم ہے (یعنی آرام سے چلو)۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی اونٹنی کو بھی کھینچا ہوا تھا (یعنی اس کی رفتار آہستہ کی ہوئی تھی) یہاں تک کہ آپ ﷺ جب وادی حمر میں پہنچے جو مٹی میں ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں لینا جس کے ذریعے ری کی جاتی ہے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ کی ری کر لی (تو تلبیہ پڑھنا موقوف کیا)۔

3021 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقَاضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحْسِرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَدَفِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب روانہ ہوئے تو آپ آرام سے چل رہے تھے آپ نے لوگوں کو بھی آرام سے چلنے کی ہدایت کی البتہ آپ نے وادی حمر میں اونٹنی کی رفتار تیز کر دی آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم دیا: وہ چھوٹی سی کنکریوں کے ذریعے ری جرات کریں۔

3022 - أَخْبَرَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَجَعَلَ يَقُولُ "السَّكِينَةُ عِبَادَ اللَّهِ". يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ أَيُّوبُ بِبَاطِنِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

3020- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب اقامة الحاج النطية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 268). و أخرجه النسائي في مسلك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3052)، و من اين بخط الحصى (الحديث 3058) تحفة الاشراف (11057).

3021- أخرجه ابو داود في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1944). و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3023) مطولا. تحفة الاشراف (2747).

3022- الفردبه النسائي. تحفة الاشراف (2672).

اے اللہ کے بندو! آرام سے چلو!
آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ بھی کر رہے تھے۔
ایوب نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کر کے یہ بات بیان کی۔

باب کَیْفَ السَّیْرِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے کس طرح چلا جائے؟

3023 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ قَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجُورَةَ نَصٍّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ .

☆ ☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے روانہ ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ درمیانی رفتار سے چل رہے تھے جب آپ ﷺ کچھ آدی پاتے تھے (یعنی رش کم ہوتا تھا) تو آپ رفتار تیز کر دیتے تھے۔
(راوی کہتے ہیں:) نص لفظ کے ذریعے جس رفتار کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ عنق سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

شرح

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ لیکن "عرفات" جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔ "عرفات" مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمة ہے۔ عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انفعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے

3023- أخرجه البخاري في الحج، باب السير إذا دفع من عرفة (الحديث 1666)، وفي الجهاد، باب السرعة في السير (الحديث 2999)، وفي المعازي، باب حجة الوداع (الحديث 4413). وأخرجه مسلم في الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 283 و 284). وأخرجه أبو داود في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1923). وأخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة أن يصلوا يوم النحر الصبح بمعنى (الحديث 3051). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الدفع من عرفة (الحديث 3017) تحفة الاشراف (104).

عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخر کار دونوں کے سوال و جواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دو رکنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہو گیا تو حج ہی نہیں ہوگا۔

باب النزول بعد الدفع من عرفة

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانہ ہونے کے بعد سواری سے نیچے اترنا

3024 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَقَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشَّعْبِ قَالَ فَقُلْتُ لَهْ أَتَصَلِّي الْمَغْرِبَ قَالَ "الْمُصَلِّي أَمَامَكَ".

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ ایک گھاٹی کی طرف چلے گئے میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مغرب کی نماز ادا کریں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کی جگہ آگے ہے۔

3025 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الشَّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ فَقَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَصُوتًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةَ . قَالَ "الصَّلَاةُ أَمَامَكَ" . فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلْ الْخَوْرُ النَّاسَ حَتَّى صَلَّى .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اس گھاٹی میں اترے جہاں امراء پڑاؤ کرتے ہیں وہاں آپ ﷺ نے پیشاب کیا پھر آپ نے مختصر سا وضو کیا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز آگے ہوگی۔ پھر جب ہم مزدلفہ آئے تو ابھی آخری فرد مزدلفہ نہیں پہنچا ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی۔

3024 - أخرجه البخاري في الوصوء، باب اسباغ الوضوء (الحديث 139) مطولاً، و باب الرجل يوضيء صاحبه (الحديث 181)، و في الحج، باب النزول بين عرفة و جمع (الحديث 1667)، و باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 1672) مطولاً، و أخرجه مسلم في الحج، باب الاضامة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 276 و 277 و 278) و أخرجه ابو داود في المسالك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1925)، و أخرجه النسائي في مناسك الحج، النزول بعد الصلوة من عرفة (الحديث 3025)، تحفة الاشراف (115).

3025 - تقدم في مناسك الحج، النزول بعد الدفع من عرفة (الحديث 3024).

باب الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

وقوف مزدلفہ کی شرعی حیثیت کا بیان

ہمارے نزدیک یہ وقوف واجب ہے رکن نہیں ہے کیونکہ اگر حج کرنے والے نے اس کو ترک کیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ اور اس طرح کے حکم سے رکن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل میں کمزوروں کو رات میں پہلے بھیج دیا اور اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو آپ ﷺ اس طرح حکم نہ دیتے۔

اور تمہاری تلاوت کردہ آیت میں ذکر مذکور ہے جو بہ اجماع رکن نہیں ہے۔ اور وقوف مزدلفہ کا وجوب ہم نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے پہنچا تا کہ جس نے ہمارے ساتھ اس موقف میں وقف کیا حالانکہ اس سے پہلے وہ عرفات سے ہو آیا ہو۔ تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تمام حج کو وقوف مزدلفہ کے ساتھ معلق کیا ہے اور یہی واجب ہونے کی علامت کے قابل ہے ہاں البتہ جب حاجی نے اس کو عذر کی بناء پر ترک کیا یعنی اس وجہ سے کہ اس میں کمزوری یا بیماری یا وہ عورت جو بھیڑ سے ڈرنے والی ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ (ہدایہ، حج، لاہور)

وقوف مزدلفہ کے وجوب میں فقہی اختلاف کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مزدلفہ کا وقوف واجب ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے یہ وقوف مزدلفہ کیا تو اس کا حج مکمل ہو گیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور امام طحاوی علیہ الرحمہ عروہ بن معمر سے روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ حج کی تکمیل کو معلق کیا ہے۔ لہذا اس سے وجوب ثابت ہوگا رکنیت ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ خبر واحد ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و کمزوروں کو رات کو روانہ کر دیا۔ لہذا اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو اہل و ضعفاء وغیرہ کو رات کو ہی روانہ نہ کیا جاتا۔ لہذا اس سے لیث بن سعد کا قول بھی دور ہو گیا کیونکہ وہ کہتے ہیں رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ“ اس میں مامور بہ اللہ کا ذکر ہے۔ لہذا بہ اجماع وقوف مزدلفہ رکن نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے ترک پر کچھ واجب نہیں ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے وقوف سنت ہے۔ اور مزدلفہ میں رات گزارنے کے بارے امام شافعی کے دو اقوال ہیں۔ ایک وجوب کا ہے اور ایک سنت کا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور علامہ عینی نے ”شرح تحفۃ الملوک“ میں اسی

طرح ذکر کیا ہے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک وقوف مزدلفہ رکن ہونے کا قول جس کی اتباع صاحب ہدایہ نے کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ صراحت کے ساتھ وہم ہے۔ (شرح الوقایہ ج ۲، ص ۳۰، میرات)

3026 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ . ☆ ☆ حضرت ابوالایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3027 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ . ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3028 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِاقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا . ☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت کے ساتھ ایک ساتھ ادا کی تھیں آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد (کوئی نفل نماز ادا کی تھی)۔

☆ ☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت کے ساتھ ایک ساتھ ادا کی تھیں آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد (کوئی نفل نماز ادا کی تھی)۔

3029 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَالْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ . وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو يَجْمَعُ كَذَلِكَ حَتَّى لِحَقَّ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ . ☆ ☆ عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی آپ نے مغرب کی تین

3026-تقدم (الحديث 604) .

3027-تقدم (الحديث 607) .

3028-تقدم (الحديث 659) .

3029-أخرجه مسلم في الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة واستحباب صلاحي المغرب والعشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة

(الحديث 287) . تحفة الاشراف (7309) .

رکعات پڑھی تھیں اور عشاء کی دو رکعات پڑھی تھیں۔
(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے (یعنی وہ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے)۔
3030 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِأَقَامَةٍ وَاحِدَةٍ .
☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں ایک ہی اقامت کے ساتھ مغرب اور

عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3031 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ كُرَيْبًا قَالَ
سَأَلْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ - وَكَانَ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ - فَقُلْتُ كَيْفَ فَعَلْتُمْ قَالَ
أَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى بَلَّغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَتَاخَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَأَتَاخُوا فِي مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى
صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَتَزَلُّوا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلَى
رَجُلَيْنِ فِي سَبَاقٍ قُرَيْشٍ وَرَدِيَهُ الْفَضْلُ .

☆ ☆ کریب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: وہ عرفہ کی شام نبی اکرم ﷺ کے
ساتھ سوار تھے میں نے دریافت کیا: تو آپ لوگوں نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہم لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آ
گئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری کو بٹھایا پھر آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف پیغام بھیجا
کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر سواریاں بٹھالیں اور ابھی سب لوگ مزدلفہ نہیں پہنچے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز بھی ادا کر لی پھر
سب لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر پڑاؤ کر لیا اگلے دن صبح میں قریش کے پہلے جانے والے افراد کے ساتھ چلا گیا تھا اور حضرت
فضل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھ کر آئے تھے۔

امام مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھائے

امام لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھائے۔ جبکہ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے
کہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ کیونکہ اس کو ظہر و عصر کو جمع کرنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے
کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع فرمایا
ہے۔ کیونکہ عشاء اپنے وقت میں ہے۔ اس لئے خبردار کرنے کے لئے الگ اقامت کہنے ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ عصر عرفہ میں حکم

3030- تقدم (الحديث 480) .

3031- أخرجه أبو داود في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1921) بنحوه و أخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الزول بين عرفات،
و جمع لمن كانت له حاجة (الحديث 3019) . لحظة الاشراف (116) .

مختلف ہے کیونکہ وہ اپنے وقت سے مقدم ہے۔ لہذا خبردار کرنے کے لئے وہاں اقامت کہی جائے گی۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ پڑھنے میں احادیث کا بیان

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح (مغرب اور عشاء) جمع کر کے پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔ (مسلم۔ 714)

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوٹ کر مزدلفہ میں آئے تو وہاں انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھائی۔ پھر لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی مقام پر اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز وقت پر ہی پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں۔ ایک مغرب و عشاء کہ مزدلفہ میں آپ ﷺ نے ملا کر پڑھیں اور (دوسری) اس کی صبح کو نماز فجر اپنے (مقروف) وقت سے پہلے پڑھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا (یعنی عشاء کے وقت دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا) اور ان میں سے ہر ایک کے لئے تکبیر کہی گئی (یعنی مغرب کے لئے علیحدہ تکبیر ہوئی اور عشاء کے لئے علیحدہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو ان دونوں کے درمیان نفل نماز پڑھی اور نہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بعد۔ (بخاری)

ان نمازوں کے بعد نفل پڑھنے کی جو نفی کی گئی ہے تو اس سے ان دونوں کے بعد سنتیں اور وتر پڑھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ باب قصۃ حجۃ البذاع میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جو طویل حدیث گزری ہے اس کے ان الفاظ لم یسبح بینہما شیاً کی وضاحت اس طرح ہے۔

معروف حنفی محقق علامہ علی بن سلطان لکھتے ہیں: جب مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھ چکے تو مغرب و عشاء کی سنتیں اور نماز وتر بھی پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں بھی یہ منقول ہے کہ نیز شیخ عابد سندھی نے در مختار کے حاشیہ میں اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال نقل کرنے کے بعد یہی لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد سنتیں اور وتر پڑھی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب و عشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری و مسلم)

یہاں صرف مغرب و عشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا پھیلنے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عرفات سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ لوٹے جب مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے ہم کو مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں ایک ہی تکبیر سے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس جگہ اسی طرح نماز پڑھائی تھی (یعنی دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے)

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آیا راستے میں وہ برابر تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

مزدلفہ میں جمع شدہ نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھنے کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھائی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا لیکن مکمل وضو نہیں کیا (اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو شرعی نہیں کیا بلکہ وضو لغوی کیا یعنی ہاتھ منہ دھویا یا یہ کہ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ نہیں دھویا بلکہ ایک مرتبہ دھونے پر اکتفاء کیا) میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چل کر پڑھیں گے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں اترے اور پورا وضو کیا نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا اس کے بعد عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور مغرب و عشاء کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ (سنن ابوداؤد)

امام اعظم کے نزدیک مغرب و عشاء کی نماز میں جماعت کی عدم شرط کا بیان

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس جمع میں جماعت شرط نہیں ہے کیونکہ مغرب اپنے وقت سے مؤخر ہے جبکہ عرفہ کی جمع میں ایسا نہیں ہے کیونکہ عصر اپنے وقت سے مقدم ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

حضرت زہری سے اسی سند و مفہوم کی روایت مذکور ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ الگ الگ تکبیر سے اور احمد نے دیکھ سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں۔

حضرت زہری سے سابقہ سند و مفہوم کے ساتھ روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک تکبیر کہی اور پہلی نماز کے لیے اذان نہ دی اور نہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد نفل پڑھے مگر نے کہا کسی نماز کے لیے اذان نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں تو مالک بن حارث نے پوچھا یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ ایک تکبیر سے پڑھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پڑھی اس کے بعد ابن کثیر کی حدیث (سابقہ حدیث) کا مضمون ذکر کیا۔

حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

حضرت اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آراستے میں وہ برابر تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی

شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غیر وقت پر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشاء کی نماز جمع کی اور اگلے دن صبح کی نماز معمول کے وقت (اسفار) سے پہلے پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (مزدلفہ میں) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قزح (پہاڑ کا نام) کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ قزح ہے اور یہ قوف کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ قوف کی جگہ ہے (اور منی تشریف لائے تو فرمایا) میں نے یہاں نحر کیا اور منی نحر کی جگہ ہے پس تم اپنے ٹھکانوں پر نحر (قربانی) کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عرفات میں یہاں پر کھڑا اور عرفات سارا کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے اور میں مزدلفہ میں یہاں پر ٹھہرا اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے (اور منی میں فرمایا کہ) میں نے یہاں قربانی کی اور سارا منی قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے ٹھکانوں پر قربانی کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور سارا منی نحر (قربانی) کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مکہ کے تمام راستے چلنے کی جگہ ہیں اور قربانی کی جگہ ہیں۔

حضرت عمرو بن ميمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور جہالت کے لوگ (مزدلفہ سے) نہیں لوٹتے تھے تا وقت یہ کہ ثبیر پہاڑ پر سورج کو نہ دیکھ لیتے تھے پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے (مزدلفہ سے لوٹ آئے)۔

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف جانے کا حکم

اور جب سورج غروب ہو گیا تو امام واپس آئے اور لوگ بھی وقار کے ساتھ اس کے ساتھ ہوں۔ حتیٰ کہ مزدلفہ میں آجائیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ غروب کے بعد روانہ ہوئے تھے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ مخالفت کا اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر راستے میں آرام کے ساتھ چلتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، ابن ابی شیبہ)

اگر اس کو بھیڑ کا خوف ہو اور وہ امام سے پہلے چل دیا اور عرفہ کی حدود سے باہر نہیں گیا تو جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ عرفہ سے گیا نہیں ہے۔ اور فضیلت یہ ہے کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تاکہ وہ وقت سے پہلے ادائیگی شروع کرنے والا نہ ہو۔ اور اگر حاجی

سورج غروب ہونے اور امام کے روانہ ہونے کے بعد بھیڑ کی وجہ سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام کے روانہ ہونے کے بعد پانی طلب کیا۔ اس کے بعد روزہ افطار کیا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئیں۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

عرفات سے لوٹنے اور مزدلفہ میں نماز کا بیان

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قریش اور وہ لوگ جو قریش کے دین پر تھے، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو خمس کہتے تھے (ابو الہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام قریش کا ہے اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لئے کہ وہ اپنے دین میں خمس رکھتے تھے یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وہاں وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ وہیں سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

حضرت سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا، میں عرفہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو خمس کے لوگ ہیں یہ یہاں تک کیسے آگئے؟ (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش خمس میں شمار کئے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

مسلم، کرب سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تم عرفہ کی شام رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے تو تم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ نماز مغرب کے لئے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا اترے اور پیشاب کیا۔ اور پانی بہانے کا ذکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا۔ پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا، پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے نماز عشاء پڑھائی پھر اونٹ کھول دیئے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے پہلے چلنے والوں کے ساتھ پیدل چلا۔ (صحیح مسلم)

عرفات سے واپسی تیز چلنے کا بیان

ہشام بن عروہ سے خبر دی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا (میں بھی وہیں موجود تھا) کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز، لیکن جب جگہ پاتے (بھوم نہ ہوتا) تو تیز چلتے تھے، ہشام نے

کہا کہ عنق تیز چلنا اور نص عنق سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ فجوہ کے معنی کشادہ جگہ، اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے جیسے زکوٰۃ مفروز کا، اس کی جمع اور سورۃ ص میں مناص کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی بھاگنا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم ۱۶۶۶)

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے نص مشتق نہیں جو حدیث میں مذکور ہے، یہ تو ایک ادنیٰ بھی جس کی عربیت سے ذرا سی استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ، نص مضاعف ہے اور مناص معتل ہے۔ اب یہ خیال کرنا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناص کو نص سے مشتق سمجھا ہے اس لیے یہاں اس کے معنی بیان کر دیئے جسے عینی نے نقل کیا ہے یہ بالکل کم فہمی ہے، اصل یہ ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نسخوں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہو سکتی ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہوگا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے امام بخاری نے مناص کی تفسیر کر کے اس وہم کا رد کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن (میدان عرفات سے) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سخت شور (اونٹ ہانکنے کا) اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ لوگو! آہستگی و وقار اپنے اوپر لازم کر لو، (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ (سورۃ بقرہ میں) اوضاعوا کے معنی: ریشہ دوانیاں کریں، خللاکم کا معنی تمہارے بچ میں، اسی سے (سورہ کہف) میں آیا ہے فجونا خللاہا یعنی ان کے بچ میں۔ (صحیح بخاری، رقم ۱۶۷۱)

چونکہ حدیث میں ایضاً کالفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کی اس آیت کی تفسیر کر دی جس میں ولا اوضاعوا خللاکم آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی خللاکم کے بھی معنی بیان کر دیئے پھر سورۃ کہف میں بھی خللاکم کالفظ آیا تھا اس کی بھی تفسیر کر دی۔

راستے میں مغرب ادا کرنے والے کی نماز کا حکم

حضرت امام اعظم اور حضرت امام محمد علیہما رحمہ کے نزدیک راستے میں نماز مغرب پڑھنے والے کی نماز کافی نہ ہوگی۔ اور طلوع فجر سے پہلے تک اس پر نماز کو لوٹنا واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی نماز کافی ہے۔ لیکن اس نے برا کیا ہے۔ اس کا وہی اختلاف ہے جو مغرب عرفات میں پڑھ لے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے مغرب کی نماز کو اپنے وقت میں پڑھا ہے۔ جس طرح طلوع فجر کے بعد ہے البتہ مؤخر کرنا سنت ہے۔ لہذا ترک سنت کی وجہ سے برا ہوا۔

طرفین کی دلیل وہی حدیث ہے جس کو حضرت اسامہ بن زیاد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیاد کو مزدلفہ کے راستے میں فرمایا۔ نماز تیرے سامنے ہے۔ اس سے مراد نماز کا وقت ہے۔ اور یہی اشارہ ہے کہ مؤخر کرنا واجب ہے اور اس کی تاخیر کی دلیل یہ ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کرنا ممکن ہو جائے۔ لہذا جب تک طلوع فجر نہ ہو اس پر مغرب کو لوٹنا واجب ہے۔ تاکہ مغرب و عشاء کو جمع کرنے والا ہو جائے۔ اور جب فجر طلوع ہو جائے تو جمع کرنا ممکن نہیں۔ لہذا

مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک جس نے مغرب راستے میں پڑھی تو وہ کافی نہیں ہے۔ اور طلوع فجر سے پہلے تک اس پر اعادہ واجب ہے۔ امام زفر اور حسن بن زیاد علیہما الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہی نماز کافی ہوگی البتہ اس نے مخالفت سنت کی وجہ سے برا کیا ہے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ البتہ یہ اختلاف فقہاء احناف کے نزدیک مابین طرفین و امام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہے۔ (البتانیہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۱۱۹، حقایق مکتان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شارح کلام مبین بھی ہیں اور شارح قوانین بھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تشریحی اختیار سے نویں ذی الحجہ کو قوف عرفہ کے بعد نماز مغرب مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ اکٹھی ادا فرمائی ہے اس لئے نماز مغرب کا وقت حجاج کے حق میں سورج غروب ہونے کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ مزدلفہ میں نماز عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اب حکم شریعت یہی کہ حجاج کرام مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت شروع ہونے کے بعد مغرب و عشاء ایک اذان، ایک اقامت کے ساتھ ادا کی نیت سے پڑھیں، تاہم ازدحام یا کسی عذر کی بناء پر اگر یہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک عشاء کا وقت فوت ہو جائیگا اور صبح صادق نمودار ہو جائیگی تو راستہ میں یا جہاں کہیں ہوں مغرب و عشاء ادا کر لی جائے، فقہائے کرام نے صراحت کی ہے کہ جب مغرب و عشاء کو جمع کرنے کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز اصل وقت میں ادا کرنی ضروری ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیۃ ارشاد الساری باب احکام المزدلفۃ ص
میں ہے (ولا یصلی) ای احداہما (خارج المزدلفۃ) ای مطلقاً (الا اذا خاف طلوع الفجر
فیصلی) ای فیہ کما فی نسخہ (حیث ہو) ای لضرورۃ ادراک وقت اصل الصلوۃ وفوت وقت
الواجب للجمع ولو کان فی الطريق او بعرفات او منی ونحوہا۔

اگر عشاء کا وقت ختم ہونے سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو ضروری ہے کہ مغرب و عشاء پھر سے دہرائی جائے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ہے: ولو
صلی المغرب بعد غروب الشمس قبل ان یأتی المزدلفۃ فعلیہ ان یعیدہا اذا اتی بمزدلفۃ فی
قول ابی حنیفۃ ومحب۔ رحمہما اللہ تعالیٰ وكذلك لو صلی العشاء فی الطريق بعد دخول
وقتها۔

حجاج کرام اس بات کا لازمی طور پر اہتمام کریں کہ جلد از جلد قوف واجب کے لئے مزدلفہ پہنچیں، قوف مزدلفہ صبح صادق

سے طلوع آفتاب سے پہلے تک ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو واجب ہے اگر اس کو ترک کر دیا جائے تو دم دینا لازم ہے، جو حاجی صاحبان وقوف عرفہ کے بعد راہ بھٹکنے کی وجہ یا ٹریفک کی مجبوری کے باعث طلوع آفتاب سے پہلے تک مزدلفہ نہ پہنچ سکیں ان پر ترک واجب کے سبب دم دینا لازم ہے۔

عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

اور وہ ان کو ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ اور نمازوں کو جمع کرنے والی روایات کے رواد کے اتفاق کے ساتھ ہی نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ حدیث جس کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ وہ ظہر کے لئے اذان دے اور ظہر کے لئے اقامت کہے اور پھر عصر کے لئے اقامت کہے۔ کیونکہ عصر اپنے مقررہ وقت سے پہلے ادا کی جاتی ہے لہذا لوگوں کو اغتباہ کرنے کے لئے صرف اقامت ہی کافی ہے۔

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ

جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر عشاء کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے اس لئے وہاں زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تحسین و تصحیح کی ہے۔ عرفات و مزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی کے دلائل:

امام احمد رضا بریلوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے۔ کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو نمازیں نہ جمع کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمایا: ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔۔۔ الموطا لمحمد، الجمع بین الصلوئین ❦

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ الحمد للہ، امام عادل فاروق الحق والباطل نے حق واضح فرمایا۔ اور ان کے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے لگا۔ گویا مسئلہ درجہ اجماع تک مترقی کیا۔ اقول: یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجت ہے۔ علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم و سنن اربعہ سے ہیں۔ نیز علاء کا غلط ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس اختلاط سے بعد لی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدر کتاب الصلوۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جس کا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء بن سائب کا غلط ہونا سب کو معلوم ہے۔ مگر ابن ہمام نے

کہا مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاط میں مبتلا ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اسکی دلیل بیان کی کہ اگر ابراہیم پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں۔

اور امام مکتول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم واربعة سے ہیں۔

نیز مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ رہا امام محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے۔ خصوصاً جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو۔

اور اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اسکی یہ خامی دور ہوگئی ہے۔ فتح المغنیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشائخ بخاری میں احمد بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ حدیث بیان کرتے سنا ہے ابن عدی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی۔ ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا مضرب نہیں کیونکہ انکی تعداد اتنی ہے کہ اسکی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہے۔

حضرت ابو قتادہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق و فرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ (کنز العمال للمتقی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اسکے سب رجال اسمعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔ واللہ الحمد، طیفہ: حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملائی کو وہی انکا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلا عذر تھا۔

اقول: اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو ہل چھٹی ملے۔ جہاں چاہیں کہہ دیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رو کرنا چاہا۔

اول: انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔ اس جواب کی حکایت خود اسکے رد میں کفایت ہے۔ اس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع۔ کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے۔ انکار جمع تو اسکا صریح منطوق و مدلول مطابقی و منصوص عبارت النص ہے

اقول: اولاً۔ اسکی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا۔ ملا مدعی اجتہاد و حرمت تقلید ابو حنیفہ و شافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم رو کرنے کے لئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جاد کرتے۔ شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز و صحیح ہوگا۔ اب نہ اس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخاذ و احبار ہم و رہبانہم اربابنا من دون اللہ کی آفت۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔

ثانیاً: بفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔ صرف عبارات شارح غیر متعلقہ بعقوبات میں اسکی نفی کرتے ہیں۔ کلام صحابہ و من بعد ہم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرعی و معتبر۔ کما نص

علیہ فی تحریر الاصول والنہر الفائق والدر المختار وغیرہا من الاسفار، قد ذکرنا نصوصہا، فی رسالتنا القطوف الدانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ۔

دوم: ایک رامپوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلیٰ میں روایت یہ بھی ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلوٰتین فی السفر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے۔ تو موجود ہے کہ حدیث صحیح تھکن کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلیٰ کو حالت سیر پر عمل کریں۔ یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائیگا۔

اقول: اولاً۔ ملا جی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلیٰ کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح، حسن، غریب، معروف، منکر، شاذ، منقول موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا کہ اس کتاب کی حدیث بدو صحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے۔ یہ کتاب اس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں۔ یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رامپوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ۔ اتھخذوا احبارہم ودرہبانہم

ثانیاً: ملا جی، کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح و مجمل اور متعین و محتمل کا فرق سکھائے۔ حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلیٰ حقیقی جمع کا اصلاً پتہ نہیں دیتی۔ بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں۔ تمہاری ذی ہوشی کہ نص و محتمل کو لامکر اختلاف محال سے راہ توفیق ڈھونڈتے ہو۔ لطیفہ اقول: ملا جی کا اضطراب قابل تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتاتے ہیں۔ کہیں نانی سمجھ کر چودہ۔ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین، اب رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی وایتین بھی گئی۔ ابن مسعود خاصے مشجان جمع ٹھہر گئے۔ سوم: جسے ملا جی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں۔ ان دو کو عربی میں بولے تھے۔ یہاں چمک چمک کر اردو میں چمک رہے ہیں کہ۔

اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹو میگا کہ جمع بین الظہر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے۔ پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی۔ کیونکہ چودہ صحابی سون مسعود کے اسکے ناقل ہیں۔ تو اسی واسطے ابن مسعود نے اسکا استثناء نہ کیا۔ اور اب محتمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی۔ اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقتانہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقتانہ سے۔ وعلیٰ ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔

معیار الحق مصنفہ میاں نذیر حسین ملا جی اس جواب کو ملا جی گل سرسبز بنا کر سب سے اول ذکر کیا۔ ان دو کی تو امام نووی و سلام اللہ رامپوری کی طرف نسبت کی۔ مگر اسے بہت پسند کر کے بلا نقل و نسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام

امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا۔ شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علماء اعلام حنفیہ کرام نے افادہ فرمایا۔ اس کا نفیس و جلیل مطلب ملاجی کی فہم تک میں اصلاً نہ دھنسا۔ اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا، اب فقیر غفرلہ القدر سے تحقیق حق سنئے۔

اور: فاقول وبحول ربی اصول۔ ملاجی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھئے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھیں تو تین نریں غیر وقت میں۔ مگر ذکر دو کیں۔ مغرب و صبح مزدلفہ، اور تیسری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا: جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی۔ اس ادعائے باطل کا لفاظ تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔ حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس سے دست بردار ہوئے۔ چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں نری بے علاقہ اتر گئیں۔ رہے دو، وہاں بعونہ تعالیٰ وہ قاہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہو گا۔

اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے۔ مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت۔ انہیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ انہیں دو کو ملائین کہہ کر یہاں ارشاد فرمایا۔ اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام لیا۔ صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا۔ ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔

قال عز وجل . وجعل لکم سرا بیل تقبکم الحو . اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا ارشاد دیکھئے۔ کہ پوچھا گیا۔ کیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے۔

فرمایا : لا الا بجمع ، نہ مگر مزدلفہ میں ، کما قد منا عن سنن النسائی ، یہاں بھی کہہ دیجو کہ جمع سفر کو شہرۃ چھوڑ دیا ہے۔ اور سنئے ، امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں ۔

العمل علی هذا عند اهل العلم ان لا یجمع بین الصلا تین الا فی السفر او بعرفة . اہل علم کے یہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر اور یوم عرفہ دو نمازیں جمع نہ کریں۔ امام ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثنا کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا۔ تو ہے یہ کہ دونوں جمعین متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقیناً مذکر۔ خصوصاً نماز عرفہ کہ اظہر و اشہر۔ تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے، غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر۔ وہ مسئلہ جدا گانہ کا افادہ ہے۔ کہ دو نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں، اور بلاشبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقہ وقت سے پہلے نہ تھی، نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابو مسعود کے الفاظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش ، قال قبل وقتها بنفس اس پر شہد، اگر رات میں پڑھی جاتی تو ذکر غلص کے کیا معنی تھے۔ صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ گیا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازیں جمع کیں ایک ہی اذان و اقامت سے۔ درمیان میں رات کا کھانا کھایا۔ پھر طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا پھر ہم مزدلفہ آئے جب عشا کی اذان کا وقت ہو چکا تھا یا قریب تھا۔ ایک شخص کو اذان و اقامت کا حکم دیا اور نماز مغرب ادا کی اور بعد کی دو رکعتیں بھی۔ پھر شام کا کھانا منگا کر تناول فرمایا: پھر عشا کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح صادق ہوئی تو فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز فجر کے علاوہ اس دن اور اس مقام کے سوا کبھی نماز فجر اتنے اول وقت میں نہیں پڑھتے تھے۔

(الجامع للبخاری المناسک، الجامع للصحیح للبخاری، المناسک)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اجماع موافق و مخالف ہے کہ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ حقیقہ غیر وقت میں پڑھیں۔ تو فجر نحر و مغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے۔ ہاں عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص۔ اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔ نہ جمع بین الحقیقۃ و المجاز ممکن۔ خصوصاً ملا جی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب۔

اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر متبادر وہی معنی ہیں جو ان عصر و مغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع۔ تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلوٰتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلوٰتین سے وہی عصر و مغرب مراد۔ تو ان میں اصلاً ہرگز کسی کا ذکر متروک نہیں۔ ہاں تفصیل میں پتے کے لئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار۔ دوسری کا ذکر مطوی کیا۔

بجہ اللہ یہ معنی ہیں جو اب علماء کے جس سے ملا جی کی فہم بے مس اور ناحق آنچہ انساں می کند کی ہوس۔ ملا جی! اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہئے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھئے۔ خدا کی شان۔

ع، ادگماں بردہ کہ من کردم چو او☆ فرق را کے بیند آں استیزہ جو

فائدہ: یہ معنی نفیس فیض نتائج عظیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القا ہوئے۔ پھر ارکان اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں۔ واللہ

ثانیاً: قول دہا اللہ التوفیق۔ اگر نظر تتبع کو جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماء محض تنزیلی تھا۔ ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے۔ یہ حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ملاحی! اب کہئے: مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا؟ ملاحی! ابھی آپکی نازک چھاتی پر دلی کی پہاڑی آتی ہے۔ سخت جانی کے آسے پر سانس باقی ہو تو سر پچائے کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابوقبیس آتا ہے۔ ملائی! دعویٰ اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغیرہما صحاح و سنن، مسانید و معاجیم، جوامع و اجزاء وغیرہا میں دیکھئے صد ہا مثالیں اس کی پائے گا کہ ایک ہی حدیث کو روایت بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔ کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح۔ جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔

ولہذا امام اشان ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت نہ پہچانتے۔

یہاں بھی مخرج اعمش بن عمارۃ عن عبد الرحمن عن عبد اللہ ہے۔ اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی۔ ان سے حفص بن غیاث، ابو معاویہ، ابو عولسہ، عبد الواحد بن زیاد، جریر سفین، داؤد، شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی۔ یہ روایتیں الفاظ و اطوار، بسط و اختصار، اور ذکر و اقتصار میں طرق شتی پر آئیں۔ کسی میں مغرب و فجر کا ذکر ہے۔ ظہر عرفہ مذکور نہیں۔ کدوایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ و مغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں۔ کدوایۃ النسائی۔ کسی میں صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر فجر و صیغہ ما رأیت، وغیرہ کچھ مسطور نہیں کدوایۃ النسائی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (قادی رضویہ)

شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟

اہل تشیع کے نامور محقق لکھتے ہیں: بہتر ہے کہ اس بحث کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے اس بارے میں فقہاء کے نظریات بیان کر دیئے جائیں۔ سارے اسلامی فرقے اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ میدان عرفات میں ظہر کے وقت نماز ظہر اور نماز عصر کو اکٹھا اور بغیر فاصلے کے پڑھا جاسکتا ہے اسی طرح مزدلفہ میں عشاء کے وقت نماز مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ حنفی فرقہ کا کہنا ہے کہ: نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو اکٹھا ایک وقت میں پڑھنا صرف دو ہی مقامات میدان عرفات اور مزدلفہ میں جائز ہے اور باقی جگہوں پر اس طرح ایک ساتھ نمازیں نہ پڑھی جائیں۔

حنبل، مالکی اور شافعی فرقوں کا کہنا ہے کہ نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ان گزشتہ دو مقامات کے علاوہ سفر کی حالت میں بھی ایک ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے ان فرقوں میں سے کچھ لوگ بعض اضطراری موقعوں جیسے بارش کے وقت یا نمازی کے بیمار ہونے پر یا پھر دشمن کے ڈر سے ان نمازوں کو ساتھ میں پڑھنا جائز قرار دیتے ہیں۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز ظہر و عصر اور اسی طرح نماز مغرب و عشاء کے لئے ایک خاص وقت ہے اور ایک مشترک وقت

(الف) نماز ظہر کا خاص وقت شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اتنی دیر تک ہے جس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے

(ب) نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے کہ جب غروب آفتاب میں اتنا وقت باقی بچا ہو کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے۔ (ج) نماز ظہر و عصر کا مشترک وقت نماز ظہر کے مخصوص وقت کے ختم ہونے اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے شروع ہونے تک ہے۔

شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان تمام مشترک اوقات میں نماز ظہر و عصر کو اکٹھا اور فاصلے کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کہتے ہیں۔ کہ نماز ظہر کا مخصوص وقت، شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اس وقت میں نماز عصر نہیں پڑھی جاسکتی اور اس کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک نماز عصر کا مخصوص وقت ہے اس وقت میں نماز ظہر نہیں پڑھی جاسکتی۔ (د) نماز مغرب کا مخصوص وقت شرعی مغرب کی ابتدا سے لے کر اس وقت تک ہے (الفقہ علی المذاہب الاربعہ کتاب الصلوۃ الجمع بین الصلاتین تقدیمًا و تاخیرًا، سے اقتباس)

کہ جس میں تین رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس وقت میں صرف نماز مغرب ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز عشاء کا مخصوص وقت یہ ہے کہ جب آدھی رات میں صرف اتنا وقت رہ جائے کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے تو اس کو تاہ وقت میں صرف نماز عشاء ہی پڑھی جائے گی۔

مغرب و عشاء کی نمازوں کا مشترک وقت نماز مغرب کے مخصوص وقت کے ختم ہونے سے لے کر نماز عشاء کے مخصوص وقت تک ہے۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مشترک وقت کے اندر مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کا مخصوص وقت غروب آفتاب سے لے کر مغرب کی سرخی زائل ہونے تک ہے اور اس وقت میں نماز عشاء نہیں پڑھی جاسکتی پھر مغرب کی سرخی کے زائل ہونے سے لے کر آدھی رات تک نماز عشاء کا خاص وقت ہے اور اس وقت میں نماز مغرب ادا نہیں کی جاسکتی۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شیعوں کے نظریے کے مطابق شرعی ظہر کا وقت آجانے پر نماز ظہر بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عصر ادا کر سکتے ہیں نماز ظہر کو اس وقت نہ پڑھ کر نماز عصر کے خاص وقت تک پڑھتے ہیں۔ اس طرح کہ نماز ظہر کو نماز عصر کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عصر پڑھ لیں اس طرح نماز ظہر و عصر کو جمع کیا جاسکتا ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر کو زوال کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عصر کو اس وقت ادا کیا جائے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

اسی طرح شرعی مغرب کے وقت نماز مغرب کے بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عشاء پڑھ سکتے ہیں یا پھر اگر چاہیں تو نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے قریب پڑھیں وہ اس طرح کہ نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھ لیں اس طرح نماز مغرب و عشاء کو ساتھ میں پڑھا جاسکتا ہے۔ اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز مغرب کو شرعی مغرب کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عشاء کو مغرب کی سرخی کے زائل ہوجانے کے بعد بجالایا جائے یہ شیعوں کو نظریہ تھا۔

لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کو کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت میں ایک ساتھ ادا کرنا صحیح نہیں ہے اس اعتبار سے بحث اس میں ہے کہ کیا ہر جگہ اور ہر وقت میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے میدان سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں لیکن اس روایت کی تفسیر میں دو نظریے پائے جاتے ہیں۔

الف: شیعہ کہتے ہیں کہ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عصر کو بھی لایا جاسکتا ہے اور اسی طرح نماز مغرب کے ابتدائی وقت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عشاء کو پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مسئلہ کسی خاص وقت اور کسی خاص جگہ یا خاص حالات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت میں ایک ساتھ دو نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

ب: اہل سنت کہتے ہیں مذکورہ روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔ اب ہم اس مسئلے کی وضاحت کے لئے ان روایات کی تحقیق کر کے یہ ثابت کریں گے کہ ان روایات میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے وہی مراد ہے جو شیعہ کہتے ہیں، یعنی دو نمازوں کو ایک ہی نماز کے وقت میں پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

دو نمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان

(۱) جابر بن زید کا بیان ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعت نماز (ظہر و عصر) اور سات رکعت نماز (مغرب و عشاء) کو ایک ساتھ پڑھا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ابو عشاء سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے نماز ظہر کو تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عصر کو جلد ادا کیا ہے اسی طرح نماز مغرب کو بھی تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عشاء کو جلدی ادا کیا ہے ابو عشاء نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے۔ (مسند احمد ابن حنبل)

اس روایت سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا۔ احمد ابن حنبل نے عبد اللہ بن شقیق سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۲) ایک دن عصر کے بعد ابن عباس نے ہمارے درمیان خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے اور لوگ نماز کی ندائیں دینے لگے ان میں سے بنی تمیم قبیلے کا ایک شخص نماز کہنے لگا ابن عباس نے غصے میں کہا کیا تم مجھے سنت پیغمبر کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ میں نے خود رسول خدا ﷺ کو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے دیکھا ہے عبد اللہ نے کہا اس مسئلے سے متعلق میرے ذہن میں شک پیدا ہو گیا تو میں ابو ہریرہ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے ابن عباس کی بات کی تائید کی۔

(۳) اس حدیث میں دو صحابی عبداللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ﷺ) نے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا ہے اور ابن عباس نے بھی پیغمبر اکرم (ﷺ) کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔

(۴) مالک بن انس کا اپنی کتاب موطاً میں بیان ہے: رسول خدا (ﷺ) نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں جبکہ نہ تو کسی قسم کا خوف تھا اور نہ ہی آپ (ﷺ) سفر میں تھے۔

(۵) مالک بن انس نے معاذ بن جبل سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول خدا (ﷺ) نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ بجالاتے تھے۔

(۶) مالک بن انس نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم (ﷺ) جب دن میں سفر کرنا چاہتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکٹھا ادا کر لیا کرتے تھے اور جب رات میں سفر کرنا ہوتا تھا تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ (موطاً مالک کتاب الصلوۃ ص حدیث)

(۷) محمد زرقانی نے موطاً کی شرح میں ابن شعثا سے یوں روایت نقل کی ہے بے شک ابن عباس نے بصرہ میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا اور اسی طرح نماز مغرب و عشاء کو بھی اکٹھا اور بغیر فاصلے کے بجالائے تھے۔ زرقانی نے طبرانی سے اور انہوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے:

(۸) پیغمبر اکرم (ﷺ) نے جب نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تو آنحضرت (ﷺ) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا (موطاً زرقانی کی شرح، جز اول باب الجمع بین الصلاتین فی العصر والسفر ص طبع مصر) جواب میں آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں نے اس عمل کو اس لئے انجام دیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔

(۹) مسلم بن حجاج نے ابوزبیر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف و سفر کے نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ پڑھا تھا۔ اس کے بعد ابن عباس نے پیغمبر اکرم (ﷺ) کے اس عمل کے بارے میں کہا کہ: آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت میں سے کوئی بھی شخص مشقت میں نہ پڑنے پائے۔

(۱۰) پیغمبر اکرم (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا تھا۔ اس وقت سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے پوچھا کہ پیغمبر اکرم (ﷺ) نے اس طرح کیوں کیا؟ تو ابن عباس نے کہا: آنحضرت (ﷺ) اپنی امت کو زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔

(۱۱) ابو عبداللہ بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سلسلے میں باب تأخیر الظہر الی العصر کے نام سے ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔ یہ خود عنوان اس بات کا بہترین گواہ ہے کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے اسے نماز عصر کے وقت میں اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اس کے بعد بخاری نے اسی مذکورہ باب میں درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۱۲) ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: نماز تو ابن عباس نے کچھ نہ کہا اس شخص نے پھر کہا نماز پھر بھی ابن عباس نے اسے

کوئی جواب نہ دیا تو اس شخص نے پھر کہا نماز لیکن ابن عباس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا جب اس شخص نے چوتھی مرتبہ کہا: نماز تب ابن عباس بولے او بے اصل! تم ہمیں نماز کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ جبکہ ہم پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالایا کرتے تھے۔

(۱۳) مسلم نے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر خدا ﷺ نے غزوہ تبوک کے سفر میں نمازوں کو جمع کر کے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے آنحضرت ﷺ کے اس عمل کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت مشقت میں نہ پڑے۔

(۱۴) مسلم ابن حجاج نے معاذ سے اس طرح نقل کیا ہے: ہم پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف نکلے تو آنحضرت ﷺ نے نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا۔ مالک ابن انس کا اپنی کتاب الموطا میں بیان ہے کہ ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے سوال کیا کہ کیا حالت سفر میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ بجالایا جاسکتا تھا؟ سالم بن عبد اللہ نے جواب دیا ہاں اس کام میں کوئی خرچ نہیں ہے کیا تم نے عرفہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے؟

یہاں پر اس نکتے کا ذکر ضروری ہے کہ عرفہ کے دن نماز ظہر و عصر کو نماز ظہر کے وقت میں بجالانے کو سب مسلمان جائز سمجھتے ہیں اس مقام پر سالم بن عبد اللہ نے کہا تھا کہ جیسے لوگ عرفہ کے دن دو نمازوں کو اکٹھا پڑھتے ہیں اسی طرح عام دنوں میں بھی دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ متقی ہندی اپنی کتاب کنز العمال میں لکھتے ہیں: عبد اللہ ابن عمر نے کہا: پیغمبر خدا ﷺ نے بغیر سفر کے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا تھا ایک شخص نے ابن عمر سے سوال کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تو ابن عمر نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے تاکہ اگر کوئی شخص چاہے تو دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالائے۔ (کنز العمال کتاب الصلوة)

نتیجہ:

اب ہم گزشتہ روایات کی روشنی میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلے میں شیعوں کے نظریہ کے صحیح ہونے پر چند دلیل پیش کریں گے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں ایک ساتھ بجالانے کی اجازت نمازیوں کی سہولت اور انہیں مشقت سے بچانے کے لئے دی گئی ہے، متعدد روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر نماز ظہر و عصر یا مغرب۔ (کنز العمال، کتاب الصلوة)

عشاء کو ایک وقت میں بجالانا جائز نہ ہوتا تو یہ امر مسلمانوں کے لئے زحمت و مشقت کا باعث بنتا اسی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کے لئے دو نمازوں کو ایک وقت میں بجالانے کو جائز قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ اگر ان روایات سے یہ مراد ہو کہ نماز ظہر کو اسکے آخری وقت (جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے) تک تاخیر کر کے پڑھا جائے اور نماز عصر کو اسکے اول وقت میں بجالایا جائے اس طرح ہر دو نمازیں ایک ساتھ گم اپنے اوقات ہی میں پڑھی جائیں (اہل سنت حضرات ان روایات سے یہی مراد لیتے ہیں) تو ایسے کام میں کسی طرح کی سہولت نہیں ہوگی بلکہ یہ کام

مزید مشقت کا باعث بنے گا جبکہ دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالانے کی اجازت کا یہ مقصد تھا کہ نمازیوں کے لئے سہولت ہو۔ اس بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گزشتہ روایات سے مراد یہ ہے کہ دو نمازوں کو ان کے مشترک وقت کے ہر حصے میں بجالایا جاسکتا ہے اب نماز گزار کو اختیار ہے کہ وہ مشترک وقت کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھے یا اس کے آخری حصے میں اور ان روایات سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے۔ روز عرفہ دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے باقی دنوں میں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک عرفہ کے دن ظہر و عصر کی نمازوں کو ایک وقت میں بجالانا جائز ہے۔ مزید براں گزشتہ روایات میں سے بعض اس بات کی گواہ ہیں کہ میدان عرفات کی طرح باقی مقامات پر بھی نمازوں کو اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اب اس اعتبار سے روز عرفہ اور باقی عام دنوں کے درمیان یا عرفات کی سرزمین اور باقی عام جگہوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لہذا جس طرح مسلمانوں کے متفقہ نظریے کے مطابق عرفہ میں ظہر و عصر کی نمازوں کو ظہر کے وقت پر ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اسی طرح عرفہ کے علاوہ بھی ان نمازوں کو ظہر کے وقت اکٹھا پڑھنا بالکل صحیح ہے۔ سفر کی حالت میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے غیر سفر میں بھی نمازوں کے ایک ساتھ بجالانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف سے حنبلی، مالکی، اور شافعی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حالت سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اور دوسری طرف گزشتہ روایات صراحت کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ اس اعتبار سے سفر اور غیر سفر میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں نمازوں کو اکٹھا پڑھا تھا۔ لفقہ علی المذاهب الاربعہ، کتاب الصلوٰۃ، الجمع بین الصلوٰتین تقدیم و تاخیراً۔ نمازوں کو اکٹھا بجالانا صحیح ہے اسی طرح عام حالات میں بھی دو نمازوں کو اکٹھا پڑھا جاسکتا ہے۔ اضطراری حالت میں دو نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کے حکم سے عام حالات میں بھی نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کا جواز معلوم ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کی صحیح اور مسند کتابوں میں سے بہت سی روایات اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ اور ان کے اصحاب نے چند اضطراری موقعوں پر جیسے بارش کے وقت یا دشمن کے خوف سے یا بیماری کی حالت میں نمازوں کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں (ٹھیک اسی طرح جیسے شیعہ کہتے ہیں) پڑھا تھا اور اسی وجہ سے مختلف اسلامی فرقوں کے فقہاء نے بعض اضطراری حالات میں دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا جائز قرار دیا ہے جب کہ گزشتہ روایات اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہی ہیں کہ اس سلسلے میں اضطراری اور عام حالات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں اپنی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا ہے۔

اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا روشیہ کتب کی روشنی میں

اسلام میں پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہے لیکن شیعہ حضرات صرف 3 وقت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں فجر، ظہر، اور مغرب لیکن خود ان کا مذہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے اس پر آج روشنی ڈالی جائے گی۔

میں نے امام ع سے پوچھا کہ حظلہ آپ کی طرف وقت لایا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم پر جھوٹ نہیں بولا، وہاں میں نے کہا کہ آپ نے ان سے بیان کیا ہے کہ پہلی نماز اللہ نے اپنے نبی پر اس آیت کے ذریعے سے نازل کی نماز پڑھو زوال شمس کے بعد سے، تو یہ وقت ظہر ہے جب سایہ قد آدم نہ ہو وقت ظہر ہے جب یہ ہو جائے تو عصر ہے یہ آخر وقت عصر کا ہے حضرت نے فرمایا سچ کہا اس نے۔ (فروع کافی جلد دوم باب 4)

شیعہ عصر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں لیکن خود انکی کتب میں لکھا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز پڑھنی چاہیے دیکھیں فروع کافی جلد دوم باب 4 میں ہی میں نے حضرت سے کہا کہ میں ظہر کی نماز کب پڑھوں تو فرمایا آٹھ رکعت ظہر کی نماز پڑھ پھر عصر کی نماز پڑھ۔

اسی طرح عشاء کا ذکر بھی موجود ہے جب سورج ڈوب جائے تو دونوں نمازوں کا وقت آ جاتا ہے مغرب پہلے ہوگی اور عشاء بعد میں (فروع کافی جلد دوم باب 4)۔

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعہ ان کتب کو اپنے لیے متبرک سمجھتے ہیں انکا دعوہ ہے کہ ہم نے براہ راست احادیث خاندان نبوی ص سے لیا ہے لیکن اپنی کتب میں اپنے اکابرین کے قول کی نفی کرتے نظر آتے ہیں جو شیعہ حضرات کے لیے یقیناً ایک لمحہ فکریہ ہے۔ میرے مضمون کا مقصد اگر یہاں کوئی شیعہ حضرات ہو تو اسکی دل آزاری نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے کافی اور صافی کتب کو شیعہ حضرات قرآن سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غار سرمن را یہ میں بارہویں امام کی تصدیق شدہ اس کتب کی ان روایات کو شیعہ حضرات آخر کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔

اہل تشیع کی مستدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا

ہم نے اہل تشیع کے دلائل من و عن بیان کر دیئے ہیں۔ لیکن ان کے استدلال میں کثیر روایات مروی ہیں۔ جو تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے فقہ حنفی کے مطابق کثرت روایات جو قرآنی نصوص کے موافق ہونے کے ساتھ تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی دلالت عموم پر ہے۔ اہل تشیع حضرات اگر درجن تو کیا ہزاروں بھی روایات پیش کر دیں تو پھر بھی وہ ایک ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں زمان و مکان کی تخصیص کے بغیر نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ بیان ہوا ہو۔ محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے تعصب کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال سے مسائل کا استنباط کرنا کس قدر قرآن و سنت کے احکام پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

اہل تشیع کو استدلال کرنے سے پہلے اس اصول کو مد نظر رکھنا چاہیے تھا کہ جب کسی عمل کے خلاف قول آجائے تو عمل تخصیص کا احتمال رکھنے والا ہوتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ اجماع ہے کہ نمازوں کو جمع کرنے کی تخصیص صرف عرفات و مزدلفہ میں ان خاص ایام میں ہے۔ اس کے سوا دنیا کے کسی ملک، شہر، گاؤں۔ گلی یا مکان کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہے۔ لہذا اگر کسی نے کہیں تخصیص ثابت کرنے کی کوشش کی تو وہ نص قطعی "" کا منکر ہوگا۔ کیونکہ قرآن کی اس نص میں تصریح کے ساتھ اوقات نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جب نص سے صراحت ثابت ہو جائے تو کسی طرح بھی محتمل نہیں ہوتی۔ لیکن اس نص کی

صراحت کے باوجود کوئی تخصیص کو ثابت کرے تو اس کو سوائے اسلام دشمنی کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اہل سنت کے موقف میں کثیر احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم مزید تردید کے لئے فقہ کا اصول پیش کر دیتے ہیں تاکہ شک و شبہ بھی ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح اہل سنت کی حقانیت واضح ہو جائے۔

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا

اس قاعدہ کا ماخذ یہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھائی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء حاجت کے لئے نیچے اتر گئے جب واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لے کر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔ (مسلم، ج ۱، ص ۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص ہے لہذا اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں کیونکہ حکم عام سے حکم خاص کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

حکم عام سے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء) اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے اس سے "تأخیر" ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے مناسک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

سکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے باوجود اس عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی عمل ہوگا۔

باب تقدیم النساء والصبيان الى منازلتهم بمزدلفة

یہ باب ہے کہ خواتین اور بچوں کو مزدلفہ میں ان کی مخصوص جگہ پر پہلے بھیج دینا

3032 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَبَانَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمَزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان افراد میں شامل تھا جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ کی

3032 - أخرجه البخاري في الحج، باب من قدم ضعفه أهله ليل (الحديث 1678)، وفي جزاء الصيد، باب حج الصبيان (الحديث 1856). وخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى في أواخر الليالي قبل رحمة الناس واستحباب مكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بالمزدلفة (الحديث 300 و 301). وأخرجه أبو داود في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 193) و الحديث عند: البخاري في الجائز، باب إذا أسلم الصبي لمات هل يصلى عليه وهل يعرض على الصبي الإسلام (الحديث 1357) و التفسير، باب قوله (وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله - إلى - الظالم أهلها) (الحديث 4587). تحفة الاشراف (5864).

رات اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ پہلے بھیج دیا تھا۔

3033 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ مزدلفہ کی رات پہلے بھیج دیا تھا۔

3034 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَقَّانُ وَسَلِيمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَشَاشٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ ضَعْفَةَ بِنْتِي هَاشِمٍ أَنْ يَنْفِرُوا مِنْ جَمْعٍ بَلِيلٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بنو ہاشم کے کمزور افراد کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات پہلے روانہ ہو جائیں۔

3035 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَغْلِسَ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مَنَى .

☆☆ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منی چلی جائیں۔

3036 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا لُغُلَسَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مَنَى .

☆☆ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منی آ گئے تھے۔

باب الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ خواتین کے لیے صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے جانے کی اجازت

3033- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى في أواخر الليالي قبل رحمة الناس واستحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 302) . وأخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة أن يصلوا يوم السحر الصبح بمنى (الحديث 3048) . وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من تقدم من جمع إلى منى لومي الحمار (الحديث 3026) : تحفة الاشراف (5944) .

3034- أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (11052) .

3035- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى في أواخر الليالي قبل رحمة الناس واستحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 298 و 299) بنحوه وأخرجه النسائي في مناسك الحج، تقديم النساء والصبيان إلى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3036) . تحفة الاشراف (15850) .

3036- تقدم في مناسك الحج، تقديم النساء والصبيان إلى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3035) .

3037 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبَانَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا آذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُودَةَ فِي الْإِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لَأَنَّهَا كَانَتْ امْرَأَةً ثَبَاطَةً.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ اجازت دی تھی کہ صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے چلی جائیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بھاری بھر کم خاتون تھیں۔

باب الْوَقْتِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے

3038 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَاتَهُمَا يَجْمَعُ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمِنَا قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

☆ ☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ہر نماز اس کے مخصوص وقت پر ہی ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے البتہ مغرب اور عشاء کی نمازیں آپ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک ساتھ ادا کی تھیں جبکہ اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے مخصوص وقت سے کچھ پہلے ادا کر لی تھی۔

دسویں ذوالحجہ میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کا بیان

اور جب فجر طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائے۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس دن اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ (بخاری، مسلم) اور یہ بھی دلیل ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا وقوف کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے لہذا یہ اسی طرح جائز ہوگا جس طرح عرفہ میں عصر کو مقدم کرنا جائز ہے۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب و عشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری، مسلم)

یہاں صرف مغرب و عشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر

کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا پہلے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

باب فِيمَنْ لَمْ يُذْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ جو شخص مزدلفہ میں امام کے ہمراہ فجر کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے (اس کا حکم)

3039 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ "مَنْ صَلَّى مَعَنَا صَلَاتَنَا بِهَذَا هَا هُنَا لَمْ أَقَامْ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَبْجُهُ".

☆ ☆ حضرت عروہ بن مضر بن سہل بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مزدلفہ میں وقف کیے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ہمارے ساتھ یہ نماز ادا کر لی ہے اور اس نے ہمارے ساتھ یہاں قیام کر لیا ہے اور وہ اس سے پہلے عرفہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت وقف کر چکا ہو تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

3040 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَذْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ حَتَّى يُقْبِضَ مِنْهَا فَقَدْ أَذْرَكَ الْحَجَّ لَمْ يَلْزَمْ يَذْرِكْ مَعَ النَّاسِ وَالْإِمَامِ فَلَمْ يَذْرِكْ".

☆ ☆ حضرت عروہ بن مضر بن سہل روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ (میں وقف) کو پالیتا ہے اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہوتا ہے تو اس نے حج کو پایا، جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ میں وقف کو نہیں پاتا ہے اس نے حج کو نہیں پایا۔

3041 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ

3039 - حرجہ ابو داؤد فی المساک، باب من لم يذرك عرفه (الحديث 1950) و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن أذرك الإمام جمع لفظ أذرك الحج (الحديث 891) . و أخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يذرك صلاة الصبح مع الإمام بالمزدلفة (الحديث 3041 و 3042 و 3043) . و أخرجه ابن ماجه في المساک، باب من أذرك عرفه قبل الفجر للجمع (الحديث 3016) . تحفه

3042 - حرجہ (الحديث 3039) .

قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلِي طَيِّءٌ لَمْ أَذْغِ حَبْلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثُهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرؓ بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں صے کے دو پہاڑوں سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، میں نے راستے میں ہر ٹیلے پر پڑاؤ کیا ہے، کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لیتا ہے اور جو اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفہ میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیتا ہے۔

3042 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الشَّافِرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرٍّ عَنْ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ هَلْ لِي مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَفَ هَذَا الْمَوْقِفَ حَتَّى يُفِضَ وَأَقَاضَ قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ عَرَافَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثُهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لے اور اس نے یہاں وقوف کر لیا، یہاں تک کہ وہ اس وقت روانہ ہوا یا اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفات سے روانہ ہو گیا تو اس کا حج مکمل ہو گیا اور اس کی ذمہ داری پوری ہو گئی۔

3043 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرٍّ الطَّائِيُّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلِي طَيِّءٌ أَكَلْتُ مَطِيئِي وَاتَّبَعْتُ نَفْسِي مَا بَقِيَ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هَاهُنَا مَعَنَا وَقَدْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرؓ طائیؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: میں طے کے دو پہاڑوں سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، میں نے اپنی سواری کو مشقت کا شکار کر دیا ہے اور خود کو تھکا لیا ہے، راستے میں جو بھی ٹیلا آیا، میں نے اس پر پڑاؤ کیا ہے، تو کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہاں صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھ لے اور اس سے پہلے وہ عرفہ جا چکا ہو تو اس نے اپنی پراگندگی کو مکمل کر لیا اور

3044 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ نَجْدٍ فَأَمَرُوا رَجُلًا فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ "الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ أَذْرَكَ حَجَّهُ أَيَّامُ مِنِّي ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ (مَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا ائْتَمَّ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا ائْتَمَّ عَلَيْهِ)". ثُمَّ أَرَدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِي بِهَا فِي النَّاسِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن عمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عرفہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا، نجد تعلق رکھنے والے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ایک شخص کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے حج کے بارے میں دریافت کرے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حج عرفہ میں (وقوف کا نام) ہے جو شخص فجر کی نماز ہونے سے پہلے مزدلفہ کی رات آ جائے اس نے حج کو پالیا، منی کے دن تین دن ہیں جو دو دن کے بعد چلا جاتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو (تیسرے دن بھی) ٹھہرا رہتا ہے اسے بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو بٹھالیا اس نے لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا۔

3045 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں تلبیہ پڑھنا

3046 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ لِي حَدِيثُهُ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرٍ . وَهُوَ ابْنُ مُذْرِكٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ" .

3044- تقدم (الحديث 3016) .

3045- أخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء أن عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولاً . وأخرجه أبو داود في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) مطولاً، والحديث عند النسائي في مناسك الحج، باب رفع اليدين في الدعاء بعرفة (حديث 3015) . تحفة لأشراف (2596) .

3046- أخرجه مسلم في الحج، باب استحباب اقامة الحاج التلبية حتى يشرح في رمي حمره العقبة يوم النحر (الحديث 269 و 270 و 271 تحفة لأشراف (9391) .

☆☆ عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ہم لوگ اس وقت مزدلفہ میں موجود تھے انہوں نے فرمایا: میں نے اس ہستی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جن پر سورة البقرہ نازل ہوئی تھی آپ ﷺ نے اس جگہ پر یہ کہا تھا:

”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔“

دعائے بخشش و شفاعت کا بیان

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی، جو قبول کی گئی اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دیا۔ علاوہ بندوں کے حقوق کے کہ میں ظالم سے مظلوم کا حق لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس حق کے بدلہ میں کہ جو ظالم نے کیا ہے جنت کی نعمتیں عطا فرما دے اور ظالم کو بھی بخش دے۔ مگر عرفہ کی شام کو یہ دعا قبول نہیں کی گئی، جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی دعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز مانگی وہ عطا فرمادی گئی راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان! یہ ایسا وقت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہیں تھے۔ (یعنی یہ وقت ہنسنے کا تو نہیں ہے) پھر کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کو ہنسا رکھے (یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ بزرگ و برتر نے میری دعا قبول کر لی ہے اور میری امت کو بخش دیا تو اس نے مٹی لی اور اسے اپنے سر پر ڈالنے لگا اور دادیلا کرنے اور چیخنے چلانے لگا چنانچہ اس کی بدحواسی اور اضطراب نے مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

چونکہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امت کو مغفرت عام سے نوازا گیا ہے کہ حقوق اللہ بھی بخش دیئے ہیں اور حقوق العباد بھی اس لئے بہتر یہ ہے کہ حدیث کے مفہوم میں یہ قید لگا دی جائے کہ اس مغفرت عام کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ جو اس سال حج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، یا یہ بات اس شخص کے حق میں ہے جس کا حج مقبول ہو یا اس طور کہ اس کے حج میں فسق و فجور کی کوئی بات نہ ہو۔

یا پھر یہ کہ مفہوم اس ظالم پر محمول ہے جس کو توبہ کی توفیق ہوئی اور اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ توبہ کی مگر حق کی واپسی سے عاجز و معذور رہا۔ پھر یہ کہ رحمت خداوندی جسے چاہے اپنے دامن میں چھپا سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور مغفرت عام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار، اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں صالح اور نیکو کار لوگوں کے تو درجات بلند کرے گا اور اکثر

گنہگاروں کو بخش کر جنت میں داخل کرے گا۔ اب رہ گئے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے تو ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اثر یہ ہوگا کہ ان کے عذاب میں تخفیف اور مدت عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش بھی ان شاء اللہ ہر مسلمان کو حاصل ہوگی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار۔ بایں طور کہ جنت میں صالح و نیکوکاروں کے درجات اس جزاء و انعام سے زیادہ بلند ہوں گے جس کا وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے مستحق ہوگا۔ اور فاجر و گنہگار کے حق میں اس کی مغفرت یہ ہوگی کہ یا تو انہیں اپنے فضل و کرم سے بغیر عذاب ہی کے جنت میں داخل کر دے گا یا پھر ان کے عذاب کی شدت میں کمی کر دے گا جو مغفرت ہی کی ایک نوع ہے۔

باب وَقْتُ الْإِقَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ سے روانہ ہونے کا وقت

3047 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يُقِضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُوا أَشْرِقَ ثَبِيرٌ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَقَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

☆ ☆ عمرو بن ميمون بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا انہوں نے ارشاد فرمایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک سورج نہیں نکل آتا تھا وہ یہ کہا کرتے تھے: اے ثبیر (پہاڑ)! تو روشن ہو جا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مزدلفہ سے روانگی کا وقت طلوع شمس سے پہلے ہے

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایام جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) لوگ عرفات سے اس وقت واپس ہوتے جب آفتاب غروب ہونے سے پہلے مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا (یعنی عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے چلتے) اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد اس وقت روانہ ہوتے جب آفتاب مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا، مگر ہم عرفات سے اس وقت تک نہیں چلیں گے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو جائے اور مزدلفہ سے ہم سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوں گے کیونکہ ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکین سے مختلف ہے۔ (مقلوۃ المصاح)

مطلب یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ عرفات سے ایسے وقت چلتے تھے جب آفتاب آدھا تو غروب ہو چکا ہوتا اور اس کا آدھا حصہ باہر ہوتا آفتاب کی اسی صورت کو پگڑی سے مشابہت دی گئی ہے کہ آفتاب کا آدھا گروہ پگڑی کی شکل کا ہوتا ہے، اسی 3047- أخرجه البخاري في الحج، باب متى يذبح من جمع (الحديث 1684)، وفي مناقب الانصار، باب أيام الجاهلية (الحديث 3838). ر. أخرجه ابو داود في المسالك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1938). و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان الاضحية من جمع قبل طلوع الشمس (الحديث 896). و أخرجه ابن ماجه في المسالك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3022). تحفة الاشراف (10616).

طرح مزدلفہ سے ایسے وقت روانہ ہوتے جب آفتاب کا آدھا حصہ طلوع ہو چکا ہوتا اور آدھا حصہ اندر رہتا۔
 صاحب مشکوٰۃ کو اس کی تحقیق نہیں ہو سکی تھی کہ یہ روایت کس نے نقل کی ہے، چنانچہ مشکوٰۃ کے اصل نسخہ میں لفظ رواہ کے
 بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے البتہ ایک دوسرے صحیح نسخہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال
 خطبنا وساقہ نحوه۔ ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔
 پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو بیشک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا

ہے۔
 حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم" یہاں پر خبر کا خبر پر عطف ڈالنے کے لئے ہے تاکہ ترتیب ہو جائے، گویا کہ عرفات میں
 ٹھہر جانے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تاکہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرما دیا کہ وہ تمام
 لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر و تکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ
 ٹھہرا لیا تھا کہ وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں اسی کے
 شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک
 بجایا کرتے تھے اور اپنا نام جس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام
 نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہی سے لوٹا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں، امام
 ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھ
 کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ جس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آ کر ٹھہرے ہیں،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے رمی جمار کے لئے منیٰ کو جانا ہے،
 واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس
 کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول رائج رہتا۔ پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر)

باب الرُّخْصَةِ لِلضَّعْفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمَنَى

یہ باب ہے کہ کمزور لوگوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قربانی کے دن فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر لیں

3048 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّ
 عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بِمَعْنَى وَرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ بھجوا دیا تھا تو ہم نے منیٰ میں صبح کی نماز ادا کر لی تھی اور ہم نے جمرہ کو کنکریاں بھی ماری تھیں۔

3049 -

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنْتُهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمَعْنَى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبَاطَةً فَاسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهَا فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمَعْنَى وَرَمْتُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری یہ خواہش تھی کہ میں بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح اجازت لے لیتی جس طرح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اجازت لی تھی اور میں لوگوں کے آنے سے پہلے ہی منیٰ میں فجر کی نماز ادا کر لیتی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ایک بھاری بھر کم خاتون تھیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تھی انہوں نے فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر لی تھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی کر لی تھی۔

3050 -

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ مَوَالِيَ لَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ جِئْتُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مَنَى بِغَلَسٍ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مَنَى بِغَلَسٍ . فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هَذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے غلام یہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اندھیرے میں ہی منیٰ آ گیا میں نے ان سے کہا: ہم اندھیرے میں منیٰ آ گئے ہیں تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو ہستی تم سے بہتر تھی ہم نے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا تھا۔

3051 -

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حُجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ ذَفَعَ قَالَ كَانَ يُسِيرُ نَاقَتَهُ فَإِذَا وَجَدَ فُجُوءَ نَصٍّ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا میں اس وقت ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا (سوال یہ کیا گیا:) حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے تھے تو آپ ﷺ کس طرح چلتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی کو آہستہ رفتار سے لے کر چل رہے تھے لیکن جب آپ ﷺ کشدگی

3049 - احرارہ مسلم فی الحج، باب استحباب تقدیم دفع الضعفة من النساء و غیرہن من مزدلفة الی می فی اواخر الدیالی قبل رحمة الناس و استحباب المکث لعیارہم حتی یصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 295) . تحفة الاشراف (17503) .

3050 - احرارہ ابو داؤد فی المساک، باب التعجیل من جمع (الحديث 1943) بحوہ . تحفة الاشراف (15737) .

3051 تقدم (الحديث 3023) .

پاتے تھے تو اس کی رفتار تیز کر دیتے تھے۔

3052 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ". وَهُوَ كَأَنَّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مِنِّي فَهَبَطَ حِينَ هَطَطَ مُحْتَسِرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّتِي يُرْمَى بِهَا الْجَمْرَةُ". وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

☆ ☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ عرفہ کی رات اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

آرام سے چلو!

نبی اکرم ﷺ اپنی اونٹنی کو بھی آرام سے چلا رہے تھے یہاں تک کہ آپ مٹی میں داخل ہوئے نیچے کی طرف اترتے وقت آپ ﷺ تیزی سے اترے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہے تم جمرہ کو مارنے کے لیے چھوٹی کنکریاں حاصل کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا جس طرح کوئی شخص کنکری چٹکی میں لیتا ہے۔

جمرہ عقبہ سے رمی کی ابتداء کرنے کا بیان

امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کے بعد وہ جمرہ عقبہ سے شروع کرے۔ پس وہ وادی بطن سے اس پر ٹھیکری کی طرح ساتھ کنکریاں پھینکے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ جب منیٰ تشریف لائے تو کسی چیز پر توقف نہیں کیا حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر کنکریاں مارنا لازم ہے البتہ تمہارے بعض کو بعضوں سے تکلیف نہ ہو۔ (طبرانی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسلم)

اور اگر حج کرنے والے نے انگلی کے پورے سے بڑی کنکری پھینکی تو جائز ہے اس لئے کہ اس طرح بھی رمی حاصل ہوگئی۔ ہاں البتہ دوسروں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کے لئے بڑا پتھر نہ پھینکے۔ اور اگر اس نے عقبہ کے اوپر سے رمی کی تو وہ بھی کافی ہے۔ کیونکہ جمرہ کے گرد و نواح میں مقام نسک ہے اور ہماری روایت کردہ حدیث کی بنیاد پر وادی کے اوپر سے رمی کرنا افضل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ہر کنکری مارنے کے ساتھ تکبیر کہے۔ اور اگر اس نے تکبیر کے مقام پر تسبیح پڑھی تو بھی کافی ہے کیونکہ اللہ کا ذکر اس طرح بھی حاصل ہو گیا۔ اور اللہ ذکر کرنا یہ رمی

کے آداب میں سے ہے۔

نبی کریم ﷺ حجرہ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرے تھے اور وہ پہلی صبح کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دے اسی حدیث کی بناء پر جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی تو آپ ﷺ نے پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کر دیا تھا۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بخاری)

اس کے بعد کنکری پھینکنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کنکری کو اپنے دائیں انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی کی مدد کے ساتھ رمی کرے۔ اور رمی کی مقدار یہ ہے کہ پھینکنے والے سے گرنے کی جگہ تک پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے اس کم کیا تو وہ ڈالنا ہے۔ اور اگر وہ کنکری رکھے تو یا کفایت کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ یہ رمی نہیں ہے۔

اور اگر اس نے رمی کی اور حجرہ کے قریب گری تو اس کے لئے کافی ہے کیونکہ اتنی مقدار سے بچنا ممکن نہیں ہے اور اگر وہ حجرہ سے دور گری تو کافی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس طرح اس کی عبادت پہچانی نہ گئی ہاں البتہ ایک خاص مقام تک ہے۔

رمی جمرات کا مفہوم

جمار دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور جمار حج ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے جمرات کہتے ہیں۔

جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔ (۱) جمرہ اولیٰ۔ (۲) جمرہ وسطیٰ۔ (۳) جمرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی جمار کرنے کے وقت میں مذاہب فقہاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کو چاشت کے وقت (یعنی زوال سے پہلے) منارے پر کنکریاں پھینکیں اور بعد کے دنوں میں دوپہر ڈھلنے کے بعد کنکریاں پھینکیں۔ (بخاری و مسلم)

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارہویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارہویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرہویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جاسکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد

مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا
ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔
اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے
گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔
حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو پہلے سے روانہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ رمی جمرہ عقبہ
آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہی کرنا، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے کہ رمی جمرہ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو
سورج نکلنے کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن بعض روایت میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے بس اتنا ہی
فرمایا تھا کہ جاؤ اور رمی جمرہ عقبہ کرو، اس روایت میں طلوع آفتاب کی قید نہیں ہے، چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد
نے اسی روایت پر عمل کیا کہ ان کے ہاں رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لے لی جائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو (مزدلفہ سے منیٰ آتے
ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، بیان کیا کہ جب عرفہ کی شام کو (عرفات سے مزدلفہ آتے
ہوئے) اور مزدلفہ کی صبح کو (مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے) لوگوں نے سوار یوں کو تیزی سے ہانکنا اور مارنا شروع کیا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اطمینان و آہستگی کے ساتھ چلنا تمہارے لئے ضروری ہے اور اس وقت خود آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے بڑھا رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر میں جو منیٰ (کے قریب
مزدلفہ کے آخری حصہ) میں ہے پہنچے تو فرمایا کہ تمہیں (اس میدان سے) خذف کی کنکریاں اٹھالینی چاہئیں جو جمرہ (یعنی
مناروں) پر ماری جائیں گی۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک برابر لبیک کہتے
رہے تھے (یعنی جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری ماری تو لبیک کہنا موقوف کر دیا)۔ (مسلم)

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس
رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

خذف اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی ٹھنڈی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔ اور یہاں خذف کی
مانند کنکریوں سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو پختے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا لو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔

اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں
سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے
اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمس نے
شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔

اس بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منی کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون و اطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان حمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا، پھر اگلے سال یعنی بارہ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

صاحب مشکوٰۃ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ صاحب مصابح نے اس حدیث کو پہلی فصل میں نقل کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اس لئے صاحب مصابح کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس روایت کو پہلی فصل کی بجائے دوسری فصل میں نقل کرتے۔ اگرچہ اس صورت میں تقدیم و تاخیر کا اعتراض پھر بھی باقی رہتا۔

رمی جمرہ کے وقت تکبیر کہنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (رمی کے لئے) جمرہ کبریٰ (یعنی جمرہ عقبہ) پر پہنچے تو (اس طرح کھڑے ہوئے کہ) انہوں نے خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور پھر انہوں نے سات کنکریاں (اس طرح) پھینکیں کہ ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے، پھر انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح اس ذات گرامی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے پھینکی ہیں جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔

رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللہم اجعلہ حجاجا مبرورا و ذنبا

مغفوراً عملاً مشکوذاً۔

یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورہ بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام و انقال مذکور ہیں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مناروں پر کنکریاں مارنا اور صفا اور مروہ کے درمیان پھرنا ذکر اللہ کے قیام کے لئے ہے (ترمذی، دارمی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ظاہری طور پر یہ فعل ایسے ہیں کہ ان کا عبادت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں فعل اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں، چنانچہ یہ معلوم ہی ہے کہ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر سنت اور سعی کے دوران وہ دعائیں پڑھنا بھی سنت ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

رمی کی کنکریوں میں کمی یا زیادتی کرنے کا بیان

رمی جمار حج کے واجبات سے ہے، جن جمرات کی رمی کی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک کی رمی کے وقت سات کا عدد پورا کرنا رمی کا رکن ہے، تاہم چار یا اس سے زیادہ کنکریاں مارنے سے بھی یہ رکن ادا ہو جاتا ہے، تین یا اس سے کم کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا نہیں ہوتا، اسی لئے اگر کسی حاجی صاحب نے تین یا اس سے کم کنکریاں ماری ہوں تو ان پر دم واجب ہوگا جس طرح مطلقاً رمی نہ کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، اگر وہ دوبارہ سات کنکریاں مار لیں تو دم واجب نہ ہوگا، اس طرح چار یا اس سے زائد کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا ہو جائے گا اور دم واجب نہ ہوگا، تاہم جتنی کنکریاں کم ہو گئی ہر ایک کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا۔

صدقہ کی مقدار گیارہون دینے کی صورت میں آدھا صاع یعنی سوا کلو اور جو یا کھجور دینا چاہیں تو ایک صاع یعنی ڈھائی کلو ہے، ایک صاع 2 کلو 212 گرام کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع ایک کلو 104 گرام کے معادل ہوتا ہے، بطور احتیاط آدھے صاع کیلئے سوا کلو اور ایک صاع کیلئے ڈھائی کلو صدقہ کرنا چاہیے۔ شمالی ہند کے علماء کے پاس آدھا صاع ایک کلو 590 گرام اور ایک صاع تین کلو، 180 گرام ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص کو اس امر میں شک ہو کہ اس نے چھ کنکریاں ماری ہیں یا سات، اور شک دور کرنے کیلئے اس نے ایک اور کنکری ماری جبکہ وہ سات کنکریاں مار چکا تھا تو کوئی حرج نہیں بالارادہ سات سے زائد کنکریاں مارنا مکروہ تنزیہی ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی و شرائطہ و واجباتہ، ص 275، میں ہے: (التاسع

اتمام العدد او اتیان اکثرہ) وفيه ان هذا ركن الرمی لا شرطه (فلو نقص الاقل منها) ای من السبعة بان رمی اربعة وترك ثلاثة او اقل (لزمه جزاؤه) ای کما سیاتی (مع الصحة) ای مع صحة رمیه لحصول ركه (ولو ترك الاكثر) ای بان رمی ثلاثة او اقل (فكانه لم یرم) ای حیث انه یجب علیه دم کما لو ترك الكل

نیز اس کے ص 271 میں ہے: (ولودمی اکثر من سبعة یکره) ای اذا رماه عن قصد واما اذا شک فی السابع ورماه وتبین انه ثامن فانه لا یضره هذا۔ صدقہ کے متعلق ص 436 میں ہے: (فالمراد نصف صاع من بر او صاع من غیره) کالتمر والشعیر۔

ری کی تاخیر میں وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قربانی کے دن مٹی میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں) مسائل دریافت کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہی فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماری ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

دوسرے ائمہ (مثلاً) کا مسلک تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے دن کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا، چنانچہ ان کے نزدیک حدیث میں شام کے بعد سے مراد بعد عصر ہے۔ احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے کا وقت کنکریاں مارنے کے لئے وقت جواز ہے مگر اساءۃ کے ساتھ، یعنی اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد ہی کنکریاں مارے تو یہ جائز ہو جائے گا مگر یہ اچھا نہیں ہوگا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک کا وقت، وقت مسنون ہے۔ زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کا وقت، وقت جواز ہے مگر بغیر اساءۃ کے یعنی اگر کوئی شخص زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کے کسی حصہ میں کنکریاں مارے تو یہ جائز بھی ہوگا اور اس کے بارے میں یہ بھی نہیں کہیں گے کہ اس نے اچھا نہیں کیا۔ البتہ وقت مسنون کی سعادت اسے حاصل نہیں ہوگی۔ اور غروب آفتاب کے بعد یعنی رات کا وقت، وقت جواز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

مگر اتنی بات ذہن میں رہے کہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ کوئی شخص بلا عذر اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب بھی غروب ہو جائے اور پھر وہ رات میں کنکریاں مارے، چنانچہ اگرچہ وہ اپنے یا ان کے مانند وہ لوگ جو کسی عذر کی بناء پر رات ہی میں کنکریاں مار سکتے ہوں تو ان کے حق میں کراہت نہیں ہے، البتہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سائل کوئی جرم واپا ہوگا جس نے شام کے بعد یعنی رات میں کنکریاں ماریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تم چونکہ دن میں کنکریاں مارنے سے معذور تھے اس لئے رات میں کنکریاں مارنے کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بلا عذر ری کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ صبح ہو جائے تو وہ ری کرے گا مگر اس پر بطور جزاء دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہو جائے گا، یہ حضرت امام اعظم کا قول ہے صاحبین کا اس سے اختلاف ہے۔ یوم نحر کے بعد کے دو دنوں یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں کنکریاں مارنے کا وقت مسنون زوال آفتاب

کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اور غروب آفتاب کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک مکروہ ہے، لہذا فجر طلوع ہوتے ہی حضرت امام اعظم کے نزدیک وقت ادا ختم ہو جاتا ہے جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک وقت ادا طلوع فجر کے بعد بھی باقی رہتا ہے، گویا ری کا وقت طلوع فجر کے بعد بالاتفاق باقی رہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت کی ری حضرت امام اعظم کے ہاں وقت قضا میں ہوگی اور صاحبین کے ہاں وقت ادا ہی میں! اور چوتھے دن یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو آفتاب غروب ہوتے ہی متفقہ طور پر سب کے نزدیک ری کا وقت ادا بھی فوت ہو جاتا ہے اور وقت قضا بھی ہے۔

باب الْإِيضَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ

یہ باب ہے کہ وادی محسر سے تیزی سے گزرنا

3053 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَحْنُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ .

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے وادی محسر میں رفتار تیز کر لی تھی۔
شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منی کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون و اطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے ری کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔ (مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1156)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا۔

3054 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

3053 - أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الإفضاء من عرفات (الحديث 886). نسخة الاشراف (2751).
3054 - الفردية النسائي. والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، التكبير على الصفا (الحديث 2972)، والتهليل على الصفا (الحديث 2973)، وموضع القيام على المروة (الحديث 2984)، وعدد الحصى التي يرمى بها الجمار (الحديث 3076). نسخة الاشراف (2623 و 2636).

قَالَ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرَدَفَ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ حَتَّى أَتَى مُحَسِّرًا الشَّجَرَةَ فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَبَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي .

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیں! تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئے تھے آپ نے اپنے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو بٹھالیا تھا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ وادی محسر میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی سواری کی رفتار کو ذرا سائیز کر لیا پھر اس کے بعد آپ درمیانی راستے پر چلتے ہوئے گئے یہ وہی راستہ ہے جو آپ کو بڑے حجرہ تک لے جاتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس حجرہ کے پاس تشریف لائے جو درخت کے پاس ہے آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں ان میں سے ہر ایک کنکری کے ہمراہ آپ نے یکبیر کہا آپ نے چھوٹی کنکریاں ماری تھیں آپ نے بطن وادی (وادی کے نشیبی حصے سے یا درمیانی حصے سے) کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ "خذف" اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔

اور یہاں "خذف کی مانند کنکریوں" سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا کر جوڑی جمار کے کام آئیں گی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ وہی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں حجرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو حجرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص حجرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمشی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے وہی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔ اس بارہ میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن وہی حجرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن وہی حجرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

باب التَّلْبِيَةِ فِي السَّيْرِ

یہ باب ہے کہ چلتے ہوئے تلبیہ پڑھنا

3055 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَعَبْدِ

الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ (وہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ کو نکریاں مار لیں۔

3056 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ کو نکریاں مار لیں۔

باب التَّقَاطِطِ الْحَصَى

یہ باب ہے کہ نکریاں چن لینا

3057 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ

حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ "هَاتِ الْقُطْلِي". فَلَقَطْتُ لَهُ حَصِيَّاتٍ مِنْ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ بِأَمْثَالِ هَؤُلَاءِ "رَبَّائِكُمْ وَالْغُلُوُّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عقبہ سے اگلے دن صبح نبی اکرم ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ادھر آؤ اور مجھے نکریاں چن دو تو میں نے آپ ﷺ کو نکریاں چن کر دیں جو چھوٹی سی تھیں جب میں نے وہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں رکھیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی (نکریاں مارنی چاہئیں) اور دین

3055 - أخرجه البحاري في الحج، باب التلبية والتكبير غداة النحر حين يرمي الجمرات والارتداد في السير (الحديث 1685). وأخرجه مسلم في الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرات العقبة يوم النحر (الحديث 267). وأخرجه أبو داود في المناسك، باب متى يقطع التلبية (الحديث 1815). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء متى يقطع التلبية في الحج (الحديث 918). تحفة الاشراف (11050).

3056 - انظر دبه السائي . تحفة الاشراف (5485).

3057 - أخرجه النسائي في مناسك الحج، فخر حصي الرمي (الحديث 3059). وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب قدر حصي الرمي (الحديث 3029). تحفة الاشراف (5427).

میں غلو کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے۔

باب مِنْ اَيْنَ يُلْتَقَطُ الْحَصَى

یہ باب ہے کہ آذی کنکریاں کہاں سے پختے گا؟

3058 -

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ". وَهُوَ كَأَنَّ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مِنْى فَهَبَطَ حِينَ هَبَطَ مُحَبَّرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي تُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ". قَالَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

☆☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس وقت لوگوں سے یہ فرمایا جب وہ لوگ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے تھے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سکون سے چلو۔ نبی اکرم ﷺ خود بھی اپنی سواری کو آہستہ روی سے لے کر چل رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ منی میں داخل ہوئے تو وادی محسر میں آپ نیچے کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں چننا جن کے ذریعے جمرہ کو کنکریاں ماری جائیں گی۔

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ چھوٹی کنکریاں یعنی

ہیں۔

باب قَدَرِ حَصَى الرَّمْيِ

یہ باب ہے کہ رمی کے لیے لی جانے والی کنکریوں کی مقدار

3059 -

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ "قَاتِ الْقُطْلَى". فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ بِهِنَ فِي يَدِهِ وَوَصَفَ يَحْيَى تَحْرِيطَهُنَّ فِي يَدِهِ بِأَمْثَالِ هَؤُلَاءِ.

☆☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ عقبہ کی صبح جب آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے فرمایا: ادھر آؤ اور مجھے کنکریاں چن دو! تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چن دیں جو چھوٹی چھوٹی تھیں جب میں نے وہ

آپ ﷺ کے دست اقدس میں رکھیں تو آپ ﷺ انہیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنے لگے۔
یہی نامی راوی نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر بتایا: اس طرح حرکت دینے سے مراد یہ ہے اس طرح کی کنکریاں چٹنی
چاہیے۔

باب الرُّكُوبِ إِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالِ الْمُحَرِّمِ

یہ باب ہے کہ جمرات کی طرف سوار ہو کر جانا اور احرام والے شخص کا سایہ میں آنا

حالت احرام میں سر پر سایہ کرنے کا بیان

3060 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي
أَنَسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَصِينِ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ حَصِينٍ قَالَتْ خَجَجْتُ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَرَأَيْتُ بِلَالًا يَقُودُ بِخَطَامٍ وَاجِلَتِهِ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَافِعَ عَلَيْهِ ثَوْبَهُ يُظِلُّهُ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ مُحَرِّمٌ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ
الْعَقْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِيرًا .

☆☆ سیدہ ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو
دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر چل رہے تھے جبکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنی چادر نبی اکرم ﷺ پر بلند کر
کے اس کے ذریعے آپ ﷺ کو گرمی سے بچنے کے لیے سایہ فراہم کر رہے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ اُس وقت احرام باندھے
ہوئے تھے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی
اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔

شرح

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کپڑے سے اس طرح سایہ کر رکھا تھا کہ وہ کپڑا اونچا
ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے لگتا نہیں تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ سایہ کے لئے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر پر چھتر کی مانند ایک چیز اٹھائے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کے لئے یہ جائز ہے کہ
وہ اپنے سر پر کسی چیز سے سایہ کر لے بشرطیکہ سایہ کرنے والی چیز اس کے سر کو نہ لگے، چنانچہ اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن حضرت
امام مالک اور حضرت امام احمد نے اسے مکروہ کہا ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی کا بیان

3061 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

3060 - أخرجه مسلم في مناسك الحج، باب استجاب رمي جمره العقبة يوم الحرة وكذا و بيان قوله صلى الله عليه وسلم (ما حذرنا من أن

كم) (الحديث 311 و 312) و أخرجه ابو داود في المناسك، باب في السحرم بظلل (الحديث 1834) محسراً . بحفة الاشراف (18310)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءٌ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ .

☆☆ حضرت قدامہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے قربانی کے دن نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے جمرہ عقبہ کی ری کی آپ اپنی سواری پر سوار تھے جس کا نام صہباء تھا وہاں کوئی مار پیٹ کوئی دھکم پیل کوئی ہٹو بچو نہیں تھی۔

3062 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَتَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ وَهُوَ يَقُولُ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مَنَاسِكُكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هَذَا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو اونٹ پر سوار ہو کر جمرہ کی ری کرے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! حج کے اعمال کی تعلیم حاصل کر لو کیونکہ مجھے یہ نہیں معلوم شاید اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نگاہ فراست کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وقات کے آیام میں ایک دن، یا جیسا کہ ایک روایت میں وضاحت بھی ہے، وفات سے پانچ راتیں پہلے) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دونوں چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا انتخاب کر لے جو اللہ دینا چاہے (یا جو خود لینا چاہے) اور چاہے اس چیز کا انتخاب کر لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت کی نعمتیں) پس اس بندہ نے اللہ کے ہاں کی نعمتوں (اور آخرت کے اجر و ثواب) کا انتخاب کر لیا ہے (کیونکہ اصل اور ابدی نعمتیں تو وہی ہیں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہماری جانوں کا نذرانہ کچھ کارگر ہو سکے تو) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ ہم لوگوں (یعنی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سخت حیرت ہوئی (کہ آخر اس موقع پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا باعث کیا چیز بنی ہے؟ چنانچہ کچھ لوگوں نے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) یہ بھی کہا کہ ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کر لے اور چاہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

3061- أخرجه الترمذي في الصحيح، باب ما جاء في كراهية طرد الناس عند رمي الحمار (الحديث 903). وأخرجه الترمذي في المسند، باب رمي الحمار راكبا (الحديث 3035) فحقة الاشراف (11077).

3062- أخرجه مسلم في الصحيح، باب استحباب رمي جمره العقبة يوم النحر راكبا وبيان قوله صلى الله عليه وسلم: "لا خدو" - كذا في الحديث 310. وأخرجه ابن دار في المسند، باب في رمي الحمار (الحديث 1970). فحقة الاشراف (7804).

قربان ہوں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں؟ (لیکن مراد خود اپنی ذات مبارک تھی) بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانائے تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جا رہا ہے وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فہم و ادراک کا کمال تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی تاڑ لیا کہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمارے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند ہی دنوں کے مہمان ہیں انہوں نے یہ حقیقت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت قرنیہ سے پہنچائی تھی یا انہوں نے اس گہرائی میں جا کر ارشاد گرامی کے رمز کو تلاش کیا کہ دنیا کی عزت اور پرہیزگاریوں سے منہ موڑ لینا اور آخرت کی ابدی حقیقتوں کو برضاء و رغبت اختیار کر لینا وہ وصف ہے جو صرف اللہ کے نیک ترین اور مقرب ترین بندوں کے مقام تسلیم و رضا اور قرب کو ظاہر کرتا ہے، ادھر وہ جانتے ہی تھے کہ اس دنیا کی نعمتیں، مقام سید الانبیاء علیہم السلام کے شایان شان نہیں ہیں، لہذا ان کا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ایک بندہ" کے ذریعہ دراصل اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ دنیاوی حیات و بقاء کو چھوڑ کر حق اور بقاء حق کو اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

باب وَقْتُ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

یہ باب ہے کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا وقت

چاشت کے وقت رمی کرنے کا بیان

3063 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّقْفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أُنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ .

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے دن چاشت کے وقت جمرہ کی رمی کی تھی جبکہ

قربانی کے دن کے بعد آپ ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی تھی۔

شرح

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارہویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارہویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب

3063 - أخرجه مسلم في الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي (الحديث 314). وأخرجه أبو داود في المسالك، باب رمي الجمار

(الحديث 1971). وأخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رمي الجمر ضحى (الحديث 894).

اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرہویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جاسکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔ اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيُ عَنْ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

یہ باب ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کی ممانعت

3064 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْزَنْدَةَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغِيلَمَةَ ابْنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حُمْرَاتٍ يَلْطَحُ الْفَخَّادَنَا وَيَقُولُ "أُبَيْتِي لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بنو عبدالمطلب کے کم سن بچوں کے ہمراہ سرخ اونٹنیوں پر سوار کر کے بھیج دیا تھا آپ نے ہمارے زانوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا تھا: میرے بچو! سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کرنا۔

3065 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِبْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ أَهْلَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو پہلے بھیج دیا تھا اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ کی رمی نہ کریں۔

باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلنِّسَاءِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں خواتین کے لیے رخصت

3066 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ إِحْدَى نِسَائِهِ أَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعِ قَتَاتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيهَا

3064- أخرجه أبو داود في المصنف، باب التعجيل من جمع (الحديث 1940). وأخرجه ابن ماجه في المصنف، باب من تقدم من جمع الى مي لومي الجمار (الحديث 3025). تحفة الاشراف (5396).

3065- أخرجه أبو داود في المصنف، باب التعجيل من جمع (الحديث 1941). تحفة الاشراف (5888).

3066- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (17877).

وَتُصْبِحُ فِي مَنْزِلِهَا . وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتَّى مَاتَ .

☆ ☆ عائشہ بنت طلحہ اپنی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات ہی مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں اور جمرہ عقبہ جائیں وہاں اس کی رمی کریں اور صبح اپنی رہائش گاہ پر چلی جائیں۔
(راوی کہتے ہیں:) عطا زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔

باب الرَّمْيِ بَعْدَ الْمَسَاءِ

یہ باب ہے کہ شام کے بعد رمی کرنا

3067 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَالُ أَبَامَ مِثْنَى فَيَقُولُ "لَا حَرَجَ" . فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَفْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ . قَالَ "لَا حَرَجَ" . فَقَالَ رَجُلٌ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ . قَالَ "لَا حَرَجَ" .

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے منی کے ایام کے دوران جس مسئلے کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے یہی فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا اس نے عرض کی: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سرمند والیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! ایک شخص نے عرض کی: میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

باب رَمْيِ الرُّعَاةِ

یہ باب ہے کہ چرواہوں کا رمی کرنا

ایام تشریق کی رمی میں تقدم و تاخر کا بیان

3068 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاةِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدْعُوا يَوْمًا .

☆ ☆ ابوالداح بن عدی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ

3067 - أخرجه البخاري في الحج، باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1723) . و باب اذا رمى بعدما امسى او حلق قبل ان يذبح ناسيا او جاهلا (الحديث 1735) . و أخرجه ابو داود في المناسك، باب الحلق والتقصير (الحديث 1983) . و أخرجه ابن ماجة في المناسك، باب من قدم سكا قبل نسك (الحديث 3050) . تحفة الاشراف (6047) .

3068 - أخرجه اسر داود في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1975 و 1976) مسحود و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة للرعاة ان يرموا يومًا ويدعوا يومًا (الحديث 954 و 955) . و أخرجه السانني في مناسك الحج - رمي الرعاة (الحديث 3069) . و أخرجه ابن ماجة في المناسك، باب تاخير رمي الجمار من علو (الحديث 3036 و 3037) . تحفة الاشراف (5030)

ایک دن رمی کر لیا کریں اور ایک دن نہ کیا کریں۔

3069 -

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ثَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَدَاحِ بْنِ عَاصِمٍ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرَّعَاةِ فِي الْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ يَجْمَعُونَهُمَا فِي أَحَدِهِمَا .

☆ ☆ ابوالبداح بن عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ رات (اپنے جانوروں کے ساتھ) گزار لیں اور قربانی کے دن رمی کریں اس کے بعد دونوں کی رمی بائیک ہی دن ایک ساتھ کر لیں۔

شرح

امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو یہ اجازت عطا فرمادی تھی کہ وہ ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں نہ رہیں کیونکہ وہ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کے چرانے وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں، نیز انہیں اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ وہ صرف بقرعید کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں اس کے بعد دوسرے دن یعنی گیارہویں کو رمی جمرات نہ کریں بلکہ تیسرے دن یعنی بارہویں کو دونوں دن کی ایک ساتھ رمی کریں اس طرح گیارہویں کی رمی تو بطور قضا ہوگی اور بارہویں کی ادائیگی ہوگی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ ائمہ کے نزدیک عید کے دوسرے دن کی رمی کی تقدیم جائز نہیں ہے یعنی اگر کوئی عید کے دوسرے دن یعنی گیارہویں کو اس دن کی رمی کے ساتھ تیسرے دن یعنی بارہویں کی رمی بھی کرے تو یہ درست نہیں ہوگا ہاں تاخیر درست ہے کہ دوسرے دن کی رمی بھی تیسرے دن کی رمی کے ساتھ کی جاسکتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

افعال حج میں تقدیم و تاخیر کی وجہ سے وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب منیٰ میں ٹھہرے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کریں تو ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ناواقفیت کی وجہ سے میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنا سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کرلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ میں نے ناواقفیت کی بناء پر کنکریاں مارنے سے پہلے جانور ذبح کر لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس فعل کی بھی تقدیم یا تاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ اب کرلو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا

کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کنکریاں مار لو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خانہ کعبہ کا فرض طواف کنکریاں مارنے سے پہلے کر لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مار لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس روایت میں ان افعال حج کی تقدیم و تاخیر کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے اور سالکین کے جواب دیئے گئے ہیں جو قربانی کے دن یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو کئے جاتے ہیں، چنانچہ اس دن چار چیزیں ہوتی ہیں جن کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ پر جو ایک مینار ہے سات کنکریاں ماری جائیں، پھر جانور ذبح کر جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے ذبح کئے جائیں اس کے بعد سر منڈا لیا جائے یا بال کتروائے جائیں اور پھر مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا جائے، اس ترتیب کے ساتھ ان افعال کی ادائیگی اکثر علماء کے نزدیک مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں سنت ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک اگر ان افعال کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو بطور جزاء (اس کے بدلہ میں) دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب نہیں ہوتا۔ علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا ترتیب واجب ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک بھی اس جماعت کے ساتھ ہیں۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ارشاد گرامی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ یہ تقدیم و تاخیر چونکہ ناداقتیت یا نسیان کی وجہ سے ہوئی ہے اس لئے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جزاء کے طور پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔ لہذا ان حضرات کے مسلک کے مطابق ان چاروں چیزوں میں سے کوئی چیز اگر مقدم یا مؤخر ہو گئی تو بطور جزاء ایک بکری یا اس کے مانند کوئی جانور ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے جب کہ خود انہوں نے مذکورہ افعال کی تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں دم واجب کیا ہے اگر وہ حدیث کے وہ معنی نہ سمجھتے جو حضرت امام اعظم اور ان کے ہمناو علماء نے سمجھے ہیں تو وہ خود دم واجب کیوں کرتے؟

باب الْمَكَانِ الَّذِي تُرْمَى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ

یہ باب ہے کہ وہ جگہ جہاں سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں گی

3070 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُحَيَّيَّةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ -

قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ . قَالَ قَرَمَنِي عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ

3070 - أخرجه البخاري في الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي (الحديث 1747)، و باب رمي الجمار بسبع حصيات (الحديث 1748)،

و باب من رمى جمره العقبة فجعل البيت عن يساره (الحديث 1749)، و باب يكبر مع كل حصاة (الحديث 1750). و أخرجه مسلم في

الحج، باب رمى حجرة العقبة من بطن الوادي و تكون مكة عن يساره و يكبر مع كل حصاة (الحديث 305 و 306 و 307 و 308 و 309). و

أخرجه ابو داود في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1974). و أخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء كيف ترمى الجمار (الحديث

901) و أخرجه النسائي في مناسك الحج، المكان الذي ترمى منه جمره العقبة (الحديث 3071 و 3072 و 3073). و أخرجه ابن ماجة في

المناسك، باب قدر حصي الرمي (الحديث 3030). تحفة الاشراف (9382).

قَالَ مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَى الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

☆ ☆ عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ گھاٹی کے اوپر سے جمرہ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ نے وادی کے نشیب سے اُسے کنکریاں ماریں اور پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی مغبوط نہیں ہے! جس شخصیت پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی انہوں نے یہاں سے کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔ ری جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ یہی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللہم اجعلہ حجاً مبروراً و ذنباً مغفوراً عملاً مشکوراً)۔ یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورت بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام و افعال مذکور ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی سنت کو اہمیت دینے کا بیان

3071 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَعُورَةً عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَاهُنَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

☆ ☆ عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں اس وقت بیت اللہ ان کے بائیں طرف تھا عرفہ ان کے دائیں طرف تھا پھر وہ بولے: اس جگہ سے اس شخصیت نے کنکریاں ماری تھیں جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف ابن ابی عدی نامی راوی نے اس کی سند میں منصور کا تذکرہ کیا ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3072 - أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ مِغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ

عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

ہملا ہلا عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو وادی کے نشیب سے جمرہ عقبہ کی ری کرتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! یہ اُس شخصیت کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی نبی اکرم ﷺ نے یہاں کھڑے ہو کر نکلیاں ماری تھیں)۔

3073 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ قُورُوا السُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا الْبَقَرَةَ . فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبَطَنَ الْوَادِيَّ وَاسْتَعْرَضَهَا يَعْنِي الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَا يَصْعَدُونَ الْجَبَلَ . فَقَالَ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَأَيْتُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ رَمَى .

ہملا ہلا اعمش کہتے ہیں: میں نے حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم لوگ سورۃ البقرہ نہ کہا کرو بلکہ تم لوگ یہ کہا کرو کہ وہ سورت جس میں گائے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ ابراہیم نخعی سے کہا تو وہ بولے: عبدالرحمن بن یزید نے مجھے یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے اس وقت جب انہوں نے جمرہ عقبہ کی ری کی تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما وادی کے نشیبی حصے میں آئے وہ جمرہ کے سامنے آئے انہوں نے اُسے سات نکلیاں ماریں ہر نکلی کے ساتھ تکبیر کہی میں نے ان سے کہا: کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں (وہاں سے نکلیاں مارتے ہیں) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! میں نے اس ہستی کو یہیں سے (نکلیاں مارتے ہوئے دیکھا ہے) جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔

3074 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ أَخْرَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے چھوٹی سی نکلیاں جمرہ کو ماری تھیں۔

3075 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے آپ ﷺ نے جمرات کو

3073- تقدم (الحديث 3070) .

3074- الفردية السانلي . لحفة الاشراف (2883) .

3075- اخرجہ مسلم فی الحج، باب استحباب كون حصي الجمار بقدر حصي الخذف (الحديث 313) . و اخرجہ الترمذي فی الحج، باب ما جاء ان الجمار يرمى بها مثل حصي الخذف (الحديث 897) . لحفة الاشراف (2809) .

چھوٹی کنکریاں ماری تھیں جو چٹکی میں آ جاتی ہیں۔

شرح

مناروں پر کنکریاں پھینکنے کا طریقہ کئی طرح سے منقول ہے لیکن زیادہ صحیح اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں سے پکڑ کر یعنی چٹکی میں رکھ کر پھینکا جائے، چنانچہ اب معمول بھی اسی طرح ہے۔

باب عَدَدِ الْحَصَى الَّتِي يُرْمَى بِهَا الْجِمَارُ

یہ باب ہے کہ ان کنکریوں کی تعداد جو جمرات کو ماری جاتی ہیں

3076 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكْتَبُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَتَحَرَ .

☆ ☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں بتائیے تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے پاس سے جمرہ کو کنکریاں ماری تھیں آپ نے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی

تھی وہ چھوٹی سی کنکریاں تھیں آپ نے وادی کے نشیبی حصے سے کنکریاں ماری تھیں پھر آپ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے قربانی کی۔

3077 - أَخْبَرَنِي بِحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ قَالَ مُجَاهِدٌ قَالَ سَعْدٌ رَجَعْنَا فِي الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضُنَا يَقُولُ رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَبَعْضُنَا يَقُولُ رَمَيْتُ بِسَبْعٍ فَلَمْ يَعْزُبْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ .

☆ ☆ مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ہم لوگ حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے تو بعض افراد یہ کہہ رہے تھے: میں نے سات کنکریاں ماری تھیں جبکہ بعض یہ کہہ رہے تھے: میں نے چھ کنکریاں ماری تھیں تو ان میں سے کسی ایک نے بھی دوسرے پر اعتراض نہیں کیا۔

3078 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

3076- تقدم (الحديث 3054) .

3077- انقرذه السائي . تحفة الاشراف (3917) .

3078- احرجه ابو داود في الماسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1977) . تحفة الاشراف (6541) .

مِجْلَزٍ يَقُولُ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَمَارِ فَقَالَ مَا أَذِرِي وَمَا هَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبِّ أَوْ بِسَبِّ

☆ ☆ ابو مجلز بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جمرات کو کنکریاں مارنے کے بارے میں کچھ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے چھ کنکریاں ماری تھیں یا سات کنکریاں ماری تھیں۔

باب التَّكْبِيرِ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

یہ باب ہے کہ ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہنا

3079 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْلَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّ يَزُلْ يُلْبِسِي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَايَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا نبی اکرم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی آپ نے اسے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہی تھی۔

باب قَطْعِ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةِ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ

یہ باب ہے کہ احرام والا شخص جب جمرہ عقبہ کی رمی کر لے تو وہ تلبیہ پڑھنا منقطع کر دے گا

3080 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ

الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلْبِسِي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ فَلَمَّا رَمَى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میں آپ کو مسلسل تلبیہ پڑھتے ہوئے سنتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی جب آپ نے رمی کی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا منقطع کر دیا۔

شرح

جمار "در اصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور "جمارح" ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے

3079- المفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11054) .

3080- اخرج به النسائي في مسالك الحج، قطع المحرم التلبية اذا رمى جمره العقبة (الحديث 3081) . اخرج به ابن ماجه في المسالك، باب متى

يقطع الحاج التلبية (الحديث 3040) . تحفة الاشراف (11056) .

جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے "جمرات" کہتے ہیں۔ جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔ (۱) جمرہ اولیٰ۔ (۲) جمرہ وسطیٰ۔ (۳) جمرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی کے وقت تلبیہ پڑھنے رہنے کا بیان

3081 - أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُنْجَاهِ بْنِ عَطَاءٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ بات بتائی ہے وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے نبی اکرم ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ کی رمی کر لی۔

3082 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبُدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (وہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

حج کے بعض ضروری مسائل و احکام کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وادی عقیق میں (جو مدینہ کا ایک جنگل ہے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کی رات میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا یعنی فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور وہ عمرہ کہئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اور عمرہ و حج کہئے (یعنی اس وادی میں نماز پڑھنا حج و عمرہ کے برابر ہے۔

(بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1308)

پہلے تو یہ سمجھ لیجئے کہ عربی قواعد کے مطابق لفظ "قول" فعل کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا حدیث کے آخری جملہ قل عمرۃ فی حجة کے معنی ہیں "اور اس نماز کو وہ عمرہ شمار کیجئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے" گویا اس جملہ کے ذریعہ وادی عقیق میں ادا کی

جانے والی نماز کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ وادی عقیق میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب اس عمرہ کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ قل عمرہ وجہ کا مطلب یہ ہے کہ وادی عقیق میں پڑھی جانے والی نماز عمرہ و حج کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ کے کچھ اور فضائل علماء نے لکھا ہے کہ حکیم مطلق اللہ جل شانہ نے اس شہر پاک کی خاک پاک اور وہاں کے میوہ جات میں تاثیر شفاء و دیت فرمائی ہے۔ اکثر احادیث میں منقول ہے کہ "مدینہ کے غبار میں ہر قسم کے مرض کی شفا ہے" بعض دوسرے طرق سے منقول احادیث میں ہے کہ "مدینہ کے غبار میں جذام اور برص کی شفا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا کہ وہ بخار کا علاج اس کی خاک پاک سے کریں۔

چنانچہ نہ صرف مدینہ ہی میں اس حکم پر عمل ہوتا رہا ہے بلکہ اس خاک پاک کو بطور دوا لے جانے کے سلسلہ میں بھی کتنے ہی آثار منقول ہیں اور بعض علماء نے تو اس معالجہ کا تجربہ بھی کیا ہے، حضرت شیخ مجدد الدین فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے کہ میرا ایک خدمت گار مسلسل ایک سال سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا میں نے مدینہ کی وہ تھوڑی سی خاک پاک پانی میں گھول کر اس خدمت گار کو پلا دی اور وہ اسی دن صحت یاب ہو گیا۔

حضرت عبدالحق فرماتے ہیں کہ مدینہ کی خاک پاک سے معالجہ کا تجربہ مجھے بھی ہوا ہے وہ اس طرح کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہو گیا جس کے بارہ میں تمام اطباء کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اس کا آخری درجہ موت ہے اور اب صحت دشوار ہے۔ میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا، تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی۔ اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور کے بارہ میں بھی منقول ہیں چنانچہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص سات بجوہ کھجوریں (بجوہ مدینہ کی کھجور کی ایک قسم ہے) نہار منہ کھالیا کرے تو کوئی زہر اور کوئی سحر اس پر اثر نہیں کرے گا۔ فضائل مدینہ کے سلسلہ میں یہ بات بھی بطور خاص قابل لحاظ ہے کہ اس مقدس شہر کی عظمت و بزرگی ہی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس شہر کے رہنے والوں کی تعظیم و تکریم کی یہ وصیت کی تھی کہ میری امت کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے ہمسایوں یعنی اہل مدینہ کے احترام کو ہمیشہ پیش ملحوظ رکھیں، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، ان سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہ کریں اور اس وقت تک ان کی خطاؤں سے درگزر کریں جب تک کہ وہ کبار سے اجتناب کریں (یعنی اگر وہ کبار کے مرتکب ہوں تو پھر رعایت اور درگزر کا کوئی سوال نہیں ہے بلکہ اللہ اور بندوں کے حقوق کے سلسلے میں شریعت کا جو حکم ہو اسے جاری کرے) یاد رکھو، جو شخص ان کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جو شخص اہل مدینہ کے احترام و حرمت کو ملحوظ نہیں رکھے گا اسے طیبہ النہال کا سیال پلایا جائے گا (واضح رہے کہ "طیبہ النہال" دوزخ کے ایک حوض کا نام ہے جس میں دوزخیوں کی پیپ اور لہو جمع ہوتا ہے) ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ "ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست دعا بلند کئے اور یوں گویا ہوئے "خداوند! جو شخص میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہی ہلاک کر دے" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو

ڈرایا اس نے گویا مجھے ڈرایا "نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو اپنے ظلم کے خوف میں مبتلا کیا اسے (اللہ تعالیٰ خوف میں مبتلا کرے گا اور اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی" اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "ایسے شخص کا کوئی بھی عمل بارگاہ الہی میں مقبول نہیں ہوگا خواہ فرض ہو یا نفل"۔ حج کے کچھ مسائل اور ادائیگی حج کا طریقہ اگرچہ احادیث کی تشریح میں حج کے اکثر مسائل بیان کئے جا چکے ہیں مگر اب "کتاب الحج" کے اختتام پر مناسب ہے کہ کچھ اور مسائل یکجا طور پر ذکر کر دیئے جائیں اور حج کی ادائیگی کا طریقہ بھی بیان کر دیا جائے۔

حج کے فرائض کا بیان

حج میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) احرام۔ (۲) عرفہ کے دن وقوف عرفات (۳) طواف الزیارت (۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف عرفات پر وقوف عرفات کو طواف الزیارت پر مقدم کرنا۔ واجبات حج یہ ہیں، وقوف مزدلفہ، صفا و مردہ کے درمیاں سعی، رمی جمار، آفاقی کے لئے طواف قدوم، حلق یا تقصیر، احرام میقات سے باندھنا، غروب آفتاب تک وقوف عرفات، طواف حجر اسود سے شروع کرنا (بعض علماء نے اسے سنت کہا ہے) طواف کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا، طواف پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی عذر لاحق نہ ہو، طواف باطہارت کرنا، طواف میں ستر ڈھانکنا، سعی کی ابتداء صفا سے کرنا، سعی پا پیادہ کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، قارن اور متمتع کو بکری یا اس کی باند جانور ذبح کرنا، ہر سات شوط یعنی ایک طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، رمی حلق اور قربانی میں ترتیب کا لحاظ رکھنا بایں طور کہ پہلے رمی کی جائے پھر قربانی پھر حلق اور پھر طواف زیارت کی جائے، طواف الزیارت ایام نحر میں کرنا، طواف اس طرح کرنا کہ حطیم طواف کے اندر آ جائے، سعی طواف کے بعد کرنا، حلق حرم اور ایام نحر میں کرنا، وقوف عرفہ کے بعد ممنوعات احرام مثلاً جماع وغیرہ سے اجتناب، نیز وہ چیزیں بھی واجبات حج میں شامل ہیں، جن کو ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے، ان چیزوں کے علاوہ اور سب حج کے مستحبات اور آداب میں سے ہیں۔

غنی کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے، والدین کی فرمانبرداری سے حج فرض تو اولیٰ ہے لیکن حج نفل اولیٰ نہیں ہے۔ بلکہ والدین کی فرمانبرداری ہی حج نفل سے افضل ہے۔ سرائے بنانا حج نفل سے افضل ہے۔ البتہ صدقہ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ بعض تو صدقہ کو افضل کہتے ہیں۔

اور بعض نے حج نفل کو افضل کہا ہے، تاہم بزاز یہ میں ہے کہ حج نفل کی فضیلت ہی کو ترجیح دی گئی ہے، کیونکہ حج میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسمانی مشقت بھی ہوتی ہے جب کہ صدقہ میں صرف مال خرچ ہوتا ہے جس حج میں وقوف عرفات جمعہ کے دن ہو وہ حج ستر حجوں پر فضیلت رکھتا ہے اور اس حج میں ہر شخص کی بلا واسطہ مغفرت ہوتی ہے، اس بارہ میں اختلافی اقوال ہیں کہ آیا حج کی وجہ سے کبیرہ گناہ ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح کہ جب کوئی حربی کافر اسلام قبول کرنا ہے تو اس کے سب گناہ ساقط ہو جاتے ہیں لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ حج کی وجہ سے حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جس طرح کہ جب کوئی ذی کفر، اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کے ذرے سے حقوق اللہ تو ساقط ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد ساقط نہیں ہوتے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ تمام علماء اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ ہی سے ساقط ہوتے ہیں، محض حج کی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوتے، نیز کوئی بھی عالم حج کی وجہ سے دین (قرض) کے ساقط ہونے کا بھی قائل نہیں ہے۔ خواہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہو جیسے نماز و زکوٰۃ، ہاں ادائیگی قرض یا ادائیگی نماز وغیرہ میں تاخیر کا گناہ ضرور ساقط ہو جاتا ہے لہذا جو علماء کبیرہ گناہ کے ساقط ہو جانے کے قائل ہیں ان کی مراد بھی یہی ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ خود اس کو یا کسی اور کو اس سے تکلیف نہ پہنچے، خانہ کعبہ کا غلاف اور پردہ بنی شیبہ سے خریدنا جائز نہیں ہے ہاں امام سے یا اس کے نائب سے لینا جائز ہے، خانہ کعبہ کے غلاف و پردہ کو لباس میں استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ جنبی (ناپاک) یا حائضہ ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ لے۔ تو اس کو بطور قصاص قتل کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ حرم میں رہے، ہاں اگر قاتل نے حرم ہی میں قتل کا ارتکاب کیا ہو تو اس کو بھی حرم میں مار ڈالنا جائز ہے لیکن خانہ کعبہ کے اندر قاتل کو اس صورت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے جب کہ اس نے خانہ کعبہ کے اندر ہی قتل کا ارتکاب کیا ہو۔ آب زمزم سے استنجا کرنا تو مکروہ ہے لیکن نہانا مکروہ نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے لیکن مدینہ منورہ کی زمین کا وہ قطعہ پاک جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں مطلقاً افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے واجب ہے جسے فراغت میسر ہو! حج فرض کی ادائیگی کی صورت میں حج روضہ اطہر کی زیارت سے پہلے کرنا چاہئے ہاں نفل کی صورت میں اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے کیا جائے چاہے پہلے زیارت کی جائے بشرطیکہ مدینہ راستہ میں نہ پڑتا ہو۔ اگر مکہ کا راستہ مدینہ سے ہو کر گزرتا ہو تو پھر پہلے روئے۔ امیر کی زیارت کرنا ضروری ہے، روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت بھی کرنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسجد نبوی میں ادا کی جانے والی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں ادا کی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ مسجد حرام کا استثناء اس لئے ہے کہ اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز کا ثواب دس لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) حج کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حج کی سعادت عظمیٰ کی توفیق بخشے اور وہ حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے وہ اپنی نیت کو درست کرے کہ اس کے پیش نظر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ادائیگی فرض ہو، کوئی دنیاوی غرض یا نام و نمود کا کوئی ہلکا سا تصور بھی نہ ہو ورنہ سب محنت اکارت جائے گی، پھر اپنے ماں باپ سے اجازت لے کر، اعزہ و احباب سے رخصت ہو کر، سب سے معافی تلافی کر کے اپنے وطن سے کم از کم ایسے وقت روانہ ہو کہ مکہ مکرمہ میں ساتویں ذی الحجہ سے پہلے پہنچ جائے اور ساتویں تاریخ کا خطبہ سن سکے، جب میقات پر پہنچے (ہندوستانیوں کی میقات یلملم ہے) تو احرام باندھے، اگر مفرد ہو تو صرف حج، کا قارن ہو تو حج و عمرہ دونوں کا اور متمتع وہ تو صرف عمرہ کا احرام باندھے، مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹوائے، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرے، حجامت بنوائے، اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو سر منڈائے ورنہ بال درست کرائے اور ان میں کنگھی کرے۔

اگر بیوی ہمراہ ہو تو صحبت کرے، پھر وضو کرے یا نہائے لیکن نہانا افضل ہے اس کے بعد احرام کا لباس پہنے یعنی ایک لنگی باندھے اور ایک چادر اس طرح اوڑھے کہ سر کھلا رہے، یہ دونوں کپڑے نئے ہوں تو افضل ہے ورنہ صاف دھلے ہوئے ہونے چاہئیں، اگر کسی کے پاس دو کپڑے میسر نہ ہوں تو ایک ایسا کپڑا لپیٹ لینا بھی جائز ہے جس سے ستر پوشی ہو جائے پھر خوشبو لگائے، اس کے بعد نیت کرے، اگر قرآن کا ارادہ ہو تو اس طرح کہے۔ دعا (اللہم انی ارید الحج والعمرة فیسرہما لی وتقبلہما منی)۔ اگر تمتع کا ارادہ ہو تو یوں کہے۔ دعا (اللہم انی ارید العمرة فیسرہا لی وتقبلہما منی)۔ اور اگر افراد کا ارادہ رکھتا ہو تو اس طرح کہے دعا (اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی)۔

اگر نیت کے مذکورہ بالا الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں بلکہ دل ہی میں نیت کر لی جائے تو بھی جائز ہے، نیت کے بعد لبیک کہے حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ لبیک کہتے ہی محرم ہو جائے گا، لبیک کے الفاظ یہ ہیں۔ لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک۔ ان الفاظ میں کی نہ کی جائے ہاں زیادتی جائز ہے چنانچہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں جن کے اضافہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لبیک وسعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک والعمل لبیک لبیک اللہ الخلق لبیک۔ بعد ازاں اکثر اوقات آواز بلند لبیک کہتا رہے خصوصاً نماز کے بعد خواہ فرض ہو خواہ نفل نماز، صبح کے وقت، باہم ملاقات کے، بلندی پر چڑھتے یا نشیب میں اترتے وقت، غرضیکہ یہ سفر حج چونکہ نماز کے حکم میں ہے کہ جس طرح نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر تکبیر کہی جاتی ہے اس طرح اس سفر میں ہر حالت کی تبدیلی کے وقت لبیک کہنی چاہئے احرام باندھ لینے کے بعد ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں مثلاً سلعے ہوئے کپڑے جیسے کرتہ، انگرکھا، پاجامہ، فرغل، جبہ، تبا، بارانی موزہ، دست تانہ اور ٹوپی وغیرہ نہ پہنے جائیں، جو کپڑے رنگ دار خوشبو جیسے زعفران وغیرہ میں رنگے ہوئے ہوں وہ بھی استعمال نہ کئے جائیں ہاں دھلنے کے بعد کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو استعمال کرنا جائز ہے، سر اور منہ کسی چیز سے نہ ڈھانکا جائے، جوئیں نہ ماری جائیں، بیوی سے نہ تو صحبت کی جائے اور نہ ان چیزوں کا ارتکاب کیا جائے جو جماع کا باعث بنتی ہیں مثلاً بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ عورت کو ہاتھ لگانا یا اس کے سامنے فحش باتیں یا جماع کا ذکر کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نفس و فجور سے پرہیز کیا جائے کسی کے ساتھ جنگ و جدل سے گریز کیا جائے، صحرائی وحشی جانوروں کا شکار نہ کیا جائے حتیٰ کہ کوئی محرم نہ تو شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکار میں کسی کی اعانت کرے، ہاں دریائی جانوروں مثلاً مچھلی کا شکار درست ہے۔ خوشبو کا استعمال نہ کیا جائے، ناخن نہ کٹوائے جائیں، سر داڑھی بلکہ تمام بدن کے بال نہ کتروائے جائیں نہ منڈوائے جائیں اور نہ اکھاڑے جائیں، سر و داڑھی کے بالوں کو خطمی سے نہ دھویا جائے البتہ محرم نہا سکتا ہے، حمام میں داخل ہو سکتا ہے، گھر اور کجاوہ کے سایہ میں بیٹھ سکتا ہے، ہمیانی (یعنی روپیہ رکھنے والی تھیلی) کمر میں باندھ سکتا ہے اور اپنے دشمن سے دفاعی لڑائی لڑ سکتا ہے۔

احرام کی حالت میں جن جانوروں کو مارنا جائز ہے اور جن کے مارنے کی وجہ سے بطور جزاء نہ دم لازم ہوتا ہے نہ صدقہ دو

یہ ہیں۔ کوا، چیل، سانپ، بچھو، چوہا، چیچری، کچھوا، بھیڑیا، گیدڑ، پتنگا، مکھی، چیونٹی، گرگٹ، بھڑ، مچھر، حملہ آور درندہ اور موذی جانور۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب آجائے تو غسل کرے کہ یہ مستحب ہے پھر دن میں کسی وقت باب المعلیٰ سے مکہ میں داخل ہو اور اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے، مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں لبیک کہتا ہوا اور باب السلام سے داخل ہو اور اس وقت نہایت خشوع و خضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقدس مقام کی عظمت و جلالت کا تصور دل میں رکھے اور کعبہ کے جمال و دریا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر و تہلیل کرتا ہوا حمد و صلوة پڑھتا ہوا حجر اسود کے سامنے آئے اور اس کو بوسہ دے اور بوسہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کو اس طرح اٹھائے جس طرح تکبیر تحریر کے وقت اٹھاتے ہیں، اگر اثر دھام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر چومے۔

اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر دونوں ہتھیلیوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم لے، حجر اسود کے استلام کے بعد حجر اسود کے پاس ہی سے اپنی داہنی جانب سے طواف قدوم شروع کرے، طواف میں سات شوط (چکر) کرے اور ہر شوط کو حجر اسود ہی پر ختم کرتے اور ہر شوط ختم کرنے کے بعد مذکورہ بالا طریقے سے حجر اسود کا استلام اور تکبیر و تہلیل کرے طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے، طواف میں اضطباع کرے اور پہلے تین شطوطوں میں رمل کرے نیز ہر شوط میں رکن یمانی کا ابھی استلام کرے مگر اس کے استلام میں اس کو چومنا نہیں چاہئے طواف ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم کے قریب پڑھے، یہ نماز حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، اگر اثر دھام وغیرہ کی وجہ سے اس نماز کو مقام ابراہیم کے قریب پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر مسجد حرام میں جہاں بھی چاہے پڑھ لے، اس نماز کی پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل هو اللہ کی قرات کرے اور دعا میں جو چاہے اللہ سے مانگے، اس کے بعد چاہے زمزم پر آئے اور زمزم کا پانی پیٹ بھر کر پئے پھر مقام ملتزم میں آئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے مقصد کے لئے دعا مانگے پھر صفا سے مروہ کی طرف اپنی چال کے ساتھ چلے مگر جب وادی بطن پہنچے، تو میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے اور پھر جب مروہ پر چڑھے تو وہی کچھ یعنی تکبیر و تہلیل وغیرہ کرے جو صفا پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان سات شوط کرے، ہر شوط کی ابتداء صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے، یہ بات ذہن میں رہے کہ سعی سے پہلے طواف کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی نے طواف سے پہلے سعی کر لی تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ طواف کے بعد پھر دوبارہ سعی کرے۔ یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ اس سعی، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور رمی جمار کے لئے طہارت (پاکی) شرط نہیں ہے لیکن اولیٰ ضرور ہے جب کہ طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ نیز طواف و سعی کے وقت ٹھہرا رہے اور اس کے دوران نفل طواف جس قدر ہو سکے کرتا رہے، مگر نفل طواف کے درمیان رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے، پھر ساتویں ذی الحجہ کو مسجد حرام میں خطبہ سنے، اس خطبہ میں جو ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے امام حج کے احکام و مسائل بیان کرتا ہے، پھر اگر احرام کھول چکا ہو تو آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے۔

اگر ظہر کی نماز پڑھ کر منیٰ میں پہنچے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، رات منیٰ میں گزارے اور عرفہ کے روز یعنی نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھ کر طلوع آفتاب کے بعد عرفات جائے اگر کوئی آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں نہ جائے بلکہ نویں کو عرفات میں پہنچ جائے تو بھی جائز ہے مگر یہ خلاف سنت ہے۔ عرفات میں بطنِ عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے اترے لیکن جبلِ عرفات کے نزدیک اترنا افضل ہے پھر اسی دن زوال آفتاب کے بعد غسل کرے (جو سنت ہے) اور عرفات میں وقوف کرے (جو فرض ہے اور جس کے بغیر حج ہوتا ہی نہیں) امام جو خطبہ دے اسے سنے اور امام کے ساتھ بشرطِ احرام ظہر و عصر کی نماز ایک وقت میں پڑھے اور جبلِ رحمت کے پاس کھڑا ہو کر نہایت خشوع و خضوع اور تذلل و اخلاص کے ساتھ تکبیر و تہلیل کرے، تسبیح پڑھے، اللہ کی ثنا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے تمام اعزہ و احباب کے لئے استغفار کرے اور تمام متدینی و دنیوی کے لئے دعا مانگے، پھر غروب آفتاب کے بعد امام کے ہمراہ مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور راستہ میں استغفار، لبیک، حمد و صلوة اور اذکار میں مشغول رہے مزدلفہ پہنچ کر امام کے ہمراہ مغرب و عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھے اور رات میں ویر رہے کیونکہ رات میں وہاں رہنا واجب ہے، نیز اس پوری رات میں نماز، تلاوت قرآن اور ذکر و دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے، جب صبح ہو جائے تو (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے اور وہاں وقوف کرے، مزدلفہ میں سوائے بطنِ محسر کے جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے۔

اس وقوف کی حالت میں نہایت الحاج و زاری کے ساتھ اپنے دینی و دنیاوی مقصد کے لئے خداوندِ عالم سے دعا مانگے، آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر لیا جائے، پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب سے پہلے منیٰ واپس پہنچ کر جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ موقوف کر دے، اس کے بعد قربانی کرے پھر سر منڈوائے یہاں کتروائے، اس کے بعد وہ تمام چیزیں جو حالتِ احرام میں ممنوع تھیں، سوائے رفٹ کے، جائز ہو جائیں گی، پھر عید کی نماز منیٰ ہی میں پڑھ کر اسی دن مکہ آجائے اور طواف زیارت کرے، اس طواف کے بعد سعی نہ کرے ہاں اگر پہلے سعی نہ کر چکا ہو تو وہ پھر اس طواف کے بعد سعی کرے، اس کے بعد رفٹ بھی جائز ہو جائے گا طواف زیارت سے فارغ ہو کر پھر منیٰ واپس آجائے اور رات میں وہاں قیام کرے۔

گیارہویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے بایں طور کہ پہلے تو اس جمرہ پر سات کنکریاں مارے جو مسجد خیف کے قریب ہے اور جس کو جمرہ اولیٰ کہتے ہیں اس کے بعد اس جمرہ پر جو اس کے قریب ہے اور جس کو جمرہ وسطیٰ کہتے ہیں سات کنکریاں مارے اور پھر سوار ہو کر پانچواں جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتا رہے، اسی طرح مارہویں تاریخ ہی کو منیٰ سے رخصت ہو گیا تو پھر اس پر تیرہویں تاریخ کو واجب نہیں ہوگی۔ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخوں میں رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہے لیکن تیرہویں تاریخ کو اگر طلوع فجر کے بعد اور زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی کرے تو جائز ہے مگر مسنون زوال آفتاب کے بعد ہی ہے جب کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخوں میں زوال آفتاب سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

آخری دن ری سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہو جائے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے محصب میں اترے، پھر جب مکہ مکرمہ سے وطن کے لئے روانہ ہونے لگے طواف واداع کرے اس طواف میں بھی رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے طواف کے بعد دو رکعت پڑھ کر زمزم کا مبارک پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پیے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد بھرے نیز اس مبارک پانی کو منہ، سر اور بدن پر ملے پھر خانہ کعبہ کی طرف آئے اگر ممکن ہو بیت اللہ کے اندر داخل ہوا اگر اندر نہ جاسکے تو اس کی مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے اور اپنا سینہ اور منہ ملتزم پر رکھ دے اور کعبہ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ پکڑ کر دعا کرے اور روئے اور اس وقت بھی تکبیر و تہلیل، حمد و ثنا اور دعاء استغفار میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کی تکمیل طلب کرے۔ اس کے بعد پچھلے پیروں یعنی کعبہ مکرمہ کی طرف پشت نہ کر کے مسجد حرام سے باہر نکل آئے حج تمام افعال ختم ہو گئے۔

باب الدُّعَاءِ بَعْدَ رَمَى الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگنا

3083 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَلْبَانَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمْرَةَ الَّتِي تَلِي الْمُنْحَرَ مَنْحَرًا مَنَى رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجِمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْبَيْتِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَأْتِي الْجِمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقْبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا. قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

☆ ☆ زہری بیان کرتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے نبی اکرم ﷺ نے جب قربان گاہ کے قریب موجود جمرہ کی ری کر لی وہ قربان گاہ جو منی کے قریب ہے تو آپ ﷺ نے اسے سات کنکریاں ماریں ہر ایک کنکری مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی پھر آپ تھوڑا سا آگے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے اپنے دونوں ہاتھ آپ نے اٹھالیے آپ نے دعا کی اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے پھر آپ دوسرے جمرہ کے پاس تشریف لائے آپ نے اُسے بھی سات کنکریاں ماریں اُسے کنکریاں مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی پھر آپ بائیں طرف ہو گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے دعا کی پھر آپ جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں لیکن آپ اس کے پاس ٹھہرے نہیں۔

زہری کہتے ہیں: میں نے سالم کو یہ روایت اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل

3083- أخرجه البخاري في الحج، باب إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة ويسهل (الحديث 1751 و 1752)، و باب الدعاء عند

الجمرتين (الحديث 1753) تعليقا. و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب إذا رمى جمرة العقبة لم يقف عندها (الحديث 3032).

پھینکی جائیں تو اس طرح بھی رمی ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے۔

جرمہ اولیٰ اور جرمہ وسطیٰ کے پاس ٹھہرنا اور حمد و صلوة اور وہاں دعائیں مشغول ہونا تو ثابت ہے لیکن تیسرے جرمہ یعنی جرمہ عقبیٰ کے پاس ٹھہرنا اور دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور اس کی کوئی وجہ علت منقول نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔

باب مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ رمی جمار کے بعد محرم کے لیے کیا چیز حلال ہو جاتی ہے؟

3084 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُسْرِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ . قِيلَ وَالطِّيبُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَضَمَّنُ بِالْمِسْكِ أَقِطِيبَ هُوَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب آدمی جرمہ کو نکریاں مار لیتا ہے تو خواتین کے علاوہ ہر چیز اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا خوشبو بھی؟ تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو مشک میں بے ہوئے دیکھا تھا تو کیا یہ خوشبو ہوتی ہے (یعنی ایسا کرنا جائز ہے)۔

سوائے عورت کے تمام ممنوعات کی حلت کا بیان

اور اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہوگئی۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے سوائے خوشبو کے کیونکہ وہ جماع کی طرف بلانے والی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہوئی اور یہی دلیل قیاس پر مقدم ہے۔ اور ہمارے نزدیک فرج کے سوا میں جماع حلال نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ یہ عورتوں کے ساتھ شہوت کو پورا کرنا ہے لہذا اس کو پورے حلال ہونے تک مؤخر کیا جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی رمی جرمہ عقبہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور سر منڈوا لیتا ہے یا بال کتر دالیتا ہے تو اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے یعنی بیوی کے ساتھ جماع ان چیزوں کے بعد بھی حلال نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف زیارت سے فراغت کے بعد ہی حلال ہوتا ہے اس روایت کو صاحب مصابیح نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور احمد و نسائی نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمی جرمہ عقبہ کر لی تو سر منڈوانے یا بال کتر دالنے کے بعد اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتر واکر احرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفٹ (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جو احرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے۔

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتر واکر احرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفٹ (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جو احرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے، چنانچہ اس باب میں سر منڈوانے اور بال کتر واکر دونوں چیزوں کا ذکر ہے، اگرچہ عنوان میں صرف سر منڈوانے کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ احرام سے نکلنے کے لئے بال کتر واکر کی بہ نسبت سر منڈانا افضل ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈایا ہو۔

حاجی سے سلام لینے اور دعا مانگوانے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرنے کو کہو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اور یہ اس لئے کہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، ۱۰۷۷)

جیسا کہ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے حاجی مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں جس وقت کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کے چالیس روز بعد تک ایسے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ زمانہ میں دستور تھا اور اب بھی ہے کہ جب حجاج اپنے گھر واپس آتے تھے تو لوگ ان کے استقبال کے واسطے جایا کرتے تھے اور ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ چونکہ اس شخص کی مغفرت ہو چکی ہے اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس سے مل کر مصافحہ کریں پھر اس کے کہ وہ دنیا میں ملوث ہو جائے تاکہ ہم کو بھی ان سے کچھ فیض پہنچے۔

اگرچہ آج کل یہ غرض کم اور نام و نمود کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی حاجی سے سلام و مصافحہ کرنے کے لئے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس وقت تک دنیا میں ملوث اور اپنے اہل و عیال میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ اس وقت تک وہ اللہ کے راستہ ہی میں ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک و صاف ہوتا ہے اور اس صورت میں حاجی چونکہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس سے اپنے لئے مغفرت و بخشش کی دعا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور تمہیں مغفرت و بخشش سے نوازے۔

علاء لکھتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا، جہاد کرنے والا اور دینی طالب علم بھی حاجی کے حکم میں یعنی جب یہ لوگ لوٹ کر اپنے گھر آئیں تو ان سے بھی گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام و مصافحہ کیا جائے اور دعاء بخشش و مغفرت کی درخواست کی جائے کیونکہ یہ لوگ بھی مغفور ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے

والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ الصالح، جلد دوم، رقم الحدیث، ۱۰۷۵)

شرح سنن نسائی کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد لله! آج بروز پیر ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بہ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو شرح سنن نسائی کی تیسری جلد مکمل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ دین و دنیا کی بھلائی نصیب کرے۔ اے اللہ! معاف فرما میری خطا کو میری نادانی کو (یعنی جن چیزوں کو جاننا یا ان پر عمل کرنا واجب تھا اور میں نے ان کو نہیں جانا اسے معاف فرما) کاموں میں میری زیادتی کو اور اس گناہ سے جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ اے اللہ! معاف فرما میرے اس برے کام کو جسے میں نے قصداً کیا ہے، اس کام کو جسے میں نے ہنسی دل لگی میں کیا ہو اور اس کام کو جسے میں نے دانستہ یا نادانستہ کیا ہو اور یہ سب باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ بخشش فرما میرے ان گناہوں کو جو میں نے پہلے کئے ہیں ان گناہوں کی جو (بالفرض والتقدیر) بعد میں ہوں گے۔ ان گناہوں کی جو پوشیدہ سرزد ہوئے ہوں ان گناہوں کی جو کھلم کھلا کئے ہوں اور ان گناہوں کی جن کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو ہی (جس کو چاہے اپنی توفیق کے ساتھ اپنی رحمت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور تو ہی) جس کو چاہے اپنی رحمت سے پیچھے ڈالنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر، قاری، مؤلف، کاتب وغیرہ کے گناہوں کی بخشش کا سبب فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہمارے لئے سعادت دارین بنائے۔ آمین،

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور

15

جلد پنجم مکمل

فیوضات النصوص
تشریحات الحلیہ

المفت

شرح حلیہ

مکمل

15

جلدیں

تصنیف
میرزا حسن علی خانتحریر
مولانا رفیع علی خاں

2

جلدیں مکمل

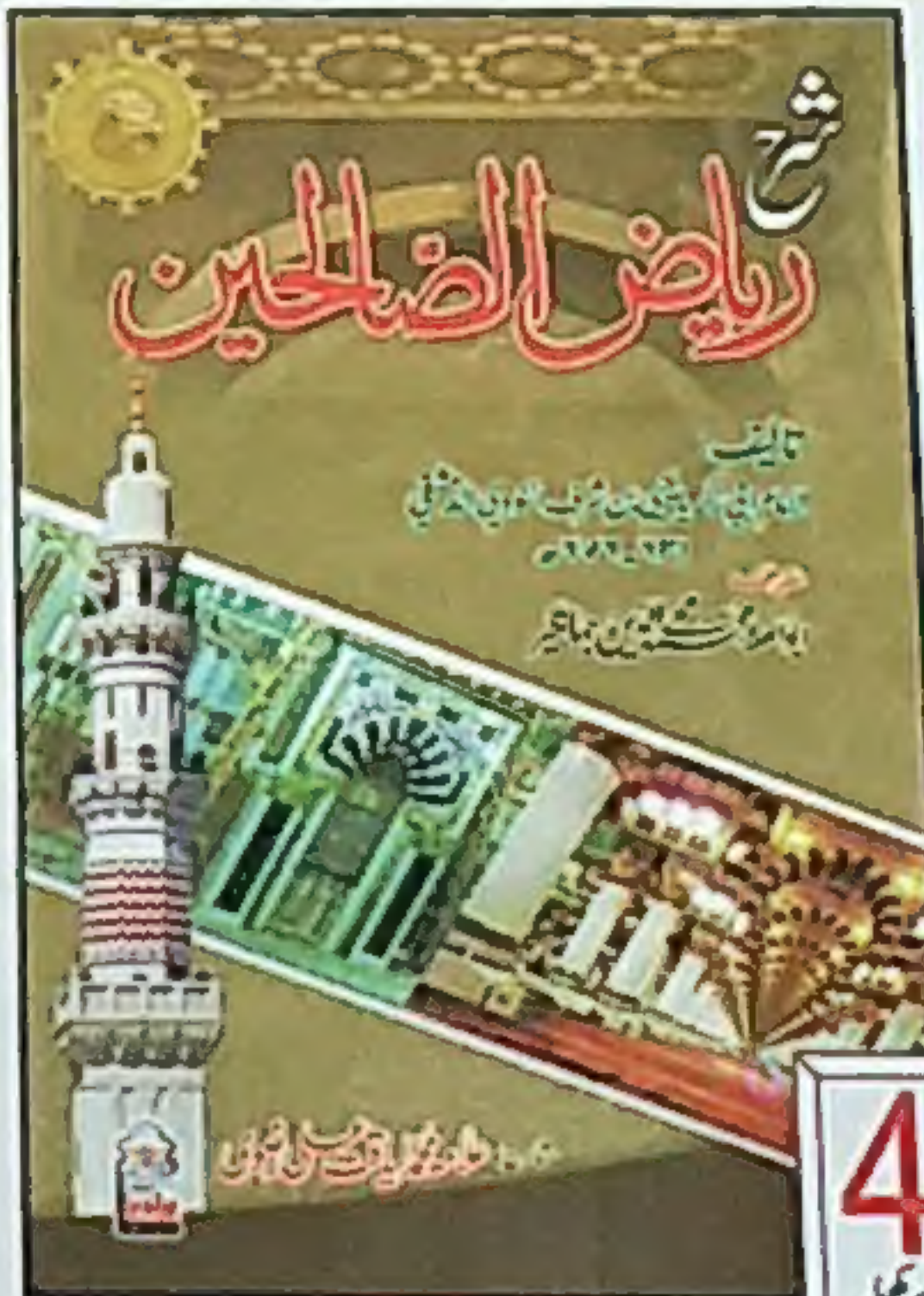
ترجمہ کی مشہور کتاب مفسر احمدی کا ترجمہ
مستوفی سال ہجرت ۱۴۱۱ھ کی خدمات کے ساتھشرح قدوسی
توضیح مذاہب اربعہ

1

ترجمہ
مولانا رفیع علی خاںتصنیف
مولانا رفیع علی خاں

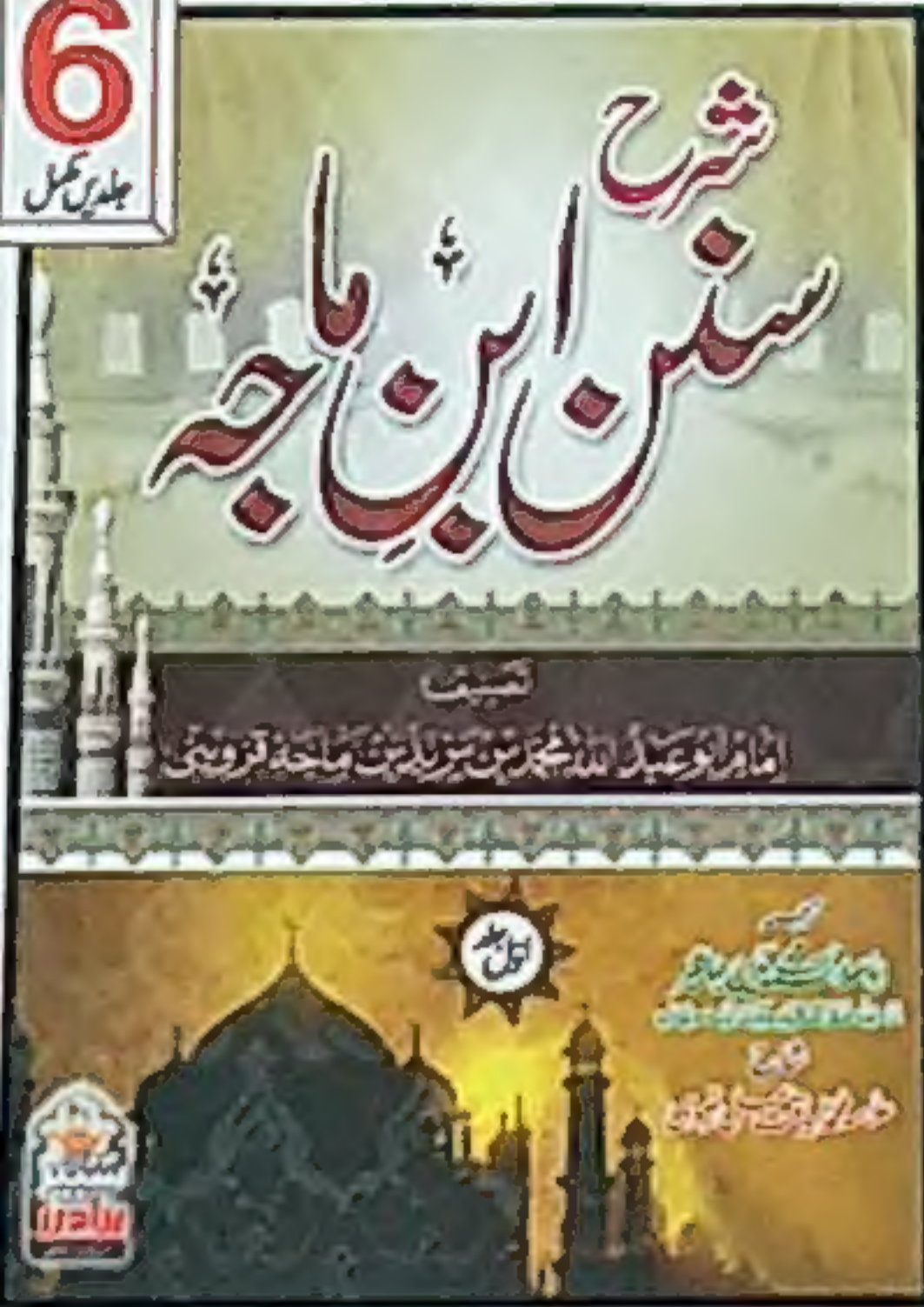
4

جلدیں مکمل

شرح
ریاض الضالمینتالیف
امام ابو نعیم ابراہیم بن علی بن ابی حمزہ
۳۴۵ھ - ۴۲۸ھ
ترجمہ
مولانا رفیع علی خاںترجمہ
مولانا رفیع علی خاں

6

جلدیں مکمل

شرح
سنن ابن ماجہتصنیف
امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن صالح قزوینیترجمہ
مولانا رفیع علی خاں

خبریں

مسلم اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

واپس حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>